صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر 13 - اکتوبر 1997ء
(دوشنبہ '10-جمادی الثانی 1418ھ)

جلد '6 شمارہ '1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر 13 - اکتوبر 1997ء
(جلد 6 بشمول شمارہ جات 1 تا 16)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 1
چیئرمینوں کا پینل ---------------- 2
قائد حزب اختلاف منتخب ہونے پر جناب سعید احمد خان منیس کو مبارک باد ---------------- 2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی) ---------------- 4
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------------- 46
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------------- 65

صفحہ

نوٹس برائے طلبی توجہ۔

بہاول پور میں دہشت گردوں کے ہاتھوں پولیس اہل کاروں کی شہادت ---------- 73

استحقاق۔

ڈی ایچ او راولپنڈی کا ایم پی اے سے غیر شائستہ رویہ ---------- 83
۔۔۔روزنامہ "خبریں" کی طرف سے ایم پی اے کی ساکھ تباہ کرنے کی کوشش ---------- 90
۔۔۔ایم پی اے سے ٹیلی فون پر دھمکی آمیز لہجے میں بات کرنا ---------- 97

تحاریک التوائے کار۔

امتحانی بورڈ فیصل آباد کی بد انتظامیوں کے باعث محنتی طالب علموں میں مایوسی ---------- 100
۔۔۔گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال [illegible] اور دیگر سہولیات کی عدم دستیابی ---------- 101
۔۔۔دریائے چناب کے کٹاؤ سے شدید نقصانات ---------- 106
۔۔۔سیلاب کے نام پر کروڑوں روپے کے گھپلے ---------- 107
مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا ---------- 113
۔۔۔مجالس قائمہ کی تشکیل ---------- 113

مسودات قانون (ہنگامی قوانین جو پیش کیے گئے)

ہنگامی قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی پنجاب، مجریہ 1997ء ---------- 114
۔۔۔ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور، مجریہ 1997ء ---------- 114
۔۔۔ہنگامی قانون (ترمیم) شہروں کی ترقی پنجاب، مجریہ 1997ء ---------- 115
۔۔۔ہنگامی قانون (تنسیخ) سیکرٹریٹ الاؤنس پنجاب، مجریہ 1997ء ---------- 115

اسلامی نظریاتی کونسل 1996ء کی رپورٹ ---------- 117

حکمت عملی کے اصولوں کی پاس داری اور ان پر عمل درآمد کی رپورٹ بابت سال 1994ء ---------- 117

مالیاتی حسابات/مد بندی حسابات اور سال 94-1993ء کے لیے آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ ---------- 118

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث ---------- 118

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the onstitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, SHAHID HAMID, *overnor* of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the unjab to meet on Monday, the 13th October, 1997 at 4.00 P.M. in the ssembly Chambers, Lahore.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

پیر' 13 - اکتوبر 1997ء

(دو شنبہ 10 - جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام ساڑھے چار بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ
يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

سورۃ الاحزاب آیت 41 تا 47

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو' اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو' وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے۔ اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اللہ مومنوں پر مہربان ہے۔ جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ اللہ کی طرف سے سلام ہوگا۔ اس نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن اور مومنوں کو خوش خبری سنا دو کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ o

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر: سب سے پہلے سیکرٹری اسمبلی اس اجلاس کے لیے Pannel of Chairmen کا اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدرنشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:

1۔	راجہ محمد خالد خان	2۔	چودھری محمد اعظم چیمہ
3۔	چودھری طالب حسین	4۔	سید مسعود عالم شاہ

قائد حزب اختلاف منتخب ہونے پر جناب سعید احمد خان منیس کو مبارک باد

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اور آپ کی وساطت سے میں جناب سعید احمد خان منیس صاحب کو قائد حزب اختلاف کا منصب سنبھالنے پر حکومتی بنچز کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میری طرف سے بھی سعید احمد خان منیس صاحب کو قائد حزب اختلاف کا منصب سنبھالنے پر بڑی مبارک ہو۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے پورے حکومتی بنچز کی طرف سے مبارک باد دی ہے۔ جو جمہوری روایات ہیں، حکومت اور اپوزیشن کا جو کام ہے اور جس انداز سے ہمیں اس ہاؤس کو چلانا چاہیے ان شاء اللہ تعالیٰ میں کوشش کروں گا کہ اپنے رفقائے کار اور باقی ساتھی جن کا تعلق حکومتی بنچز سے ہے ہم سب ایک اچھا ساتھ نبھائیں اور اس ایوان میں ایسی روایات قائم کریں جن کو آئندہ آنے والی اسمبلیاں اچھے الفاظ سے یاد کریں۔ جناب سپیکر! میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پریس گیلری سے صحافی حضرات گیلری میں

تشریف لا کر واپس چلے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے پوچھنا چاہیے کہ کیا مسئلہ ہے، کیونکہ پریس گیلری خالی پڑی ہے۔

جناب سپیکر، ان کا ویج بورڈ ایوارڈ کا کوئی مسئلہ ہے۔ اس کے لیے انھوں نے پانچ منٹ کے لیے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔ آپ اگر چاہتے ہیں تو پانچ منٹ سے پہلے ہی انھیں واپس لے آئیں۔ تو ایس اے حمید صاحب! آپ تکلیف کریں اور ان کو جا کر واپس لے آئیں۔ پیر بنیامین صاحب! آپ بھی ساتھ چلے جائیں۔

وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلقہ سوالات ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اگر آپ کی اجازت ہو تو سپیکر صاحب سے ایک سوال کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اسی اسمبلی میں متفقہ طور پر اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا کہ جو یہاں اسمبلی کے attendants ہیں ان کے سر سے پگڑی ہٹا دی جائے۔ آج ہم اس اجلاس کی ابتدا میں دیکھ رہے ہیں کہ پھر انھوں نے پگڑیاں پہنی ہوئی ہیں۔ کیا یہ آپ کے حکم کے تحت ہوا ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں سردار صاحب! یہ میرے ہی حکم سے ایسا ہوا ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ماشاء اللہ کتنے سمارٹ نظر آ رہے ہیں۔ پگڑی کے بارے میں خواہ مخواہ ہی اس وقت لاہور کے ایک ممبر بھٹی صاحب نے ایک ایسا سوال اٹھایا تھا جس کا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مقصد نہ تھا۔انھوں نے کہا کہ یہ پگڑی تو پنجاب کی آن ہے، شان ہے۔ تو ٹھیک ہے آن ہے، شان ہے اور attendants نے بھی پگڑی سر پہ ہی رکھی ہوئی ہے۔ یہ آن اور شان سر پر ہی ہے اور اس سے اسمبلی کی آن اور شان میں اضافہ ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ بھی تائید کریں گے کہ یہ اچھا لباس ہے اور پنجاب کے حوالے سے پگڑی ہونی چاہیے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ہم آپ کے ہر فیصلے کی تائید بھی کریں گے اور تعریف بھی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر. مہربانی، شکریہ۔ تو وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے اور مقامی حکومت و دیہی ترقی کا محکمہ ہے۔سید محمد عارف حسین شاہ صاحب کا سوال ہے۔ لیکن شاہ صاحب تو اب پارلیمانی سیکرٹری ہوگئے ہیں' اس لیے ان کی طرف سے سوال نہیں آ سکتا۔ اگر ان کے ایماء پر کوئی کرنا چاہے تو کر لے۔ چونکہ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری صاحب کا notification ہو چکا ہے اس لیے اب وہ سوال تو نہیں کر سکتے۔

سید محمد عارف حسین شاہ بخاری: جناب والا! مجھے اُس وقت اس بات کا علم نہ تھا۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 21۔

دکانیں کرایہ پر نہ دینے کی وجوہ

*21۔ **سید محمد عارف حسین شاہ بخاری**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپلٹی حافظ آباد نے سول ہسپتال کے سامنے دکانیں تعمیر کی تھیں مگر کئی سال گزرنے کے باوجود انہیں کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(ب) مذکورہ دکانوں کی تعمیر کب مکمل ہوئی تھی اور ان پر کتنے اخراجات اٹھے تھے۔

(ج) کب تک ان دکانوں کو کرایہ پر دے دیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے۔ پانچ عدد دکانوں میونسپل کمیٹی حافظ آباد نے 1980-81 میں سول ہسپتال کے سامنے تعمیر کی تھیں۔ مگر اراضی دکانات کو متروکہ ٹرسٹ پراپرٹی بورڈ پاکستان نے اپنی ملکیت قرار دے دیا تھا جس کے خلاف بلدیہ عدالت دیوانی اور عدالت سیشن جج صاحب سے مقدمہ ہار چکی ہے۔ اب نظر ثانی کے درخواست نمبر 89۔ڈی۔1150 سی۔ آر عدالت عالیہ لاہور میں مورخہ 26-08-89 کو سماعت کے لیے منظور ہو چکی ہے۔

(ب) پانچ دکانوں کی تعمیر 1980-81، میں مکمل ہوئی تھی اور ان پر مبلغ 91,913 40 روپے لاگت آئی تھی۔

(ج) معاملہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے اور عدالت عالیہ نے پوزیشن جوں کی توں رکھنے کا حکم

صادر فرمایا ہے۔ لہٰذا بعد از فیصلہ عدالت عالیہ مزید کارروائی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال؟------ کوئی نہیں۔ اگلا سوال بھی سید محمد عارف حسین شاہ صاحب کا ہے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 24 ۔

سڑکوں پر استادہ درختوں کی دیکھ بھال

*24۔ سید محمد عارف حسین شاہ بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا ضلع کونسل حافظ آباد کی ملکیتی سڑکوں پر استادہ درختوں کی دیکھ بھال اور نئی شجر کاری کا کوئی انتظام ہے؟

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل(مع تعداد درختاں) کیا ہے اور اگر جواب نہ میں ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جی ہاں۔ انتظام ہے۔

(ب) ضلع کونسل حافظ آباد مورخہ 01-07-93 کو معرض وجود میں آئی اور 23 بیلدار ایک میٹ ضلع کونسل گوجرانوالہ سے ضلع کونسل حافظ آباد کے لیے منتقل ہوئے۔ ان کی ڈیوٹی میں درختوں کی دیکھ بھال اور نئی شجرکاری شامل ہے۔ ضلع کونسل گوجرانوالہ سے موصول ہونے والے ریکارڈ کے مطابق درختوں کی کل تعداد 1254 ہے۔ ضلع کونسل حافظ آباد نے حال ہی میں موضع سوئیانوالہ میں دو ایکڑ اراضی پر نرسری تعمیر کی ہے جس میں سب سے پہلے مرحلہ میں 3500 عدد پودے لگائے گئے ہیں اور ان کی دیکھ بھال کے لیے ایک عدد مالی اور دو بیلداروں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے اور نرسری بہتر حالت میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟------ کوئی نہیں۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ یہ سوال چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کا ہے۔ یہ بھی پارلیمانی سیکرٹری(قانون) بن گئے ہیں۔

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 47 ۔

ضلع کونسل گوجرانوالہ کے ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*47۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک ضلع کونسل گوجرانوالہ نے حلقہ پی پی 78 میں کون کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے تھے۔ ان منصوبوں کے نام بمعہ مختص کی گئی رقم کتنی تھی۔

(ب) ٹھیکے دار / فرموں کا نام اگر فرموں نے کام شروع کیے ہوں تو شراکت داروں کے نام بتائے جائیں۔

(ج) منصوبہ جات کی تکمیل کی تاریخ مع ان منصوبہ جات کے لیے کتنا وقت مقرر کیا گیا تھا۔

(د) آیا تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اگر نہیں تو اس کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور ان منصوبہ جات کے ٹھیکے داروں کو کتنی رقوم ادا کی گئی ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) ضلع کونسل گوجرانوالہ نے سال 1993ء سے سال 1996ء تک حلقہ پی پی 78 میں 165 مختلف منصوبہ جات شروع کیے جن کا کل تخمینہ لاگت مبلغ 4 کروڑ 33 لاکھ 21 ہزار روپے ہے۔ منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ٹھیکے داروں کے نام اور کام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) منصوبہ جات کی تفصیل بمعہ تاریخ تکمیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 133 منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں 32 منصوبہ جات مقررہ مدت کے دوران مکمل نہ ہو سکے جس پر متعلقہ ٹھیکے داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے بعد ان کے ٹھیکے منسوخ کر دیے گئے ہیں اور ان کے حرجہ و خرچہ پر دوبارہ ٹینڈر طلب کیے جا رہے ہیں۔ نامکمل منصوبوں پر جتنا کام مکمل ہوا ہے اس کی ادائیگی مبلغ 55 لاکھ روپے متعلقہ ٹھیکے داروں کو کی گئی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس کا جواب بہت لمبا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟----- کوئی نہیں۔ اگلا سوال بھی چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: ان کے ایماء پر سوال نمبر 48۔

حلقہ پی پی 87 میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*48۔چودھری شاہد اکرم بھنڈر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے حلقہ پی پی 87 گوجرانوالہ میں کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات شروع کیے تھے۔

(ب) منصوبوں کے نام مع مختص کی گئی رقوم اگر دیہہ کی گلیوں کی فرش بندی ہو چکی ہو تو ان دیہات اور گلیوں کے نام بتائے جائیں۔

(ج) ٹھیکے دار اور فرم کا نام جنھیں تعمیراتی منصوبے سونپے گئے۔ اگر فرموں کو سونپے گئے تو فرم کے شراکت داروں کے نام بتائے جائیں۔

(د) منصوبہ جات کی تکمیل کی تاریخ مع ان کے لیے مختص کردہ وقت اور ادا شدہ رقم جتائی جائے۔

(ر) آیا تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں، اگر نہیں تو اس کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں نیز ایسے منصوبہ جات والی فرموں/ٹھیکے داروں کو کتنی رقوم ادا کی گئی ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے ضلع کونسل گوجرانوالہ کے ذریعے سال 1993ء سے 1996ء کے دوران حلقہ پی پی 87 میں کل 26 منصوبہ جات شروع کیے تھے ان منصوبوں کے لیے رقوم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سپیشل پروگرام برائے مقامی ترقی کے تحت دی تھی۔ منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مبلغ 50 لاکھ روپے مہیا کیے گئے تھے۔جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ٹھیکے داروں کے نام اور کام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل، مختص کردہ مدت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ادا شدہ رقم 48 لاکھ 63 ہزار روپے ہے۔

(ر) 23 منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں۔ 3 منصوبہ جات مقررہ مدت کے دوران ختم نہ ہو سکے۔ جس پر متعلقہ ٹھیکے داروں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے بعد ان کے کام کینسل کر دیے گئے۔ زیرتکمیل منصوبہ جات پر ایک لاکھ 38 ہزار روپے کی ادائیگی کی گئی ہے جبکہ ان 3 منصوبوں کی کل مالیت 2 لاکھ 75ہزار روپے ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! گزارش ہے کہ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟ ---- کوئی نہیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 62۔

ضلع کونسل کے ناقص منصوبہ جات

*62۔ **راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل راولپنڈی کے درج ذیل منصوبے ناقص طریقے سے بنائے گئے اور وسیع پیمانے پر ان میں خورد برد کی گئی ہے۔

1۔ تعمیر لنک روڈ ڈھونگ گاؤں تا ڈھوک بابا نور

2۔ تعمیر لنک روڈ رئیاں گورسیاں

3۔ تعمیر لنک روڈ سید گاؤں تا کسراں

4۔ تعمیر لنک روڈ موہڑا شیرا

5۔ تعمیر راستہ کھرالی کھینگر

(ب) کیا حکومت اس کی انکوائری کرانے اور جن لوگوں نے قومی دولت کا ضیاع کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ درج ذیل منصوبہ جات ضلع کونسل راولپنڈی سے متعلقہ ہیں اور ان کی تعمیر تصریحات کے مطابق کرائی گئی۔

1۔ تعمیر لنک روڈ ڈھونگ گاؤں تا ڈھوک بابا نور کا ابتدائی تخمینہ 5 لاکھ روپے تھا اور مذکورہ کام کی چلت ادائیگی -/97,167 روپے کی گئی ہے۔

2۔ تعمیر لنک روڈ رئیاں گورسیاں مبلغ 5 لاکھ روپے سے مکمل ہو گئی ہے۔

3۔ تعمیر لنک روڈ سید گاؤں تا کسراں کا ابتدائی تخمینہ 5 لاکھ روپے تھا۔ کام تصریحات کے مطابق مکمل ہو گیا ہے۔ لیکن ٹھیکے داروں کو فائنل بل کی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔

4۔ تعمیر لنک روڈ موہڑہ شیرا مبلغ 5 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہو چکی ہے۔

5۔ تعمیر راستہ کھرالی کھینگر کا ابتدائی تخمینہ 2 لاکھ روپے تھا کام مذکورہ کی چلت ادائیگی کی گئی ہے جو کہ مبلغ -/1,70,000 روپے ہے۔ مذکور کام کی نالیوں کا کام باقی ہے۔ مزید کام کروانے کے لیے پانچ لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ تجاویز برائے اے۔ڈی۔پی سال 97-1996ء میں شامل ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر الف میں جتایا گیا ہے کہ کام تصریحات کے مطابق جاری ہے اور کاموں کے مکمل ہونے کے بعد ادائیگیاں بعد از پڑتال کی گئی ہیں۔ تاہم محکمہ ہذا نے ان تمام منصوبوں کی پڑتال کے لیے انکوائری کے احکامات جاری کیے ہیں اور انکوائری رپورٹ آنے پر کسی بھی خرابی کے ذمہ دار اہل کاران کے خلاف متعلقہ قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر قانون، جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ جیسا کہ جز(ب) میں محکمہ نے کہا ہے کہ تاہم محکمہ ہذا نے ان تمام منصوبوں کی پڑتال کے لیے انکوائری کے احکامات جاری کیے ہیں اور انکوائری رپورٹ آنے پر کسی بھی خرابی کے ذمہ دار اہل کاران کے خلاف متعلقہ قانون کے تحت کارروائی کی جائے گی" تو میرے خیال میں جب تک یہ انکوائری مکمل ہو کر اس کی رپورٹ ایوان میں نہیں آتی اس وقت تک اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، کیوں جی راجہ صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! انکوائری کی رپورٹ آ چکی ہے اور اس انکوائری کی رپورٹ کی روشنی میں مورخہ 20۔ اگست 1997ء کو محکمہ نے کمشنر راولپنڈی کو کارروائی کے لیے متعلقہ اہل کار کے متعلق لکھ دیا ہے اور ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر قانون، جی ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، رپورٹ کی کاپی مجھے مہیا کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر، رپورٹ آ گئی ہے اور اس کی کاپی راجہ صاحب کو مہیا کر دی جائے۔

وزیر قانون، جی کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 63 ۔

تحصیل گوجر خان میں سڑکوں کی تعمیر

*63۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ رورل ڈویلپمنٹ راولپنڈی نے تحصیل گوجر خان میں درج ذیل سڑکیں تعمیر کی تھیں۔

1۔ پوٹھی بخیال روڈ 2۔ پھونگل بندوث روڈ 3۔ چک دولت پنڈ بالا روڈ

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سڑکوں کو تعمیر ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور آج تک ان کی مرمت کے لیے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے ان کی حالت انتہائی خراب ہے۔

(ج) کیا حکومت ان سڑکوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک ان سڑکوں پر کام شروع کر دیا جائے گا

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جی یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ راولپنڈی نے تحصیل گوجر خان میں یہ سڑکیں تعمیر کی ہیں۔

(ب) مذکورہ سڑکات ضلع کونسل کے دائرہ کار میں تھیں۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے ان کو حکومت کی ہدایات کے مطابق صرف تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد ان کی دیکھ بھال و مرمت ضلع کونسل کی ذمہ داری ہے۔ ضلع کونسل نے واضح کیا ہے کہ رواں مالی سال 97-1996ء میں مذکورہ سڑکات کے لیے کوئی فنڈز مختص نہ کیے گئے ہیں۔(اس ضمن میں ضلع کونسل کا سرٹیفکیٹ لف ہے)۔

(ج) ان سڑکوں کی مرمت ضلع کونسل کی ذمہ داری ہے۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے تمام لوکل کونسلوں کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنا ترقیاتی پروگرام عوامی نمائندوں سے

صلاح مشورے کے بعد ترتیب دیں۔

FROM

A-D-L-G OFFICE RAWALPINDI

عنوان، اسمبلی سوال نمبر 63 ازاں راجہ جاوید اخلاص صاحب ایم پی اے

ضلع کونسل راولپنڈی نے اپنے رواں مالی سال کے بجٹ 97- 1996ء میں درج ذیل(3) تین سڑکات کے لیے کوئی فنڈز مختص نہ کیے ہیں۔

1۔ پوٹھی ۔بخنیال روڈ۔

2۔ بھونگل بندوٹ روڈ۔

3۔ چک دولت پنڈ بالا روڈ۔

جناب سپیکر، یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔اس میں کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ ان سڑکوں کو تعمیر ہونے دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس پورے عرصے میں مرمت کے لیے کوئی فنڈ جاری نہیں کیے گئے۔ تو کیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرائیں گے کہ ان کی خستہ حالی کے پیش نظر فنڈز مختص کروانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سڑکیں محکمہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈویلپمنٹ نے بنائی تھیں جبکہ یہ سڑکیں ضلع راولپنڈی کی ملکیت تھیں۔ تعمیر کرنے کے بعد ان سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بنیادی طور پر ضلع کونسل راولپنڈی کی ہے۔ سوال کی روشنی میں ہم نے ضلع کونسل راولپنڈی سے اس بات کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں کہ آیا انھوں نے 97-1996ء کے بجٹ میں ان سڑکوں کی مرمت کے لیے کوئی فنڈ مختص کیے ہیں یا نہیں۔ انھوں نے جواب نفی میں دیا کہ موجودہ مالی سال میں انھوں نے ان کی مرمت کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے لیکن چونکہ اس وقت ہمارے ضلع کونسل کے ادارے معرض وجود میں نہیں ہیں اس لیے اب ضلع کونسلیں اپنی ADP منتخب ممبران اسمبلی کی مشاورت سے بنا رہی ہیں۔ تو میری فاضل رکن سے استدعا ہوگی کہ وہ ضلع کونسل کو ان کی مرمت کے لیے تجویز دیں ان شاء اللہ تعالیٰ ضلع کونسل ان کی تجویز پر غور کرے گی۔ شکریہ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں جو تجاویز دوں گا تو کیا وزیر موصوف محکمے کی طرف سے بھی ضلع کونسل کو ہدایات جاری کریں گے کہ ان سڑکوں کو ترجیح دی جائے؟

جناب سپیکر، یہی انھوں نے کہا ہے کہ ان کی ترجیحات کے اوپر کام کیا جائے گا۔

وزیر قانون، جی میں ہدایات دوں گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ راجہ صاحب کو معلوم ہے کہ جو ضلع کونسل کے انجینئر سڑکیں بناتے ہیں اور کچھ اے ڈی ایل جی کے ماتحت افسران انجینئر بناتے ہیں اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو لوکل کونسل کے افسران سڑکیں بناتے ہیں ان کے لیے ضلع کونسل کبھی بھی فنڈز نہیں رکھتی۔ ہمارے ضلع میں تو کبھی بھی نہیں رکھے گئے اور ان سڑکوں کی حالت اتنی خراب ہو چکی ہے کہ اب وہ چلنے کے قابل نہیں رہیں۔ کیا راجہ صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ اس کے لیے تمام پنجاب کے لیے کوئی پالیسی یا ہدایات دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ تمام سڑکیں جو لوکل کونسل بناتی ہے یا ضلع کونسل بناتی ہے ان کی مرمت کی جائے اور ان کی دیکھ بھال کی جائے؟

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سعید اکبر خان، میرا یہ سوال ہے کہ لوکل کونسل کی سڑکیں اے ڈی ایل جی کے ماتحت انجینئر بناتے ہیں ان کی دیکھ بھال ضلع کونسل نہیں کرتی کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم نے نہیں بنائیں۔ وہ take over بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کی مرمت کے لیے فنڈز مہیا نہیں کرتے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا ان کے لیے فنڈز مہیا کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ جنرل بات کر رہے ہیں یا specific؟

جناب سعید اکبر خان، اسی سے متعلقہ سوال ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا سوال متعلقہ تو نہیں ہے۔ بہر حال' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! گو یہ بات اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ عرض کروں گا کہ اس وقت موجودہ حکومت نے تمام ضلع کونسلوں کو یہ ہدایت جاری کی ہے کہ وہ اپنے بجٹ کا ایک مخصوص حصہ مرمت کے لیے مختص کریں اور اس وقت جو ابھی رواں مالی سال جا رہا ہے اس میں

بھی ضلع کونسلوں نے اپنی سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے فنڈ مختص کیے ہیں اور مرمت کا کام جاری ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس میں ویسے بھی کچھ دقت ہے کہ جو پرانی سڑکیں لوکل گورنمنٹ کی بنی ہیں وہ کئی دفعہ کہتے ہیں کہ یہ ضلع کونسلز کو ٹرانسفر نہیں ہوئیں۔ لیکن وہ تو اگر کوئی خاص سڑک سامنے آئے تو پھر ہی آپ کو پتا چلے گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے بھی یہ سوال ہاؤس میں اٹھایا گیا تھا اور ہم نے اسی ہدایت کی پیش نظر محکمے کو یہ ہدایات دی تھیں کہ وہ مرمت کے لیے فنڈز رکھے اور آپ کے حکم کے مطابق دوبارہ یہ ہدایت جاری کر دیتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، نہیں - کیا آپ کا ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میری بات سن لیں کہ آپ نے یہ جو کتابوں کا بنڈل دیا ہے اس کو ہاؤس کے 80 فی صد لوگ نہیں پڑھ سکتے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ وہ انگریزی----

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب! ابھی اس کی باری آتی ہے تو بات کرتے ہیں۔ ٹھہرکر اس کی باری آرہی ہے ابھی یہ lay نہیں ہوئے۔ آپ ذرا تشریف رکھیں جب یہ موقع آئے گا تو اس وقت آپ بات کریں۔

چودھری محمد صدیق سالار، انگریز چلے گئے ہیں لیکن انگریزی نہیں گئی-----

جناب سپیکر، ابھی موقع آئے گا تو اس وقت بات کریں۔اگلا سوال ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 96 It should be taken as read جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا---

جناب سپیکر، پہلے راجہ صاحب کو تو کچھ کہنے دیجیے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جی' پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے لائسنس فیس کی تفصیل

*96۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال97-1996ء کے لیے میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کا بورڈ رینٹ / لائسنس فیس ہر دو شعبہ جات کی وصولی کا ٹھیکہ کس کس کے نام ہے۔

(ب) کیا مذکورہ ٹھیکے داروں سے مجوزہ شرائط اور معاہدے کے تحت بنک گارنٹی لی گئی تھی اگر لی گئی تھی تو ہر بنک گارنٹی کی تاریخ اور رقم بتائی جائے۔

(ج) کیا متعلقہ ٹھیکے دار ایک حاصل شدہ ٹھیکہ شکمی طور پر کسی اور کو دے سکتا ہے؟

(د) کیا ٹھیکے دار وصولی بورڈ رینٹ / لائسنسنگ فیس بابت سال97-1996ء کی باقاعدہ اقساط مجوزہ شرائط اور معاہدے کے تحت جمع کروا رہا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل مع تاریخ بتائی جائے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ر) ان ٹھیکہ جات میں متعلقہ ٹھیکے دار نے کارپوریشن سے کتنی تعداد میں کتب وصولی (رسیدات) حاصل کیں، تفصیل نمبر وار بتائی جائے۔

(س) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکے داران ہر دو ٹھیکہ جات کی وصولی فیس اپنی طرف سے جاری کردہ لائسنس فارم پر وصول کر رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال97-1996ء کے لیے بورڈ رینٹ کا ٹھیکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور میں مورخہ 12-6-96 کو بذریعہ نیلام عام مسٹر طاہر اسحاق کو دیا تھا۔ سال 97-1996ء کے لیے لائسنس فیس کا ٹھیکہ بلدیہ عظمیٰ لاہور نے مورخہ 12-6-96 کو بذریعہ نیلام عام مسٹر محمد ریاض کو دیا تھا۔

(ب) ٹھیکے دار نے بورڈ کے ٹھیکے کی مطلوبہ بنک گارنٹی مبلغ -/36,90,000 روپے کی بجائے مبلغ -/18,45,000 روپے دی جو کہ معاہدہ کے مطابق 1/2 کی بجائے 1/4 دی گئی۔ اس طرح لائسنس فیس کی کل بنک گارنٹی مبلغ -/76,50,000 روپے کی بجائے مبلغ -/38,25,000 روپے دی گئی۔ بمطابق معاہدہ بنک گارنٹی 1/2 کی بجائے 1/4 حاصل کی گئی۔ اس بے قاعدگی کی ذمہ داری ٹیکسیشن آفیسران میاں نواب دین، مسعود محمود تمنا اور محمد عالم پر عائد ہوتی ہے جن کے خلاف تادیبی کارروائی پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ میں زیر غور ہے۔

(ج) معاہدہ کے مطابق ٹھیکے دار حاصل شدہ ٹھیکہ شکمی طور پر کسی کو نہ دے سکتا ہے۔

(د) ہر دو ٹھیکے داران بورڈ رینٹ/لائسنس فیس معاہدہ کی رو سے جولائی 1996ء سے فروری 1997ء تک باقاعدہ اقساط جمع کروا چکے ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

ذ۔ لائسنس فیس۔ ماہانہ قسط مبلغ 15,30,000x8=1,22,40,000 روپے اس مد میں بھی مارچ اپریل 1997، دو ماہ کی اقساط بقایا ہیں۔ جن میں سے چار لاکھ روپے کے چیک مزید وصول ہوئے ہیں تاہم دونوں ٹھیکہ جات کی بنک گارنٹی ہائے مبلغ 56,70,000 روپے بلدیہ کے پاس محفوظ ہیں۔ جس کو بلدیہ کیش کروا کر اپنا نقصان کافی حد تک پورا کر سکتی ہے۔ نیز ادائیگی کے لیے ٹھیکے داروں کو آخری سہ یومیہ نوٹس جاری کیا جا چکا ہے جس کے بعد عدم ادائیگی کی صورت میں قانونی کارروائی کی جائے گی۔ وصولی اقساط میں تاخیر کی ذمہ داری بھی ٹیکسیشن آفیسران میاں نواب دین، مسعود محمود تمنا اور محمد عالم پر عائد ہوتی ہے۔ جن کے خلاف تادیبی کارروائی محکمہ لوکل گورنمنٹ بورڈ میں زیر غور ہے۔

(ر) ٹھیکے دار مذکورہ نے کارپوریشن سے (A-5) رسید تعداد 650 بعد از ادائیگی قیمت حاصل کی تھیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(س) ٹھیکے دار کارپوریشن فیس جاری شدہ رسید بک (A-5) پر فیس وصول کرتا ہے۔ لائسنس فارم پر وصولی نہیں ہوتی بلکہ فیس وصول کر کے اس امر کا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے کہ لائسنس فیس/بورڈ رینٹ وصول ہو چکا ہے۔ فارم متذکرہ پر سابق ایڈمنسٹریٹر صاحب کے دستخط کے مونوگرام بنائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔جی ضمنی سوال

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور نے 1996-97، کے لیے ایم سی ایل کا بورڈ رینٹ اور لائسنس فیس کا جو ٹھیکہ دیا۔ جیسا کہ جواب کے جز (الف)میں دیا گیا ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ پارٹیوں کو ٹھیکہ دیا گیا اور جواب کے جز (ج)میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ شکمی طور پر ٹھیکہ کسی اور ٹھیکہ دار کو نہیں دیا جا سکتا لیکن اس کے باوجود یہ ٹھیکہ کسی اور شخص کو میاں اینڈ کمپنی کے نام دے دیا گیا اور میرے پاس ثبوت موجود ہیں کہ ایک بل فارم پر یہ دونوں ٹھیکہ جات لائسنس فیس اور بورڈ رینٹ ایک میاں اینڈ کمپنی کے نام سے وصول کیا گیا۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو خلاف ورزی ہوئی ہے کہ معاہدے میں بھی یہ لکھا گیا ہے کہ ٹھیکہ دار کہیں بھی اس کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ تو اس خلاف قانون کارروائی پر اس اہل کار / کارپوریشن کے آفیسر کے خلاف جس نے یہ

کارروائی کروائی ہے کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معزز رکن ــــــ

جناب سپیکر، ویسے جواب میں دیا ہوا ہے ــــ

وزیر قانون، جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کو جانا چاہتا ہوں کہ کارروائی ہو چکی ہے اور متعلقہ آفیسر بھی ریٹائر ہو چکا ہے ۔ اس میں میری یہ بھی گزارش ہے کہ یہ معاملہ اب عدالت میں ہے۔

جناب سپیکر، اس میں تین نام دیے ہوئے ہیں۔

وزیر قانون، تینوں کے خلاف کارورائی ہوئی ہے اور اسی کارروائی پر وہ معاملہ عدالت میں ہے ۔

جناب سپیکر، اب یہ معاملہ عدالت میں ہے؟

وزیر قانون، جی عدالت میں ہے۔

جناب سپیکر، جن کے خلاف کارروائی ہوئی ہے وہ عدالت میں گئے ہیں؟

وزیر قانون، جی وہ سول عدالت میں گئے ہیں۔میرے پاس کاپی موجود ہے میں معزز رکن کو دکھا دوں گا۔

جناب سپیکر، جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، میرے خیال میں جہاں تک عدالت کا معاملہ ہے وہ خارج ہو چکا ہوا ہے اور ٹھیکے دار کے خلاف اس کا فیصلہ ہوا ہے ۔

جناب سپیکر، کس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیکے دار کے خلاف ۔

جناب سپیکر، اچھا۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیکے دار کے خلاف اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، یہ فیصلہ کب ہوا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا ! مجھے تاریخ یاد نہیں۔

جناب سپیکر، اس میں تو بنک گارنٹی بھی کم دی گئی ہے۔

وزیر قانون، بنک گارنٹی کے متعلق ہی معاملہ عدالت میں pending ہے۔ ان کی جتنی بنک گارنٹی ہمارے پاس موجود ہے ہم نے اس سے کم پیسے recover کرنے ہیں۔ جس طرح بنک گارنٹی کیش ہو گی اس سلسلے میں محکمہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ دونوں کیسوں میں بنک گارنٹی اصل رقم جو محکمے نے وصول کرنی ہے اس سے زیادہ ہے اور اسی کو کیش کروانے کے لیے معاملہ عدالت میں pending ہے۔ جہاں تک ان ملازمین کا تعلق ہے جنھوں نے بے قاعدگی کی تھی ان کے خلاف already کارروائی ہو رہی ہے اور ایک آدمی چونکہ ریٹائر ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے خلاف کارروائی ابھی تک drop نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، یہ دونوں کیسوں میں کارروائی ہو رہی ہے؟

وزیر قانون، جی دونوں کیسوں میں علیحدہ علیحدہ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے یہاں میں ذکر کرنا چاہوں گا جیسا کہ راجہ صاحب نے تسلیم بھی کیا ہے کہ جہاں پر بنک گارنٹی 1/2 فی صد دینی تھی وہاں پر 1/4 دی گئی ہے اور یہاں پر ذکر کیا گیا ہے کہ میاں نواب دین ٹیکسیشن آفیسر، مسعود محمود تمنا اور محمد عالم پر عائد ہوتی ہے۔ جناب والا! اس میں مسعود تمنا اور محمد عالم ٹیکسیشن آفیسر نواب دین کی ریٹائرمنٹ کے بعد آئے ہیں۔ اس کا factual culprit تو میاں نواب دین ہے کہ جب انھوں نے possession لیا اس وقت ٹیکسیشن آفیسر میاں نواب دین تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر، اس کے خلاف تو کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ تو جواب میں بھی ہے اور منسٹر صاحب نے کہا بھی ہے کہ اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، ٹھیک ہے جی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اس بارے میں اور کوئی ضمنی سوال ہے۔

(کوئی ضمنی سوال نہیں ہوا)

اگلا سوال لیتے ہیں۔ جی خواجہ سعد رفیق صاحب۔

سائیکل سٹینڈز کی تفصیل

*117۔ خواجہ سعد رفیق: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی جانب سے شہر میں سائیکل/ موٹر سائیکل/ کار کے منظور شدہ سٹینڈز کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) متذکرہ سٹینڈز کن شرائط پر دیے جاتے ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان سٹینڈز کی وجہ سے شہر میں ٹریفک کے مسائل بڑھ گئے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ ٹھیکے داروں نے کارپوریشن کے افسران کے ساتھ ملی بھگت کے باعث الاٹ شدہ جگہ کی بجائے کئی گناہ زیادہ جگہ پر پارکنگ سٹینڈ بنائے ہوئے ہیں اور منظور شدہ شرح سے زیادہ عوام سے چارجز وصول کر رہے ہیں۔

(ہ) جو سٹینڈز کے ٹھیکہ جات 96-1995ء اور 97-1996ء میں دیے گئے تھے ان کی کتنی رقم ٹھیکے داروں نے کارپوریشن کو جمع کرائی ہے اور اگر شرائط سے کم رقم جمع کرائی گئی ہے تو متعلقہ ٹھیکے داروں اور اغماض برتنے والے افسروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کارپوریشن نے چند پسندیدہ ٹھیکے داروں اور فرموں کے ساتھ ملی بھگت کرکے ان کو من مانی شرائط پر ٹھیکے دے رکھے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے منظور شدہ کار/موٹر سائیکل/سائیکل اسٹینڈز کی کل تعداد 21 ہے۔

(ب) شرائط نیلام کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ان کار/موٹر سائیکل/سائیکل اسٹینڈز کی وجہ سے شہر میں ٹریفک کے مسائل بڑھ گئے ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ ٹھیکے دار کارپوریشن کے آفسر ان سے ملی بھگت کرکے الاٹ شدہ سے زائد جگہ پر پارکنگ کرتے ہیں، بلکہ صورت حال یہ ہے جب ٹھیکے دار کو بعد از منظوری پارکنگ کا قبضہ دیا جاتا ہے تو اس جگہ کی باقاعدہ نشان دہی کی جاتی ہے اور ٹھیکے دار کو صرف منظور شدہ شیڈول کے مطابق وصولی پارکنگ فیس کی اجازت دی جاتی ہے اور اگر زائد وصولی کی

شکایت ہو تو شرائط معاہدہ کے مطابق تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ہ) 1995-96ء کے لیے پارکنگ کے ٹھیکہ جات مبلغ -/1579268 میں نیلام ہوئے ہیں جن میں سے مبلغ -/1317168 روپے وصول ہو چکے ہیں۔ بقایا جات کی رقم اقساط زر ٹھیکہ بروقت وصول نہ کرنے کے سلسلے میں جو اہل کار ملوث ہیں ان کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لیے سینیئر سپیشل مجسٹریٹ/ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ ریاض الحق صاحب انکوائری کر رہے ہیں جس کی انکوائری جلد مکمل کرنے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن نے چند ٹھیکے داروں/فرموں سے ملی بھگت کر کے من پسند ٹھیکے داروں کو ٹھیکے الاٹ کیے ہیں' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام ٹھیکہ جات نیلام عام کے ذریعہ بعد از مشتہری بذریعہ اخبار نیلام کیے گئے' ماسوائے ایک ٹھیکہ نیلا گنبد جو کہ سابق سینیئر منسٹر/وزیر بلدیات کے احکامات کے تعمیل میں سابقہ ٹھیکے دار کو دس فی صد اضافے پر دیا گیا تھا۔

خواجہ سعد رفیق۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی سے شق نمبر (ہ) کے حوالے سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 96 - 1995ء کے پارکنگ کے جو ٹھیکہ جات تھے اس بارے میں انھوں نے جواب دیا ہے کہ 13 لاکھ روپے وصول ہو چکے ہیں اور باقی رقم کی وصولی نہ ہونے کے باعث اس میں جو اہل کار ملوث ہیں ان کے خلاف انکوائری چل رہی ہے ۔ جناب والا! میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ انکوائری کتنے عرصے میں مکمل ہو گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ 96 - 1995ء کے پارکنگ کے ٹھیکہ جات مبلغ 15,79,268 روپے میں نیلام ہوئے جن میں سے مبلغ -/13,17,168 روپے وصول ہو چکے ہیں۔ بقایا جات کی رقم اقساط زر ٹھیکہ بروقت وصول نہ ہونے کے سلسلے میں جو اہل کار ملوث ہیں ان کی ذمہ داری کا تعین کرنے کے لیے سپیشل مجسٹریٹ / ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ ریاض الحق صاحب انکوائری کر رہے ہیں جس کی انکوائری مکمل کرنے کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ ہم نے recently ان کو لیٹر لکھا ہے کہ اس انکوائری کو فوری طور پر مکمل کیا جائے اس کی رپورٹ آنے پر اسے ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں تو کوشش کروں گا کہ یہ اسی اجلاس کے دوران ہی مکمل ہو جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

خواجہ سعد رفیق، جناب والا! اس کے (د) جز کا محترم وزیر کا یہ جواب آیا ہے کہ ایک ٹھیکہ جو نیلا گنبد میں تھا وہ سابق سینئر منسٹر / وزیر بلدیات کے احکامات کی تعمیل میں مشتہر کیے بغیر سابقہ ٹھیکے دار کو دس فی صد اضافے پر دیا گیا تو کیا یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں؟ اگر ہے تو اس پر کیا کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب' یہ آکشن کے بغیر ہوا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! یہ بالکل درست ہے کہ سابقہ وزیر بلدیات اور سینئر منسٹر جناب ملک مشتاق اعوان صاحب نے یہ ٹھیکہ بغیر نیلام کے دس فی صد enhance کر کے دیا ہے۔ میں اسے illegal اس لیے نہیں کہتا کہ انھوں نے چند قواعد و ضوابط کا اس میں حوالہ بھی دیا ہے اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے بھی ان سے agree کیا ہے۔ بہر حال اس سارے معاملے میں معزز رکن کی تسلی کے لیے ہم ہر قسم کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں' کیونکہ میں ذاتی طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس طرح کے صوابدیدی فیصلے بلدیاتی اداروں کے مفاد میں نہیں اور جس طرح بھی ہمارے معزز ممبر چاہیں گے ہم ان کی تسلی کروانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اور کوئی ضمنی سوال ہے۔

خواجہ سعد رفیق، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔۔۔۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

غیر قانونی طور پر اعزازیہ حاصل کرنے کی وجوہ

*142۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل الیکشن 1997ء میں پراجیکٹ منیجرز اور ان کے عملہ نے جو ریٹرننگ آفیسرز کے ساتھ الیکشن کا کام سرانجام دے رہے تھے یونین کونسلوں کے فنڈ سے اعزازیہ

حاصل کیا تھا۔

(ب) یہ اعزازیہ کس شرح اور کتنی یونین کونسلوں سے حاصل کیا گیا تھا۔

(ج) اگر یہ اعزازیہ غیر قانونی طور پر حاصل کیا گیا ہے تو ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)

(الف) فیصل آباد، سرگودھا، گوجرانوالہ، لاہور اور راولپنڈی ڈویژن میں یونین کونسلوں کے فنڈز سے کسی قسم کا کوئی اعزازیہ حاصل نہ کیا گیا ہے۔

صرف ملتان ڈویژن اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن اعزازیہ حاصل کیا گیا ہے۔

(ب) ملتان ڈویژن۔ ملتان ڈویژن میں صرف ضلع وہاڑی کے تین مراکز میلسی، جہ سلطان پور، مترو میں کل 27 یونین کونسلوں سے پراجیکٹ منیجرز اور ان کے عملے نے درج ذیل شرح سے اعزازیہ حاصل کیا ہے۔

مرکز میلسی

نمبر شمار	عہدہ	شرح	تعداد یونین کونسلز	کل رقم
1۔	پراجیکٹ منیجر	Rs400/-فی یونین کونسل	13	5200/- روپے
2۔	اکاؤنٹس کلرک	Rs100/- فی یونین کونسل	13	1300/- روپے
3۔	دیہی کارکن(سیکرٹری) متعلقہ یونین کونسل	Rs800/=	13	10400/- روپے
4۔	نائب قاصد متعلقہ یونین کونسل	Rs 300/-	13	3900/- روپے

مرکز جہ سلطان

نمبر شمار	عہدہ	شرح	تعداد یونین کونسل	کل رقم
1۔	پراجیکٹ منیجرز فی یونین کونسل	Rs.400/-	7	2800/- روپے
2۔	اکاؤنٹس کلرک	Rs 100/-	7	700/- روپے

3-	دیہی کارکن (سیکرٹری) متعلقہ یونین کونسل	Rs800/-	7	5600/- روپے
4-	نائب قاصد متعلقہ یونین کونسل	Rs 300/-	7	2100/- روپے

مرکز منترو

نمبر شمار	عہدہ	شرح	تعداد یونین کونسلز	کل رقم
1-	پراجیکٹ منیجرز فی یونین کونسل	Rs.400/-	7	2800/- روپے
2-	اکاؤنٹس کلرک	Rs 100/-	7	700/- روپے
3-	دیہی کارکن (سیکرٹری) متعلقہ یونین کونسل	Rs800/-	7	5600/- روپے
4-	نائب قاصد متعلقہ یونین کونسل	Rs 300/-	7	2100/- روپے

ڈیرہ غازی خان ڈویژن۔ ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں ضلع لیہ میں کوئی اعزازیہ حاصل نہ کیا گیا ہے۔ باقی ضلع ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور مظفر گڑھ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- ضلع ڈیرہ غازی۔ اس ضلع میں کل (88) اہلکاروں نے ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر اعزازیہ حاصل کیا ہے۔ (*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

2- ضلع راجن پور۔ اس ضلع میں کل دس اہلکاروں نے ایک ماہ کی تنخواہ کے برابر سات یونین کونسلوں سے اعزازیہ حاصل کیا ہے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

3- ضلع مظفرگڑھ۔ اس ضلع میں کل 113 اہل کاروں نے مراکز کی تمام یونین کونسلوں سے درج ذیل شرح سے اعزازیہ حاصل ہے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

1- پراجیکٹ منیجر -/3000 روپے فی کس
2- پراجیکٹ اسسٹنٹ -/2500 روپے فی کس
3- دیہی کارکن (سیکرٹری) -/1500 روپے فی کس
4- اکاؤنٹس کلرک -/2000 روپے فی کس

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

5۔ نائب قاصد-/1000 روپے فی کس

(***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) یہ اعزازیہ جو کہ غیر قانونی طور پر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے اہلکاروں نے وصول کیا تھا۔ یہ معاملہ حکومت کے نوٹس میں آنے کے بعد متعلقہ ملازمین کو ہدایات جاری کر دیں ہیں کہ وصول شدہ اعزازیہ متعلقہ یونین کونسل کو جمع کرا دیا جائے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی ، جناب والا! کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو رقم جمع کروائی گئی یہ کل کتنی بنتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں ضمنی سوال سمجھ نہیں سکا، لہذا فاضل ممبر اپنا سوال دُہرا دیں۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! آپ اپنے سوال کو ذرا دہرائیے ۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، یہ جو واپس جمع کروائی گئی یہ کل کتنی رقم بنتی ہے؟

جناب سپیکر، انھوں نے ابھی کہا ہی نہیں کہ واپس جمع کروائی ہے۔ ابھی تو انھوں نے تعین کرنا ہے کہ وہ کتنی بنتی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! مورخہ 30 ستمبر کو ہم نے ان کو ایک لیٹر لکھا ہے کہ فوری طور پر یہ رقم واپس جمع کروائی جائے اور ہمیں جتایا جائے کہ کتنی رقم جمع ہوئی ہے ۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی،جناب والا! یہ غبن ہے یا عارضی غبن؟ اگر یہ غبن یا عارضی غبن ہے تو ان ملازمین کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! محکمے نے جو کارروائی کی ہے اس کے متعلق میں لیٹر پڑھ دیتا ہوں۔

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

It is to inform you that under rule 3 of the Punjab Civil Servants Delegation of Powers Rule 1983 only the appointing authority is competent to permit Government servants to receive honorarium subject to a maximum of Rs.2,000/- in a year and further subject to S.E's instructions on the subject. Since the Project Manager and his staff are Government servants and competent authority to accord approval for the grant of honorariumis Secretary, Local Government and Rural Development, therefore, his approval was required. It is, therefore, advised that honorarium granted by the Officer and staff may be refunded to Government.

ہم نے refund کرنے کے لیے انھیں ابھی لکھا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ غبن ہے۔ اس سلسلے میں جو پراجیکٹ منیجرز نے اپنے طور پر approval لی تھی وہ متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر سے لی تھی۔ تو میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ اس کو غبن کہا جائے لیکن اسسٹنٹ کمشنر صاحبان نے جو approval دی تھی وہ دینے کے competent نہیں تھے اور ان کی اس غلطی کی بنا پر ہی گورنمنٹ نے اب refund کا فیصلہ کیا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کی واضح ہدایات تھیں کہ الیکشن اتھارٹی سے پیسے لیے جائیں نہ کہ یونین کونسل سے۔ اگر انھوں نے یونین کونسل سے پیسے draw کیے ہیں تو انھوں نے غبن کیا ہے۔ نمبر 2۔ جن اے سی صاحبان نے بطور کنٹرولنگ اتھارٹی fit charge declare کیا ہے کیا ان کو قانون کا پتا نہیں تھا؟ اگر قانون کا واضح پتا نہیں تھا تو آپ نے ان کی وہاں پر کیوں تقرری فرمائی؟ ان کے خلاف آپ کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، وہی تو انھوں نے کہا ہے کہ کارروائی کر رہے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، نہیں جناب۔ وہ کارروائی نہیں کر رہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ صرف پیسے واپس جمع ہو رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ غبن بنتا ہے؟ اگر بنتا ہے تو ان ملازمین کے خلاف کیا کارروائی ہو رہی ہے؟

نمبر۔2 جن اے۔ سی صاحبان نے fit charge declare کیا ہے انھوں نے کس اختیار کے

تحت یہ fit charge declare کیا؟ اگر یہ ان کے پاس اختیارات نہیں تو پھر ان کے خلاف کیا کارروائی ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر، جی ۔ راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! معزز رکن نے ضمن کے لفظ کو دہرایا ہے تو جناب اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ یہ ضمن اس لحاظ سے نہیں بنتا کہ اگر Rules and Regulations سے نا واقفیت کی بنا پر کسی آفیسر نے کوئی غلطی کی ہے ہم اس کا محکمانہ طور پر اس کا نوٹس لیں گے اور already اس کا نوٹس ہم لے بھی رہے ہیں لیکن جہاں تک قومی خزانے کو نقصان پہنچانے کا تعلق ہے وہ refund کرنے کے لیے کہا بھی جا چکا ہے اور ہم ensure کریں گے کہ وہ رقم قومی خزانے میں واپس آ جائے ۔

جناب سپیکر، ابھی اس کا کوئی پتا نہیں چلا کہ وہ پیسے واپس آئے ہیں ۔ اس بارے میں ابھی کوئی رپورٹ نہ آئی۔ بہر حال وہ یہ پیسے لینے کے مجاز نہیں تھے۔ یہ ایک چیز سامنے آئی ہے۔ راجہ صاحب! اس پر کیا آپ ایکشن لیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جی، ایکشن لیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! یہاں پر واضح لکھا ہوا ہے کہ یہ اعزازیہ غیر قانونی تھا اور یہ لاکھ روپے بنتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسے جمع کرانے کے لیے جو کہا گیا ہے اسے کتنا عرصہ گزر گیا ہے؟ یہ اب تک کیوں جمع نہیں ہوا؟

جناب سپیکر، جی ۔ راجہ صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! 30 ستمبر 1997ء کو ہم نے refund کے لیے لیٹر لکھا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے جو انکوائری کروائی تھی جس کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ غیر قانونی طور پر دیے گئے تھے اور جس اتھارٹی نے اس بات کی اجازت دی تھی وہ مجاز اتھارٹی نہیں تھی ۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! آپ کے توسل سے جناب وزیر موصوف سے میری ایک گزارش ہے میرے خیال میں راجہ صاحب تیسرے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ میں ان کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، ملک سلیم اقبال صاحب! آپ بھی ذرا سن لیں کہ سوالات کیا ہو رہے ہیں۔ راجہ صاحب بھی کافی disturb ہو رہے ہیں اور دوسرے ممبران بھی۔ آپ اس طرف بھی مہربانی کیجیے اور اس طرف بھی توجہ دیجیے۔ بہت شکریہ جناب کا۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! پہلا سوال ارشد عمران سلہری صاحب کا تھا اس کے بعد خواجہ سعد رفیق صاحب کا تھا اور اب چشتی صاحب کا ہے۔ ان تینوں کے جواب میں جناب راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم ان کے خلاف تادیبی کارروائی کریں گے۔ تو میری ایک گزارش ہے کہ If those officers are found guilty اور اتنی gross irregularity پچھلے سوال کے جواب میں جو سلہری صاحب نے کی تھی۔ وزیر صاحب کو چاہیے کہ جو افسر خراب تھے ان کے خلاف ایکشن لیں۔ اگر انھوں نے کرپشن کی ہے اور ان سے پیسے واپس لیے جا رہے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔ پیسے واپس لینا ایک فرض ہے۔ لیکن انھوں نے جو irregularity کی ہے قانون کی خلاف ورزی کی ہے تینوں سوالات کے جوابات میں منسٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے یہ نہیں فرمایا کہ انھوں نے کیا کیا ہے۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ ان افسروں نے جنھوں نے اپنے انسٹی ٹیوشنز کو خراب کیا ہے' کرپشن کی ہے ان کے خلاف ہم نے کارروائی نہ کی اور ان کو چھٹی دے دی' آزاد کر دیا تو اس طرح حالات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ سوال نہیں تھا۔ اگر سوال بنتا ہوتا تو میں جواب ضرور دیتا۔ لیکن اس کے باوجود میری یہ گزارش ہے کہ انھیں کم از کم اس بات کو سراہنا چاہیے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا ہے' ہم اس گند سے نمٹنے کی کوشش کر رہے ہیں' ہمیں اس کے لیے کچھ وقت ضرور لگے گا۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اس میں صرف سرکاری افسر ہی ملوث نہیں' بلکہ اس محکمے کے وزیر بھی ملوث ہیں۔ اس سے پہلا سوال جو خواجہ سعد رفیق صاحب نے کیا تھا وہ سابقہ وزیر سے متعلق تھا۔ اس لیے اس گند سے نمٹنے کے لیے ہمیں آپ کچھ مہلت دیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس گند کو ضرور صاف کیا جائے گا۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا میں گزارش کروں گا کہ جو بھی کارروائی وزیر موصوف فرمائیں گے۔ کیا وہ اس کارروائی کو اس ہاؤس میں لائیں گے؟

جناب سپیکر، انھوں نے ساری بات کہہ دی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا ہم پاکستان کے ایک حصے میں بستے ہیں؟ اگر ایک حصے میں بستے ہیں تو ہماری مرکزی کونسل میں سوال و جواب کا سلسلہ یہ سب لوگ دیکھتے ہیں کہ سپیکر صاحب کیسا نمٹاتے ہیں اور ممبر صاحبان کیسا سوال کرتے ہیں۔ ایک ہی سوال میں الجھ کر ہم پندرہ پندرہ منٹ ضائع کردیتے ہیں تاکہ دوسرے ممبر کی باری نہ آئے اور وہ بات نہ کرسکے۔ لہٰذا آپ اس پر پابندی لگائیں کہ کوئی بھی رکن دو سے زیادہ سوال نہیں کرے گا۔ جبکہ مرکز میں ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! وزیر موصوف ان کے خلاف کی گئی کارروائی کو اس ہاؤس میں لائیں گے؟

جناب سپیکر، انھوں نے کہہ دیا ہے۔ اگلا سوال شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے۔ یہ بھی پارلیمانی سیکرٹری ہوگئے ہیں۔ بھئی صاحب! آپ ان کے behalf پر سوال پیش کرتے ہیں؟ تو یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔

پی۔پی9 میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*209۔ جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اکتوبر1993ء سے 2 فروری 1997ء تک ضلع کونسل اور محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی راولپنڈی کی معرفت سے ملحقہ پی۔پی 9 میں کون کونسے ترقیاتی منصوبے کس تاریخ کو کتنی لاگت سے، کس ٹھیکے دار کی معرفت شروع کیے گئے۔ ان سکیموں کے لیے فنڈز کس تاریخ کو منظور ہوئے اور کس تاریخ کو ریلیز ہوئے۔ ان کاموں کی تکمیل کے لیے اخبارات میں ٹینڈر کس تاریخ کو دیئے گئے کس تاریخ کو کام کا آغاز ہوا اور کس تاریخ کو منصوبہ مکمل ہوا اور ٹھیکے دار کو کس تاریخ کو رقم کی ادائیگی کی گئی۔

(ب) اگر مذکورہ سکیموں کے لیے اخبارات میں ٹینڈر نہیں دیئے گئے اور اگر متذکرہ سکیموں کا کام معیاری نہیں ہے تو کیا حکومت متعلقہ اہل کاروں کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) دوران سال 94-1993 اور 96-1995، اور 97-1996، حلقہ پی-پی 9 میں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو کوئی فنڈز نہ ملے۔ جبکہ سال95-1994، کے منصوبہ جات کی تفصیل لف ہذا ہے۔
جہاں تک ضلع کونسل راولپنڈی کےمنصوبہ جات کا تعلق ہےتو اس ضمن میں فہرست ترقیاتی منصوبہ جات از اکتوبر 1993، تا فروری1997، منسلک ہے۔
مذکورہ عرصہ کے دوران کل 61 ترقیاتی منصوبہ جات کے اشتہارات روزنامہ نوائے وقت میں علی الترتیب مورخہ 94-2-4-11-94,16 اور95-11-14 کو شائع ہوئے۔ ان کاموں کے لئے 2240.47 لاکھ روپے مختص کیے گئے جن میں سے 23 منصوبہ جات88.55 لاکھ روپے کی مالیت سے مکمل کیے گئے اور 151.92 لاکھ روپے مالیت کے 38 منصوبوں پر کام جاری ہے اور ٹھیکے داروں کو چلت منصوبوں کی صورت میں73.90 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی ہے۔ مزید برآں ضلع کونسل کا اپنا ترقیاتی بجٹ ہے لہذا حکومت کی طرف سے فنڈز ریلیز نہیں کیے جاتے۔

(ب) ان سکیموں کے ٹینڈر محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی جانب سے حسب ضابطہ اخبارات میں دیے گئے تھے اور تمام منظور شدہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ ضلع کونسل راولپنڈی کے منصوبہ جات کی تشہیر بھی قومی اخبارات میں کر کے کام ٹھیکیداروں کو الاٹ کیے گئے ہیں اور ان منصوبوں پرکام جاری ہے ۔ مالی سال 97-1996، کا بجٹ Revise کیے جانے کے بعد منصوبہ جات کے ورک آرڈر منظوری کے مراحل میں ہیں جو کہ جلد جاری کیے جائیں گے۔

میاں عمران مسعود، یہ کن کی سازش ہے کہ تمام لوگ آپ نے پارلیمانی سیکرٹری بنا دیے ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں۔ next لیتے ہیں ملک آصف علی صاحب۔ یہ بھی پارلیمانی سیکرٹری ہوگئے ہیں۔ ملک آصف علی صاحب کا سوال ہے مگر وہ پارلیمانی سیکرٹری بن گئے ہیں۔ مبارک ہو۔ مگر اب کسی اور صاحب نے "on his behalf" کہا ہے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

میاں عبدالستار، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا اگر کوئی شخص اسمبلی میں موجود ہو تو

اس کے ایماء پر سوال کیا جا سکتا ہے؟ اس کا دوسرا حصہ ہے۔ کہ پارلیمانی سیکرٹری اگر موجود نہ بھی ہو تو اس کے ایما پر سوال کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں اس کے ایما پر تو نہیں۔ چونکہ آج ہی یہ صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاءمنسٹر صاحب زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ آج اجلاس سے کوئی دس پندرہ منٹ پہلے ہی notification ہوا ہے۔ اس وقت تک یہ سوالات بن چکے تھے اور چھپ چکے تھے۔ اور ان کے جوابات آ چکے تھے۔ اچھی بات ہے ایک ایک سوال پر اتنی زیادہ محنت ہوتی ہے کہ پورا محکمہ اور سارے لوگ کام کرتے ہیں۔ ان کی محنت کو ضائع کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ لہٰذا وہ چیز آ جانی چاہیے۔ جی راجہ صاحب! ملک آصف علی صاحب کا سوال 212 ہے۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس پر کوئی ضمنی سوال ہو تو کیا جائے۔

کمیونٹی سنٹرز کی تفصیل

*212۔**ملک آصف علی:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک صوبہ میں کس کس مقام پر کتنی کتنی رقم سے کمیونٹی سنٹر تعمیر کیے گئے۔

(ب) ان کمیونٹی سنٹرز کی تعمیر کے مقاصد کیا ہیں اور اس وقت ان سے کیا مقاصد حاصل کیے جا رہے ہیں۔

(ج) کسی کمیونٹی سنٹر کی تعمیر کے لیے حکومت کی طرف سے کیا شرائط اور قواعد مقرر کیے گئے ہیں۔ کیا مذکورہ بالا تعمیر کیے گئے کمیونٹی سنٹر ان معیار اور شرائط کے مطابق کام کر رہے ہیں اور اگر نہیں کر رہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا):

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک صوبہ پنجاب میں مختلف مقامات پر کل 507 کمیونٹی سنٹرز تعمیر کیے گئے جن پر کل 1139.66 لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لیے یعنی بیاہ، خوشی، غمی، مذہبی و سماجی تقریبات کے وقت استعمال کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔ جن میں بیشتر کمیونٹی سنٹرز کو ایم پی اے و ایم این اے صاحبان اپنے ڈیرے کے طور پر استعمال کر رہے تھے۔ جو کہ اب سربمہر کر دیے گئے

ہیں۔ کچھ اضلاع میں مقامی زمین دار، نمبر دار صاحبان بھی ذاتی طور پر استعمال کرتے رہے ہیں۔صرف چند کمیونٹی سنٹرز عوامی فلاح کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔

(ج) کمیونٹی سنٹرز کی تعمیر کے لیے حکومت کی طرف سے کوئی شرائط اور قواعد و ضوابط مقرر نہ کیے گئے ہیں اس میں سپانسر(ایم پی اے و ایم این اے) کی طرف سے تجاویز کردہ کمیونٹی سنٹرز کی منظوری محکمہ پی اینڈ ڈی کرتا رہا ہے اور فنڈز حکومت پنجاب کے خزانے سے مہیا کیے جاتے رہے ہیں۔

(د) کمیونٹی سنٹرز رفاہ عامہ کے لیے تعمیر کیے گئے تھے لیکن ان کا غلط استعمال ہوتا رہا ہے۔اکثر ایم پی اے صاحبان کی تحویل میں ڈیرے کے طور پر استعمال ہوتے رہے ہیں جن میں سے بیشتر کو سربمہر کر دیا گیا ہے۔ کچھ رفاہ عامہ کے لیے بھی استعمال ہو رہے ہیں۔

چودھری فضل الرحمٰن، جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ آج جتنے بھی صاحبان کے سوالات تھے ان میں سے آدھے سے زیادہ پارلیمانی سیکرٹری بن گئے۔ ان کو مبارک ہو۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔

جناب سپیکر، یہ پہلے والا آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

چودھری فضل الرحمٰن، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو کمیونٹی سنٹرز سیل کر دیے گئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس غلط اقدام میں جن حضرات کی سفارشات تھیں۔ جو افسران ان کی ادائیگی کرتے رہے ہیں۔ کیا ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی ہوئی ہے؟ اگر ہوئی ہے تو وہ ذرا بتا دیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ ہے؟ جناب والا! میں دوسرے حصے میں یہ پوچھوں گا کہ کیا یہ عمارتیں ایک ہی سکول یا -----

جناب سپیکر، ایک وقت میں ایک ہی ضمنی سوال ہوسکتا ہے۔ اورضمنی سوال کا پہلا حصہ ہی رہنے دیں۔ جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! معزز رکن نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ کمیونٹی سنٹرز کس طرح بنے اور ان کے سپانسرز کون تھے، ان کی approvals کس طرح ہوئیں؟ اور ان میں کون کون لوگ ملوث تھے؟ جناب والا! یہ سلسلہ گزشتہ چار پانچ ماہ سے موجودہ حکومت نے اس کو take up کیا ہوا ہے۔ اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ اس سلسلے میں جو بھی irregularities ہوئی ہیں، یا اس وقت تک محکمے نے جتنی بھی کارروائی کی ہے۔ میں ذاتی طور پر اس کی نگرانی کرتا رہا

ہوں۔ اور اب بھی کر رہا ہوں۔ میں یہاں پر اس معزز ایوان کو اس لحاظ سے یہ معلومات فراہم کرتے ہوئے اپنے لیے فخر سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک ہماری حکومت نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ جو ان کمیونٹی سنٹرز پر ضائع ہوا تھا وہ مختلف سابق اراکین اسمبلی سے recover کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سلسلے میں ہم یہ کارروائی بھی کر رہے ہیں کہ جو افسران اس میں ملوث تھے۔ جنھوں نے غلط طور پر اس میں اپنا کوئی نہ کوئی حصہ ڈالا ہے ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پورے صوبے میں ان کمیونٹی سنٹرز کی تعداد سینکڑوں میں ہے جو تعمیر ہوئے تھے۔ اور ان میں ہمارے بے شمار سابق legislatures ایسے ہیں جنھوں نے اپنے ڈیرے بنا رکھے تھے۔ اور وہ ان کمیونٹی سنٹرز کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کر رہے تھے۔ جناب والا! آپ یقین کیجیے کہ ان کمیونٹی سنٹرز میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جن پر ساٹھ ساٹھ لاکھ روپیہ لگا ہے اور ایک ایک کمیونٹی سنٹر میں گیارہ گیارہ "split units" میں نے خود اپنی آنکھوں سے لگے دیکھے ہیں۔ جناب والا! اس وقت یہاں پر ظاہری طور پر ہمارے دوستوں کے ذہنوں میں یہ سوال ابھرے گا کہ جس طرح میاں عمران مسعود صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ محکمہ ان کے خلاف کارروائی کر رہا ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں دقت یہ پیش آ رہی ہے کہ بعض ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان نے صرف کسی ایک محکمے سے فنڈ لے کر ان کمیونٹی سنٹرز پر خرچ نہیں کیے۔ بلکہ تین تین چار چار ایجنسیوں کے مختلف ذرائع سے رقم pool کر کے یہاں پر لگائی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی کمیونٹی سنٹر پر ڈسٹرکٹ کونسل کے فنڈ لگے ہیں تو وہاں ایم پی اے گرانٹ کے بھی لگے ہیں۔ وہاں پیپلز پروگرام کے بھی پیسے لگے ہیں۔ وہاں آر ڈی کے بھی لگے ہیں۔ کسی ایم این اے صاحب نے کسی ایم پی اے کو اپنے حلقے میں خرچ کرنے کے لیے گرانٹ دی ہے تو انھوں نے وہ بھی وہاں پر لگا دی ہے۔ تو اس ساری صورت حال سے نمٹنے کے لیے ہمیں وقت درکار ہے۔

جناب سپیکر، آپ حیران ہوں گے کہ اس میں پیسے پبلک ہیلتھ والوں نے بھی لگائے ہیں۔

وزیر قانون، یہ بات درست ہے کہ اس میں پبلک ہیلتھ والوں نے بھی پیسے لگائے ہیں۔ میں اس سلسلے میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت پہلے ہی اس بات کا نوٹس لے چکی ہے اور ان لوگوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے اور جہاں سے ہمیں رقم نہیں ملے گی وہاں پر ہم مقدمات بھی درج کروائیں گے اور بے شمار جگہوں پر فوج داری مقدمات بھی درج ہو چکے ہیں لیکن ایک بات طے شدہ ہے

کہ موجودہ حکومت نے ایک ایک روپیہ قومی خزانے کا ان لوگوں سے واپس لینا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ ضمنی سوال بنیامین صاحب۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی ، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں جناب۔ جناب والا! اس ضمن میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیمونٹی سنٹرز کے حوالے سے بعض جگہوں پر پیپلز پارٹی کے سابق ارکان اسمبلی کورٹس میں چلے گئے ہیں۔ وہاں پر ہمارے متعلقہ جو سرکاری افسران ہیں ڈپٹی کمشنرز وغیرہ۔ انھوں نے اس سلسلے میں وہاں پر حکومت کی طرف سے وکلاء صاحبان کا کوئی بندوبست نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میں یہ محسوس کر رہا ہوں اور میرے اپنے ضلع میں یہ صورت حال ہے کہ کہیں یک طرفہ طور پر ان کے حق میں فیصلے نہ ہو جائیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر نوٹس لیں اور ڈسٹرکٹ اٹارنی کو اور ڈی سی صاحبان کو ہدایت کریں۔ مثلاً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ منڈی بہاؤالدین میں جن وکلاء کو depute کیا گیا ہے وہ وکیل ہی بک گئے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کے ساتھ وہ وکیل ہی سیٹ ہوگئے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی توجہ کی ضرورت ہے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! ویسے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عدالتوں کے اندر کیسوں کے سلسلے میں آپ نے بڑا اچھا کام ہے' پیسے واپس بھی لیے ہیں۔ ماشاء اللہ اس میں بڑا اچھا کام ہوا ہے لیکن اب ضرورت یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس کوشش کو مکمل طور پر کامیاب کرنا ہے۔ آپ خود وزیر قانون ہیں۔ ان کیسوں کی پیروی کرنے کے لیے آپ کو اچھے وکلاء کی ضرورت ہوگی اور آپ خود اس کو monitoring کریں گے تاکہ آپ جو کرنا چاہتے ہیں وہ چیز پایہ تکمیل تک پہنچے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ بات جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا کہ بعض جگہوں سے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے محکمے کو لکھا تھا کہ انھیں اجازت دی جائے کہ وہ ان کیسوں کی پیروی کرنے کے لیے ڈسٹرکٹ اٹارنیز یا ڈپٹی ڈسٹرکٹ اٹارنیز سے ہٹ کر پرائیویٹ کونسلز engage کریں۔ محکمے نے وہاں پر انھیں اس بات کی اجازت دی ہے لیکن جس طرح جناب نے ارشاد فرمایا ہے میں ذاتی طور پر اس بات کا دوبارہ جائزہ لے کر کہ جہاں پر جس ڈپٹی کمشنر کو بھی قانونی مدد کی ضرورت ہوئی تو محکمہ قانون کی طرف سے بھی اس کی مدد کی جائے اور اگر انھوں نے پرائیویٹ سیکٹر سے کوئی اچھے پائے کا وکیل engage کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کافی ضمنی سوال ہوگئے ہیں اس کے اوپر تو کافی بات ہو چکی ہے۔ ابھی آپ کے بہت سوال ہیں۔ بہرحال آپ ضمنی سوال کرلیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب! میرا سوال یہ ہے کہ کمیونٹی سنٹرز صرف 1993ء سے 1996ء تک بنے ہیں یا 1985ء سے 1993ء تک بھی بنے ہیں؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب! ہم مرحلہ وار سب کو take up کر رہے ہیں۔ بعض کمیونٹی سنٹرز ایسے ہیں جو 85ء سے بنے ہیں یا 1993ء کے بعد بنے ہیں۔ اگر تو وہ کمیونٹی سنٹرز اس مقصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں جس مقصد کے لیے ان کو تعمیر کیا گیا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ اگر وہ کمیونٹی کے زیر استعمال ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں جو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں وہ چاہے 1985ء کے بعد بنے ہیں چاہے 1993ء سے 1996ء تک بنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ غیر قانونی سنٹرز کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر، میں ابھی آپ کی باری آنے پر آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی سعید منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وزیر لوکل گورنمنٹ نے ابھی فرمایا ہے کہ کمیونٹی سنٹر بنانے پہ 60,60 لاکھ روپے خرچ آیا ہے اور اس پہ split units تک لگے ہوئے ہیں۔ تو میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ بات اپنی جگہ پہ صحیح ہے کہ اگر کسی نے وہ فنڈ misuse کیے ہیں تو They should be taken to task. لیکن بات یہ ہے کہ جب یہ کمیونٹی سنٹرز منظور ہوتے ہیں تو اس کا ایک process ہوتا ہے جس کو حکومتی ادارے follow کرتے ہیں۔ تو جنھوں نے اس کو منظور کیا یا جنھوں نے اس کی administrative approval لی اور جن کو یہ پتا تھا کہ مختلف اداروں سے پیسہ لگ رہا ہے کیا حکومت ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس بحث میں زیادہ نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ میں جناب کی خدمت میں یہاں ایک چھوٹی سی مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ ایک کمیونٹی سنٹر ایسا ہے کہ جس کو میں نے خود visit کیا ہے اور میں اس معزز ایوان کے ہر رکن کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ

چلے اور اس کے متعلق خود فیصلہ کرے۔ جناب سپیکر! اس کی منظوری ہوئی' غلط ہوئی یا صحیح ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں صحیح منظوری ہوئی' کمیونٹی سنٹر بن گیا۔ لیکن بننے کے بعد اس کمیونٹی سنٹر کی چار دیواری میں' اس کے لان میں قبریں موجود ہیں۔ اب منظوری دینے والوں کے علم میں نہیں تھا کہ وہ ان کو پرائیویٹ ہاؤسوں میں تبدیل کر لیں گے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے کہ ان کی کس نے منظوری دی؟ کیسے دی؟ جن لوگوں نے اپنے ذاتی گھروں میں پیسہ لگایا ہے' اسے استعمال کر رہے ہیں۔ بعض کمیونٹی سنٹر ایسے ہیں کہ ہمارے جانے سے پہلے وہاں سے معزز اراکین کی مستورات کو ایک طرف کیا گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ کیسے پیسہ لوٹا گیا تھا؟ وہ سب کو پتا ہے اور......

جناب سپیکر، اور پھر قبرستان کی approval بھی نہیں ہو گی۔ کھوکھر صاحب۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو سب لوگوں نے ذاتی مفاد کے لیے یہ ڈیرے بنوائے۔ لیکن کیا انھوں نے یہ انکوائری کرائی ہے کہ جتنے پیسے منظور ہوئے ہیں اتنے ہی وہاں لگے؟

جناب سپیکر، وہ جا چکے ہیں۔

وزیر قانون، یہ بات بھی درست ہے کہ جتنی رقم منظور ہوئی وہاں اتنی رقم لگی بھی نہیں۔ بہت زیادہ گھپلے ہوئے ہیں۔ میں تو اس تفصیل میں نہیں جانا چاہ رہا تھا' چونکہ ہم نے پہلے ہی اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے اور بار بار میں یہ یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کو ساری صورت حال سے آگاہ کریں گے اور جتنی ریکوری ہو گی وہ بھی ایوان میں بتائیں گے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، اس سلسلے میں' میں یہ عرض کروں کہ دو کمیونٹی سنٹر ایسے بھی ہیں جن کے باتھ رومز میں sexy tiles لگی ہوئی ہیں۔ اگر اپوزیشن کا کوئی معزز رکن چاہے تو ہم انھیں دکھانے کے لیے تیار ہیں۔

میاں محمد عمران مسعود، جناب! یہ sexy tiles کہاں سے ملتی ہیں؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب اگلا سوال لیتے ہیں۔ خانزادہ صاحب! اس پہ آپ بولنا چاہتے ہیں؟ جی فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, the question of Community Centres, by use of public money, is a black spot on the career of all politicians. The names of those who use this money for personal banglows should be openly given to the public and they should be black listed for future politics. Not only that, Sir, they also show the credibility of the Government in power that their people are so dishonest in the dealing with the public money. That they use public money for personal gains and show that it is being spent on the public

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ اب اگلا سوال ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کا ہے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، سوال نمبر 217۔

سڑکوں کی تعمیر

*217۔**ملک غلام شبیر جوئیہ،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
علووالی روڈ سے بمقام دوآبہ لنک روڈ1-8/M.L اور کندے والے سے لنک ہرنولی قائد آباد حافظ والا روڈی روڈ سے براستہ 11/M.L' لنک10/M.L روڈ '17/M.L سے لنک 10/M.L چشمہ کندیاں روڈ براستہ ساجری لنک 2/D.B روڈ' بالا روڈ سے براستہ14/D.B لنک جھمٹا والا بالا روڈ' 12/M.L سے لنک 13/M.L روڈ' ایم ایم روڈ سے براستہ ہرنولی وچویں روڈ چشمہ احمد شاہ والی روڈ سے جھوک رحمان تک' ایم ایم بمقام گوے والا براستہ7/D.B لنکواں بچھراں روڈ کی تعمیر کا کام کب شروع کیا گیا ان سڑکوں پر کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے اور ان پر کتنا خرچ کیا گیا ہے ہر سڑک کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے نیز ان سڑکوں کا ٹھیکہ کن کن ٹھیکے داروں کو کن شرائط پر دیا گیا مزید براں حکومت مذکورہ سڑکوں کا کام کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(i علو والی روڈ سے بمقام دوآبہ لنک روڈ9/ML,1/ML سڑک ہذا محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ذریعے 08-05-92 کو شروع ہوئی۔57 2 کلومیٹر پختہ سڑک اور 3.22 کلومیٹر شنگل(پتھر اور روڑا پسا ہوا)

کھپایا گیا اور اس پر 17.59 لاکھ روپے خرچ آئے اور اس کا ٹھیکہ ایاس اینڈ کو کو قواعد مروجہ کے تحت دیا گیا۔بقایا شگل کو پختہ کرنے کا کام رقم منظور ہونے پر کیا جائے گا۔

(ii کندے وار سے لنک ہرنولی قادر آباد روڈ۔ سڑک مذکورہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ذریعے دو حصوں میں مکمل کی گئی ہے۔ پہلے حصہ کا کام 20-01-90 کو شروع ہوا اور 1.37 کلومیٹر سڑک 3.85 لاکھ روپے کی لاگت سے میاں محمد ٹھیکے دار نے مروجہ قواعد کے مطابق مکمل کیا۔ اسی سڑک کا دوسرا حصہ مورخہ 10-10-90 لمبائی 2.46 کلومیٹر 4.77 لاکھ روپے کی لاگت سے خان محمد ٹھیکے دار نے مروجہ قواعد کے تحت مکمل کیا اور سکیم مکمل ہے۔

(iii حافظ والا روڈی روڈ براستہ 11/ML لنک 10/ML یہ سڑک محکمہ لوکل گورنمنٹ مورخہ 01-01-90 کو شروع کی۔ لمبائی 1.26 کلومیٹر 3.80 لاکھ روپے کے خرچ سے میاں محمد ٹھیکے دار نے مروجہ قواعد کے تحت 100% مکمل کرائی۔

(iv 17/ML سے لنک 10/ML حلقہ کونسلر کی تجویز ضلع کونسل میانوالی نے تین کلومیٹر پختہ سڑک مرحلہ وار بنیاد پر تعمیر کرائی۔ کل فاصلہ 6.50 کلومیٹر تھا۔ اب موقع پر 3.50 کلومیٹر راستہ پختہ ہونا باقی ہے۔ جس پر تقریباً 28 لاکھ روپے درکار ہوں گے۔ فنڈز دستیاب ہونے پر مزید کارروائی ممکن ہو سکے گی۔

(v چشمہ کندیاں روڈ براستہ ساجری لنک DB-2۔ یہ سڑک ضلع کونسل میانوالی نے 21-05-90 کو شروع کرائی۔ اس کو چار حصوں میں مکمل کرایا گیا۔ پہلا حصہ 21-05-90 کو 0.48 کلومیٹر 1.82 لاکھ روپے کی لاگت بذریعہ مظفر خان ٹھیکے دار مکمل کرایا۔ دوسرا حصہ 1-10-90 کو 0.62 کلومیٹر 2.04 لاکھ روپے کی لاگت سے بذریعہ ریاض احمد ٹھیکے دار، تیسرا مرحلہ مورخہ 4-7-91 کو 0.60 کلومیٹر لمبائی 2.88 لاکھ روپے کی لاگت سے بذریعہ عبدالرحیم ٹھیکے دار اور چوتھا مرحلہ مورخہ 24-7-91 0.45 کلومیٹر لمبائی 2.08 لاکھ روپے کی لاگت سے بذریعہ جعفر خان ٹھیکے دار مروجہ قواعد کے تحت مکمل کرایا۔ بقایا کام فنڈز دستیاب ہونے پر ممکن ہو سکے گا۔

(vi بالا روڈ سے براستہ 14/D.B لنک چھنیانوالہ بالا روڈ۔ یہ سڑک ضلع کونسل میانوالی کے فنڈز سے مورخہ 18-08-87 کو 1.09 کلومیٹر 2.38 لاکھ روپے کی لاگت سے بذریعہ جعفر خان ٹھیکے دار مروجہ قواعد کے تحت مکمل ہوئی۔ بقایا کام اے۔ڈی۔پی ضلع کونسل منظور ہونے پر کر لیا جائے گا۔

(vii 12/ML سے لنک 13/ML۔ یہ سڑک ضلع کونسل میانوالی کے فنڈز سے دو حصوں میں مکمل

ہوئی اس پر صرف مٹی کی بھرائی کا کام کیا گیا۔ پہلے حصے پر مٹی کی بھرائی کا کام مورخہ 07-08-91 کو 1.33 کلومیٹر لمبائی 0.95 لاکھ روپے کی لاگت سے جعفر خان ٹھیکے دار نے اور دوسرے حصہ پر مٹی کی بھرائی کا کام مورخہ 24-7-91 کو 4.00 کلومیٹر لمبائی 3.94 لاکھ روپے کی لاگت سے ایم انور خان ٹھیکے دار نے مروجہ قواعد کے تحت مکمل کیا۔

(viii ایم۔ایم۔ روڈ سے براستہ ہرنولی وچویں روڈ۔ اس سڑک پر مٹی کی بھرائی کا کام ضلع کونسل میانوالی کے فنڈز سے مورخہ 22-10-90 کو 4.00 کلومیٹر لمبائی 3.23 لاکھ روپے کی لاگت سے ایم انور خان ٹھیکے دار کے ذریعہ مروجہ قواعد کے تحت مکمل کرایا گیا۔

(ix چشمہ احمد شاہ والی روڈ سے جوک رحمان تک۔ یہ پختہ سڑک محکمہ لوکل گورنمنٹ میانوالی نے مورخہ 05-03-95 کو 1.92 کلومیٹر 13.44 لاکھ روپے کی لاگت سے شاہ نواز خان ٹھیکے دار کے ذریعے مروجہ قواعد کے تحت مکمل کرائی اور یہ سڑک مکمل ہے۔

(x ایم۔ایم۔روڈ بمقام گوے والہ براستہ 7/D.B لنک واں بھچراں روڈ۔ یہ سڑک چار مرحلوں میں ضلع کونسل میانوالی نے مکمل کروائی۔ پہلا مرحلہ مورخہ 26-01-85 ایک کلومیٹر 3.03 لاکھ روپے کی لاگت سے غلام محمد خان ٹھیکے دار' دوسرا مرحلہ 02-08-86 1.21 کلومیٹر 2.14 لاکھ روپے کی لاگت سے حیات اللہ خان ٹھیکے دار' تیسرا مرحلہ 03-10-87 کو 1.30 کلومیٹر 2.92 لاکھ روپے کی لاگت سے ایم سیف اللہ ٹھیکے دار اور چوتھا مرحلہ 11-11-93 کو 2.19 کلومیٹر 8.33 لاکھ روپے کی لاگت سے ندیم اینڈ کو ٹھیکے دار نے مروجہ قواعد کے تحت مکمل کیا۔

جناب سپیکر، جوئیہ صاحب! آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے؟ (قطع کلامیاں) یہ ذرا خاموشی اختیار کیجیے' مہربانی۔ جی جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر صاحب! ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے لکھا ہے کہ ان سڑکوں میں سے تین سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں' حالانکہ ان پر 21 لاکھ روپیہ لگنا ضروری ہے۔ ہم نے ضلع کونسل میں بھی ان سڑکوں کی نشان دہی کی ہے کہ اتنا پیسہ لگنا ہے۔ دوسرا میں نے اپنے حلقے پی پی-39 میں تقریباً 10 سڑکوں کی نشان دہی کروائی ہے۔ اسی طرح پورے پنجاب میں پتا نہیں کتنی سڑکیں ہوں گی۔ مقصد یہ ہے کہ ان سڑکوں کو ضلع کونسل کرتی ہے یا لوکل گورنمنٹ کرتی ہے ان کو کم از کم مکمل کرنا چاہیے۔ اگر ضلع کونسل ایک میل سڑک بناتی ہے تو پھر اسی سڑک کو جاری رکھے' نہ کہ ایک میل

سڑک بنا کر اس کو چھوڑ دیا اور کہیں مٹی ڈلوا کر اس کام کو چھوڑ دیا۔ تو اس سے یہ پیسہ بھی ضائع ہو جاتا ہے اور لوگوں کا مقصد بھی پورا نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ جو کام کیا جائے اس کو مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کون سی تین سڑکوں کا کہہ رہے ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، یہ میرے حلقے میں ضلع کونسل کی سڑکیں ہیں اور تین سڑکیں لوکل گورنمنٹ کی ہیں۔ ان میں کسی پر 21 لاکھ، کسی پر 17 لاکھ، کسی پر 8 لاکھ، کسی پر 9 لاکھ، یہ سب پیسے ان پر لگے ہوئے ہیں لیکن آج تک ان میں سے کوئی سڑک بھی بامقصد نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیر قانون، اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ معزز رکن کا سوال بہت لمبا تھا اس لیے پڑھا ہوا تصور کیا گیا ہے۔ معزز رکن نے جتنی سڑکوں کی نشان دہی کی ہے ان میں سے تین سڑکیں ایسی ہیں جو محکمہ رورل ڈویلپمنٹ نے ایم پی ایز گرانٹ سے بنائی ہیں لیکن دوسری سڑکیں جو ضلع کونسل نے بنائی ہیں ان کو مکمل کرنے کے سلسلے میں تو یقین دہانی کرائی جا سکتی ہے کہ ضلع کونسل کو جس طرح، جس طرح وسائل دستیاب ہوں گے وہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ان سڑکوں کے لیے allocation کرے گی اور ان کو مکمل کرے گی لیکن جہاں تک ایم پی ایز گرانٹ سے شروع ہونے والی سڑکوں کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہوگی چونکہ اب رورل ڈویلپمنٹ کے پاس تو فنڈز نہیں ہیں۔ رورل ڈویلپمنٹ کو تو ADBP بھی نہیں مل رہی۔ اس لیے اب ان سڑکوں کو مکمل کرنے سے متعلق میں کسی قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کرا سکتا۔ لیکن ضلع کونسل کی سڑکوں کی حد تک ہم محکمے کو لکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ان سڑکوں کے لیے فنڈز رکھیں اور مرحلہ وار انھیں مکمل کرائیں۔

جناب سپیکر، فی الحال صرف ضلع کونسل کی سڑکات ہیں۔ جی جوئیہ صاحب!

ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا جناب منسٹر! یقین دہانی کرا دیں گے کہ ہماری جو لوکل گورنمنٹ کی سڑکیں ہیں ان کو کیا آپ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے مکمل کروائیں گے؟

جناب سپیکر، انھوں نے یہی بات تو کہی ہے کہ صرف ضلع کونسل کی جو سڑکات ہیں ان کے لیے فنڈز میسر ہیں۔ جو دوسری سڑکات ہیں جن میں لوکل گورنمنٹ یا دوسری جو بھی سڑکات ہیں۔ ان کے

لیے ADBP میں فی الحال کوئی فنڈ نہیں رکھے گئے۔

ملک غلام شبیر جوئیہ: فی الحال نہیں تو کیا آئندہ اگلے کسی پروگرام میں اس کو شامل کیا جائے گا؟

وزیر قانون: یہی عرض کر رہا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کے پاس اس وقت کوئی فنڈ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: فی الحال ان کے پاس فنڈ نہیں ہیں۔ اگلا سوال لیتے ہیں۔ جناب محمد محسن شاہ صاحب!

جناب محمد محسن شاہ: 219 ۔

بھیرہ سالم روڈ کی مرمت

*219۔جناب محمد محسن شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بھیرہ سالم روڈ ضلع سرگودھا کی مرمت آخری بار کس سال کی گئی اور اس پر کتنی لاگت آئی اور کس ٹھیکے دار یا فرم نے مکمل کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک اس وقت مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ٹریفک کے قابل نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں، تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) مذکورہ سڑک کا کچھ حصہ 94-1993ء میں مرمت اور چوڑا کیا گیا۔ اس پر مبلغ 36.44 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ فتح محمد جسپال ٹھیکے دار نے اس سڑک کی مرمت کی۔

(ب) پھلرواں سے بھیرہ تک سڑک کا حصہ 1992ء کے سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور ٹریفک کے قابل نہیں ہے۔

(ج) یہ سڑک ضلع کونسل نے عرصہ دس سال قبل تعمیر کی۔ اب اس کا کچھ حصہ مرمت کے قابل ہے۔ ضلع کونسل اس کی مرمت کرانا چاہتی تھی۔ لیکن یہ سڑک اب چونکہ نیشنل ہائی ویز اتھارٹی کی درخواست پر مورخہ 31-10-96 کو منتقل کر دی گئی ہے لہذا یہ سڑک اب ضلع کونسل کے دائرہ اختیار میں نہیں رہی۔

جناب سپیکر: جی کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہے۔

جناب محمد محسن شاہ، جی جناب میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 94-1993ء میں جب اسے مرمت کیا گیا تو اس پر کیا 36 لاکھ 44 ہزار روپیہ لگایا بھی گیا یا جیسے ٹوٹی ہوئی ہے ایسے ہی تھی؟ کیونکہ سیلاب تو 1992ء میں پہلے آ چکا تھا۔ اگر آپ اس کو ملاحظہ کریں تو یہ ساری کی ساری ٹوٹی ہوئی ہے۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ بتائیں کہ مرمت کہاں پر ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن 94-1993ء کی بات کر رہے ہیں۔ 94-1993ء میں اس سڑک کا سات کلومیٹر حصہ بمطابق رپورٹ مرمت کیا گیا تھا اور اس وقت اس پر 36 لاکھ 44 ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔ آج تقریباً چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس وقت میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن انھوں نے سوال ہی 94-1993ء کا کیا تھا اور اس کا جواب محکمے نے دیا ہے۔

جناب محمد محسن شاہ، جناب سپیکر! تین چار سال تو گزر چکے ہیں لیکن تین چار سال میں سڑک کو کچھ تو ہونا چاہیے۔ میں دس دن پہلے وہاں سے گزرا ہوں مجھے سڑک کی ایک لکیر تو نظر آتی ہے لیکن سڑک کو چوڑا کرنے کے آثار نہیں ملتے۔

جناب سپیکر، ان کا یہ خیال ہے کہ اگر اتنے پیسے لگتے تو شاید کچھ حصہ نظر آ جاتا۔

وزیر قانون، یہ موٹر وے کو ٹرانسفر ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، موٹر وے کو ٹرانسفر ہو گئی ہے۔ اب تو یہ بہتر بن جائے گی۔ جی راجہ خالد صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، جناب! اس میں لکھا ہے کہ مذکورہ سڑک کا کچھ حصہ 94-1993ء میں مرمت ہوا اور چوڑا کیا گیا اور اس پر اتنی رقم خرچ ہوئی۔ جبکہ "ب" میں یہ جواب ہے کہ کچھ حصہ 1992ء کے سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گیا۔ وہ پہلے ہی خوابوں میں ٹوٹ گیا اور خرچ بعد میں ہوا۔

جناب سپیکر، یہ پھلرواں سے بھیرہ تک مختلف سڑک ہے۔ جی اگلا سوال بھی محمد محسن شاہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد محسن شاہ، 221 جی۔

میونسپل کمیٹی بھیرہ کے ملازمین کی تفصیل

*221۔ جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) میونسپل کمیٹی بھیرہ (ضلع سرگودھا) کی 94-1993ء اور 95-1994ء مالی سالوں کے اخراجات اور

آمدنی کی تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے۔

(ب) جز(الف) میں مذکورہ میونسپل کمیٹی کے ملازمین کی فہرست نام بمعہ عہدہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جز(ب) میں مذکورہ سٹاف میں سے آدھے سے زیادہ سٹاف سابقہ ممبر اسمبلی انوارالحق پراچہ کے ذاتی کاموں لگے ہوئے ہیں۔

(د) اگر مندرجہ بالا جزو کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف)مالی سال 94-1993، اور 95-1994، کے اخراجات اور آمدنی کی تفصیل تتمہ "الف" اور "ب" پر ملاحظہ ہو۔

(ب) ملازمین کی تفصیل تتمہ "ج" پر ملاحظہ ہو۔

(ج) درست نہ ہے۔ تمام ملازمین دوران اوقات دفتر اپنی ڈیوٹی/ فرائض دیانت داری سے ادا کرتے ہیں۔

(د) ضرورت نہ ہے۔

(تتمہ جات "الف" "ب" اور "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔)

جناب سپیکر، جی کوئی ضمنی سوال۔

جناب محمد محسن شاہ، جناب میں نے کئی دفعہ وہاں جا کر چیک کیا ہے۔وہاں پر ملازمین موجود نہیں ہوتے سوائے ایک دو ملازمین کے۔ میں نے ان کے متعلقہ انچارج سے کہا کہ ان کو حاضر کریں اور جب میں نے رجسٹر کو دیکھا تو اس میں دو تین مہینے کی تاریخیں چل گئی تھیں اور کہیں ان کی حاضری کا ریکارڈ نہیں تھا۔

جناب سپیکر، نہیں تو ضمنی سوال پھر کیا ہوا۔

جناب محمد محسن شاہ، دوسرا یہ ہے کہ سارے ملازمین وہاں کے پہلے کے ایم پی اے کے گھر جا کر کام کرتے ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ درست نہیں۔ اس بارے میں تفصیل معلوم کی جائے۔ جو اطلاع آپ کو دی گئی ہے یہ ٹھیک نہیں۔

جناب سپیکر، آپ کوئی نشان دہی کریں اور specific بات کریں۔

وزیر قانون، انھوں نے "ج" میں یہ لکھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ جز "ب" میں مذکورہ سٹاف میں سے آدھے سے زیادہ سٹاف سابقہ ممبر اسمبلی انوارالحق پراچہ کے ذاتی کاموں میں لگے ہوئے ہیں؛ اس سلسلے میں محکمے نے کہا ہے کہ نہیں لگے ہوئے۔ اگر ان کے پاس کوئی specific واقعہ ہے تو بتائیں ہم انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، اگر کوئی specific چیز ہے تو وہ منسٹر صاحب کو بتا دیں۔ اگر اس طرح کے لوگ لگے ہوئے ہیں تو وہ ایکشن لیں گے۔

جناب محمد محسن شاہ، دو تین آدمی ہیں جو روزانہ وہاں جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ لکھ کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔

جناب محمد محسن شاہ، جی ٹھیک ہے میں بھجوا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال ملک آصف علی صاحب کا ہے۔ یہ بھی پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔

حاجی ملک عمر فاروق، On his behalf - 225 -

اٹک کی سڑکات کی تکمیل

*225۔ملک آصف علی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اٹک کے مواضعات گلیال، کوٹ ملیار، ڈھوک گجر کی لنک سڑکات کی تعمیر گزشتہ کئی سالوں سے شروع ہے۔

(ب) مذکورہ لنک سڑکات کی تعمیر پر لاگت کا تخمینہ کتنا ہے۔ ان کی کل لمبائی کتنی ہے اور مجوزہ شرائط و قواعد کے مطابق ان کی تکمیل کب ہو گی نیز اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع اٹک کے مواضعات گلیال کوٹ ملیار اور ڈھوک گجر کی سڑکات کی تعمیر کا کام ضلع کونسل اٹک کی طرف سے گزشتہ کئی سالوں سے شروع ہے۔ چونکہ سڑکوں کی لمبائی کافی زیادہ ہے اور اخراجات بھی کافی بڑی رقومات کے ہیں۔ لہذا ہر سال ضلع کونسل اٹک ترقیاتی پروگرام کی سڑکوں کے لیے رقومات مختص کی جاتی ہیں اور ان سڑکوں کی تعمیر

کا کام مرحلہ وار مکمل کیا جا رہا ہے۔ (تفصیل لف ہذا ہے)۔

(ب) مذکورہ لنک سڑکات پر لاگت کا تخمینہ 114.93 لاکھ روپے ہے اور ان کی لمبائی 15 کلومیٹر ہے۔ مندرجہ بالا سڑکوں کے بارے میں کوئی واضح قواعد و ضوابط نہ ہیں۔ صرف فنڈز کی کمی کی وجہ سڑکوں کی تعمیر مرحلہ وار ہو رہی ہے۔ ان سڑکوں کی تعمیر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کو جن تکالیف کا سامنا ہے ان کی ذمہ داری کسی ایک شخص پر نہیں ڈالی جا سکتی کیونکہ ہر ادارہ اپنے وسائل کے مطابق ہی ترقیاتی کام کر سکتا ہے۔ تاہم ضلع کونسل اٹک کو ہدایت کی گئی ہے کہ جلد از جلد ان سڑکات کی تعمیر مکمل کی جائے۔

گلیال کھوڑاں لنک روڈ

نمبر شمار	نام سڑک	تخمینہ لاگت	لمبائی	تاریخ آغاز	رقم (لاکھ)	تاریخ	تکمیل ٹھیکے دار
1۔	تعمیر گلیال لنک روڈ	14.93 (لاکھ)	2.50 کلومیٹر	1985-86	0.88	مکمل	اللہ بخش
				1986-87	0.85	۔ایضاً۔	جہان داد
				1987-88	1.00	۔ایضاً۔	جہان داد
				1988-89	0.85	۔ایضاً۔	جہان داد
				1989-90	0.52	۔ایضاً۔	فتح شیر
				1994-95	1.50	۔ایضاً۔	تجمل حسین
				1996-97	8.93	4.2.97 سے کام جاری ہے۔	مظہر صدیقی

نوٹ۔ یہ سڑک اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔

کوٹ ملیار لنک روڈ

نمبر شمار	نام سڑک	تخمینہ لاگت	لمبائی	تاریخ آغاز	رقم (لاکھ)	تاریخ	تکمیل ٹھیکے دار
1۔	تعمیر کوٹ ملیار لنک روڈ	80.00 لاکھ	10.00 کلومیٹر	1986-87	1.70	مکمل	محمد شاہ
				1987-88	1.00	مکمل	محمد شاہ
				1988-89	1.63	مکمل	محمد شاہ
				1989-90	1.00	مکمل	سلطان محمد
				1993-94	2.00	مکمل	سعید احمد
				1994-95	1.00	مکمل	مختیار حسین
				1995-96	2.00	مکمل	شیر احمد

ڈھوک گجر لنک روڈ

نمبر شمار	نام سڑک	تخمینہ لاگت	لمبائی	تاریخ آغاز	رقم (لاکھ)	تاریخ	تکمیل ٹھیکے دار
1۔	تعمیر ڈھوک گجر لنک روڈ	20.00 لاکھ	2.50 کلومیٹر	1995-96	12.00 لاکھ	20-06-96	محمد شفیق

جناب سپیکر، یہ سوال بھی کافی بڑا ہے۔ راجہ صاحب 225 کا کافی بڑا جواب ہے۔ پڑھا ہوا تصور کیا

جاتا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب! اس سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جو روڈ ہے 1985-86ء کا منصوبہ ہے۔ آج ہم 1997ء میں ہیں۔ تقریباً بارہ سال کا عرصہ۔ آخر میں لکھا ہوا ہے کہ یہ سڑک اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔ جناب! بارہ سال کے عرصے میں چودہ لاکھ روپے سے یہ اڑھائی کلومیٹر سڑک بنے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارہ سال میں اس وقت تک جو رقم اس پر لگی ہے۔ اس تمام رقم کا ضیاع ہوگا اور یقیناً موقع پر یہ کام ہے جو بارہ سال سے اڑھائی کلومیٹر ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس میں جو دوسرا لنک روڈ ڈھوک ملیاراں کا دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں دیا گیا کہ یہ کب مکمل ہوگا۔ یہ تو بارہ سال بعد اس مالی سال میں مکمل ہو گا اور دوسرے کا یہ ذکر بھی نہیں۔ یہ تقریباً نو لاکھ کا منصوبہ ہے۔ غالباً اتنے عرصے میں نو لاکھ اس پر بھی لگ چکا ہے۔ ابھی تک یہ بھی مکمل نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اتنے عرصے میں اتنے چھوٹے چھوٹے منصوبے اتنی طوالت پکڑتے جا رہے ہیں۔ اس پر منسٹر صاحب مہربانی فرمائیں کہ کب تک ان کو مکمل کریں گے اور ان کی پوزیشن کیا ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب! اس میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں لکھا گیا ہے کہ اس کو جلد مکمل یا اسی سال مکمل کر لیا جائے گا۔ یہ بات درست نہیں۔ ہم نے پہلی سڑک کھیال کوٹ کے متعلق کہا ہے۔ ملیار اور ڈھوک گجر کی سڑک کے متعلق ہم نے کہا ہے کہ اس کو مرحلہ وار مکمل کیا جا رہا ہے۔ دوسری سڑک کے متعلق ہم نے لکھا ہے کہ جلد از جلد ان سڑکات کی تعمیر مکمل کی جائے ہم نے محکمے کو ہدایت کی ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں اگر آپ ان سڑکوں کی allocation دیکھیں تو کوٹ ملیار لنک روڈ کے لیے 1986-87ء میں ایک لاکھ 70 ہزار روپیہ رکھا گیا۔ 1987-88ء میں ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ 1988-89ء میں ایک لاکھ 63 ہزار روپیہ رکھا گیا۔ 1989-90ء میں ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ 1993-94ء میں دو لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ 1994-95ء میں پھر ایک لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ 1995-96ء میں دو لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ یہ allocation ہی اتنی meagre ہوتی تھی۔ یہ allocation ہی اتنی meagre ہوتی تھی کہ اس

allocation میں کوئی سڑک مکمل ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اس لیے جن معزز رکن کا یہ سوال ہے میری اب بھی ان کی خدمت میں یہ گزارش ہوگی کہ جس طرح پہلے میں نے راجہ جاوید اخلاص صاحب کے سوال میں گزارش کی ہے کہ اب ضلع کونسلیں ان کی مشاورت سے اے۔ ڈی۔ پی بنا رہی ہیں تو وہ ضلع کونسلوں کو تجاویز دیں کہ جن سڑکوں پر کچھ رقوم خرچ ہو چکی ہیں وہاں پر وہ مناسب allocation رکھیں تاکہ ان سڑکوں کو مکمل کیا جا سکے۔ اگر اب بھی معزز رکن نے یا کسی اور نے ایک سڑک کے لیے allocation recommend کی اور پھر اگر اسی طرح کم رقم رکھی گئی تو یہ کبھی بھی مکمل نہیں ہوں گی۔ میری آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ استدعا ہوگی کہ وہ اب اپنی جو سفارشات ضلع کونسل کو دیں ان میں وہ ان سڑکوں کے لیے مناسب رقم recommend کریں۔ محکمے کی طرف سے بھی ضلع کونسل کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ ان سڑکوں کے لیے مناسب رقم مختص کریں تاکہ یہ مکمل کی جا سکیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تھوڑی رقم سے اتنی ہی بنتی ہے۔ چاہے جتنے بھی سال لگیں۔

سردار محمد سرفراز خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر سردار صاحب۔

سردار محمد سرفراز خان، جناب سپیکر! معزز ممبر اب جو پارلیمانی سیکرٹری بن چکے ہیں، یہ ان کا حلقہ نیابت ہے۔ انھوں نے جو سوال اٹھائے ہیں یہ ان کے اپنے حلقہ نیابت کے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے تمام فنڈز، جو انھیں ڈسٹرکٹ کونسل سے ملے ہیں بجائے کسی اور جگہ پر یا نئے کاموں پر خرچ کرنے کے اسی علاقے میں اور انھی سڑکوں پر خرچ کریں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور نماز کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں، بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی

ٹاؤن کمیٹی پیپلاں کی سڑکوں کی مرمت

*234۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹاؤن کمیٹی پیپلاں اور لیاقت آباد منڈی کی سڑکیں جو کثیر سرمایہ سے تعمیر ہوئی تھیں اب بالکل خستہ حالت میں ہیں؟

(ب) محکمہ نے سال 1995ء سے آج تک ان سڑکوں کی مرمت پر کتنا خرچ کیا؟

(ج) کیا محکمہ ان سڑکوں کی مرمت کے لیے سپیشل فنڈ مہیا کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا):

(الف) درست ہے۔

(ب) بلدیہ ہذا کا بجٹ اتنا نہ ہے جو ان کی مرمت پر خرچ کیا جا سکے اور بلدیہ نے 1995ء سے اس پر کوئی خرچ نہ کیا ہے۔

(ج) بلدیہ ہذا مالی بحران کا شکار ہے کوہ نور کاٹن ملز بند ہونے کی وجہ سے بلدیہ ہذا کے بجٹ پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ آمدنی کے وسائل محدود ہیں اور بلدیہ کے پاس اتنے فنڈز نہ ہیں جو ان سڑکات کی مرمت پر خرچ کیے جا سکیں۔

ان سڑکوں کی تعمیر کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ محکمہ بلدیات کو محکمہ خزانہ کی طرف سے سڑکوں کی مرمت و دیکھ بھال کے لیے فنڈز نہیں ملتے۔ لہذا مرمت اور دیکھ بھال کا کام متعلقہ مقامی کونسل کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ تاہم حکومت کوشش کرے گی کہ نہ صرف ٹاؤن کمیٹی پیپلاں بلکہ باقی شہروں میں بھی سڑکوں کی حالت بہتر بنائی جائے۔

کمیونٹی سنٹرز کی تعداد

*235۔میاں شوکت علی لالیکا، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں کمیونٹی سنٹرز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 227 میں ویرانے میں ایک ہی جگہ تین کمیونٹی سنٹرز بنے ہیں۔

اور اسی حلقہ میں دوسری جگہ دو اور کمیونٹی سنٹر بنائے گئے اور ان میں سیاسی تنظیم کے دفتر بنا دیے گئے ہیں؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) پنجاب میں محکمہ ہذا کے کل تعمیر کردہ کمیونٹی سنٹرز کی تعداد746 ہے۔

(ب) میاں منظور احمد موہل سابق ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی ایم۔پی۔اے حلقہ227 کی تجاویز پر محکمہ ہذا نے درج ذیل جگہ پر کمیونٹی سنٹر تعمیر کیے ہیں،

1۔ بستی موہلاں موضع ناتھے والہ

2۔ بستی آصف کوٹ بستی موہلاں موضع ناتھے والہ

3۔ کھیون والی موضع سید سرا کاں والی

ان سنٹرز میں سے دو کا درمیانی فاصلہ تقریباً سو گز ہے۔ جبکہ تیسرا ان سے تقریباً 3-4 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ محکمہ ہذا کی معلومات کے مطابق ان کمیونٹی سنٹرز میں کسی بھی تنظیم کا دفتر نہ ہے۔یہ سنٹر محکمہ نے اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہیں۔ نمبر2 آصف کوٹ سنٹر پر حکومت کی ہدایت پر کام بند کر دیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ ضلع کونسل نے میاں منظور احمد موہل کی تجاویز پر حلقہ227 میں درج ذیل کمیونٹی سنٹرز تعمیر کروائے ہیں،

1۔ کمیونٹی سنٹر چوک موہل موضع ناتھے والہ

2۔ کمیونٹی سنٹر بستی موہلاں موضع ناتھے والہ(ڈیرہ مقصود موہل)

3۔ کمیونٹی سنٹر احاطہ متصل موہل موضع بہادر والی

4۔ کمیونٹی سنٹر موضع گنگا سنگھ والہ

ان کی منظوری چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر بذریعہ کمشنر بہاولپور دی گئی تھی۔

ضلع کونسل نے ان کمیونٹی سنٹرز کو اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے اور کسی بھی تنظیم کا دفتر نہ ہے۔

(ج) اس کی وضاحت جز(ب) میں کر دی گئی ہے۔

حلقہ پی-پی 84 میں منصوبہ جات کی تفصیل

*245۔ چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبائی حلقہ پی-پی 84 گوجرانوالہ میں مقامی حکومت و دیہی ترقی نے کل کتنے منصوبے سابقہ چار سال 1993، 1994، 1995 اور 1996 میں منظور کیے۔

(ب) منصوبہ جات کی تفصیل، نام رقم جو مختص کی گئی۔ رقم جو خرچ کی گئی اور رقم جو ادا کی گئی کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) ان منصوبہ جات کے ٹھیکے داران اور فرموں کے نام جن کو کام الاٹ کیا گیا اور اگر فرموں نے کام کیا ان فرموں کے حصہ داران کے ناموں کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) صوبائی حلقہ پی-پی 84 گوجرانوالہ میں منظور کیے جانے والے منصوبہ جات کی سال وار تعداد بمعہ اخراجات درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سال	تعداد منصوبہ جات	کل خرچ
1۔	1993-94	33	60.00 لاکھ روپے
2	1994-95	36	50.00 لاکھ روپے
3	1995-96	37	78.87 لاکھ روپے
	میزان	106	188.87 لاکھ روپے

(ب) کل منصوبہ جات تعدادی 106 پر کل خرچ 188.87 لاکھ روپے آیا ہے۔ مکمل فہرست منصوبہ جات بمع خرچ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل 106 منصوبہ جات جن پر 188.87 لاکھ روپے خرچ آیا ہے۔ ان کی سال وار فہرست یعنی 1993-94، 1994-95، 1995-96، بمعہ ان ٹھیکے داروں اور فرموں کے نام***ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

حلقہ پی-پی 84 گوجرانوالہ میں منصوبہ جات کی تفصیل

*246۔ چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک ضلع کونسل گوجرانوالہ نے حلقہ نمبر پی پی 84 گوجرانوالہ میں کتنے

***(ناموں کی فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

منصوبے منظور کیے۔

(ب) ان منصوبہ جات پر کتنی رقم مختص کی گئی۔ کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی؛ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکے داران نے مکمل کیا اور اگر فرموں نے تعمیر کیے تو ان فرموں کے نام اور شراکت داروں کی تفصیل بھی ایوان میں پیش کی جائے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مالی سال 94-1993، تا 96-1995، کے دوران ضلع گوجرانوالہ نے حلقہ پی پی 84 گوجرانوالہ میں 66 منصوبہ جات منظور کیے۔

(ب) ان منصوبہ جات پر 318.52 لاکھ روپے مختص ہوئے اور 270.54 لاکھ روپے خرچ کیے گئے۔
(*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ج) ٹھیکے داران اور شراکت داروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بلدیات کے اتفاقی اور ترقیاتی مصارف کی تفصیل

*251۔ رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993، تا اپریل 1997، تک محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو اتفاقی مصارف کی مد میں کتنی رقم حاصل ہوئی؛ اور یہ رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی؛ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کا سال 93-1992، 94-93، 95-94، 96-95، 97-96، کا کل ترقیاتی بجٹ کتنا تھا؛ ہر سال کی علیحدہ علیحدہ ضلع وار تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) صوبہ پنجاب میں سال 1993، تا 1997، محکمہ مقامی حکومت و دیہی برقی کو اتفاقی مصارف کی مد میں مبلغ 1338.32 لاکھ روپے حاصل ہوئے۔ یہ رقم بی اینڈ آر کوڈ میں دی ہوئی مدات کے مطابق صرف ہوئی۔ مزید براں اس رقم سے مجاز اتھارٹی کی منظوری کی بعد مبلغ 321.37 لاکھ روپے 184 مختلف ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوئی۔ ان منصوبہ جات*** کی تفصیل لف ہے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کا سال 93-1992، تا 97-1996، کل ترقیاتی بجٹ 4523209 لاکھ روپے تھا *** جس کی سال وار تفصیل لف ہے۔

اوکاڑہ میں صفائی کا انتظام

*283۔ جناب محمد عارف چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ اوکاڑہ میں صفائی کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور شہر میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہیں جن کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

(ب) کیا حکومت صفائی کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ضروری اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بلدیہ اوکاڑہ میں صفائی کی حالت معیار کے مطابق نہ تھی لیکن اب وزیراعظم کی ہدایت کے مطابق کوڑا کرکٹ کے ڈھیر اٹھانے میں مکمل کاوش کی جا رہی ہے اور مقامی ایم پی اے جناب محمد عارف چودھری کی ہدایت کے مطابق ہر حلقہ میں ان کے نامزد کردہ سابقہ کونسلر صاحبان کی نگرانی میں صفائی کا انتظام کیا ہوا ہے۔ عملہ صفائی کو سختی سے تنبیہ کر دی گئی ہے کہ وہ اس معاملے میں تساہل نہ کرے۔

(ب) حکومت اور بلدیہ اوکاڑہ صفائی کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی اقدامات کر رہی ہے۔ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ تقریباً روزانہ اور ڈپٹی کمشنر صاحب ہر تیسرے دن شہر میں خود چکر لگا کر اس صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مقامی ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان کی تجویز پر بلدیہ نے روزانہ معاوضے پر تقریباً 95 سینٹری ورکرز رکھے ہیں اور اب کل سینٹری ورکرز کی تعداد 504 بنتی ہے۔ بلدیہ اوکاڑہ میں 35 وارڈز ہیں ہر وارڈ میں تقریباً 11 سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں۔

منڈی مویشیاں اوکاڑہ کی نیلامی

*284۔ جناب محمد عارف چودھری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) سال96-1995، اور 97-1996، میں بلدیہ اوکاڑہ کی منڈی مویشیاں الگ الگ کتنی رقم میں نیلام ہوئی۔

(ب) سال97-1996، میں یہ کتنی رقم میں نیلام ہوئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اہل کاران بلدیہ کی ملی بھگت سے نیلامی دانستہ طور پر 97-1996، میں کم رقم پر منظور کی گئی۔ اگر ہاں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) بلدیہ اوکاڑہ کی منڈی مویشیاں برائے سال96-1995، از مورخہ 01-12-95 تا30-11-96 بالعوض مبلغ=/1,25,00000 روپے میں نیلام کی گئی جبکہ سال97-1996، میں منڈی مویشیاں عرصہ ایک سال از مورخہ 01-01-97 تا31-12-97 مبلغ=/1,28,30,000 روپے میں نیلام کی گئی۔

(ب) سال97-1996، میں بلدیہ اوکاڑہ کی منڈی مویشیاں از مورخہ1-1-97 تا 31-12-97 مبلغ 1,28,30,000/= روپے میں نیلام ہوئی۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ97-1996، میں منڈی مویشیاں کی نیلامی کم رقم میں منظور کی گئی، بلکہ سابقہ سال کی آمدنی سے زیادہ رقم میں نیلامی کی گئی ہے۔ البتہ اصل صورت حال یہ ہے کہ مورخہ17-11-96 کو منڈی مویشیاں عرصہ 1-12-96 تا30-11-97 کے لیے نیلام ہوئی اور بولی دو کروڑ دس لاکھ روپے مسمی خالد امین اور سیٹھ عبدالرزاق نے دی مگر انھوں نے شرائط نیلام کے مطابق دس فی صد پیشگی رقم ادا نہ کی اور معاہدہ بھی نہ کیا، اس لیے ان کی زر ضمانت مبلغ دس لاکھ روپے ضبط کر لی گئی۔ میونسپل کمیٹی نے دوبارہ نیلام کے لیے اشتہار جناب ڈائرکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب کو مورخہ27-11-96 کو بدست سردار بخش HVC میونسپل کمیٹی اوکاڑہ ارسال کیا۔ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ اشتہار روزنامہ جنگ میں مورخہ29-11-96 کو شائع ہوا اور منڈی مویشیاں مورخہ4-12-96 کو نیلام ہوئی جس میں سب سے زیادہ بولی مسٹر محمد اسلم نے مبلغ =/1,28,30,000 روپے دی جو کہ میونسپل کمیٹی نے منظور کر لی۔ روزنامہ "جنگ" لاہور کے ایڈورٹائزمنٹ مینجر نے رپورٹ کی ہے کہ انہوں نے میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کا کوئی اشتہار شائع نہ کیا ہے اور نہ ہی یہ اشتہار ڈائرکٹر جنرل پبلک ریلیشنز لاہور کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ کی انکوائری کی جا رہی ہے انکوائری رپورٹ کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی۔

محصول چونگی کی وصولی

*318۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور نے جولائی 1994ء کو محصول چونگی کی وصولی کی موثر چیکنگ/پڑتال کے لیے پرائیویٹ گاڑیاں کرائے پر حاصل کرنے کے لیے اخبارات میں ٹینڈر نوٹس دیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو یہ ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے جن فرموں نے سربمہر ٹینڈر دیے ان کی نقول ہاؤس میں پیش کی جائیں۔

(ج) محکمے نے جس فرم، ٹھیکے دار کا ٹینڈر منظور کیا اس کے ساتھ طے شدہ اقرار نامہ اور شرائط دونوں کی تفصیل بیان فرمائی جائیں۔

(د) ان گاڑیوں کے استعمال سے محکمے کو کتنا فائدہ ہوا خلاف ورزی پر دس گنا اور ستر گنا زاید وصولی کے کتنے کیس پکڑے گئے تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ہ) یہ گاڑیاں کتنا عرصہ استعمال میں رہیں ان کو روزانہ کتنے لیٹر ڈیزل، پٹرول بلدیہ مہیا کرتی رہی۔ ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے۔

(س) ان گاڑیوں پر پٹرول، ڈیزل کے علاوہ کرائے کی صورت میں بلدیہ کی کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) درست ہے۔

(ب) 1۔ وسیم احمد ٹریڈرز 65، دین محمد بلڈنگ بیرون دہلی گیٹ لاہور۔
2۔ آفتاب گل ولد چاند خان، مکان نمبر 458۔بی اندرون یکی گیٹ لاہور۔
3۔ ذوالفقار علی ولد محمد یعقوب، مکان نمبر 13۔اے حاجی پارک رحمان پورہ لاہور۔

تینوں فرموں کے سربمہر ٹینڈروں کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) محکمہ نے میسرز وسیم احمد کا ٹینڈر منظور کیا اس سے ایگریمنٹ کی نقل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(د) ان گاڑیوں کے استعمال سے محکمہ کو مبلغ -/47,37,952 روپے تاوان وصول ہوا اور 17000 اخفائے محصول کے کیس پکڑے گئے۔

(ہ) یہ گاڑیاں عرصہ اگست 1994ء تا 30 جون 1996ء تک زیر استعمال رہیں۔ ان کی تعداد نو(9) تھی اور ہر گاڑی کے لیے روزانہ مندرجہ ذیل شیڈول کے مطابق پیٹرول/ڈیزل مہیا کیا جاتا تھا۔

(3) سنگل ڈالہ (15) لیٹر ڈیزل فی گاڑی (2) آٹو کار (15) لیٹر پیٹرول فی گاڑی

(4) سوزوکی پک اپ 15 لیٹر پیٹرول فی گاڑی

(س) 1۔ اگست 1994ء تا جون 1995ء تک مبلغ -/38,28,706 روپے خرچ ہوئے۔

2۔ جولائی 1995ء تا جون 1996ء مبلغ -/41,45,608 روپے خرچ ہوئے۔

بلدیہ عظمیٰ لاہور نے اگست 1994ء سے جون 1996ء تک کے کرائے کی کل ادائیگی مبلغ -/79,73,714 روپے کی ہے۔

محکمہ کے دفاتر/رہائش گاہیں

*323۔میاں عبدالستار: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں۔

(ب) سال 1985ء سے 1997ء مارچ تک ان کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی اور اس پر کتنا خرچ آیا؛ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؛

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتا جات کیا کیا ہیں؛

(د) سال 1985ء سے 1993ء کے دوران محکمے نے ضلع وار کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کیں؛ ہر عمارت کی تفصیل علیحدہ علیحدہ کیا ہے؛

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) سال 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت دفاتر ڈی۔جی۔آر ڈی' ڈی۔جی کچی آبادی' الیکشن اتھارٹی ڈیرہ غازی خان ترقیاتی ادارہ' بہاولپور ترقیاتی ادارہ اور پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ نے کل 25 عمارات برائے دفاتر کرائے پر حاصل کیں' جبکہ کوئی عمارت برائے رہائش گاہ کرائے پر حاصل نہیں کی گئی۔

(ب) ان عمارات کی تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔ نیز ان کرائے کی عمارات کی

مرمت وغیرہ مالکان کے ذمہ رہی ہے۔

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی بطور Executing Agency مختلف محکموں کے لیے سرکاری عمارات (سکول، ڈسپنسری، کمیونٹی سنٹر وغیرہ) تعمیر کرتا ہے۔ پچھلے 8 سالوں میں ایسی عمارات کی تفصیلات جاننے کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔

دفاتر/مالکان کے نام پتا جات

نمبر شمار	نام دفتر/عمارت	نام و پتہ مالک عمارت دفتر
1۔	ڈائرکٹر جنرل رورل ڈویلپمنٹ 153، شاہ جمال کالونی لاہور	ارشد احمد، رشید جیولرز، 153، شاہ جمال کالونی لاہور
2۔	ڈائرکٹر جنرل کچی آبادی ضلع کونسل لاہور بلڈنگ	ضلع کونسل لاہور
3۔	39 ایمپرس روڈ لاہور	چوہدری شوکت علی، ساجد ایم۔پی۔اے 39 ایمپرس روڈ لاہور
4۔	پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کمپلیکس	پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ
5۔	پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ ضلع کونسل بلڈنگ	ضلع کونسل لاہور
6۔	95 ریواز گارڈن، لاہور	رانا خضر حیات، 95 ریواز گارڈن لاہور
7۔	شادمان مارکیٹ	محمد اکرم، شادمان مارکیٹ
8۔	پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی 101 شادمان کالونی	مسماۃ زبیدہ بیگم زوجہ شیخ بخش الہیٰ 101 شادمان کالونی لاہور
9۔	105 شادمان کالونی	مسماۃ سرفراز انور 105، شادمان کالونی لاہور
10۔	54 شادمان کالونی	سردار رضا محمود، 54 شادمان کالونی لاہور
11۔	ڈی۔جی۔خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ریسٹ ہاؤس لوکل گورنمنٹ ڈی۔جی۔خان	محکمہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیلپمنٹ
12۔	بہاول پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی دفتر بی۔ڈی۔اے بہاول پور	کرنل ریٹائرڈ آفتاب احمد، 61/B ایل۔سی۔سی ایچ لاہور
13۔	دفتر بی۔ڈی۔اے رحیم یار خان	محمد امتیاز ولد محمد اسماعیل 117 ڈی ملی بلاک گلشن اقبال رحیم یار خان
14۔	دفتر بی۔ڈی۔اے بہاول نگر	محمد طیب ولد احمد علی، 190/C بلاک وائی ماڈل کالونی بہاولنگر

نمبر شمار	نام دفتر/عمارت	نام و پتہ مالک عمارت دفتر
15-	دفتر اے۔ڈی۔ایل۔جی نارووال کچہری روڈ نزد مسجد مدینہ	محمد اقبال ولد فیاض احمد نزد مسجد مدینہ کچہری روڈ نارووال شہر
16-	دفتر اے۔ڈی۔ایل۔جی پاکپتن کچہری روڈ پاکپتن	راؤ محمد اقبال' محلہ فرید نگری کچہری روڈ پاکپتن
17-	دفتر اے۔ڈی۔ایل۔جی ساہیوال سٹیڈیم روڈ	شیخ سعید احمد' سیکرٹری بزم فکر و ادب اسٹیڈیم ساہیوال
18-	دفتر اے۔ڈی۔ایل۔جی لاہور 132' اے جیل روڈ لاہور	طارق ایم نیاز 32 جیل روڈ لاہور
19-	131۔اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور	مسز صفیہ افضال 15۔بی جی۔او۔آر II لاہور
20-	31۔بی مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور	منیر احمد بھٹی' 31۔بی مصطفیٰ ٹاؤن وحدت روڈ لاہور
21-	دفتر پراجیکٹ منیجر مرید کے	پیر اعجاز احمد ہاشمی' سٹی مرید کے ضلع شیخوپورہ
22-	دفتر پراجیکٹ منیجر احمد پور ضلع شیخوپورہ	سلامت علی ولد برکت علی' موچی بازار احمد پور
23-	دفتر پراجیکٹ منیجر شاہ کوٹ	قدیر خان' محلہ روڈ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ
24-	دفتر پراجیکٹ منیجر فیکٹری ایریا شیخوپورہ سٹی شیخوپورہ	میاں محمد یوسف' عقب کل حبیب بنک مین
25-	دفتر پراجیکٹ منیجر فیض آباد جڑانوالہ روڈ	شیر علی' محلہ منڈی فیض آباد' ضلع شیخوپورہ

بھکر میں منصوبہ جات کی تفصیل

*398۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ڈسٹرکٹ کونسل بھکر اور میونسپل کمیٹی بھکر میں سال 1993ء سے 1996ء تک کون کون سے منصوبہ جات کتنی رقم اور کس ٹھیکے دار کی معرفت مکمل کیے گئے اور اس وقت تک کتنے منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں؛ تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)۔

ڈسٹرکٹ کونسل بھکر نے سال 1993-1996ء کے دوران مبلغ 546.86 لاکھ روپے کی لاگت سے کل 347 منصوبہ جات شروع کیے جن میں سے 302 منصوبہ جات مکمل کیے۔ جبکہ 36 پر کام

جاری ہے اور 9 منصوبے منسوخ ہوئے جبکہ میونسپل کمیٹی بھکر نے سال 1993-1996ء کے دوران 166 منصوبہ جات 81.99 لاکھ روپے کی لاگت سے شروع کیے۔ جن میں 155 منصوبہ جات مکمل ہوئے اور 10 پر کام جاری ہے اور ایک منصوبہ منسوخ ہوا۔ ٹھیکے داران اور منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وال چاکنگ ایکٹ پر عمل در آمد

*407۔ جناب ایس۔اے حمید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں 1995ء سے وال چاکنگ پر پابندی کا قانون نافذ العمل ہے؟

(ب) سال 1995-1996ء کے دوران صوبہ کے ہر ضلع میں اس قانون کی خلاف ورزی پر کتنے چالان کیے گئے؟ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا وال چاکنگ ایکٹ کے تحت رولز مرتب ہو چکے ہیں؟ اور اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) جی ہاں۔

(ب) سال 1995ء اور 1996ء کے دوران صوبے کے ہر ضلع میں جتنے چالان کیے گئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نام ضلع		جتنے چالان کیے گئے۔
1۔	لاہور	7
2۔	گوجرانوالہ	23
3۔	اٹک	4
4۔	خوشاب	15
5۔	بہاولنگر	3

(ج) وال چاکنگ ایکٹ 1995ء کے تحت قواعد مرتب نہیں کیے گئے۔ کیونکہ ایکٹ میں قواعد مرتب کرنے کی گنجائش نہیں۔

2۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی حکومت پنجاب نے اس سلسلہ میں متعلقہ افسران کو ضروری

ہدایات جاری کی ہیں۔(منسلکہ "الف") جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ایکٹ کی خلاف ورزی کرنے والے ضابطہ فوجداری کے تحت سزا کے مستحق ہیں کیونکہ ایکٹ کی خلاف ورزی کرنی والے کو چھ ماہ تک سزائے قید یا پانچ ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں ایک ساتھ دی جا سکتی ہیں۔

NO. SOV(LG)6-2/91
GOVERNMENT OF THE PUNJAB
LOCAL GOVERNMENT & RURAL
DEVELOPMENT DEPARTMENT.
Dated Lahore, the 14 July, 1997.

To

1. All Commissioners in the Punjab.
2. All Deputy Commissioners in the Punjab.
3. The Administrator, Metropolitan Corporation, Lahore.
4. All Administrators of Municipal Corporations in the Punjab.
5. All Administrators of Municipal Committees in the Punjab.
6. All Administrators of Zila Councils in the Punjab.

Subject: ENFORCEMENT OF WALL CHALKING LAW.

Your attention in drawn to this Department's circular letter of even number dated 08-02-1995 vide which directions of the Government were conveyed for removing/erasing all posters, bill, notice, placard or other papers or means of advertisements on a wall including writing etc. on wall with chalk or paint or in any other manner within seven days in the area falling in the jurisdiction of each local council in accordance with the provisions of Punjab Prohibition of Expressing Matters on Wall Act, 1995. However, complaints have come to the notice of this Department that the local councils, instead of taking swift action under this law on wall chalking, are taking the matters rather complacently.

2. It is reiterated that under the law on Wall Chalking as mentioned above, local councils are fully responsible for ensuring that walls in the areas of their jurisdiction remain clean and free from all kinds of writings etc. Action against those who violate this law and render themselves liable to the penalties as provided under this law (fine up to Rs. 5000/- and imprisonment upto six months) should be taken in accordance with the procedure as laid down in the Cr. P. C for offence. Challans shall be prepared and submitted by the staff of local councils in the courts of Magistrate/Special Magistrates. There is, therefore, no ambiguity as regards the procedure for enforcement of this law.

3. I am to request that report of action taken on these instructions may please be furnished to this Department of fortnightly basis indicating action taken against the offenders by the Commissioners of Divisions.

(MUHAMMAD AFZAL)
ADDITIONAL SECRETARY - II

دربار بابا گلو شاہ کے زرعی رقبہ کا ٹھیکہ

437-جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع کونسل سیالکوٹ میں واقع دربر بابا گلو شاہ موضع کوریکی کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) ضلع کونسل سیالکوٹ نے اس زرعی رقبہ کو کس آدمی کے نام ٹھیکے دیا ہے۔اس کا فی ایکڑ ٹھیکہ کیا ہے؟

(ج) ضلع کونسل کی مد میں سے ہر سال اس دربار کے لیے کتنی رقم مختص کی جاتی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) بابا گلو شاہ موضع کوریکی میں ضلع کونسل سیالکوٹ کا163 ایکڑ18 مرلے زرعی رقبہ ہے۔

(ب) ضلع کونسل سیالکوٹ نے یہ ٹھیکہ رحمت علی ولد اللہ رکھا قوم بھٹی ساکن کوریکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کو بشرح مبلغ=/590 روپے فی ایکڑ برائے سال97-1996، پٹہ پر دے رکھا ہے۔

(ج) یہ دربار چونکہ محکمہ اوقاف کی زیر نگرانی ہے اس لیے ضلع کونسل نے آج تک اس دربار کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔

ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*439-جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1993، سے 1996، تک ضلع کونسل سیالکوٹ نے حلقہ صوبائی 108 میں کون سے ترقیاتی منصوبے شروع کیے تھے؟ ان منصوبوں کے نام اور رقم کی تفصیل کیا ہے اور ان منصوبوں کو کس کس ٹھیکے دار/ فرم کے ذریعہ مکمل کیا گیا اور منصوبہ پر مختص شدہ رقم اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ تمام ٹھیکے قواعد و ضوابط کے تحت دیئے گئے تھے ان تمام منصوبہ جات کی موجودہ پوزیشن کیا ہے' نیز سال 1993-1996، میں ضلع کونسل میں نئے بھرتی شدہ ملازمین کی تعداد نام ،بمعہ پتا جات بتائے جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا):

(الف) ضلع کونسل سیالکوٹ نے مالی سال 1993ء تا1996ء کے دوران صوبائی حلقہ پی-پی108 میں 107 ترقیاتی منصوبے شروع کیے۔ ان منصوبوں کے نام' رقم کی تفصیل' ٹھیکے داران / فرم کے نام اور منصوبہ جات پر مختص کی گئی رقوم اور ادائیگی رقوم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع کونسل سیالکوٹ کے تمام ٹھیکے قواعد و ضوابط کے تحت دیئے گئے۔ منصوبہ جات کی موجودہ پوزیشن ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز 1993ء سے 1996ء تک ضلع کونسل میں 27 ملازمین بھرتی کیے گئے۔ ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

گلی نالیوں کی تعمیر

*544۔ جناب محمد اکرم چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد نے چک نمبر 37 گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنے کے لیے مورخہ26 جنوری 1996ء کو ٹینڈر طلب کیے تھے؟

(ب) اس ٹھیکے دار کا نام کیا ہے جس کو مذکورہ کام کا ٹھیکہ دیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا' اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا):

(الف) درست ہے مگر ٹینڈر مورخہ96-01-26 کی بجائے مورخہ11 فروری 1996ء کو طلب کیے تھے۔

(ب) عبدالستار نامی ٹھیکے دار کو کام الاٹ کیا گیا تھا۔

(ج) درست ہے۔ یہ اس لیے ہوا کہ ٹھیکے دار کام کرنا نہیں چاہتا تھا اس کو نوٹس دیئے گئے۔ لیکن باوجود نوٹس کے ٹھیکے دار نے کام شروع نہ کیا۔ بعد میں یہ سکیم ضلع کونسل کے ترقیاتی پروگرام سے ڈراپ کر دی گئی تھی۔ کیونکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جن سکیموں پر کام شروع نہیں ہوا وہ ڈراپ کر دی جائیں اور مختص شدہ فنڈز پہلے سے تیار شدہ سکیموں کی مرمت و

دیکھ بھال پر لگا دیئے جائیں۔

فیصل آباد میں صفائی کا انتظام

*551۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر کی اقلیتی آبادیوں میں صفائی کا نظام انتہائی ناقص ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد شہر کی اقلیتی آبادیوں میں سٹریٹ لائٹ کا کوئی انتظام نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد کارپوریشن نے تین دفعہ اقلیتی آبادیوں کے لیے بجٹ رکھا لیکن بعد میں یہ بجٹ مسلم آبادیوں میں لگا دیا گیا اور کس اقلیتی حلقے میں اس سال کے بجٹ سے کوئی کام نہ ہو رہا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد کی اقلیتی آبادیوں میں صفائی کا نظام ناقص ہے۔ فیصل آباد شہر میں واقع اقلیتی آبادیوں مثلاً ماڈل ٹاؤن، منیر آباد، کوکیانوالہ، وارث پورہ، برکت پورہ، جھنڈا پیر، نوابانوالہ، سمن آباد، وزیر خان، مریم آباد، یوسف آباد، عیسیٰ نگر اورمنصور آباد میں باقاعدہ معمول کے مطابق صفائی کرائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ فیصل آباد شہر کی اقلیتی آبادیوں میں سٹریٹ لائٹ کا انتظام نہ ہے۔ وارث پورہ، برکت پورہ، کرسچن ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن اور سداور نگر کی آبادیوں میں خراب لائٹ درست کر دی گئی ہے اور سٹریٹ لائٹ کا باقاعدہ انتظام ہے۔

(ج) فیصل آباد شہر 87 میونسپل حلقہ جات پر مشتمل ہے۔ ان حلقہ جات میں مسلم یا غیر مسلم (اقلیتی) آبادیوں کی تخصیص نہ ہے۔ میونسپل کارپوریشن کا ترقیاتی بجٹ پورے شہر کی تعمیر و ترقی پر صرف کیا جاتا ہے۔ تاہم وسائل کے مطابق ترجیحات مقرر کی جاتی ہیں۔ البتہ رواں مالی سال کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں اقلیتی آبادیوں کے لیے سکیمیں شامل کی جا رہی ہیں۔

اقلیتی آبادیوں کے لیے بجٹ

*552۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ضلع کونسل نے ضلع میں اقلیتی آبادیوں کے لیے بجٹ میں رقم مختص کر کے منسوخ کر دی اور اب وہی رقم پورے ضلع میں کام پر لگائی گئی ہے جبکہ اس میں کوئی اقلیتی آبادی شامل نہ ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

سالانہ ترقیاتی پروگرام 97-1996ء میں اقلیتی آبادیوں حلقہ جات کے لیے رقم مختص کی گئی تھی۔ بعد ازاں نگران حکومت کی ہدایات کے مطابق اے ڈی پی پر نظرثانی کی گئی اور تمام کی تمام مختص شدہ اے۔ ڈی۔ پی کی رقم مرمت ہائے سڑکات و بلڈنگز کے لیے مختص کر دی گئی۔ کیونکہ سڑکات اور رورل ڈسپنسری و وٹرنری ڈسپنسری ہائے کی مرمت عرصہ دراز سے نہ ہوئی تھی اور ان کی حالت ناگفتہ بہ تھی بعد ازاں موجودہ صوبائی و قومی ممبر صاحب ان نے بھی reformulated اے ڈی پی میں مرمت ہائے کے لیے تمام رقم مختص کر دی۔ جس کی منظوری کمشنر فیصل آباد نے دی۔

تاہم آئندہ سال 98-1997ء کا ترقیاتی پروگرام ترتیب دیتے وقت معزز اقلیتی ارکان اسمبلی سے بھی مشورہ کیا جائے گا۔

سٹیڈیم کی تعمیر

*557۔ جناب ایس اے حمید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ سٹیڈیم کی تعمیر کب ہوئی اور اس پر کل کتنی لاگت آئی۔

(ب) حکومت کے فنڈز کی کس مد سے یہ رقم صرف کی گئی تمام اخراجات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) سٹیڈیم کے سٹینڈ کے نیچے جو دکانیں تعمیر کی گئیں ان پر کیا لاگت آئی۔

(د) کیا یہ دکانیں نیلام عام کے ذریعہ یا الاٹ منٹ کے ذریعہ فروخت کی گئی ہیں۔ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) گوجرانوالہ سٹیڈیم کی تعمیر میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کی زیر نگرانی 1960ء کی دہائی کے اوائل میں شروع ہوئی اور مختلف مراحل میں مکمل ہوئی۔

(ب) سٹیڈیم ہذا کی تازہ ترین تعمیر ڈویژنل انتظامیہ کی زیر نگرانی ورلڈ کپ کے سلسلے میں ہوئی ہے جس کا ریکارڈ میونسپل کارپوریشن میں نہیں۔ البتہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے مجوزہ حکام کی منظوری سے سٹیڈیم کی رنگ روڈ اور آہنی جنگلہ کے لیے46.60 لاکھ روپے خرچ کیے۔ اسی طرح ضلع کونسل گوجرانوالہ 10.00 لاکھ روپے سٹیڈیم کی تعمیر کے لیے ڈویژنل سپورٹس کمیٹی کو ادا کیے۔

(ج) یہ دکانیں ڈویژنل انتظامیہ کی زیر نگرانی تعمیر ہو رہی ہیں اور ان کی فروخت و الاٹمنٹ کا محکمہ ہذا (میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ) سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(د) محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

سٹریٹ لائٹ اور سڑکوں کی مرمت

*582۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن زون نمبر 7 (گلشن راوی، سمن آباد اور مدا بخش روڈ وغیرہ) کی سٹریٹ لائٹ اور سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے لیے مالی سال 1996-97ء کے دوران تقریباً پچاس لاکھ روپے سے زائد رقم کاغذی کارروائی پر خرچ کی گئی ہے۔ جبکہ موقع پر ایک روپیہ کا کام بھی نہیں ہوا۔ نیز مالی سال 1996-97ء کے دوران زون نمبر 7 کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے تھے۔ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو لاہور زون نمبر 7 کے اس کام کا ٹھیکہ کس کس ٹھیکے دار کو دیا گیا اور رقم کی ادائیگی کس کے حکم پر کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن زون نمبر 7 اور زون نمبر 5 کے ترقیاتی کام کے لیے مالی سال 1996-97ء کے بجٹ میں، جس کام کے لیے آٹھ لاکھ روپے رکھے گئے تھے، انھیں بڑھا کر اسی لاکھ اور جس کام کے لیے نو لاکھ روپے تھے، انھیں بڑھا کر پچاسی لاکھ کر دیا گیا۔ جس سے حکومت کو کروڑوں کا نقصان پہنچایا گیا۔

(د) اگر مذکورہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سرکاری خزانہ لوٹنے والے ان افسران، اہل کاران اور ٹھیکے داران کے خلاف کارروائی کر کے ان سے لوٹی ہوئی رقم واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہوں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)

(الف) سمن آباد وارڈ نمبر82-83-84 میں سٹریٹ لائٹ کی تنصیب کے لیے تقریباً ایک لاکھ اسی ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ گلشن راوی سکیم کی سٹریٹ لائٹ ایل ڈی اے کے تحویل میں ہیں ابھی کارپوریشن کی تحویل میں نہ آئی ہیں' لہذا ان کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ایل ڈی اے کی ہے۔

خدا بخش روڈ وارڈ نمبر94 میں واقع ہے۔ اس سڑک پر سٹریٹ لائٹ کے لیے کوئی علیحدہ فنڈز مختص نہ ہیں تاہم وارڈ نمبر94 میں نئی سٹریٹ لائٹ کے لیے ورک آرڈر جاری کر دیا گیا ہے۔ ابھی کوئی ادائیگی نہیں ہوئی۔ سڑکوں کی مد میں زون نمبر7 میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں صرف درج ذیل سکیمیں بابت تعمیر و مرمت سڑکات شامل مالی سال97-1996ء ہیں۔

1۔ کارپٹنگ سٹریٹ نمبر20 فاروقی کالونی(پی-پی128)تخمینہ مبلغ تین لاکھ روپے

2۔ تعمیر جہانگیر روڈ نیوسمن آباد(پی-پی128)تخمینہ مبلغ تیرہ لاکھ روپے۔

3۔ ری کنڈیشنگ ٹیپو سلطان روڈ(پی-پی128) تخمینہ مبلغ چار لاکھ ساٹھ ہزار روپے۔

4۔ ری کنڈیشنگ تاج دین روڈ نیومزنگ(پی-پی128)تخمینہ مبلغ پانچ لاکھ چالیس ہزار روپے۔

5۔ الخیام روڈ بمعہ لنک (پی-پی129)تخمینہ مبلغ پچاس ہزار روپے۔

6۔ تعمیر مین بازار اور کھاڑک (پی-پی129) تخمینہ مبلغ چھ لاکھ پچاس ہزار روپے ۔

7۔ سڑکات 121 ایکڑ سکیم تخمینہ مبلغ آٹھ لاکھ آٹھ ہزار روپے۔

8۔ مین بازار نیو مزنگ تخمینہ چھ لاکھ بیالیس ہزار روپے۔

9۔ ندیم شہید روڈ تخمینہ اٹھارہ لاکھ اکاون ہزار روپے۔

ان درج بالا(9) عدد سکیموں کے لیے عملی طور پر کام کروانے کی غرض سے حسب ضابطہ ٹینڈر مورخہ97-06-19 کو وصول کیے جائیں گے۔ تاحال ان کاموں کے محاذ کسی قسم کی کوئی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ب) سٹریٹ لائٹ کے ضمن میں سمن آباد وارڈ نمبر82-83-84 میں جو سٹریٹ لائٹ لگائی گئی ہیں اس کام کے ٹھیکے داروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ امید انٹرپرائزز۔ 2۔ ایچ-ایم-ایچ کارپوریشن۔

3۔ پرنس اینڈ کو۔ 4۔ چودھری محمد لطیف اینڈ کو۔

5۔ خورشید اینڈ کو۔ 6۔ ایس ایف ٹی کارپوریشن۔

7۔ اے ون انٹر پرائزز۔

ان کاموں کی ادائیگی ضابطہ کی کارروائی کے بعد رولز اینڈ ریگولیشن کے مطابق کی گئی۔ سڑکات کے ٹھیکہ جات میں تاحال کوئی ٹھیکے دار نامزد نہ ہوا ہے۔ باقاعدہ حسب ضابطہ ٹینڈر موصول ہونے پر ٹھیکے دار نامزد ہوگا اور اس طرح نہ تو ٹھیکے دار کو کام الاٹ کیا گیا ہے اور نہ ہی ادائیگی ہوئی ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ایم سی ایل زون نمبر 7 میں مالی سال 1996-97ء کے دوران کوئی بھی ترمیمی تخمینہ نسبت مبلغ اسی لاکھ اور مبلغ پچاسی لاکھ روپے کا منظور نہ ہوا ہے۔ اس طرح حکومت کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچایا گیا ہے۔ تفصیل بابت زون نمبر 5 میں آٹھ لاکھ روپے کا کوئی اسٹیمیٹ اسی لاکھ کا نہ ہوا ہے اور نہ ہی پچاسی لاکھ کا ہوا ہے۔ یہ درست نہ ہے۔ صرف ایک کام الخیام روڈ مبلغ -/1,85,000 روپے میں منظور ہوا ہے۔ جس کے ٹینڈر کال کر لیے گئے ہیں جو مورخہ 19-6-97 کو موصول ہوں گے۔ مختص شدہ رقم اور کام ہائے کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

(د) سوال ہذا کے جزو "الف تا ج" کی تفصیلات بیان کردہ درج بالا کی روشنی میں چونکہ سرکاری خزانے کا نہ تو غلط استعمال ہوا ہے اور نہ ہی کوئی خورد برد ہوئی ہے۔ لہذا کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سلاٹر ہاؤس کی منتقلی

*583۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلاٹر ہاؤس بکر منڈی' لاہور گنجان آبادی کے اندر واقع ہے۔ جس سے بیماریاں پھیل رہی ہیں اور لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سلاٹر ہاؤس کے لیے متبادل جگہ لاہور سے باہر ڈھولن وال میں خرید لی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک سلاٹر ہاؤس کو لاہور سے باہر منتقل نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سلاٹر ہاؤس کو گنجان آبادی سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا).

(الف) درست ہے کہ سلاٹر ہاؤس بکر منڈی لاہور گنجان آبادی کے اندر واقع ہے اور اس کی آلودگی سے بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ لیکن بلدیہ عظمیٰ کے عملے نے کچھ عرصہ قبل مذبحہ خانہ و بکر منڈی کے گرد و نواح میں گندگی اور جانوروں کے ناکارہ اعضاء تقریباً 200ٹن کے قریب خصوصی مہم کے تحت اٹھا دیے ہیں اور اس وقت عملہ صفائی باقاعدگی سے کوڑا اٹھوا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ متبادل مذبحہ خانہ و بکر منڈی کے لیے ڈھولنوال میں کوئی زمین خرید کی گئی کیونکہ ڈھولن وال یتیم خانہ کے ساتھ ملحقہ آبادی ہے جبکہ متبادل مذبحہ خانہ و بکر منڈی کے لیے موہلن وال میں زمین مارک کی گئی تھی لیکن خریداری ریڈیو پاکستان نمبر2 کے ٹرانس میٹر کی وجہ سے جو اس زمین کے ساتھ قائم ہےمنصوبہ تکمیل پذیر نہ ہو سکا۔

(ج) بلدیہ عظمیٰ لاہور مذبحہ خانہ کو گنجان آبادی سے باہر منتقل کرنے کا مضبوط ارادہ رکھتی ہے جس کے لیے جگہ کا سروےتعین ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ سال میں اس منصوبہ پر عمل در آمد ہو گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی

رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*47۔جناب اعجاز احمد شیخ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے زیر انتظام لوکل گورنمنٹ بورڈ میں چیف آفیسر، ٹیکسیشن آفیسر، میڈیکل آفیسر، اور اکاؤنٹنٹ کی تعیناتی اپنے اضلاع میں ہو سکتی ہے؟

(ب) اگر جزو(الف) کا جواب نفی میں ہے تو یہ پابندی کب سے لگائی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا).

(الف) پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ میں لوکل کونسل سروس کے ملازمین، چیف آفیسر، ٹیکسیشن آفیسر، میڈیکل آفیسر، اکاؤنٹس آفیسر کی تعیناتی ٹرانسفر پالیسی کے تحت اپنے رہائشی اضلاع میں نہیں ہو سکتی۔

(ب) جی ہاں، حکومت پنجاب کی وضع کردہ ٹرانسفر پالیسی شق نمبر 14 کے تحت سکیل نمبر 16 اور اوپر کے ملازمین اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات نہیں ہو سکتے۔ سوائے ناسازگار حالات کے تحت، تاہم دور گزشتہ میں اس پالیسی پر مکمل طور پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔
محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی موجودہ مجاز اتھارٹی نے اس پر سختی سے عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔اور اس کی باقاعدہ منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے مورخہ 97-5-9 کو دے دی ہے۔ جس کے مطابق آئندہ کوئی بھی آفیسر اپنے رہائشی اضلاع میں تعینات نہیں ہو سکے گا۔ جو افسران پچھلے دور کے تعیناتی ہیں۔ ان کو بتدریج تبدیل کیا جا رہا ہے۔

بلدیاتی اداروں میں آمدن

60۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ، مالی سال 93-1992ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران صوبے بھر کے بلدیاتی اداروں میں چونگیوں و دیگر مدوں میں کتنی کتنی آمدن ہوئی ہر ایک ادارہ کے حساب سے ان کی الگ الگ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

صوبہ بھر کے بلدیاتی اداروں میں چونگیوں و دیگر مدوں میں ہونے والی آمدن از مالی سال 93-1992ء تا 97-1996ء یعنی سال وار ہر ادارے کی الگ الگ تفصیلات تیار کی گئی ہیں جو کہ لف ہیں۔

پرموشن کوٹا

68۔سید علی عباس بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت نے سیکرٹری یونین کونسل/ دیہی کارکن کی ترقی بطور پراجیکٹ اسسٹنٹ سکیل نمبر 11 کا کتنا کوٹا مقرر کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب تک محکمانہ پرموشن کوٹا پورا نہ ہو محکمہ براہ راست بھرتی نہیں کر سکتا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیکرٹری/دیہی کارکن یونین کونسل کی ترقی بطور سکیل نمبر 11، پروجیکٹ اسسٹنٹ کے لیے محکمہ نے پرموشن کوٹا سنیارٹی کے حساب سے تیار کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی ڈویژن کے حساب سے پروموشن کوٹا کی اسامیوں کی تعداد کتنی ہے۔

(د) اگر محکمہ میں پرموشن کوٹا کم ہے اور پراجیکٹ اسسٹنٹ کی اسامیاں بھی خالی ہیں تو پھر محکمانہ پرموشن کمیٹی کا اجلاس ڈویژن کی سطح پر کب منعقد کیا جا رہا ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ دیہی کارکنان/سیکرٹری یونین کونسل (سکیل نمبر 5) کو ابھی تک سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا۔ اگر جز (د) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمانہ سروس رولز 1981ء کے تحت سیکرٹری یونین کونسل/دیہی کارکن کی ترقی بطور پراجیکٹ اسسٹنٹ سکیل نمبر 11 کا کوٹا 25 فی صد تھا۔ بعد میں بذریعہ نوٹیفکیشن ترمیم مورخہ 07-02-97 کے مطابق یہ کوٹا 50 فی صد کر دیا گیا اور ساتھ ہی ایسے سیکرٹری یونین کونسل/ دیہی کارکن جو بی۔اے/بی۔ایس۔سی ہوں ان کے لیے بھی 5 فی صد کوٹا مقرر کیا گیا۔ اس طرح مجموعی طور پر 55 فی صد کوٹا مقرر ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ڈویژن کے حساب سے پرموشن کوٹا کی تعداد،

نمبر شمار	نام ڈویژن	تعداد اسامی پرموشن کوٹا	تعداد اسامی گریجویشن کوٹا	کل تعداد پرموشن کوٹا
1۔	لاہور	24	2	26
2۔	گوجرانوالہ	29	3	32
3۔	فیصل آباد	17	2	19
4۔	سرگودھا	18	2	20
5۔	راولپنڈی	18	2	20
6۔	ملتان	25	3	28
7۔	بہاول پور	23	2	25
8۔	ڈیرہ غازی خان	21	2	23

(د) خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے محکمانہ پرموشن کمیٹی کا اجلاس وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ اسامیاں ڈویژن کی سطح پر پُر کی جاتی ہیں لہذا ان کا اجلاس ڈویژن کی سطح پر ہی ہوتا

ہے۔ مختلف ڈویژنوں میں محکمانہ ترقیاتی کمیٹی کے اجلاسوں کی تفاصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) ہاں' یہ درست ہے کہ سیکرٹری یونین کونسل/دیہی کارکنان کو ابھی تک سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا ہے البتہ یہ معاملہ محکمہ خزانہ میں زیر غور ہے۔

ضلع کونسل فیصل آباد کی آمدن

101۔ چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
سال 1993ء سے رواں مالی سال تک ضلع کونسل فیصل آباد کو میلہ منڈی مویشاں' ضلع ٹیکس' ٹول ٹیکس' ایکسپورٹ ٹیکس و دیگر مدات میں کتنی رقم وصول ہوئی اور یہ ٹھیکہ جات کن کن فرموں/ اداروں کو کتنی مالیت میں' کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت دیے گئے؟ سال وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

جواب علیحدہ علیحدہ بر تتمہ جات الف' ب' پ' ت' ٹ' ث' ج'چ' ح' خ' د (*** ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا۔

ضلع کونسل کے مقدمات میں وکلاء کی خدمات

123۔ چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) یکم جنوری 1993ء سے تاحال ضلع کونسل فیصل آباد میں کل کتنے مقدمات رٹ دیوانی کن افراد اور اداروں نے کن عدالتوں میں دائر کیے؟

(ب) 01-01-93 سے آج تک جو مقدمات ضلع کونسل فیصل آباد کے خلاف دائر ہوئے ہیں ان کے لیے کن وکلاء صاحبان کی خدمات کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت حاصل کی گئیں اور ان کو ضلع کونسل نے کن تاریخوں میں کتنی رقم ادا کی؟ ہر وکیل اور مقدمے کے حساب سے گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یکم جنوری 1993ء سے 30 جون 1997ء تک ضلع کونسل فیصل آباد میں 71 مقدمات دائر ہوئے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جن کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

حلقہ پی-پی 95 میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

182۔ملک محمد حنیف اعوان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جنوری 1993ء سے دسمبر 1996ء تک حلقہ پی-پی 95 میں ضلع کونسل اور مقامی حکومت و دیہی ترقی گجرات ؍جہلم کی معرفت کون سے ترقیاتی منصوبے کتنی لاگت سے کس ٹھیکے دار کی معرفت مکمل کیے گیے۔

(ب) کچی سڑکوں کے نام، لمبائی اور ان پر آنے والے اخراجات اور نامکمل منصوبوں کی تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جنوری 1993ء سے دسمبر 1996ء تک حلقہ پی-پی 95 میں ضلع کونسل اور مقامی حکومت و دیہی ترقی گجرات او؍جہلم نے جو منصوبے مکمل کیے ان کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے،

نام لوکل کونسل	تعداد منصوبہ جات	لاگت
(i) ضلع کونسل جہلم	32	1,23,26,900/-
(ii) ضلع کونسل گجرات	20	12,41,204/-
(iii) مقامی حکومت و دیہی ترقی گجرات	25	17.51 لاکھ
(iv) مقامی حکومت و دیہی ترقی جہلم	81	75.90 لاکھ

منصوبہ جات کی مکمل اور مرحلہ وار تفصیل اور ٹھیکے داران کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس جز کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(i) ضلع کونسل گجرات — 1993ء تا 1996ء کے دوران کوئی کچی سڑک تعمیر نہیں ہوئی۔

(ii) ضلع کونسل جہلم — اس عرصے کے دوران ایک کچی سڑک بنام "لنک روڈ کھکھی" 6000 فٹ لمبائی 6.75 لاکھ کے خرچ سے مکمل ہوئی۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(iii)مقامی حکومت و دیہی ترقی — اس عرصے کے دوران کوئی پکی سڑک تعمیر نہیں ہوئی۔

گجرات

(iv)مقامی حکومت و دیہی ترقی — اس عرصے کے دوران 2 سڑکیں (i) تعمیر لنک روڈ (شنگل)
اپر جہلم — جہلم کینال تا سمیلی 2420 لمبائی 1.50 لاکھ روپے لاگت اور
(ii) تعمیر لنک روڈ (شنگل) اپر جہلم تا پران 800 لمبائی 1.50
لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور نماز کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 318 ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، اب میرا خیال ہے کہ اعلان ہو چکا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں۔ پھر آجائے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! کارپوریشن کا تقریباً ایک کروڑ روپیہ سابقہ حکومت کے دور میں خورد برد کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی نہیں، آپ اسے تحریک التوائے کار کی شکل میں لے آئیں۔ اب ہم نماز مغرب کے وقفہ کے بعد 6 بج کر 10 منٹ پر دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے 6 بج کر 10 منٹ تک ملتوی ہوگئی)

نوٹس برائے طلبی توجہ

(جناب سپیکر وقفہ نماز کے بعد 9 بج کر 26 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر Call Attention Notice، لیتے ہیں - جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں Call Attention Notice پڑھوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ اور وزیر دونوں دے سکتے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی choice ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہوں اور اگر وہ کسی وجہ سے مصروف

ہوں تو کوئی اور متعلقہ وزیر اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ جناب سپیکر ! یہ Call Attention Notice انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب آج مصروف ہیں تو اس کو pending کر دیا جائے۔ اور میں insist کروں گا کہ اس اجلاس کے دوران جس دن وزیراعلیٰ صاحب کو وقت ملے جس دن ان کی مصروفیت نہ ہو اس دن میرے سوال کا جواب دے دیں۔ میری آپ سے یہی گزارش ہے' اس لیے میں یہ سوال اس طریقے سے پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! معزز رکن نے یہ کہا ہے کہ میں insist کروں گا۔ جناب والا! Call Attention Notice دینا ان کا اور کسی بھی رکن کا استحقاق ہے لیکن اس بات پر insist کرنا کہ وزیراعلیٰ خود آ کر اس کا جواب دیں یہ ان کا استحقاق نہیں بنتا۔ جب رولز میں یہ بات موجود ہے کہ وزیراعلیٰ یا وزیر' تو پھر یہ insist نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو سٹیٹمنٹ میں یہاں دوں گا' میں انفرادی طور پر نہیں دوں گا' پنجاب گورنمنٹ کے behalf پر دوں گا اور حتی الامکان میں یہ کوشش کروں گا کہ معزز رکن کو مطمئن کروں۔ اگر کسی بات کی کوئی گنجائش رہ جائے تو وہ اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کر سکتے ہیں' اس پر ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ جو کچھ پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔ اس چیز پر insist کرنا ان کا استحقاق نہیں۔

جناب سپیکر ،سعید اکبر خان صاحب میرے خیال میں جس چیز کو آپ سامنے لانا چاہ رہے ہیں وہ اگر سامنے آ جاتی ہے اور وزیر صاحب اس کا جواب بھی دے دیتے ہیں تو پھر اس میں کوئی ہرج والی بات نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، یہ بات قطعاً نہیں کہ اس میں کوئی ہرج ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل سوال ہے۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے آپ نے Call Attention Notice دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، اور یہاں صوبہ پنجاب دہشت گردی سے جل رہا ہے۔ اور اس طرح کے سوال کا چیف منسٹر صاحب سے بہتر کوئی جواب دے سکتا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ چیف منسٹر کے علاوہ کوئی بندہ' وزیر متعلقہ ہو یا کوئی اور' وہ بہتر جواب دے سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ پالیسی making اتھارٹی ہیں اور وہ اسی ہاؤس کے ممبر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، معزز رکن فرما رہے ہیں کہ چیف منسٹر پالیسی maker ہیں۔ میں ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ چیف منسٹر اپنی کابینہ کے ساتھ مل کر پالیسی بناتے ہیں اور میں کابینہ کا رکن ہوں۔ میں ان کی پالیسی کے مطابق یہاں Call Attention Notice کا جواب دوں گا۔ اپنی رائے یا اپنی مرضی کی بات یہاں نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب دیکھیں۔ جو بھی جواب آئے گا۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہوگا تو ہم اس کو بھی take up کریں گے۔ پھر آپ نے اس پر جس اہمیت کا اظہار کیا ہے اس کے لیے' امن عامہ پر بحث کے لیے تو دو دن رکھے گئے ہیں وہاں پر بھی آپ وہ چیزیں سامنے لا سکتے ہیں۔ اور کسی سوال کے اندر بھی آپ پوچھ سکتے ہیں۔ میرے خیال میں کوئی ہرج والی بات نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ امن عامہ پر یہاں بحث ہوگی۔ دو دن ہوگی اور سیر حاصل بحث ہوگی۔ اس کو بھی وائنڈ اپ کوئی متعلقہ وزیر ہی کریں گے۔ چیف منسٹر صاحب نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، ضروری نہیں ہوتا۔

جناب سعید اکبر خان، ضروری نہیں ہے میں اسی لیے کہہ رہا ہوں۔ میں نے کب کہا کہ یہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ جو ضروری نہیں ہے تو اس کے اوپر اتنی لمبی بحث کی کیا ضرورت ہے۔

جناب سعید اکبر خان، امن عامہ کی بحث کا جواب متعلقہ وزیر دیں گے جن کے پاس محکمہ داخلہ کا عارضی طور پر چارج ہوگا۔ لیکن جناب والا! اس ہاؤس کا ایک ہی استحقاق تھا کہ اگر کوئی heinous crime ہو تو چیف منسٹر صاحب اس دن یہاں تشریف لا کر اس کا جواب دیتے تھے۔ میں اس بات پر اس لیے اصرار کرتا ہوں کہ ہاؤس کے ممبران کے پاس ایک ہی ذریعہ تھا کہ جہاں کہیں کسی بھی علاقے میں کوئی بھی اس طرح کا crime ہو' کیوں کہ محکمہ ہوم ہے اور ایس اینڈ جی اے ڈی' یہ سارے محکمے چیف منسٹر صاحب کے پاس ہیں۔ یہ تو ان کے behalf پہ نہ لکھ کے دیا ہے کہ جواب دیں گے۔ میری گزارش ہے کہ ایک ہی موقع ایسا ہے جس پر چیف منسٹر صاحب جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی بات نہیں۔ ایسے مواقع پھر آتے رہیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، سر! میں اس میں کیا پڑھوں گا۔

جناب سپیکر، آپ کے ذہن میں اس بارے میں جو بھی چیزیں ہیں وہ آپ سامنے لائیں۔ یہاں پر متعلقہ لوگ موجود ہیں، ہوم ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری بھی یہاں ہیں۔ متعلقہ لوگ ہیں یہاں پر۔ پھر منسٹر صاحب نے بھی آپ کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر کوئی چیز ایسی رہ گئی تو وہ سامنے آجائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، سر، میری گزارش ہے کہ میں تو اس پر insist ہی نہیں کرتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس کو پینڈ نگ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، پینڈ نگ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سعید اکبر خان، جس دن چیف منسٹر صاحب کی مصروفیات نہ ہوں اس دن وہ تشریف لائیں اور جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ پینڈ نگ کا کوئی سوال نہیں بنتا۔

جناب سعید اکبر خان، پھر اس کو kill کردیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال لیتے ہیں۔ جناب معظم جہاں زیب احمد خاں وٹو۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خاں وٹو، شکریہ جناب سپیکر۔ میں Call Attention Notice پڑھنے سے پہلے اتنا ضرور عرض کرنا چاہوں گا کہ بہتر ہوتا اگر چیف منسٹر صاحب خود اس کا جواب دیتے۔ کیونکہ امن عامہ سے زیادہ اہم مسئلہ اور کوئی نہیں۔ اور دہشت گردی جو اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب میں ہو رہی ہے یہ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اگر چیف منسٹر صاحب Call Attention Notice پر بھی بات کرنا مناسب نہیں سمجھتے تو اس سے زیادہ اہم کس بات پر وہ اسمبلی میں آکر بات کرنا مناسب سمجھیں گے۔ میرا Call Attention Notice یہ ہے۔

بہاول پور میں دہشت گردوں کے ہاتھوں پولیس اہل کاروں کی شہادت

الف۔ بہاول پور میں پولیس انسپکٹر اور چار پولیس اہل کاروں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔

ب۔ حکومت نے صوبے میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے کیا ٹھوس منصوبہ بندی اور حکمت عملی اختیار کی ہے؟

ایک معزز رکن، پولیس اہل کاران شہید ہوئے ہیں۔ "اڑا دیا گیا" ٹھیک نہیں۔

جناب سپیکر : ہاں یہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی سردار صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ درست ہے کہ بہاول پور میں چار پولیس اہل کاروں کو شہید کیا گیا۔ اور میں اپنے فاضل رکن کے ان ریمارکس کی تائید کرتے ہوئے آپ سے درخواست کروں گا کہ "اڑا دیا گیا" کی بجائے "شہید" کا لفظ یہاں subtitute کر دیا جائے۔ یہ مناسب نہیں، کیوں کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں باوردی تھے جب ان پر دہشت گردوں نے فائر کیا اور ان کو شہید کیا۔ جناب والا! 25-09-97 کو انسپکٹر بمع ایک ہیڈ کانسٹیبل اور ایک کانسٹیبل مع جیپ گاڑی کے ڈرائیور کے، دفتر کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سپیڈ بریکر آتا ہے۔ اس افسوس ناک واقعے سے دو یا تین دن قبل وہاں ایک دستی ریڑھی جو کہ مچھلیاں بیچ رہی تھی، وہاں پر دیکھی گئی لیکن وہ بالکل معمول کی بات ہے۔ شہر کے مختلف حصوں میں اس قسم کی ریڑھیاں ہیں اور مچھلی کا کاروبار ہوتا رہتا ہے، اس لیے اس کو کسی نے شک کی نگاہ سے نہ دیکھا۔ جب یہ گاڑی سپیڈ بریکر پر پہنچی، ظاہر ہے کہ وہاں پر آہستہ ہونا پڑتا ہے۔ اس وقت دو افراد جو ریڑھی کے پیچھے کھڑے تھے انھوں نے ریڑھی کے نیچے سے دو کلاشنکوفیں نکالیں اور فائر کھول دیا جس کے نتیجے میں پہلے تو انھوں نے ڈرائیور کو نشانہ کیا۔ کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ڈرائیور پہلے اڑا دیں گے تو پھر وہ گاڑی چل نہیں سکے گی۔ اس کے بعد پھر انھوں نے انسپکٹر اور باقی پولیس اہل کاروں پر فائر کیا جس سے چاروں کی شہادت موقع پر ہوگئی۔ جناب والا! اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسا واقعہ کرنے والے کی پہلے سے اطلاع ہوگی تاکہ پہلے سے انتظامات کر لیے جائیں۔ لیکن دہشت گردی کے خلاف موجودہ حکومت نے جو انتظامات کیے ہیں، میرے خیال میں اس وقت کی اپوزیشن بھی اعتراف کرے گی کہ اس قسم کے اقدامات کبھی کسی حکومت نے سوچے بھی نہ تھے چہ جائیکہ وہ اس پر عمل کرتی۔ اس خاص افسوس ناک واقعے کے سلسلے میں تو میں تھوڑی سی تفصیل عرض کروں گا۔ پھر سوال کا جو دوسرا حصہ ہے اس کے بارے میں تفصیل سے عرض کرنا چاہوں گا۔ اس کیس کی تفتیش کے لیے پانچ چھ مختلف ٹیمیں مقرر کر دی گئی ہیں اور ہر ٹیم کا انچارج ایک ڈی ایس پی ہے۔ اس کے ساتھ دیگر انسپکٹر، سب انسپکٹر وغیرہ تعینات کر دیے گئے ہیں۔ ان کے

نام اگر آپ چاہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ بہرحال' چھ ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں۔ اس وقت تک میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ملزمان کا پتا چل چکا ہے۔ نشان دہی ہو چکی ہے کہ ملزمان کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کو قبل از وقت کوئی بات کہنا پسند نہیں۔ عالم کل اور عالم غیب کا علم رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ میں آج کل میں آپ کو یہ خبر دینے کے قابل ہو جاؤں گا کہ گرفتاریاں عمل میں لائی جا چکی ہیں۔جناب والا! یہاں یہ پوچھا گیا ہے کہ دہشت گردی کو روکنے کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ جیسے میں پہلے کہہ چکا ہوں ایک تو معزز رکن اسمبلی جناب سعید اکبر خان صاحب نے اپنا Call Attention Notice پیش نہیں کیا۔ ورنہ میں اس پر بھی میں یہ explanation دینا چاہتا تھا۔جناب والا! یہاں ایک مرتبہ نہیں' کئی مرتبہ یہ واقعات ہو چکے ہیں کہ مساجد میں مسلمان نماز ادا کرنے جاتے ہیں اور دہشت گرد نمازیوں پر فائر کھول دیتے ہیں اور مسجد کے اندر نماز پڑھتے ہوئے بہت سے مسلمان شہید ہوئے ہیں۔ اب یہ تو کوئی نہیں بتا سکتا کہ خدانخواستہ کل کس مسجد میں اس قسم کی واردات کرنے والا کوئی شخص یا کوئی اشخاص آئیں گے۔ تو تمام ڈسٹرکٹس کے S.Ps کو یہ ہدایت ہو چکی ہے کہ مساجد اور خصوصاً ان مساجد' جو جامع مسجد کی حیثیت رکھتی ہوں یا جہاں زیادہ اجتماعات ہوتے ہوں۔ وہاں نماز کے وقت گارڈز کی تعیناتی کر دی جائے۔ اسی طرح بازار میں ایسے ہی کئی واقعات ہوئے ہیں۔ بازاروں میں بھی مسلح پولیس کے افراد گشت کی ڈیوٹی پر تعینات کر دیے گئے ہیں۔ ایک جگہ پر کھڑے رہنے سے تو فائدہ حاصل نہیں لیکن گشت پہ تعینات کر دیے گئے ہیں۔ یہ میں صرف وہ اقدامات بتا رہا ہوں جنھیں فوری طور پر ہر شہری دیکھ سکتا ہے کہ ان کے سامنے یہ کچھ ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! دہشت گرد قتل جیسا واقعہ کر کے کہیں بیٹھ نہیں جاتا کہ فوراً پولیس جائے گی اور اس کو گرفتار کر کے لے آئے گی۔ پہلے ان کی نشان دہی کہ کون تھے' پھر ان کا اتا پتا لگانا ان کی گرفتاری کی کوشش کرنا اس کے لیے وقت چاہیے۔ لیکن یہ اس حکومت کا کریڈٹ ہے اور میں یہاں پر باقیوں کی بات نہیں کر رہا' جو دہشت گردی کی قتل و غارت میں ملوث رہے ہوں وہ 46 کی تعداد بنتی ہے اور اس حکومت نے 46 میں سے 26 کو گرفتار کر لیا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ باقی ماندہ proclaimed offenders جن کو ہم شناخت کر چکے ہیں۔ ان کی تصاویر مختلف روپوں میں' داڑھی کے ساتھ' داڑھی کے بغیر' بال کٹے ہوئے' بال بڑھے ہوئے۔ جو بھی ان کے مختلف روپ پولیس فائلز میں موجود تھے۔ اخبارات کے ذریعے ان کی تشہیر اور پھر پریس کو استعمال کرتے

ہوئے ان کا حلیہ وغیرہ بیان کرنا اور پاکستانی شہریوں سے اپیل کرنا' ان کی گرفتاری کے لیے یہ اور طریقہ ہے جو ہم اپنا چکے ہیں۔ جو شخص کسی ایسے قاتل' دہشت گرد کی اطلاع دے گا ان کو مختلف کیٹیگریز کے مطابق انعامات دیے جائیں گے۔

جناب والا! ماضی کے دور میں یہ بھی دیکھا گیا تھا کہ مختلف ایجنسیاں جن کاموں کے لیے وجود میں آئی تھیں۔ سپیشل برانچ ہے' سی آئی ڈی ہے اور بھی مختلف ایجنسیاں ہیں۔ ان کو ماضی میں حکومت نے سیاست دانوں کے پیچھے لگا رکھا تھا' نہ کہ جس کام کے لیے وہ ایجنسیاں بنائی گئی تھیں ان کو اس کام کے لیے تعینات کیا جاتا یا اس کام پہ ان کو لگایا جاتا۔ ان کی اس قسم کی تمام ذمہ داریاں ختم کر دی گئی ہیں کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کو آپ نے گھر تک دیکھنا ہے اور گھر سے جب نکلیں تو پھر دیکھیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟ یا راجہ محمد بشارت صاحب کہاں جا رہے ہیں؟ اب کسی ایجنسی سے ایسی ڈیوٹی نہیں لی جا رہی۔ ان تمام کی تمام ایجنسیوں کو صرف اور صرف اسی کام پہ لگایا گیا ہے کہ دہشت گردوں اور اسی قسم کے اور تخریب کار یا عادی قسم کے مجرم جو کل کو ان دہشت گردوں کے ساتھ شاید شامل ہو کر اس قسم کی وارداتیں کریں ان کو تلاش کرنے کے لیے ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ میں اس میں خاص طور پہ سی آئی ڈی کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ہر ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ لیول پر سی آئی ڈی کی سپیشل ٹیمیں بنا دی گئی ہیں اور صرف اور صرف ان کی ڈیوٹی یہی ہے کہ وہ ان مجرموں کی تلاش' نشان دہی اور ان کی گرفتاری میں پنجاب پولیس کے ساتھ تعاون کریں۔ نشان دہی کریں' ان کے ٹھکانے تلاش کریں وغیرہ وغیرہ۔ اور نہ صرف ٹھکانے تلاش کریں' بلکہ جو ان کو اپنے گھروں اور ڈیروں میں پناہ دیتے ہیں ان کی بھی نشاندہی کریں۔ جناب والا! اس سلسلے میں 3MPO کے تحت 1012 افراد کو پکڑا گیا تھا۔ ان سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد ان سب کو تو چھوڑ دیا لیکن ایسے ہی 140 لوگ اب بھی گرفتار ہیں جن سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے تاکہ ان کے ذریعے ان دہشت گردوں کی نشان دہی کی جا سکے۔

جناب والا! اس سال دہشت گردی میں کل 88 اموات ہوئی ہیں جن میں سے------

جناب سپیکر۔ پھر دہشت گردی کی جو عدالتیں بنی ہیں۔

وزیر خزانہ ۔ میں آ رہا ہوں جناب۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ذرا مختصر کر لیا جائے۔

وزیر خزانہ: میں تو اس لیے کہ یہ میرے عزیز بھی ہیں اور اس ایوان کے معزز رکن بھی ہیں۔ وہ شاید یہ سمجھیں کہ میں ان سے کچھ چھپاؤں گا۔

جناب سپیکر: اگر اس میں ان کا کوئی سوال آئے گا تو اس کے بعد اس پر آپ کوئی اضافہ کر دیجیے گا۔

وزیر خزانہ: جی بہت اچھا۔ تو جناب 88 میں سے 45 کیس trace ہو چکے ہیں جن میں سے 72 گرفتار ہو چکے ہیں اور ان کے مقدمات عدالت میں ہیں۔ سپیشل کورٹس کا آپ نے خود ذکر کر دیا ہے۔ ہر ڈویژن لیول پر اور بعض ڈویژنوں میں ایک سے زیادہ سپیشل کورٹس وجود میں آ چکے ہیں۔ جناب والا! 35 کیسوں کے فیصلے ہو چکے ہیں جس کی پہلے آپ کو مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ انٹیلی جنس کی مختلف ایجنسیاں جن میں سی آئی ڈی' ایم آئی' آئی ایس آئی' آئی بی شامل ہیں۔ ان میں پہلے کوئی coordination نہیں تھی۔ اسی حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی کوشش اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ ان کی coordination ہے اور اب انفرمیشن exchange ہوتی ہے' کیونکہ ایک ہی حکومت ہے۔ یہ پاکستان کو خطرہ لاحق ہے۔ یہ نہیں کہ آپ کی ذات' میری ذات کو خطرہ لاحق ہے۔ تو آپ کی ایجنسیاں علیحدہ کام کر رہی ہیں' میری ایجنسیاں علیحدہ کام کر رہی ہیں۔ ان میں اب coordination اور ان میں exchange of information ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو اطلاعات دیتے ہیں اور ان تمام ایجنسیوں کی معاونت کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں اتنی کامیابی حاصل ہوئی ہے کہ 88 میں سے 45 کیسوں کا سراغ لگایا جا چکا ہے۔ 72 دہشت گرد گرفتار ہو چکے ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ آپ نے دیکھا تھا بلکہ ہم سب اس چیز کا مظاہرہ دیکھتے رہے ہیں کہ بڑے بڑے لوگ' اس میں سیاست دان بھی تھے' کچھ سیاسی یا مذہبی جماعتوں کے رہنما بھی تھے۔ اپنے اپنے مسلح گارڈز کے ساتھ پبلک کے سامنے پھرتے رہے ہیں۔ اس پر سخت پابندی عائد کر دی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں میرے پاس ایک بڑی طویل لسٹ ہے جس میں گرینیڈ' کلاشنکوف' رائفلز' گنز' پستول' ریوالورز' کاربائینز اس قسم کی چیزیں' اگر میں فگرز پڑھنا شروع کروں تو -----

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ کافی تفصیل سے آ گیا ہے۔

وزیر خزانہ: پولیس کی کوششوں کے ذریعے ہزاروں کی تعداد میں اس قسم کا اسلحہ برآمد کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس کے علاوہ پولیس کو زیادہ effective بنانے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے خصوصی طور پر 423 موبائل pick up اور 541 نئے موٹر سائیکل مہیا کیے ہیں اور 25 troop

cars جس میں پولیس کی زیادہ نفری متعین ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسے مقامات ہیں جہاں زیادہ خطرہ محسوس کیا جاتا ہے میرے خیال میں جن معزز اراکین نے یہ سوال کیا ہے ان کو بھی علم ہے۔ وہاں رینجرز اور فرنٹیئر کانسٹیبلری کی بھی امداد حاصل کی گئی ہے اور وہاں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! جہاں سے sectarian violence اٹھتا ہے۔ دوسروں کو اشتعال دینے والی تقاریر کے لیے لاؤڈ سپیکرز پر سختی سے پابندی عائد ہے اور اس پابندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کو چالان کیا جاتا ہے اور ان کے خلاف ایکشن لیا جاتا ہے۔ اسی طرح وال چاکنگ یا طبقات کے درمیان لکھا جانے والا اشتعال انگیز لٹریچر پر سختی سے پابندی کی جا رہی ہے۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب جو پنجاب کابینہ کے رکن بھی ہیں اور علماء بورڈ کے انچارج بھی ہیں۔ ان کی کوشش اور کاوش سے علماء بورڈ، جس میں تمام فقہے نمائندہ ہیں ان کی متفقہ رائے سے 28 کتابیں ضبط کر لی گئی ہیں۔ پھر ایک ایسا قدم جناب وزیر اعلیٰ نے اٹھایا ہے جو کہ ہمیشہ کے لیے ایسی فورس create کر رہا ہے جو دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خلاف ان شاء اللہ العزیز نہایت ہی مفید ثابت ہوگا اور وہ Elite Police Training Centre ہے۔ یہ لاہور سے پانچ سات میل کے فاصلے پر بیدیاں میں اس وقت زیر تعمیر ہے۔ ان شاء اللہ العزیز اسی ماہ کے آخر میں، اس میں ٹریننگ کا کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے سردار صاحب میرا خیال ہے کہ کافی تفصیل آ گئی ہے۔

وزیر خزانہ، میں تو چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، نہیں کوئی نہیں۔ پھر لاء اینڈ آرڈر پر بھی بحث ہو گی تو یہ چیزیں سامنے آ جائیں گی۔

وزیر خزانہ، میں آپ کی ہدایت پر ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو اقدامات موجودہ حکومت نے دہشت گردی کے خلاف اور دہشت گردی سے نبٹنے کے لیے اختیار کیے ہیں۔ آج تک پنجاب کی تاریخ میں کسی حکومت نے اس مسئلے کو اتنی اہمیت نہیں دی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ سردار صاحب نے کافی تفصیل سے اس پر بات کی ہے حالانکہ یہ بات تو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کے بعد ہوتی تو زیادہ بہتر تھا۔ بہر حال، میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا Anti Terrorism Act; section 19 کی requirements

اس کیس میں پوری کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر، کیا آپ کو پتا ہے کہ section 19 کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب، میں نے یہ سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ان کے سوال کا پہلا حصہ یہ تھا کہ یہ تفصیل ہے۔ اپنے ساتھی سے پوچھ لیتے کیونکہ انھوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ حکومت نے کیا حکمت عملی کی ہے۔ میں نے تو آپ کے حکم کے تابع بالکل مختصر کر دیا ہے۔ ورنہ میں حکمت عملی تو بتانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، جی ٹھوس منصوبہ بندی اور حکمت عملی۔ اس میں آپ نے ماشاء اللہ بڑی تفصیل کے ساتھ حکمت عملی اور ٹھوس منصوبہ بندی بتائی ہے۔ راجہ صاحب اس سلسلے میں سیکشن 19 کی کیا کوئی requirement ہے؟

وزیر قانون، اگر یہ متعلقہ سیکشن پڑھ دیں۔ ازبر زبانی تو کسی کو پورا ایکٹ یاد نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، اسی لیے میں نے منیس صاحب سے پوچھا تھا کہ وہ سیکشن 19 بتا دیتے۔

وزیر قانون، اگر وہ سیکشن پڑھ دیں تو ہم بتا دیں گے کہ اس کی requirements پوری کی گئی ہیں یا نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، سیکرٹری صاحب سے حکومت نے پوچھا ہے۔ اگر پوچھ کر جواب دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں پوچھنے والی بات نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی بھی وکیل کو پوری PPC یا CrPC یاد نہیں ہوگی۔ جو آدمی کوئی متعلقہ سیکشن quote کرتا ہے وہ پہلے پڑھ کر quote کرتا ہے۔ اگر میرے دوست پڑھ دیں۔

جناب سپیکر، عدالت میں بھی جب آپ بحث سنتے ہیں تو وہاں بھی سیکشن کے بارے میں ----

وزیر تعلیم، لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی صرف ہوائی فائر ہی کر دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! بہتر تھا کہ معزز وزراء کو اس سیکشن کا پتا ہوتا کیونکہ ابھی انھوں نے جو کافی لمبی تقریر کی تھی اس میں انھوں نے یہ بتایا تھا کہ Anti Terrorism Act

پاس ہو چکا ہے اس کے نتیجے میں دہشت گردی کم ہو گئی ہے۔ بہر حال' میں یہ پڑھتا ہوں اور اس کے بعد بے شک یہ اس کا جواب دے دیں۔

SECTION - 19

Procedure and Power of Special Court. The Officer-in-charge of Police Station shall complete the investigation in respect of a case triable by a Special Court within seven working days and forward directly to the Special Court a report under Section 173 of the Court.

جناب سپیکر، یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں یہ کس کیس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جو کیس زیر بحث ہے۔ جس کا Call Attention Notice ہے؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں ابھی تو یہ کورٹ کے پاس گیا ہی نہیں۔ ابھی تو investigation stage کے اوپر نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اسی لیے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں صاف دیا ہوا ہے۔

وزیر قانون، جناب! قائد حزب اختلاف کا سوال یہ ہے' جو بات میں سمجھ پایا ہوں کہ اس واقعے کو سات دن ہوگئے ہیں اور ابھی تک پولیس نے اس کا چالان مکمل نہیں کیا۔ میرے خیال میں ان کا سوال یہ ہے۔ لیکن اسی قانون میں یہ provision موجود ہے کہ اگر پولیس سات دن کے اندر چالان مکمل نہیں کرتی تو کورٹ سے رجوع کرنا ہوگا اور کورٹ سے مزید مہلت کے لیے اجازت لینی پڑتی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ پولیس کے جتنے بھی ملازمین اس ایکٹ کے تحت تفتیش کرتے ہیں انھیں خاص طور پر یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس ہدایت کی مکمل طور پر پاس داری کریں' جہاں پر وہ سات دن کے اندر تفتیش مکمل نہیں کر سکتے عدالت سے رجوع کرتے ہیں اور مہلت لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر مہلت نہیں لیں گے تو تفتیش null and void ہو جائے گی۔ یہ ایک قانونی تقاضا ہے جو ہم پورا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے اس میں اجازت لے لی ہے۔

وزیر قانون، لازمی طور پر جناب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ اس میں اجازت نہیں لی گئی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی پھر بھی تسلی کر لیں، کیونکہ ایک Anti terrorism Act بنا ہے۔ اگر اس کو صحیح طرح سے نافذ نہیں کیا جا رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو گورنمنٹ کی اہل بات نہیں سمجھا جائے گا۔

وزیر قانون، میں وثوق سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر کیس میں جہاں ہم سات دن کے اندر تفتیش مکمل نہیں کر سکتے وہاں پر ہم عدالت سے رجوع کر کے مہلت لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی معظم وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میرا سوال اس میں یہ ہے کہ انسداد دہشت گردی کا جو کالا قانون حکومت نے بنایا ہے اس کے بننے کے بعد اب تک کتنی دہشت گردی کی وارداتیں ہوئی ہیں اور کتنے لوگ مزید ان وارداتوں میں ہلاک ہو چکے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں کل تعداد تو بتا چکا ہوں۔ اگر یہ اتنی تکلیف کر لیں تو ان وارداتوں کی تاریخیں ان کے سامنے سے بھی گزری ہیں اور جس دن یہ قانون پاس ہوا اس کی تاریخ بھی ان کے سامنے سے گزری ہے۔ یہ خود ہی حساب کتاب کر لیں، ورنہ یہ نیا سوال دے دیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، لیکن ایک چیز واضح ہے کہ عدالتیں اور یہ قانون بننے سے پہلے بہت زیادہ وارداتیں ہوئی ہیں اور دہشت گردی بہت ہوئی ہے۔ جب سے یہ قانون بنا ہے اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، بلکہ کمی آئی ہے۔ یہ تو حقیقت ہے۔

وزیر خزانہ، بہت کمی آئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اتنا ضرور عرض کروں گا کہ Anti terrorism Act کے بعد ایک جو بہت بڑا واقعہ ہوا تھا وہ راولپنڈی میں ایرانی کیڈٹوں کا تھا۔ یہ بات آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گا کہ یہ بات نہیں کی جا سکتی کہ Anti terrorism Act کے بعد وارداتوں میں کمی ہوئی ہے۔ ایک سابق جج کو قتل کیا گیا ہے۔ پولیس جو خود لوگوں کی محافظ ہے۔ چار محافظ قتل ہو چکے ہیں۔ تو

میں سمجھتا ہوں کہ Anti terrorism Act کے بعد اس میں کمی نہیں ہوئی۔ وہ واقعات جاری و ساری ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں overall کمی ہوئی ہے۔ آپ اس کے facts and figures ضرور اکٹھے کر لیں کہ اس قانون کے بننے سے پہلے جس حساب سے وارداتیں ہو رہی اس میں sectarian وارداتیں تھیں اور اس میں جو دوسرا crime ہے جس میں ریپ کے کیس ہیں' قتل کے کیس ہیں' اگر ان کا آپ صحیح موازنہ کریں گے تو آپ کو واضح فرق نظر آئے گا۔

وزیر خزانہ، اگر آپ کی ہدایت ہو گی تو میں ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ آپ ہاؤس میں پیش کر دیں تاکہ یہ پتا چل جائے۔ اس میں سارا crime آ جاتا ہے۔ صرف sectarian ہی نہیں دوسرا crime بھی آ جاتا ہے۔

وزیر خزانہ، جس سانحے کا قائد حزب اختلاف نے ذکر کیا ہے اس میں پنجاب پولیس بالکل ملوث نہیں تھی۔ وہ ایک خاص ادارے کے ٹرینیز تھے۔ میرے خیال میں اس پر زیادہ بات کرنا موزوں نہیں۔لیکن اس میں' میں اتنا کہوں گا کہ پولیس اس میں ذمہ دار نہیں۔

استحقاق

جناب سپیکر، اس پر بحث ٹھیک نہیں۔ اب ایجنڈے کا دوسرا آئٹم لیتے ہیں۔ Call Attention Notice ختم ہوئے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 8 جوایس اے حمید صاحب کی ہے یہ pending چلی آ رہی ہے۔ راجہ صاحب! یہ پی آئی اے والی ہے۔ یہ پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی ہے۔ کیا ان کا کوئی جواب آیا ہے؟

وزیر قانون، جناب ان سے بات بھی ہو گئی ہے اور آئندہ کے لیے انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ اس بات کو نہیں دہرائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر اس کو dispose of تصور کیا جاتا ہے۔ اب دوسری تحریک استحقاق نمبر 10 راجہ جاوید اخلاص کی ہے-----

جناب سپیکر، اب دوسری استحقاق نمبر 10 راجہ جاوید اخلاص کی ہے میرا خیال ہے کہ شاید یہ بھی

پینڈنگ چلی آرہی ہے؟

وزیر قانون، نہیں، جناب

جناب سپیکر، یہ نئی ہے۔ اخلاص صاحب۔

ڈی ایچ او راولپنڈی کا ایم پی اے سے غیر شائستہ رویہ

راجہ جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم تمام ایم پی اے صاحبان راولپنڈی نے وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو زبانی اور تحریری طور پر آگاہ کیا تھا کہ ڈاکٹر محبوب ربانی ڈی ایچ او راولپنڈی کا رویہ منتخب ممبران سے نہ صرف توہین آمیز ہے، بلکہ ملکی وقار کے بھی خلاف ہے اور پھر بعد میں گزشتہ بجٹ اجلاس میں بھی یہ مسئلہ وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو بتایا گیا۔ جب کہ وزیر صحت نے ڈاکٹر محبوب ربانی کو ڈی ایچ او کی بجائے ڈائریکٹر ہیلتھ مقرر کر کے ممبران کا مذاق اڑایا اور اس کو راولپنڈی میں ہی ڈائرکٹر ہیلتھ راولپنڈی لگا دیا۔ جیسا کہ راولپنڈی ڈویژن کے تمام ممبران صوبائی اسمبلی نے وزیر قانون محمد بشارت راجہ کی وساطت سے وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کو اس کی مالی بے ضابطگیوں، کرپشن اور غلط روی کے خلاف بیک زبان کہا تھا کہ اسے تبدیل کر دیں، مگر اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ میں بذات خود جب ایک عوامی مسئلے کے حل کے سلسلے میں اس کے پاس گیا تو اس نے نہ صرف میرا، بلکہ تمام ممبران اسمبلی کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا کہ ممبران اسمبلی میری نظر میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں مختصراً اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آج اس اسمبلی کے فورم سے پہلی دفعہ ایک تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں اور مجھے اللہ کے فضل و کرم سے پانچویں دفعہ اس ہاؤس میں منتخب ہو کر آنے کا موقع ملا ہے۔ کبھی بھی یہ نوبت پیدا نہیں ہوئی کہ میں کسی سرکاری ملازم کے خلاف بلاوجہ تحاریک پیش کروں۔ میں نہ تو اس مزاج کا آدمی ہوں اور نہ ہی

میرا یہ شیوہ رہا ہے اور نہ ہی کسی ذاتی مسئلے پر کسی افسر کے ساتھ اور خاص طور پر اس ڈائرکٹر' ڈی ایچ او ہیلتھ کے ساتھ کوئی جھگڑا ہوا ہے' بلکہ اجتماعی طور پر اس آدمی کے خلاف نہ صرف ضلع راولپنڈی' بلکہ اس سے پہلے جہاں جہاں بھی ان ڈاکٹر صاحب کی تعیناتی رہی' ضلع سیالکوٹ' ضلع لیہ یا دوسرے اضلاع میں ہر جگہ پر ان کے خلاف کرپشن کے چارجز اور بے شمار الزامات نہ صرف لگائے گئے بلکہ وہ ثابت بھی ہوئے لیکن ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ جب گزشتہ اجلاس میں اجتماعی طور پر راولپنڈی ڈویژن کے ممبران اسمبلی نے اور بالخصوص راولپنڈی ضلع کے ممبران اسمبلی نے وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کی موجودگی میں ان الزامات کو دہرایا تو یہاں نیچے اسمبلی کے کمیٹی روم (سی) میں منسٹر صاحب کی موجودگی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ الزامات واقعی کافی حد تک درست ہیں' لہذا اس آدمی کو فوری طور پر یہاں سے ٹرانسفر کیا جائے گا۔ جس وقت یہ شکایت کی گئی تو اس وقت ڈاکٹر محبوب ربانی کے پاس ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر راولپنڈی کا چارج تھا لیکن دو ہی ہفتوں بعد جب یہ شکایات اسمبلی کے فورم پر اور نیچے منسٹر صاحب کی موجودگی میں کی گئیں اور یہ بات ثابت ہوئی اور پھر وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ اس آدمی کو شفٹ کیا جائے گا لیکن دو ہی ہفتوں کے بعد اس آدمی کو وہاں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز' راولپنڈی ڈویژن لگا دیا گیا اور ساتھ ہی ایڈیشنل چارج ڈی ایچ او کا بھی دے دیا گیا۔ یہ سلسلہ تقریباً تین چار مہینوں تک جاری رہا اور بے شمار دفعہ وزیر صحت صاحب کی خدمت میں اجتماعی طور پر راجا بشارت صاحب کی قیادت میں راولپنڈی ڈویژن کے ممبران نے عرض داشتیں پیش کیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا اور وہ آدمی تین چار مہینوں تک وہاں دندناتا پھرتا رہا۔ جون کا مہینہ تھا۔ وہاں لاکھوں روپے کی ادویات خورد برد کی گئیں۔ جس کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ اخبارات کی شہ سرخیاں لگیں اور اس کے بعد وہ شخص وہاں سے ٹرانسفر کر کے دوبارہ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز' فیصل آباد ڈویژن لگا دیا گیا۔ گو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں سے تو اسے ٹرانسفر کیا گیا ہے لیکن ایک کرپٹ آدمی جو راولپنڈی میں اگر بددیانتی کر سکتا ہے تو وہاں جا کر بھی اس کی اس حکومت اور اس محکمے میں یہی کارستانیاں ہوں گی۔ ابھی مجھے ان کی کارستانیوں کا جو ایک لیٹر ملا ہے وہ میں یہاں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ لیٹر لکھا گیا ہے:

Dr Rustam Ali Bhatti , Medical Superintendnent Allama Iqbal Memorial Hospital , Sialkot to .... Dr Aamar Aziz , Member Chief Minister Inspection Team, Government of the Punjab, Lahore. ....

Subject: Disciplinary Action Against Mr Dr Mahboob Ahmad Rabbani..........

Referring most of the letters...........he further says....... Audit Para No 9 and 11 for the year 1991-92, amounting to rupees 3 lac 96 thousands 2 hundred 37 paisas 59. ....

When Mr Dr Mahboob Ahmad Rabbani was posted as M.S. DHQ Hospital Okara, The Audit Party requested the Health Department to lodge an FIR gainst him, but inspite of Health Department Order No .... no action has been taken against Dr Mahboob Ahmad Rabbani. A writ petition was filed against him in RWP Div. The Hon Justice Mr Abdul Qayyum Malik of Lahore High Court order the Health Department that Dr Mahboob Rabbani-Grade 19should be removed from the Grade 20 post of Director Health Services Gujranwala Div, Gujranwala. Contrary to the High Court Decision he is stillholding the post of Grade 20 with the additional charge of DHO RWP at thattime. When he was posted as M.S. DHO, Hospital Leiah, he remained willfully absent from duty for more than one year (in 1993-94), but no action has beentaken against him.

جناب سپیکر، راجہ صاحب' یہ آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ کتنی لمبی ہے؟

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ کافی ساری باتیں ہیں جو میں ہیلتھ منسٹر صاحب کو بھی پیش کر دوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری باتوں کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ میری یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی یا سپیشل کمیٹی کے سپرد نہ کی جائے۔ اس کی باقاعدہ انکوائری کی جائے کہ ضلع راولپنڈی اور راولپنڈی ڈویژن کے ممبران اسمبلی کے ساتھ اس اسمبلی کے احاطے میں ایک فیصلہ ہونے کے بعد اتنے کرپٹ افسر کی کیوں پذیرائی کی گئی اور اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پرائز پوسٹنگ دی گئی اور ممبران اسمبلی کا استحقاق اس لحاظ سے مجروح ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی ذاتی مفاد کی خاطر یا ذاتی کام کی خاطر اس سے نہیں لڑے بلکہ اس کی کرپشن کے خلاف آواز اٹھائی تھی جس کا مذاق اڑایا گیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب! منسٹر ہیلتھ۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! میرے دوست میرے ساتھی اور بہت ہی شریف النفس راجہ جاوید اخلاص صاحب نے یہ جو تحریک پیش کی ہے اس کے صرف ایک حصے پر مجھے اعتراض ہے جس میں انھوں نے فرمایا کہ وزیر صحت نے ڈاکٹر محبوب ربانی کو ڈی ایچ او کی بجائے ڈائرکٹر ہیلتھ مقرر کیا۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جونہی میرے ان تمام دوستوں نے اس افسر کے خلاف شکایات کیں میں نے فوری طور پر سیکرٹری ہیلتھ کو ایک چٹھی ارسال کی کہ چونکہ راولپنڈی کے گیارہ ایم پی اے حضرات ہمارے بہت ہی محترم وزیر قانون جناب راجا بشارت صاحب کی سربراہی میں میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے متفقہ طور پر اس افسر کے رویے کے خلاف' اس کی کرپشن کے خلاف اور اس کی دوسری بے ضابطگیوں کے خلاف شکایت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی نمائندوں کا حق ہے کہ ان کے حلقے میں اگر کوئی غلطی ہو وہ اس کی نشان دہی کریں۔ انھوں نے بروقت نشان دہی کر دی اور میں نے اس کی تبدیلی کے لیے سیکرٹری کو لکھا لیکن وزیر قانون صاحب کو بھی علم ہے اور راجہ جاوید اخلاص صاحب کو بھی کہ حتمی آرڈر سیکرٹری ہیلتھ نکالتا ہے تو انھوں نے اسے ڈی ایچ او کی بجائے اگر ڈائرکٹر لگایا ہے' (نعرہ ہائے تحسین) اور اس بنا پر اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو جناب والا! اس میں یہ بات کہاں سے آ گئی کہ وزیر صحت نے ان کا استحقاق مجروح کیا ہے؟

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک بعد کے اور اس وقت کے حالات ہیں اس کو پھر وہاں سے تبدیل کر دیا گیا اور اب وہ فیصل آباد کا ڈائرکٹر ہیلتھ ہے ۔ لہذا اب میں سمجھتا ہوں کہ ان کا بنیادی مسئلہ اس افسر کی تبدیلی تھا اور وہ چونکہ تبدیل ہو چکا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر مہربانی فرمائیں اور اپنی اس تحریک کو......

جناب راجہ اشفاق سرور، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ان کو کوئی explanation نہیں کرنی چاہیے میری گزارش ہے کہ انھیں agree کر جانا چاہیے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اگر یہ ساری باتوں سے agree کرتے ہیں تو اس میں explanation کی کوئی ضرورت نہیں۔ انھیں صرف یہ کہنا چاہیے کہ ٹھیک ہے' اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب سپیکر، نہیں' راجہ صاحب۔ انھیں بات مکمل کرنے دی جائے' کیونکہ وہ ابھی ایک اور حوالے سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ جی خاکوانی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی راجہ اشفاق سرور صاحب کا بھی جواب دوں گا اور پھر اپنی اس بات کو دہراؤں گا کہ مجھے اس تحریک استحقاق کے حصے سے اختلاف ہے کہ میں نے ان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ کو واقعی کوئی اختلاف نہیں۔

وزیرصحت،جناب والا! میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا۔

جناب سپیکر، تو یہ جو پہلے حصے کی بات ہے جس میں کہ.....

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! مجھے راجہ جاوید اخلاص صاحب کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے۔ یہ ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں۔ اس سے زیادہ ہمدردی مجھے وزیرصحت صاحب کے ساتھ بھی ہے۔ لیکن جناب والا! میری نظر میں یہ تحریک استحقاق بالکل نہیں بنتی۔ technical grounds پر اگر private arrangement بھی ہو تو منسٹر صاحب اسے suspend بھی کر سکتے ہیں، اس کے خلاف انکوائری بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب والا! یہ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں یہ نشان دہی کروں کہ یہ تحریک استحقاق ہرگز نہیں بنتی۔

جناب سپیکر، کیسے؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! آپ دیکھیں کہ اس میں محرک کا کس پوائنٹ پر استحقاق مجروح ہوا ہے؟

جناب سپیکر، کیا آپ نے پورا پڑھا ہے؟

میاں عمران مسعود، جی، میں نے پورا پڑھا ہے۔

جناب سپیکر، اگر آپ نے پورا پڑھا ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ جو حصہ ہے جس میں پنڈی کے تمام ایم پی اے حضرات ہیں وزیرصحت اور سیکرٹری صحت کو زبانی اور تحریری طور پر انھوں نے آگاہ کیا۔ اس کے ڈاکٹر محبوب ربانی کا ممبران کے خلاف جو توہین آمیز رویہ تھا کیا آپ نے اسے پڑھا ہے؟ اور اس کے بعد بجائے اس کے کہ اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جاتا اس کی ایک قسم کی ترقی ہوئی ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ ممبران کی بےعزتی کرنے سے promotion بھی مل سکتی ہے۔ جس حوالے سے یہ چیز سامنے آرہی ہے اور جس کی تائید پھر اس کے متعلقہ وزیر صاحب بھی کر رہے

ہیں کہ یہ ان کے آرڈر نہیں تھے یہ سیکرٹری کے آرڈر تھے۔ آپ کس حوالے سے کہہ رہے ہیں؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں اس لیے کہہ رہا ہوں۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس اگر اس کے علاوہ اور کوئی پوائنٹ ہے کہ یہ نہیں بنتی تو آپ بتائیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس محکمے کے سیکرٹری صاحب کی کوئی involvement ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر راجہ جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی۔ وہ نہایت ہی شریف انسان ہے اور وہ پانچ ادوار میں بطور ایم پی اے رہے ہیں اور آج تک کبھی بھی ایسا موقع نہیں آیا۔ قانونی حساب سے یا کسی مو شگافی کی بنا پر جناب وزیر قانون صاحب کو شاید کوئی اعتراض ہو جیسا کہ میرے فاضل دوست نے فرمایا۔

جناب والا! ممبر کا استحقاق ہسپتال پر ہے۔ ممبر کا استحقاق جیل پر ہے۔ ممبر کا استحقاق تعلیمی ادارے پر ہے۔ اگر ممبر کا استحقاق یہاں نہیں بنتا تو ممبر کا استحقاق کس جگہ بنے گا؟ جہاں تک گیارہ آدمیوں کا وہ استحقاق مجروح ہوا ہے بس وہ منسٹر کا استحقاق مجروح ہوا ہے' اس لیے یہ استحقاق کمیٹی کو جانی چاہیے اس سے زیادہ اور کیا توہین ہو سکتی ہے اور ایسی ہی کئی بحثوں میں ایسی باتیں ہو رہی ہیں جن سے ممبران کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ جناب والا! آج اگر کوئی صاحب اس تحریک استحقاق پر کسی بھی لحاظ سے کوئی argue کرنا چاہے تو میں قانون کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے تیار ہوں اور یہ تحریک استحقاق بغیر کسی بات کے منظور کی جائے اور فوری طور پر اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ یہ اس ہاؤس کے 240 ممبران کا استحقاق ہے۔ جناب والا! یہ کیا معاملہ ہے کہ وزیر معصوم بھی بے یارو مدد گار ہے' ان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کو بھی شامل کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! وزیر صحت جناب خاکوانی نے جو statement دی ہے وہ اب اس ایوان کی کارروائی کا حصہ ہے۔ اس سے تو یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ ان کا اپنا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ اب انھیں چاہیے کہ یا تو وہ resign کر دیں یا پھر جیسے پنجابی میں کہتے ہیں' ڈوب مرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔ جی چودھری محمد ریاض۔

چودھری محمد ریاض، جناب سپیکر! جناب خاکوانی صاحب کی یاد داشت کمزور ہے۔ انھیں ہم ان شاء اللہ جلدی بادام بھیجیں گے ۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کا استحقاق کس طرح مجروح کیا ۔ ان کو یاد ہونا چاہیے کہ بجٹ اجلاس میں ' جون کے مہینے میں یہ وہاں پر ایک میٹنگ کی صدارت فرما رہے تھے اور پورے راولپنڈی ڈویژن کے فاضل ممبران نے یہ بات کہی۔ یہ شکایت پنڈی ڈسٹرکٹ کے نہیں' بلکہ پنڈی ڈویژن کے تمام ایم ۔ پی ۔ ایز نے کی ۔اور انھوں نے اسی وقت یہ حکم جاری کیا۔ جناب والا! اگر یہ اپنے حکم پر عمل درآمد نہیں کروا سکتے تو ہم ان کے خلاف بات نہ کریں تو پھر کس کے خلاف بات کریں؟ یہ ہمارے صوبائی وزیر صحت صاحب ہیں۔ اگر ان کی یاد داشت کمزور ہے تو ہم ان شاء اللہ شام تک انھیں بادام بھیجیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں اپنے تمام دوستوں کا ' تمام ساتھیوں کا دل سے احترام کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی عزت میری عزت ہے ۔ خدا نخواستہ' ان کی شان میں کوئی گستاخی ہو یا ان کی کہیں بے عزتی ہو تو وہ میری بے عزتی ہے ۔ جناب میں اسے wind up نہیں کر چکا مگر اس سے پہلے ہی میرے دوست بولنے لگ گئے۔ میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کر رہا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ پھر اسے ۔۔۔۔۔

وزیر صحت، جناب' صرف ایک منٹ ۔ میں تو صرف ایک لفظ پر گزارش کرنی چاہ رہا تھا کہ وزیر صحت نے ان کو لگایا۔ میں نے اس کی وضاحت کی اور اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ بے شک اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، یہ ٹھیک ہے جی۔ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کے لیے آپ آج استحقاق کمیٹی کے ممبروں کے نام دے رہے ہیں ۔ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے ۔ اس کی رپورٹ ایک مہینے کے اندر اندر ہاؤس میں پیش کی جائے ۔

جناب سپیکر، اب اگلی تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی

کے سپرد کی گئی ہے یہ رولز کے مطابق نہیں ہے ۔ چونکہ استحقاق کمیٹی میں تو ایک اور طرح کی کارروائی ہوتی ہے۔ اس میں فریقین کو بلایا جائے، ان کے بیان لیے جائیں ' اس کے بعد ان پر جرح کی جائے۔ بات یہ ہے کہ وزیر موصوف اس ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں۔ He is above the Secretary . He is not below the Secretary. یہاں پر اس آدمی کے خلاف ایکشن تجویز ہونا چاہیے۔ ایوان اس کے خلاف action propose کرے۔ اس آدمی کے خلاف جو کہ کرپٹ ہے اور جس کی کرپشن کی پوری ایک ہسٹری ہے اور جس کے متعلق منسٹر صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ میں نے باقاعدہ لکھ کر بھیجا۔ میں نے باقاعدہ آرڈرز کر کے بھیجے لیکن حتمی آرڈر سیکرٹری صاحب نے کرنے ہیں۔ یہ آج انھوں نے ایک نئی بات کہی ہے ۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے کہ حتمی آرڈر سیکرٹری صاحب نکالتے ہیں۔ یہ بات ہمارے سمجھ سے تو باہر ہے ۔ اگر سیکرٹری صاحب حتمی آرڈر نکالتے ہیں تو منسٹر صاحبان کس مرض کی دوا ہیں؟ اس کے خلاف ایکشن تجویز ہونا چاہیے اور ہاؤس اور متعلقہ وزیر ایکشن تجویز کر سکتے ہیں۔ یہ ان کی پاور میں ہے۔

جناب سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب !

وزیر قانون، میرے خیال میں چونکہ معاملہ sensitive تھا اور وزیر صاحب نے بھی اس پہ concede کیاہے اور آپ رولنگ دے چکے ہیں اور آپ کی رولنگ کے بعد اب پھر اگر ہم اس پر ڈیبیٹ شروع کر دیں گے اور کسی کو سنے بغیر سزا دیں گے تو میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب ! اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 11 چودھری محمد اقبال صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ کہیں منسٹر صاحب نے تو نہیں دی؟ کیا چودھری محمد اقبال پی پی-221 آج نہیں آئے؟(وہ ایوان میں حاضر نہ تھے) یہ موخر کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی طرف سے ہے۔

روزنامہ "خبریں" کی طرف سے ایم پی اے کی ساکھ تباہ کرنے کی کوشش

حاجی مقصود احمد بٹ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 11 اور 12 ۔ ستمبر 1997ء نے شہ سرخیوں سے لکھا ہے کہ تاجروں نے حاجی مقصود بٹ کی گرفتاری اور اس کا حقہ پانی بند کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ لیگی ایم پی اے، حاجی مقصود بٹ عدل و انصاف کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔ حاجی مقصود بٹ کے بھانجے "حشم" کا بچی پر ظلم، حاجی مقصود بٹ کے بھانجے کو سرعام پھانسی دی جائے وغیرہ وغیرہ۔

جناب سپیکر! میرا کسی "حشم" نامی لڑکے سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب، میرا بھانجا تو درکنار میری تو ان لوگوں سے دور کی بھی رشتہ داری نہیں اور نہ ہی میرا ان سے کوئی واسطہ ہے۔ اخبار مذکور صرف اور صرف مسلم لیگ کی حکومت کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کے لیے ایسی من گھڑت خبریں مسلسل شائع کر رہا ہے، جس سے نہ صرف میرا بلکہ پنجاب اسمبلی کے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، حاجی صاحب! اس پہ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ ، جناب سپیکر ! میں اس کے بارے میں مختصر سی حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اخبار "خبریں" کا مالک ضیاء شاہد ہے ۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے اسی طرح مختلف اخبارات میں ملازمت کرتے ہوئے یہ روزنامہ "پاکستان" میں ملازم ہوا ۔ وہاں سے اپنے ایک ساتھی خوشنود سے مل کر اپنا اخبار نکالنے کی کوشش کی۔ اس وقت یہ دونوں میرے پاس میرے گھر آئے ۔ مجھ سے انھوں نے کھانا کھایا ۔ مجھ سے یہ کہنے لگے کہ ہم نے اخبار نکالنے کے لیے جگہ لینی ہے۔ آپ چونکہ تاجر ہیں اور اس کو بہتر سمجھتے ہیں ۔ میں انکو ساتھ لے کر سب سے پہلے عابد مارکیٹ گیا۔ میں نے انھیں کہا کہ یہ جگہ بہت اچھی ہے۔ آپ یہ لے لیں۔ اس کی بیسمنٹ میں پریس لگا لیں۔ اوپر دفتر بنا لیں۔ لیکن انھوں نے کہا کہ یہ بڑی مہنگی جگہ ہے ۔ یہ ایک کروڑ سے اوپر ہے۔ ایک اور جگہ ہم آپ کو دکھاتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ پر گئے جہاں پہلے "جرأت اخبار" نکلتا تھا۔ وہ جگہ اس نے مجھے دکھائی اور میں نے وہ جگہ مسترد کر دی ۔ میں نے کہا یہ اچھی نہیں ہے ۔لیکن یہ کہنے لگے کہ یہ ہمیں بہت سستی مل رہی ہے۔ پانچ لاکھ روپے دینے سے ہمیں اس کا قبضہ مل جائے گا۔ میں نے کہا اگر بہتر ہے تو لے لیں۔ بہرحال، میں مختصر بتا رہا ہوں۔ یہ جگہ انھوں نے لے لی ۔ وہاں پر انھوں نے عارضی طور پر اخبار نکالنا شروع کیا۔ پہلے اخبار کا نام رکھا "میرا پاکستان"۔ پھر اس کے بعد انھوں نے "خبریں" رکھا۔

جناب سپیکر ! میں جو کچھ کہوں گا خدا کو حاضر ناظر جان کر ایمان داری سے کہوں گا۔ کہ جب

یہ اخبار شروع ہوا تو مجھے اس نے کہا کہ حاجی صاحب! ہم نے آپ کو اخبار کا ڈائرکٹر بنایا ہے۔ آپ دس لاکھ روپے ہمیں دیں۔ میں کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں۔ لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ۔ اس نے مجھ سے روپے مانگے تھے اور میں نے اس کو انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ نہ میں ڈائرکٹر بننا چاہتا ہوں اور نہ میں پیسے دوں گا۔ وہاں سے اس نے میرے خلاف خبریں لگانی شروع کیں۔ عرصہ تین سال سے یہ مسلسل خبریں لگا رہا ہے اور میں مسلسل برداشت کر رہا ہوں۔ میں نے اس کے خلاف ایک دعویٰ بھی کیا ہوا ہے۔ لیکن اب حد ہو چکی ہے۔ اب جو اس نے نئے سرے سے خبر لگائی ہے' اس نے بہت بڑی سرخیوں کے ساتھ لکھا ہے اور ساتھ میری تصویر لگائی ہوئی ہے۔ اور لکھا یہ ہے کہ،

"نیکی عدل و انصاف کی راہ میں رکاوٹ بن گیا'

بھانجے کو بچانے کے لیے دوڑ دھوپ

مظلوم کہاں جائیں۔ لوگوں کی دہائی۔ بچی پر حاجی مقصود بٹ کے بھانجے کا ظلم۔

علاقے میں غم و غصہ"

پھر ایک جگہ لکھتا ہے کہ

"تاجروں نے مقصود بٹ کا حقہ پانی بند کرنے کا مطالبہ کر دیا"

جناب سپیکر! اس لڑکے نے کوئی زیادتی کی ہے یا نہیں' لیکن میں ایمان داری سے کہتا ہوں کہ نہ میں نے اس کی کوئی پشت پناہی کی ہے' کہ میں اس کے پیچھے گیا ہوں' نہ میں نے اس کی پیروی کی ہے۔ نہ میرا رشتہ دار ہے' نہ میرا کوئی واسطہ ہے۔ پہلے میں نے اندرون شہر سے الیکشن لڑا ہے۔1979ء سے لے کر میں نے 1990ء تک الیکشن لڑا ہے۔ اب یہ دوسرا الیکشن حلقہ 129 سے لڑا ہے۔ اب میرا وہاں آنا جانا نہیں۔ میں رہائش چھوڑ کر ماڈل ٹاؤن میں آ چکا ہوں۔ وہاں پر میرا جانا بھی نہیں۔یہ جاننے والے ضرور ہوں گے۔ لیکن میرا کوئی ان سے تعلق واسطہ نہیں اور اس کو بھانجا بنا دیا اور اتنا لمبا چوڑا لکھ دیا۔ تاجروں نے حقہ پانی بند کر دیا۔ یہ ساری باتیں تمام کی تمام مفروضہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے جس سے بھی اس کے بارے میں بات کی ہے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہر آدمی نے اس پر********۔ اس نے تو زرد صحافت کی ابتدا کی ہے۔ زرد صحافت کی ابتدا" خبریں " اخبار سے ہوئی تھی۔ یہ صحافت کے نام پر ایک بدنما داغ ہے۔ کب تک یہ لوگوں کو اس طرح بلیک میل کرتا رہے گا؟

*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا

جناب سپیکر ، حاجی صاحب ! یہ ******** لفظ ٹھیک نہیں۔ باقی آپ کا جو پوائنٹ ہے وہ سامنے آ گیا ہے۔ اس کو کارروائی سے expunge کر دیتے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر ! میں ایمان داری سے کہتا ہوں۔ بڑے بڑے سینئر صحافیوں سے میں نے بات کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ موری میں اینٹ مارنے والی بات ہے۔ گندا آدمی ہے' اس کو چھوڑو۔ لیکن کب تک اس کو برداشت کرتا رہوں گا؟ کتنے لوگوں کو یہ بلیک میل کر چکا ہے۔ جناب سپیکر!میری یہ تھوڑی سی استدعا ہے کہ آپ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے سب سے پہلے اسمبلی میں' لائبریری میں جہاں جہاں "خبریں" اخبار آتا ہے اس کو بند کیا جائے۔ سرکاری جگہوں پر جہاں جہاں یہ اخبار جاتا ہے اس کو بند کیا جائے۔ اگر انکوائری غلط ثابت ہو جائے تو میں تمام کا تمام تاوان قبول کرتا ہوں۔ ورنہ اسے کوئی سزا ہونی چاہیے۔ جس کی چاہے یہ پگڑی اچھال دیتا ہے۔ جس شریف آدمی کو چاہے یہ بلیک میل کر دیتا ہے ۔ اور جو اسے پیسے دے دیتا ہے وہ بچ جاتا ہے ۔ اور جو پیسے نہیں دیتا اس کو بلیک میل کرتا ہے۔ پھر جب کبھی تردید ہو تو سوائے اس اخبار کے دوسرے اخبار میں ہو نہیں سکتی ۔ اور یہ جتنی بھی خبریں لگتی ہیں۔ میرے خلاف لگیں یا کسی اور کے خلاف دوسرے کسی اخبار کو خبر نہیں ملتی۔صرف "خبریں" اخبار کو ہی خبر ملتی ہے۔جناب والا ! کب تک یہ جھوٹ چلتا رہے گا؟ کب تک یہ لوگ برداشت کرتے رہیں گے؟ اس کا کوئی نہ کوئی تو حساب کتاب ہو جانا چاہیے ۔

جناب سپیکر، آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہو گئی ہے ۔ اب منسٹر صاحب اس کا جواب دیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، شکریہ جناب سپیکر ! حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی تحریک استحقاق کا تعلق ایک خبر کی اشاعت سے ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ جو استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی ۔ ظاہری بات ہے کہ اخبارات کسی بھی بات کے شائع کرنے میں آزاد ہیں۔ اور جو شخص اخبار میں شائع شدہ کسی بھی خبر کے حوالے سے جس میں وہ محسوس کرتا ہے کہ اس میں اس کے خلاف توہین آمیز مواد شائع ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی کے علاوہ بھی فورمز موجود ہیں جہاں سے انھیں مل سکتی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پہ میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس سے پہلے بھی موجودہ اسمبلی نے پانچ یا چھ تحاریک استحقاق اخبارات کے خلاف ایڈمٹ کی ہیں ۔ لیکن ان کا fate یہی ہوتا ہے کہ استحقاق کمیٹی میں آتے ہیں تو صلح ہو جاتی ہے ۔ اس کے لیے میں نے ابتداء میں' جب پہلی تحریک

*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا

استحقاق آئی تھی تو اس وقت بھی میں نے گزارش کی تھی اور ہاؤس میں ایک کمیٹی بھی بنائی گئی تھی۔یہاں پر میرے بھائی ایاز امیر صاحب موجود ہیں ان کی موجودگی میں کمیٹی کے اجلاس بھی ہوتے تھے۔ہم یہ چاہتے تھے کہ اسمبلی کے ممبران کے اخبارات اور خاص طور پر ہماری پریس گیلری کے ساتھ تعلقات خوش گوار رہنے چاہییں اور اگر کسی وقت ہمارے درمیان کسی مسئلے پر اختلاف رائے ہوتا ہے تو اسے باہمی طور پر افہام وتفہیم کے ساتھ سلجھا لینا چاہیے۔ لیکن میں اپنے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کبھی بھی یہ نہیں ہوا کہ ممبران نے بعد میں اس کو pursue کرنے کی کوشش کی ہو یا اسمبلی کے فورم سے ہٹ کر کوئی دوسرا فورم اپنے استحقاق کے حوالے سے' یا بقول ان کے جو بھی توہین آمیز مواد ان کے خلاف شائع ہوتا ہے اسے remedy حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا ہو۔ میں اس تحریک کی مخالفت نہیں قطعی طور پر کرتا۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔ وہاں اخبارات کو بھی بلوایا جائے' ان کا موقف بھی سنا جائے اور اس کے بعد پھر استحقاق کمیٹی جو فیصلہ بھی کرے گی ہمیں منظور ہوگا۔ لہٰذا میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں ایاز امیر صاحب بھی کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔جی ایاز امیر صاحب!

جناب ایاز امیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! میں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ آج کل ہمارے پریس کا جو بیشتر حصہ ہے اس کی دو qualifications ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں اَن پڑھ آدمی ہوں' دوسرا یہ کہ بدتمیز ہوں۔ یہ میں بطور صحافی کہہ رہا ہوں اور بہت سارے ایسے اخبارات ہیں جو ان دو qualifications کے اوپر نہ صرف چمکے ہیں بلکہ انھوں نے مارکیٹ کا ایک حصہ بنایا ہوا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں جو کچھ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ اور بھی فورمز موجود ہیں۔ جناب والا! یہاں پر ہماری عدالتوں کا تعلق ایسا ہے اور ہمارےliables laws ایسے ہیں کہ آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔

(اس مرحلے پر پریس گیلری کی طرف سے آوازیں آئیں اور پریس گیلری والے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: گیلری سے کسی کو بولنے کی اجازت نہیں ہے۔جی ایاز امیر صاحب!

جناب ایاز امیر: جناب والا! میں آپ سے ایک یہ درخواست بھی کروں گا کہ بطور صحافی پریس گیلری سے کبھی واک آؤٹ ہو تو بالکل بھاگ کر منانے والی بات نہیں کرنی چاہیے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ میں بھی یہ ڈرامہ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں پر بھی ایسا ہوتا ہے اس کی زیادہ پروا نہیں کرنی چاہیے۔ وزیر قانون صاحب جو فرما رہے ہیں کہ دوسرے فورمز بھی موجود ہیں۔ آج کل پاکستانی پریس میں کسی کے

خلاف کچھ بھی لکھا جائے آپ کے پاس عملاً defence کوئی نہیں۔ کوئی اگر آپ کی پگڑی اچھالنا چاہے' آپ کے خلاف کوئی خبر لکھ دے۔ ہم ایم پی اے صاحبان تو پھر بھی یہاں پر کچھ بول سکتے ہیں لیکن جو عام شہری ہے' جس کے خلاف کسی yellow press میں لکھا جائے تو عام شہری کے پاس اس ملک میں عملاً کوئی defence نہیں۔ پنجاب اسمبلی کو اس لحاظ سے اپنا استحقاق خود محفوظ کرنا چاہیے اور جیسے بٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ کچھ steps ہیں جو آپ بند تو نہیں کر سکتے لیکن کچھ ایکشن ضرور لینا چاہیے۔ ایسی اخبارات کو پنجاب اسمبلی کی precincts میں encouragement نہیں ملنی چاہیے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جو Press Information Department ہے وہ بھی ایسے اخبارات کو support نہ کرے۔ یہاں پر آپ اگر فہرست منگوائیں کہ لاہور میں اخبارات کو جو official advertisement support ملتی ہے ان میں آدھے سے زیادہ جعلی' dummy اخبار ہیں جن کا کوئی وجود PID کی فائلوں کے سوا کہیں نہیں ملتا۔ تو اس مسئلے کو اتنا lightly نہیں لینا چاہیے۔ آپ وہ چیز بند تو نہیں کر سکتے' وہ چیز چلتی رہے گی' کیونکہ جو سول قانون ہے ان کا عمل درآمد اتنا کمزور ہے کہ آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ پاکستان میں ایک بھی liable case اپنے اختتام کو نہیں پہنچا' لیکن پنجاب اسمبلی کو کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔ ایسے اخبارات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے' وہ یہاں نہیں آنے چاہییں' ان کے رپورٹرز کے تطہیر کرنی چاہیے۔ ایک میں اور چیز کہتا چلوں کہ بہت سارے جو yellow journalism کے شاہ کار آج کل پاکستان میں ہیں ان کے encourage کرنے والے ہم میں سے بیٹھے ہیں۔ وہ بھی کچھ تھوڑا سا دیکھ لیں کہ ماضی میں انھوں نے کیا کیا چیزیں کیں جن کی وجہ سے یہ yellow press پروان چڑھ گئے ہیں۔ اور پاکستانی صحافت پر اس کا کوئی اچھا تاثر نہیں۔ ایسے اخبارات journalism پہ داغ ہیں۔ شکریہ۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی ، جناب سپیکر! ظاہر ہے ہر شعبۂ زندگی میں کچھ' کہیں کہیں غلطیاں ہوتی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ سارے پریس پر تنقید جائز نہیں۔ سارے پریس کا اس میں کوئی قصور نہیں۔لابی سے ہمارا پریس ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہی قومی پریس ہے جس نے ساڑھے تین سال تک ہماری جدوجہد کو بڑے عروج پہ اخبارات میں شائع کیا۔ ہمارے وزیراعظم صاحب امریکہ کے دورے پر جائیں یا یہاں پر ہماری بہترین پالیسیوں کو یہی پریس بڑی تقویت پہنچاتا ہے' قوم تک پہنچاتا ہے۔ اس لیے اگر کہیں کوئی غلطی ہے تو سارے پریس پر تنقید جائز نہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے سارے پریس کی بات نہیں کی۔ ایاز امیر صاحب نے یہ کہا ہے کہ جو liable laws ہیں ان کے بارے میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ سب سے زیادہ پریس کی آزادی برطانیہ میں سمجھی جاتی ہے۔ آپ اگر وہاں کے liable laws یہاں لے آئیں تو اس میں بھی کوئی برائی نہیں۔ میں آپ سے اسی حوالے سے ایک عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر انگلینڈ کے اخبار "گارڈین" میں ایک دفعہ میرے اور چودھری شجاعت کے خلاف خبر چھپی تو ہم نے وہاں "گارڈین" کے خلاف مقدمہ کیا۔ یہاں پاکستان سے وکلاء گئے، وہاں سے ہم نے وکلاء کو hire کیا۔ چار ماہ تک مقدمہ چلا اور اس کے بعد ثابت ہوگیا کہ یہ خبر غلط تھی۔ ہم نے وہ damages claim نہیں کیے لیکن انھیں اس سے تین گنا بڑی خبر دینا پڑی، پھر سارے وکیلوں کا خرچہ "گارڈین" نے خود دیا۔ ہمارے وکلاء جو یہاں پاکستان سے ہوائی جہاز کے ذریعے جاتے رہے ان کو خرچہ دیا، ان کی فیسیں دیں۔ انگلینڈ سے جو وکلاء ہم نے hire کیے ان کی فیسیں دیں اور یہ فیصلہ "گارڈین" اخبار کے خلاف جو کہ بہت بڑا اخبار ہے چار ماہ کے اندر ہوا۔ وہاں پریس کی آزادی ایاز امیر صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ پریس کی آزادی ہونی چاہیے، ہم بھی یہی چاہتے ہیں لیکن اس حد تک ہونی چاہیے کہ وہ کسی عام شہری کی آزادی سلب نہ کریں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال، یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کی قانون سازی پنجاب اسمبلی کے نہیں، قومی اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ وہاں غور و فکر کے بعد اس کا تدارک ہونا چاہیے اور ان کی جتنی نمائندہ تنظیمیں ہیں، ان کے جو ذمہ دار لوگ ہیں وہ بھی اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ کسی کا نام لیے بغیر کچھ چیزیں ایسی ہو رہی ہیں جس نے سارے پریس کو ہی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ کافی سنجیدہ ہے اور ہر شہری اپنی جگہ پر چاہے وہ کسی بھی عہدے پر ہے یا کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہے وہ ضرور محسوس کرتا ہے کہ اس کے خلاف اگر کوئی غلط چیز چھپ جائے تو اس کے پاس اس کا کوئی حل نہیں۔ تو راجہ صاحب! آپ اس تحریک استحقاق کے بارے میں کیا تجویز کرتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! آپ بے شک اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔

جناب سپیکر: تو یہ تحریک بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب صرف ایک تحریک استحقاق نمبر 13 جناب پیٹر گل۔

ایم پی اے سے ٹیلی فون پر دھمکی آمیز لہجے میں بات کرنا

جناب پیٹر گل، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 23 ستمبر 1997ء کو میرے ایک عزیز بھولا مسیح کا کسی شخص کے ساتھ لین دین تھا جس کا باقاعدہ اختتام ہوا تھا۔ محمد اکرم اے ایس آئی تھانہ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ نے بھولا مسیح کو بلایا اور اسے کہا کہ پیسے دے دو ورنہ میں تم پر ڈکیتی کا کیس کر دوں گا۔ اس سلسلے میں' میں نے اپنے عزیز آمون مسیح جو کہ بھولا مسیح کا بھائی ہے کو اپنا لیٹر دے کر بھیجا' لیکن اے ایس آئی نے اسے برا بھلا کہتے ہوئے تھانے میں بند کر دیا ۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے اے ایس آئی محمد اکرم سے ٹیلی فون پر بات کی جس نے انتہائی بدتمیزی سے کہا کہ میں تمھاری عزت کرتا ہوں تم مجھ سے عزت ہی کراؤ تو بہتر ہو گا ورنہ؟ اورمسلسل دھمکی آمیز لہجہ اختیار کرتے ہوئے بدتمیزی کی انتہا کر دی ۔ اس واقعے سے نہ صرف میرا بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ہمارے چند دوست چلے جائیں لیکن بات تو پھر وہی ایاز میر صاحب والی ہو جائے گی بہر حال جانا ضرور چاہیے ۔ بنیامین شاہ صاحب ' چودھری اقبال صاحب ! منشاء بٹ صاحب چلے جائیں۔۔۔۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا ! میں بھی جانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، آپ نہ ہی جائیں تو بہتر ہے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، میں نے سارے پریس کے خلاف تو بات نہیں کی' صرف ضیاء شاہد کے خلاف بات کی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' آپ نہ ہی جائیں۔ بنیامین شاہ صاحب ' چودھری اقبال صاحب ' منشاء بٹ صاحب اور اعظم چیمہ صاحب چلے جائیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 13 جو ابھی فاضل رکن نے پیش کی ہے ---

جناب سپیکر، ابھی انھوں نے شارٹ سٹیٹمنٹ دینی ہے۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! میں اسی سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی اجازت دینے سے پہلے میری معروضات سن لیں۔

جناب سپیکر، جی جی۔

وزیر خزانہ ، یہ آج 3 بج کر 10 منٹ پر ہمیں موصول ہوئی ہے تو اس لیے آج ہم جواب دینے کے قابل نہیں' اس لیے براہ مہربانی اسے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اسے کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں ۔

وزیر خزانہ، جناب والا! دو دن دے دیں۔

جناب سپیکر، کیوں جی' دو دن تک کے لیے pending کر لیں؟

جناب پیٹر گل، دو دن کی کیا بات ہے یہ چار دن لے لیں' لیکن استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر ، ابھی تو ان کو پتا ہی نہیں۔ ان کو تو آج ملی ہے۔ ٹھیک ہے' یہ دو دن کے بعد take up کی جائے گی۔

وزیر خزانہ ، شکریہ۔ جناب والا!

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، تحاریک استحقاق ختم ہوتی ہیں اب تحاریک التوائے کار کو لیا جاتا ہے۔اب مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کچھ تحاریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے آئی تھیں اور کچھ سیلاب کی صورت حال کے حوالے سے آئی ہیں۔ چونکہ بحث سیلاب کے اوپر بھی ہو رہی ہے اور پھر دو دن لاء اینڈ آرڈر پر رکھے گئے ہیں۔ اس لیے اس پر اسمبلی کا رولز آف پروسیجر کا قاعدہ نمبر 83(e) لاگو ہوتا ہے اور اس حوالے سے تحاریک التوائے کار نمبر 11 تا 14 اور 19 تا 27 اور 29 disposed of تصور کی جاتی ہیں۔ میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار نمبر 11 تا 14 اور 19 تا 29 ۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی سعید منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا ہے کہ according to the rule اگر بحث مقرر کر دی جائے تو آپ کا یہ اختیار ہے کہ آپ ان کو take up نہ کریں۔لیکن ہمارے ہاں روایات اس قسم کی ہیں کہ جو چیز بحث میں point out کی جاتی ہے اسے winding up speech میں نہیں لیا جاتا اور نہ ہی اس کی وضاحت کی جاتی ہے ۔ جناب سپیکر! جن تحاریک التوائے کار کا آپ نے ابھی ذکر کیا ہے واقعی ان میں خاص لاء اینڈ آرڈر پر ہیں اور ہماری طرف سے ہی دی گئی ہیں لیکن مجھے خدشہ یہ ہے کہ اگر windng up speech میں ان کا جواب ہی نہ دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے کہنے کا جو مدعا ہے وہ پورا نہیں ہوگا۔ یا تو آپ گورنمنٹ کو اس بات کا پابند کریں کہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار آئی ہیں اور ہم ان کا اپنی تقاریر میں بھی حوالہ دیں گے، لیکن کم از کم گورنمنٹ یہ commitment ضرور دے کہ جو ہر معاملہ ہے جو ہر واردات ہے کم از کم اس کا ضرور علیحدہ علیحدہ جواب دے گی۔

جناب سپیکر، بحث میں یہاں پر notes بھی لیے جاتے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر پر دو دن بحث ہونی ہے' اس لیے ساری چیزیں سامنے آجائیں گی۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں اس ہاؤس کی روایت ہے کہ جو relevant بات کی جاتی ہے وہ کسی بھی طرف سے ہو' خواہ حکومتی بنچز سے ہو یا اپوزیشن بنچز سے ہو' اس کا winding up speech میں متعلقہ وزیر ضرور جواب دیتا ہے۔ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوگی تو ہم ان شاء اللہ اس کا آئیٹم وائز جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 34 عثمان ابراہیم صاحب کی pending تھی۔ اُس وقت اس پر کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ آپ کے پاس تحریک التوائے کار نمبر 34 ہے؟

وزیر قانون، میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ ایڈمنسٹریٹر کارپوریشن گوجرانوالہ کے متعلق تھی۔ یہ کافی دیر سے pending چلی آ رہی ہے۔ ویسے اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

وزیر قانون، میرے خیال میں اسے کل پر رکھ لیں ۔ میں کل اس کا جواب دے دوں گا اور اسے dispose of کروا دوں گا۔

جناب سپیکر، کیوں جی عثمان ابراہیم صاحب! اسے کل پر رکھ لیں؟

میاں عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اسے کل take up کریں گے۔ تحریک التوائے کار نمبر 39 راجہ خالد خان صاحب کی ہے۔ یہ بھی pending چلی آ رہی ہے ۔

وزیر قانون، اس کو بھی کل تک کے لیے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی' دونوں کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ اب رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ۔جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار فیصل آباد لاہور روڈ سے متعلق تھی ۔ یہ ہمارا بڑا دیرینہ اور اہم مسئلہ تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب فیصل آباد تشریف لے گئے تھے تو انھوں نے اس سے متعلق وعدہ فرمایا ہے کہ یہ سڑک اسی مالی سال میں بن جائے گی۔ تو ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور میں اسے withdraw کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ اگلی تحریک التوائے کار بھی میری ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ تو پھر یہ withdraw تصور کی جاتی ہے۔ تو اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ جی رانا صاحب! پڑھیے۔

امتحانی بورڈ فیصل آباد کی بداعمالیوں کے باعث محنتی طالب علموں میں مایوسی

رانا ثناء اللہ خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے

کہ فیصل آباد بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن انتظامی لحاظ سے مفلوج ہو چکا ہے۔ Administration نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہیں ۔ با وثوق اور بادی النظر میں مصدقہ ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ میٹرک اور انٹر میڈیٹ کے امتحانات میں 80 فی صد امتحانی سنٹر نقل اور بوٹی مافیا کے سیمینار بن چکے تھے اور یہ بد اعمالی تعلیمی بورڈ کے ذمہ داران کی ملی بھگت اور نا اہلی کی وجہ سے جاری ہے ۔ یہ حقیقت بھی سامنے آئی ہے کہ گزشتہ امتحانات میں 80 فی صد امتحانی سنٹروں پر بالعموم اور امتحانی سنٹر گورنمنٹ جامع ہائی سکول سمن آباد میں بالخصوص ایف ایس سی کے باہر سے حل شدہ پرچے امتحانی سنٹر کے بنڈلوں میں رکھوائے گئے ۔ اس سیکنڈل کی شکایت پر ایک انکوائری ہوئی جس میں 13 طلبہ identify ہوئے اور بعض ذمہ دار کردار بھی بے نقاب ہوئے لیکن کسی کو سزا دینے کی بجائے اس معاملہ کو گول کیا جا رہا ہے۔ امتحانی بورڈ فیصل آباد کی اس ناگفتہ بہ صورت حال سے طالب علموں میں محنت سے آگے بڑھنے کا شوق ختم ہو رہا ہے اور مایوسی پھیل رہی ہے جو انھیں غلط سمت بھی لے جا سکتی ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس سے فیصل آباد تعلیمی بورڈ سے متعلقہ تمام علاقوں کے عوام میں زبردست غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اسے زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر ، چودھری اقبال صاحب تو باہر گئے ہوئے ہیں اور یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے ۔ ان کے آنے تک اسے موخر کرتے ہیں۔ وہی اس کا جواب دیں گے ۔ ان کے آنے تک اگلی تحریک لے لیتے ہیں۔اگلی تحریک بھی آپ کی ہے۔ یہ بھی محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے؛ وہ آ جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اسے بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

گورنمنٹ فضل الٰہی ہسپتال چنیوٹ میں عملے اور دیگر سہولیات کی عدم دستیابی

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ سب ڈویژن چنیوٹ جس کی آبادی تقریباً 16 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اس میں صرف ایک گورنمنٹ فضل الٰہی

ہسپتال ہے جس میں نہ تو پورا عملہ ہے اور نہ ہی دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں ۔ دوائیوں کا سالانہ بجٹ صرف 4 لاکھ ہے جو کہ بہت ہی کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے ۔ ایک عرصہ سے سرجن اور گائینا کالوجسٹ کی سیٹیں بھی خالی پڑی ہیں' جب کہ فزیشن اور ای این ٹی سپیشلسٹ اور ریڈیالوجسٹ کی سیٹیں سرے سے منظور ہی نہیں کی گئیں۔ الٹرا ساؤنڈ مشین محکمہ صحت کے ٹیکنیکل ونگ کی منظوری کے باوجود ابھی تک میسر نہیں کی گئی۔علاقے کے غریب لوگ سخت پریشانی اور اضطراب کا شکار ہیں۔ لہٰذا اس اہم مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے میری استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر!

جناب سپیکر ، مولانا صاحب! تشریف رکھیں۔ اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، اس کے بعد کر لیں۔پہلے وزیر موصوف کا بھی جواب آجائے۔ وزیر صحت!

وزیر صحت ، جناب سپیکر ! موجودہ حکومت کی ہر ممکن یہ کوشش ہے کہ صحت کی سہولتیں عوام کی دہلیز پر پہنچائی جائیں اور اس سلسلے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی جائے۔جہاں تک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں عملے اور فنڈز کی عدم دستیابی کا سوال ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے لیے ٹاسک فورس بنائی اور ان کی سفارشات کی روشنی میں ہر جگہ محنتی اور ایماندار افسر تعینات کیے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کی تکالیف کا ازالہ ہو سکے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں ڈاکٹر' نرسوں اور سٹاف کی کل تعداد 15 ہے۔جن میں سے 13 پوسٹوں پر ڈاکٹر اور نرسنگ سٹاف کام کر رہا ہے اور اس کی تفصیل لف ہے اور میں ان کو مہیا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اسی طرح نان گزیٹڈ پوسٹوں کی کل تعداد 55 ہے اور ان میں سے بھی 52 پوسٹوں پر عملہ کام کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل بھی لف ہے۔ سرجن کی پوسٹ کے لیے بھی ڈاکٹر خالد جاوید کی تعیناتی عمل میں لائی جا چکی ہے'اسی طرح گائینا کالوجسٹ کی تعیناتی کے احکامات بھی جاری کر دیے گئے ہیں۔ اس مسئلے کے فوری حل کے لیے ڈاکٹر شازیہ بتول کو بطور گائینا کالوجسٹ کام کرنے کی ہدایات جاری کی جا چکی ہیں۔ ای این ٹی سپیشلسٹ اور ریڈیالوجسٹ کی پوسٹیں ٹی ایچ کیو لیول پر مہیا نہیں کی جاتیں۔اس لیے ان کی یہ ڈیمانڈ پوری نہیں کی جا سکتی اور یہ پوسٹیں ڈی ایچ کیو لیول کے ہسپتالوں میں مہیا کی جاتی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ وزیر موصوف صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں اور چنیوٹی صاحب اس کو سن نہیں رہے' کیونکہ وہ صحیح طرح سن نہیں سکتے۔

جناب سپیکر ، نہیں' تو پھر انھوں نے یہ تحریک کیوں پیش کی ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! یہ میری ایک معذوری اور مجبوری ہے اور آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ آپ ایسا انتظام کریں کہ میں جناب کی اور متعلقہ وزیر کی بات سن سکوں اور سمجھ سکوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں' یہ جو بات وزیر صاحب نے کی ہے یہ آپ نے سنی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! آپ نے میری بات پر توجہ نہیں دی۔ وزیر موصوف صاحب نے کیا کہا ہے' میں نے کچھ نہیں سنا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چنیوٹ کو ربوہ کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے ۔ ربوہ قادیانیوں کا مرکز ہے اور وہاں تعلیم اور صحت کی ہر قسم کی سہولتیں مہیا ہیں۔ وہاں ایک فضل عمر ہسپتال ہے جہاں ہر قسم کی اعلیٰ مشینری موجود ہے اور اعلیٰ قسم کے ڈاکٹر بھی موجود ہیں۔ ہمارے ہسپتالوں میں انتظام نہ ہونے کی وجہ سے غریب لوگ مجبور ہوتے ہیں کہ وہ اپنے علاج کے لیے ربوہ جائیں یا فیصل آباد جائیں۔ کیونکہ وہاں پر تو اپریشن کے لیے کوئی ڈاکٹر ہے اور نہ ہی دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹر ہیں۔ میرا اس سلسلے میں سوال بھی ہے جو کل آ رہا ہے' حالانکہ وہ جواب بھی صحیح نہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ چنیوٹ کو ربوہ کی وجہ سے آپ کو اور حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ ورنہ ربوہ میں جو لوگ مجبور ہو کر جسمانی علاج کے لیے جاتے ہیں' جسمانی امراض کے لیے تو وہاں پر بہترین علاج ہے' لیکن وہاں سے وہ روحانی مریض بن کر آتے ہیں۔ ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ چنیوٹ کے ہسپتال کا ایک تو درجہ بڑھائیں اور دوسرے اس کی ضروریات کو پورا کریں۔ ایسا انتظام کریں کہ لوگ ربوہ جانا ہی بھول جائیں۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے اور میں نے اس سلسلے میں وزیر صحت سے بھی خصوصی عرض کی تھی' بلکہ وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کی تھی کہ کم ازکم جو پوسٹیں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں ان کو پُر کر دیا جائے۔ ہسپتال کی مشینری مکمل کی جائے۔ ادویات بھی ضرورت کے مطابق مہیا کی جائیں تاکہ غریب اور مجبور لوگ ربوہ نہ جائیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے' آپ تشریف رکھیں ۔ خاکوانی صاحب! ان کی تحریک کا جواب بعد میں ان کو

لکھ کر دے دیں تاکہ یہ پڑھ لیں' کیونکہ اس طرح تو یک طرفہ بات چل رہی ہے۔ اتنی جلدی سپیشل آلے کا انتظام تو ہو نہیں سکتا۔

وزیر خزانہ،جناب والا! ہو سکتا ہے۔ اسمبلی میں بھی نہایت موزوں سپیکر سسٹم موجود ہے۔ اور اس کے باوجود بھی کوئی معزز رکن آواز نہیں سن سکتا۔ اس کا بہت آسان علاج ہے اور hearing aid بازار میں ہر جگہ پر ملتی ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے کوئی سپیشل چیز چاہیے ۔وہ مجھے آج ملے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ بھی آپ مجھے اسمبلی کی طرف سے بندوبست کر کے دیں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! یہ تو کسی قاعدے کے تحت اسمبلی کی ذمہ داری نہیں ہے'قدرت کا نظام ہے۔ ان کی ایک تحریک میرے محکمے کے بارے میں بھی موجود ہے۔ انھوں نے پھر کہنا ہے کہ میں سن نہیں سکا'یہ مسئلہ اس طرح تو حل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر ، جب تک آلہ نہیں آتا تحریری جواب دے دیں۔

وزیر خزانہ،جناب والا! یہ ابھی چلے جائیں' ابھی خرید کے آسکتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اسمبلی اس کا بندوبست کرے' کیونکہ عام آلہ کام نہیں کرے گا۔

وزیر خزانہ ، جناب والا یہ اسمبلی کی ذمہ داریوں میں نہیں ہے۔

حاجی عبدالمنان شیخ،جناب والا! اس دفعہ پتا نہیں کیا بات ہے۔ پچھلی دفعہ انھوں نے ساری باتیں سنی تھیں۔ اگر مزید سہولت مہیا کرنی ہے تو ان کو ایک آدمی کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر ، سعید اکبر صاحب! آپ ان کو کان میں جا کر بتا آئیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! آپ نے یہ دو تین داڑھیوں والے اکٹھے کر دیے ہیں یہ ان کی مدد ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر ، آلے کے بندوبست کے لیے بھی دیکھتے ہیں

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا!یہ آلہ ان کو کام نہیں دیتا۔ یہ انھوں نے ٹرائی کیا ہے۔

جناب سپیکر ، عام آلہ ان کو کام نہیں دیتا۔

جناب سعید اکبر خان ، پوائنٹ آف آرڈر ۔جناب والا! ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ جو بھی سپیکر

بات کرتا ہے وہ اپنی سیٹ سے کرتا ہے ۔ یہاں پہلے پیر بنیا مین صاحب نے ادھر سے بات کی پھر اٹھ کر ادھر سے کی اور اب مولانا صاحب بھی جو ان کی سیٹ کا نمبر ہے' اس پر نہیں ہیں ۔ہم نے جو 1985 ء سے دیکھا ہے اور رولز میں بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر ، رولز میں یہ بات ہے کہ سیٹ سے ہی بات ہو سکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان ،جناب والا! اگرکوئی رکن اپنی سیٹ سے بات نہیں کرے گا تو وہ valid نہیں ہوگی اور وہ بات ریکارڈ نہیں ہوگی۔لیکن آپ نے دیکھا کہ پیر بنیا مین صاحب نے ایک دفعہ ادھر سے بات کی اور پھر ادھر سے جا کر بولے۔ یا تو اسمبلی کا جو عملہ ہے وہ اس پر پابندی کروائے ۔جناب والا! بجٹ اجلاس میں یہاں پر باقاعدہ تقریر ہوئی ہے اور اس سلسلے میں آپ نے ایک رولنگ بھی مؤخر کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ خاکوانی صاحب اب اس مسئلے پر کافی بات ہو گئی ہے 'جو بات آپ کرتے ہیں ان کو سمجھ آتی نہیں۔ آپ ان کو لکھ کر دے دیں۔

وزیرصحت ، جناب والا! میں اپنی بات ایک فقرے میں windup کرتا ہوں

جناب سپیکر،آپ کی بات بالکل ٹھیک ۔ خاکوانی صاحب میرا خیال ہے کہ اب آگے چلتے ہیں۔

وزیرصحت ، ٹھیک ہے سر میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ بات ہوگئی ہے۔ اس کا فائدہ نہیں۔ وہ نہیں سمجھتے تو ان کو لکھ کر دے دیں۔

وزیرصحت، میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کمزوری ہے۔ میں اپنے بزرگ کو لکھ کر ان کی اس تحریک کا جواب دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ چونکہ ان کی منشاء کے مطابق ہم یہ سارا عمل کر رہے ہیں اس لیے اس تحریک کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر ، جی ہاں' یہ dispose of تصور ہوتی ہے۔ آگے نمبر 5 بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ یہ آب پاشی سے متعلق ہے۔ اور اس کا جواب چودھری اقبال صاحب دیں گے۔ پھر یہ بھی لکھ کر ہی ان کو اس کا جواب دے دیا جائے۔ یہ بھی dispose of تصور ہوتی ہے۔ اچھا' یہ move نہیں ہوئی۔ ان سے پہلے move کروائیں۔ جی مولانا صاحب اپنی تحریک نمبر 5 ' move کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، متعلقہ وزیر صاحب نے کچھ یقین دہانی کروا دی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کو یہ کیسے پتا چل گیا ہے کہ یقین دہانی کروادی ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! مجھے یہ تحریری طور پر دیں کہ کب تک یہ سیٹیں پر کریں گے اور یہ کب تک اس کا انتظام کریں گے۔ معاملہ انتہائی سنجیدگی کا ہے۔ ان غریب لوگوں کے ایمان جو ضائع ہوتے ہیں اس کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے۔

دریائے چناب کے کٹاؤ سے شدید نقصانات

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دریائے چناب جو کہ چنیوٹ کے قریب واقع ہے۔ اس کے مشرقی کنارے پر واقع موضع جسرت جو کہ بہت بڑا گاؤں تھا۔ یہ پورے کا پورا گاؤں ایک شان دار جامع مسجد اور پرائمری سکولوں سمیت دریا برد ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ جسرت، کوٹ عمر، کوٹ صاحب، نجاریاں کا تقریباً اسی (80) مربع زمین جو کہ زرعی تھی دریا برد ہوگئی ہے۔ اب نئی آبادی جسرت دوبارہ دریا کے کٹاؤ کی نذر ہو رہی ہے جس میں ذیلی آبادی موضع ملک ناصر علی کھوکھر اور چند دیگر بستیاں مع بوائز پرائمری سکول کے دریا برد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ جس رفتار سے دریا کا کٹاؤ جاری ہے اس سے سخت اندیشہ ہے کہ چنیوٹ تا جھنگ روڈ جو حال ہی میں ایک غیر ملکی کمپنی نے کروڑوں روپے کی لاگت سے نیا تعمیر کیا ہے اور جو دریا سے تقریباً صرف ایک کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے وہ بھی اس کی زد میں آرہا ہے، جس سے علاقے کے لوگوں میں سخت تشویش اور اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ لہذا اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کا جواب سردار صاحب اور چودھری اقبال صاحب آپ لکھ کر دے دیں۔ اب یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ اور اب الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب۔ مولانا صاحب! مائیک آن کریں۔

سیلاب کے نام پر کروڑوں روپے کے گھپلے

مولوی غیاث الدین، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی 114 میں دریائے راوی کا بہاؤ کوٹ نیناں کی طرف ہوگیا ہے اگر ایوب پوسٹ تا دولت چک پوسٹ بند تعمیر نہ کیا گیا تو پھر آئندہ برسات کے موسم میں علاقہ کوٹ نیناں تحصیل شکر گڑھ کے 70/80 دیہات سیلاب کی زد میں آ جائیں گے اور تقریباً 70/80 ہزار ایکڑ اراضی بنجر و برباد ہوجائے گی۔ محکمہ آب پاشی کے مقامی افسران پچھلے دس برسوں سے پیسے بنانے والے منصوبے دے کر اپنا پیٹ بھرتے چلے آ رہے ہیں۔ پچھلے دس برسوں سے حاجی پور گجراں بند اور جلالہ بند پر فرضی منصوبے بنا کر من پسند ٹھیکے داروں کو ٹھیکے دے کر گورنمنٹ کے کروڑوں روپے اپنی تجوریوں میں ڈالے۔ ماضی قریب یعنی مورخہ 20 مئی 1997ء کو انھی بندوں اور بھیکو چک بند کی ریپئرنگ کے روپ میں کروڑوں کے ٹھیکے بولی کرکے اپنے من پسند ٹھیکے داروں کو دیے ہیں جو صرف پاکستانی عوام کا سرمایہ ضائع کرنے کے مترادف ہیں انھی افسران نے کچھ عرصہ قبل کوٹ نیناں سے سٹاک کا پتھر اٹھوا کر چونالہ سوہاوڑہ اور نالہ جنگو چک پر لگایا اور اس کی ادائیگی دو بار وصول کی۔ یہ افسران فرضی بند جو موقع پر بنانے ہی نہیں جاتے سیلاب کی نذر کر کے گورنمنٹ کے لاکھوں کروڑوں روپے خود ہضم کر جاتے ہیں جب بھی کوئی انکوائری آفیسر آتا ہے یہ ٹولہ میل ملاپ کرکے انکوائری آفیسر کو تبدیل کروا دیتا ہے۔ اندریں حالات علاقے کے عوام میں سخت بے چینی اور مایوسی کی لہر پھیل گئی ہے' اس لیے ایوان کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' یہ سیٹ آپ کی اپنی ہے؟ ایاز امیر صاحب ساتھ گئے تھے؟

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جناب والا! ایک سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایاز امیر صاحب ساتھ گئے تھے؟

جناب محمد منشاء اللہ بٹ، جی' ساتھ گئے تھے۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب والا! ہم گئے تھے ۔ انھوں نے ڈیمانڈ کیا کہ ایاز امیر صاحب آئیں، کیونکہ ان کے الفاظ سے ہی غلط فہمی پیدا ہوئی تھی۔ ہمارے مذاکرات ہوئے ہیں۔ ہمارے بھائیوں نے مہربانی فرمائی ہے اور واپس آنے کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن پہلے ایاز امیر صاحب۔ وضاحت فرمائیں گے

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ایاز میر صاحب۔

جناب ایاز امیر، Thank you Mr. Speaker ۔ میں نے جو بات کی تھی، شاید جوش جذبات میں میرے الفاظ کچھ ایسے تھے۔ لیکن ہرگز ایک انسٹی ٹیوشن کو نہ کہ پریس کو کریڈٹ ہے نہ جو ہماری نیشنل discourse ہوتی ہے ان کے جو organs ہیں نہ ان کو کوئی کریڈیٹ۔ لیکن مجھے باہر جا کے جتایا گیا۔ اور جو صحافی ہیں وہ میرے colleagues ہیں، کہ میں نے جو ایک لفظ استعمال کیا تھا۔ میں نے جو "ان پڑھی" کی اور بدتمیزی کی بات کی۔ کہ میں نے کہہ دیا کہ جی، پریس کا بیشتر حصہ ایسا ہے۔ اگر وہ مجھ سے ہوا ہے تو وہ سراسر میری زبان کی غلطی تھی۔ میرا تو وہ بالکل مقصد ہی نہیں تھا۔ اور میں جو نشان دہی کر رہا تھا وہ میں پریس کے ایک ایسے حصے کی کر رہا تھا، سارے پریس کی نہیں ۔پریس گیلری میں سارے بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے colleagues ہیں، ان کی دل آزاری ہوئی ہے میرا یہ ہرگز مطلب نہیں تھا کہ ان کے character یا ان کی competence پہ کوئی aspertion cast کرتا۔ اگر وہ ہوئے تو میں اس کے لیے sorry کرتا ہوں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان کے لیے کہا ہے تو

For that I really abase Thank you very much-

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے پریس کے جو بھائی ہیں۔ پریس کے حوالے سے ہم سب کو بڑا احترام ہے۔ ہمارے تمام ممبران بڑا احترام کرتے ہیں۔ سبھی پریس کا احترام کرتے ہیں۔ اور یہ پریس جمہوریت کے حوالے سے بہت بڑا ستون ہے۔ اور پریس جو چیزیں مثبت قسم کی لے کر آتا ہے اس کے معاشرے میں بہت اچھے اثرات ہوتے ہیں۔ ہم سب کو پریس کا بڑا ہی احترام ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے جو وضاحت ایاز امیر صاحب نے کی ہے وہ پریس والے جو ہمارے بھائی ہیں ان کے لیے قابل قبول ہے۔ اور وہ واپس آگئے ہیں۔ اب یہ تحریک التوائے کار نمبر 6 مولانا محمد غیاث الدین صاحب کی ہے۔ اس کا جواب چودھری اقبال صاحب دیں گے۔

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال) جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آب پاشی: جناب والا! مولانا صاحب نے بڑے اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر ایوان کی توجہ دلائی ہے۔ انھوں نے کافی باتیں درست فرمائی ہیں۔ کوٹ نیناں کے اوپر فلڈ فائٹنگ جو ہے اس میں انڈیا بھی اپنی مہارت کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور پورے جوش و خروش سے دریا کا رخ بدلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تاکہ سیالکوٹ کو نقصان پہنچایا جائے۔ جناب والا! جس طرح فاضل دوست نے فرمایا کہ اس کے اوپر شاید ہماری حکومت کوئی توجہ نہیں کر رہی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جناب والا! میں نے خود جا کروہ موقع ملاحظہ کیا ہے۔ چیف انجینئر وہاں گیا ہے۔ جناب والا! ہمارا محکمہ پوری تندہی سے اس کا مقابلہ کر رہا ہے۔ اور اس طرح کی کوئی بات نہیں کہ دریا کا رخ آسانی سے موڑ کر ہمارے 70,80 دیہات کو نقصان پہنچائیں گے۔ جناب والا! میں اس کی تفصیلات آپ کو عرض کر دیتا ہوں۔ اس میں کوٹ نیناں کے نزدیک واقع حاجی پور گوجراں بند گزشتہ سال سیلاب کے دوران دریائے راوی کے شدید کٹاؤ کی زد میں رہا۔ اس صورت حال کو ہمہ وقت flood fighting کے ذریعے کنٹرول کیا گیا اور سابقہ flood season کے بعد سپر نمبر تین اور چار پر ہونے والے نقصانات کی بحالی کے لیے سکیم تیار کی گئی۔ جس کی منظوری محکمہ انہار کی طرف سے مورخہ 14 جون 1997ء مبلغ 23.15 ملین روپے کی گئی۔ اس سکیم کے لیے فنڈز مبلغ 5 ملین روپے 12 جون 1997ء کو جاری کیے گئے۔ اس لیے رواں ملی سال میں وقت کی قلت کی بنا پر چونکہ فلڈ کا سیزن بالکل اوپر آ چکا تھا۔ اس لیے اس پہ فوری طور پر کام شروع نہ ہو سکا۔ تاہم کسی بھی ہنگامی صورت حال کے پیش نظر flood fighting کے ذریعے حاجی پور گوجراں اور بھیکو چک کے بندوں اور سپروں کو بچا لیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد ہندوستان کی جانب سے اس کے اپنے علاقے میں کیے جانے والے ورکس کی بدولت پاکستان میں واقع دولت چک اور ایوب پوسٹ کے نزدیک دریا کی ایک پرانی گزر گاہ رواں ہوگئی ہے۔ جس کے تدارک کے لیے اس علاقہ کا موقع پر سروے کا کام شروع کر دیا گیا ہے تاکہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس کا مقابلہ کیا جائے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ بھیکو چک بند اور حاجی پور گوجراں بند کے کاموں کے ٹینڈر مروجہ قوانین کے مطابق اخبارات میں برائے تشہیر اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے کام الاٹ کیے گئے۔ منظور شدہ ٹینڈر محکمہ خزانہ پنجاب کے مقرر کردہ ریٹس سے بھی کم ریٹوں پر الاٹ کیے گئے۔ بھیکو چک بند کے کام موقع پر NESPAK کے ماہرین کی زیر نگرانی زیر تکمیل ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع نارووال میں گزشتہ

دس سالوں میں کیے جانے والے فلڈ ورکس کا معاملہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی انسپکشن ٹیم کے ہاں زیر تحقیقات و انکوائری ہے۔ مزید براں چوانا' جللہ بند اور جنگوں چک نالہ بند کیے جانے والے کام بھی اس انکوائری میں شامل ہیں۔ جناب والا! فاضل دوست کے ان سارے خدشات کے بارے میں میں نے عرض کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان گزارشات کے بعد اس تحریک التوائے کار کی ضرورت پیش نہیں آتی اور میں اپنے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر، جی' مولانا صاحب۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر موصوف نے یہ جو فرمایا ہے کہ ہم نے ٹینڈر دے دیے ہیں اور ٹھیکے داروں کو کام الاٹ کر دیے ہیں۔ میرے حلقے میں یہ بند واقع ہے اور پاکستان میں دوسرے نمبر پر اس پر اخراجات آتے ہیں اور جتنا پیسہ آج تک حکومت نے مہیا کیا ہے۔ اگر وہاں پتھر کا بند بنانا چاہتے تو بن سکتا تھا۔ میں وزیر موصوف صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ میرا حلقہ تھا جس دن یہ تشریف لے گئے ہیں انھوں نے مجھے اطلاع ہی نہیں کی اور ایسے شخص کو ساتھ لے کر گئے ہیں جو ٹھیکہ دار ہے اور جس نے خود پیسہ ہضم کیا ہے۔ میں ان کو نشان دہی کرتا کہ 1500 ایکڑ اراضی دریا کی نذر ہو گئی ہے۔ وہ لوگ بے چارے بالکل بے کار ہو گئے ہیں۔ میں نے پہلے سے نشان دہی کی تھی کہ اس کا کچھ بندوبست کرو۔ وہاں کاغذات کے طور پر جتنا پتھر جاتا ہے اگر وہاں لگایا جاتا تو وہاں بالکل دیوار چین بن جاتی' پتھر کی دیوار بن جاتی۔ لیکن وہاں تو یہ حال ہے کہ مٹی کے بند میں بھی جگہ جگہ شگاف پڑے ہوئے ہیں۔ میں یہ بالکل صحیح عرض کر رہا ہوں' ورنہ میں وزیر موصوف صاحب سے عرض کروں گا کہ تشریف لے چلیں اور میں ان کو نشان دہی کروں گا۔

وزیر تعلیم و آب پاشی، جناب سپیکر! پہلے تو میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ ہمارے دوست بڑے مبلغ قسم کے ہیں۔ ان کو فاضل ممبران صوبائی اسمبلی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہییں۔ میرے ساتھ دو فاضل ممبران اسمبلی موجود تھے' انھوں نے میرے ساتھ جاکر موقع معائنہ کیا۔ بلکہ انھوں نے نشان دہی کی کہ یہاں پر یہ صورت حال ہے۔ اس لیے میں بڑی مودبانہ گزارش کروں گا کہ سارے فاضل ممبران بڑے قابل تکریم ہیں۔ ان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہییں جیسے مولانا صاحب کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے دوسری عرض کی ہے کہ انھوں نے پرانے کاموں کے بارے میں خدشات ظاہر کیے ہیں---

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! -----

وزیر تعلیم و آب پاشی، جناب سپیکر! پہلے مجھے بات کرنے دیں-----

جناب سپیکر، مولانا صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ مولانا صاحب کی یہاں سے آواز بند کریں۔ مولانا صاحب! آپ پہلے میری بات سنیں' تشریف رکھیں۔ جب تک سپیکر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت نہ دے آپ بات نہیں کر سکتے۔ میں نے آپ کو ابھی بولنے کی اجازت نہیں دی۔ ابھی وزیر متعلقہ جواب دے رہے ہیں۔ تو پہلے آپ وہ سنیں۔ اس کے بعد میں آپ کو اجازت دوں گا۔ جی' چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم و آب پاشی، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ فاضل ممبر نے جو خدشات اٹھائے ہیں۔ ان کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے کہ پرانے جتنے بھی کام ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ کی انسپکشن ٹیم ان کی انکوائری کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے دور میں جو بھی کام ہوا۔ اس کے لیے میں مولانا صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس میں اگر ان کو کوئی برائی نظر آئے تو فوراً ہمیں اطلاع دیں۔ ہم ان کو چیک کروائیں گے اور اگر وہاں ایک پیسے کا غبن ہو گا تو میں اس کے لیے پوری ذمہ داری سے on the floor of the House. بات کر رہا ہوں کہ کوئی ایسا غبن نہیں ہوگا۔ کوئی غلطی نہیں ہوگی اور کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور پوری flood fighting ہوگی۔ جس طرح انجینئر صحیح کرتے ہیں اس طرح ہم کر کے دکھائیں گے۔ اور پرانے دور والا کام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے تو آپ وزیر صاحب کے پاس جائیں' انھیں بتائیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے اور وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں اس کی انکوائری کروں گا۔

مولوی غیاث الدین، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ جو فرمایا ہے کہ میں نے فاضل ممبر کی بات کی ہے۔ میں ان کا شک دور کرنا چاہتا ہوں کہ میں فاضل ممبر کی بات نہیں کر رہا۔ میں محکمے کے افسران کی بات کر رہا ہوں کہ یہ ان کو ساتھ لے کر گئے ہیں۔ میں نے تو شکایت ہی یہ کی ہے کہ آب پاشی کے افسران یہ کرتے رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے یہ نشان دہی کی ہے کہ چول والہ سوہاوڑہ پتھر گیا تھا اور ایک تو اس پتھر کو وہاں لانے کی قیمت وصول کی' پھر وہاں سے اٹھایا اور چول والہ سوہاوڑہ پر لے گئے۔ اسی پتھر کی دوبارہ وصولی کی گئی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس چیز کو ذرا دیکھ لیں۔ اگر ایک ہی پتھر کی دو دفعہ قیمت وصول کی گئی ہے۔

وزیر تعلیم و آب پاشی، جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے گزارش پیش کی ہے کہ یہ سابقہ دور کی بات کر رہے ہیں۔ یہ پتھر اٹھایا گیا یا لایا گیا' کچھ بھی ہوا۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم اس کی پوری انکوائری کر رہی ہے۔ پرانے کاموں کی بھی انکوائری under process ہے۔

جناب سپیکر، آپ انسپکشن ٹیم کے چیئرمین کو بھی ذاتی طور پر مولانا صاحب کی شکایت کہہ دیں۔ خاص طور پر وہ اس حوالے سے دیکھیں کہ اس پتھر کی جو دو دفعہ قیمت لگی ہے۔ مولانا صاحب! آپ اس طرح کریں' آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی ثبوت ہیں تو وہ آپ وزیر صاحب کو دیں اور انسپکشن ٹیم جو یہ کام کر رہی ہے آپ پچھلے دور کے ایسے کام بھی ان کے سامنے لائیں۔ وزیر صاحب نے ابھی یہاں .on the floor of the House یہ commitment دی ہے کہ اگر ایسی بات ثابت ہوئی تو وہ ضرور ایکشن لیں گے۔

مولوی غیاث الدین، وہ ٹیم میرے سے رابطہ کرے تو میں ان شاء اللہ انھیں نشان دہی کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ بھی رابطہ کر لیں نا۔

مولوی غیاث الدین، مجھے تو پتا ہی نہیں کہ ٹیم کے افراد کون سے ہیں؟ میں کہاں ان کو تلاش کرتا پھروں گا؟

وزیر تعلیم و آب پاشی، جناب والا! میں ان کا رابطہ کروا دوں گا۔

جناب سپیکر، چودھری اقبال صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کا رابطہ کروا دوں گا۔ نمبر 6 dispose of تصور کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا اب وقت ختم ہوتا ہے۔ اب رپورٹس پیش ہوتی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب رپورٹ پیش کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 2 اور 3 آپ نے چودھری اقبال صاحب کے آنے تک pending کی تھیں۔

جناب سپیکر، وہ کل لے لیں گے۔ چودھری صاحب! آپ وہاں پہ گئے تھے۔ وہ pending ہوئی ہیں اس لیے وہ کل لے لیں گے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997، مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1997، پیش کردہ چودھری شاہد اکرم بھنڈر ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ رپورٹ پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون ترمیم تنسیخ ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1997، مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1997، کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ رپورٹ پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون زرعی تحقیقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1997، مسودہ قانون نمبر 15 بابت 1997، کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان، میں مسودہ قانون نظریہ پاکستان فاؤنڈیشن مصدرہ 1997، مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1997 ، کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ جی مولوی سلطان عالم صاحب۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، میں تحریک استحقاق نمبر 3 بابت 1997، پیش کردہ میاں امتیاز احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔

مجالس قائمہ کی تشکیل

جی لاءمنسٹر صاحب اسمبلی کی مجلس قائمہ کے بارے میں فہرست پیش کریں۔

وزیر قانون، اسمبلی کی مجلس قائمہ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1996، کے قاعدہ نمبر 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق

رائے سے جو اسمبلی کی مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1996ء کے قاعدہ نمبر 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے جو اسمبلی کی مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں اور جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے"

(تحریک باتفاق رائے منظور ہوئی)

مسودات قانون

(ہنگامی قوانین جو پیش کیے گئے)

ہنگامی قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی پنجاب مجریہ 1997ء

MR. SPEAKER: Now, we take up the Government business.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Land Revenue (Abolition) Ordinance, 1997.

MR. SPEAKER: The Punjab Land Revenue (Abolition) Ordinance, 1997 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under the Rule 91(6) of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee to report by 30-11-1997.

ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ، لاہور مجریہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take the Lahore Development Authority(Amendment) Ordinance, 1997.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 1997.

MR SPEAKER: The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance, 1997 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee to report by 30-11-1997.

ہنگامی قانون (ترمیم) شہروں کے ترقی پنجاب مجریہ 1997ء

MR SPEAKER: The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 1997.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance, 1997.

MR SPEAKER: The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance, 1997 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee to report by 30-11-1997.

ہنگامی قانون (تنسیخ) سیکرٹریٹ الاؤنس پنجاب مجریہ 1997ء

MR SPEAKER: The Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Ordinance, 1997.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Ordinance, 1997.

MR SPEAKER: The Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Ordinance, 1997 has been laid on the table of the House.

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اب تو lay ہو چکا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، lay تو اس وقت ہوگا جب آپ کہیں گے۔ جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو آرڈیننس ابھی lay کیا جا رہا ہے۔ یہ Punjab (Withdrawal) Secretariat Allowance اور جس کو یہ Withdraw کر رہے ہیں وہ لیٹر ایک سرکولر کے ذریعے جاری ہوا ہے۔ وہ محکمہ خزانہ کا ایک سرکولر لیٹر ہے۔ وہ کوئی ایکٹ نہیں جس کو Withdraw کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس آرڈیننس کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی ایسا موقع نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ اگر آپ اس کو ذرا غور سے دیکھیں کہ یہ کوئی ایکٹ نہیں جس کو یہ ختم کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ ایک سرکولر لیٹر ہے۔ محکمہ خزانہ نے ایک لیٹر جاری کیا تھا۔

جناب سپیکر، ویسے بھی آرڈیننس ابھی lay ہونا ہے۔ جب بل بنے گا تو پھر اس کے اوپر آپ اعتراض کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، ضرورت کیوں نہیں؟ آرڈیننس تو یہ بن چکا ہے۔ یہ lay ہونا ہے۔ جی لاءمنسٹر صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ محترم قائد حزب اختلاف نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ جب میں ایک معاملہ lay کر چکا ہوں' آپ اجازت دے چکے ہیں۔ یہ موقع نہیں تھا۔ اب آگے چل کر بات ہو گی۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں ان کا پوائنٹ rule out کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ بڑا اہم ہے۔

جناب سپیکر، کوئی اہم نہیں ہے۔ میں نے rule out کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ لاءمنسٹر صاحب پڑھ چکے ہیں۔

MR SPEAKER:The Punjab Secretariat Allowance (Withdrawal) Ordinance, 1997 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee to report by 22-10-1997.

اسلامی نظریاتی کونسل1996ء کی رپورٹ

MR SPEAKER:The Report of the Council of Islamic Ideology, 1996.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay the Report of the Council of Islamic Ideology, 1996.

MR SPEAKER: The Report of the Council of Islamic Ideology, 1996 has been laid on the table of the House.

حکمت عملی کے اصولوں کی پاس داری اور ان پر عمل درآمد کی رپورٹ بابت سال 1994ء

MR SPEAKER: The Report on Observance and Implementation of Principles of Policy, 1994.

MINISTER FOR LAW:Sir, I lay the Report on Observance and Implementation of Principles of Policy, 1994.

MR SPEAKER: The Report on Observance and Implementation of Principles of Policy, 1994 has been laid on the table of the House.

مالیاتی حسابات/ مد بندی حسابات اور سال94- 1993ء کے لیے آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ

MR . SPEAKER: The Report of the Finance Accounts/Appropriation Accounts and Report of the Auditor General of Pakistan for the year 1993-94.

MINISTER FOR LAW: Sir , I lay the Report of the Finance Accounts/Appropriation Accounts and Report of the Auditor General of Pakistan for the year 1993-94.

MR . SPEAKER: The Report of the Finance Accounts/Appropiration Accounts and Report of the Auditor General of Pakistan for the year 1993-94 has been laid on the table of the House. It stands referred to Public Accounts Committee No.1.

جناب سپیکر، اب سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔ تو وزیر قانون متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات و بحث کے سلسلے میں تحریک پیش کریں گے۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

"کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث کی جائے"

جناب سپیکر، اس سے پہلے کہ وزیر موصوف اپنی تحریک کے موضوع پر تقریر کا آغاز کریں۔ میں تمام ممبران سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ میں ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قواعد کے مطابق وزیر متعلقہ کے لیے تقریر کے وقت کی حد 20 منٹ ہے اور اراکین کے لیے 10 منٹ ہے۔ تو آپ پہلے پھر آغاز کریں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، شکریہ جناب سپیکر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریم۔ جناب سپیکر! اس بار سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے صوبہ پنجاب میں تقریباً 28 دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ میں سیلابی صورت حال اور ریلیف کے کام کی طرف آنے سے پہلے چند گزارشات کرنا ضروری سمجھوں گا کہ پچھلی حکومتوں کے مقابلے میں موجودہ حکومت نے بہت پہلے سے سیلابی صورت حال اور بارشوں کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے کافی ایسے اقدامات کیے جن سے سیلاب کے آنے کے بعد ان کے اتنے اثرات نہ ہونے جتنے توقع کی جا سکتی تھی۔ اس سلسلے میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بہت پہلے جون کے مہینے میں ہی سیلابی صورت حال سے نمٹنے کے لیے کمیٹیاں بنائیں۔ انھوں نے خود میٹنگیں کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فلڈ ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے مختلف اضلاع میں اور ڈویژنل سطح پر سیلاب کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے ایک لائحہ عمل مرتب کیا۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ سیلاب اور بارشیں ایک قدرتی آفت کی صورت میں آتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے جو حکمت عملی تیار کی اس میں سب سے پہلی صورت حال یہ تھی کہ پنجاب حکومت نے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات جاری کیں کہ جہاں پشتے اوز بند کمزور ہیں ان کی مرمت کی جائے۔ اس سلسلے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور وزیر اعلیٰ خود وہاں موقع پر گئے اور وہاں ان بندوں کا معائنہ کیا جہاں یہ سمجھا جا سکتا کہ سیلاب کی صورت میں نقصان کا کوئی خدشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کی حکومت نے تقریباً 10 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ایسا ریڈار سسٹم متعارف کرایا جو پاکستان میں اپنی نوعیت کا پہلا ریڈار ہے جس سے تقریباً 400 کلومیٹر تک سیلاب کی صورت حال کا مشاہدہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ پنجاب حکومت نے ایسے اقدامات کیے کہ جن سے انڈیا کے ساتھ ٹیلی فون پر دن میں دو بار رابطہ ہوتا تھا۔ اس طرح دریا کی صورت حال کا جائزہ لیا جاتا تھا اور دن میں دو بار خبروں کے ذریعے ریڈیو جموں کے ساتھ رابطہ تھا جہاں دریاؤں کے ڈسچارج کا جائزہ لیا جاتا تھا۔ نئی دہلی میں پنجاب حکومت نے ریلیف کے ڈائرکٹر (جنرل) کو بھیجا جہاں انھوں نے ایک میٹنگ کی اور ہم نے آئندہ کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے تمام ڈیپارٹمنٹس اور آرمی کے ساتھ ہم نے مل کر میٹنگیں کیں اور فوری طور پر تقریباً 50 لاکھ روپے کی گرانٹ تمام اضلاع میں تقسیم کی جس سے سیلاب سے نمٹنے کے لیے اقدامات کیے گئے۔ وائرلیس سسٹم کے لیے گرانٹ مہیا کی گئی۔ اس کے علاوہ ہم نے آرمی کے ساتھ مل کر ایسے انتظامات کیے کہ اگر خدا نخواستہ ہمیں کہیں کسی بند کو توڑنا پڑتا ہے تو ایوکیوشن کے لیے مناسب فنڈز مہیا کیے گئے۔ اس کے علاوہ ہم نے ڈویژن سطح پر اور ڈسٹرکٹ سطح پر کمیٹیاں بنائیں اور سیلاب سے پہلے، سیلاب کے دوران اور

سیلاب کے بعد تین قسم کے اقدامات کرنے کو یقینی بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ سیلاب کے دوران بھی وزیر اعلیٰ خود' وزراء اور ممبران اسمبلی کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بار دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ تمام ڈیپارٹمنٹس کی کوآرڈینیشن سے سیلاب کی صورت حال سے نمٹنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے وہ تسلی بخش تھے۔ جہاں حکومت نے بروقت طبی امداد مہیا کی' خوراک کا انتظام کیا وہاں بہت جلد گزشتہ حکومتوں کے مقابلے میں جانی نقصان اور املاک کے نقصان سے نمٹنے کے لیے ریلیف دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بار حکومت پنجاب کے اقدامات اتنے تسلی بخش تھے کہ اس سے پہلے وہ کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آئے۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کسی چیز پر بحث کی روایات یہ ہیں کہ عموماً عام ممبران اس بحث کو شروع کرتے ہیں اور اس ساری بحث کو پھر متعلقہ منسٹر wind up کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کار ہے۔ تو اس کو wind up منسٹر ریونیو کریں گے یا اریگیشن منسٹر کریں گے؟

وزیر مال، جناب سپیکر! وہ چونکہ ڈیپارٹمنٹ ریلیف کا ہے اور میں ہی اس کا انچارج ہوں۔ اب سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ آپ اس کو شروع کریں۔ میں اب اس کو ختم کر رہا ہوں آپ باقی ممبران کو لیں۔ اس کے بعد میں wind up کروں گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ ہمارے کچھ پوائنٹس ہوں گے اور پھر انھوں نے ان کا جواب دینا ہوگا۔ میرے خیال میں ان کو پھر دوبارہ تقریر کرنی پڑے گی۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ بے شک یہ تقریر کریں۔ میں نے تو یہی نشان دہی کی ہے کہ پہلے طریقہ کار بھی تو یہی رہا ہے۔ کیونکہ ممبران کی طرف سے جو اعتراضات ہوں گے ان کو بھی یہ نوٹ کریں گے اور پھر ان کا یہ جواب دیں گے۔ تو میری یہی گزارش ہے۔

جناب چیئرمین، فاضل ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں؟

معزز ممبران، جی۔ چٹیں دی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین، جہاں تک سعید اکبر خان کے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے' رول 243 اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو اس میں یہ ہے کہ جو محرک ہے وہ اس پر بات کر سکتا ہے۔ جہاں تک wind up کرنے کا معاملہ ہے تو جب ممبران کی طرف سے اس پر بحث ہوگی تو پھر اس کے بعد یہ بات ہوسکتی

ہے۔ تو آپ کا وہ پوائنٹ آف آرڈر rule out کیا جاتا ہے۔

وزیر مال، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! اس میں۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو کہا تھا وہ درست تھا کہ جناب منسٹر اب بھی کچھ فرما رہے ہیں اور جب ہم سب کچھ کہہ لیں گے تو پھر بھی فرمائیں گے۔ تو یہ پہلے ہم سب کو سن لیں اس کے بعد اس میں سے جو اچھی بات نکلے وہ اس کے مطابق فرمائیں۔ اس طرح ان کے لیے اور پورے ہاؤس کے لیے بہتر رہنمائی ہو گی۔

جناب چیئرمین، آپ فکر نہ کریں۔ جو اچھی بات نکلے گی اس کا بھی جواب ہو گا اور بعد میں پھر wind up کیا جائے گا۔ فاضل منسٹر۔

وزیر مال، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت پنجاب نے اور ریلیف کے محکمے نے اس معاملے میں وہ تمام اقدامات کیے' کیونکہ ہمارا سب سے پہلا مقصد یہ تھا کہ کم سے کم نقصان ہو۔ اس کے لیے ہم نے ایک warning centre بنایا ہوا تھا جس میں تمام محکمے تھے even ریلوے بھی تھا' آرمی کے لوگ بھی شامل تھے محکمہ آب پاشی کے لوگ بھی تھے ۔ ہم نے round the clock ایک کمیٹی بنائی ہوئی تھی جو تمام صورت حال کا جائزہ لیتی تھی ۔ اس کے علاوہ فلڈ کے دوران جناب وزیر اعلیٰ نے ایک اور کمیٹی جناب سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کی زیر صدارت constitute کی جس میں وزراء صاحبان شامل تھے۔ اس کمیٹی کی روزانہ آٹھ بجے میٹنگ شروع ہوتی تھی ہم تمام پنجاب میں فلڈ کی صورت حال کا جائزہ لیتے تھے۔ اس میں تمام محکموں کے سیکرٹری صاحبان شرکت کرتے تھے جس میں ہم روزانہ یہ دیکھتے تھے کہ لوگوں کو جس محکمے کی ضرورت ہے اس کے بارے میں فوری ایکشن لیا جاتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ روزانہ شام کو پانچ بجے ایک منسٹر پریس کانفرنس کرتا تھا تاکہ سیلاب کی صورت حال سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایڈمنسٹریشن کو ہم نے یہ ہدایات جاری کی تھیں کہ جہاں جہاں سیلاب کا خطرہ ہے وہاں پر بندوبست کیا جائے۔ بدقسمتی سے اس دفعہ نہ صرف دریاؤں جہلم 'راوی ' چناب کی وجہ سے پریشانی ہوئی بلکہ ضلع نارو وال ' سیالکوٹ اور پنڈی میں نالوں کی وجہ سے بھی کافی پریشانی ہوئی اور تباہی ہوئی جس سے لوگ متاثر ہوئے۔ تو جناب والا! ہم نے بروقت ایسے اقدامات کیے کہ لوگوں کو ان جگہوں سے باہر نکالا جائے۔ لوگوں کو پہلے warn کیا گیا۔ ہم نے ان کی awareness کے لیے وہاں ٹیمیں بھیجیں تاکہ لوگوں کو evacuate کیا جا سکے ۔ اس کے

ساتھ ساتھ عرض ہے کہ ظاہر ہے کہ لوگ فلڈ کی وجہ سے متاثر ہوئے۔ ان کے لیے ہم نے تقریباً تین سو کیمپ set کیے۔ اور تقریباً نو لاکھ 68 ہزار سات سو دس لوگوں کو vaccination کے انجکشن لگائے گئے۔ اور cattle head میں تقریباً 71 لاکھ 84 ہزار cattles کی vaccination کی گئی۔

جناب والا! ہم نے فلڈ کے دوران ہی ایسے اقدامات کیے تھے تاکہ لوگوں کو فلڈ کی تکالیف سے بچایا جا سکے۔ سیلاب کے دوران جو سڑکیں متاثر ہوئیں وہ تقریباً 82 سڑکات تھیں ان میں سے 81 سڑکائیں restore ہو چکی ہیں۔ ان میں صرف ایک سڑک دریائے سوان پر ہے' اس کی تعمیر شروع ہے لیکن یہ کافی بڑا کام ہے اس لیے تقریباً اس کو ایک سال کا عرصہ لگے گا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ریلوے tracks متاثر ہوئے ان میں سے نو سیکشنز damage ہوئے تھے اور ان نو کے نو سیکشنز کو within a week restore کر دیا گیا۔ بجلی کے 268 ٹرانسفارمرز damage ہوئے تھے۔ ان میں سے تمام کے تمام کو within a week restore کر دیا گیا۔ 13618 ٹیلی فون out of order تھے اور within a week تمام کے تمام restore کر دیے گئے۔ اریگیشن چینل میں چودہ main canals damage ہوئی تھیں۔ ان میں سے ہم نے 13 کو بحال کر دیا۔ 161 distributories and minors میں 134 مرمت کر دی گئی ہیں۔ باقیوں کی بھی میرے پاس تفصیل ہے اور ان پر کام ہو رہا ہے اور وہ ایسے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں جہاں non-prennial areas ہیں اور ان شاء اللہ ہماری کوشش ہے کہ ربیع کی فصل سے پہلے پہلے ہم ان کو restore کر دیں گے تاکہ گندم کی فصل اور ربیع کی فصل effect نہ ہو۔ اور ہم نے اس چیز پر بھی زور دیا کہ effected areas کی لسٹیں بالکل accurate ہونی چاہییں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہ سخت ہدایات تھیں کہ جو حق دار لوگ ہیں ان کو حق ملنا چاہیے اور ایسے لوگوں کو قوم کا سرمایہ نہیں جانا چاہیے جو حق دار نہیں۔ ہم نے جو پہلے تاریخ دی تھی اس میں ایک ہفتے کا اضافہ کیا اور جن لوگوں کا light loss ہوا تھا ہم نے انکی فوری طور پر compensation کر دی۔ اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ ہم نے جو بہتر اقدامات کیے تھے وہ یہ تھے کہ اس بار حکومت نے میاں صاحب کی ہدایت اور کابینہ کی ہدایت پر یہ بھی کیا کہ پچھلے سالوں کے ریٹ بڑھا دیے' کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ اب مہنگائی کا دور ہے۔ پہلے breadwinners کو پچاس ہزار روپے ملتے تھے اس مرتبہ حکومت نے ان کو 75 ہزار روپے دیے اور non-bread winners کو تیس ہزار سے چالیس ہزار روپیہ دیا ۔ جن کے ہاؤس completely demolished ہوتے تھے ان کو پہلے ہم پانچ ہزار روپے دیتے تھے اس مرتبہ ہم نے سات ہزار روپیہ دیا

اور جو cattle head perished تھے ان کے لیے پہلے ہم دو ہزار دیتے تھے اس بار ہم نے ان کو چار ہزار روپیہ دیا ۔ جس طرح میں نے پہلے کہا یہ کوئی 28 ڈسٹرکٹ متاثر ہوئے اور کوئی 20 لاکھ 84 ہزار 955 افراد کی آبادی متاثر ہوئی اور under-crops area متاثر ہوا ہے وہ 13 لاکھ 49ہزار 170 ایکڑ ہے اور area under crops جو completely damaged ہوا ہے وہ 2 لاکھ 51 ہزار 152 ایکڑ ہوا ہے۔

House demolished other than kacha area 22 ہزار 6 سو 89 ہیں ۔ جو Bread winners تھے وہ 81 تھے اور non-bread winners 168 تھے اور یہ ٹوٹل 249 بنتے ہیں۔ Cattle head 864 ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا حکومت نے ایسے اقدامات کیے تھے کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے لوگوں کو compensation دی جائے اور ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے 2,86,05,124 روپے کے فنڈ release کیے ہیں۔ اور جو for compensation فنڈ ریلیز کیے ہیں وہ 17,50,74,000 روپے ہیں۔ جناب والا! تقریباً بیس کروڑ روپے کی رقم ہم نے اب تک release کر دی ہے اور اس میں حکومت نے ایسے اقدامات کیے کہ بنکوں کو پابند کیا گیا۔ پہلے صرف پنجاب بنک تھا اس کے بعد تمام بنکوں کو ہدایات کی گئیں کہ وہ موقع پر جاکر ایسے اقدامات کریں تاکہ لوگ چیک ہاتھوں میں لیے نہ پھریں جیسا کہ گزشتہ حکومتوں میں ہوتا رہا ہے کہ لوگ پھرتے رہے اور ان کے چیک کیش نہیں ہوئے ۔ ہم نے اس بات کو ensure کیا کہ جہاں حق داروں کو حق ملے وہاں ہم نے یہ بھی ensure کیا کہ ان لوگوں کے چیک بھی کیش ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے ایسے اقدامات بھی کیے ہیں کہ جو لوگ سیلاب کی وجہ سے effect ہوئے ہیں وہ آئندہ اپنی فصل کو اچھے طریقے سے کاشت کر سکیں تاکہ ہمیں national loss نہ ہو۔ گندم کی فصل کے لیے حکومت نے یہ اقدامات کیے ہیں کہ جن لوگوں کی holding 25 ایکڑ تک ہے ان کے لیے ہم ایسے اقدامات کر رہے ہیں کہ جو effected areas ہیں ان کو free of cost seeds provide کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے on spot ہونے کے لیے ایسے اقدامات کیے ہیں کہ اے ڈی پی کو ایسے اقدامات کرنے کے لیے حکومت نے instructions جاری کی ہیں تاکہ effected areas میں loaning کی جائے ۔ on spot loaning ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ جو rehabilitation کا جو کام ہے اس میں restoration of canals and repair and restoration of roads کے اوپر بھی حکومت کافی توجہ کر رہی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ نہروں کی مرمت نہایت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک سب سے بڑی بات جو حکومت کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ جہاں حکومت کھاد کے لیے اچھی خاصی رقم کسانوں کو دے گی اور

تقریباً ساڑھے بائیس کروڑ روپے سے کھاد کے لیے loaning کے انتظامات ہم کر رہے ہیں' وہاں حکومت نے میاں صاحب کی ہدایت پہ اس بار یہ بھی پروگرام بنایا ہے کہ ایسی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے تاکہ ایسی preventive measures adopt کیے جائیں کہ ہر سال جو سیلاب آتے ہیں جس سے لاکھوں اور کروڑوں روپے قوم کا ضائع ہو جاتا ہے کیوں نہ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے اقدامات کیے جائیں ۔ اس پر غور کرنے کے لیے میاں صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے ۔ ان شاء اللہ ہماری حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ وہ پیسہ جو ہر سال فلڈ کی نذر ہوتا ہے' لوگوں کو compensation میں دیا جاتا ہے' ہم ایسے اقدامات کریں تاکہ وہی پیسہ ملک کی ترقی ' صوبے کی ترقی اور فلاح کے لیے اور عوام کی فلاح کے لیے استعمال کیا جائے ۔ یہ میری گزارشات تھیں۔ اس کے علاوہ ہماری یہ بھی کوشش ہے ۔اور میاں صاحب خود بھی ' میرے ذمے بھی' باقی وزرائے کرام اور ممبران اسمبلی کے ذمے بھی ہے کہ جو لسٹیں بنی ہیں وہ صحیح ہونی چاہییں ۔ لوگوں کو compensation ملنی چاہیے۔ اس کے لیے ہم جلد اسی ہفتے میں پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔ ان اضلاع میں جو کہ سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں ہم جائیں گے اور دوبارہ چیکنگ کریں گے۔ اور اگر ہم دیکھیں گے کہ کوئی irregularaties پائی گئی ہیں تو حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین، اب قائد حزب اختلاف کا پہلے حق بنتا ہے ۔ اب پانچ منٹ باقی ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے کہ آپ اس پر بحث میں کتنا وقت لیں گے ؛ قائد حزب اختلاف !

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین ! یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ آپ ہاؤس کی attendance دیکھ رہے ہیں۔ ایک بہت ہی اہم ایشو تھا کہ جسے پہلے ٹیک اپ کیا جانا چاہیے تھا ۔ اور اگر اب حکومت کو خیال آ ہی گیا ہے کہ اس پر بحث کی جائے تو اس پر مناسب وقت مختص کیا جانا چاہیے۔ آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ پانچ منٹ باقی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ایکfull day ہونا چاہیے ۔ صرف یہ نہیں کہ یہ اپوزیشن کا حق بنتا ہے کہ وہ تنقید کرے یا suggestions دے' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سرکاری بنچز کا بھی حق بنتا ہے اور ہمارے بہت سے رفقائے کار ایسے ہیں کہ جن کے علاقوں میں سے فلڈ گزرا ہے اور وہاں بہت زیادہ نقصان ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے آپ full day مختص کریں۔ اور اس میں اس پر بحث کریں۔

جناب چیئرمین، جیسے مجھے سپیکر صاحب نے فرمایا تھا کہ اس پر بحث کے لیے پرسوں کے دن اور

وقت مقرر کر رہے ہیں۔ اب تھوڑا سا وقت باقی ہے ۔ ممبران میں سے جس کو بھی موقع ملے گا وہ اپنی بات ختم نہیں کر سکے گا۔ میں آپ سے اجازت بھی چاہوں گا اور معذرت بھی چاہوں گا ۔ لہٰذا ہاؤس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

منگل' 14۔ اکتوبر 1997ء

(سہ شنبہ 11۔ جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح پونے دس بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ۝

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَٰبُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ۝

سورۃ الزمر آیت 68 تا 70

اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔مگر وہ جس کو اللہ چاہے پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۝ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب کھول کر رکھ دی جائے گی۔ اور پیغمبر اور (اور) گواہ حاضر کیے جائیں گے اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۝ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہو گا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ اور جو کچھ یہ کرتے ہیں۔اس کو سب کی خبر ہے۝

وما علینا الا البلاغ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ آج محکمہ صحت کے سوالات ہیں میاں عبدالستار۔

سوال نمبر 104 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)۔

سوال نمبر 136 ۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر کے ایما پر جناب اسد خان بلوچ نے پیش کیا۔

ڈی۔ایچ۔او گوجرانوالہ کے خلاف کارروائی

*136۔چودھری شاہد اکرم بھنڈر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ نے جناب سمیع اللہ شیخ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر گوجرانوالہ کے خلاف فرنیچر 'ادویات اور طبی آلات کی خریداری میں بدعنوانی کے سلسلے میں کتنی انکوائریاں کی ہیں۔

(ب) مذکورہ ڈی ایچ او نے گزشتہ دو سالوں میں منعقد کیے گئے مختلف تربیتی کورسوں کی آڑ میں کتنا ٹی اے/ ڈی اے حاصل کیا؛ اس کی تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ 05-06-96 کو بطور D-H-O گوجرانوالہ تعینات ہوئے اور 06-05-97 کو تبدیل ہو کر گوجرانوالہ سے چلے گئے اور محکمہ صحت میں رپورٹ کرنے کو کہا گیا۔ اس طرح وہ گیارہ ماہ D-H-O گوجرانوالہ رہے۔ اس دوران ان کے خلاف تین انکوائریاں التواء میں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں،

1۔ یہ کہ مبلغ =/560455 روپے رواں مالی سال 1995-96، بوگس مرمت فرنیچر پر خرچ کیے گئے۔ اس بوگس مرمت فرنیچر میں ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ نے بطور D-H-O گوجرانوالہ کے مبلغ =/144995 روپے کی بوگس مرمت فرنیچر کروائی۔ جس کی رپورٹ چٹھی نمبری 1572/CC مورخہ 9-9-96 جناب ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ پنجاب کو افسر مجاز مقرر کیا اور اس بناء پر ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ بشمول آٹھ دیگر ملازمین جو غبن میں ملوث تھے چارج شیٹ کر دیے گئے اور ڈاکٹر خالد جاوید ایم۔ایس' ڈی۔ایچ۔ کیو ہسپتال جہلم اور مسٹر محمد حسین نسیم بجٹ اینڈ اکاؤنٹس آفیسر ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ پنجاب لاہور پر مشتمل انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی۔

2۔ گھٹیا اشیاء کی خرید بوگس مرمت سرکاری گاڑیاں' موٹر سائیکلیں' ریفریجریٹر' رجسٹرز' فارمز اور

مشینری کی خریداری پر مبلغ =/5665306 روپے مالی سال 96-1995ء خرچ لیے گئے۔ اس رقم میں سے مبلغ =/3626144 روپے غبن ہوئے۔ اس غبن شدہ رقم میں سے ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ نے مبلغ =/1253838 روپے غبن کیے۔

3۔ یہ کہ مبلغ =/152893 روپے ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ نے زائد ریٹ ادا کرکے قومی خزانے کو نقصان پہنچایا۔ رپورٹ جناب ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز لاہور کو زیر نمبری 5652/Audit روپے مورخہ 96-12-02 کو ارسال کی گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق D-H-O نارووال نے بھی یہی اشیاء مارکیٹ سے خریدیں اور ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ نے بھی یہی اشیاء خریدیں۔ نمونے دفتر ہذا میں موجود ہیں۔ ریٹ کا مقابلہ کرنے پر متذکرہ رقم غبن کردہ پائی گئی۔

(ب) ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ ڈی ایچ ۔او گوجرانوالہ نے ٹریننگ کورس کے سلسلے میں کوئی ٹی۔اے/ ڈی اے حاصل نہیں کیا۔

تاہم P-I-U پروگرام امپلی منٹیشن الاؤنس جو کہ بنیادی تنخواہ کا بیس فی صد ہوتا ہے۔ جن اضلاع میں وزیر اعظم کے پروگرام برائے بنیادی صحت و خاندانی منصوبہ بندی پروگرام جاری ہے۔وہاں پر متعلقہ D-H-O کو دیا جاتا ہے۔ مذکورہ D-H-O نے اپنی تعیناتی کے دوران جون 1996ء سے دسمبر 1996ء تک 2243 روپے اور جنوری 1997ء سے اپریل 1997ء تک 2320/ روپے P-I-U الاؤنس حاصل کیا ہے جو کہ قانون کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر! یہ کافی لمبا جواب ہے مگر میں اس کے بارے میں مختصراً یہ عرض کرتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ ڈی ایچ او تھے اور یہ گیارہ ماہ کے لیے وہاں پر رہے اور اس دوران میں انھوں نے بہت سی بے ضابطگیاں کیں جن کی نشان دہی جناب چودھری اکرم بھنڈر صاحب نے کی ہے۔ ان کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں اور ان کے خلاف غبن کے کیس تقریباً ثابت ہو چکے ہیں اور انکوائری اگلے ایک ماہ کے اندر مکمل کر کے حتمی رپورٹ آ جائے گی۔ اس وقت محکمے نے جو ترجیحات مقرر کی ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کو نہ صرف نوکری سے فارغ کیا جائے گا بلکہ لوٹی ہوئی رقم ان سے برآمد کر کے خزانے میں جمع کروائی جائے گی۔ میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ جو اپنے آپ کو accountable نہیں سمجھتے تھے اور صرف گیارہ ماہ کے اندر جناب سپیکر! مجھے ویسے افسوس ہو رہا ہے---

جناب سپیکر: نہیں، اگر رقم سوئس بنک میں ہوئی تو پھر؟

وزیرِصحت: جناب والا! اگر ارادے مضبوط ہوں اور پختہ ہوں تو ان شاء اللہ Switzerland کے بنکوں سے بھی رقم پاکستان کے خزانے میں آجائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' جی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! وزیر موصوف نے بہت اچھا اور تسلی بخش جواب دیا ہے لیکن میں اس بارے میں تھوڑی سی اور surety لینا چاہتا ہوں ۔ جناب اس انکوائری کو تقریباً ایک سال گزر گیا ہے اور اگر آپ پڑھیں تو میرا خیال ہے کہ لاکھوں روپے کے اور کئی کیس ہیں لہٰذا یہ صرف اتنا بتا دیں کہ یہ اس کے خلاف کتنے عرصے تک کارروائی کریں گے اور لوٹی ہوئی رقم کتنے عرصے تک واپس ہو جائے گی؟ جناب یہ تاریخ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی' خاکوانی صاحب!

وزیرِصحت: جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے گزارش کی کہ تقریباً ایک سال سے اس کے خلاف انکوائریاں ہو رہی ہیں اور مختلف انکوائری افسر مقرر کیے گئے۔ میں آپ سے صرف ایک ماہ کی مہلت مانگتا ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے بعد انکوائری اپنے انجام کو پہنچ جائے گی ۔

جناب سپیکر: ایک ماہ کے اندر۔ درست ہے ۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب والا! چونکہ کل سے مجھے پارلیمانی سیکرٹری مقرر کر دیا گیا ہے ۔ میں سوال تو نہیں پوچھ سکتا لیکن یہ گزارش کر سکتا ہوں ہاؤس rules relax کر سکتا ہے۔ rules relax کر کے مجھے ضمنی سوال پوچھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: کیا وزیرِصحت بتلائیں گے کہ یہ بوگس ادائیگیاں اگر ثابت ہوئیں تو صرف ریکوری نہیں کی جائے گی' بلکہ prosecute for fraudulant dealings کیا جائے گا؟ کیا یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ جس نے یہ فراڈ کیا ہے اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا؟

وزیرِصحت: جناب والا! ان شاء اللہ سو فی صد ے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب!

ایک معزز رکن: On his behalf سوال نمبر 158۔

لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*158۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے کنٹرکٹ پر ایک لیڈی ڈاکٹر ثمن یزدانی ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ یونٹ(H-R-D-Unit) میں بھرتی کی ہے۔

(ب) اگر جز(الف)بالا کا جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ لیڈی ڈاکٹر کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔جس پوسٹ پر اس کو تعینات کیا گیا ہے اس کی بھرتی کے قواعد کیا ہیں۔نیز مذکورہ لیڈی ڈاکٹر کے پاس جو پوسٹ گریجویٹ ڈگری ہے اس ڈگری کو پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے تسلیم کیا ہے یا نہیں؟

(اس مرحلے پر حاجی مقصود احمد بٹ ایوان میں تشریف لائے)

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، حاجی صاحب! ہم آپ کی ہیٹ ٹرک کے چکر میں پھنسنے والے ہیں۔ آپ کی غیرموجودگی میں بھی میں آپ کے سوال کے جواب دے رہا تھا۔ لیکن اب آپ تشریف لائے ہیں تو جواب حاضر خدمت ہے۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ پراجیکٹ پوسٹ ہے اور ابھی تک اس کے قواعد مرتب نہیں کیے گئے۔ مگر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے ساتھ حکومت پاکستان کے معاہدے کے تحت اس پوسٹ پر بھرتی لازمی تھی۔ اس لیے جو قواعد تجویز کیے گئے وہ یہ ہیں۔

بنیادی پے سکیل	18
عمر کی حد	22 تا 35 سال
قابلیت	1۔ ایم۔بی۔بی۔ایس/ ایم۔اے اکنامکس 2۔ ایم۔پی۔ایچ/ ایم۔اے ہیلتھ پلاننگ 3۔ تحقیق اشاعت مطالعہ ترجیحاً ہیلتھ پلاننگ 4۔غیرسرکاری تنظیموں کے ساتھ کام کا تجربہ

پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے لیڈی ڈاکٹر کے پاس موجودہ پوسٹ گریجویٹ ڈگری کو تسلیم نہیں کیا۔ تاہم بھرتی کے مجوزہ قواعد کے تحت ڈگری کا پاکستان میڈیکل

اینڈ ڈینٹل کونسل سے تسلیم کیا جانا ضروری نہیں' کیونکہ مجوزہ قابلیت کی مد میں ایسی ڈگریاں بھی قابل قبول ہیں جو کہ میڈیکل نہ ہیں۔(مثلاً ایم۔اے اکنامکس) اور پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے دائرہ اختیار میں نہیں آتیں۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب ! کوئی ضمنی سوال ہے ؟

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس وقت ڈاکٹر ثمن کو بھرتی کیا گیا۔ کتنے امیدوار تھے؟ اور باقی امیدوار تعلیمی قابلیت ' تجربہ اور عمر کے لحاظ سے میرٹ پر پورا اترتے تھے لیکن ان کے باوجود ڈاکٹر ثمن کو ساڑھے بارہ سال عمر میں رعایت دے کر بھرتی کیا گیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت اور کتنے امیدوار تھے جنھوں نے درخواستیں دی تھیں؟

وزیر صحت : جناب والا! بائیس سال سے پینتیس سال تک عمر کی حد میں گنجائش ہے۔یہ تیرہ سال تو بنتے ہیں۔ اگر اس میں کہیں عمر میں فرق ہے اس کی تو provision ہے ۔ اور اگر 35 سال سے زیادہ ہے جس کی آپ نشان دہی کر رہے ہیں تو rules relax کرنے کی پاور ہے' وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے ۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دوں گا ۔ مجھے صرف ایک دن کی مہلت دے دیں ۔ اگر خاص طور پر اس لیڈی ڈاکٹر کے حق میں کوئی rules relax کیے گئے ہیں تو میں آپ کو بتا دوں گا ۔لیکن آپ کی حتمی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ اس وقت سروس میں نہیں ہے ۔ اس کو نکال دیا گیا ہے ۔

جناب سپیکر : ایک چیز کا جواب نہیں آیا۔ ان کے ضمنی سوال کے پہلے حصے کا جواب کہ اس وقت اور کتنے امیدوار تھے؟

وزیر صحت : جناب والا ! کُل چار امیدوار تھے ۔ اس میں سے اس کو رکھا گیا۔

حاجی مقصود احمد بٹ : جناب سپیکر ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جو باقی چار امیدوار تھے وہ عمر ' قابلیت اور تجربے کے لحاظ سے میرٹ پر پورا اترتے تھے ۔ ان کو چھوڑ کر ڈاکٹر ثمن کو کیوں بھرتی کیا گیا' جبکہ ڈاکٹر صاحبہ میرٹ پر پورا نہیں اترتی تھیں؟

جناب سپیکر : خاکوانی صاحب! اس میں کوئی خاص وجہ تھی؟

وزیر صحت : یہ تو آپ کو پتا ہے کہ یہ کون سی حکومت میں بھرتی ہوئی تھیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ : یہ آپ کو پتا ہو گا۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔

وزیرصحت، پچھلی حکومت کی کارستانیاں ہیں۔وہ اپنے لوگوں کو اسی طرح نوازتے تھے اور حق داروں کا حق اسی طرح مارا جاتا تھا۔ اور اسی طرح آپ کی موجودہ حکومت نے آ کر اس کو نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی وضاحت فرمائیں کہ اگر یہ ڈاکٹر ایم اے (اکنامکس) کی بنیاد پر بھرتی کی گئی ہے پھر تو سمجھ آتی ہے کہ اس کی ڈگری recognise کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے جب اس کی پوسٹ گریجویٹ ڈگری تسلیم نہیں کی اور وہ ایم بی بی ایس کی بنیاد پر وہاں بھرتی ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ضرور کچھ بدعنوانی کی گئی ہے۔ اس کے متعلق کوئی ایکشن لیا جانا چاہیے۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس کی قابلیت میں ایم ۔بی ۔بی ۔ایس کے ساتھ ایم ۔اے (اکنامکس) بھی شامل تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں وزیرصحت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا یہ پوسٹ پبلک سروس کمشن کے زمرے میں آتی ہے؟ اور اگر آتی ہے تو کیا محکمے نے پبلک سروس کمشن کو requisition بھجوا دی ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! اس کو باقاعدہ advertise کیا گیا تھا۔ اور یہ 18 گریڈ کی پوسٹ ہے۔ محکمانہ طور پر اس کو بھرتی کیا گیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ تو وزیر صاحب نے فرما دیا کہ اس کو نکال دیا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ پوسٹ پبلک سروس کمشن کے ذریعے بھرتی کے زمرے میں آتی ہے ؟ اور اگر آتی ہے تو کیا محکمے نے requisition بھجوا دی ہے؟

جناب سپیکر، اگر آتی تو پہلے ہی وہ پبلک سروس کمشن میں چلی جاتی۔

وزیرصحت، یہ پبلک سروس کمشن کے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، ویسے چیک کر لیں، کیونکہ ایسی پوسٹیں گریڈ 18 کی پبلک سروس کمشن کے زمرے میں آتی ہیں۔

جناب سپیکر، ساری پوسٹوں کے لیے ضروری نہیں ہوتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، مناسب ہو گا اگر وزیر صاحب چیک کر لیں۔

وزیرِصحت، میں اس لیے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی پچھلے دنوں ہم نے دو ہزار کے قریب ایم اوز اور ڈبلیو ایم اوز کو بھرتی کیا ہے۔ وہ محکمانہ طور پر ہم نے بھرتی کیا ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہم نے کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ ایڈہاک بھرتیاں ہیں۔ میں مستقل بھرتی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب یہ بہت اچھی خبر ہے کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ میرٹ نہیں تھا اور justification بھی نہیں تھا' اس لیے اس کو نکال دیا گیا۔ کیا یہ ہاؤس کو یہ assurance دے سکتے ہیں کہ یہ جو اسی طرح کے اور بھی کیسز ہیں جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں ان کا بھی جائزہ لیا جائے گا اور ان کو بھی یہی treatment دی جائے گی جو اس کو دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو عام سی بات ہوگئی۔ بہر حال' جی خاکوانی صاحب!

وزیرِصحت: جناب سپیکر! خان زادہ صاحب نے یہ ایک بڑا relevant سوال کیا ہے۔ میں اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت سب سے زیادہ توجہ میرٹ پر دے رہی ہے اور آج جس طرح حاجی مقصود بٹ صاحب نے نشان دہی کی ہے اسی طرح اگر آپ بھی کوئی نشان دہی کر لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر میں آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جائے گا۔

جناب تاج محمد خان زادہ، .Sir, I am not a bitch hunter یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے محکمے سے رپورٹ مانگے اور کہیں کہ جو بھرتیاں ہوئی ہیں ان کے سلسلے میں کہاں کہاں' کون سی جگہوں پر recruitment کے اصولوں کو obey نہیں کیا گیا۔ آپ کے پاس پوری لسٹ آجائے گی۔

I am not a bitch hunter.

وزیرِصحت: میں بالکل آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمانہ طور پر' نہ صرف میرے محکمے میں بلکہ تمام محکموں میں یہ جو میرٹ سے ہٹ کر غلط بھرتیاں کی گئی ہیں ہم ان کے خلاف پوری تن دہی سے انکوائری کر رہے ہیں اور جس جس کو بھی merit کے خلاف بھرتی کیا گیا ہے انھیں محکمے سے ان شاء اللہ نکال دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال سرفراز خان بھٹی صاحب کا ہے۔

جناب تاج محمد خان زادہ: کیا آپ یہ یقین دہانی کروا سکتے ہیں کہ اسمبلی کا جب اگلا اجلاس ہو گا تو

آپ وہ فہرست اس ایوان میں پیش کر دیں گے؟

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب! اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب میں نے اگلے سوال کے لیے بول دیا ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔ جی سرفراز خان بھٹی صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 174

رورل ہیلتھ سنٹر سکھیکی میں ڈاکٹر کی تعیناتی

*174۔ جناب سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رورل ہیلتھ سنٹر سکھیکی منڈی میں کوئی ڈاکٹر نہیں نیز ایمبولینس بیکار کھڑی ہے۔ علاوہ ازیں ہسپتال کی عمارت گر چکی ہے۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) رورل ہیلتھ سنٹر سکھیکی منڈی میں ڈاکٹر شاہد خورشید 96-9-12 سے تعینات ہیں۔ یہاں پر دوسرے میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی تھی جس پر ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ نے ڈاکٹر ذوالفقار B-H-U کولوتارڑ کی ٹرانسفر کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ لیڈی ڈاکٹر کی اسامی خالی ہے۔ ڈینٹل سرجن کی اسامی بھی خالی ہے۔ ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے محکمہ صحت ضروری کارروائی کر رہا ہے۔

ہسپتال کی ایمبولینس ڈرائیور کی سیٹ خالی ہونے کی وجہ سے کھڑی تھی۔ ڈائرکٹر صاحب نے ایک ڈرائیور سیالکوٹ سے ٹرانسفر کر دیا ہے۔ اس کو اس ایمبولینس کے چلانے کے لیے تعینات کر دیا گیا ہے۔

ہسپتال کی مرمت کے لیے XEN بلڈنگ سے استدعا کی گئی ہے اور وہ اس وقت ہسپتال کی بلڈنگ کی مرمت کا تخمینہ لگا رہے ہیں۔ فنڈز ملنے پر ان شاء اللہ اس کی مرمت کر دی جائے گی۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں تحریر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی احمد خان بلوچ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ایم پی اے صاحب نے اپنا جو سوال کیا ہے اس میں 08-04-97 کو انھوں نے لکھا ہے کہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں' جب کہ یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ 12-09-96 سے وہاں ڈاکٹر تعینات ہیں۔ جناب والا! وہ صرف تعینات ہیں یا کہ ہسپتال میں حاضر بھی ہیں؟ کیا وہ صرف کاغذوں میں تعینات ہیں' کیونکہ ایم پی اے کہہ رہے ہیں کہ 08-04-97 تک کوئی ڈاکٹر وہاں موجود نہیں؛ کیا وزیر صحت اس بات کی surety دیتے ہیں کہ ہسپتال میں وہ ڈاکٹر حاضر ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا! ڈاکٹروں کی غیر حاضری ایک سنگین مسئلہ ہے جس کی طرف اس وقت محکمہ پوری توجہ دے رہا ہے۔ کاغذات پر ڈاکٹرز BHU,RHC,THQ,DHQ میں تعینات ہیں لیکن بعض جگہوں پر حقائق یہ ہیں کہ وہاں وہ موقع پر موجود نہیں ہیں۔ اسی بنیاد پر ہم نے یہ نیا سلسلہ شروع کیا ہے کہ اب ہم ڈاکٹروں کی بھرتی contract پر کریں گے تاکہ جہاں ہم ان کو incentive دے رہے ہیں وہاں ان کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے ہم نے یہ شق بھی رکھی ہے کہ اگر کوئی بھی ڈاکٹر غیر حاضر ہوا تو اس کا contract ختم کر کے نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ یہ شکایات عام تھیں' اسی لیے میں نے گزارش کی ہے کہ on record اس BHU میں ڈاکٹر تعینات ہے' لیکن ظاہر ہے کہ اگر میرے ایم پی اے دوست نے یہ کہا ہے کہ وہاں ڈاکٹر نہیں ہے تو نہیں ہوگا۔ اب میں آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ یقین دلاتا ہوں کہ جو نئی پالیسی ہے اس کے تحت ڈاکٹروں کی حاضری یقینی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: خاکوانی صاحب! بات جو پوچھی گئی ہے وہ صرف اتنی ہے کہ وہاں سرفراز خان بھٹی صاحب کے مطابق ڈاکٹر نہیں ہے' لیکن آپ نے جواب میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر شاہد خورشید 12-09-96 سے وہاں تعینات ہے۔

وزیر صحت: جی ہاں ہمارے ریکارڈ کے مطابق ڈاکٹر وہاں تعینات ہے' لیکن میں ان کی تسلی کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ اگر موقع پر موجود نہیں تو اس کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے اب ہم نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے کہ اب ہم ان کو contract پر وہاں رکھیں گے اور ان کی حاضری کو یقینی بنائیں گے۔

میاں عمران مسعود: جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے!

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! میں وزیر صحت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو انھوں نے contract پر ڈاکٹروں کو لگانے کے لیے سکیم شروع کی ہے اس بارے میں تھوڑا سا بتا دیں کہ کیا یہBHU,RHC کے لیے ہے یا آپ ٹیچنگ ہسپتالوں میں بھی contract پر ڈاکٹر رکھیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! عمران مسعود صاحب نے ایک بہت ہی معلوماتی قسم کا ضمنی سوال کیا ہے اور میں پورے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندرکوئی 2450 کے قریب BHUs ہیں۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ ان میں سے 900 کے قریب BHUs میں ڈاکٹرز نہیں ہیں۔اسی طرح280 پورے پنجاب میںRHC ہیں جن کی اکثریت میں ڈاکٹرصاحبان نہیں ہیں۔ اب BHUs اور RHCs کو functional کرنے کے لیے ہم نے یہ contract پرجو بھرتیاں کی ہیں یہ بنیادی طور پر ان میں کی ہیں۔ باقی THQ میں کہیں کہیں اگر کوئی ڈاکٹر مستقل پچھلے پانچ سال سےنہیں تو اس کمی کو پورا کرنے کے لیے بھی ہم contract پر بھرتی کر رہے ہیں لیکن بنیادی طور پر BHUs اور RHCs میں یہ contract پر بھرتیاں کی جا رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمایئے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ضمنی سوال۔ جیسا کہ خاکوانی صاحب نے فرمایا ہے کہ BHU اور RHC میں کچھ اسامیاں خالی ہیں۔ ان کا یہ بندوبست contract پر بھرتیاں کر کے فرما رہے ہیں۔ انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ administratively فیل ہو چکے ہیں اور ڈاکٹروں کی جہاں تعیناتی ہوتی ہے وہاں پر وہ موجود نہیں ہوتے اور یہ بات حقیقت ہے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ جو صحیح بات ہے اس کو انھوں نے تسلیم کیا ہے۔ چلو اڑھائی یا تین ہزار جو BHUs ہیں ان میں تقریباً 900 اسامیاں خالی ہیں۔ ان اسامیوں پر تو یہ contract پر ڈاکٹر بھرتی کریں گے اور وہ وہاں سےنہیں لیں گے۔ رات دن وہیں رہیں گے کیونکہ اگر ان کی کسی نے شکایت کی تو ان کا contract ختم ہو جانے کا لیکن پہلے جن کی بھرتی ہو چکی ہے اور وہ اپنی تعیناتی کی جگہ پرنہیں جاتے ان کا بھی یہ کوئی بندوبست کر رہے ہیں یا نہیں؛ کیا یہ صرف contract پہ بھرتی کر کے انھی BHUs کو چلائیں گے جہاں پر یہ contract والے ڈاکٹر ہوں گے؟

وزیرصحت، جناب والا! جن کو contract پر بھرتی کیا گیا ہے ان کو دو تین ہفتوں کے لیے ہم تربیتی کورس کروا رہے ہیں۔ انھیں پچھلے دس پندرہ دن سے چٹھیاں جاری ہو چکی ہیں اور اب ان کو تربیتی کورس کروا رہے ہیں۔ تربیتی کورس مکمل ہوتے ہی وہ اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت حکومت پنجاب کی اولین ترجیح یہ ہے کہ ہمارے BHUs اور functional RHCs ہوں۔ اور میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ کتنی بدقسمتی ہے کہ پورے ساؤتھ ایشیا میں جتنا infrastructure ہمارے پاس موجود ہے کسی ملک میں نہیں۔ ہر یونین کونسل میں ایک BHU ہے ہر مرکز کونسل میں ایک RHC ہے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے، ٹیچنگ ہسپتال ہے۔ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا پھر بات آئے گی کہ ملبہ اٹھا کر پچھلی حکومت پر پھینک دیا جاتا ہے۔ لیکن حقائق یہ ہیں کہ بہت سارے BHUs سیاسی بنیادوں پر ایسی جگہوں پر بنائے گئے ہیں جہاں نہ پانی ہے نہ بجلی ہے، نہ سڑک ہے ۔ اب ایسی جگہوں پر بلڈنگ تو بن گئی ہے لیکن ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر جو اپنی شہر کی رنگینیوں کو چھوڑ کر وہاں جائے اور انسانیت کے خدمت کے جذبے سے جائے تو کم از کم پینے کا پانی تو ہو۔ آج اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ان BHUs میں ڈاکٹروں کو voluntarily ہم نے کہا کہ اسی یونین کونسل کا جو رہائشی ہے ہم اسی کو تعینات کریں گے۔ کہ وہ شام کو دو چار میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے گاؤں میں رات کو سو جائے گا ۔ ہم نے یہی حل نکالا ہے۔ اگر آپ کے پاس مزید کوئی تجویز ہو تو میں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ایک تو غاکوانی صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ میرا سوال سمجھے نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کو ایک ڈاکٹر کا تو احساس ہے کہ وہاں اس کو پینے کا پانی نہیں ملتا اور بجلی نہیں ہے۔ لیکن وہاں اسی ملک کے عوام بھی رہتے ہیں جو اپنے پانی اور رہائش کا بندوبست کرتے ہیں۔ جہاں کوئی آبادی ہے وہیں BHU یا میڈیکل سنٹر بنائیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ ان کے پاس جتنے BHUs ہیں contract پر اتنی سیٹیں نہیں ہیں، کیونکہ already ڈاکٹر بھرتی ہو چکے ہیں۔ ان میں بہت کم یعنی ٹوٹل کی 25 فی صد یا 30 فی صد سیٹیں ہوں گی وہاں پر تو یہ contract پر ڈاکٹر رکھ کر بندوبست کر دیں گے اور ان کو BHUs میں بٹھا دیں گے۔ لیکن جو already regular basis پر recruit ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ وہاں ان سنٹرز میں موجود نہیں ہیں ان کا کیا بندوبست کریں گے؟

جناب سپیکر، آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو already ڈاکٹر ہیں وہ وہاں نہیں جاتے اور اس کے علاوہ جو نئی بھرتی ہوئی ہے' تو آپ پوچھ رہے ہیں کہ پہلے والوں کا کیا ہو گا؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ ہم contract پر رکھ رہے ہیں اور اب وہ اپنے سنٹرز پر موجود رہیں گے' کیونکہ ان پر condition لگا رہے ہیں کہ اگر ان کی غیر حاضری کی رپورٹ ہوئی تو ان کو برخاست کر دیا جائے گا یا contract withdraw کر لیا جائے گا۔ وہ تو بات صحیح ہے کہ اس میں جو BHUs 20% آئیں گے وہاں تو ڈاکٹر خوف سے موجود رہیں گے لیکن باقی80% جو وہاں نہیں جاتے یہ ان کا کیا بندوبست کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب والا! یہی ایک مسئلہ تھا جس کی بنیاد پر ہم نے contract پر appointment کا نظریہ پیش کیا ہے ۔ اب جو permanent basis پر slectees ہیں ان کے لیے ہم E&D رولز میں ترمیم کر رہے ہیں اور ان پر بھی وہی شق لاگو ہو گی۔ جو اپنے ہسپتال میں غیر حاضر پایا گیا ہم ان کو ان شاء اللہ فارغ کر دیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ جی اگلا سوال۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب والا! خاکوانی صاحب کے علم میں ہوگا کہ یہ جو BHU بنے تھے۔ گورنمنٹ نے اس وقت سرکلر بھیجا تھا کہ اس کے لیے مفت زمین ملے گی۔ بدقسمتی سے اس وقت جو وہاں پر بیوروکریٹس تعینات تھے ان کو کوئی وہ زمین نہیں دیتا تھا جو گاؤں کے نزدیک تھی' کیونکہ وہ قیمتی زمین تھی۔ اس لیے بہت سے BHUs ایسی جگہوں پر بنائے گئے جہاں پر نہ انسان بستا تھا نہ کوئی اور بستا تھا۔ میرے اپنے ضلع اٹک میں ایک جگہ ملک وال ہے۔ وہاں پر دس سال سے ایک BHU بنا ہوا ہے' لیکن وہاں کے دروازے بھی لوگ لے گئے ہیں۔ تو میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ BHUs کبھی بھی آباد نہیں ہوں گے۔ یا تو ان کو نیلام کر کے اور جگہ پر بنائیں یا پھر ان کے لیے کوئی ایسا بندوبست کریں' کیونکہ وہاں پر آدمی تو جا نہیں رہے' پانی کہاں سے جائے گا؟

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا کہ سیاسی بنیادوں پر ایسی جگہوں پر BHUs بنائے گئے جو آبادی سے دور ہیں اور جن میں نہ پانی نہ بجلی۔ اس کی وجہ یہی تھی' جو خان زادہ صاحب نے

فرمائی ہے' کہ پالیسی یہ تھی کہ جہاں پوری یونین کونسل میں کوئی زمین donate کرے وہیں BHU بنا دیا جائے۔ جہاں ایک BHU کی عمارت پر 40/35 لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں وہاں دو تین لاکھ کی زمین محکمے نے نہیں لی۔ یہ غلط پالیسی تھی۔ اب خانزادہ صاحب کی اطلاع کے لیے جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ محکمے نے اس مد میں ایک خطیر رقم رکھی ہے اور وہ رقم 12 کروڑ روپیہ ہے۔ اس رقم سے ہم ان BHUs کو electrify کرا رہے ہیں۔ واپڈا میں پیسے جمع کرا دیے گئے ہیں تاکہ بجلی آئے اور بجلی آئے گی تو پمپ لگ جائیں گے اور پانی بھی نکل آئے گا۔ خان زداہ صاحب! ایک خرابی ہوئی ہے اب اس خرابی میں مزید خرابی نہ کریں کہ ہم ان کو نیلام کر دیں' بلکہ ان کو functional کرنے کے لیے ہم پانی اور بجلی کا بندوبست کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے اور یہ بھی پارلیمانی سیکرٹری بن گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: on his behalf سوال نمبر 179۔

پی-پی9 میں صحت کی سہولیات کی تفصیل

*179۔جناب شاہد ریاض ستی: کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی-پی 9 میں کتنے ٹی ایچ' بی ایچ یو' آر ایچ سی اور ڈسپنسریز ہیں۔ ان میں ڈاکٹرز اور عملے کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ ان اسامیوں میں سے کتنی خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں۔

(ب) جز(الف) میں بیان کیے گئے بی ایچ یو' ٹی ایچ' آر-ایچ-سی اور ڈسپنسریز میں سالانہ کتنی مالیت کی ادویات اور مریضوں کی سہولیات کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے؛ نیز کیاB-H-U میں پانی کی سہولت بھی فراہم ہے یا نہیں؛

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) حلقہ پی-پی9 میں ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال' دو آر-ایچ-سی' پندرہ بی-ایچ-یو ہیں۔
جبکہ محکمہ صحت کی منظور شدہ کوئی بھی ڈسپنسری نہ ہے۔
ڈاکٹرز اور دوسرے عملہ کی تعداد اور متعلقہ معلومات کچھ یوں ہے:

منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	کب سے خالی ہیں۔
ڈاکٹرز 33 عدد	9 عدد	7 عدد 1995ء سے خالی ہیں۔
		2 عدد 1996ء سے خالی ہیں۔
طبی عملہ 165 عدد	51 عدد	1996ء سے خالی ہیں۔

(ب) جز(الف) میں بیان کیے گئے ٹی۔ایچ۔ کیو' آر۔ایچ۔سی' بی۔ایچ۔یو' میں ادویات اور دوسری سہولیات کے لیے فراہم کردہ بجٹ فنڈز کی تفصیل کچھ یوں ہے(برائے مالی سال97-1996ء)

نام ادارہ	ادویات	دوسری سہولیات	میزان
1۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال (کھوٹ) 1 عدد	3,50,000 روپے	4,60,600 روپے	8,10,600 روپے
2۔ رورل ہیلتھ سنٹرز (2 عدد)	4,68,780	6,29,340	10,98,120 روپے
3۔بی۔ایچ۔یو(15)عدد	11,71,950	15,73,350	27,45,300 روپے

(ii) جبکہ 15بی ایچ یو میں سے 6بی ایچ یو میں پانی کی سہولت موجود ہے اور 9بی ایچ یو میں پانی کی سہولت نہ ہے

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، on his behalf سوال نمبر 180۔

محکمہ صحت کی ڈیپوٹیشن پالیسی

*180۔جناب ایس اے حمید، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) محکمہ صحت کی ڈیپوٹیشن پالیسی کیا ہے اور اس وقت کتنے ڈاکٹر مختلف ہسپتالوں میں ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا محکمہ صحت نجی' رفاہی اور فلاحی ہسپتالوں میں ڈاکٹرز' سپیشلسٹ اور دیگر عملے کی ڈیپوٹیشن پر تقرری کو آسان بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اگر نہیں' تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) محکمہ صحت حکومت پنجاب کی منظورشدہ ڈیپوٹیشن پالیسی کے مطابق ڈاکٹروں کو سرکاری اور

نیم خود مختار سرکاری اداروں میں بھیجتا رہا ہے۔ اس پالیسی کے تحت ڈیپوٹیشن کی زیادہ سے زیادہ مدت تین سال ہے۔ اس وقت محکمہ صحت کے 9 مردانہ اور 11 زنانہ ڈاکٹر (ڈیپوٹیشن) پر مختلف سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) محکمہ صحت نجی رفاہی اور فلاحی ہسپتالوں میں ڈاکٹرز، سپیشلسٹ اور دیگر عملے کو Deputation پر تعیناتی کو آسان بنانے کا اصولی طور پر حامی ہے۔ تاہم نئی پالیسی بنانے سے پہلے محکمہ خزانہ کی مشاورت، ڈاکٹروں کی تعداد اور استعداد، محکمہ کی اپنی ضروریات (حال و مستقبل) ڈاکٹروں کی ترقی کے مواقع اور دیگر اہم عوامل کو مدنظر رکھا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کون سے سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، میں ان کے behalf پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کن کے behalf پر؟

جناب شاہد محمود بٹ، ستی صاحب کے behalf پر۔

جناب سپیکر، وہ سوال تو گزر گیا۔ اب تو اگلا سوال ایس اے حمید صاحب کا آ گیا ہے۔ ایس اے حمید صاحب کے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انھوں نے اپنے ہی جواب کے جز (الف) میں یہ کہا ہے کہ deputation کی پالیسی تین سال کی ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ ان کا کوئی ڈاکٹر تین سال سے زیادہ عرصے سے deputation پر نہیں ہے؟

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیر صحت، کئی ڈاکٹر تین سال سے زیادہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، تو آیا یہ ان کی اپنی پالیسی کی خلاف ورزی نہیں کہ جب ان کی پالیسی ہے کہ وہ تین سال تک deputation پر رہ سکتے ہیں؟ انھوں نے کہا ہے کہ maximum تین سال کا عرصہ ہے تو آیا یہ ان کی اپنی پالیسی کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا ! ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے اور ایسے حالات میں ہم اس وقت اپنی اس پالیسی پر بھی نظرثانی کر رہے ہیں کہ آئندہ ہم deputation پر نہ دیں۔ جہاں تک آپ تین سال کی بات کر رہے ہیں تو سید خان صاحب کی اطلاع کے لیے میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ بعض اوقات کوئی ڈاکٹر اپنی خدمات وفاقی حکومت کے کسی ہسپتال میں پیش کرتا ہے اور وہ وہاں زیادہ comfortable ہے تو ہم ایک سال کے لیے اس کی extension بھی کر سکتے ہیں۔ یہ رولز میں ہے کہ ہم اس deputation کے پیریڈ کو ایک سال کے لیے extend کر سکتے ہیں۔

جناب سید اکبر خان، جناب سپیکر ! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ یہ deputation پر لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ سپیشلسٹ کی کمی ہوگی' عام ڈاکٹروں کی تو کمی نہیں۔

وزیر صحت، دونوں کی کمی ہے ۔

جناب سپیکر، اچھا جی۔

جناب سید اکبر خان، دونوں کی کمی ماننے کے لیے تو میں تیار نہیں۔ ابھی بھی باہر جائیں تو دس پندرہ ڈاکٹر ایسے ہوں گے جو job کے لیے کھڑے ہیں لیکن definitely specialist کی کمی ہوگی اور وہ محسوس بھی کی جاتی ہے۔ جناب والا! ان کے پاس جب ڈاکٹروں کی کمی ہے اور سپیشلسٹوں کی بھی کمی ہے تو انھوں نے اپنے ڈاکٹر ڈیپوٹیشن پر تو نہیں دیے ہوئے؛ یعنی محکمہ صحت کا کوئی ڈاکٹر کسی اور محکمے میں تو کام نہیں کر رہا؟

جناب سپیکر، ویسے یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر صحت ، جناب والا! ہم ڈیپوٹیشن پر اپنے ڈاکٹر بالکل نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر ، نہیں' ان کا سوال یہ ہے کہ آپ کے محکمے کا کوئی ڈاکٹر کسی اور محکمے میں ڈیپوٹیشن پر گیا ہوا ہے؟

وزیر صحت، نہیں جناب' نہیں گیا ہوا۔ ہمارے پاس ڈاکٹر پہلے ہی موجود نہیں' ہم کسی اور کو کس طرح مستعار دے سکتے ہیں؛ ماسوائے اس کے کہ وفاقی حکومت کے چند ہسپتالوں میں جس طرح PIMS ہے شیخ زید ہسپتال ہے' اس قسم کے ہسپتالوں میں ہمارے کچھ ڈاکٹر ڈیپوٹیشن پر گئے

ہوئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! وزیر صحت پوری تحقیق کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے ڈاکٹر کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں ڈیپوٹیشن پر نہیں ہیں ۔

جناب سپیکر ، میں نے اسی لیے تو کہا ہے کہ اس میں پتا کرنے کی ضرورت ہے

وزیر صحت ، جناب والا ! یہ کوئی اتنی لمبی چوڑی تفصیل نہیں۔ کوئی 20 کے قریب ڈاکٹر ہیں' ان شاء اللہ تعالیٰ میں اس کی بھی پوری تفصیل لے کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا! وزیر صحت نے ابھی فرمایا ہے کہ ان کے محکمے میں ڈاکٹروں کی کمی ہے' جب یہ تسلی کرلیں گے اس کے بعد جو لوگ ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ہیں تو کیا حکومت یا ان کا محکمہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ ان ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ڈاکٹروں کو واپس بلا لیا جائے؟

جناب سپیکر ، وہ تو کہتے ہیں' ہمارے ڈاکٹر گئے ہی نہیں ہیں۔

وزیر صحت ، جناب والا! میں صرف یہی تسلی کروا سکتا ہوں کہ چونکہ ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے' ان کے ڈیپوٹیشن پیریڈ میں توسیع نہیں کی جائے گی اور ان کو واپس بلا لیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا انھوں نے خود یہ فرمایا کہ یہ تھوڑے سے بیس پچیس کے قریب ڈاکٹر ہیں اور مجھے پتا ہے کہ وہ ڈیپوٹیشن پر نہیں ہیں۔ جناب والا! وہ خود فرما رہے ہیں کہ وہ ڈیپوٹیشن پر نہیں اور جب نہیں ہیں تو وہ بلائیں گے کیسے؟

وزیر صحت ، جناب والا! میں نے یہ کہا کہ 20 کے قریب ڈاکٹر وفاقی حکومت کے ہسپتالوں میں ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ہیں اور جب ان کا وہ پیریڈ ختم ہوگا' ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے' اس لیے ہم ان کے پیریڈ میں توسیع نہیں کریں گے ۔ کیونکہ ہم نئے نئے ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں' ان کو ترغیب بھی دے رہے ہیں تو کیوں نہ ہم اپنے ہی ڈاکٹروں کو اپنے محکمے میں رکھیں ۔

جناب سپیکر ، یہ پنجاب کے ڈاکٹر ہیں؟

وزیر صحت ، جی ہاں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! یہ سوال کرکے آپ کی تسلی ہو گئی ہے ۔ پچھلے سوالات کے

جوابات بھی اپ کے سامنے آ لئے ہیں اور اخری سوال کا جواب بھی آپ کے سامنے آ گیا ہے۔میں صرف یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال۔

جناب ایس اے حمید ، سوال نمبر 181 ۔

ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی

*181۔جناب ایس اے حمید، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) کیا محکمہ صحت میں ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی سہ ماہی یا شش ماہی بنیادوں پر کی جاتی ہے۔

(ب) مالی سال 97-1996ء میں پنجاب کے ہسپتالوں کو ابھی تک منظور شدہ فنڈز سے کتنی کتنی رقم کی ادویات جاری کی جا چکی ہیں۔ ہسپتالوں کی ترتیب سے تفصیل دی جائے۔

(ج) گوجرانوالہ ڈویژنل ہسپتال کا کل منظور شدہ فنڈ کیا تھا۔ اس میں سے اب تک کتنی رقم کی ادویات جاری ہوئیں اور بقایا رقم کی ادویات کب تک جاری کر دی جائیں گی؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) محکمہ صحت کے ہسپتالوں میں ادویات سالانہ بنیادوں پر دی جاتی ہیں۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہسپتال مالی سال کے شروع ہونے سے پہلے اپنی سالانہ طلب(Annual Demand) گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو کو ارسال کر دیتے ہیں اور گورنمنٹ سٹور ڈپو ادویات کی خریداری اور موجودگی کے حساب سے تمام ہسپتالوں کو ادویات جاری کرتا رہتا ہے۔

(ب) مطلوبہ *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم مالی سال 97-1996ء میں پنجاب کے ہسپتالوں کو منظور شدہ فنڈ میں سے ابھی تک کل مالیت =/17,25,22,399 روپے کی ادویات کا اجراء بعد وصولی قیمت کیا جا چکا ہے۔ (*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) علاوہ ازیں کل مبلغ =/4,26,42,144 کی ادویات کے ووچر متعلقہ ہسپتالوں کو بھیجے جا چکے ہیں۔ ان کی قیمت بمطابق قوانین بذریعہ چیک بنک ڈرافٹ وصول ہوتے ہی جاری کر دی جائیں گی۔ اس طرح ادویات کی خرید و اجراء کا سلسلہ مالی سال 97-1996ء کے دوران'

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

اختتام مالی سال یعنی 30 ۔ جون 1997ء تک جاری رہے گا اور ہسپتالوں کو ان کی ضروریات اور بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ادویات فراہم کی جائیں گی۔

(ج) ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ کو ادویات کی مد میں =/49,91,400 روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس میں سے =/1,27,850 روپے کی مقامی خریداری یعنی Local Purchase کے لیے مختص ہے اور =/3,74,3550 روپے گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو سے ادویات خریدنے کے لیے رکھے گئے۔ مزید برآں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ کو میڈیکل سٹور ڈپو =/20,17,884 روپے کی ادویات فراہم کر دی گئی ہیں۔ بقیہ رقم کی ادویات کے لیے مختلف فرموں کو آرڈر دیے جا چکے ہیں اور ادویات میڈیکل سٹور ڈپو میں موصول ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ ادویات مکمل دستیابی پر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ کو دوران مالی سال اس کی ضرورت اور بجٹ کے مطابق ادویات فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! اس سوال میں فنڈز کے بارے میں بات کی گئی ہے کہ آیا ہسپتالوں کے فنڈ اکٹھے دیے جاتے ہیں یا قسطوں میں دیے جاتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہسپتالوں میں ادویات کے لیے جو بجٹ ہے ان کا طریقہ تقسیم کیا ہے؟ اس کو پنجاب میں کیسے تقسیم کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر ، آپ پوچھ رہے ہیں کہ پنجاب میں کیسے تقسیم کیا جاتا ہے؟

جناب سعید اکبر خان ،جناب والا انھوں نے لکھا ہے کہ وہ اپنی ڈیمانڈ بھیجتے ہیں-----

جناب سپیکر ، آپ پورے پنجاب کی تفصیل مانگ رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان ،جناب والا! ہے تو اسی سے متعلقہ' لیکن میں پورے پنجاب کی تفصیل نہیں مانگتا۔

جناب سپیکر ، اگر پورے پنجاب کی تفصیل مانگنی ہے تو اس کے لیے نیا سوال کرنا پڑے گا۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! میں پورے پنجاب کی تفصیل نہیں مانگتا۔ انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ ہر ہسپتال اپنی ضرورت کے مطابق ڈیمانڈ دیتا ہے۔ گوجرانوالہ میں بھی انھوں نے قسطوں میں رقم دی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہسپتال کی جو ضرورت ہوتی ہے اس کو یک مشت کیوں نہیں دیا جاتا' قسطوں میں ادائیگی کیوں کی جاتی ہے؟ اس کی کوئی وجہ ہے؟

وزیرصحت، جناب والا ! ہسپتالوں کو جو فنڈز دیے جاتے ہیں ان کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ لوکل پرچیز کی شکل میں اس ہسپتال کا جو ایم ایس ہے اس کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ جو ہمارا لاہور میں میڈیکل سٹور ڈپو ہے' اس کے ذریعے سے وہ پابند ہوتے ہیں کہ اپنی ادویات کی ضرورتیں وہاں سے پوری کریں۔ٹیچنگ ہسپتال کی چالیس فی صد purchase لوکل سطح پر ہوتی ہے اور ساٹھ فی صد purchase ایم ایس ڈی سے کی جاتی ہے۔اسی طرح ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں 75 فی صد ضروریات ایم ایس ڈی سے پوری کی جاتی ہیں اور 25 فی صد مقامی طور پر کی جاتی ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں 85 فی صد ادویات ایم ایس ڈی اور 15 فی صد لوکل سطح پر ۔ پہلے BHU اور RHC کی ٹوٹل ادویات ایم ایس ڈی کے ذریعے بھیجی جاتی تھیں اب وہاں بھی ہم نے یہ کر دیا ہے ' کیونکہ 20 بیڈ کا RHC کا ایک چھوٹا ہسپتال ہوتا ہے۔ وہاں اس ہسپتال کا جو مقامی انچارج ہوتا ہے اس کو ہم نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو دس فی صد آپ لوکل پرچیز کریں۔ اب یہ تمام ہسپتال اپنی ضروریات ایم ایس ڈی کو بھیجتے ہیں کہ ہمیں اتنی تعداد میں گلوکوز کی بوتلیں چاہییں' اتنی تعداد میں فلاں انجکشن چاہییں' فلاں کیپسول اور فلاں گولیاں چاہییں۔یہ اپنی ضروریات ایم ایس ڈی کو بھیجتے ہیں اور یہاں سے بک ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے' یا اب چیک سسٹم بھی جاری ہوئے ہیں ہسپتالوں کے انچارج چیک بھیجتے ہیں اور پھر ان کو ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔یہ ایک طریقہ کار ہے اور یہ ایک سسٹم ہے۔ اس فنڈز کی تقسیم کا جو کہا گیاہے اس کا مقصد یہ ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی ہسپتال جتنا مرضی مانگ لے اس کو دے دیا جائے ۔ہر ہسپتال کے لیے ایک مخصوص فنڈ ہے اور وہ اس کے beds کے حساب سے ہے۔

میاں عمران مسعود ،جناب والا! سالانہ ڈیمانڈ کے بعد جب ایم ایس ڈی ادویات فراہم کرتا ہے' میڈیکل سپرنٹنڈنٹ لوکل پرچیز کے ذریعے بھی ادویات خرید سکتے ہیں۔میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا ہسپتال کو یہ اجازت ہے کہ ایک غیرسرکاری دکاندارجو کہ ہسپتال کے اندر دوائیاں بیچتا ہے اس کو یہ اجازت ہے کہ ہسپتال کے اندر وہ اپنی دکان کھول سکے؟جناب والا! میں نے یہ سوال اس لیے کیاہے کہ یہ دوائیوں سے متعلق ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار،پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! ادویات کی بات ہو رہی ہے اور ادویات کی بات پورے پنجاب کے عوام میں بھی ہو رہی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دوائی کھانے سے ہم مر

جائیں گے یا بچ جائیں گے۔ ان جعلی دوائیوں کی اس وقت ملک میں جو سوداگری چل رہی ہے۔ اس کی روک تھام کے لیے جناب منسٹر صاحب' ان کے سیکرٹری بھی سن رہے ہیں۔ یہ پورے ملک کے اندر بالخصوص پنجاب میں جعلی دوائیوں کا ایک بازار گرم ہے جس سے اموات ملتی ہیں' شفاعت نہیں ملتی۔

جناب سپیکر، میاں عمران مسعود صاحب کا ضمنی سوال تھا۔ جناب خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب والا! یہ پچھلی حکومت کا تحفہ ہے۔ انھوں نے اپنے جیالوں کو نوازنے کے لیے ہسپتالوں میں پیپلز فارمیسی کے نام پرسٹور بنائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہسپتالوں کی premises کے باہر جو میڈیکل سٹور ہوتے ہیں ان کو یکساں مواقع فراہم کیے جاتے۔ مگرکسی ایک کو نوازنا لازماً یہ پالیسی نہیں اور ہم اس پالیسی کو ختم کر رہے ہیں۔ ہسپتال کے اندر پیپلز فارمیسی کے نام پر جو میڈیکل سٹور ہوتا ہے اور ایسے میڈیکل سٹور کھلے ہوئے ہیں۔ وہ اس وقت لوٹ مار کرتے ہیں کہ ایک مریض کے لواحقین کو جب ایمرجنسی ہوتی ہے تو اس سٹور پر اس سے ایک روپے کی بجائے ڈیڑھ روپیہ بھی مانگا جائے تو وہ بے چارہ دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ تو ہم اس پالیسی کو ختم کریں گے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا!

جناب سپیکر، جی میاں عمران مسعود۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں جس طرف نشان دہی کرنا چاہتا تھا وزیر صاحب نے خود ہی اس چیز کو اجاگر کیا ہے۔ جناب والا ! یہ بہت بڑا scan ہے جو پیپلز فارمیسی کا شروع ہوا ہوا ہے۔ آپ بھی اور میں بھی اس چیز کے گواہ ہیں۔ کیوں کہ ہمارے گجرات عزیز بھٹی شہید' ہسپتال میں بھی ایسا سٹور ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ جو انجمن بہبود مریضاں کا ایک سلسلہ شروع ہوا ہے جو کہ عوام کو سستی دوائیاں بیچتے تھے۔ جب غلام حیدر وائیں صاحب کی حکومت تھی تو ہم نے ان کو تھوڑا سا patronize کیا تھا اور ان کو کہا تھا کہ آپ عوام کو سستی دوائیاں بیچنا شروع کریں۔ لیکن یہ انجمن بہبود مریضاں بعد میں پیپلز فارمیسی کی صورت اختیار کرگئی۔ اور دنگا فساد اور کرپشن پیپلز فارمیسی کے ذریعے ہسپتالوں کے اندر رہ کر مچائی گئی تھی۔ لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ فوراً وزیر صاحب کو کہیں کہ وہ اس بارے میں کچھ مت سوچیں' بلکہ اس پالیسی کو ایک دم ختم کر دینا چاہیے۔ کیوں کہ میں ابھی پچھلے دنوں اپنے ہسپتال گیا تھا۔ وہاں کے حالات کچھ اچھے نہ تھے۔ لیکن جب تک وزیر صاحب کا حکم یا کوئی ایگزیکٹو آرڈر ان ایم ایس صاحبان کو نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس پالیسی کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیرصحت، جناب والا! حکومت پنجاب محکمہ صحت پر پوری توجہ دے رہی ہے۔ میں on oath کہتا ہوں کہ گزشتہ پچاس سالوں میں ایسے اقدامات نہیں ہوئے۔ اس کے لیے تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لیے آپ ضرور appriciate کریں گے کہ اب ہم ہر ضلعے میں DHA بنا رہے ہیں اور ان کو autonomy دے رہے ہیں۔ ان کو خود مختار کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ہسپتال کی پالیسی خود بنائیں۔ جو بہتر سمجھتے ہیں وہ اس کو بنائیں۔ اور ہم اپنے تمام اختیارات کو decentralize کر دیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں خاکوانی صاحب! سوال یہ تھا کہ یہ جو پیپلز فارمیسی کی پالیسی تھی کہ ہسپتالوں کے اندر جو دوائیوں کی دکانیں نوازنے کے لیے بنی ہیں اور جو مریضوں کو مہنگے داموں دی جا رہی ہیں۔ کیا آپ اس کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ سوال تھا۔

وزیرصحت، جی اس کو بالکل ختم کریں گے۔

جناب سپیکر، ختم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اچھا۔ اب صدیق سالار صاحب کا جعلی ادویات کے بارے میں ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ وہ اس کو ضمنی سوال کی شکل میں لائیں۔

جناب سعید اکبر خان، ضمنی سوال جناب۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ پچھلے سوال میں وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ڈاکٹروں کو ہسپتال میں رکھنے کے لیے contract کا یہ ایک طریقہ کار کر رہے ہیں۔ اور جو پہلے ہی سے ہیں ان کی E&D Rules میں ترمیم کر رہے ہیں۔یہ پورا ہاؤس گواہ ہے کہ میڈیکل کی جتنی بھی پرچیز ہوتی ہے اس میں عام اور غریب آدمی کو کچھ بھی حصہ نہیں ملتا اور یہ کافی خورد برد ہو جاتا ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کوئی ایسی پالیسی یہ بنا رہے ہیں جس سے ان ادویات کا صحیح استعمال ہوجائے؟

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب والا! اس چیز کا میں یہ جواب دوں گا کہ جب ڈاکٹر ہسپتال میں موجود نہ ہوں اور

مریض اس ہسپتال کا رخ نہ کرے تو ظاہر ہے کہ ادویات بچتی ہیں۔ جب ادویات بچتی ہیں تو وہ خورد برد کر لی جاتی ہیں۔ جناب والا! اس کا پہلا حل یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی حاضری کو یقینی بنایا جائے۔ جب ڈاکٹر وہاں موجود ہوں گے تو میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ادویات مریضوں تک پہنچیں گی۔ اور اب ہم نے اس کا اپنے محکمے کے اندر سخت قسم کا اندرونی آڈٹ سسٹم بھی قائم کیا ہے۔ حالانکہ پہلے ایک external جو جنرل برانچ ہے وہ آڈٹ کرتی تھی آڈیٹر جنرل آڈٹ کرتا تھا۔ لیکن ہم نے اپنے محکمے کا internal ایک آڈٹ سسٹم متعارف کروایا ہے۔ اس کے تحت ہم ہر ہسپتال میں جو ادویات ایم ایس کے ذریعے یا لوکل پرچیز کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں مریضوں تک پہنچانے کا fool proof نظام تیار کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹروں کی کمی کو دور کریں۔ یہ کون کرے گا؟ وزیر موصوف تو خود انچارج ہیں۔ انھیں چاہیے کہ یہ ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کریں۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ میرے ضلع فیصل آباد کی بات نہیں ہے یہ پورے پنجاب میں لوگوں کے اندر اتنی بے چینی ہے کہ خدا کی قسم میری دوائی لینے کے لیے یہاں ہوں تو مال روڈ پر جانا پڑتا ہے۔ فیصل آباد میں ہوں تو مرزائیوں کی دکان پر جانا پڑتا ہے۔ جنھیں ہم غیر مسلم کہتے ہیں۔ ہمیں اتنا یقین نہیں رہا کہ اس دوائی کے کھانے سے امراض قلب یا کسی دوسری دوائی کے کھانے سے مریض کو فائدہ ہوگا۔ وزیر موصوف سے پوچھیں کہ وہ ensure کرتے ہیں کہ دوائیاں صحیح ملیں گی؟ اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کون کرے گا یہ بھی ان کی ہی ڈیوٹی ہے۔

جناب سپیکر، جی' خاکوانی صاحب!

وزیر صحت، جناب والا! جعلی ادویات کے کاروبار کو تقویت کیسے ملی؟ پورے پنجاب میں ایک ڈرگ کورٹ ہے۔ وہ ڈرگ کورٹ ہفتے میں ایک بار کام کرتی تھی۔ آپ بتائیں کہ پنجاب کے 34 اضلاع میں جب جعلی ادویات' expired ادویات کے سلسلے میں ہمارے ڈرگ انسپکٹر چالان کرکے بھیجتے تھے تو سالہا سال تک ان کیسوں کا فیصلہ نہیں ہوتا تھا۔ اور پھر مک مکا کرکے اس کیس کو ختم کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اب ہفتے میں ڈرگ کورٹ پورا ہفتہ کام کرے گی۔
نمبر 2 ۔ ہماری حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ہم ایک ڈرگ

کورٹ قائم کریں گے۔ تاکہ اس ڈویژن کے جتنے بھی مقدمات ہیں ان کا فوری طور پر فیصلہ ہوسکے۔ ان پر بھاری سے بھاری جرمانے بلکہ ان کو اب قید بھی کر رہے ہیں۔

نمبر3۔ جس میڈیکل سٹور سے بھی دو نمبر ادویات ملیں اس کو نہ صرف جرمانہ اور قید بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کا لائسنس بھی کینسل کردیا جائے گا۔ یہ ہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، پہلے ڈاکٹر خاور صاحب۔ اس کے بعد آپ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، سر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وقفۂ سوالات میں ہر سوال کے لیے پالیسی میٹر discuss نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں یا نہ میں جواب ہوتا ہے۔ یہ ایک نئی روایت پڑ رہی ہے کہ جب سوال ہوتا ہے اس کے جواب کو avoid کرنے کے لیے یوں پالیسی discussion شروع ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، ہاں یہ آپ کی بات درست ہے۔ اب ایک سوال لیتے ہیں۔

جناب زاہد محمود گورایہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں اب آگے چلتے ہیں۔ اور سوال لیتے ہیں۔

جناب زاہد محمود گورایہ، جناب والا! یہ مک مکا کی تشریح تو کردیں' اس کا کیا مطلب نکلتا ہے؟

جناب سپیکر، اچھا ٹھیک ہے۔ بس' وہ سمجھ گئے ہیں۔ مگر یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں۔

وزیر صحت، اس کی زیادہ تشریح ان (اپوزیشن) سیٹوں والے ہی کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس کے بعد وقفہ سوالات بھی ختم ہونے کو ہے۔ اور یہ سوال شاہد ریاض ستی صاحب کا ہے۔ تو on his behalf بلوچ صاحب۔ (قطع کلامیاں) 3,4 منٹ ابھی ہیں۔ جی' فاکوانی صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! یہ شاہد ریاض ستی صاحب کا سوال ہے اور اس میں بھی وہی صورت حال ہے کہ انھوں نے ایک ایسے بی ایچ یو کی نشان دہی کی ہے کہ جس میں ڈاکٹر کی رہائش گاہ نہیں۔ جناب والا! یہ وہ بی ایچ یو ہے جس کو ـــ

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس کو بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اگر کسی نے ضمنی سوال کرنا ہے تو کرلے۔

بی۔ایچ۔یو میں رہائش گاہوں کی تعمیر

*194۔جناب شاہد ریاض ستی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دیہی علاقوں میں بی۔ایچ۔یو تعمیر کرتے وقت بی۔ایچ۔یو کے عملے کے لیے رہائش بھی تعمیر کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بی۔ایچ۔یو تھون تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی میں تعمیر شدہ بی۔ایچ۔یو میں عملہ اور ڈاکٹر کے لیے کوئی رہائش گاہ تعمیر نہیں۔

(ج) کیا حکومت مالی سال98-1997ء میں اس بی۔ایچ۔یو میں ڈاکٹر کی رہائش گاہ تعمیر کرنے کے لیے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) درست ہے۔

(ب) عملے کی رہائش گاہیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ماسوائے ڈاکٹر کی رہائش گاہ جس کی تعمیر ابھی باقی ہے۔

(ج) ڈاکٹر کی رہائش گاہ کی سکیم زیر غور ہے۔ جونہی اس کی تعمیر کا فیصلہ ہوا' اس کے لیے مطلوبہ فنڈ مختص کر دیے جائیں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر کی رہائش گاہ کی سکیم زیر غور ہے۔ جونہی اس کی تعمیر کا فیصلہ ہوا اس کے لیے مطلوبہ رقم اور فنڈ مختص کر دیے جائیں گے۔ کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ سکیم کب سے زیرغور چلتی آ رہی ہے اور یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ ایک سال یا اگلے سال یا کب تک ڈاکٹر کی رہائش گاہ تعمیر ہو جائے گی؟

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! یہ کب سے زیر غور ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! زیر غور ہونے سے تو کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ جب تک آپ فنڈز allocate نہ کریں۔ اگر زیر غور کا یہ process چلتا رہا تو پھر تو یہ کافی سالوں سے زیر غور چلتی آ رہی ہے۔ اب تو وزیر صاحب یقین دہانی کرائیں کہ میں ہاؤس میں یقین دلاتا ہوں کہ اگلے سال تک اس کے فنڈز مخصوص کر دیے جائیں گے اور ڈاکٹر کی رہائش گاہ تعمیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! آپ اس میں مختصر جواب دے دیں کہ یہ کتنے عرصے سے زیر غور ہے' اور کب تک اس کی approval متوقع ہے؟ کیونکہ ایک منٹ رہ گیا ہے' اس کے بعد وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا۔ جی' خاکوانی صاحب۔

وزیرصحت، جناب! میں ایک منٹ میں مفصل جواب دیتا ہوں۔ جناب والا! اس بی ایچ یو میں تین چارمیل تک پکی سڑک نہیں' اس میں پانی نہیں' اس میں بجلی نہیں اور اس میں نچلے سٹاف کے چار کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی رہائش نہیں۔ اگر ڈاکٹر صاحب کی رہائش گاہ تعمیر کی جائے اور اس سے پہلے پانی بجلی کا بندوبست نہ کیا جائے تو وہ رقم بھی ضائع ہو گی۔ اسی لیے میں نے یہ جو گزارش کی ہے کہ یہ سکیم اس لیے زیر غور ہے کہ پہلے ہم وہاں بجلی کا بندوبست کریں گے اور بجلی کے ساتھ ہی پھر ہم یہ رہائش گاہ ان شاء اللہ ایک سال کے اندر تعمیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! وہ صرف اتنا پوچھ رہے تھے کہ اس سارے process میں کتنا وقت لگے گا۔ اندازاً کوئی وقت بتا دیں۔

وزیرصحت، جناب والا! اسی ایک سال کے اندر ہم نے اپنا ایک ٹارگٹ مقرر کیا ہے کہ پنجاب کے تمام بی ایچ یوز کو ہم functional کریں گے۔ اسی ایک سال کے اندر آپ کے ڈاکٹر کی رہائش گاہ تعمیر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! ٹھیک ہے' شکریہ۔

وزیرصحت، جناب والا! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ باقی تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(محکمہ صحت)

بی۔ایچ۔یو کے منصوبے کو 98-1997ء اے۔ڈی۔پی میں شامل کرنا

*196۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیرصحت میرے نشان زدہ سوال نمبر 86 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 9 اپریل 1997ء کو دیا گیا تھا' کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا سوال میں مندرج بی۔ایچ۔یوز کی تعمیر کے لیے ان منصوبہ جات کو ADP,1997-98 میں شامل کر لیا جائے گا؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

جی ہاں! محکمہ صحت نے 9 بنیادی مراکز صحت کو مکمل کرانے کے لیے آئندہ مالی سال 98-1997ء میں فنڈز مختص کر دیے ہیں۔9 بنیادی مراکز صحت کی تفصیل لف ہے۔

تفصیل بنیادی مراکز صحت

1۔ چک نمبر 88 جنوبی ضلع سرگودھا
2۔ چک نمبر 33 جنوبی ضلع سرگودھا۔
3۔ چک نمبر 101 جنوبی ضلع سرگودھا
4۔ چک نمبر 98 جنوبی ضلع سرگودھا
5۔ چک نمبر 60 جنوبی ضلع سرگودھا
6۔ چک نمبر 31 جنوبی ضلع سرگودھا
7۔ چک نمبر 38 جنوبی ضلع سرگودھا
8۔ چک نمبر 39 جنوبی ضلع سرگودھا
9۔ ٹھٹھہ محمد پناہ جنوبی ضلع سرگودھا

پی۔پی 97 میں بی۔ایچ۔یو/ آر۔ایچ۔سی کی تفصیل

*197۔میاں طارق محمود، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی پی 97 گجرات میں کل کتنے بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی ہیں۔یہ کس جگہ اور کب سے قائم ہیں۔ کیا ان بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں بجلی اور دیگر سہولیات میسر ہیں نیز جن میں بجلی یا دیگر سہولیات موجود ہیں ان بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی کے کیا نام ہیں۔

(ب) مندکرہ بالا ہر ایک بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں ڈاکٹر اور دیگر عملے کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنا عملہ کام کر رہا ہے۔ جو جگہیں خالی ہیں یہ کب سے خالی ہیں۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے اور خالی جگہ کب تک پر کر لی جائے گی؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) حلقہ پی۔پی 97 گجرات میں 17 بنیادی مراکز صحت اور ایک دیہی مرکز صحت کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام اور دیگر سہولیات کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر بی۔ایچ۔یو اور آر۔ایچ۔سی میں ڈاکٹر اور دیگر عملے کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو عملے اور سامان کی فراہمی

*201۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ٹیکسلا کی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے لیکن ابھی تک نہ تو میڈیکل سٹاف مہیا کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی سامان مہیا کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس ہسپتال میں ڈاکٹری عملہ اور سامان مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) جی ہاں، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹیکسلا کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور ضروری اسامیوں کی منظوری بھی ہوچکی ہے ۔ ان اسامیوں کے مطابق میڈیکل سٹاف بھی مہیا کردیا گیا ہے ۔ ماسوائے میڈیکل سپرنٹینڈنٹ اور چند سپیشلسٹوں کے جو کہ جلد ہی تعینات کر دیے جائیں گے۔ متعلقہ سامان کی خریداری ہو رہی ہے اور کچھ خریداری آخری مراحل میں ہے۔

(ب) جس طرح پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کچھ میڈیکل سٹاف فراہم کر دیا گیا ہے اور باقی ماندہ سٹاف جلد ہی تعینات کر دیا جائے گا۔ مزید برآں ضروری سامان جلد فراہم کر دیا جائے گا۔

چلڈرن ہسپتال میں بھرتی کیے گئے افراد

*210۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1995ء سے لے کر آج تک چلڈرن ہسپتال ماڈل ٹاؤن لاہور میں کتنے افراد کو کس کس گریڈ میں بھرتی کیا گیا۔ ان افراد کے نام، تعلیمی قابلیت اور مکمل پتے کی تفصیل فراہم کی جائے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) کیا جز(الف) میں بیان کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ اگر میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ بھی فراہم کی جائے۔ اگر بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) یکم جنوری 1995ء سے لے کر آج تک چلڈرن ہسپتال لاہور میں جتنے افراد بھرتی کیے گئے ہیں۔ ان افراد کے نام تعلیمی قابلیت اور مکمل پتے کی *** تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) جی ہاں۔ جز(الف) میں بیان کردہ افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے اور میرٹ لسٹ بھی *** ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہرنولی مرکز میں بی۔ایچ۔یو کی تعمیر

*214۔**ملک غلام شبیر جوئیہ:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ ہرنولی مرکز میں ایک بی۔ایچ۔یو زیرتعمیر ہے۔ اس کا کتنے فی صد کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام باقی ہے۔ اس کے لیے کتنا فنڈ مختص کیا گیا تھا اور کتنا خرچ ہوا ہے۔ نیز حکومت بقایا کام کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

یہ درست ہے کہ ہرنولی میں بنیادی مرکز صحت کی تعمیر ایم این اے گرانٹ کے تحت شروع کی گئی تھی اور تقریباً 50 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس منصوبے کا تخمینہ اخراجات 55 لاکھ تھا جس میں سے 25 لاکھ خرچ ہو چکے ہیں۔ بقایا 30 لاکھ کی رقم فراہم کرنے کے لیے وفاقی حکومت سے رابطہ کیا جا رہا ہے اس منصوبے کی تکمیل وفاقی حکومت سے فنڈز ملنے سے بعد ہی ممکن ہو سکے گی۔

بی۔ایچ۔یو بنانے کے اقدامات

*215۔**ملک غلام شبیر جوئیہ:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو جبہ مہربان شاہ سے مندرجہ ذیل دیہات 50 کلومیٹر کے فاصلے

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

پر ہیں، موضع گجرات، موضع بمبب، موضع میلے والی، موضع جھنگی، موضع ممون والی، موضع نوشہرہ، موضع احمد شاہ، موضع ہزارہ شمالی۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع نوشہرہ یا ممون والی میں ایک مزید بی۔ایچ۔یو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی پالیسی کے تحت ہر یونین کونسل میں صرف ایک بنیادی مرکز صحت قائم کیا جا سکتا ہے چونکہ یونین کونسل ٹبہ مہربان شاہ میں پہلے ہی ایک بی۔ایچ۔یو ٹبہ قائم شاہ پر کام کر رہا ہے لہذا دوسرا بنیادی مرکز صحت قائم کرنے کا ابھی کوئی منصوبہ نہ ہے۔

ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال سرگودھا کے بجٹ کی تفصیل

*227۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال1996-97ء میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کے لیے کتنا بجٹ ادویات فراہم کرنے کے لیے مختص کیا گیا اور کتنا بجٹ خرچ ہو چکا ہے۔ اور کیا بقایا بجٹ 30 جون 1997ء تک خرچ کر دیا جائے گا؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

سال1996-97ء میں ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کے لیے ادویات کی مد میں45 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس رقم میں سے=/1125000 روپے مقامی خریداری کے لیے مختص کیے گئے ہیں ۔ جبکہ =/3375000 روپے کی ادویات گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو سے فراہم کرنے کے لیے مختص کیے گئے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کو مبلغ -/1360578 روپے کی ادویات M-S-D سے فراہم کر دی گئی ہیں ۔ مزید برآں مبلغ -/2,29,170 روپے کی ادویات، چیک، ڈرافٹ کی فراہمی پر دے دی جائیں گی۔ بقیہ رقم کی ادویات کے لیے مختلف فرموں کو آرڈر جاری کر دیے ہیں اور ادویات موصول ہونا شروع ہوچکی ہیں۔ ادویات کی مکمل دستیابی پر ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کو دوران

مالی سال اس کی ضرورت اور بجٹ کے مطابق ادویات فراہم کر دی جائیں گی۔

ٹی۔بی ہسپتال سرگودھا میں ادویات کی فراہمی

*228۔حاجی اللہ یار انصاری، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 97-1996ء کے دوران ٹی بی ہسپتال سرگودھا کو ادویات کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے۔

(ب) کیا حکومت ہسپتال کی ضروریات کے مطابق مزید فنڈ مہیا کرنے کو تیار ہے یا نہیں۔ اگر تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) مالی سال 97-1996ء کے دوران ٹی۔بی ہسپتال سرگودھا کے لیے ادویات کی مد میں =/10,00, 000 دس لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس میں سے =/900000 روپے گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو سے خریدنی ضروری ہے۔ جبکہ =/100000 روپے مقامی خریداری یعنی Local Purchase کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔

مزید برآں ٹی۔بی ہسپتال سرگودھا کو =/4,85,947 روپے کی ادویات فراہم کر دی گئی ہیں اور مبلغ =/204727 روپے کی ادویات کے لیے چیک کی فراہمی کے لیے فرموں کو آرڈر دیے جا چکے ہیں اور ادویات میڈیکل سٹور ڈپو میں موصول ہونا شروع ہو چکی ہیں۔ ادویات کی مکمل دستیابی پر ہسپتال مذکورہ کو اس کی ضرورت اور بجٹ کے مطابق رواں مالی سال میں ادویات فراہم کر دی جائیں گی۔

(ب) حکومت محدود وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مریضوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنے کے لیے حتی المقدور کوشاں ہے۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 96-1995ء کی نسبت تقریباً 20 فیصد زیادہ ہے اور آئندہ بھی مالی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے صحت کے شعبے کو مزید فنڈز کی فراہمی کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔

چلڈرن ہسپتال کے عملہ کے لیے کرایہ پر حاصل کی گئی بلڈنگ

*230۔حاجی امداد حسین، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چلڈرن ہسپتال ماڈل ٹاؤن فیروز پور روڈ لاہور کی اپنی عمارت کے علاوہ کتنی عمارتیں برائے

استعمال ہسپتال اور سٹاف کرایہ پر حاصل کی ہوئی ہیں۔ ان عمارتوں کے نام و پتا اور مالکان کو کتنا ایڈوانس دیا ہوا ہے۔

(ب) ان میں سے کتنی عمارتیں ہسپتال کے سٹاف کی رہائش کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی اپنی عمارتیں خالی پڑی ہیں۔ مگر دیگر عمارتیں غیر قانونی طور پر کرایہ پر حاصل کی ہوئی ہیں۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس فراڈ کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور نے ہسپتال کے سٹاف کے لیے کوئی عمارت کرایہ پر نہیں لی ہوئی' البتہ سٹوڈنٹ نرسز اور سٹاف نرسز جن کی تعداد 385 ہے کے ہوسٹلز کے طور پر مندرجہ ذیل عمارتیں کرایہ پر حاصل کی ہوئی ہیں،

نمبر شمار	نام عمارت و پتا	مالک کا نام	ایڈوانس کرایہ	کرایہ فی مہینہ	کرایہ پر حاصل کرنے کی تاریخ
1۔	مکان نمبر 9 سرفراز پارک بالمقابل 32 بی ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لنک روڈ لاہور	مسٹر سجاد حسین مسٹر سجاد حسین	372000/- روپے	31000/- روپے	01-02-1996
2۔	64 احمد بلاک نیو نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور	مسٹر خالد احمد ملک مسٹر ناصر احمد ملک	1033200/- روپے	41000/ روپے	11.10.1994
3۔	55 آئی۔ایچ ماڈل ٹاؤن' لاہور	مسز شہناز	655200/= روپے	26000/- روپے	20-03-1995
4۔	I'117۔جی ماڈل ٹاؤن' لاہور	رانا محمد رفیق	ابھی کرایہ ادا نہیں ہوا	90000/- روپے	01-02-1997

(ب) ان میں سے کوئی بھی عمارت ہسپتال کے سٹاف کی رہائش کے مقصد کے لیے زیر استعمال نہیں۔

(ج) یہ درست نہیں۔

(د) جز(ج) کا جواب اثبات میں نہیں۔ بوجوہ بالا تحقیقات کا جواز نہ ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شکر گڑھ

*248۔الحاج مولانا محمد غیاث الدین، کیا وزیرصحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شکر گڑھ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی ناکارہ ایمبولینس گاڑی کو محکمے

نے فروخت کر دیا ہے اور اس کے بدل میں کئی سالوں سے ہسپتال کو ایمبولینس مہیا نہ کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں سرجن کی سیٹ موجود ہے اور تاحال کوئی سرجن ڈاکٹر نہ لگایا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال کی عمارت انتہائی خستہ حالت میں ہے معمولی بارش میں چھتیں ٹپکنا شروع ہو جاتی ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایمبولینس دینے، عمارت درست کرنے اور ڈاکٹر صاحبان کو اپنی ڈیوٹی کا پابند کیا جائے گا؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) تحصیل ہسپتال شکر گڑھ کی ایمبولینس گاڑی گزشتہ سال ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ کے دفتر میں برائے نیلامی بھیج دی تھی اور اس کی نیلامی ہو چکی ہے تاہم عارضی طور پر رورل ہیلتھ سنٹر کوٹ نیناں کی ایمبولینس تحصیل ہسپتال شکر گڑھ میں کام کر رہی ہے تاکہ مریضوں کو پریشانی نہ ہو۔ ایک جامع سکیم کے تحت تمام تحصیل ہسپتال کو نئی ایمبو لینس مہیا کی جا رہی ہیں، چنانچہ تحصیل ہسپتال کو بھی ایک نئی مستقل ایمبو لینس جلد فراہم کی جا رہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ہسپتال میں سرجن کی سیٹ موجود ہے۔ لیکن اس سیٹ پر میڈیکل آفیسر تعینات ہے، کیونکہ کوالیفائیڈ سرجن فی الحال تعیناتی کے لیے دستیاب نہیں۔

(ج) یہ ہسپتال 1962ء (35 سال پہلے) تعمیر ہوا۔ اس کی درج ذیل مرمت کر دی گئی۔

آپریشن تھیٹر۔ چھت ٹپکتی تھی۔ جو کہ 96-1995ء میں ٹائل لگا کر درست کر دی گئی اور 97-1996ء میں دیواروں کو پلستر کر دیا تھا۔

ایکسرے روم۔ چھت ٹپکتی تھی۔ 97-1996ء میں مرمت کر دی گئی۔

رہائشی کوارٹر۔ تین بلاکوں کی چھتوں پر 95-1994ء میں ٹائل لگا دی گئی تھی۔ دونوں بڑی رہائشوں پر 96-1995ء میں ٹائل لگائی گئی تھی۔

(د) عارضی طور پر ایمبولینس کا بندوبست کر دیا گیا ہے اور مستقل ایمبولینس جلد ہی فراہم کر

ہسپتال کی مرمت کی جائے۔ جہاں تک ڈاکٹروں کی ڈیوٹی کا تعلق ہے ان کو پابند کر دیا گیا ہے کہ وہ ڈیوٹی باقاعدگی سے ادا کریں۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ضروری تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

1993-96ء کے دوران بھرتی شدہ افراد کی تعداد

*266۔ میاں عبدالستار، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ صحت نے ضلع رحیم یار خاں میں کتنے افراد بھرتی کیے۔ ان کی تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

محکمہ صحت ضلع رحیم یار خان کے ضلعی دفتر ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر میں 64 افراد بھرتی کیے گئے جن کی *** تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ڈسپنسر کی تعیناتی کے اقدامات

*279۔ چودھری سعید اقبال، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جہلم میں موضع لنگر پور (جو کہ وچھ بیلا) میں واقع ہے وہاں کے مکینوں نے ذاتی رقبہ تعدادی دو کنال ڈسپنسری بنوانے کے لیے محکمہ صحت کے نام منتقل کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے مجوزہ جگہ پر ڈسپنسری کے لیے ایک عدد کمرہ بھی تعمیر کیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے تاحال کوئی ڈسپنسر مذکورہ ڈسپنسری میں تعینات نہ کیا ہے۔

(د) آیا حکومت وہاں پر کوئی ڈسپنسر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) یہ درست نہیں کہ موضع لنگر پور جو وچھ بیلا میں واقع ہے' کے مکینوں نے محکمہ صحت حکومت پنجاب کے نام کوئی رقبہ ڈسپنسری کے لیے انتقال اراضی کرایا ہو۔

(ب) جز(الف) کا جواب نہیں میں ہے۔ اس لیے حکومت پنجاب محکمہ صحت کی طرف سے وہاں پر کوئی کمرہ ڈسپنسری کے لیے نہیں بنوایا گیا۔

(ج) چونکہ موضع لنگر پور میں حکومت کی کوئی ڈسپنسری نہیں' اس لیے ڈسپنسر تعینات کرنے کا جواز نہیں۔

(د) حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق نئی ڈسپنسری قائم نہیں کی جا رہی ہیں۔ اس کی بجائے ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک بنیادی مرکز صحت فراہم کر دیا گیا ہے۔ اس لیے حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق موضع لنگر پور کے مقام پر ڈسپنسری کا قیام ممکن نہ ہے۔

مراکز صحت میں عملہ کی تعیناتی

*280۔چودھری سعید اقبال، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی20 (ضلع جہلم) میں بنیادی مرکز صحت(B.H.U) کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ B.H.U میں کچھ اسامیاں خالی ہیں۔ ان کی تفصیل کیا ہے اور حکومت مذکورہ اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) ڈی ایچ او آفس اور ڈی ایچ کیو ہسپتال میں کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں ان کی تفصیل کیا ہے اور حکومت ان کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) حلقہ پی۔پی20 (ضلع جہلم) میں بنیادی مرکز صحتB-H-U کی تعداد13 ہے۔

(ب) حلقہ پی۔پی 20 میںB-H-U میں منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

نام اسامی	خالی اسامیوں کی تعداد
میڈیکل آفیسر	3
ایل۔ایچ۔وی	3

سینٹری انسپکٹرز	12
میڈیکل ٹیکنیشن	2
سی۔ڈی۔سی سپروائزر	2
ویکسینیٹر	1

حکومت نے محدود مالی وسائل کے مدنظر بھرتی پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ تاہم نئی بھرتی کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں۔

(i) ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفس جہلم میں کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ii) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم میں مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں،

یورالوجسٹ	1	ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	2
میڈیکل آفیسر	3	وومن میڈیکل آفیسر	1
فزیولوجسٹ	1	ہسپتال فارماسٹ	1
پبلک ہیلتھ نرسنگ سپروائزر	1	ہیڈ نرس	1
لیڈی ہیلتھ وزیٹر	2	ڈینٹل اٹینڈنٹ	
ہیڈ کلرک		جونیئر کلرک	
دھوبی		پینٹر	
چوکیدار		کک	
وارڈ کلینر		واٹر کیریئر	

حکومت نئی بھرتی کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔

ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال اوکاڑہ کے لیے مختص رقم کی تفصیل

*285۔جناب محمد عارف چودھری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اوکاڑہ میں بننے والا نیا ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال کس مرحلے پر ہے اور اب تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ہسپتال اوکاڑہ کا کتنا بجٹ ہے اور میڈیسن کے لیے کتنی رقم سالانہ ملتی ہے۔

(ج) کیا محکمہ ڈی۔ایچ۔کیو ہسپتال اوکاڑہ میں ڈاکٹرز بالخصوص سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعداد سے مطمئن

ہے۔ اگر نہیں تو اس کے سدباب کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) محکمہ تعمیرات اوکاڑہ کی ماہ اپریل 1997ء کی رپورٹ کے مطابق مین بلڈنگ دروازوں کی سطح تک مکمل ہو چکی ہے۔ چار دیواری تین اطراف سے مکمل ہے۔ جبکہ شمال کی طرف کی دیوار D-P-C کی سطح تک مکمل ہو چکی ہے۔ اب تک اس کی تعمیر پر 7263000/= روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) موجودہ ہسپتال کا سال رواں (1996-97) کا اشیاء خدمات (Commodities and Services) کا بجٹ 3268160/= روپے ہے۔ جس میں سے ادویات کے لیے مختص بجٹ 584080/= روپے ہے۔

(ج) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹرز اور ضروری سپیشلسٹ ڈاکٹرز گورنمنٹ کی منظور شدہ تعداد sanctioned (strength) کے مطابق تعینات ہیں جو ہر D-H-Q میں تقریباً مساوی ہیں۔

ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر ماہرین ڈاکٹروں کی تعیناتی

*286۔ **جناب محمد عارف چودھری،** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا محکمہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر ایمرجنسی اٹینڈ کرنے کے Specialist ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

(ب) کیا محکمہ پروفیسر ڈاکٹرز کا ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر Visit Tour Programme ترتیب دینے کو تیار ہے۔ اگر ہے تو کب تک۔

(ج) محکمہ کا سالانہ بجٹ کیا ہے۔ میڈیسن کی خرید کے لیے کتنی رقم مختص کی جاتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) ہر ضلعی ہسپتال میں سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت کام کرتے ہیں اور ہر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ان کے ڈیوٹی روسٹر جاری کرتا ہے۔ جس کے تحت سپیشلسٹ ڈاکٹر اپنی اپنی ایمرجنسی ڈیوٹی سر انجام دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ صحت نے اس سلسلے میں ایک سرکلر بھی جاری کیا ہے جس کی کاپی ایوان کی میز پر موجود ہے جس کے مطابق سپیشلسٹ کی موجودگی کو موثر بنانے کے لیے ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

(ب) ماضی میں پروفیسر ڈاکٹرز کا ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر visit tour programme ترتیب دیا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اب پھر حکومت نے میڈیکل کالجوں کے سربراہان سے رپورٹ طلب کی ہے اور مطلوبہ رپورٹس کی روشنی میں اس سلسلے میں پالیسی وضع کی جائے گی۔

(ج) محکمہ صحت کا سالانہ بجٹ برائے 97-1996ء کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

اصل مختص شدہ بجٹ	Orginal Allocation	S-A-P 2,60,95,78,000
		NON SAP3,09,17,88,000
	کل میزان	RS-5,70,13,66,000
Revised Estimates		SAP2,60,95,79,000
		NON SAP2,97,34,21,000
	کل میزان	RS,5,58,30,00,000

ادویات کا بجٹ(ایل۔پی)	Medicenes Through M.S.D	Total Allocation
17,39,98,000/=	45,28,90,000	62,68,88,000/=

چنیوٹ ہسپتال کو ضلعی ہسپتال کا درجہ دینا

*358۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت صوبے میں کئی تحصیل لیول ہسپتالوں کو ضلعی ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے جب کہ چنیوٹ کے ہسپتال کو ابھی تک اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عرصۂ دراز سے سرجن گائنا کالوجسٹ' ای۔این۔ٹی فزیشن' ریڈیالوجسٹ اور سپیشلسٹ کی سیٹیں خالی چلی آ رہی ہیں اور دوائیاں بھی میسر نہیں ہیں۔ کیا حکومت تحصیل لیول ہسپتال چنیوٹ کو ضلعی ہسپتال کا درجہ دینے کا اور دوائیوں کی خرید کے لیے مزید فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) سال 97-1996ء کے لیے دوائیوں کی خریداری کے لیے جو بجٹ مختص کیا گیا تھا اس میں سے اب تک کتنی رقم کی دوائیاں خریدی جا چکی ہیں اور کتنی رقم باقی ہے اور دس ماہ گزر جانے کے باوجود اب تک باقی بجٹ کیوں استعمال نہیں کیا جا سکا' اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) کسی بھی تحصیل لیول کے ہسپتال کو اس وقت تک اپ گریڈ نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ

کسی تحصیل کو ضلع کا درجہ نہ دیا جائے۔ چونکہ چنیوٹ ایک تحصیل ہے اس لیے تحصیل کی سطح پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہی قائم ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی منظور شدہ پیمانے کے مطابق تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ای این ٹی سپیشلسٹ۔ فزیشن اور ریڈیا لوجسٹ کی سیٹیں نہ ہیں۔ گائنا کالوجسٹ سرجن ۔ چائیلڈ سپیشلسٹ کی اسامیاں حکومت جلد ہی پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تحصیل ہسپتال چنیوٹ کو ادویات کی خریداری کے لیے مناسب فنڈز فراہم کیے گئے ہیں۔ اگر تحصیل چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دیا جاتا ہے تو تحصیل ہسپتال چنیوٹ کو بھی ضلعی ہسپتال میں بدل دیا جائے گا۔ حکومت محدود مالی وسائل کے باوجود مریضوں کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے کوشاں رہے گی ۔ دوائیوں کی مد میں خریداری کے لیے مالی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مناسب فنڈز مہیا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

(ج) رواں مالی سال کے دوران صوبے میں دوائیوں کے لیے 62 کروڑ روپے مختص کیے گئے تھے جس میں سے 43 کروڑ کی ادویات M.S.D کے ذریعے خرید کرنی تھیں جبکہ بقیہ رقم کی ادویات متعلقہ اداروں نے مقامی طور پر خریدکرنا تھیں۔ اب تک 34 کروڑ کی ادویات گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو خرید کر چکاہے اور ان کی فراہمی پنجاب کے تمام ہسپتالوں اور اداروں کو تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ بقیہ 9 کروڑ کی ادویات کی خریداری کے لیے محکمانہ کوشش جاری ہے اور رواں مالی سال کے آخر تک ان ادویات کی فراہمی کے لیے حتی المقدور کوششیں کی جارہی ہیں لوکل پرچیز کی مد میں کل مختص شدہ رقم مبلغ 19 کروڑ میں سے 95 فی صد رقم کی ادویات مریضوں کو فراہم کی جا چکی ہیں اور بقیہ 5 فی صد کی ادویات 30 جون 1997ء تک فراہم کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹروں کا سروس سٹرکچر

*359۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر کئی سال سے منظور ہو چکا ہے۔ لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹرز کی متعدد انتظامی اور دیگر اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ کیا اب حکومت اس پر عمل درآمد کر کے ڈاکٹروں میں پائی جانے والی بے یقینی کی صورت حال دور

کرنے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)

جنرل کیڈر ڈاکٹر صاحبان کا چار سطحی سروس سٹرکچر کا نوٹیفکیشن 23 جولائی 1995ء کو جاری ہوا تھا۔ جس کے مطابق محکمہ صحت کے جنرل کیڈر کے گریڈ 19 کے 20 ڈاکٹر صاحبان کو گریڈ 20 میں ترقی دی گئی ہے' علاوہ ازیں مردانہ ڈاکٹر صاحبان گریڈ 19 کی گریڈ 20 میں ترقی کا کیس زیر غور ہے اور خواتین ڈاکٹرز کا گریڈ 20 میں ترقی کا کیس محکمہ امور ملازمت جنرل ایڈمنسٹریشن کو بھیجا گیا ہے۔ تاکہ اس کو صوبائی سلیکشن بورڈ میں پیش کیا جائے اس کے علاوہ گریڈ 17 سے گریڈ 18 میں ترقی محکمانہ ترقی کمیٹی کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ تاہم صرف چند انتظامی اسامیاں تعلیم یافتہ ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے خالی پڑی ہیں۔ جونہی موزوں ڈاکٹر دستیاب ہوئے تو وہ بھی پُر کر دی جائیں گی۔

بھکر میں محکمہ صحت کی منظور شدہ اسامیاں

*387۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بھکر میں کتنے R.H.C/B.H.U اور کتنے T.H.Q ہسپتال ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔ ان میں الگ الگ منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اس وقت کتنی خالی ہیں اور کب سے۔

(ب) ان R.H.C/B.H.U اور T.H.Q ہسپتالوں میں ادویات کی مد میں سال 1995-96ء اور 1996-97ء کے دوران کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ج) ضلع بھکر میں محکمہ صحت کے پاس کتنی ایمبولینس گاڑیاں موجود ہیں۔ ان میں سے کتنی قابل استعمال ہیں۔ تفصیل سے آگاہ کریں۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)

(الف) ضلع بھکر میں دو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال' 4 رورل ہیلتھ سنٹر اور 39 بیسک ہیلتھ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1995-96ء اور سال 1996-97ء کے لیے ادویات کی مد میں بجٹ کی *** تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

(ج) ضلع بھکر میں گورنمنٹ کی کل پانچ عدد ایمبولینس گاڑیاں ہیں۔ ان میں سے چار عدد کام کر رہی ہیں جبکہ ضلع کونسل بھکر کی طرف سے عطیے میں دی جانے والی تین عدد سوزوکی ایمبولینس گاڑیاں ہیں جو کہ ایک عدد ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور دو عدد تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منکیرہ اور کلور کوٹ میں کام کر رہی ہیں۔

ڈی۔ایچ۔ کیو ہسپتال بھکر میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ تعداد

*399۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

بھکر ڈی۔ایچ۔ کیو ہسپتال کے تمام شعبہ جات میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے۔ نیز حکومت کب تک خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

ڈی۔ایچ کیو ہسپتال بھکر میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ تعداد 21 ہے۔ اس وقت (10) دس اسامیاں خالی ہیں جن میں 7 میڈیکل آفیسرز اور 3 سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی ہیں۔ بھکر دور دراز علاقہ ہے۔ اس لیے ڈاکٹروں کے جانے میں عدم دل چسپی پائی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر بھی ڈاکٹروں کی تعداد منظور شدہ اسامیوں سے کم ہے۔ خالی اسامیاں بھرتی کے موجودہ طریقہ کار کے مطابق جلد پُر کر دی جائیں گی۔

سوہاوہ ہسپتال کی عمارت

*410۔ راجہ محمد خالد خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوہاوہ ضلع جہلم کے ہسپتال کو ٹی۔ایچ کیو ہسپتال لیول کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ب) کیا مذکورہ ہسپتال میں تحصیل لیول ہسپتال کی تمام سہولیات، سٹاف اور عمارت ہر لحاظ سے مکمل ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔ نیز حکومت کب تک تمام سہولیات عملہ اور عمارت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) یہ درست ہے کہ سوہاوہ رورل ہیلتھ سنٹر کو تحصیل لیول ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں تحصیل لیول ہسپتال کی تمام سہولیات موجود ہیں۔ عمارت ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ مزید سٹاف کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے تخمینہ جات تیار کیے جا رہے ہیں۔

بی۔ایچ۔سی کی تعمیر

*426۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی۔پی 108 تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں یونین کونسل بڈھا گورائیہ میں ابھی تک Basic Health Centre تعمیر نہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس دیہاتی علاقے کے غریب مریضوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس علاقہ میں بی۔ایچ۔سی کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یونین کونسل بڈھا گورائیہ میں بمقام منڈ تحصیل ضلع سیالکوٹ میں ایک بنیادی مرکز صحت کی منظوری 88-1987، کے A-D-P کے تحت ہوئی تھی۔ لیکن مسمی عنایت اللہ ولد سلطان علی جو کہ موضع بڈھا گورائیہ کا رہائشی ہے۔ اس نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کر دی جس میں مذکورہ بنیادی مرکز صحت کو بمقام بڈھا گورائیہ بنانے کو کہا گیا۔ لیکن مذکورہ رٹ پٹیشن عدم پیروی کی وجہ سے 26-4-91 کو خارج کر دی گئی۔

(ب) محکمہ صحت نے دوبارہ بنیادی مرکز صحت منڈ کا تخمینہ لاگت تیار کروا لیا ہے۔جس کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے بغیر تعمیر کا کام شروع کرنا ناممکن ہے۔

دیہی علاقوں میں نجی شعبہ میں ہسپتالوں کا اجراء

*427۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا حکومت دیہاتی علاقوں میں نجی شعبے سے ہسپتال قائم کرانے کا پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز حکومتی سطح پر اس سلسلے میں کیا مراعات دیے جانے کا پروگرام ہے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

حکومت دیہی علاقوں میں زیادہ سے زیادہ ہسپتال نجی شعبے میں قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے۔ حکومت پنجاب نے ہیلتھ فاؤنڈیشن قائم کر رکھی ہے جو کہ دیہی' شہری

علاقوں میں ہسپتال یا ڈسپنسری وغیرہ قائم کرنے کے خواہش مند اداروں اور افراد کو مالی امداد دینے کی مجاز ہے۔

ایکس رے اور الٹرا ساؤنڈ فیس کی ناجائز وصولی

*464۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت کے ہسپتالوں میں ایکس رے اور الٹرا ساؤنڈ کے لیے سرکاری ملازمین کے لیے کوئی سرکاری فیس وغیرہ نہیں لی جاتی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور کے سرکاری ملازمین کے ایکس رے اور الٹراء ساؤنڈ یونٹ میں جو ملازمین ایکس رے اور الٹراء ساؤنڈ وغیرہ کروانا چاہتے ہیں ان سے پیسے لیے جاتے ہیں۔

(ج) اگرجز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ افسران و سٹاف کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگرنہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی).

(الف) ہاں۔ یہ درست ہے کہ محکمہ صحت کے ہسپتالوں میں ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کے لیے سرکاری ملازمین کے لیے کوئی سرکاری فیس نہیں لی جاتی۔

(ب) یہ بات درست نہیں کہ سروسز ہسپتال لاہور کے سرکاری ملازمین کے ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ یونٹ میں جو سرکاری ملازمین آتے ہیں ان سے ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کروانے کے لیے کسی قسم کی فیس طلب کی جاتی ہے۔ تاہم سرکاری فنڈ ختم ہونے پر انجمن بہبود مریضاں (Patient ویلفیئرسوسائٹی) اپنے طور پر بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر ایکسرے فلمیں مہیا کرتی ہے اور وصول شدہ رقم سے دوبارہ ایکسرے فلمیں خرید کر طبی سہولتوں کی فراہمی کے تسلسل کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ مریضوں کی جان بچائی جاسکے۔

(ج) جز(ب) کا جواب "نہیں" ہے، البتہ اگر کوئی سرکاری اہل کار غیر قانونی رقوم وصول کر کے رسید جاری نہیں کرتا تو حکومت سخت کارروائی کرے گی۔

پی۔پی92 کے مراکز صحت کی تفصیل

*477۔چودھری غلام سرور بھوچھ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی-پی92 میں اس وقت کتنے بی-ایچ-یو، آر-ایچ-سی اور ٹی-ایچ-کیو ہسپتال ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔

(ب) کیا ان مراکز میں بجلی پانی وغیرہ کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(ج) ان مراکز میں عملہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت ان میں کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟ حکومت ان مراکز میں خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) حلقہ پی-پی92 میں 21 بنیادی مراکز صحت اور ایک دیہی مرکز صحت کام کر رہے ہیں۔ اس حلقے میں کوئی تحصیل ہسپتال نہ ہے۔ *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بجلی پانی و دیگر سہولیات کی تفصیل بھی*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر بی-ایچ-یو اور آر-ایچ-سی میں ڈاکٹر اور دیگر عملے کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر *** تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
حکومت جلد ہی M.O، W.M.0 اور L.H.V کی خالی اسامیوں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر پُر کرنے کا اعلان کرنے والی ہے۔

بی-ایچ-یو میں خالی اسامیوں کی تعداد

*527۔چودھری محمد اعظم چیمہ، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی-پی86 میں کتنے بی-ایچ-یو اور آر-ایچ-سی ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور یہ کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان میں عملے کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنا عملہ موجود ہے؟ جو اسامیاں خالی ہیں یہ کب سے خالی ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے؟ کہ ان سنٹروں میں عملہ غیر حاضر رہتا ہے جس کی وجہ سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے؟ حکومت ان ہسپتالوں میں عملے کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) حلقہ پی۔پی 86 میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر اور 14 بنیادی مراکز صحت واقع ہیں اور یہ تمام عرصہ تقریباً 15 سال سے کام کر رہے ہیں۔ تفصیل لف ہے۔

(ب) ہر R-H-C میں عملہ کی تعداد 39 افراد پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہر B-H-U میں عملہ کی تعداد 9 افراد ہے۔ اس وقت تمام سنٹروں میں سب اسامیاں پُر ہیں اور کوئی جگہ خالی نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت کے عملے کی غیر حاضری کی شکایات ہیں۔ موجودہ حکومت نے عملے کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن اقدام کیے ہیں تاکہ عملے کی حاضری کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس سلسلے میں غیر حاضری کے لیے اب اعلیٰ افسران کو ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اچھی شہرت والے افسران کو تعینات کیا گیا ہے۔ غیر تسلی بخش کارکردگی پر عملے اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے نئی حکمت عملی وضع کی ہے۔ جس کے تحت ڈاکٹروں اور عملے کی بھرتی specific health facilities کے لیے کی جائے گی اور یہ تعیناتی non-transferable ہوگی۔ اگر کوئی ڈاکٹر یا دیگر عملہ contract کے دوران تسلی بخش طور پر کام نہ کرے گا۔ تو اسے نوکری سے فارغ کر دیا جائے گا۔

NAME OF RURAL HEALTH CENTRE AND BASIC HEALTH UNITS IN PP - 86

Sr. No.	NAME OF RHC/BHU	
1.	Qila Didar Singh	RHC
2.	Adhowali	BHC
3.	Phuliki	BHU
4.	Maan	BHU
5.	Bukrayawali	BHU
6.	Gondianwala	BHU
7.	Dogranwala	BHU
8.	Kalaske	BHU
9.	Poma Bath	BHU
10.	Loianwala	BHU
11.	Bheri Shah Rehman	BHU
12.	Phiaphkhan	BHU
13.	Chal Kalan	BHU
14.	Haiger	BHU
15.	Kot Bhwani Das	BHU

آر۔ایچ۔سی کا درجہ دینا

*528۔چودھری محمد اعظم چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بی۔ایچ۔یو قلعہ دیدارسنگھ ضلع گوجرانوالہ کو آر۔ایچ۔سی کا درجہ دینے کا منصوبہ بنایا تھا؛ اس منصوبے پر کب تک عمل درآمد شروع کیا جائے گا اور عملی طور پر اس منصوبہ پر کس قدر پیش رفت ہو چکی ہے؛

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

یہ درست نہ ہے۔ قلعہ دیدارسنگھ ضلع گوجرانوالہ کے مقام پر پہلے ہی آر۔ایچ۔سی کام کر رہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

فیصل آباد کے مراکز صحت میں ادویات اور دیگر سہولیات کی فراہمی

43۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع فیصل آباد میں کتنے بنیادی مراکز صحت، رورل ہیلتھ سنٹر ہسپتال، کمیونٹی سنٹر ہیں۔ہر صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے مطابق الگ الگ اور کہاں کہاں واقع ہیں؛ ان میں کتنا عملہ تعینات ہے اور ان پر سالانہ دیکھ بھال و ادویات پر کتنی رقم خرچ ہوتی ہے اور کتنے ایسے سنٹرز میں پانی و بجلی، سوئی گیس کی سہولتیں موجود ہیں۔ نیز رواں مالی سال میں کتنے نئے سنٹرز کہاں کہاں بنائے جا رہے ہیں؛

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

ضلع فیصل آباد میں بنیادی مراکز صحت، رورل ہیلتھ سنٹرز ہسپتال ایم۔سی۔ایچ سنٹر گورنمنٹ ڈسپنسری کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

بنیادی مراکز صحت	167
رورل ہیلتھ سنٹرز	11
ایم۔سی۔ایچ سنٹر	6
گورنمنٹ ڈسپنسری	5

سول ہسپتال تاندلیانوالہ	1
سالانہ دیکھ بھال پر خرچ	99,54,000 روپے
ادویات پر خرچ	1,38,29,400 روپے
کل عملہ	1688 افراد

پانی ہر سنٹر پر دستیاب ہے۔ سوئی گیس کسی بھی سنٹر پر موجود نہ ہے۔

بجلی تمام سنٹرز پر موجود ہے ماسوائے مندرجہ ذیل بنیادی مراکز صحت۔

1۔ بنیادی مراکز صحت چک نمبر 205/RB

2۔ ۔ایضاً۔ چک نمبر 203/G.B

3۔ ۔ایضاً۔ چک نمبر 581/G.B

4۔ ۔ایضاً۔ چک نمبر 165/G.B

رواں مالی سال میں ایک بنیادی مرکز صحت بمقام چک نمبر 8-J.B پر زیر تعمیر ہے۔ حلقہ جات کے مطابق *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہیلتھ فاؤنڈیشن کی طرف سے مالی امداد

64۔چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ہیلتھ فاؤنڈیشن نے اپنے قیام سے اب تک کتنے اداروں/افراد کو کتنی مالیت کی گرانٹ، قرضہ جات وغیرہ کی منظوری دی اور کس کے حکم سے دی؟ *** تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن فروری 1993ء میں معرض وجود میں آئی۔ یہ بے روزگار ڈاکٹروں NGO اور پرائیویٹ اداروں کو صحت کی ترویج کے لیے قرض فراہم کرتی ہے۔ بے روزگار ڈاکٹروں کے لیے ینگ ڈاکٹر سیکروٹنی کمیٹی صوبائی سیکرٹری ۔ہیلتھ کی سربراہی میں ایک لاکھ روپے تک کا بلا سود قرضہ منظور کرنے کی مجاز ہے۔ جبکہ پرائیویٹ اداروں کو پانچ لاکھ روپے تک کا بلا سود قرض ایڈمنسٹریٹو اینڈ فنانس کمیٹی صوبائی وزیر صحت کی سربراہی میں

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

منظور کرنے کی مجاز ہے۔ اسی طرح 15لاکھ روپے تک قرض پنجاب ہیلتھ فاونڈیشن کا بورڈ آف ڈائرکٹرز جس کے سربراہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں منظور کرنے کا مجاز ہے۔

بے روزگار ڈاکٹروں کی کل 151 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 76 کیس منظور کیے جاچکے ہیں۔ جن کی کل رقم =/7600000 روپے بنتی ہے۔ 5لاکھ اور 15 لاکھ روپے تک کی 151 درخواستیں موصول ہوئیں۔ 5 لاکھ روپے تک کے گیارہ کیس منظور کیے گئے ۔ اور ان کی مالیت =/4275832 روپے بنتی ہے۔ 15لاکھ روپے کے قرض کے ضمن میں ایڈمنسٹریٹو اینڈ فنانس کمیٹی نے 9 کیس منظور کیے ہیں۔ جونہی بورڈ آف ڈائرکٹرز کی میٹنگ ہو گی تو یہ 9 کیس برائے فائنل منظوری پیش کیے جائیں گے۔ ان 9 کیسوں کی کل مالیت =/10770000 روپے بنتی ہے۔

گرانٹ کے ضمن میں عرض ہے کہ ہیلتھ فاؤنڈیشن نے ابھی تک کسی ڈاکٹر یا ادارے کو کوئی گرانٹ نہیں دی ۔

میڈیکل کالجز میں طالب علموں کی تعداد

102۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے کے تمام میڈیکل کالجز میں اس وقت کتنے طالب علم زیر تعلیم ہیں ان میں کتنے طلباء اور کتنی طالبات ہیں۔ ہر کالج کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) طلباء و طالبات کے میڈیکل کالجوں میں اقامتی طلباء و طالبات کے لیے رہائشی گنجائش کیا ہے اور اس وقت ان میں کتنے طلباء و طالبات رہائش پذیر ہیں؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) صوبے میں میڈیکل کالجز میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

	طلباء	طالبات	کل تعداد
1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	771	613	1384
2۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	875	534	1409
3۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	-	1428	1428
4۔ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	503	758	1261

5۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان	954	417	1371
6۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	572	547	1119
7۔ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور	597	465	1062
8۔ ڈینٹل کالج لاہور	200	186	386
کل میزان	4472	4948	9420

(ب) صوبے کے تمام میڈیکل کالجوں میں اقامتی طلباء و طالبات کی تفصیل درج ذیل میں علیحدہ علیحدہ دی جا رہی ہے:

نام میڈیکل کالج	طلباء		طالبات	
	اقامتی گنجائش	کتنے طلباء رہائش پذیر ہیں۔	اقامتی گنجائش	کتنی طالبات رہائش پذیر ہیں۔
1۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	840	840	287	509
2۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور	606	558	404	252
3۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	-	-	782	920
4۔ راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی	180	238	200	200
5۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان	821	921	290	356
6۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	834	494	155	424
7۔ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور	645	580	439	437
8۔ ڈینٹل کالج لاہور	73	85	105	105
کل میزان	3999	3716	2662	3203

* 270 سے زیادہ طالبات سٹاف نرسز ہوسٹل میں رہائش پذیر ہیں۔

مناسب اقامتی رہائش کے لیے پرنسپل صاحبان کو سکیم / تجویز تیار کر کے محکمہ صحت کو ارسال کرنے کے لیے علیحدہ مراسلہ ارسال کیا جا رہا ہے تا کہ اگلے بجٹ میں اس پر غور کیا جا سکے۔

بی۔ایچ۔یو بدوملہی میں سہولیات کی فراہمی

161۔میاں عبدالحمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بی۔ایچ۔یو بدوملہی(نارووال) میں ایکسرے پلانٹ اور ای۔سی۔جی کی سہولت مریضوں کے لیے دستیاب ہے۔

(ب) کیا ایکسرے پلانٹ کام کر رہا ہے؟ اگر نہیں کام کر رہا تو مریضوں کی سہولت کے لیے کب تک یہ کام شروع کر دے گا؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

الف) آر۔ایچ۔سی بدوملہی میں ایکسرے پلانٹ موجود ہے لیکن متعلقہ فرم نے ابھی تک اسے فٹ کر کے چالو کرنا ہے۔ (E-C-G) مشین کسی بھی دیہی مرکز صحت کو فراہم نہ کی گئی ہے کیونکہ آر۔ایچ۔سی میں کوئی سپشلسٹ ڈاکٹر نہیں ہوتے۔

(ب) فی الحال ایکسرے پلانٹ کام نہیں کرر یا ہے۔ مذکورہ فرم سے رابطہ کر کے اسے جلد لگوا دیا جائے گا۔

حلقہ پی۔پی95 میں R-H-C/ B-H-U میں عملہ کی تعداد

179۔**ملک محمد حنیف اعوان**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی95 میں کتنے بی۔ایچ۔یو اور کتنے آر۔ایچ۔سی ہیں ان میں ڈاکٹر اور دیگر عملے کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور خالی کتنی ہیں وہ کب سے خالی ہیں۔

(ب) سال1988ء سے 1996ء تک ان ہسپتالوں کی مرمت کے لیے کتنے فنڈز استعمال کیے گئے ہیں؟ علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) حلقہ پی۔پی نمبر95 گجرات میں کل 6 بی۔ایچ۔یو ہیں۔ جبکہ R-H-Q ضلع جہلم میں منتقل (shift) ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر اور دیگر عملے کی منظور شدہ تعداد اور خالی اسامیوں کی تعداد *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

196۔**سردار سعید انور**، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

کیا آر۔ایچ۔سی 740 تحصیل کمالیہ میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کی گئی ہے اگر نہیں تو حکومت کب تک اس سنٹر میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

لیڈی ڈاکٹر زرینہ چودھری سینئر ویمن میڈیکل آفیسر کو 29-09-97 کو آر۔ایچ۔سی (R.H.C) 740 جی۔بی تحصیل کمالیہ میں تعینات کر دیا گیا ہے۔ تعیناتی کی نقل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

آصف محمود بٹ کلرک منشی ہسپتال کو بقایا جات کی ادائیگی

207۔ملک سرفراز حسین کھوکھر، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر آصف محمود بٹ کلرک ڈسپنسر منشی ہسپتال لاہور کی معطلی کے بعد بقیہ جات تنخواہیں ادا کرتے وقت اس سے کوئی under-taking نہ لی تھی کہ دوران معطلی اس نے کوئی ملازمت وغیرہ نہ کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے ادائیگی بقیہ جات میں اس سے اس دوران کی earning وضع نہ کی تھی اور اس طرح کی جانب داری سے اس کو غیر قانونی مالی مفاد دیا گیا تھا۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یہ درست نہیں کہ آصف محمود بٹ کلرک، ڈسپنسر منشی ہسپتال کا ملازم تھا۔ البتہ آصف رضا بٹ ڈسپنسر نے 01-03-87 کو ہسپتال کی ملازمت حاصل کی اور اپنی ملازمت کے دوران کبھی معطل نہ ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں کہ اسے کسی قسم کی بقایا جات کی ادائیگی کی گئی تھی۔ البتہ آصف رضا بٹ ڈسپنسر نے مورخہ 05-03-90 کو ملازمت سے استعفیٰ کا نوٹس دیا۔ جو کہ مورخہ 4-4-90 سے منظور کر لیا گیا۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ کل کی پینڈنگ تحریک استحقاق ہے۔ ایک تحریک استحقاق چودھری محمد اقبال کی پینڈنگ ہے۔ چودھری محمد اقبال تشریف لائے ہیں؟ چلیں اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی تھوڑی سی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ ہم جو نئے لوگ آئے ہیں۔ ہر روز ہمارے سوالات آتے ہیں۔ کل لوکل باڈیز میں بھی ہمارے سوالات تھے۔ آج صحت میں بھی ہمارے سوالات ہیں۔ لیکن یہ ہوتا ہے پچھلے اجلاس میں بھی ہمارے ساتھ یہ ہوتا رہا ہے کہ جب ہماری باری آتی ہے تو بدقسمتی سے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ وقفہ سوالات کا وقت زیادہ کر دیا جائے یا پھر مجھے یقین دہانی کروا دیں کہ صحت اور لوکل باڈیز میں ہمارے جو سوالات ہیں وہ اگلے اجلاس میں آ جائیں گے۔

جناب سپیکر، نہیں، اس طرح نہیں ہوتا۔ جو جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے۔ جہاں تک آپ کے سوالات کی باری نہ آنے کا تعلق ہے، آپ کی یہ بات valid ہے۔ میرے خیال میں سوالات کرنے والے ممبران اسمبلی سے آئندہ بھی کہا جائے گا کہ وہ زیادہ سے زیادہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی جنھوں نے کیے ہوں تاکہ سارے سوالات پر بحث ہو سکے۔ ان شاء اللہ آئندہ ہم اس کو بہتر طریقے سے کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ایک اور پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اسمبلی میں آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم نے مسائل کا حل بھی نکالنا ہے۔ مقصد یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم نے جواب دے دیا ہے۔ اس کو پڑھ لیں، پڑھنے سے وہ مقصد واضح نہیں ہوتا جب تک اس کے فیصلے پر عمل درآمد نہ کروائیں۔ کل لوکل باڈیز میں میرے اتنے سوالات تھے۔ میں نے اس محکمے کی اتنی نشان دہی کی ہوئی تھی کہ لوکل باڈیز میں اس قسم کی بدعنوانی ہوئی تھی کہ ایک ایک سڑک کو چار چار محکموں نے بنایا ہوا تھا۔ تو میں نے کل بھی یہ التجا کی تھی کہ جناب اس میں مجھے تھوڑا سا وقت دے دیا جائے یا وہ کسی کمیٹی کے سپرد کر دیے جائیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، کل تو آپ نے کوئی گزارش نہیں کی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! کل بھی ایسے ہی ہوا۔ باری ہی نہیں آئی۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ نے ابھی فرمایا ہے ناں کہ کل گزارش کی ہے۔ کل تو آپ نے

کوئی گزارش نہیں کی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! میں نے تحریک استحقاق لکھ کر دے دی تھی۔

جناب سپیکر، میرے پاس کل کوئی تحریک استحقاق نہیں آئی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! میں نے جمع کروا دی تھی۔

جناب سپیکر، نہیں، میرے پاس ابھی تک نہیں آئی۔ سیکرٹری صاحب! کل کوئی تحاریک استحقاق آئی ہیں؟۔۔۔۔ کل تو کوئی تحریک استحقاق نہیں آئی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! میرے پاس لیٹر بھی آ گیا ہے کہ آپ مجھے اس کی وضاحت کریں۔ یہ میرے پاس لیٹر پڑا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، وہ ابھی وضاحت کریں ناں۔ آپ کی تحریک استحقاق ابھی منظور تو نہیں ہوئی۔ تشریف رکھیں تو تحاریک استحقاق کل کی پینڈ نگ ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دی۔ یہ تحریک استحقاق جناب پیٹر گل کی ہے۔۔۔۔ اچھا دو دن کے لیے پینڈ نگ کی ہے تو چودھری اقبال صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

وزیر قانون، جناب! چودھری اقبال صاحب کل بھی تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آج بھی تشریف نہیں لائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوا۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ بات نہ کریں۔ وہ بات کر رہے ہیں۔ میں نے آپ کو بات کرنے کی ابھی اجازت نہیں دی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف اس لحاظ سے عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے احساس ہے اگر pend کر لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن اگر وہ اپنے استحقاق مجروح ہونے پہ اتنے ہی حساس تھے تو وہ کل بھی یہاں موجود ہونے کے باوجود تشریف نہیں لائے۔ آج بھی وہ لاہور میں موجود ہیں اور یہاں پر تشریف نہیں لائے۔ اگر اس کو pend کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ واقعی ہم نے کل بھی انتظار کیا تھا۔ آج بھی ان کو آنا چاہیے تھا۔ راجہ صاحب! ایک دن اور دیکھ لیتے ہیں۔ اس کو کل تک کے لیے پینڈنگ کرتے ہیں۔ اب تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔یہ تحریک التوا کار پیش ہو چکی ہے۔ یہ تحریک التوا کار نمبر 34 جناب عثمان ابراہیم کی ہے۔ میرا خیال ہے یہ بھی انھوں نے مجھے لکھ کر دیا ہے کہ اس کو پینڈنگ کیا جائے۔ ابھی ان کا لکھا ہوا آ گیا ہے کہ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے۔ اب نمبر 39 راجہ محمد خالد خان کی ہے۔ پیش ہو چکی ہے اور پچھلے اجلاس کی ہے اور میرے خیال میں وزیر قانون نے اس کا جواب دینا تھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس تحریک میں موضع دمیک میں 13 - اپریل 1997ء کو قتل ہونے والی کنیز بیگم کے پوسٹ مارٹم اور رات بھر کے وقفے کے بعد اگلی صبح ہونے اور پوسٹ مارٹم کے بعد مرد ملازمین کی طرف سےغسل دیے جانے کے بارے میں توجہ دلائی گئی تھی۔ محکمہ صحت کی طرف سے ڈائرکٹر صحت راولپنڈی کی نگرانی میں قائم ہونے والی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ڈسٹرکٹ ہسپتال جہلم میں رات کے وقت پوسٹ مارٹم کرنے کی سہولت موجود نہ ہونے کی وجہ سے پوسٹ مارٹم اگلی صبح ہوا مگر مرحومہ کی نعش کی بےحرمتی نہیں کی گئی اور لیڈی ڈاکٹر ثمینہ اصغر کے پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد خاتون ملازمہ نے نعش کو غسل دیا اور لواحقین کے حوالے کیا۔ وزیرصحت نے تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ایک اور اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی ڈائرکٹر جنرل صحت پنجاب کی زیر سربراہی تشکیل دی اور کارروائی کے دوران تحریک التواء کے پیش نظر راجہ خالد صاحب بھی تشریف لائے۔ مذکورہ بالا کمیٹی نے بھی نعش کی مرد ملازمین کی طرف سے غسل دیے جانے کے واقع کی تردید کی اور راجہ محمد خالد صاحب نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ پنجاب حکومت کے نوٹیفکیشن نمبر SOHOD6-191 مورخہ 20 - مارچ 1996ء کے مطابق اگر ضروری سازو سامان اور سہولتیں موجود ہوں تو پوسٹ مارٹم رات کے وقت کرنا ممکن ہے اور بڑے شہروں میں رات کے وقت پوسٹ مارٹم کیے جا رہے ہیں۔ تاہم چھوٹے شہروں میں یہ سہولت ضروری سہولیات مہیا کرنے کے بعد ممکن ہو سکے گی۔

جناب والا! یہ وہ جواب ہے جو محکمے کی طرف سے آیا ہے۔ یہاں میں اس بات کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پوسٹ مارٹم عام طور پر رات کو نہیں کیا جاتا اور اس سلسلے میں ایک واقع

قانون موجود ہے کہ after sun-set and before sun rise پوسٹ مارٹم نہیں ہو سکتا۔ اسی موجودہ اسمبلی کے ایک اجلاس میں، میں نے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم رولز میں تھوڑی سی تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور جہاں سہولیات موجود ہیں وہاں پوسٹ مارٹم رات کے وقت کرنے کے لیے قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ قانون سازی محکمہ قانون کے زیرغور ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کسی وقت قانون سازی کی جائے گی۔ لیکن جہاں تک اس خاص واقع کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی حساس معاملہ تھا اور اس کی ایک دفعہ انکوائری کرائی گئی، وزیر موصوف اس سے مطمئن نہ تھے۔ انھوں نے دوبارہ انکوائری کروائی اور رپورٹ کے مطابق، چونکہ مجھے حقائق کا اتنا زیادہ علم نہیں، میں اپنی معلومات کی بنیاد پر رپورٹ بناتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر راجہ صاحب خود اس کمیٹی میں شامل تھے، ان کی تشفی وتسلی ہو گئی ہے تو بہتر ہے۔ اگر ان کی تسلی نہیں ہوئی تو ان کو سن لیا جائے۔ جو حکم وہ کریں گے اس کے مطابق ہم اقدامات کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات سے بالکل اختلاف نہیں کہ پوسٹ مارٹم after sun-set نہیں ہو سکتا۔ میں نے تو یہ اعتراض کیا ہی نہیں۔ میرا اعتراض تو یہ تھا کہ ایک مسلمان عورت کو غیر مسلم مردوں نے غسل دیا۔ بہرحال، اس کی انکوائری وزیر صحت نے کروائی۔ مجھے بھی یہ حکم ملا کہ میں اس انکوائری میں شامل ہوں۔ ایک لفظ پر مجھے وزیر قانون سے اختلاف ہے کہ راجہ خالد کے سامنے سٹاف نے تردید کی۔ نہیں، سٹاف نے تردید نہیں کی، بلکہ سٹاف نے اپنی غلطی تسلیم کی اور اس کی معافی مانگی۔ آخر میں بھی انسان ہوں میری بھی کچھ مجبوریاں ہیں، تو مجھے اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ آپ اس بار معاف کر دیں، آئندہ اس بات کا اعادہ نہیں ہوگا۔ بہرحال، جناب والا! میں نے انھیں معاف کر دیا۔ انھوں نے یہ تردید نہیں کی، انھوں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

راجہ محمد خالد خان: نہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ dispose of تصور ہوتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ابھی جو تحریک التواء زیر غور تھی اور راجہ صاحب نے اس کو withdraw کر لیا' کوئی ایسی معمولی بات نہیں کہ جس کو ایک محرک پیش کرے اور پھر اس کو واپس لے لے اور دو آدمی اس کو تسلیم کرلیں۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر جتنا احتجاج کیا جائے کم ہے۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ انھوں نے تسلیم کیا' یا نہیں کیا۔ جو راجہ صاحب کے کہنے سے ظاہر ہو گیا ہے کہ انھوں نے یہ غلطی کی اور اس کو تسلیم کیا۔ جب کہ یہ قانون بھی نہیں کہ کسی عورت کو' چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو' یہ شرعاً بھی جائز نہیں کہ اس کو غیرمرد غسل دیں۔ جناب سپیکر! یہ بات اتنی چھوٹی نہیں۔

جناب سپیکر، غالباً سعید اکبر صاحب! آپ بھول گئے ہیں یہ مسئلہ کافی دیر چلا ہے۔ اس کے بعد دو تین انکوائریاں ہوئیں اور اس کا کوئی ایک دن میں فیصلہ نہیں ہوا۔ آج کوئی تین ماہ کے بعد یہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں جس کا لاءمنسٹر صاحب نے ذکر کیا اور پھر راجہ خالد خان صاحب نے اپنی بات پوری کی اور انکوائری بھی ان کے سامنے ہوئی اور انھوں نے ان کو معاف کیا۔ اسی وجہ سے انھوں نے withdraw کی اور یہ معاملہ dispose of ہو چکا ہے۔ یہ دوبارہ نہیں آ سکتا۔ تو آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست نہیں۔

رانا ثناء اللہ صاحب! یہ آپ نے کل پیش کر دی تھی۔ چونکہ کل چودھری اقبال صاحب پریس کے حضرات کو لینے کے لیے گئے تھے۔ یہ pending تھی کہ آپ نے جواب دینا ہے۔ یہ تحریک التواء نمبر 2 ہے۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، میرے فاضل دوست نے بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس کی technicalities میں پڑنے کی بجائے صورت حال واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میٹرک امتحان سالانہ منعقدہ مارچ 1997ء کے دوران گورنمنٹ پینسرہ ہائی سکول کے اقامتی انسپکٹر رانا احسان الحق ریذیڈنٹ انسپکٹر جو کہ متذکرہ سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے کو بورڈ انتظامیہ نے نقل کرواتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا اور اس کو فوری طور پر محکمے نے معطل کر دیا' انکوائری کے احکامات صادر فرمائے اور ساتھ ہی ان کے خلاف انکوائری مروجہ قوانین کے مطابق کیے جانے کا بھی حکم دیا جو کہ زیر عمل ہے۔ اور جناب سپیکر! انکوائری رپورٹ کی روشنی میں متعلقین کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب والا! مزید بورڈ انتظامیہ نے امتحان کے دوران چیکنگ و نگرانی کے لیے خصوصی معائنہ ٹیمیں بھی تشکیل دیں تاکہ امتحان صاف شفاف طریقے سے سرانجام پا سکے۔ اس طرح بوٹی مافیا کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے 128 ناجائز ذرائع استعمال کرنے اور نقل کرنے کے کیس پکڑے، ان کے خلاف بھی مجوزہ قانون کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے جس کی باقاعدہ اطلاع کمشنر فیصل آباد کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی پہنچائی گئی ہے۔

جناب سپیکر! امتحان انٹرمیڈیٹ سالانہ 1997ء کے امتحانی مرکز گورنمنٹ جامعہ ماڈل ہائی سکول سمن آباد فیصل آباد میں ہونے والی دھاندلی کو بھی بورڈ انتظامیہ نے ازخود گرفت میں لیا اور بوٹی مافیا کے جدید ہتھکنڈوں اور غلط عزائم کو ناکام بنایا۔ جناب والا! اس کے بعد فیصل آباد بورڈ کی تاریخ میں پہلی بار اتنا بڑا سکینڈل منظر عام پر لایا گیا جس کی رپورٹ باقاعدہ محکمے کو پہنچی۔ اس سکینڈل میں ملوث متعلقین کے خلاف انکوائری کرانے کے لیے پروفیسر بشیر احمد وڑائچ کو انکوائری افسر مقرر کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! انکوائری زیر عمل ہے۔

اس کے علاوہ بورڈ انتظامیہ کی جانب سے تشکیل شدہ معائنہ ٹیموں جو کہ بورڈ ممبران کے علاوہ ماہرین پر مشتمل تھیں، تمام امتحانی سنٹروں کا معائنہ کیا اور اس طرح امتحان انٹرمیڈیٹ سالانہ1997ء میں نقل کے 218 کیس درج کیے گئے جن کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! ان کے علاوہ بورڈ انتظامیہ نے بوٹی مافیا کی حوصلہ شکنی کے لیے بورڈ ملازمین پر مشتمل خصوصی ٹیمیں بھی تشکیل دیں اور اچھی شہرت نہ رکھنے والے امتحانی سنٹروں پر تعینات کیا جو کہ نقل شکنی کے معاملے میں معاون ثابت ہوئیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم معاملے کی چھان بین کر رہی ہے۔ وزیراعلیٰ معائنہ ٹیم کی انکوائری رپورٹ کی روشنی میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ تمام امیدواران جو نقل رسانی کے ناجائز ذرائع استعمال کرنے میں ملوث ہیں کو بورڈ کے قوانین کے مطابق کارروائی کرنے کے لیے کئی نوٹس جاری کیے ہیں۔ اب بورڈ انتظامیہ نے روزنامہ "نوائے وقت" پاکستان کے ذریعے مشتہر کیا گیا ہے کہ وہ فوری طور پر بورڈ انتظامیہ کے روبرو پیش ہو کر اپنا موقف بیان کریں تاکہ ان کے بارے میں قانونی کارروائی کی جا سکے۔

جناب سپیکر! یہ تو چند اقدامات ہیں جو میں نے پیش کیے ہیں۔ اس کے علاوہ اس معاملے میں بوٹی مافیا کو ختم کرنے اور حد سے کم کرنے کے لیے حکومت وقت بڑے موثر اقدامات کر رہی ہے جس کی شہادت رانا ثناء اللہ صاحب بھی دیں گے۔ ابھی ہم نے بہت ساری اطلاعات اکٹھی کر کے، کہ کون کون سے بورڈ، پورے پنجاب میں انٹرمیڈیٹ بورڈ ہیں، اچھی شہرت نہیں رکھتے اور کون کون لوگ ٹھیک کام نہیں کر رہے۔ ان کی باقاعدہ رپورٹس لے کر ان کو نکال دیا ہے اور نئے افسران لگا دیے ہیں۔ جناب والا! اس کی مثال اگر میں فیصل آباد سے شروع ہو جاؤں تو چیئرمین بورڈ اور سیکرٹری بورڈ کو بھی تبدیل کر دیا گیا ہے اور جس آدمی کے بارے میں ہمیں ذرا بھی شائبہ ہوتا ہے کہ وہ کام ٹھیک نہیں کر رہا اس کو تبدیل کر رہے ہیں تاکہ اس کا کوئی احتمال نہ رہے۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو حکومت وقت اٹھا رہی ہے اور اس میں نہ صرف میں اور میرے تمام رفقائے کار، بلکہ وزیراعلیٰ پنجاب بھی بڑے فکر مند ہیں اور وہ خود ان سارے اقدامات کی نگرانی کر رہے ہیں۔ میری اس مختصر سی گزارش کے بعد رانا ثناء اللہ خان صاحب سے اپیل ہے کہ میرا خیال ہے کہ وہ مطمئن ہیں۔ اب وہ اس کو press نہ کریں۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں بھی میں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ذمہ دار کردار بھی بے نقاب ہوئے۔ لیکن کسی کو سزا دینے کی بجائے اس معاملے کو گول کیا جا رہا ہے۔ اب وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ایک انکوائری زیرعمل ہے۔ پھر آگے جا کر انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس واقعے کو تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ گزشتہ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات سے متعلق شکایت ہے۔ تو جب ایک سال میں وہ لوگ شناخت بھی ہو گئے جنھوں نے یہ سارا معاملہ کیا تھا، یہ ساری کرپشن کی تھی تو ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ابھی یہی کہا جا رہا ہے کہ انکوائری زیرعمل ہے اور عمل میں لائی جا رہی ہے تو پھر یہ معاملے کو گول کرنے والی بات ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ چاہوں گا کہ اس معاملے سے متعلق جس میں باقاعدہ 13 طالب علم پکڑے گئے، ذمے دار آدمی جنھوں نے باہر سے پیپر حل کروا کر ان بنڈلوں میں رکھوائے تھے وہ شناخت ہو گئے تو اب تک ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تھی۔ یہ قطعی طور پر بتائیں کہ ان کے

خلاف اب تک اگر کارروائی ہوئی ہے تو کیا ہوئی ہے اور اگر زیرعمل ہے یا عمل میں لائی جارہی ہے تو پھر کب تک اس کا اختتام ہو گا۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب۔

وزیرتعلیم: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شاید میں اپنے جواب کو اچھی طرح واضح نہیں کر سکا' اس لیے ان کو تھوڑا سا شکوہ رہا ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ معاملہ لمبا اس لیے ہو جاتا ہے کہ جو طالب علم پکڑے جاتے ہیں وہ حاضر نہیں ہوتے۔ وہ بورڈ کے سامنے اپنی صفائی پیش کریں یا اپنے اوپر الزام کا کوئی جواب دے سکیں۔ ان کو وہ پراسیس پورا کرنا پڑتا ہے۔ اگر آپ unheard کسی کو سزا دیں گے تو اس کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اس میں پھر میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" میں اشتہار بھی دیا گیا ہے کہ آپ آ کر اپنی صفائی میں اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں۔ وہ معاملہ تو اس طرح سے لمبا ہو گیا ہے۔ باقی اگر کسی اہل کار کے بارے میں میرے دوست کو کوئی گلہ شکوہ ہے تو وہ کہہ سکتے ہیں' کیونکہ یہ پرانے کیس ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ یہ کتنے لمبے چلتے ہیں۔ اس لیے ہم اپنے بھائی کو بھی اس انکوائری میں باقاعدہ شامل کرتے ہیں اور اس کو expedite کرواتے ہیں تاکہ اگر اس میں کوئی بھی خلا ہے تو وہ سامنے آ سکے۔

جناب سپیکر: اس میں جو ذمہ دار لوگ ہیں جنھوں نے یہ کرپشن کی ہے ان کے خلاف پورا ایکشن ہو۔

وزیرتعلیم: جی' ان کے خلاف پورا ایکشن ہو گا۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ کیوں رانا صاحب؟

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ پھر آپ press نہیں کرتے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی' میں press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ پھر withdraw ہوئی۔ یہ dispose of تصور کی جاتی ہے۔ آگے بھی تحریک التوائے کار نمبر 3 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ آپ نے پڑھی نہیں تھی؟

رانا ثناء اللہ خان: جی۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اگر آپ مہربانی فرمائیں تو آگے اسی نوعیت کی تحریک التوائے کار نمبر 9 بھی ہے۔ اگر وہ بھی اس کے ساتھ ہی لے لی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی ہاں' دونوں اکٹھی لے لی جائیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 9 بھی رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے؟

وزیر تعلیم: نہیں جناب۔ وہ فیصل آباد کے ہمارے دوست خواجہ محمد اسلام صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ بھی ساتھ ہی لے لی جائے۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد اسلام صاحب بیٹھے ہوئے ہیں؟ نہیں بیٹھے۔ تو ٹھیک ہے یہ دونوں تحاریک التوائے کار اکٹھی لے لیتے ہیں۔ ویسے ایک جیسی ہیں۔

ایڈھاک لیکچررز کی مدت ملازمت میں توسیع

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں سال 1994ء میں تقریباً 400 اور پھر سال 1996ء میں تقریباً 1400 ایڈہاک لیکچرار محکمہ تعلیم پنجاب میں تعینات کیے گئے۔ یہ تعیناتی عرصہ ایک سال کے لیے تھی اور اوپر بیان کردہ ہر دو سال یعنی 1994ء' 1996ء میں تعینات ہونے والے لیکچرار صاحبان کا عرصہ تعیناتی فروری 1997ء میں ختم ہو رہا تھا۔ مزید یہ کہ ان لیکچرار صاحبان کی شرائط تعیناتی میں یہ شرط بھی درج ہے کہ جب selectors through Public Service Commission امتحان پاس کر کے آ جائیں گے تو وہ ان کی جگہ لے لیں گے اور ان کی سروس از خود ختم متصور ہو گی۔

لیکن صورت حال اور مسئلہ یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے امتحان پاس کر کے منتخب ہونے والے لیکچرار صاحبان jobs کے لیے دھکے کھا رہے ہیں اور جگہ نہ ہونے کی وجہ سے adjust نہیں ہو رہے 'جب کہ گزشتہ حکومت میں عارضی تعیناتی حاصل کرنے والے یہ لیکچرار صاحبان جو اس وقت کرپٹ حکومت کے کرپٹ نمائندوں کے ذریعے کوٹہ سسٹم کی بنیاد پر تعینات ہوئے تھے اور اب تک پبلک سروس کمیشن کا امتحان مواقع ملنے کے باوجود پاس نہیں کر سکے یا فیل ہو چکے ہیں یا appear نہیں ہوئے ' ابھی تک تعینات ہیں اور اس پر ظلم یہ کہ موجودہ حکومت نے ان لیکچرار

صاحبان(ایڈہاک) کو 31 دسمبر 1997ء تک توسیع دے دی ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی، غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ اس پر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی روکی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے درست فرمایا ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں سال 1994ء میں کئی ایڈہاک لیکچرار تعینات کیے گئے اور 1996ء میں کل 1483 زنانہ و مردانہ ایڈہاک لیکچرار تعینات کیے گئے۔ یہ بھی درست ہے کہ تعیناتی عرصہ ایک سال کے لیے تھی اور وہ فروری 1997ء میں ختم ہونا تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ لیکچرار صاحبان کی شرائط تعیناتی میں یہ شرط درج ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے منتخب شدہ لیکچراروں کی آمد پر ان کی ملازمت ازخود ختم متصور ہوگی۔ لیکن پنجاب پبلک سروس کمیشن کے منتخب شدہ حضرات کی آمد سے قبل ہی حکومت پنجاب نے لیکچرار کی مدت ملازمت میں 31-12-97 تک مزید توسیع کر دی۔

جناب والا! یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔ ایڈہاک لیکچرار میں وہ ملازم بھی شامل ہیں جن کی سروس پڑھاتے ہوئے 8 سال ہو چکی ہے۔ کوئی چار سال، کوئی چھ سال، کوئی ایک سال۔ اس طرح کے کیس ہیں اور زیادہ ایک سال کے کیس ہیں۔ اس طرح جب کہ وہ ایڈہاک لیکچرار کام کر رہے تھے اور پبلک سروس کمیشن کے لیکچرار منتخب ہو کر نہیں آئے تھے اس دوران انھیں فارغ کر دینا بھی کوئی مناسب اقدام نہیں تھا۔ اس انسانی ہمدردی کے تحت humanitarian ground پر ان کو ایک سال کی توسیع دے دی گئی تھی کہ ہم آپ کی سروس میں 31-12-97 تک توسیع کرتے ہیں اور ہم آپ کو ایک موقع اور دیتے ہیں کہ آپ پبلک سروس کمیشن میں جائیں۔ اگر آپ وہاں سے منتخب ہو کر آجاتے ہیں تو آپ کی سروس جاری رہے گی۔ یہ انسانی ہمدردی کے تحت ایک قدم اٹھایا گیا۔

جناب والا! دوسری بات جو رانا صاحب نے فرمائی ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں۔ جتنے بھی لیکچرار پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہو کر آئے ہیں ان تمام کو ہم نے پوسٹنگ دے دی ہے۔ وہ اس وقت اپنی اپنی پوسٹوں پر جا چکے ہیں ماسوائے not more than 50 پچاس ایسے آدمی ہیں جو ابھی تک اپنی پوسٹوں کے اوپر نہیں گئے۔ شاید رانا صاحب کے پاس پوری information ہوگی، ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں اپنی مرضی کی پوسٹنگ دی جائے۔ مثلاً بہت سارے ایسے لیکچرار ہیں جو فرماتے ہیں کہ ہمیں لاہور میں لگا دیا جائے۔ ہمیں خاص ملتان میں لگا دیا جائے۔ ہمیں کسی گاؤں میں یا

کسی باہر کے کالج میں نہ بھیجا جائے۔ اب آپ سمجھتے ہیں کہ ہر آدمی کو تو لاہور میں نہیں لگایا جا سکتا' کیونکہ یہاں اتنی پوسٹیں نہیں ہیں۔ ان حضرات کا جو joining period ہوتا ہے اس میں وہ محکمہ تعلیم کے سیکرٹری سے توسیع لیتے رہے ہیں کہ ہمیں آپ توسیع دے دیں' ہم فلاں وقت تک join کرلیں گے۔ ہماری فلاں مجبوری ہے۔ والد صاحب بیمار ہیں۔ ایسی چیزیں لکھ کر توسیع لے رہے ہیں۔ باقی تمام کے تمام جتنے بھی پبلک سروس کمیشن نے دوست منتخب کیے ہیں ان کو ہم نے منتخب کر کے اپنی اپنی پوسٹوں کے اوپر بھیج دیا ہے اور انھوں نے join کر لیا ہے۔ اب ان ایڈہاک لیکچرارز کا موجودہ حکومت نے اس طرح سے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سے ایڈہاک لیکچررز بھرتی نہیں کیے جائیں گے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

جناب والا! ہم نے یہ problem inherit کی ہے۔ یہ ہمیں ورثے میں ملی ہے۔ یہ نہ تو ہمارے دور کے لگائے ہوئے ہیں' نہ ہم نے ایسی پوسٹنگ کی ہے' نہ ہم نے ایسا کوئی قدم اٹھایا ہے جس سے کہ لائق اور قابل بچوں کا راستہ رکے۔ لیکن یہ problem ہمیں جو ورثے میں ملی ہے اس کو ہم اچھے طریقے سے حل کر رہے ہیں تاکہ کسی کی heart-burning بھی نہ ہو اور جس کا حق ہے اس کو حق بھی مل جائے۔ تو اس سارے کیس کے پیش نظر ان 50 لیکچراروں کی پوسٹنگ تو انھیں مل گئی ہے لیکن وہ وہاں ابھی جا نہیں رہے۔ صرف یہ problem ہے لیکن پبلک سروس کمیشن کا کوئی ایسا منتخب کردہ لیکچرار نہیں ہے کہ جس کو پوسٹنگ نہیں ملی۔ اس میں اگر رانا صاحب کو کوئی اختلاف ہو تو وہ ضرور بتائیں۔ میں انھیں پورا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ اتنا simple نہیں جس طرح سے چودھری صاحب نے یہ فرما دیا ہے کہ ہم نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ان کو توسیع دے دی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ میں نے اپنی تحریک میں 1400 کا کہا تھا اور انھوں نے غالباً 1483 کی بات کی ہے جو 1996ء میں تعینات ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کیسے نہیں پتا کہ اس وقت کی گورنمنٹ پارٹی کے جو ایم این اے یا ایم پی اے تھے ان کو باقاعدہ کوٹا دیا گیا اور انھوں نے اپنے قریبی عزیزوں کی یا تو اقرباء پروری کی یا پھر لوگوں سے پیسے لیے اور ہر آدمی نے پیسے لے کر چار' چار۔ پانچ' پانچ آدمی adjust کروائے۔ اب

تو چودھری صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر لاہور والا لاہور ہی میں رہنا چاہتا ہے تو ہم اسے یہاں پر جگہ نہیں دے سکتے' ملتان والے کو ملتان نہیں دے سکتے لیکن یہ لوگ جو کرپشن کی پیداوار تھے انھوں نے جہاں جہاں کہا' جس جس کالج میں کہا وہاں انھیں adjust کیا گیا اور جن لوگوں نے ان کو adjust کیا' جن لوگوں نے ان کو accommodate کیا اور جن لوگوں نے ان سے پیسے لیے انھیں ایک سال کا عرصہ تعیناتی دیا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ جب میرٹ کی بات کرتی ہے اور جب ہم کرپشن کے against بات کرتے ہیں تو ہمیں کیا مصیبت لاحق تھی کہ ہم نے فروری میں آ کر ایک سال کی اور extension دے دی اور اب یہ انسانی ہمدردی کی بات کرتے ہیں ۔ میں چودھری صاحب سے معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ یہ انسانی ہمدردی نہیں۔ یہ تو کرپشن کے ساتھ ہمدردی ہے کہ آپ نے ان لوگوں کو جو کرپشن کی پیداوار تھے ایک سال کی extension دی ہے ۔

جناب والا! اگلی بات یہ ہے کہ انھوں نے سال کی extension دے دی ہے اور اب یہ معاملہ process ہو رہا ہے ۔ آج کے حوالے سے یہ خبروں میں آئے گا' یہ اخباروں میں آئے گا۔ میں دعوے کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ انھوں نے 31 دسمبر تک extension دی ہے۔ دسمبر کے تیسرے ہفتے میں ایک رٹ دائر ہوگی' ان کو پھر stay مل جائے گا اور پھر سالہا سال تاریخیں پڑتی رہیں گی اور وہ لوگ جو اس جگہ پر by merit آنا چاہتے ہیں اور جو without any approach آنا چاہتے ہیں ان کے لیے تو راستہ بند ہے۔ یہ چودہ سو ' چار سو ' یا اٹھارہ سو کے قریب جو آدمی جائیں گے تو لازمی بات ہے کہ پبلک سروس کمیشن ان vacancies کو publish کرے گا اور جو دو ہزار کے قریب آدمی میرٹ پر compete کر کے آنا چاہتے ہیں ان کے لیے جگہ ہوگی' انھیں موقع ملے گا۔

جناب والا! دوسری اور آخری بات جو میں چودھری صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے ان لیکچرار صاحبان کو جو through merit آئے ہیں ' جو پبلک سروس کمیشن سے اپنا امتحان پاس کر کے آئے ہیں ان کو تو آپ نے adjust کر لیا' لیکن آپ نے ان کو کہاں پر adjust کیا؟ آپ نے تو لاہور کے آدمی کو فورٹ عباس میں adjust کر دیا۔ کسی کو ڈیرہ غازی خان میں adjust کر دیا ۔ یعنی وہ vacancies جہاں پر یہ کرپٹ لوگ جانا نہیں چاہتے تھے اور جو خالی پڑی تھیں ان پر آپ نے ان لوگوں کو بھیجا ہے جو compete کر کے on merit

آتے ہیں اور یہ لوگ لاہور میں بیٹھے ہیں' فیصل آباد میں بیٹھے ہیں' پنڈی میں بیٹھے ہیں' بڑے شہروں میں بیٹھے ہیں۔ یا تو پھر کم از کم آپ یہ کر لیں کہ ان کو نکالیں اور ان کو دور دراز علاقوں میں بھیجیں یہ خود ہی بھاگ جائیں گے۔ تو ان سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ بڑا sensitive معاملہ ہے اس پر یہ ذرا غور فرمائیں اور ان کی جو terms of service تھیں ان پر عمل کریں۔ کرپشن کے ساتھ اور میرٹ کے خلاف جو بات ہوئی ہے اس پر ہمیں ہمدردی نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس میں ایک بات ہے کہ ان کا پیریڈ 31 دسمبر کو ختم ہو رہا ہے' لہٰذا اس میں مزید extension نہیں ہونی چاہیے ۔ دوسرے' پالیسی کا بھی پتا چلنا چاہیے کہ آپ کی کیا پالیسی ہے کہ اس کے بعد ان کو کوئی extension نہیں ملے گی۔دوسری بات جس پر رانا صاحب زور دے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ کو بھی پتا ہے ' سب کو پتا ہے جس پیریڈ کے بارے میں انھوں نے کہا ہے اس میں جس جس طرح یہ appointments ہوئی ہیں ۔پھر تیسری بات یہ ہے کہ جو میرٹ کے اوپر پبلک سروس کمیشن سے select ہو کر آئے ہیں ان کو preference ملنی چاہیے جس کے بارے میں آپ نے ضرور کوشش کی ہوگی اور وہ پوری اس طرح نہیں ہوسکی ہوگی کہ چونکہ یہ ad-hoc والے لوگ بیٹھے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر! اس طرح نہیں کہ ان کو defend کر کے پبلک سروس کمیشن کے selectees کا خدا نخواستہ کوئی حق مارا ہے یا ان کو کوئی اچھی پوسٹیں دی ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ان کو نکال کر ایسی پوسٹوں کے اوپر لگایا گیا ہے جہاں پوسٹیں خالی تھیں ۔ آپ یہ کہہ لیں کہ' مثلاً اٹھارہ گریڈ کا کوئی آدمی ہے اور وہاں کالج میں موجود نہیں اس پر ان کو بھیج دیا جائے یا بعض اوقات انیس گریڈ کی پوسٹیں ایسی تھیں جو خالی پڑی تھیں ۔ سینئر ایڈہاک لیکچرار کے بارے میں ہم نے کوشش کی ہے کہ جو خالی پوسٹیں ہیں ان کے اوپر 31 دسمبر تک انھیں accommodate کر دیا جائے اور جو ہمارے پبلک سروس کمیشن کے selectees ہیں ان سب کو ہم نے top-priority دے کر adjust کر دیا ہے۔میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ لوگ جو اپنا پیریڈ بڑھا رہے ہیں وہ اپنی مرضی کی پوسٹنگ چاہ رہے ہیں۔ ایک آدمی کو اگر نوکری مل گئی ہے تو جناب والا! نوکری ملنا اور بات ہے اور ٹرانسفر اس سے آگے کی بات ہے۔ انھیں چاہیے تھا کہ جہاں پر انھیں بھیجا گیا تھا وہ وہاں پر join کر لیتے۔

ایسا کوئی مسئلہ نہیں کہ ہم نے ایڈہاک لیکچرار کو priority دی ہے۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن والوں کو priority دی ہے ۔ ان کا مسئلہ زیر غور ہے۔ انھوں نے پچھلے دنوں بڑا احتجاج بھی کیا تھا اور یہ مجھ سے بھی ملے ہیں اور سیکرٹری ایجوکیشن سے بھی ملے ہیں۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ اپنا کیس plea کریں کہ اس میں کیا جان ہے۔

جناب والا! میں ایک اور عرض کر دوں کہ جس طرح رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ majority وہی کیس ہے جس کے بارے میں رانا صاحب نے بات کی ہے۔لیکن میں نے جناب والا! کی وساطت سے جو گزارش کی تھی وہ یہ ہے کہ ان سے پہلے بھی کچھ لیکچرار ایسے ہیں جن کی سروس ایک سال، دو سال، تین سال یا چار سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ جس پیریڈ کی وہ بات کر رہے ہیں وہ اور ہے ۔ وہ آٹھ سال کے پیریڈ کی بات نہیں کر رہے ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میری عرض ہے کہ ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو پبلک سروس کمیشن میں appear ہوئے ہیں اور فیل ہو چکے ہیں اور وہ اس کے باوجود ایڈہاک بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو آپ نے 31 ۔ دسمبر تک extension دی اور وہ پبلک سروس کمیشن میں appear بھی ہوئے ہوں گے اور وہ پاس نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ فیل ہو چکے ہیں وہ بھی اب تک لگے ہوئے ہیں ۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! 31 ۔ دسمبر تک ان کو چانس دینے کا ہمارا مقصد یہی ہے کہ اگر وہ بھی compete کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں۔ اگر ان میں کوئی پاس ہوگا تو ٹھیک ہے اور وہ یہ نہیں کہیں گے کہ ہمیں کوئی موقع نہیں دیا گیا اور ہماری آٹھ سال کی سروس کو نظرانداز کر دیا گیا۔ ان کو ایک موقع دیا گیا-----

جناب سپیکر، لیکن وہ یہ assurance چاہ رہے ہیں کہ 31 دسمبر کے بعد ایک تو ان کو فارغ کر دیا جائے-----

وزیر تعلیم، جناب والا! آپ پھر اسے ایسے کرلیں کہ رانا صاحب میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور ہم ان کی suggestions کو بھی support کرتے ہیں-----

جناب سپیکر، ان کی suggestions ویسے اچھی ہوتی ہیں -----

وزیر تعلیم، جی ہاں ابھی ہوتی ہیں ۔ ہم ان کی پوری مشاورت چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیوں جی راناصاحب؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔ کھڑا ہونے کے لیے بھی تیار ہوں لیکن بات یہ ہے کہ آپ اسے pending فرمالیں۔ یہ اب ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ ہاؤس میں یہ تحریک پیش ہوئی ہے۔ یہ اس کے متعلق definite فرمائیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ زیرغور ہے۔ یہ تحریک تقریباً دو ماہ سے pending ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب آپ 31 ۔ دسمبر کا کہہ رہے ہیں کہ اس کے بعد ان کی extension نہیں ہو گی۔

وزیر تعلیم، اس وقت کا جو فیصلہ ہے اس کے مطابق تو ان کو 31 دسمبر تک extension مل گئی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' اس کے بعد؟

وزیر تعلیم، اس کے بعد کے بارے میں تو میں کہتا ہوں کہ ہم ان سے مشورہ کر لیتے ہیں ۔ ہمارے ساتھ یہ مشاورت میں بیٹھیں۔ یہ ان کا بھی کیس سنیں اور دوسروں کا بھی سنیں اور جو یہ مشورہ دیں گے ہم اسے اولیت دیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ بڑے لائق آدمی ہیں' ہم ان کی بڑی قدر کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! آپ اسے pending فرمالیں یہ give and take کی بات کر رہے ہیں' ہم ان سے بیٹھ کر بات کر لیں گے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! pending کے بارے میں عرض کروں گا اور مجھے کچھ technically بھی آپ سے عرض کرنی ہے ۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! بات ایسے ہے کہ ایک طرف تو ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم نے کرپشن کو ختم کرنا ہے اور میرٹ کو up کرنا ہے اور دوسری طرف اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ کرپشن کی پیداوار ہیں اور اس کے متعلق ہم کہہ رہے ہیں کہ جناب ہم ابھی غور کر رہے ہیں۔ بیٹھ کر مشورہ کریں گے' دیکھیں گے' اس پر بات کریں گے ۔ جناب سپیکر! اس کو pending

فرمائیں۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے تھوڑا سا موقع دیں ۔ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ سارے کرپشن کی پیداوار ہیں۔ میں مان لیتا ہوں کہ ان میں majority ایسی ہی ہوگی۔ میں concede کرتا ہوں میں بحث نہیں کرتا۔ جناب سپیکر! ان میں ایسے بھی کیس ہیں مثلاً ایک لیکچرار فوت ہوگئے اوران کے بیٹے کو ایڈہاک کیا گیا اور اس فیملی کا کوئی پرسان حال نہ تھا کہ اس فیملی کی livelihood کیا ہوگی ۔ اب کیا یہ کرپشن کی پیداوار ہے؟ ان کی آٹھ آٹھ سال سروس ہوگئی ہے ۔

جناب سپیکر، جی، آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان سارے کیسوں کو دیکھیں ۔ اور یہ دیکھنے والی بات بھی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میرٹ والی جو بات ہے۔۔۔۔۔

وزیر تعلیم، ہم اس کو priority دیں گے۔

جناب سپیکر، جو پبلک سروس کمشن نے appointments کی ہیں ان کو ترجیح دی جائے گی۔

وزیر تعلیم، جی ۔ بالکل جناب ۔ ہم ان کو اس میں شامل کرتے ہیں ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ بات اب confuse ہو رہی ہے کہ سات ۔ آٹھ سال۔ میں نے تو 1994ء اور 1996ء کی بات کی ہے ۔ یہ 94 اور 96 میں سات آٹھ سال کہاں سے آگئے؟

جناب سپیکر، نہیں، آپ تو دو سال کے پیریڈ کی بات کر رہے ہیں ۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ اٹھارہ سو آدمی ہیں۔

جناب سپیکر، اس سے پہلے آٹھ سال والی نہیں کر رہے۔

رانا ثناء اللہ خان، میں تو وہ بات ہی نہیں کر رہا۔

وزیر تعلیم، رانا صاحب! جب پالیسی decision کی بات ہوگی تو وہ ایڈہاک لیکچرار کی بات ہوگی۔ اس میں 1994ء اور 1996ء کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ یا تو سارے ایڈہاک لیکچرار فارغ کرنے پڑیں گے یا ان کی کوئی پالیسی بنانی پڑے گی ۔ اس لیے تو میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں Case to case پہلو کو دیکھ لیتے ہیں اور وہ ہمیں مشورہ دیں ۔ وہ بڑی صحیح بات کر رہے ہیں۔ہماری حکومت تو ویسے ہی میرٹ کو support کرتی ہے ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ پہلے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں ان کی اس بات سے agree کرتا ہوں۔ لیکن میری request یہ ہے کہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے یہ اس exercise کو complete کرلیں اور میری اس تحریک کو آپ pending فرما دیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! نہیں۔ اس میں ایک اور بھی بات ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ اس issue کو کسی نہ کسی طریقے سے دوبارہ بھی لے سکتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

رانا ثناء اللہ خان، آپ پھر اسے اس observation کے ساتھ dispose of کر دیں کہ اگر ضرورت پڑی تو اگلے سیشن میں اسے پھر دوبارہ لے آئیں گے۔

جناب سپیکر، جی ہاں - یہ dispose of کی جاتی ہے -

ویسے چودھری صاحب اس میں ایک اور چیز بھی ہے کہ دیہاتوں میں آپ کے کئی سکول ابھی بھی خالی پڑے ہیں - کئی میں ٹیچرز نہیں۔ کئی جگہوں پر سٹاف نہیں۔

وزیر تعلیم، اسی لیے جناب' اس پر غور کر رہے ہیں - اگر اس میں کوئی گنجائش ہے تو پھر کیوں ایسا کیا جائے؟

جناب سپیکر، شاید دور دراز ہونے کی وجہ سے وہ لوگ جاتے نہیں۔ وہ صرف تنخواہ لے لیتے ہیں۔

وزیر تعلیم، وہ appointment لے لیتے ہیں مگر وہاں جاتے نہیں۔

جناب سپیکر، یہ بھی ساری چیزیں دیکھنے والی ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ ان کے لیے صرف آدھا گھنٹہ تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ کے آٹھ ہزار آدمیوں کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ڈاؤن سائزنگ کی آڑ میں انھیں بے روزگار کیا جا رہا ہے اور اس وقت کیا جا رہا ہے کہ جب ملک میں پہلے ہی بے روزگاری کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح سے جہاں تجربہ کار لوگوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا وہاں میں سمجھتا ہوں کہ بے روزگاری کے نتیجے میں جرائم پیشہ افراد کی ایک فوج تیار کی جا رہی ہے' کیونکہ اس سے پہلے ملک میں جتنی وارداتیں ہو رہی ہیں ان میں پولیس کی بھی یہ statements آئی ہیں کہ جو لوگ گرفتار ہوتے ہیں عموماً وہ بے روزگار ہوتے ہیں اور جوان ہوتے ہیں اور وہ اس بنا پر وارداتیں کرتے ہیں کہ انھیں روزگار نہیں ملتا۔ جناب والا! اس پر میں اپنی تشویش کا اظہار کرتا ہوں

اور اس پر احتجاج بھی کرتا ہوں۔ یونائیٹڈ بنک یا کسی اور محکمے میں بھی بغیر جانئے اور بغیر کسی وجہ کے راتوں رات لوگوں کو فارغ نہیں کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر، یہ ویسے بھی فیڈرل سبجیکٹ ہے ۔ کیوں راجہ صاحب!

وزیر قانون، ایک تو ویسے ہی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا ۔ دوسری بات' یہ ہے کہ یہ ہے بھی فیڈرل گورنمنٹ سے متعلق۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر، اس کو رول آؤٹ کیا جاتا ہے ۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مفاد عامہ سے متعلق قراردادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد خواجہ سعد رفیق صاحب کی ہے ۔ وہ اسے پیش کریں۔ جناب خواجہ سعد رفیق صاحب!

خواجہ سعد رفیق،جناب سپیکر!میں فی الحال ٹکنیکی گراؤنڈز پر اس کو واپس لینا چاہ رہا ہوں(شور و غوغا)

جناب سپیکر، ممبران سے گزارش ہے کہ ذرا خاموشی اختیار کریں۔ فی الحال سے کیا مطلب ؛ آپ واپس لے رہے ہیں یا نہیں؛ فی الحال تو کوئی نہیں ہوتا' definite بات ہوتی ہے۔

خواجہ سعد رفیق، میں withdraw کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، ویسے قیدیوں کے کھانے کے لیے پیسے بڑھنے چاہییں ۔ پانچ روپے میں تو کچھ نہیں ہوتا۔

وزیر قانون، رولز میں کوئی ایسی provisions نہیں جس میں پانچ روپے کا ذکر ہو۔ اس لیے میں نے خواجہ صاحب سے کہا ہے کہ وہ ایک جامع قرارداد لائیں۔

جناب سپیکر، آپس میں بیٹھ کر ان کا کچھ نہ کچھ کریں۔ یہ بڑھنے ضرور چاہییں۔ کیونکہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ جیل میں جو کچھ ملتا ہے۔۔۔۔ راجہ صاحب خود جیل میں رہے ہیں۔ اگلی قرارداد نمبر2 چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے ۔ وہ پیش کریں۔

جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے خلاف موثر کارروائی

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کے خلاف موثر کارروائی کی جائے۔"

وزیر قانون، I oppose it. Sir,

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر! ہمارے ملک کے اندر جعلی ادویات کا جو سلسلہ شروع ہے۔ یہ اتنا گھناؤنا کاروبار بن گیا ہے کہ اس سے جہاں قیمتی جانوں کا ضیاع ہو رہا ہے وہاں پہ یہ لوگ کروڑوں روپیہ اس غلط کاروبار سے کما رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جعلی ادویات بنانے والے اتنے آگے نکل چکے ہیں کہ ادویات کی پیکنگ ایسی جاذب نظر بناتے ہیں کہ لوگوں کے لیے اس کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ اصلی دوائی ہے یا نقلی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری حکومت اس مسئلے کو بڑا سنجیدگی سے لے رہی ہے اور اس پر ایکشن بھی ہو رہا ہے۔ ہمارے وزیر صاحب بھی ماشاء اللہ بڑے ایکٹو ہیں' لیکن ابھی بھی جو عوام چاہتے ہیں' بلکہ ہمیں جو عظیم mandate ملا ہے اس میں لوگ یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ کاروبار آج کے دور میں بھی کیوں ہو رہا ہے ۔اور آپ یقین مانیے' میں پچھلے دنوں فیصل آباد ایک انکم ٹیکس آفیسر رانا شکر اللہ صاحب کی والدہ کی وفات پر تعزیت کے لیے گیا تو اس آفیسر کی آنکھوں میں اتنے آنسو تھے ۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ شاکر صاحب! موت تو قدرت کی طرف سے لکھی ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ جو جعلی دوائی میری والدہ کو دی گئی بعد میں اس کو چیک کروایا گیا تو وہ دو نمبر دوائی تھی۔ اور اس آفیسر نے کہا کہ ٹھیک ہے' لیکن آپ میرے ساتھ یہ وعدہ ضرور کریں کہ یہ آواز آپ اسمبلی تک ضرور پہنچائیں گے۔ میں نے اس کے

ساتھ جو وعدہ کیا تھا آج میں اس کو پورا کر رہا ہوں اور انہی الفاظ میں کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ ہم متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور کروائیں کہ جعلی ادویات بنانے اور بیچنے والوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے بلکہ سرعام سزا ملنی چاہیے۔ اورجو ادویات وہاں سے پکڑی جائیں جس طرح منشیات کو سر عام آگ لگاتے ہیں ان ادویات کو بھی چوکوں میں رکھ کر آگ لگائی جائے تاکہ ان لوگوں کو اتنی جرات نہ ہو کہ یہ لوگ دوبارہ یہ کاروبار کر سکیں۔

جناب سپیکر، وزیر صحت!

وزیرصحت، جناب سپیکر! چودھری صفدر شاکر صاحب نے بجا طور پر نشان دہی کی ہے اور واقعی پنجاب کے عوام اور پاکستان کے عوام اس گھناؤنے کاروبار کی زد میں ہیں۔ مگر موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں جو اقدامات کیے ہیں میں وہ یہاں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ چودھری صفدر شاکر صاحب اور یہ ایوان ضرور اس سے مطمئن ہو گا۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر محکمہ صحت پنجاب نے غیر معیاری اور جعلی ادویات کے خلاف 10-4-97 کو سیکرٹری صحت کی خصوصی سربراہی میں ایک مہم شروع کی ہے' جس کے نتائج درج ذیل ہیں ۔ کوالٹی کنٹرول بورڈ کا ہر ماہ اجلاس بلایا جا رہا ہے تاکہ غیر معیاری اور جعلی ادویات کے چالان اب التواء میں نہ پڑے رہیں۔ اس سلسلے میں بورڈ کا اجلاس 22-4-97' 20-05-97' 24-06-97' 17-07-97' 26-08-97 ' 25-09-97 کو ہوئے جس کا مختصر سا خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جعلی ادویات جن کی ایف آئی آر درج کروائی گئیں' غیر معیاری ادویات جن میں ادویات ساز اداروں کا چالان کیا گیا 131 ہیں' غیر معیاری ادویات جن میں کیمسٹ جہاں سے وہ ادویات برآمد ہوئیں 90 دکانوں کو سیل کیا گیا۔اور ان کے خلاف جو کیس ہیں وہ 51 اور بھی ہیں۔ غیر قانونی تشہیر کے جو چالان عدالتوں میں پیش کیے گئے ان کی تعداد 67 ہے۔ بغیر لائسنس کے جو لوگ ادویات فروخت کرتے تھے اور جن کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے ان کی تعداد 458 ہے۔ دیگر خلاف ورزیاں جن میں محکمہ صحت کے جو مروجہ قواعد و ضوابط ہیں وہ اگر کوئی پورے نہیں کیے جا رہے تو ایسے لوگوں کے خلاف 467 مقدمات بنائے گئے ہیں۔ باقی اگر کسی کی کوئی minor irregularity تھی تو ان کو وارننگ دے دی گئی اور چھوٹے موٹے جرمانے کیے گئے۔ ایسے 135 cases ہیں۔ اس کے علاوہ بورڈ کے اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ جن کمپنیوں کے سال 96-1995ء میں بورڈ نے اگر پانچ

سے زیادہ چالان کیے ہوں' یعنی ایک سال میں کسی کمپنی کے خلاف بورڈ نے پانچ سے زیادہ چالان کیے ہوں تو ان کی تفصیل وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے اور ان کی خدمت میں سفارش کی جائے کہ وہ ان جعلی ادویات بنانے والی کمپنیوں یا جن کمپنیوں کے پانچ سے زیادہ چالان ہوئے ہوں ان کے لائسنس منسوخ کر کے ان کمپنیوں کو بند کر دیا جائے۔ یہ حکومت پنجاب نے باقاعدہ وفاقی حکومت کی خدمت میں سفارش کی ہے۔ اس سلسلے میں پنجاب حکومت نے 15 ادویات ساز اداروں کی تفصیل وفاقی حکومت کو پہنچا دی ہے جو اس قسم کے کام کر رہے تھے۔ سیکرٹری صحت کی کاوشوں سے وفاقی حکومت نے 11 کمپنیوں کے لائسنس منسوخ کر دیے ہیں' یہ ہو چکے ہیں۔ ایک کمپنی کا لائسنس تین ماہ کے لیے معطل کیا جا چکا ہے۔ دو کمپنیوں کی ادویات کی رجسٹریشن ختم کر دی گئی ہے۔ ان میں سے تین کمپنیوں نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کیا ہے جس کو خارج کرانے کے لیے وفاقی حکومت کوششیں کر رہی ہے۔ یہ جو تمام تفصیل میں نے بتائی ہے اس کی نقل تمام ریکارڈ کے ساتھ میرے پاس لف ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جعلی ادویات کے ذریعے سے اگر کسی انسانی زندگی کا ضیاع ہوتا ہے تو یہ جرم 302 سے کم نہیں ہے۔ اب اس طرف حکومت بھر پور توجہ دے رہی ہے اور جس طرح وقفہ سوالات میں بھی میں نے گزارش کی تھی کہ اس کی وجوہات یہی تھیں کہ پورے پنجاب میں صرف ایک drug کورٹ تھی اور وہ ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتی تھی۔ اس میں زیر التواء ہزاروں کی تعداد میں مقدمات کے سالوں تک فیصلے نہیں ہوتے تھے۔ لوگ چھوٹے موٹے جرمانے کروا کر اپنے مقدمات ختم کروا لیتے تھے۔ اب ایک تو وہ عدالتیں ہفتے میں سات دن کام کریں گی دوسرا ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ہم ایک ڈرگ کورٹ قائم کرنے کی پالیسی بنا رہے ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں اب صرف بھاری جرمانے نہیں ہوں گے' بلکہ ان لوگوں کے ہمیشہ کے لیے لائسنس منسوخ ہوں گے' ان کی فیکٹریاں seal ہوں گی اور ان کے مالکان کو جیلوں میں ڈالا جائے گا۔ اس پر پنجاب حکومت بھر پور توجہ دے رہی ہے۔ یہ میری گزارشات تھیں۔ اب میں گزارش کروں گا کہ میری ان گزارشات کو تسلیم کیا جائے۔

جناب محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی صدیق سالار صاحب فرمائیے!

جناب محمد صدیق سالار: جناب والا! محکمہ صحت سابق حکومت کے گورنر' چودھری الطاف کو نہ بچا سکا۔ اس وقت وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو تھے اور ان کے وزیر صحت رانا اکرام ربانی تھے۔ یہ نظام' یہ سسٹم ان سیکرٹری صاحبان کے ہاتھوں میں ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ چودھری الطاف کہاں گیا؟ کس جعلی ٹیکے سے فوت ہوا؟ اس وقت کی حکومت نے کیا ایکشن لیا؟ پنجابی کی مثال ہے کہ " اگ دی ڈری تے ططھنیاں توں ڈر دی" ہم تو جناب' ڈرے ہوئے لوگ ہیں لیکن اپنے وزیر صحت کی بات پر یقین بھی رکھتے ہیں۔ مگر میں یہ کہوں گا کہ سیکرٹری صحت بھی ان کے ساتھ پورے جوش و خروش سے تعاون کریں تاکہ اس ملک سے' پنجاب سے جعلی ادویات ختم ہوسکیں' جعلی ادویات سے اموات نہ ہوں۔ موت تو برحق ہے جو آئے گی' لیکن جعلی ادویات کے ساتھ موت نہ آئے تاکہ ہمارے دلوں میں یہ حسرت نہ رہے کہ ہمیں دوائی ٹھیک نہ ملی اور یہ موت واقع ہوگئی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی صفدر شاکر صاحب! اب آپ کیا فرماتے ہیں؟

چودھری صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں نے جو قرارداد یہاں پیش کی ہے یہ قرار داد پنجاب کے عوام کی آواز ہے۔ جناب والا! ہم عوام کے پاس جاتے ہیں' ہم عوام کے مسائل سنتے ہیں اور جب ہمیں ان مسائل سے آگاہی ہوتی ہے تو یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس اسمبلی میں آ کر ان کو بیان کریں۔ ہم ہربات پر yes, yes نہ کہیں کیونکہ حق بات یہاں کہنا ہمارا فرض بنتا ہے ورنہ ہم اپنے عوام سے غداری کریں گے۔ میں نے ایک بات کو سمجھا اور اسے اس ایوان میں بیان کیا ہے۔ میں نے حق کی آواز بیان کی ہے۔ میں نے پنجاب کے عوام کی آواز یہاں بیان کی ہے۔ ہرمعزز' ممبر کا جو یہاں تشریف رکھتا ہے ضمیر بھی میرے ساتھ ہے کہ واقعی یہ گھناؤنا کاروبار زوروں پہ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ ہمارے دیہاتی حلقوں میں جا کر دیکھیں جہاں اَن پڑھ لوگ ہوتے ہیں۔ انھیں تو علم ہی نہیں ہوتا کہ یہ دوائی اصلی ہے یا نقلی۔ انھیں جو چیز ملتی ہے انھوں نے لے جانی ہے۔

جناب سپیکر: جن اقدامات کا ذکر وزیر صحت خاکوانی صاحب نے کیا ہے' جو وہ کوششیں کر رہے ہیں کیا آپ ان سے مطمئن نہیں ہیں؟

چودھری صفدر شاکر: جناب والا! میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ میں وزیر صاحب کی کاوش کو سلام کرتا ہوں۔ یہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک اس پر پوری طرح قابو نہیں پایا جا سکا۔ ہمارے ضلع فیصل آباد میں' ہمارے حلقے کے اندر یا دوسرے حلقوں میں ابھی وہ ایکشن نہیں ہوا جس

کی لوگ demand کرتے ہیں۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ یہ ایک قرار داد ہے' ہم نے اپنی آواز اوپر پہنچانی ہے' آواز پہنچانا ہمارا حق بنتا ہے-----

جناب سپیکر: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اپنی قرار داد پر ووٹنگ کے لیے insist کرتے ہیں۔

چودھری صفدر شاکر: میں درخواست کروں گا کہ آپ اس کو ایوان کے سامنے پیش کریں اور ایوان اگر اس کو مسترد کرے گا تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ کوئی حکم صادر فرمائیں میں آپ کی وساطت سے پھر اپنے بھائی چودھری صفدر شاکر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ کی آواز بے شک عوام کی آواز ہے اور ہم سب اپنے عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ان کو اگر کسی قسم کی کوئی تکلیف ہے تو اس کو حل کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس گھناؤنے کاروبار کی بیخ کنی کے لیے جو اقدامات کر رہی ہے' جو کر چکی ہے اور آئندہ جس تیزی کے ساتھ کر رہی ہے آپ اس کو appriciate کریں گے اور میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس قرار داد کو اب مؤخر کر دیں۔ اگر آپ کی توقعات پر آئندہ چند ماہ میں ہم پورے نہ اُتر سکے تو آپ کو پھر حق حاصل ہے کہ آپ پھر بے شک اسے لے آئیں۔لیکن آج میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس پر زور نہ دیں۔

چودھری صفدر شاکر، ٹھیک ہے۔ وزیر صاحب کی اس یقین دہانی کے ساتھ' کہ اگر اس پر عمل نہ ہوا تو میں اسے پھر لے آؤں' آپ اس کو مؤخر کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اس کو واپس لے رہے ہیں؟

چودھری صفدر شاکر: اسے pending کرلیں۔

جناب سپیکر: قرار داد pending نہیں ہوتی ۔ آپ اسے دوبارہ لا سکتے ہیں۔

چودھری صفدر شاکر: ٹھیک ہے۔جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر: تو آپ اسے withdraw کر چکے ہیں' لہٰذا یہ قرار داد disposed of تصور ہوئی۔

سردار امجد حمید دستی صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! صدیق سالار صاحب ہماری اسمبلی کے بڑے سینئر ممبر ہیں۔

انھوں نے ذکر فرمایا ہے کہ چودھری الطاف کیوں مر گیا۔ اور اس کو کیوں نہ بچا سکے؟ یہ تو بھائی! اللہ کا حکم ہے۔ جس کی موت جس دن آئی ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یہ آپ کو چودھری الطاف کا ہی خیال آیا اور جو ہزاروں' سینکڑوں لوگ روز مر رہے ہیں ان کا تو خیال نہیں آیا۔

حاجی اللہ یار انصاری: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں ایک گزارش کروں گا کہ وزیرصحت نمبر 2 ادویات بنانے والوں کے خلاف بڑے اچھے اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ جو ڈاکٹر' جو ایم ایس' یا ایم ایس ڈی والے ان سے دو نمبر ادویات لیتے ہیں اور ایک نمبر کے پیسے دیے جاتے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے۔ دو نمبر ادویات بنانے والے صرف دو نمبر کے پیسے لیتے ہیں۔ ان کے خلاف آپ کارروائی کر رہے ہیں' یہ بہت اچھی بات ہے مگر جو ایم ایس یا ایم ایس ڈی والے ان سے میل ملاپ کر کے دو نمبر دوائیاں خرید کر ایک نمبر کے پیسے دیتے ہیں لیکن عوام کو دو نمبر دوائیاں پہنچتی ہیں۔ ہسپتال میں چیک کریں تو وہاں دو نمبر دوائیاں ہوں گی۔ ان کے خلاف آپ نے کیا قدم اٹھایا ہے یا کیا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ کیا ہے؟ یہ تو کوئی چیز نہیں بنتی۔

حاجی اللہ یار انصاری، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر سوال نہیں ہو سکتا۔ آپ ذرا سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی سوال نہیں پوچھ سکتے۔

حاجی اللہ یار انصاری، اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ ان معاملات کو دو طرفہ دیکھا جائے اور ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر، وہ وزیر صاحب نے سن لیا ہے۔ جس طرف معزز رکن نے اشارہ کیا ہے اس پر کچھ نہ کچھ ضرور غور کریں۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! ایم ایس ڈی باقاعدہ ایک سسٹم کے تحت ڈائریکٹ مینوفیکچرر سے ادویات لیتی ہے۔ اگر اس سلسلے میں ان کو کہیں بھی کوئی دو نمبر جعلی ادویات ملی ہیں تو وہ میرے نوٹس میں لائیں ان شاء اللہ ان کے خلاف پوری کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اختر رسول صاحب! آپ کی کوئی قرارداد ہے؟ اگلی قرارداد نمبر 3 جناب انجینئر ظفر اقبال ملک صاحب کی ہے۔

قرآن و سنت کو پاکستان کا اعلیٰ قانون قرار دینا

جناب انجینئر ظفر اقبال ملک، جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

" کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قرآن و سنت کو پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون قرار دینے کی غرض سے آئین کے آرٹیکل 227 کی ضمن (1) میں حسب ذیل طور پر ترمیم کی جائے۔ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت جو پاکستان کا اعلیٰ قانون ہے میں بیان کردہ اسلام کے احکامات کے مطابق بنایا جائے گا۔ جنھیں جس جز میں اسلامی احکامات کہا گیا ہے اور ایسا کوئی قانون بنایا نہیں جائے گا جو ان احکامات کے منافی ہو۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

" کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قرآن و سنت کو پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون قرار دینے کے غرض سے آئین کے آرٹیکل 227 کی ضمن (1) میں حسب ذیل طور پر ترمیم کی جائے۔ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں بیان کردہ اسلام کے احکامات کے مطابق بنایا جائے گا جو پاکستان کا اعلیٰ قانون ہے۔ یہاں پر قوانین کو اسلام کے احکامات کے مطابق ڈھالنے سے یہ بھی مراد ہے کہ ایسا کوئی قانون وضع بھی نہیں کیا جائے گا جو ان احکامات کے منافی ہو۔"

وزیر قانون، Not opposed.

جناب سپیکر، کوئی oppose نہیں کر رہا۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

" کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قرآن و سنت کو پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون قرار دینے کی غرض سے آئین کے آرٹیکل 227 کی ضمن (1) میں حسب ذیل طور پر ترمیم کی جائے۔ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں بیان کردہ اسلام کے احکامات کے مطابق بنایا جائے گا جو پاکستان کا اعلیٰ قانون ہے۔ یہاں پر قوانین کو اسلام کے احکامات کے مطابق ڈھالنے سے یہ بھی مراد ہے کہ ایسا کوئی قانون وضع بھی نہیں کیا جائے گا جو ان احکامات

کے منافی ہو"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، قرارداد نمبر 4 مولانا منظور احمد چنیوٹی کی ہے وہ پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب ----

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نے بڑی آہستہ آواز میں یہ فرمایا کہ اب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر، کیا آپ نے یہ بھی note کیا ہے کہ انھوں نے سن لیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، انھوں نے سن لیا ہے۔

جناب سپیکر، وہ اپنی بات سن لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، ہم نے بتایا ہے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب کی سیٹ ان کے ساتھ ہی کر دی جائے تاکہ انھیں بھی آسانی رہے جی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج چنیوٹ کی عمارت کی تعمیر کے لیے خصوصی فنڈز کی تخصیص

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج چنیوٹ کے لیے مختص کرائی گئی تیس کنال اراضی پر بلڈنگ کی تعمیر کے لیے موجودہ مالی سال میں خصوصی فنڈ مہیا کرے"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج چنیوٹ کے لیے مختص کرائی گئی تیس کنال اراضی پر بلڈنگ کی تعمیر کے لیے موجودہ مالی سال میں خصوصی فنڈ مہیا کرے"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر: وزیر تعلیم oppose کرتے ہیں۔مولانا صاحب اب اس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! یہ المیہ ہے کہ دس بارہ سال سے یہ ڈگری گرلز کالج گورنمنٹ ہائی سکول کے ہوسٹل میں چل رہا ہے جس کی عمارت بہت ناکافی ہے۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ ہمارے پڑوس میں ربوہ ہے۔ آپ کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ ہماری بچیاں جو وہاں تعلیم حاصل نہیں کر سکتیں مجبوراً ربوہ میں داخلہ لیتی ہیں۔ یہ محکمہ اوقاف کی زمین تھی جو محکمہ تعلیم کو منتقل ہوگئی ہے اور یہ دس بارہ سال سے گورنمنٹ گرلز سکول کے ایک معمولی سے ہوسٹل میں چل رہا ہے۔ جگہ ناکافی ہونے کی وجہ سے بچیاں مجبور ہیں کہ وہ ربوہ جائیں اور میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ربوہ تعلیم یا صحت کے لیے جاتے ہیں ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے۔ ان کے ایمان محفوظ نہیں رہتے اس لیے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ہم چنیوٹ والوں کو ربوہ کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچانے کے لیے آپ تعلیم اور صحت کے اداروں کو اتنا مضبوط اور اچھا بنائیں تاکہ ہمارے بچے اور بچیاں اور ہمارے غریب لوگ تعلیم اور علاج کے لیے ربوہ کے محتاج نہ ہوں۔ میں وزیر تعلیم سے خصوصی استدعا کروں گا کہ اس اہمیت کے پیش نظر اسی سال کوئی فنڈ مقرر کریں تاکہ اس ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جہاں تک مولانا صاحب کی ربوہ کے متعلق شکایت ہے مجھے بھی اس سے پورا اتفاق ہے اور ان کا بڑا سپیشل سبجیکٹ ہے۔ اس میں تو میں کوئی دوسری رائے پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن جہاں تک اس کو اس سال کے ADP میں شامل کرنے کا تعلق ہے وہاں financial constraint ہیں اس میں on the floor of the House کوئی ایسی بات کر دینا جس پر عمل نہ ہو سکے بڑا المیہ ہوگا۔ جناب کی وساطت سے میری بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ مولانا صاحب میرے ساتھ

بیٹھ جائیں financial constraint دیکھ کر اگر اس سے اگلے سال کے ADP میں اتنی گنجائش ہوگی تو ہم انھیں پورا accommodate کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ سعید اکبر صاحب! آپ ذرا مولانا صاحب کو تشریح کر دیں لیکن شرط یہ ہے کہ جو چودھری اقبال صاحب نے کہا ہے وہی بتائیں کوئی اور چیز نہ بتا دیں۔ اگر کوئی اور بتایا تو وہ ظاہر ہو جائے گا۔

وزیرتعلیم، میں نے کہا ہے کہ مولانا صاحب! میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں ان کو ساری financial پوزیشن کی وضاحت کروں گا' پھر بیٹھ کر کوئی سکیم بنالیں گے۔

جناب سپیکر، جی ہاں بیٹھ کر بات کرلیں گے۔مولانا صاحب چودھری اقبال صاحب کے پاس چلے جائیں اور بیٹھ کر بات کرلیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے کو سنجیدگی سے لیں۔ یہ مذاق کا مسئلہ نہیں۔ یہ لوگوں کے ایمانوں کا مسئلہ ہے۔ ہم وہاں رہتے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ کتنے لوگوں کے ایمانوں پرتعلیم اورصحت کے لحاظ سے ڈاکہ ڈالا جاتا ہے ۔ اس لیے یہ مذاق کی بات نہیں ہے' یہ سنجیدہ مسئلہ ہے۔ آپ کو بھی اس پر توجہ دینی چاہیے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ربوہ میں کیا کچھ ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا کس طرح سے لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالا جاتا۔ جناب والا! ان کے ہسپتال میں بہت اعلیٰ انتظام ہے اور غریب لوگ جاتے ہیں اور جا کر مرتد ہو جاتے ہیں۔جناب والا! میرا استحقاق ہے آپ کو آلے کا انتظام کرنا چاہیے۔ آخر آپ انتظام کیوں نہیں کرتے آپ کو اس کی کوٹیشن بھی مل چکی ہے' میرے پاس ایک آلہ ہوگا تو میں ان کی بات سن سکوں گا۔جناب والا! میں معذور ہوں میری یہ مجبوری ہے کہ میں آپ کی بات نہیں سن سکتا۔لیکن میں نے اپنے علاقے کی نمائندگی تو کرنی ہے۔

وزیرتعلیم، جناب والا! سب سے پہلے تو آپ سے یہ استدعا ہے کہ آپ انھیں ایک آلہ مہیا کر دیں تاکہ ہماری اور ان کی مشکل حل ہو جائے۔

جناب سپیکر ، اس سلسلے میں پہلے رولز دیکھنے پڑیں گے کہ آیا ہم اسمبلی کی طرف سے انھیں دے بھی سکتے ہیں یا نہیں۔

وزیرتعلیم، جناب والا! میں یہ بھی وضاحت کر دوں میں نے اس میں مذاق والی کوئی بات نہیں کی۔

جہاں تک ربوہ کا تعلق ہے میں نے تو یہ کہا ہے کہ میری کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔جناب والا! میں تو ان کی تائید کر رہا ہوں۔ جناب والا میں نے تو financial constraints کی بات کی ہے اور بڑی مودبانہ بات کی ہے اس میں مذاق والا تو کوئی پہلو ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں مذاق کی کوئی بات نہیں ہے سنجیدہ پہلو ہے۔ سید اکبر صاحب آپ پھر مولانا صاحب سے پوچھ لیں کہ وہ اپنی قرار داد واپس لیتے ہیں ؛ چودھری اقبال صاحب کو بھی کل مل لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! وہ واپس لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب پھر اٹھ کر اپنی قرار داد واپس لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، وزیر موصوف کی اس یقین دہانی پر کہ وہ اس سال کچھ نہ کچھ بجٹ رکھیں گے میں اس قرار داد کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ نہیں' انھوں نے یہ نہیں کہا' انھو ں نے کہا ہے کہ میرے پاس آ جائیں اور معاشی صورت حال ہے اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ کریں گے۔ ابھی فی الحال وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد میں اپنی قرار داد کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے یہ قرار داد واپس ہو گئی اب یہ dispose of تصور ہو گی۔منیس صاحب آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، مولانا صاحب نے اپنی قرار داد اب واپس لے لی ہے۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء میں ترامیم کی تحریک

MR SPEAKER: Now we take up the motions under Rule 244 (a) of the Rules of Procedure Provincial Assembly of the Punjab, 1997. Ch Shahid Akram Bhindar may move his motion.

CH. SHAHID AKRAM BHINDER: Mr Speaker Sir, I withdraw the motion.

MR SPEAKER: Parliamentary Secretary has withdrawn his motion. Now, Rana Sana Ullah may move his motion.

RANA SANA ULLAH KHAN: Mr Speaker Sir, I move that:

> Leave be granted to move the proposed amendment Annex. 2 with Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

MR SPEAKER: The motion moved is :

> That leave be granted to move the proposed amendment in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997.

PARLIAMENTARY SECRETARY LAW(Ch. Shahid Akram Bhinder):

Mr Speaker Sir, I oppose it.

جناب سپیکر ، پارلیمانی سیکرٹری قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ رانا صاحب آپ اس کے اوپر بات کریں گے؟

رانا ثناء اللہ خان ، جناب سپیکر ! آپ اس بات کو appreciate کریں گے کہ سیٹ کی کتنی مجبوریاں ہوتی ہیں اور گاڑی اور ڈرائیور میں کتنی طاقت ہے۔ یہ جو ترامیم ہیں جب میں نے یہ پیش کی تھیں تو میں نے اور شاہد اکرم بھنڈر اکٹھے بیٹھ کے مشورہ کر کے کچھ حصہ انھوں نے move کیا تھا اور کچھ میں نے move کیا تھا۔اور آج جب میں move کر رہا ہوں تو یہ اس کو oppose کر رہے ہیں۔ یہ حالات کے تبدیل ہونے کے ساتھ یہ بھی بدل گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اب گاڑی کے دو حصے ہوگئے ہیں۔ ڈرائیور ادھر چلا گیا ہے اور اب آپ کے پاس تو کوئی حصہ نہیں بچا۔

رانا ثناء اللہ خان، اب ان کی tune تبدیل ہوگئی ہے۔جناب والا! میں نے جو ترمیم تجویز کی ہے،

That the Rule 48 paras 'o' and 'q' shall be omitted.

جناب سپیکر! یہ دو پیراگرافس ہیں ۔ جو پیرا o ہے وہ پرنٹ میڈیا کی خبروں پہ base کر کے سوال

اٹھانے سے متعلق ہے ۔ جناب سپیکر! اس میں' میں یہ عرض کروں گا کہ ہم روزانہ خبروں پہ انحصار کر کے اسمبلی میں سوالات کرتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار پیش کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں اور باقاعدہ وہ ایڈمٹ بھی ہوتی ہیں۔ آپ نے کل بھی ایک تحریک استحقاق جو اخبار کی ایک خبر کی بنیاد پر دی گئی تھی ایڈمٹ کیا اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا۔ یہ بات ہمارے عمل میں اور رولز آف پروسیجر میں جو دیا گیا ہے اس میں' تضاد کا باعث بنتی ہے۔ ایک طرف رولز میں تو یہ ہے کہ ہم خبروں پہ انحصار کر کے کوئی سوال نہیں کر سکتے' کوئی تحریک التوائے کار پیش نہیں کر سکتے' کوئی تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتے۔ جب کہ دوسری طرف ہماری پریکٹس یہ ہے کہ ہم اخباری خبر کو ہی بنیاد بناتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر ہم تحاریک التوائے کار پیش کرتے ہیں۔ اس کو بنیاد بنا کر ہم تحاریک استحقاق پیش کرتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر ہم سوال پیش کرتے ہیں۔میری اس سلسلہ میں یہی گزارشہے کہ پرنٹ میڈیا ہمارے اور عوام کے درمیان ایک موثر رابطے کا ذریعہ ہے اور بڑی بڑی خبریں پرنٹ میڈیا کے ذریعے ہی ہمارے نوٹس میں آتی ہیں اور ہم ان سے آگاہ ہوتے ہیں اور اس پہ ہم انحصار کرتے ہیں۔ جناب والا! ہمارا عمل بھی یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس میں سوالات' تحاریک التوائے کار'تحاریک استحقاق بھی ان خبروں پر base کرتے ہوئے پیش کرتے ہیں اور وہ باقاعدہ منظور ہوتی ہیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ کا بھی حوالہ دوں گا جو آپ نے کل بٹ صاحب کی تحریک پر فرمائی تھی۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ جب ہمارا عمل یہ ہے تو قواعد انضباط کار میں بھی تبدیلی کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کسی اخبار کی خبر کو بنیاد بنا کر آپ تحریک التوائے کار پیش نہیں کر سکتے' تحریک استحقاق نہیں دے سکتے' سوال نہیں اٹھا سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ابہام کو دور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ایک تضاد ہے۔ جناب والا پریکٹس میں وہی بات ہے جو میں اس ترمیم کے ذریعے پیش کر رہا ہوں ۔ صرف قواعد انضباط کار میں یہ بات ہے اور یہ تضاد کا باعث بنتی ہےاس لیے اس تضاد کو دور کرنا چاہیے۔ جناب والا! دوسرا حصہ اس کے متعلق ہے جو پیرا Q ہے وہ ججوں کے کنڈکٹ اور فیصلوں کے متعلق ہے ۔ اس پر ہم سوال نہیں لا سکتے یا اس کو ہم زیر بحث نہیں لا سکتے۔ جناب والا! اب دنیا بہت آگے جا چکی ہے۔ اب یہ بات پرانی ہو چکی ہے کہ آپ کسی سے اختلاف رائے نہیں کر سکتے۔ اب قومیں اپنی ترقی کے عمل میں بہت آگے بڑھ چکی ہیں۔ اب یہ بات کہنا کہ فلاں ادارے کہ اس کے فیصلے کے متعلق کسی رائے کے متعلق آپ اختلاف نہیں کر سکتے آپ اپنا نقطہ نظر پیش

نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ کوئی بھی ادارہ ہو جناب سپیکر! اب یہ out dated ہے۔ اب جو کچھ کورٹوں میں ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں نہیں کہتا لیکن لوگ کہتے ہیں اور میں نے بھی سنا ہے کہ وہاں پر اب صورت حال یہ ہے کہ اگرکوئی آدمی آپ کے خلاف یا کسی کے خلاف اٹھ کر یہ دعویٰ کر دے کہ اسےحقوق زوجیت ادا کرنے سے روک دیا جائے تو اس پر بھی stay ہو جاتا ہے۔ جناب والا! جب یہ حالت ہو چکی ہے کہ اس قسم کے جو معاملات ہیں اور پھر یہ کہنا کہ اس کو ہم زیر بحث ہی نہیں لا سکتے اپنا نقطہ نظر بھی بیان نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا! ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا ہے وہاں پربھی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں پر اسمبلی میں بات ہوتی ہے۔یہاں تک کہ کنڈکٹ پر بھی بات ہوتی ہے۔ امریکہ میں ایسا ہوتا ہے اس کے علاوہ دنیا کےبہت سارے ترقی یافتہ ممالک ہیں جہاں پر یہ باتیں ہوتی ہیں۔

جناب والا! اگر ہم نے بھی ترقی کرنی ہے اور ان باتوں کو آگے بڑھانا ہے تو ان باتوں کو زیر بحث لانا ہوگا۔ اختلاف رائے اچھی بات ہے اور ہم یہاں روزانہ بات کرتے ہیں کہ اختلاف رائے پارلیمانی نظام کی روح ہے' ہم پارلیمانی نظام کے تحت چل رہے ہیں اور تمام ادارے خواہ وہ آرمی ہو' عدلیہ ہو' انتظامیہ ہو جو بھی ہو وہ اسی پارلیمانی نظام کے تحت ہے۔ جب اختلاف رائے پارلیمانی نظام کی روح ہے تو پھر یہ کہنا کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قدغن لگانے والی بات ہے۔ بہت سارے معاملات ایسے ہیں کہ جن کو اگر زیر بحث لایا جائے ان کو اگر thrash کیا جائے اور یہ ان لوگوں کے بھی نوٹس میں ہیں جو ان اداروں کے سربراہ ہیں۔ ابھی چند ماہ کی بات ہےکہ ہمارے فیصل آباد ڈسٹرکٹ میں جو فلور ملیں ہیں' ان فلور ملوں کو جناب سپیکر! کوٹا دیا گیا اور ہر مل کو یکساں کوٹا دیا گیا مگر دو ملیں ایسی تھیں کہ جن کو ہزار ہزار بوری کا کوٹا زائد دے دیا گیا کہ ان کو ہزار ہزار بوری زیادہ دے دی جائے۔ یہ معاملہ میں ذاتی طور پر' اور میرے ساتھ ایک اور صاحب تھے ہم اس معاملے کو چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائے کہ جناب' وہاں پر یہ تخریب ہو رہی ہے۔(قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر: ذرا اس طرف خاموشی اختیار کریں۔ للیکا صاحب! ذرا مہربانی کرکے خاموشی اختیار کریں۔ بہت شکریہ۔ جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اس معاملے کو چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لایا کہ جناب' آپ نے فلور ملوں کو سب کو یکساں کوٹا دیا ہے مگر ان دو ملوں کو آپ نے ہزار ہزار بوری کا کوٹا زیادہ

دے دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوگیا۔ انھوں نے پتا کروایا اور ایک آرڈر کیا کہ یہ ختم کر دیا جائے۔ اب جن مل مالکان کے پاس ہزار ہزار بوری گندم کا کوٹا زیادہ تھا وہ وہاں پر گئے اور سول کورٹ میں ایک جج صاحب سے جاکر بات کی اور ان کو باقاعدہ کیلکولیٹر پر کیلکولیٹ کرکے سمجھایا کہ اس سے ہمیں اتنا فائدہ روز پہنچ رہا ہے۔ اور اس جج صاحب نے چیف منسٹر کے ڈائریکٹو کے خلاف stay دے دیا۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری قانون)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری قانون)، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے rules of business کی amendment پر motion move کیا ہوا ہے۔ اور وہ فلور مل فیصل آباد پر discuss کر رہے ہیں۔ یہ بالکل irrelevant ہیں۔ یہ اسی پوائنٹ پر رہیں اور جو کچھ بتانا ہے وہ بتائیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! سرکاری گاڑی میں بیٹھ کر ایسے ہوجاتا ہے کہ آدمی کو بات ذرا صحیح سمجھ نہیں آتی۔ میں بات کر رہا ہوں کہ جس amendment کو میں propose کر رہا ہوں' وہ میں کیوں propose کر رہا ہوں؟ اس کی کیا وجوہات ہیں' کیا reasons ہیں؟ میں کیوں چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ قدغن کہ ہم کسی ادارے یا کسی آدمی کے conduct کو discuss نہیں کرسکتے۔ اس کو discuss نہ کرنے کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں میں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ اور کیا relevant بات ہو سکتی ہے۔ جناب والا! وہ جو زائد کوٹا لینے والے مل مالکان تھے وہ جج صاحبان کے پاس گئے اور وہاں جاکر کیلکولیٹر پر کیلکولیٹ کرکے بتایا کہ ہمیں روزانہ اتنا فائدہ ہو رہا ہے۔ اس کا شیئر ان کو دیا اور جب تک گندم بلیک ہوتی رہی تب تک وہ stay چیف منسٹر کے ڈائریکٹو کے خلاف جاری رہا جو کہ روز مرہ کے معاملات سے متعلق ڈائریکٹو تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سول جج کا معاملہ نہ تو ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے نوٹس میں آیا اور نہ ہی یہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے نوٹس میں آیا۔ کیونکہ ہر جگہ یہ بات ہوتی کہ آپ بات ہی نہیں کرسکتے۔ آپ ان کے خلاف کوئی discussion نہیں کر سکتے۔ یہ میری گزارش ہے کہ یہ دونوں پیرے جو rule 48 کا پیرا "O" اور "Q" ہے یہ ان دونوں چیزوں سے متعلق ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم اخباری خبروں پر انحصار کرکے کوئی

business ہاؤس میں نہیں لا سکتے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ہم ان کے conduct پہ اور ان کے فیصلے پہ کسی قسم کا کوئی اشارہ ' کوئی بات نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی جمہوری نظام پہ یہ قدغن ہے۔ اور یہ اس کی روح کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ amendment carry ہونی چاہیے جو میں نے propose کی ہے۔شکریہ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری قانون)،جناب والا! رانا صاحب نے جو یہamendment suggest کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rule 48 تو انھوں نے پڑھا ہے اور اس کے جو sub rule "O" and "Q" ہیں جن کو وہ چاہتے ہیں کہ یہ اس میں سے omit ہو جائیں۔ گزارش یہ ہے کہ rule O اخباری خبروں پر based ہے۔ اور اگر ہم اس کی اجازت دیں گے تو اس طرح پھر ایک پرائیویٹ قسم کا business بن جائے گا۔ پھر آپ اس کی کوئی limitations fix نہیں کر سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ان کو ابھی بول لینے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیرمتعلقہ کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری business conduct کرسکتا ہے؟

جناب سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری قانون)، رانا صاحب کو غالباً rules کا خود ہی پورا علم نہیں ہے' اس لیے انھوں نے یہ سوال کیا ہے۔ جناب' میری گزارش یہ ہے کہ یہ اس طرح پرائیویٹ قسم کا business بن جاتا ہے۔ اور پھر آپ میڈیا پہ ' اخبارات پہ اور ان کی خبروں پہ ' یہ ضروری نہیں کہ اخبارات کی ساری ہی خبریں درست ہوں۔ جب اس طرح کے سوالات آنے شروع ہوں گے تو پھر ہم ایک لا حاصل exercise میں پڑ جائیں گے' کیونکہ اس طرح سوالات کے بھی انبار لگیں گے۔ ویسے بھی یہ جو کہہ رہے ہیں یہ directly in conflict with rule "G" ہے۔ کیونکہ جو sub

It shall not relate to a matter ۔ہوگا matter کرتا ہے کہ جو provide ہے وہ یہ rule "G"

نہیں concern کا گورنمنٹ تو یہ ۔which is not primary in concern with the Government.

اور اس پر question آ نہیں سکتا۔ یہ پرائیویٹ business میں اس کو لانا چاہتے ہیں۔ اور اس sub

rule کو omit کروانا چاہتے ہیں جو کہ possible نہیں اور نہ ہی یہ ہونا چاہیے۔ اور ویسے جو rule

Q ہے۔ یہ میرے فاضل دوست conduct of Judges کے بارے میں discuss کر رہے تھے کہ ان

کو کرنا چاہیے۔ پڑھے لکھے ہیں، لاء گریجوایٹ ہیں لیکن شاید وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ اس کو omit

کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ پہلے ہی under article 114 of the Constitution یہ

bar موجود ہے، اور Constitution کی جب ایک provision ہو تو آپ اس کو discuss نہیں کر

سکتے۔ یہ Constitution provision ہے۔ اس میں اس rule کو آپ omit کر بھی لیں تب بھی یہ

bar رہے گا۔ کیونکہ آپ Constitution کو over write نہیں کر سکتے۔ اور یہ Constitutional Bar

ہے۔ اور ہمیں اس پہ amendment کرنے کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو

رہنا چاہیے۔ اور یہ جو ان کی amendment under rule 48 ہے اس کا ہاؤس کو کوئی فائدہ نہیں اور نہ

ہی rules of procedure میں اس کا کوئی addition ہوگا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو ہم اب ہاؤس کے سامنے question put کر رہے ہیں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is-

"That leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997."

(The motion was lost.)

اب کارروائی مکمل ہو چکی ہے اور اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

بدھ' 15۔ اکتوبر 1997ء

(چہار شنبہ' 12۔ جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝

سورۃ العنکبوت آیت 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو۔ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے (نیک) عمل کرنے والوں کا (یہ) خوب بدلہ ہے۔ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے۔ اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات وتعمیرات)

جناب سپیکر، اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! آج کے محکمے کے جو سوالات ہیں وہ تقریباً38 ہیں اور غیر نشان زدہ سوالات پانچ اور بھی ہیں اور ان کو بھی نشان زدہ سمجھیں' کیونکہ ممبران صاحبان ان پر نشان لگانا بھول جاتے ہیں۔ اس طریقے سے ان کی تعداد 43 بن جاتی ہے - جناب والا! کل ہمارے ایک فاضل ممبر نے بھی یہ سوال اٹھایا تھا کہ یہ اتنے اہم سوالات ہوتے ہیں اور ان کے ضمنی سوالات کرنا بہت ضروری ہوتے ہیں - اس میں ہوتا یہ ہے کہ ہم پانچ یا سات یا زیادہ سے زیادہ آٹھ تک پہنچتے ہیں' یا پھر دس ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد بقایا سوالات کے متعلق کہا جاتا ہے کہ table پر رکھ دیے گئے ہیں۔ جناب والا! اس بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ اس میں سوالات تھوڑے کریں۔ اگر کسی محکمے کے سوالات زیادہ آ ہی گئے ہیں تو اس کے لیے دو دن مقرر کرلیں۔ جناب والا! یہی تو ایک forum ہے جہاں ممبر اپنے دل کی بات کہہ دیتا ہے یا پھر اس کے علاقے میں جو زیادتی ہو رہی ہوتی ہے اس کا کوئی نہ کوئی حل ہو جاتا ہے - اس کے بعد پتا نہیں کہ ہمارے سوال کی باری تین ماہ کے بعد آئے یا چار ماہ کے بعد تو اس بارے میں کوئی تجویز نکالیں اور اس میں اتنے سوالات دیں جن کے بارے میں آپ ضمنی سوالات نہ روکیں' کیونکہ یہاں پر یہ تجویز دی گئی تھی کہ ضمنی سوالات روکیں۔ جناب والا! ضمنی سوالات کیوں روکیں؟ ان کی وضاحت سیکرٹری صاحبان سے صرف اسی حوالے سے ہوسکتی ہے اس کا اور تو کوئی طریقہ نہیں۔ جناب' ان کے ضمنی سوالات پر رکاوٹ نہ کریں سوالات کی تعداد کم کر دیں اور اس کو بے شک دو دن کر دیں۔ اگر ان سوالات کی تعداد زیادہ ہے۔ ان سے ممبران کا جو مطلوبہ مقصد ہوتا ہے وہ اتنے سوالات پر حل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، بلوچ صاحب' آپ کی بات تو ٹھیک ہے - اس میں دونوں چیزیں دیکھنے والی ہوتی ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہوتی ہیں کہ اجلاس کے جو دن مقرر ہیں ان کے اندر اندر تمام محکموں کے سوالات آ سکیں صرف ایک محکمے کی بات نہیں ہوتی لہذا کوشش دونوں صورتوں میں ہونی چاہیے اور اتنے زیادہ ضمنی سوالات بھی نہیں ہونے چاہییں - کہ دوسرے ممبران اسمبلی کے جو اہم سوالات ہیں وہ رہ جائیں اور وہ نہ آسکیں - دونوں چیزوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے -

جہاں تک آپ کی بات ہے کہ جو اہم محکمہ جات ہیں ان کے لیے زیادہ دن رکھے جائیں۔ آپ کی یہ تجویز اچھی ہے اور اس کے بارے میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! احمد خان صاحب کی یہ observation بڑی جائز تھی ۔آپ سے ایک گزارش ہے۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ سوال کے محرک کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے ضمنی سوالات کرے اور اگر وہ دو یا تین ضمنی سوالات کرنے سے مطمئن نہیں ہوتے تو پھر وقت ضرور پیش آئے گی۔ یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ جو بہت سے اہم سوالات ہوتے ہیں وہ رہ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! ٹھیک ہے ۔ طریقہ بھی یہی ہے کہ جو سوال کا محرک ہے میں تو ہمیشہ ان ہی کو موقع دیتا ہوں ۔

وزیر خزانہ: اس میں بھی اگر تین ضمنی سوالات کی limit لگا دیں تو بہتر ہے' کیونکہ تین ضمنی سوالات میں ان کا موقف آجاتا ہے ۔ یہ لاتعداد نہیں ہونے چاہئیں ۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ جو ممبران سوالات میں دلچسپی نہیں لیتے' یعنی سوال تو وہ کر دیتے ہیں لیکن question hour میں وہ حاضر نہیں ہوتے' میں سمجھتا ہوں کہ ان کے سوالات کو on behalf take up نہ کیا جائے' بلکہ جو ممبران یہاں پر دلچسپی لیتے ہیں اور حاضر ہوتے ہیں ان کے سوالوں کو ترجیح دی جائے۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک یہ سوالات بھگت سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر: یہ تو پھر جو ممبران یہاں تشریف رکھتے ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ کسی کے behalf پر اٹھ کر نہ بولیں اور اسی طریقے سے ہم دوسرے سوال کی طرف آسانی سے جا سکتے ہیں۔

بہر حال اب وقت ضائع کیے بغیر سوالات کو شروع کرتے ہیں۔ آج محکمہ مواصلات اور تعمیرات کے سوالات ہیں ۔ جناب ارشد عمران سلہری۔

وحدت کالونی کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینا

*37۔ جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) وحدت کالونی لاہور کس سال کتنے سرمائے سے اور کتنے رقبے پر تعمیر ہوئی تھی۔ وحدت کالونی کے لیے کل کتنا رقبہ حاصل کیا گیا اور کالونی کتنے رقبے پر تعمیر ہوئی۔ بقیہ رقبہ اس

وقت کس محکمہ یا کن افراد کے زیر استعمال ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹر اس وقت انتہائی بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں اور اپنی میعاد تعمیر مکمل کر چکے ہیں۔

(ج) سال 1994-95, 1995-96ء اور 1996-97ء کے دوران ان کوارٹروں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے لاہور اور دیگر علاقوں میں کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق تفویض کر دیے تھے۔

(ہ) کیا حکومت وحدت کالونی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) وحدت کالونی کی تعمیر 1955 میں شروع ہوئی۔

1956ء میں 1069 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1964ء سے 1974ء تک 269 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1975ء سے 1993ء تک 436 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

1993ء سے 1995ء تک 24 کوارٹر تعمیر کیے گئے۔

کل تعداد کوارٹرز 1789 جو تعمیر کیے گئے۔

اس کالونی کی تعمیر پر تقریباً دوکروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ اس کا رقبہ 2473 کنال 2 مرلے 68 فٹ ہے۔

تقریباً 45 کنال 18 مرلے 135 فٹ پر لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے۔ محکمہ ایل ڈی اے (L-D-A) اور کچی آبادی والوں نے 639 کنال 18 مرلے 100 فٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

(ب) ہاں یہ حقیقت ہے کہ پرانے کوارٹرز جن کی تعداد 1069 ہے۔ وہ بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں اور اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ تاہم ان کی سپیشل مرمت کرکے ان کی حالت بہتر کی جاتی ہے۔

(ج) سال 1994-95ء کے دوران خرچہ= 42,61,683 روپے

سال1995-96ء کے دوران خرچ = 109,62,255/- روپے

سال1996-97ء کے دوران خرچ = 34,75,399/- روپے

(د) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے قانون کے مطابق قائم کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے تھے۔

(ہ) جی نہیں۔ یہ مکانات لاہور میں تعینات ہونے والے ایسے سرکاری ملازمین کی رہائش کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں جن کے پاس لاہور میں اپنے مکانات موجود نہیں ہیں اور اگر ان مکانات کے مالکانہ حقوق موجودہ الاٹی حضرات کو دیے گئے تو مستقبل میں جو سرکاری ملازمین تبدیل ہو کر لاہور آئیں گے ان کے لیے رہائشی سہولتیں مہیا نہیں ہوسکیں گی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! آپ کی وساطت سے محکمہ مواصلات و تعمیرات کے وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ جواب میں تسلیم کیا گیا ہے وحدت کالونی جو میرے حلقے میں ہے 1955ء میں one unit کے زمانے میں یہ تعمیر ہوئی تھی ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا لاہور شہر کے گورنمنٹ ملازمین کے لیے اور خصوصی طور پر جو سیکرٹریٹ اور اسمبلی سیکرٹریٹ کا سٹاف ہے 1955ء کے بعد محکمہ نے کوئی اور کالونی بنائی؟ اگر نہیں بنائی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! فاضل رکن نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کالونی 1955ء کی بنی ہوئی ہے جناب والا! یہ کالونی تو 1955ء میں شروع کی گئی تھی اور مرحلہ وار سال میں نے اپنے جواب میں دیے ہوئے ہیں' ان سالوں میں اس کالونی میں اضافہ ہوتا رہا ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے یہ 1956ء میں مکمل ہوئی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، نہیں ۔ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 1955ء میں یہ کالونی شروع ہوئی تھی پھر 1964ء سے 1974ء تک 269 کوارٹر بنے ۔ 1975ء سے 1993ء تک 436 کوارٹر بنے یعنی جناب سپیکر مختلف اوقات میں یہ کوارٹرز add ہوتے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ اس کالونی کے علاوہ کوئی اور بھی کالونی بنی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ تو پھر fresh question بنتا ہے جی ۔ یہ تو میں معلومات حاصل کر کے عرض کر سکوں گا ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز الف میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کالونی کا کل رقبہ 2,473 کنال 2 مرلے اور 68 فٹ ہے ۔ جس میں سے تقریباً 45 کنال 18 مرلے 135 فٹ پر لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے اس کے علاوہ محکمہ ایل ۔ ڈی ۔ اے اور کچی آبادی والوں نے 639 کنال 18 مرلے 100 فٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب اس زمین کو acquire کیا گیا کیا اس وقت اس تمام زمین کا محکمہ نے قبضہ نہیں لیا تھا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر 639 کنال 18 مرلے اور 100 فٹ پر کچی آبادی کیسے بن گئی جبکہ آپ ان کو مالکانہ حقوق بھی دے چکے ہیں اور پھر یہ 45 کنال 18 مرلے 135 فٹ پر لوگوں کا ناجائز قبضہ کب ہوا اور محکمہ نے کیا اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ تاریخیں اور سال میرے پاس موجود نہیں ہیں جب ایل۔ڈی۔اے یا دیگر حضرات نے 639 کنال اور 18 مرلے پر قبضہ کیا ہے اس قبضے کو چھڑانے کے لیے محکمے نے بارہا کوشش کی ہے لیکن گذشتہ سالوں میں سیاسی مداخلت کی وجہ سے محکمہ قابضین سے جگہ خالی کرانے میں کامیاب نہ ہوا۔ اس رقبے پر مالکانہ حقوق کسی کو نہیں دیے گئے اور فاضل رکن کی یہ انفرمیشن غلط ہے۔

جناب سپیکر، سلہری صاحب' آپ نے پوچھا ہے کہ مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں یا نہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ جب یہ زمین acquire ہوئی اس کے بعد وہاں پر کچھ لوگوں نے ناجائز قبضہ کر لیا۔ پھر اس ناجائز قبضہ شدہ زمین کے اوپر کچی آبادی declare ہو کر ان کو مالکانہ حقوق دے دیے گئے اور وہ لوگ جو حکومت کے ملازم تھے اور وہ کرایہ بھی 5 فی صد دیتے تھے۔

جناب سپیکر، اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک آپ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ 45 کنال 18 مرلے جس پر کہ 135 لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے' ان کو مالکانہ حقوق دیے گئے یا نہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جواب میں یہ تسلیم بھی کیا گیا ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق ہم نے دے دیے ۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو ناجائز تھے ان کو تو مالکانہ حقوق دے دیے گئے-----

جناب سپیکر، نہیں ' کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے۔ آیا یہ کچی آبادیوں میں شامل تھی یا

نہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا یہی سوال ہے کہ یہ کروڑوں روپے کی زمین تھی۔ حکومت نے اس کے لیے ادائیگی کی۔ لوگوں نے اس کے اوپر ناجائز قبضہ کیا۔ اور وہ کروڑوں روپے کی زمین ان لوگوں کو کہ جنھوں نے زبردستی قبضہ کیا الاٹ کر دی گئی اور وہ لوگ جو سالہا سال سے 1955ء سے وہاں بیٹھے ہیں وہ 5 فی صد کرایہ بھی اور 45 فی صد ہاؤس رینٹ یعنی اپنی تنخواہ کا نصف جب سے کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں وہ اس وقت سے دے رہے ہیں۔ جبکہ یہ کوارٹر اپنی مدت بھی پوری کر چکے ہیں۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ تقریباً 585 کنال زمین کے اوپر ناجائز قبضہ ہے۔ لاہور شہر کے اندر یہ صوبائی دارالخلافہ ہے۔ یہ گورنمنٹ کی کالونی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان لوگوں کو تو مالکانہ حقوق مل گئے لیکن یہ لوگ جو حکومت کے ملازم ہیں اور جو اپنی چار دیواری کے آگے ایک اینٹ بھی نہیں لگا سکتے۔ ایکسین صاحب جا کر گرا دیتے ہیں۔ جناب سپیکر، لیکن یہ کبھی ہوا ہے کہ جو گورنمنٹ کوارٹرز ہیں وہ ان کو ہی الاٹ کر دیے جائیں؟ یہ آپ کی اچھی تجویز ہے۔ جی او آر میں جو وہاں رہ رہے ہیں وہ ان کو دے دیا جائے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری اس میں یہ گزارش ہے کہ ون یونٹ کے تحت یہ کالونی بنی تھی اور دوسرے صوبوں میں جو کالونیاں تھیں جب ون یونٹ ختم ہوا تو ان کو وہ کالونیاں الاٹ کر دی گئیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جیسے کہ اس پر ہر سال ان پر کروڑوں روپے مرمت کی مد میں ضائع کیا جاتا ہے جبکہ یہ کوارٹر اپنی مدت بھی پوری کر چکے ہیں۔ اسی طرح جیسے دوسرے صوبوں کو وہ کالونیاں الاٹ کی گئی تھیں یہ کالونی وہاں کے الاٹیوں کو الاٹ کر دی جائے۔ اس سلسلہ میں میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی کیا رائے ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! یہ محکمے کے اختیارات میں ہے اور نہ میں یہاں ان کا حتمی جواب دے سکتا ہوں۔ حکومت کی یہ پالیسی نہیں کہ جو سرکاری ملازمین سرکاری کوارٹرز میں بیٹھے ہوں ان کی ملازمت ختم ہونے پر ان کو وہ مکان یا کوارٹر الاٹ کر دیے جائیں۔ اگر فاضل رکن اتنا strongly feel کرتے ہیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب سے اس بارے میں رابطہ کر لیں یا مجھے اگر وہ کہیں گے تو میں وزیر اعلیٰ سے اس پالیسی کی وضاحت لے لوں گا لیکن فی الحال حکومت پنجاب کی ایسی کوئی پالیسی نہیں۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے اور جیسے کہ سردار صاحب نے کہا ہے اس کے اوپر ایک کمیٹی بن جانی چاہیے ۔ وہ تمام حقائق کہ کالونی کی کتنی زمین تھی اور کتنا اس کے اوپر ناجائز قبضہ ہوا۔

جناب سپیکر، انھوں نے کمیٹی کا نہیں کہا ۔ انھوں نے کہا ہے کہ میں وزیر اعلیٰ سے بات کروں گا۔ کمیٹی کی انھوں نے کوئی commitment نہیں دی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جس کمیٹی کا وہ ذکر کر رہے ہیں اس کے بارے میں ان کی اور میری پرائیویٹ گفتگو میں طے پایا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کہ ایک کمیٹی تشکیل فرما دیں تو میں نے ان کو اس وقت یہ یقین دہانی کرائی تھی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ اگر آپ نے ان سے کہا ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں کمیٹی بنوا کے اس معاملے کی چھان بین کراؤں گا اور تمام معاملات ہاؤس کے سامنے آ جائیں گے کہ کب قبضہ ہوا اور کس کس نے قبضہ کیا۔ ان کو فارغ کرنے کے لیے کیا کارروائی کی گئی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جب تک کمیٹی کی رپورٹ نہیں آتی تو اس وقت تک اس کو موخر کر دیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، موخر کرنے سے حالات کوئی بدل تو نہیں جائیں گے۔ فاضل رکن انفرمیشن چاہتے ہیں وہ ان شاء اللہ میں ہاؤس کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر، سعید منیس صاحب ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ 1069 کوارٹرز کی حالت بوسیدہ اور مخدوش ہے ۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب یہ بوسیدہ اور مخدوش ہیں اور ہم عموماً اخبارات میں بھی پڑھتے ہیں کہ جب بارشیں آتی ہیں تو مکانات گر جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کافی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ کیا ان کو dangerous declare کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب! وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ جن کے بارے میں جواب کے جزو "ب" میں بوسیدہ اور مخدوش لکھا گیا ہے۔ کیا ان کو dangerous declare کیا گیا ہے۔ کیا کوئی ایسی چیز ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! 1955ء میں پہلی قسط میں جو کوارٹر بنے تھے ظاہر ہے ان کی مدت تو پوری ہو چکی ہے۔ لیکن ان کی سالانہ مرمت ہوتی ہے۔ اب تک میرے علم میں محکمے کی طرف سے بات نہیں لائی گئی کہ اس میں کوئی ایسے کوارٹرز ہوں جو occupants کے لیے خطرے کا باعث ہوں۔

جناب سپیکر، ایسی کوئی بات نہیں۔ اور مرمت کی تفصیل' یعنی 1994-95ء' 1995-96ء اور 1996-97ء میں جو خرچہ ہوا' یہ اس میں درج ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، کیا لیڈر آف اپوزیشن اس کے علاوہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، کیوں جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا سوال پوچھنے کا یہ مقصد تھا اور جیسے میں نے عرض کیا کہ چونکہ انھوں نے کہا ہے کہ ان کی صورت حال بوسیدہ اور مخدوش ہے اور ہم نے عموماً اخبارات میں پڑھا ہے اور ہمارے اپنے علم میں بھی ہے کہ جب بارشیں آتی ہیں تو مکانات گر جاتے ہیں۔اور ظاہر ہے جو بوسیدہ اور مخدوش ہوتے ہیں وہی مکانات گرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں کافی قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کیا ان کو dangerous declare کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، اس کے بارے میں سردار صاحب نے جواب دیا ہے کہ dangerous declare نہیں کیا گیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جواب کا آخری حصہ پڑھ لیں۔

"تاہم ان کی سپیشل مرمت کر کے ان کی حالت بہتر کی جاتی ہے"

جناب سپیکر، یہ جواب کے جز "ج" میں درج ہے کہ کن کن سالوں میں کتنی رقم خرچ ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ اب آگے چلتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ میرے حلقے کا مسئلہ ہے اور بڑا اہم مسئلہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جب میں فاضل رکن کے کہنے پر یہ commitment بھی دے چکا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب ضرور ایوان میں تشریف لائے ہیں لیکن اس موضوع کو دوبارہ کھولنے سے تو کوئی مقصد حاصل پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب نے خود کمیٹی بنانے کے بارے میں کہہ دیا ہے۔ وہ خود اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب سے بات کر لیں گے اگلا سوال ملک مختار احمد اعوان صاحب!

ملک مختار احمد اعوان، سوال نمبر 38۔

وحدت کالونی کوارٹرز کی سپیشل مرمت

***38۔ملک مختار احمد اعوان،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

لاہور وحدت کالونی سب ڈویژن-I میں سال 95-1994ء اور 96-1995ء کے دوران کس کس کوارٹر میں سپیشل مرمت کا کام ہوا اور ہر کوارٹر پر الگ الگ کتنی رقم خرچ ہوئی اور سپیشل مرمت کے زمرے میں کون کون سا کام کیا گیا نیز ہر کوارٹر کے الاٹی کا نام عہدہ اور محکمہ بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

مطلوبہ عرصے کے دوران 118 کوارٹروں میں سپیشل مرمت کا کام کیا گیا۔ جن کی تفصیلات بشمول نوعیت کام، خرچہ الاٹی کا نام، عہدہ اور محکمہ*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! اس کی تفصیل تو مہیا کر دی گئی ہے۔ اگر کوئی مزید ضمنی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھیں؟

ملک مختار احمد اعوان، جناب والا! یہ جو فہرست منسلک کی گئی ہے۔ اس کی سیریل نمبر 27 پر مبلغ -/89,251 خرچہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جبکہ الاٹی کا عہدہ محرر صغیر بتلایا گیا ہے۔ کام کی تفصیل میں باورچی خانے اور غسل خانے میں ماربل ٹائلز لگائی گئی ہیں۔ جبکہ دوسرے کوارٹروں کا یہ عالم ہے کہ اب تک صحنوں میں اینٹوں کے فرش لگے ہوئے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب کوئی انکوائری کمیٹی اس ضمن میں تشکیل دینے کے لیے تیار ہیں؟

***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

وزیر مواصلات و تعمیرات: بالکل، میں ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دے دوں گا جو اس کی انکوائری کرے گی۔

جناب سپیکر: اس پر ایک سپیشل کمیٹی بن جائے گی۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔ اسی طرح منسلک فہرست میں سیریل نمبر 49 مبلغ -/39828 روپے اور پھر اسی فہرست کے سیریل نمبر 75 پر مبلغ -/14000 روپے ایک ہی سال میں اور ایک ہی کوارٹر پر دو دفعہ سپیشل مرمت کی مد میں بتلائے گئے ہیں۔ جب کہ قواعد کی رو سے سال میں دو دفعہ سپیشل ریپئر نہیں ہو سکتی۔ ان کاموں کے لیے خرچ ہوا ہے۔ دیگر کاموں کے علاوہ اس میں چھتوں کی تبدیلی بھی ظاہر کی گئی ہے کہ دونوں دفعہ کی گئی ہے، جب کہ موقع پر چھتوں کی تبدیلی نہیں کی گئی۔ کیا منسٹر صاحب اس کی انکوائری بھی کروانے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: چھتوں کی تبدیلی، کھڑکیاں، دروازے کیا یہ سارے کام نہیں ہوئے؟

ملک مختار احمد اعوان: میں چھتوں کی تبدیلی پر خاص زور دے رہا ہوں، کیونکہ یہ نہیں کی گئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جو جو معاملات فاضل رکن نے یہاں point out کیے ہیں میں نے وہ نوٹ کر لیے ہیں۔ جناب سپیکر! definitely probe کر کے ہاؤس میں ان کی رپورٹ پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: ملک مختار احمد اعوان صاحب! کیا k-32 and k-24 جو کہ سیریل نمبر 48,49 پر ہیں یہی دو کوارٹرز ہیں؟

ملک مختار احمد اعوان: جی ہاں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ جیسا کہ سابقہ سوال میں محکمے نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سال 95-1994ء میں -/42,61,683 روپے خرچ ہوئے اور اسی طرح 96-1995ء میں -/109,62,255 روپے جبکہ 97-1996ء میں -/34,75,399 روپے خرچ ہوئے------

جناب سپیکر: سلہری صاحب! یہ آپ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟ جس سوال کی آپ بات کر رہے ہیں یہ تو ہو چکا ہے۔ اب ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔ میں اسی کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ جناب والا! اس میں جیسا کہ یہ بتایا گیا ہے کہ 1789 کوارٹرز-----

جناب سپیکر، یہ تو discuss ہو چکا ہے۔ اس کو دوبارہ تو نہیں لے سکتے۔ اب ہم next پہ آ گئے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! مجھے علم ہے کہ اب ہم next پر آ گئے ہیں، لیکن یہ بھی اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر، ابھی کوارٹرز ہی سے متعلق آپ کا ایک اور سوال آخر میں بھی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وحدت کالونی کی حالت ہی ایسی ہے کہ ابھی جو حالیہ بارشیں ہوئی ہیں آپ اس کی انکوائری کروا لیں کہ وحدت کالونی کے جتنے کوارٹرز ہیں ہر ایک کی چھتوں سے پانی بہا ہے۔ محکمہ خود تسلیم کرتا ہے کہ ان کوارٹرز کی حالت بوسیدہ ہو چکی ہے۔ جیسا کہ میرے بھائی ملک مختار احمد اعوان نے یہ سوال کیا ہے کہ سیریل نمبر 49 اور 75 پہ -/39,828 روپے خرچ کیے گئے اور سیریل نمبر 75 پہ اسی کوارٹر کے اوپر -/14,102 روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ جناب والا! محکمہ کے مطابق 95-1994 سے لے کر 97-1996 تک کل جتنی رقم خرچ کی گئی ہے اگر اس رقم کو تمام کوارٹرز پر تقسیم کیا جائے تو 95-1994 میں فی کوارٹر -/2382 روپے بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب! آپ کون سے سیریل نمبر کی بات کر رہے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! سیریل نمبر 49 ہے جس میں کوارٹر نمبر k-32 ہے، پھر سیریل نمبر 75 کے اوپر بھی کوارٹر نمبر k-32 ہے۔ اسی ایک کوارٹر پر ایک سال کے اندر دو مرتبہ خرچ کیا گیا۔ ایک مرتبہ -/39,828 روپے اور دوسری مرتبہ -/14,102 روپے خرچ کیے گئے۔ جناب سپیکر! حکومت کے پاس کیا criteria ہے کہ ہر کوارٹر یا ہر الاٹی کو اس کے کوارٹر کی repair یا سپیشل مرمت کے لیے فنڈ دیے جائیں؛ جناب والا! اگر تمام کوارٹروں پر یہ کل فنڈ تقسیم کیے جائیں تو 95-1994ء میں فی کوارٹر -/2382 روپے بنتے ہیں اور -/6127 روپے 96-1995ء میں فی کوارٹر بنتے ہیں جبکہ -/1942 روپے 97-1996ء میں فی کوارٹر بنتے ہیں، جناب سپیکر! جب آپ ایک کوارٹر کے اوپر 40/40 ہزار روپے مرمت پر خرچ کریں گے تو باقی کوارٹرز کا کیا بنے گا؟ محترم وزیر خزانہ ہاؤس بلڈنگ کے لیے جو قرضہ دیتے ہیں وہ پچاس ہزار روپے ہیں، جبکہ ادھر آپ ایک مکان کی مرمت پر پچاس ہزار روپے خرچ کر رہے ہیں! اگر آپ ایک کوارٹر کی مرمت کے لیے پچاس ہزار روپے خرچ کر رہے ہیں تو کوئی پچاس ہزار میں گھر کہاں سے خرید سکتا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا!میرے دوست issues کو confuse کر رہے ہیں۔ ہاؤس

بلڈنگ قرطبہ کا کوارٹروں کی مرمت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ محرک ملک مختار احمد اعوان نے جو یہاں demand کیا ہے وہ میں نے concede کر دیا ہے۔ سپیشل کمیٹی تشکیل دے کر یقیناً ان معاملات کو probe کر لیں گے۔ باقی، سلہری صاحب سے کہوں گا کہ ایک سوال جو گزر چکا ہے، جسے ختم کر کے اگلا سوال take up کر لیا گیا ہے اسے بار بار اٹھانے میں کوئی فائدہ تو نہیں۔ میں سلہری صاحب کے ساتھ بھی commitment کر چکا ہوں۔ اب وہ صرف قائد ایوان کو یہ سنانا چاہتے ہیں تو میں ان کو روک نہیں سکتا۔ ان کو روکنا تو آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ایسی میں نے کوئی بات نہیں کہی، بلکہ جو حقائق ہیں، جو میرے حلقے کے اندر عوام کو، اس کالونی کے رہنے والوں کو پریشانیاں ہیں وہ میں نے جتائی ہیں۔ میں نے تو صرف یہ گزارش کی تھی کہ ایک کوارٹر کو تو آپ پچاس ہزار روپے سپیشل مرمت کے لیے دے رہے ہیں جبکہ ایک دوسرا کوارٹر بھی اسی فہرست کے اندر موجود ہے کہ جس کو ایک سال کے اندر صرف دو ہزار روپے مرمت کے لیے ملے ہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کا criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر، سردار صاحب نے یہی چیزیں چیک کرنے کے لیے سپیشل کمیٹی بنانے کی commitment دی ہے اور آپ کو بھی انھوں نے اس کمیٹی میں رکھا ہے۔ آپ اکٹھے مل کر اس کی انکوائری کر لیجیے گا۔ سردار صاحب نے یہی commitment دی ہے۔ سردار صاحب کیا یہ ٹھیک ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات: جی، بہتر ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود: سوال نمبر 55۔

ڈنگہ، گجرات روڈ کی تعمیر

*55۔ **میاں طارق محمود،** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ڈنگہ گجرات روڈ براستہ مٹواں والا کی تعمیر کب کتنے سرمایہ سے اور کس ٹھیکے دار کے ذریعے شروع ہوئی تھی۔

(ب) مذکورہ سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ دیتے وقت شرائط کے مطابق اس کی مکمل تعمیر کب تک

ہونا تھی۔ اس وقت تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور ٹھیکے دار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ سڑک کا بقیہ حصہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟ مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) ڈنگہ گجرات روڈ براستہ مٹواں والا (کل لمبائی 30.50 کلومیٹر) کی تعمیر مبلغ 789.04 لاکھ روپے کی انتظامی منظوری سے جس میں سے سال 96-1995ء میں 25.20 لاکھ روپے مختص تھے۔ مورخہ 27-06-1996 کو درج ذیل دو حصوں میں دو مختلف ٹھیکے داروں کے ذریعے شروع ہوئی۔

حصہ(1)۔

کلومیٹر 0/0 تا 7/0 (گجرات کی طرف سے) میسرز کاشف عمر ایسوسی ایٹس لاگت مبلغ 157.90 لاکھ

حصہ(2)

کلو میٹر 23/19 تا 30/50 (ڈنگہ کی طرف) سے میسرز خالد روف اینڈ کمپنی لاگت مبلغ 176.34 لاکھ

(ب) شرائط کے مطابق ہر حصہ کی مدت تکمیل 18 ماہ ہے اور یہ مدت 26 دسمبر 1997 کو ختم ہوگی۔ اس وقت تک کیے گئے کام کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حصہ اول	تکمیل شدہ کام
سب بیس	4.00 کلومیٹر
بیس کورس (ایک تہ)	1.50 کلومیٹر
حصہ دوم	
سب بیس	3.5 کلومیٹر
بیس کورس	3.5 کلو میٹر
تعمیر پلیاں وغیرہ	2.5 کلو میٹر

حصہ اول میں ٹھیکے دار کو 74 20 لاکھ روپے اور حصہ دوم میں 65.19 لاکھ روپے جون 1997ء تک ادا کیے گئے ہیں سڑک کے بقیہ حصے کو مکمل کرنے کے لیے دو کروڑ 16 لاکھ روپے درکار ہیں۔ سال 98-1997ء میں اس سڑک کے لیے 70 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

رواں مالی سال میں اگر مزید ایک کروڑ 46 لاکھ روپے مل جائیں تو دونوں حصوں کا کام (الاٹ شدہ لمبائی 14.31 کلومیٹر) جون 1998ء تک ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سڑک کا بقیہ حصہ جس کی لمبائی 16.19 کلومیٹر ہے کی تکمیل کے لیے چار کروڑ 90 لاکھ روپے درکار ہوں گے۔ اور فنڈز مہیا ہونے پر اسے تقریباً ایک سال میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔

وزیرخزانہ/ مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کا جواب خاصا طویل ہے' لہذا اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس سوال کا محکمے کی طرف سے جو جواب آیا ہے اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ محکمے نے اس سڑک کے بارے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ اس میں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹھیکے دار کو جو رقم ادا کی گئی ہے وہ کس تاریخ کو دی گئی تھی اور کتنی رقم دی گئی تھی؟

وزیرمواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس سڑک کے دو حصے ہیں، حصہ اوّل اور حصہ دوم۔ اور اس کی کل لمبائی 30.50 کلومیٹر بنتی ہے۔ اس کے لیے 789.04 لاکھ روپے کی انتظامی منظوری موجود ہے' لیکن اس میں سے 96-1995ء کو صرف 25 لاکھ 20 ہزار روپے مہیا کیے گئے۔ 1996ء میں اس سڑک کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ حصہ اول کے لیے میسرز کاشف عمر ایسوسی ایٹس کو 157 90 لاکھ روپے کی payment کی گئی جبکہ حصہ دوم کے لیے میسرز خالد روف اینڈ کمپنی کو 176.34 لاکھ روپے کی payment کی گئی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں جواب میں لکھا گیا ہے کہ حصہ اوّل کے تکمیل شدہ کام میں سب بیس 4.00 کلومیٹر' بیس کورس (ایک تہ) 1.50 کلومیٹر' اس کی جو ادائیگی ہوئی ہے یہ کس تاریخ کو ہوئی ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے۔

وزیرمواصلات و تعمیرات: یہ payments جون 1997ء تک کی گئی ہیں۔ حصہ اول میں 20 لاکھ 74 ہزار روپے اور حصہ دوم میں 65 لاکھ 19 ہزار روپے جون 1997ء تک ادا کیے گئے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آپ کا تعلق بھی ضلع گجرات سے ہے۔ یہ ڈنگہ سے گجرات روڈ براستہ مٹواں والا 30.50 کلومیٹر ہے اور اس پر سینکڑوں دیہات ہیں۔ میرے خیال میں شاید ہی اتنی اہم سڑک اور کوئی ہو اور جس طرح اس کی خستہ حالت ہے اتنی بڑی سڑک ہونے کے باوجود ایسی خستہ

حالی بھی کسی اور سڑک کی شاید نہ ہو۔ اس میں 70 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور یہاں جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ مدت 26 دسمبر 1997ء کو ختم ہو گی۔ میرے ضمنی سوال کا جواب پہلے بھی جس طرح دیا گیاہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ مدت 26 دسمبر 1997ء کو ختم ہو گی کیا یہ 26 دسمبر 1997ء کو سڑک مکمل ہو جائے گی اور تمام فنڈ وہاں پر پہنچ جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جو کام ٹھیکے دار کو دیا گیا ہے اس کی مدت کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ ورنہ جتنی مزید رقم درکار ہے جب تک وہ رقم محکمے کو مہیا نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ منصوبہ مکمل نہیں کیا جا سکتا۔ جو work in hand ہے اس کی مدت کا ذکر کیا گیا ہے'

- Not completion of the task.

جناب سپیکر: سردار صاحب! واقعی بہت زیادہ دیہات اس سڑک پہ آتے ہیں اور یہ سڑک کوئی پچھلے دس سال سے بن رہی ہے۔ اس سڑک کی اب جو حالت ہے' اگر آپ کسی وقت وہاں جا کر اس کی انکوائری کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ کم از کم مزید پانچ سال تک بنتی رہے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! جیسے آپ کی ہدایت ہے میں ذاتی طور پر موقع پر چلا جاؤں گا اور دیکھوں گا۔ لیکن در اصل دقت تو فنڈ کی ہے۔ جب تک فنڈ مہیا نہ ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ سردار صاحب اس میں صرف فنڈز کی دقت نہیں۔۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، کام ناقص کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں' کام ہوا ہی نہیں اور payments ہوتی رہی ہیں۔ اگر آپ صرف پچھلے چار سال کا ریکارڈ ہی منگوا کر دیکھ لیں کہ جتنی payments ہوئی ہیں اس کے مقابلے میں کام کتنا ہوا ہے' تو خود آپ کو نظر آجائے گا کہ وہاں کیا ہوتا رہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کے مطابق میں خود موقع پر جاؤں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ تو جتنے پیسے اس پر لگے ہیں یہ سڑک اب تک بن چکی ہوتی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، بہت اچھا جی۔ میں آپ کی اس observation کے بعد خود وہاں جاؤں گا۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! سردار صاحب وزیر خزانہ بھی ہیں اور محکمے کے بھی وزیر ہیں۔ یہ اتنی

اہم سڑک ہے' اس لیے یہ مہربانی فرمائیں اور پورے فنڈ وہاں بھیجیں اور اس سڑک کے لیے جو مدت دی گئی ہے یہ اس میں مکمل ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: وہ انھوں نے note کر لیا ہے اور ویسے یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

میاں طارق محمود: سردار صاحب موقع پر جائیں گے؟

جناب سپیکر: سردار صاحب نے کہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ہاؤس میں یہ commit کر چکا ہوں کہ میں ذاتی طور پر موقع کو visit کروں گا۔

جناب سپیکر: پہلے اس کی پوری انکوائری کریں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انکوائری سے کام مکمل نہیں ہوگا۔ سڑک تو فنڈز سے مکمل ہوگی اور وہاں پر سڑک کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: انکوائری کر کے ہی پتا چلے گا ناں۔

میاں طارق محمود: جناب والا! صرف انکوائری سے تو یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا۔ یہ تو وہ خود تسلیم کر چکے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! فاضل رکن شاید یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر خزانہ جب چاہے جتنا چاہے جس کو دے دے۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں سنا دوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: بلوچستان کی ایک سیاسی جماعت کے ایم پی اے کو وزارت خزانہ ملی تو جب سیکرٹری خزانہ ان سے پہلی ملاقات کرنے گئے تو وزیر صاحب نے فرمایا کہ بھائی' آپ خزانے کی کنجی مجھے دے دیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ اس طرح کا خزانہ یا کمرہ بند تو نہیں ہوتا جس میں خزانہ ہو' تو وزیر صاحب نے کہا کہ نہیں نہیں' آپ مجھ سے چھپا رہے ہیں۔ آپ خزانے کی کنجی مجھے دے دیں۔ میرے پاس تو اس قسم کی کوئی کنجی نہیں کہ میں نکال کر دو کروڑ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ویسے آگے آپ کا سوال آ رہا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر سڑکات کے متعلق ہی ہے۔ میں پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں، گجرات کے لیے نہیں-----

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: چلو، سوال کے متعلق ہی پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: صدیق سالار صاحب کل بھی پرسوں بھی اور جب بھی سوالات آئے تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پہ اٹھ کر بات کی۔ یہ مناسب نہیں اور ویسے بھی آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں، پہلے میری بات سن لیں کہ جب سوالات ہو رہے ہوں۔ یہاں پر ایک ایم پی اے موجود ہیں جنھوں نے اسمبلی کو سوال بھیجا ہے۔ اس کے اوپر محنت ہوئی ہے اور اس کا جواب آیا ہے۔ پھر اس پر ہاؤس میں ضمنی سوالات چل رہے ہیں۔ کل بھی کچھ اور بات ہو رہی تھی تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر کچھ اور بات شروع کر دی۔ آپ آئندہ یہ خیال رکھیں کہ جو چیز ہاؤس میں چل رہی ہو تو اس کا ذکر کریں اور اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ آپ ابھی اٹھ کر کر لیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں نے ضمنی سوال کیا، لیکن سنا نہیں گیا۔

جناب سپیکر: میں ضمنی سوال کے بارے میں بھی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس ایم پی اے نے سوال کیا ہو پہلا حق اس کا ہے۔ ٹھیک ہے ناں؟

چودھری محمد صدیق سالار: جی۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے ارشد عمران سلہری صاحب کے سوال تھے، میں نے ان کو اجازت دی۔ پھر ملک مختار اعوان صاحب کے سوال تھے، میں نے ان کو ضمنی سوالات کرنے کی اجازت دی۔ تو اب آپ فرمائیں کہ آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! آپ جب سڑکات کی running payment کرتے ہیں تو ٹھیکے دار کو پوری running کر دیتے ہیں جتنا اس نے کام کیا ہوتا ہے۔ اگر آپ running کو 100 فی صد کی بجائے 60% کریں اور 40% آپ کے ذمے رہے گی تو پھر وہ آپ کے پیچھے بھاگے گا

کہ آپ میرا کام مکمل کروائیں تاکہ میں اس کام کو پورا کر سکوں۔ جب اس نے نفع لے لیا اور پوری running payment لے لی تو پھر اسے کوئی جستجو نہیں رہے گی۔میں آپ کی توجہ اس طرف دلا رہا تھا۔

جناب سپیکر: یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا۔ یہ تو آپ کی کوئی تجویز ہے۔اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 67

پیر پھلائی مندرہ روڈ کی کشادگی اور مرمت

*67۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے گوجر خان پیر پھلائی کینال مندرہ روڈ کی کشادگی اور مرمت کے لیے دو دفعہ ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 96-1995ء میں اس سڑک کے ٹینڈر طلب کیے گئے اور کام شروع ہوا مگر سڑک اُکھیڑ کر معمولی سا ٹکڑا بنایا گیا اور باقی کام ابھی تک بند ہے۔

(ج) اس سڑک پر دوبارہ کب کام شروع ہو گا اور یہ سڑک کتنے عرصہ میں مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ کہ سال96-1995 میں اس سڑک کی کشادگی اور بہتری کے لیے ٹنڈر طلب کیے گئے اور8.0 تا19.0 کلومیٹر حصہ کا کام مالیتی ایک کروڑ65 لاکھ روپے12جون1996ء کو شروع کیا گیا۔ مگر یہ درست نہ ہے کہ سڑک کو اکھاڑ کر معمولی سا ٹکڑا بنایا گیا صحیح صورت یہ ہے۔ سال 96-1995ء میں مختص کردہ رقم 35 لاکھ میں سے 27.70 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اور 97-1996ء میں اس منصوبے کے لیے صرف 25 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے جس میں سے محکمہ خزانہ نے صرف15 لاکھ روپے جاری کیے اس لیے ٹھیکے دار کو 97-1996ء میں15 لاکھ 62ہزار روپے کی ادائیگی کی گئی ہے۔ موقعے پر اب تک 5.6 کلومیٹر میں سب بیس ڈال کر 2.80 کلومیٹر میں بیس ڈال دیا گیا ہے اور دو کلومیٹر پر ٹک اور بجری ڈال دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سڑک کی مضبوطی کا کام0.0 تا 8.0 کلو میٹر پر بحالی سیلاب سکیم

کے تحت بھی مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) اس سڑک کے لیے 98-1997ء میں 40 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ موقع پر کام جاری ہے اس سال اگر مزید 50 لاکھ روپے مل جائیں اور اگلے مالی سال میں 4 کروڑ 70 لاکھ روپے مل جائیں تو تمام سڑک 99-1998ء تک مکمل ہو جائے گی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس کا بھی جواب طویل ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی ہاں پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سڑک انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ اس پر تیل اور گیس کے پانچ کامیاب کنوئیں موجود ہیں اور دن رات بڑے بڑے ٹینکر چلتے ہیں جس کی وجہ سے عوام کو آمد و رفت میں انتہائی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ پچھلے تین سالوں میں یہ صرف دو کلومیٹر سڑک مکمل ہوئی۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا وہ اس سال reappropriation میں مزید فنڈ دینے کے لیے تیار ہیں تاکہ اس کا جو زیادہ ضرورت والا حصہ ہے وہ مکمل کیا جا سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس سڑک پر جب جب کام ہوا اور جتنی جتنی رقم سے کام ہوا ہم نے اس کی تفصیل دی ہے۔ وہ فاضل ممبر نے پڑھ لی ہے اور رواں مالی سال میں بھی اس کے لیے 40 لاکھ رکھا گیا ہے جس سے یہ سڑک مکمل نہیں ہوسکتی۔ یہ فاضل رکن نے پڑھ لیا ہے کہ اگر مزید 4 کروڑ 70 لاکھ روپے اس سڑک کے لیے ملیں تو تب یہ مکمل ہو سکتی ہے۔ تو reappropriation میں معمولی سی رقم تو ممکن ہے کہ محکمہ adjust کر سکتا لیکن اتنی بڑی رقم reappropriation میں ہم اس سڑک کے لیے نہیں دے سکیں گے۔ بہرحال، میری کوشش ہوگی کہ اگر اس کے لیے 40 لاکھ کے علاوہ کچھ اور رقم مل جائے تا کہ کام زیادہ سے زیادہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس سال اگر مزید 50 لاکھ روپے مل جائیں-----

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی۔

جناب سپیکر: اس میں لکھا ہوا ہے کہ اگلے مالی سال میں 4 کروڑ 70 لاکھ روپے مل جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: لکھا ہوا ہے کہ اگر مل جائیں تو سڑک مکمل ہوگی۔ اتنی بڑی رقم reappropriate کرنا تو ممکن نہیں ہوگا، لیکن میری کوشش ہوگی کہ کسی حد تک اور رقم مل سکے۔

جناب سپیکر، ہر سال تھوڑی تھوڑی رقم ملتی رہے۔ 98-1997ء میں 40 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، 98-1997ء میں تو صرف 40 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، ہاں جی ۔ جی راجہ صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ سڑک کی اہمیت کے پیش نظر 1993ء میں جب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے تو انھوں نے اس سڑک کی پختگی کا ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔ تو اس وقت اس کا ٹوٹل تخمینہ 4 کروڑ ' 17 لاکھ تھا ۔ لیکن بدقسمتی سے وہ حکومت ختم ہونے کے باعث پیپلز پارٹی کی حکومت نے یہ منصوبہ التوا میں ڈال دیا اور اب یہ ساڑھے چھ کروڑ روپے تک جا پہنچا ہے۔ تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ کے افسران سے بھی میری میٹنگ ہو چکی ہے' کیونکہ یہ وہاں آمد و رفت کے لیے انتہائی تکلیف دہ معاملہ ہے۔ انھوں نے بھی رضا مندی ظاہر کی ہے کہ ہم بھی اس سڑک میں contribute کریں گے۔ اگر وزیر موصوف مہربانی فرما کر PPL سے بھی رابطہ کر لیں اور کچھ ادھر سے مہربانی فرمائیں تاکہ 20 کلومیٹر کا ٹکڑا جو زیادہ دقت کا باعث بنتا ہے اگر وہ مکمل ہو جائے تو باقی اگلے سال یا اس سے اگلے مالی سال اس کو مرحلہ وار کروا دیا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے پٹرولیم کمپنی کی طرف سے جو پیشکش کا ذکر فرمایا ہے تو ہم انہی کی وساطت سے محکمہ پٹرولیم کمپنی سے رابطہ کریں گے۔ اگر وہ contribute کرنا چاہیں تو ہمارے لیے یہ بہت خوشی کی بات ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ کوشش کریں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، ضرور جی ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

گوجر خان کی سڑکوں کی تعمیر

*110۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کئی مرتبہ تحصیل گوجر خان کی درج ذیل نامکمل سڑکوں کو مکمل کرنے کے لیے ڈائریکٹو جاری کیے۔

1۔ تکمیل آڈرہ عثمان زادہ روڈ تا دولتالہ

2۔ تکمیل سرور شہید نشان حیدر روڈ تا کرُی چوک

3۔ آھدی ڈھوں روڈ تا ٹھٹھہ کلاں اینڈ سید

4۔ داتا روڈ تا درکالی براستہ ڈھوک اعوان

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان منصوبہ جات پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور کب تک ان نامکمل منصوبوں کو مکمل کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ان سڑکوں کی تعمیر و تکمیل کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کا حکم نامہ بذریعہ چٹھی نمبر S0(DEV)AB-11/91-783-7836 مورخہ 3-4-91 اور بذریعہ چٹھی نمبر US(1V)CMS-AB-20/94-60 مورخہ 26-8-94 جاری ہوا تھا۔

(ب) ان سڑکوں کے تخمینہ جات جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق تیار کیے گئے ان میں سے منصوبہ نمبر 1 کی انتظامی منظوری (A-A) بھی ہوئی۔ مگر فنڈز کا اجراء نہ ہوا۔ باقی ماندہ سکیموں کی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تعمیر و تکمیل ممکن نہ ہو سکی۔ وسائل کی موجودہ صورت حال کے پیش نظر ان منصوبہ جات کے شروع کیے جانے کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب والا! اس کا جواب تو مختصر ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا جی ضمنی سوال۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جن سڑکات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا بیشتر حصہ مکمل ہو چکا ہے' لیکن پھر وہی بات کہ بدقسمتی سے حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے ان کا بقایا کام روک دیا گیا اور آپ بھی سمجھتے ہیں کہ ان منصوبوں پر کروڑوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ لیکن ان کی افادیت اور وہ مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے جب تک ان کا بقیہ حصہ پختہ نہ کیا جائے۔ تو کیا وزیر موصوف ان نامکمل منصوبوں کو مکمل کروائیں گے ؛ یا حکومت کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ ان منصوبوں پر ترجیح بنیادوں پر کام کروایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ فیصلہ تو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب پہلے ہی کر چکے ہیں کہ ہم نے پیپلز پارٹی کی حکومت کی نقل نہیں کرنی۔ انھوں نے تو ہمارے بہت سے کار آمد منصوبے اپنی پارٹی کو نواز نے کے لیے بند کر دیے تھے۔ وزیر اعلیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو on going schemes ہیں اور جو عوام کے مفاد کے لیے ہیں، نہ کہ کسی ایم پی اے ایم این اے کے مفاد کے لیے، انھیں ہم نے نہ صرف جاری رکھنا ہے بلکہ مکمل بھی کرنا ہے۔ فاضل رکن راجہ جاوید اخلاص صاحب کی جو سکیمیں ہیں ان میں سکیم نمبر ایک کی منظوری مل چکی ہے۔ دو، تین اور چار کی فی الحال منظوری نہیں ہوئی۔ جیسے ہی ان کی منظوری حاصل ہوتی ہے ہم فنڈز کے لیے کوشش کریں گے تاکہ ان سکیموں کو مکمل کروایا جا سکے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ سردار صاحب نے فرمایا کہ جو سکیم نمبر ون ہے اس کی انتظامی منظوری ہو چکی ہے۔ کیا اس کے لیے فنڈز مختص کر دیے جائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا میں نے یہی عرض کیا ہے کہ جس سکیم کی منظوری ہو چکی ہے اس کے لیے فنڈز کی کوشش کریں گے کہ جتنا جلدی ہو سکے فنڈ مہیا کر دیے جائیں۔

جناب سپیکر: اس کے لیے وہ کہہ رہے ہیں کہ کوشش کریں گے۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب والا اگر آج اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب والا! فنڈز کی کمی کا معاملہ ایک اہم معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی اجازت سے ایوان میں یہ بات عرض کروں کہ مختلف وجوہات کی بناء پر جو ترقیاتی کام ہیں ان کے لیے فنڈز کی کمی ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی حکومت کی جو غلط کاریاں ہیں اس کا خمیازہ آج ہم اور قوم بھگت رہی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے پچھلے دنوں اخبارات میں بیانات بھی پڑھے تھے اور محترم قائد حزب اختلاف بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ ماضی کے اندر جو کچھ یہاں ہوا اگر ہاؤس کے اندر اس کی تفاصیل بیان کی جائیں تو شاید رات ختم ہو جائے گی، لیکن وہ شہ خرچیاں اور فضول خرچیاں اور قوم کی دولت کو انتہائی بے دردی سے لوٹنے کی جو سیاہ کاریاں ہیں ان کی تفاصیل ختم نہیں ہوں گی۔ میں آپ کو چند

مثالیں دینا چاہتا ہوں کہ 7۔ کلب روڈ پر پچھلی پی ڈی ایف کی جو حکومت تھی اس کے دور میں اڑھائی کروڑروپے کی خطیر رقم زیبائش اور renovation کے نام پر غریب قوم کا وہاں پر خرچ ہوا اورکس کس کے حصے میں کتنا پیسہ گیا اور ہوس زر کے حوالے سے کس کی جیب میں کتنا پیسہ گیا یہ ایک علیحدہ کہانی ہے میں اس کی تفصیل بھی اس ہاؤس میں کبھی پیش کروں گا اور بے شمار سوالات اور انگلیاں بھی اٹھیں کہ کس کی شادی پر کتنا پیسہ لگایا گیا اورکس ٹھیکے دار نے کتنا ناقص کام کیا۔ مگر میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اڑھائی کروڑ روپے اس پر خرچ ہوا اور یہ صرف 7۔ کلب روڈ کے اوپر ہوا۔پھر مری کے اندر وزیر اعلیٰ ہاؤس کی توسیع کے نام پر 4 کروڑ روپے کا منصوبہ بنایا گیا جس کو آج اللہ کے فضل وکرم سے آپ کی حکومت نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کو کالج میں تبدیل کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔اسی طرح سے جناب سپیکر! اس ماضی کی حکومت میں سرکاری افسران ' وزراء اور ممبران کو علاج معالجے کے نام پر سیرسپاٹے کے لیے لاکھوں ڈالر اس قومی خزانے سے خرچ کیے گئے جس کا کوئی جواز نہ تھا۔اسی طرح گاڑیوں کے ایک جھرمٹ میں وزیر اعلیٰ اور وزراء جاتے تھے۔ جناب والا! قومی دولت کو اس طرح بے دردی سے خرچ کیا گیا اور تباہ و برباد کیا گیا۔ ایک ایک قافلے میں بیس بیس پچیس پچیس گاڑیاں ہوتی تھیں۔ آج اللہ کے فضل وکرم سے ان گاڑیوں کو جو کہ سرکاری افسران کے پاس تھیں یا وزراء کے استعمال میں تھیں ایک سے زیادہ گاڑیوں کو بیچ کر کروڑوں روپے واپس حاصل کیے گئے ہیں۔اسی طرح جناب سپیکر! اُسی حکومت کے دور میں ضمیر خریدنے کے لیے بڑے مہنگے پلاٹ دیے گئے۔ کروڑوں اور اربوں روپے کے پلاٹ اس لیے دیے گئے کہ ان کی وفاداریاں خریدی جا سکیں اور اس مقصد کے لیے قومی پراپرٹی کو استعمال کیا گیا۔ جناب والا! آج ان قبضہ گروپوں سے وہ ناجائز پراپرٹی واپس لے کر دوبارہ قومی اور اہم مقاصد کے لیے وہ پیسہ recover کیا جارہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! یہ تمام معاملات ایسے ہیں جس کے لیے آپ کی یہ حکومت کوشاں ہے اور ممبران کی بجا طور پر یہ شکایت ہے'جس طرح میاں طارق محمود صاحب اور دوسرے معزز ممبران نے مسئلہ اٹھایا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی یہ observation درست ہے کہ سڑکیں کاغذوں میں بنتی تھیں اور گلیوں اور محلوں میں ان کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ میں نے یہ بات ایک ہفتہ پہلے کسی افتتاح کے موقع پر کہی تھی اور آج پورے صوبے میں دیہاتوں میں شہروں میں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں' سیوریج کا

انتظام بھی انتہائی ناقص ہے۔ اس دن میں آپ کے ساتھ گجرات گیا تھا۔ پورا شہر اس بات پر سراپا احتجاج تھا کہ یہاں پر جب بارش آتی ہے تو پورا شہر ڈوب جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس اگر اربوں روپے بھی ہوں تو وہ ترقیاتی کاموں کے لیے کم ہیں۔جناب سپیکر ! قومی خزانے کو بے دردی سے خالی کر دیا گیا ہے اور ایک ایک پائی کو اکٹھا کر کے ہم خدا کے فضل وکرم سے اس قومی دولت کو امانت جان کر امین کے طور پر قومی بہبود خوش حالی اور ترقی پر خرچ کرنے کے راستے پر کامزن ہیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم دست بدعا ہیں کہ وسائل ضرور پیدا ہوں گے' کیونکہ ہماری نیت ٹھیک ہے' ہماری ڈائرکشن ٹھیک ہے۔ وقت ضرور لگے گا' لیکن ہم شبانہ روز محنت کر کے ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔اسی طرح جناب سپیکر! سادگی کو ہم نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ جناب سپیکر ! آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں جب بھی ممبران صوبائی اسمبلی اکٹھے ہوں جو بھی ہماری ورکنگ کمیٹیاں ہوتی ہیں ان تمام کمیٹیوں میں ہم ون ڈش کا اہتمام کرتے ہیں ماسوائے جہاں پر کوئی باہر سے مہمان آئیں یا کوئی بڑی اہم میٹنگ ہو وہاں پر ظاہر ہے مہمان کی خاطر تواضع کے لیے' کیونکہ یہ بھی اسلام میں حکم ہے کہ مہمان کی عزت کی جائے لیکن ہماری جو ورکنگ کمیٹیاں ہیں وہاں پر ون ڈش ہی استعمال ہوتی ہے ۔جناب والا ! اس طرح سے اخراجات پر بھی کنٹرول کیا گیا ہے۔ان طریقوں سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان معاملات کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ کو اچھی طرح سےمعلوم ہے پچھلے دنوں ہمارے محترم وزیر قانون نے یہ بیان دیا کہ کمیونٹی سنٹرز کے نام پر جو صوبے کے کروڑوں روپے ہضم کر لیے گئے اور آج وہ آماجگاہ ہیں اور آرام وعیش کے لیے ذاتی ملکیت بنا لی گئی ہیں۔ ان کو بھی اب recover کیا جا رہا ہے۔ اس خطیر رقم میں سے جو ڈوب چکی تھی ڈیڑھ کروڑ روپیہ وصول کر لیا گیا ہے۔جناب سپیکر ! میں نے یہ چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں جس کی وجہ سےہمیں بہت مشکلات کا سامنا ہے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا قوم کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ یہ تمام رقوم ہم recover کریں گے اور قومی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس پیسے کو استعمال کریں گے۔ ابھی سوئس بنک اکاؤنٹس کا ذکر جو اخبارات میں آیا ہے جو کہ بالکل صحیح واقعات ہیں اور آپ کے بھی سامنے ہیں۔ جناب سپیکر ! جو لوگ اس بات پر حیران ہیں کہ واقعی ایسا ہوا ہے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو اس پر کوئی حیرانی نہیں' اس معزز ایوان کو کوئی حیرانی نہیں' کیونکہ ہمیں پتا تھا کہ وہ دور چوروں اور لٹیروں کا دور تھا اور انھوں

نے اس قومی دولت کو لوٹا اور اس پیسے کو سوئس بنک اور یورپ کے بنکوں میں جمع کروایا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ' اس ایوان سے اور اللہ تعالیٰ سے commitment ہے کہ وہ پیسہ واپس لا کر اس قوم پر خرچ کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر اگر اجازت ہو تو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر ! میں کوئی تنقید برائے تنقید کا قائل نہیں۔ لیکن چونکہ معزز قائد ایوان نے یہاں کچھ باتیں کیں 'مناسب تھا کہ وہ اگر وقفہ سوالات کے بعد کرتے کیونکہ وقفۂ سوالات میں صرف سوالات و جوابات ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں' میں نے خود ان کو اجازت دی تھی اور میں ان کو کسی بھی وقت اجازت دے سکتا ہوں۔ کسی بھی رکن اسمبلی کو یا قائد ایوان کو کسی بھی موقع پر بولنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ آپ کو بھی میں نے اسی لیے اجازت دی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا اسی لیے میں نے بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، اسی لیے آپ بھی بول رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اسی لیے میں نے بھی معزز قائد ایوان کو نہیں ٹوکا تھا۔ میں اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ چاہے کوئی بھی ہو۔ اگر اس میں کوئی غلط کام کیا ہو تو اس کو ضرور ٹوکنا چاہیے ۔ یہ غلط روایات حکومتوں نے ہی پیدا کی ہیں۔ اور غلط فنڈز کی ایلوکیشنز بھ جاتی رہی ہیں یہ بھی ایک روایت بن گئی ہے۔ ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ یہ روایات کہاں سے شروع ہوئیں۔ اور ایسے فنڈز جو discretionary amount تھے جنھیں ایک مخصوص حد تک رکھا گیا تھا ان کو بے حد بڑھایا گیا۔ جناب والا جہاں پر discretionary amount کو یا اس قسم کے جو اختیارات ہیں ان کو اگر بے بہا طریقے سے بڑھا دیا جائے۔ تو پھر اس کے نتائج اسی طریقے سے نکلتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ روایات نہ ڈالی جاتیں تو بہتر ہوتا اور اگر یہ ایوان سمجھتا ہے کہ وہ پیسے کا ضیاع تھا تو شاید یہ نہ ہوتا۔ یہ بہت ہی اچھی بات ہے کہ اگر قائد ایوان نے یہ کہا ہے کہ اس پر عمل درآمد کر رہے ہیں کہ اب پیسہ غلط طریقے سے استعمال نہیں ہوگا۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جہاں اپوزیشن یہ سمجھے گی کہ حکومت غلط چیز پر پیسہ خرچ کر رہی ہے تو اس پر

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جائز تنقید کریں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان اس کو ضرور خوش آمدید کہیں گے۔ جناب والا! یہ بات کہ حکومت کے کسی اہل کار یا عہدے دار نے حکومت کا پیسہ ضائع کیا یا غبن کیا ہے تو جو بھی اس ضمن میں ملوث ہوں گے' irrespective of any party میں سمجھتا ہوں کہ They should be taken to task میں صرف یہی گزارشات کرنا چاہتا تھا۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، لیکن کچھ ابھی قابو نہیں آرہے۔ بہرحال اس پر چیف منسٹر صاحب نے کافی بات کی ہے اور قائد حزب اختلاف نے بھی بات کی ہے۔ لیکن یہ ایک اچھی روایت کا آغاز ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے on the floor of the House پہلے دن جو کچھ کہا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے اس پر اسی طرح عمل درآمد ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور دوسری بات کہ اگر اس وقت کو یعنی پچھلے چار ساڑھے دور کو سامنے رکھا جائے تو جتنے اراکین اس وقت اپوزیشن میں تھے' آپ کو بھی پتا ہے۔ میرے سمیت اور وزیر اعلیٰ بھی اسی میں شامل تھے۔ کسی کو کوئی فنڈز نہیں دیے گئے تھے اور اب بھی آپ دیکھیں کہ کسی بھی ایم پی اے کو کوئی فنڈز نہیں دیے گئے۔ اس میں اپوزیشن کے اراکین اور حکومت کے اراکین بھی شامل ہیں۔ اس لیے سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جارہا ہے۔ کیوں کہ فنڈز ہی موجود نہیں ہیں۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے جن چیزوں کا ذکر کیا ہے اور وہ پورے صوبے کے لیے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ نیک نیتی سے کوشش کر رہے ہیں۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے اس کے نتائج بہتر برآمد ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ اور آئندہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہوں گے۔ اب ہم سوالات کو لیتے ہیں۔ سوال 110 ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ کافی بات ہو چکی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا! فنڈز کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، فنڈ آپ نے نہیں دیے تھے۔ اب بھی کسی کو فنڈ نہیں ملے۔سب کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک ہے۔ اس میں کوئی نئی بات تو نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہو تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اگر discrimination کی جائے' آپ فرما رہے ہیں کہ معزز اراکین کو فنڈز کی ایلوکیشن نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، جی ہاں کسی کو نہیں ہوئی۔ گورنمنٹ نے ایسے کوئی فنڈز کسی کو نہیں دیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! جتنی ڈسٹرکٹ کونسلیں ہیں' میونسپل کارپوریشنیں ہیں' میونسپل کمیٹیاں ہیں۔ ان میں معزز اراکین جن کا تعلق سرکاری بنچز سے ہے ان کو فنڈز کی ایلوکیشن ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' ان کو نہیں ہو رہی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، مجھے پتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب قائد ایوان یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ اس میں discrimination نہ کی جائے۔ اپوزیشن کے اراکین کی تعداد ویسے ہی تھوڑی ہے۔ اگر ان کو بھی برابر کا شریک کیا جائے تو میرے خیال میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب سپیکر، منیس صاحب میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ضلع کونسلوں سے کسی ایم پی اے / ایم این اے کو فنڈ اس طرح issue نہیں ہو رہے کہ جس طرح پہلے تھا کہ اس ایم پی اے کو اتنے فنڈ ایلوکیٹ کر دیے جائیں۔ وہ ان کا جو annual development plan ضلع کونسلوں کا اور لوکل کونسلوں کا چلتا ہے۔ وہ اسی طرح سے چل رہا ہے۔ جی۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! معزز قائد حزب اختلاف نے اس سلسلے میں جو بات کی ہے۔ آپ نے اس کا بالکل مناسب جواب فرمایا۔ اور مجھے اس کے اوپر مزید کچھ نہیں کہنا۔ جہاں تک انھوں نے تمیز یا تفریق کی بات کی۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی چند دن پہلے میرے پاس فائل آئی کہ جو قائد حزب اختلاف ہیں ان کا status منسٹر کے برابر ہے under the Law and Rules۔ میں نے اس کو فوراً approve کیا۔ اور معزز قائد حزب اختلاف کو under the Law جو بھی سہولیات میسر ہیں ہم نے ان کو بخوشی فوراً دیں۔ اور یہی ہمارا' پاکستان مسلم لیگ کا ان کی پارٹی سے اوپر advantage ہے کہ جب وہ برسر اقتدار آتے ہیں' اب تو وہ کبھی ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے برسر اقتدار نہیں آئیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہ تمام رولز اور قواعد کو اپنے پاؤں تلے روند دیتے ہیں' پامال کر دیتے ہیں۔ آج محترمہ اپنے خاوند کے لیے ہر روز سینٹ ہاؤس میں لابنگ کر رہی ہوتی ہیں۔ اس کا فیصلہ کرنا۔ سینٹ کا اختیار ہے لیکن جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ہمارے لیے تمام پابندیاں لگائی گئیں۔ لیکن آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں اقتدار دیا ہے تو ہم نے ان کی

requirements جو ہیں under the Law جو بھی ان کی privileges ہیں وہ ہم نے پلیٹ میں رکھ کے ان کے حوالے کر دی ہیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، اب سوالات۔ اور الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! میری ایک عرض ہے۔

جناب سپیکر، نہیں بلوچ صاحب اب آگے چلیں۔ اور سوال چلنے دیں۔ ہاں جی۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی اسی بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وقفۂ سوالات میں سے بیس منٹ لے لیے گئے ہیں۔ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے بات کی۔ جناب، میری گزارش یہ ہے کہ رولز کے تحت آپ اگر یہ بیس منٹ بڑھا سکتے ہوں تو مہربانی کریں۔اس میں چار پانچ سوالات بڑے اہم اور آ سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد کوئی اہم سرکاری کارروائی اور نہیں ہے۔ اس کے بعد بحث ہے وہ چلتی رہے گی۔ اور آج کی یہ کارروائی سب سے زیادہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، دیکھتے ہیں۔ تین منٹ تو آپ نے بھی لے لیے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! رولز کے تحت اگر دے سکتے ہیں تو بیس منٹ ضرور دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب۔

چیچہ وطنی، بوریوالہ روڈ کی مرمت

*146۔الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چیچہ وطنی ،بوریوالہ روڈ پر روزانہ گاڑیوں کی آمدورفت کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک کافی عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اس سڑک کی کب مرمت کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک عارف والا، ساہیوال اور عارف والا تا کبیر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اس کی مرمت کا ٹھیکہ کب دیا گیا اور یہ کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) چیچہ وطنی بورے والا روڈ پر روزانہ14,273 گاڑیوں کی آمد و رفت ریکارڈ کی گئی ہے۔

(ب) چونکہ سڑک کی حالت درست نہ ہے۔ اس لیے اس کی مرمت کا کام وقتاً فوقتاً ضرورت ہے

اور فنڈز کے مطابق جاری رہتا ہے۔ اس کے علاوہ اڈہ غازی آباد کی حدود میں 1,88 لاکھ کی لاگت سے خصوصی مرمت کر دی گئی ہے۔

(ج) ساہی وال عارف والا کا کل فاصلہ 45 کلو میٹر ہے۔ جس میں سے 31 کلومیٹر بشمول اڈا کبیر کشادہ کر دیا گیا ہے جو کہ درست حالت میں ہے۔ باقی ماندہ 14 کلومیٹر کا کام اگست 1994ء میں الاٹ کیا گیا تھا۔ مگر کام نہ کرنے کیوجہ سے ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا۔ اس وجہ سے ٹریفک کو کافی مشکلات ہیں۔ کام دوبارہ شروع کرنے کے لئے 24 مئی 1997ء کو ٹینڈر وصول کر لیے گئے تھے۔ لیکن Revised Administrative Approval جاری نہ ہونے کی وجہ سے منظور نہ ہو سکے۔ اب یہ منظوری مبلغ 5 کروڑ 44 لاکھ 46 ہزار روپے 18 اکتوبر 1997ء کو جاری کر دی گئی ہے۔ اس منصوبے کے لیے رواں مالی سال میں ایک کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں اور اس طرح ٹینڈر منظور کر کے موقع پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! اگر آپ فرمائیں۔ جواب لمبا نہیں میں پڑھ دیتا ہوں یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، قابل احترام وزیر صاحب ازراہ کرم یہ وضاحت فرمائیں گے کہ سڑک کی حالت آپ کے کہنے کے مطابق درست نہ ہے۔ اور تقریباً پانچ گاڑیاں فی منٹ گزرتی ہیں۔ یہ سڑک کافی عرصے سے خراب ہے۔ کیا اب رواں مالی سال میں اس کی مرمت کے لیے رقم جاری فرمائیں گے؟ اور اگر فرمائیں گے تو وہ رقم کتنی ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! فاضل رکن کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ یہاں جواب (ج) کے آخر میں جو رقم اس کے لیے مہیا کی گئی ہے وہ درج ہے۔ اس کے علاوہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

جناب سپیکر، یہ revised estimate جو ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، یہ جواب جزو (ج) ساہیوال عارف والا کا ہے۔ مگر میں نے جو پوچھا ہے وہ بچہ وطنی بورے والا روڈ کا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں سردار صاحب مرمت کا آپ نے ۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، اس میں جناب والا صرف ایک لاکھ 88ہزار روپے مرمت کے لیے ملے تھے۔ اور وہ اڈہ غازی آباد کی حدود میں خصوصی مرمت پر خرچ کیے گئے ہیں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، سڑک کی کل لمبائی تقریباً48 میل ہے۔ جو اس میں سے سڑک پون کلو میٹر کے قریب تعمیر ہوئی ہے۔ بقایا سڑک کے لیے آپ اس مالی سال میں کتنی رقم جاری فرمائیں گے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ جو فرما رہے ہیں۔ لیڈر آف دی ہاؤس مجھ سے کہیں زیادہ وضاحت سے گفتگو یہاں کر چکے ہیں۔ فی الحال تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں اس سڑک کے لیے کوئی مزید رقم ملے لیکن میں کوشش کروں گا۔ اگر سال کے آخر میں کہیں سے بھی re-appropriation یا محکمہ خزانہ سے اس منصوبے کے لیے کچھ اور رقم مل سکے۔ میں تو یہاں کوشش ہی کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! اس میں کوشش کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے adjust کیا جائے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، مہربانی جناب۔ دوسرا (ج) جز ہے۔ سڑک ساہیوال' عارف والا میں آپ نے فرمایا کہ 5 کروڑ 44 لاکھ 46 ہزار روپے کل خرچ آئیں گے۔ رواں مالی سال میں آپ نے ایک کروڑ روپے جاری فرمائے ہیں۔ کیا یہ سڑک ساڑھے 5 سال میں تعمیر ہو گی یا اسی سال میں یہ بقایا رقم بھی جاری کی جائے گی؟

وزیر خزانہ، جناب والا! اس کا تو فنڈز کے ملنے پر انحصار ہے۔ اگر مالی صورت حال پہ ہم نے قابو پا لیا اور جس طرح کہ یہاں وزیر اعلیٰ نے بیان دیا ہے۔ غیر ضروری اخراجات پہ جس طرح سے کمی کی گئی۔ فاضل رکن خود بجٹ کی تقریر میں موجود تھے۔ غیر ترقیاتی اخراجات سے 7 بلین روپے کی تو ویسے ہی کمی کر دی گئی ہے۔ اور اسی طرح اور بھی گنجائش کر کے اخراجات کیے جا رہے ہیں۔ اگر آئندہ سال مالی صورت حال بہتر ہوئی تو ممکن ہے وہ بقایا ساری رقم آئندہ سال میں اس منصوبے کے لیے دے دی جائے۔ لیکن فی الحال میں اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ میں کوشش کروں گا کہ اس کے لیے اگر مزید فنڈ مل جائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں سکندر علی خان دولتانہ صاحب کا لیتے ہیں۔

میاں سکندر علی خان دولتانہ، 154

ساہو کا تا کچی پکی سڑک کی تعمیر

*154۔میاں سکندر علی خان دولتانہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995 کے دوران ساہوکا تا کچی پکی (وہاڑی) سڑک تعمیر کی گئی ہے۔

(ب) ساہوکا تا کچی پکی سڑک کتنے سرمایہ سے تعمیر ہوئی تھی۔اس سڑک کی کل لمبائی کتنی ہے اور اس سڑک پر کس ٹھیکے دار کی معرفت کام ہوا تھا اس سڑک کی تعمیر پر ٹھیکے دار کو کتنی رقم کس تاریخ کو ادا کی گئی تھی۔ تفصیل بیان کی جائے؛

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست نہ ہے بلکہ یہ سڑک 82-1981ء میں تعمیر ہوئی تھی۔

(ب) ساہو کا تا کچی پکی سڑک ساہو کا سے لڈن براستہ لکھا بنگلہ سڑک جس کی کل لمبائی 18.50 میل ہے کا ایک حصہ ہے اور اس حصہ کی لمبائی 10 میل ہے۔ یہ سڑک 82-1981ء میں 87 لاکھ 97 ہزار روپے سے تعمیر کی تھی۔ جس کی ادائیگی حسب ذیل ٹھیکے داروں کو مختلف اوقات میں (جن کی تفصیل لف ہے) کی گئی۔

1۔	میسرز ماڈرن کنسٹرکشن کمپنی	21,18,918 روپے
2۔	میسرز انور اینڈ کو	20,84,410 روپے
3۔	میسرز حسین کنسٹرکشن کمپنی	21,44,677 روپے
4۔	میسرز خلیل انڈسٹریز لمیٹڈ	17,96,077 روپے
5۔	میسرز فیاض سرور اینڈ کو	1,03,576 روپے
6۔	محمد افضل اینڈ کو	67,750 روپے
7۔	میسرز عدیل کنسٹرکشن کمپنی	98,997 روپے
8۔	متفرق اخراجات بشمول تنخواہ ورک چارج ملازمین	383,155 روپے
	کل=	87,97,560 روپے

*** (تاریخ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ دولتانہ صاحب! ضمنی سوال۔

میاں سکندر علی خان دولتانہ، جناب! دراصل میں جو سوال پوچھنا چاہتا تھا وہ تو اس میں آیا نہیں۔

جناب سپیکر، چلیں، جو آ گیا ہے اس سے پوچھ لیں۔

میاں سکندر علی خان دولتانہ، جناب! میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ سیلاب کا علاقہ ہے۔ دو تین دفعہ سیلاب آیا ہے۔ اس میں اس کی تین چار دفعہ مرمت ہوئی ہے۔ ہائی وے نے بھی اس میں فنڈ دیے ہیں۔ مجھ سے پہلے ایم پی اے دولتانہ صاحب نے بھی فنڈ دیے ہیں اور ایک دفعہ مرمت ہوئی ہے۔ وہ میں پوچھنا چاہ رہا تھا وہ تو اس میں آیا ہی نہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ یہاں اتنی گفتگو ہو رہی ہے کہ فاضل رکن کا سوال میں نہیں سن پایا۔

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کیجیے۔ صدیق سالار صاحب! ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہے تو ممبران سے میری گزارش ہے کہ وہ براہ مہربانی ذاتی گفتگو نہ کریں کارروائی کی طرف توجہ دیں۔ دولتانہ صاحب! آپ جو پوچھنا چاہتے ہیں وہ ذرا دہرا دیں۔ شور کی وجہ سے سردار صاحب بات نہیں سمجھ سکے۔

میاں سکندر علی خان دولتانہ، یہ سیلاب کا علاقہ ہے۔ دو تین دفعہ سیلاب آیا ہے۔ سڑک مرمت کے لیے تین چار دفعہ رکھی گئی ہے۔ اس میں ہائی وے نے بھی فنڈ دیے ہیں اور ایم پی اے کی طرف سے بھی دیے گئے ہیں۔ لیکن کام صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں لیکن وہ تو اس سوال میں آیا نہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! وہ جو سوال پوچھنا چاہ رہے تھے۔ وہ اس میں نہیں آیا لیکن یہ بھی تو آپ ہی کا سوال ہے۔ اس میں تو آپ کچھ نہیں پوچھنا چاہ رہے؟

میاں سکندر علی خان دولتانہ، نہیں جناب! اس میں تو کچھ نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ پھر اگلا سوال لیتے ہیں۔ جناب محمد ریاض ملک صاحب۔

جناب محمد ریاض ملک، 172

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اجازت ہو تو میں پڑھ دوں یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

نیو راوی پل کی لائٹوں کی دیکھ بھال

*172۔جناب محمد ریاض ملک، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو راوی پل کی لائٹیں گزشتہ پانچ سال سے خراب ہیں۔

(ب) لائٹیں چلنے کی صورت میں اس کا بل کون ادا کرتا ہے گزشتہ پانچ سالوں میں ان لائٹوں کی Maintenance پر کتنا خرچہ ہوا ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ نیو راوی برج کی لائٹس عرصہ 5 سال سے خراب تھیں۔1996ء کے دوران ان لائٹوں کی مرمت کروائی گئی۔ تقریباً 3 ہفتہ تک یہ لائٹس جلتی رہیں بعد میں 24-3-1996 کی صبح کو میٹر بجلی جل گیا اور بعد ازاں بجلی کی تاریں بھی چوری ہوگئیں۔ جس کی FIR تھانہ میں درج کرادی گئی۔FIR کا نمبر 93/96 بتاریخ 2-4-1996 ہے۔

(ب) لائٹس جلنے کی صورت میں بجلی کا بل ٹھیکے دار حال ٹیکس ادا کرتا ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں میں ان لائٹس کی مرمت پر مبلغ 8,30,370/30 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	وائرنگ	4,77,016 روپے
2۔	پینل اور ڈسٹری بیوشن باکس	62,447/30 روپے
3۔	مرکری لائٹ بمعہ فٹنگز	2,90,847/- روپے
	میزان	8,30,,310/30 روپے

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی، ضمنی سوال۔

جناب محمد ریاض ملک، کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ 5 سال لائٹیں کیوں خراب رہیں اور خراب ہونے کی کیا وجہ تھی؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! کاش یہ 4 سال کا حساب پیپلز پارٹی کی حکومت سے لے لیتے۔ لیکن میں وجوہات بتا دیتا ہوں-----

جناب سپیکر، بجلی کی تاریں چوری ہوگئیں اور -----

وزیر خزانہ، ٹرانسفارمر جل گیا' بجلی کی تاریں چوری ہوگئیں اور-----

جناب سپیکر، میٹر جل گیا۔

وزیر خزانہ، میٹر ہٹا لیا گیا تھا۔ شکر ہے وہ جلا نہیں تھا' لیکن اس میں کچھ ٹھیکے دار کی بھی غفلت تھی۔ محکمے نے اب یہ ذمہ داری ٹھیکے دار پر عائد کر دی ہے اور اگر یہ لائٹیں بند ہوئیں تو جتنے دن لائٹیں بند رہیں گی اس پر یومیہ دو ہزار روپے جرمانہ بھی عائد کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی ملک صاحب۔

جناب محمد ریاض ملک، 1996ء میں جو لائٹیں دوبارہ مرمت کرائی ہیں۔ تین ہفتے جلی ہیں اس کے بعد انھوں نے اپنی کارگزاری کو چھپانے کے لیے ایک ایف آئی آر درج کروا دی ہے کہ میٹر جل گیا اور تاریں چوری ہوگئیں۔ یہ تو 1996ء کے بعد کی بات ہے۔ یہ اب کتنی دیر تک خراب رہیں گی؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اگر فاضل رکن آج رات کو چلے جائیں تو وہ دیکھیں گے کہ ساری لائٹیں جل رہی ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا تو وہ حلقہ ہے۔ آپ نے چیک کیا ہے' اب جل رہی ہیں؟

جناب محمد ریاض ملک، میرا ذاتی حلقہ ہے۔ میں نے بڑی کوشش کے ساتھ چیف انجینئر' سی اینڈ ڈبلیو سے بھی بات کی اور ایس سی' سی اینڈ ڈبلیو سے بھی بار بار بات کی۔ جناب! میرے حلقے کے اندر تین برج ہیں۔ ایک نیو راوی برج ہے جو پرانا ہے۔ ایک اولڈ راوی برج ہے اور ایک اب نیا سگیوں والا برج ہے۔ اب اس کو نیو برج کہتے ہیں۔ تین برج ہیں ایک برج کی انھوں نے لائٹیں جلائی ہیں لیکن اولڈ راوی برج کی ابھی بھی ساری لائٹیں بند پڑی ہیں۔ تو جناب! میں یہ وضاحت سے بتانا چاہتا ہوں کہ ایک ماہ کا تقریباً 5 لاکھ روپیہ بل آتا ہے اور یہ جو 5 سال لائٹیں بند رہی ہیں۔ تقریباً 3 کروڑ روپیہ محکمہ اور ٹول ٹیکس کے ٹھیکے دار کی ملی بھگت سے لوٹا گیا۔ میں اپنے وزیر صاحب سے یہ کہوں گا کہ ان اہل کاروں کے خلاف کوئی ایکشن لینے کے لیے کیا ان کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب! ان کے خلاف ایکشن لینے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب! اگر کوئی بھی بے قاعدگی کی گئی ہے یا کہیں بھی رقم خورد برد کرنے کا اندیشہ ہے تو یقیناً میں اس کی انکوائری کرنے کے لیے آمادہ ہوں لیکن فاضل رکن کا سوال نیو راوی برج کا تھا' بات یہ اولڈ راوی برج کی کرنے لگ پڑتے ہیں۔ میں تو نیو راوی برج کے بارے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ لائٹیں اس وقت جل رہی ہیں۔ اگر یہ چلے جائیں تو رات کو دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ وہ تو مانتے ہیں کہ وہ لائٹیں تو جل رہی ہیں۔

وزیر خزانہ، سوال اولڈ راوی برج کے بارے میں تو تھا نہیں۔

جناب محمد ریاض ملک، میرا سوال تینوں راوی برجز کے اوپر ہے۔ تینوں برجز کا بل ٹھیکے دار دیتا ہے اور تینوں ہی سی اینڈ ڈبلیو کے ماتحت ہیں۔ لیکن ایک برج خراب ہو' دوسرا خراب ہو یا تیسرا خراب ہو۔ تینوں برج ہی ان کے زمرے میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر، باقی برجز کی لائٹیں ٹھیک نہیں؟

جناب محمد ریاض ملک، سگیوں والے برج کی لائٹیں تو جل رہی ہیں۔ اولڈ راوی برج' جو سب سے پہلے بنا تھا اس کی لائٹیں ابھی بھی بند پڑی ہیں۔ میں نے ایس سی اور ایکسین کو بار بار فون کیے ہیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! آپ پرانے برج کی انکوائری کرالیں۔

وزیر خزانہ، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں آپ کی ان ہدایات پہ عمل کروں گا' لیکن سوال نیو راوی برج کا ہے۔ جو ضمنی سوال یہ کرنا چاہیں تو اس برج کے بارے میں کر سکتے ہیں۔ وہ نیا سوال دے دیں میں اس کا بھی جواب دے دوں گا۔ لیکن اگر وہ ذاتی طور پر بھی مجھے اس کی انکوائری کے لیے فرما دیں گے تو میں تب بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' ذاتی طور پہ کہہ دیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب! اس سوال میں جز "الف" پڑھیں۔ اس میں ہمارے فاضل ممبر نے سوال پوچھا ہے کہ کیا 5 سال سے لائٹیں بند ہیں' خراب ہیں؟ (الف) میں بتایا گیا ہے کہ 5 سال سے خراب ہیں اور (ب) میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ 5 سال میں ساڑھے 8 لاکھ روپے مرمت پر خرچ کیا گیا ہے۔ جناب! لائٹیں تو 5 سال سے بند ہیں تسلیم کیا گیا ہے۔ ساڑھے 8 لاکھ روپے کہاں خرچ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب والا! عرصہ 5 سال کا ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ 5 سال کے عرصے میں خرچ نہیں کیا

گیا' بلکہ جب چالو کی گئیں تو اس سے پہلے اس کی مرمت پہ 8 لاکھ اور 20 ہزار روپے خرچ کیے گئے۔ یہ نہیں کہ پانچ سال اس پر خرچ ہوتا رہا۔ یہ تو لائٹوں کو چالو کرنے کے لیے اتنی رقم خرچ ہوئی۔ جس میں تاروں کی تبدیلی تھی ٹرانسفارمر اور جو باقی لائٹیں جلی ہوئی تھیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ خرچ بتائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ مرمت کے فوری بعد کتنی دیر تک لائٹیں جلتی رہیں۔

جناب محمد ریاض ملک، ساڑھے آٹھ لاکھ خرچ ہوا اور پانچ سال وہ بند رہی ہیں۔ اسے شروع تو 1996ء میں آ کر کیا گیا ہے اور جو ساری تین ہفتے چلی ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ خرچ خصوصی طور پر کیا گیا تھا۔ جب یہاں ورلڈ کپ کا انعقاد ہوا اس وقت یہ خرچ کیا گیا تھا اور اسے فوری چالو کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، مطلب پورے پانچ سال کے اندر یہ خرچ نہیں ہوا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، نہیں جی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ پورے پانچ سال میں نہیں' یہ ایک وقت میں رقم خرچ کی گئی ہے جب ورلڈ کپ یہاں ہوا ہے۔

جناب سپیکر، لیکن اس میں یہ دیکھنے والی بات ہے کہ اتنا خرچ ہونے کے بعد بھی اس کی حالت اب ٹھیک ہوئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں نے عرض کیا ہے کہ لائٹیں اس وقت جل رہی ہیں۔

حاجی شیخ عبدالمنان، میرے فاضل دوست نے بتایا ہے کہ ٹھیکے دار نے تین کروڑ روپے کی بچت کی ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ کیا اس سے بل کی وصولی کریں گے جو اس نے بچت کی ہے؟

جناب سپیکر، اس میں بچت کیا ہے؟

حاجی شیخ عبدالمنان، پانچ سال تک یہ لائٹیں خراب رہی ہیں اور تین کروڑ روپے کی ٹھیکے دار نے اس میں بچت کی ہے جو بل ادا نہیں کیا۔

جناب سپیکر، یہ کدھر لکھا ہے کہ تین کروڑ کا بل ادا نہیں کیا گیا؟

حاجی شیخ عبدالمنان، ابھی فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ پانچ سال تک لائنیں خراب رہی ہیں اور ٹھیکے دار نے اس کا بل ادا کرنا تھا۔ لیکن تین کروڑ روپے کی ملی بھگت سے جو بچت کی گئی ہے' کیا وہ منسٹر صاحب ان سے وصول کریں گے؟

جناب سپیکر، یہ کہاں آیا ہے کہ تین کروڑ روپے کی بچت کی گئی ہے؟

حاجی شیخ عبدالمنان، ابھی انھوں نے بتایا ہے کہ اسے تین کروڑ روپے کی بچت ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، اسے تین کروڑ کی کیسے بچت ہوئی ہے؟

حاجی شیخ عبدالمنان، انھوں نے بل ادا نہیں کیا۔

جناب سپیکر، لائنیں on نہیں ہوئیں تو بجلی کا بل کیا بننا تھا۔

حاجی شیخ عبدالمنان، بجلی کا بل ٹھیکے دار نے دینا ہوتا ہے۔ ملی بھگت سے انھوں نے خراب کرکے وہ بل بچایا ہے۔ واپڈا کا بھی تین کروڑ روپے کا نقصان ہے۔

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے۔ وہ انکوائری کرلیں گے۔ بہرحال' اگلا سوال لیتے ہیں۔ جناب محمد محسن شاہ۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میں رول 235 کے تحت وقفہ سوالات میں پندرہ منٹ کا اضافہ کرتا ہوں۔ 11-05 پر وقت ختم ہو گیا تھا' اب دس منٹ ہو چکے ہیں' پانچ منٹ اور ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج پھر آپ نے کہہ دیا کہ میں نے رولز معطل کرکے پندرہ منٹ کا زاید وقت دیا ہے۔ میں نے کل بھی گزارش کی تھی' پرسوں بھی کی تھی۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آج آپ ابھی آئے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، آپ ہاؤس میں کب آئے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب! صبح سے یہاں بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں' میں دیکھ رہا ہوں۔ مجھے سارے ساتھی نظر آ رہے ہیں۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب تقریر

کر رہے تھے کیا آپ یہاں موجود تھے؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب' میں یہاں بیٹھا ہوا تھا۔

جناب سپیکر، جب قائد حزب اختلاف نے تقریر کی تو آپ یہاں موجود تھے؟

جناب شاہد محمود بٹ، تب بھی میں یہاں بیٹھا تھا۔

جناب سپیکر، جب میں نے بات کی ہے' آپ یہاں موجود تھے؟

جناب شاہد محمود بٹ، یہاں تھا جی۔

جناب سپیکر، جب بلوچ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہی بات کی تو میں نے کہا' ٹھیک ہے' ہم دیکھتے ہیں' وقت میں اضافہ کرتے ہیں۔ کیونکہ آج وزیر اعلیٰ صاحب نے بات کی اور قائد حزب اختلاف نے بات کی تو اس حوالے سے وقت میں اضافہ کیا گیا۔ یہ کوئی ہر روز کی روایت نہیں۔ سوالات کے لیے صرف ایک گھنٹہ ہے اور وہ ایک گھنٹہ ہی رہے گا۔

اب اگلا سوال حاجی ملک عمر فاروق صاحب کا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، سوال نمبر 199۔

انٹر بوائز کالج کی اپروچ روڈ کی تعمیر

*199۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 97-1996ء میں محکمہ ہائی وے نے انٹر بوائز کالج ٹیکسلا کی اپروچ روڈ تعمیر کرنے لیے فنڈ مختص کیے تھے۔

(ب) کیا زمین acquire کر لی گئی ہے اگر کر لی گئی ہے تو اس کی کتنی قیمت ہے اور اگر زمین acquire نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ اپروچ روڈ کی زمین acquire کر لی گئی ہے۔ البتہ اس اپروچ روڈ کی زمین کی قیمت کا تخمینہ لاگت مبلغ -/2,90,375 روپے ڈسٹرکٹ کلیکٹر راولپنڈی نے محکمہ تعلیم کے ڈائرکٹر(کالجز) کو بھیجا تھا۔ رقم جمع نہ ہونے کی وجہ سے زمینacquire نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی' ضمنی سوالات۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! اس کے لیے جو رقم دو لاکھ 90 ہزار روپے کا تخمینہ زمین خریدنے کے لیے لگایا گیا ہے۔ جناب والا! یہ کالج ایک آبادی میں ہے اور تقریباً دو ' اڑھائی ہزار کی آبادی ہے اور وہاں اپروچ نہیں تو یہ اس آبادی میں ہزاروں لڑکوں کے لیے باعث پریشانی ہے۔بجا ہے کہ فنڈز کے لحاظ سے بہت دشواری ہے' لیکن یہ رقم بہت تھوڑی ہے۔ اگر جناب محترم وزیر صاحب مہربانی کریں۔ اس کالج کی نہ تو پہلے چاردیواری ہے' نہ بجلی ہے' نہ ہی وہاں پانی اور نہ روڈ ہے۔ براہ مہربانی یہ تمام ضروریات جو نہیں ہیں ان میں سے اگر فوری طور پر ------

جناب سپیکر: حاجی ملک عمر فاروق صاحب! چونکہ آپ نئے ممبر بن کر آئے ہیں۔ ساتھ ساتھ میرا فرض بھی بنتا ہے کہ ممبران کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے۔ اس میں آپ تجاویز نہیں دے سکتے۔اس میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرے حلقے کا فلاں کام کروا دیں۔ آپ ضمنی سوال میں کوئی چیز پوچھنا چاہیں تو وہ پوچھ سکتے ہیں۔ آپ کی اس بات میں آپ کا سوال کیا بنتا ہے؟

حاجی ملک عمر فاروق: کب تک یہ اپروچ روڈ کی مہربانی کر دیں گے؟ میں یہ گزارش کر رہا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر فاضل رکن نے میرے جواب کو سنا ہوتا تو وہ سمجھ جاتے کہ میرے محکمے کے ذمے اب یہ مسئلہ نہیں۔ یہ رقم محکمہ تعلیم نے مہیا کرنی ہے۔ وزیر تعلیم بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔میں آپ کی وساطت سے یہاں بھی ان کو عرض کر دیتا ہوں اور ویسے محکمانہ طور پر بھی ان کو reminder بھجوا دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی طرف سے لکھ کر وزیر تعلیم صاحب کو بھجوا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کیونکہ رقم معمولی ہے۔ کوئی کروڑوں کی بات نہیں۔ امید ہے کہ میری یہ بات وزیر تعلیم نے سن لی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی' اگلا سوال بھی ملک عمر فاروق صاحب کا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق: سوال نمبر 203 ۔

ایچ-ایم-سی روڈ کی تعمیر

*203-حاجی ملک عمر فاروق: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ایچ۔ایم۔سی روڈ(ٹیکسلا) کی تعمیر کا منصوبہ کب منظور ہوا تھا اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا۔ اس سڑک کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

ایچ۔ایم۔سی روڈ (سرائے کالا ہری پور)روڈ کی بہتری کا منصوبہ جون 1996ء میں منظور ہوا تھا۔ جس کا تخمینہ لاگت 56.62 لاکھ روپے تھا اس منصوبہ کے لیے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹ منٹ نے پانچ لاکھ کی رقم کی منظوری کے لیے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو تحریر کیا لیکن رقم جاری نہ ہوئی۔ مالی دشواریوں کی وجہ سے یہ منصوبہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں بھی شامل نہ کیا جا سکا۔ تاہم یہ منصوبہ سیکنڈ پروانشل ہائی وے پراجیکٹ میں شامل ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت ایشیائی ترقیاتی بنک کی مدد سے یہ منصوبہ 1999-1998ء میں شروع ہونا متوقع ہے۔ تاریخ تکمیل کے بارے میں ابھی کچھ کہنا ممکن نہیں۔

جناب سپیکر، یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی ضمنی سوال۔

حاجی ملک عمر فاروق، میں اس میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب' یہ مصروف ترین روڈ ہے۔ میں صرف منسٹر صاحب سے یہ کہوں گا کہ آئندہ مالی سال میں اسے نظر انداز نہ کیا جائے۔اس پر وہ آئندہ کے لیے مہربانی کریں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر، آئندہ مالی سال میں اس سڑک کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ کا یہ ضمنی سوال ہونا چاہیے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! یہ منصوبہ منظور تو ہو چکا ہے۔ اس سال اس کے لیے بہت کم رقم دی گئی ہے۔ ان شاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ مالی سال میں اس کے لیے زیادہ رقم رکھی جائے۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، باقی جوابات ایوان کی میز پر پیش کرتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ مواصلات و تعمیرات

متبادل راستہ کی تعمیر

*216۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی39 میں ایم ایم روڈ سے چشمہ روڈ تک سڑک اٹامک انرجی چشمہ کے قیام کی وجہ سے ممنوعہ قرار دے دی گئی ہے جس کی وجہ سے ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کو آمدورفت میں شدید دقت کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کا کوئی متبادل راستہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) چشمہ کالونی تا سائیفن پل چشمہ جہلم لنک نہر کے بائیں کنارے پر متبادل سڑک تعمیر ہو سکتی ہے۔ اگرچہ یہ زمین واپڈا کی ملکیت ہے۔ مگر ان کی مشاورت سے متبادل راستہ پر سڑک کی تعمیر کے لیے سکیم تجویز کر کے منظوری کے لیے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹ منٹ میں پیش کی جائے گی۔ فنڈز مہیا ہونے پر سکیم پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

فیصل آباد کی سڑکوں کی تعمیر

*222۔چودھری محمد صدیق سالار، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد' جڑانوالہ روڈ فیصل آباد سمندری روڈ اور فیصل آباد تا شیخوپورہ روڈ ان تمام سڑکات کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور حکومت ان کی تعمیر پر کافی رقم خرچ کر رہی ہے۔

(ب) مندرجہ بالا سڑکات کی تعمیر و مرمت پر 1996-97ء کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی اور منصوبہ کے مطابق ان سڑکات کی تکمیل کب تک مطلوب تھی۔

(ج) مندرجہ بالا سڑکات کی تعمیر کتنی لاگت اور کتنے وقت میں مکمل ہونا تھی اور اب تک نامکمل رہنے کی وجوہات کیا ہیں اور ان کے ذمہ دار افراد کون ہیں اور حکومت ان سڑکات کو کب

تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) ان سڑکات کے دو حصے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی حدود میں واقع ہیں۔ وہ لوکل گورنمنٹ کے زیر انتظام ہیں۔ میونسپل کارپوریشن کی حدود کے باہر یہ سڑکات محکمہ ہائی وے کے پاس ہیں۔ جہاں ان کی حالت تسلی بخش ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے کے زیر انتظام سڑکات میں کوئی نئی تعمیر نہیں کی جا رہی۔ جہاں تک ان سڑکات کی سالانہ مرمت کا تعلق ہے محکمہ ہائی وے نے 1996-97ء کے دوران ان پر جون 1997ء تک مندرجہ ذیل اخراجات کیے ہیں۔

ا۔ جڑانوالہ فیصل آباد روڈ کلو میٹر 125 تا 132	70,375/- روپے
۲۔ فیصل آباد سمندری روڈ کلو میٹر 13 تا 26	1,46,691/- روپے
۳۔ فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کلومیٹر 93 تا 122	13,03,645/- روپے

(ج) محکمہ ہائی وے کے زیر انتظام ان سڑکات پر کوئی نئی تعمیر جاری نہیں۔

دریائے جہلم کے پل کی تعمیر

*226۔ حاجی اللہ یار انصاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

دریائے جہلم کا سرگودھا اور خوشاب کو ملانے والا پل کب سے زیر تعمیر ہے۔ اس کا کتنی رقم کا ٹھیکہ تھا اور اس کی مدت تکمیل کیا تھی۔ ابھی تک پل مکمل نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

پل مذکورہ کی تعمیر کا آغاز مورخہ 13 دسمبر 1987ء سے ہوا جب اس کا پہلا ٹھیکہ دیا گیا اس ٹھیکہ کی لاگت مبلغ چارکروڑ پچاسی لاکھ اڑتالیس ہزار روپے اور مدت تکمیل (30) تیس ماہ تھی۔ اس سکیم کے مختلف اجزا کے متعدد ٹھیکے دیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ٹھیکہ کے اجزا کا نام	لاگت ٹھیکہ	مدت تکمیل	کیفیت
1۔	مین برج	4,85,48,000	30 ماہ	اس کا ٹھیکے دار تقریباً 90 فیصد کام کرنے کے بعد کام چھوڑ گیا۔

بقیہ کام اس کے ہرجہ و خرچہ پر
دوسری فرم کو دیا گیا۔

2۔	خوشاب سائیڈ اپروچ روڈ	28,64,000	12 ماہ	قریباً مکمل ہے۔
3۔	شاہپور سائیڈ اپروچ روڈ	25,56,300	12 ماہ	۔ایضاً۔
4۔	دریا کے رخ بدلنے کا کام			
	(الف) بذریعہ ٹھیکے دار	19,70,000	3 ماہ	۔ایضاً۔
	(ب) بذریعہ محکمہ آبپاشی	16,90,000	2 ماہ	۔ایضاً۔
	فیصل آباد ڈویژن			
5۔	پچنگ کا کام	15,53,000	21 ماہ	۔ایضاً۔
	(ڈھلوان پر پتھر لگوائی)			

ابھی تک پل کی تعمیر تکمیل نہ ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں۔

1۔ فنڈز جو کہ 4 سال کے عرصہ میں فراہم کیے جانے تھے اس عرصہ میں میسر نہ ہو سکے۔ خصوصی طور پر پل کا بڑا ٹھیکہ 30 ماہ کے عرصہ کے لیے تھا۔ لیکن اس عرصہ میں مطلوبہ فنڈز مہیا نہ ہوئے۔مزید برآں اس وقت 270-K کی مطلوبہ کیبل (فولاد کی تار) کی عدم دستیابی باعث تاخیر بنی۔ یہ تار اس وقت درآمد ہوتی تھی۔

2۔ پل کے بڑے ٹھیکہ کے سابق ٹھیکے دار کی سست روی جس کی وجہ سے اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے اس کے ہرجہ و خرچہ پر بقیہ کام کا ٹھیکہ دیا گیا۔

3۔ مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر کیبل (فولادی تار) نمبر 5 اور 6 جن کی سب سے آخر میں کھچائی ہونی تھی کا زیادہ عرصہ پڑے رہنے کی بناء پر زنگ آلود ہو جانے کی وجہ سے 96 تاروں کی تبدیلی ناگزیر ہو گئی جس کا ٹھیکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی منظوری سے سابقہ ٹھیکے دار کے ہرجہ و خرچہ پر میسرز سٹرانگ ہولڈ پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ کراچی کو دیا گیا۔ان 96 عدد کیبلز فولادی تاروں میں سے اب تک 87 عدد کیبلز (فولادی تاریں) تبدیل کی جا چکی ہیں۔ جبکہ بقیہ 9 عدد کیبلز (فولادی تار) بری طرح پھنسی ہوئی ہیں اور نکلنے کی توقع نہیں ہے۔ متعلقہ ماہر تعمیر پل سے External Stressing کے لیے مشورہ کیا جا رہا ہے۔ جس کے بعد پل ٹریفک کے لیے کھول دیا جائے گا۔ کیونکہ Deck slab مکمل ہے اور اسفالٹ کارپٹ بچھانے کا کام محض چند دنوں میں مکمل کر

دیا جائے گا۔

حلقہ پی۔پی 84 میں منصوبہ جات کی تفصیل

*244۔چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 1993ء سے لے کر سال 1996ء تک محکمہ ہائی ویز نے حلقہ پی۔پی 84 گوجرانوالہ میں کتنے منصوبے مکمل کیے۔

(ب) ان منصوبہ جات پر کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیک دار کو ادا کی گئی۔

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکے داران نے مکمل کیا اور اگر فرموں نے تعمیر کیا تو ان کی فرموں کے نام اور ان کے شراکت داروں کی تفصیل بھی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) مالی سال 1993ء تا مالی سال 1996ء کے عرصہ میں حلقہ پی۔پی نمبر 84 گوجرانوالہ میں کل تین سڑکیں مکمل ہوئیں۔

(ب) ان سڑکوں کے لیے حکومت پنجاب نے 47.31 لاکھ روپے مختص کیے اور اس مختص شدہ رقم میں سے ٹھیکے داروں کو 43.49 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی۔

(ج) ان منصوبہ جات کو جن ٹھیکے داروں نے مکمل کیا ان کی تفصیل بمعہ ان فرموں کے نام اور ان کے شراکت داروں کی تفصیل درج ذیل ہے،

نمبر شمار	نام سڑک	کل تخمینہ	کل خرچہ	ٹھیکے دار/فرم بمعہ شراکت دار
1۔	مانگٹ جو کی لنک روڈ	29.16 لاکھ	28.27 لاکھ	اعتماد کنسٹرکشن کمپنی محمد اسلم، محمد اقبال، صفیہ وحید ابرار الفضل، تسمیہ نذیر
2۔	گلو کی لنک روڈ	8.42 لاکھ	9.00 لاکھ	محمد افضل
3۔	کوٹ شیخو لنک روڈ	10.73 لاکھ	6.12 لاکھ	سکندر کنسٹرکشن، خالد حیات، عابد حیات، ساجد حیات، زاہد حیات

شکر گڑھ پتھال روڈ کی مرمت

*249۔الحاج مولانا محمد غیاث الدین، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شکر گڑھ پتھال روڈ اور شکر گڑھ چک امرو روڈ اور شکر گڑھ بارہ منگاہ روڈ

جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سڑکوں سے متعدد دیہاتوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ہائی وے ان سڑکوں کی مرمت کے نام پر کئی مرتبہ فنڈ لے چکا ہے جبکہ موقع پر کئی سال سے کوئی مرمت وغیرہ نہ ہوئی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کاجواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان سڑکوں کو بنانے اور مرمت کے نام پر غبن کرنے والے آفیسران کی انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) محکمہ شاہرات ان سڑکوں کی سالانہ مرمت ، سپیشل مرمت اور Resurfacing مہیا شدہ فنڈز سے کرواتا رہا ہے۔ تاہم سیلاب اور بارشوں سے شدید نقصان کی وجہ سے لوگوں کو شکایت بھی رہی ہے اور اسی شکایت کے ازالہ کے لیے انکوائری بھی تشکیل دی گئی ہے۔ جہاں تک سڑک کی اصلاح کا تعلق ہے تو خصوصی مرمت کے لیے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا۔ حالیہ بارشوں اور سیلاب سے مزید نقصان پہنچا ہے۔ جس کا تخمینہ لگایا جارہا ہے۔ فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

(د) اگرچہ غبن ثابت نہیں ہوا مگرپھربھی حقیقت کو جاننے کے لیے ابتدائی انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ اس انکوائری میں یہ حقائق سامنے آئے ہیں۔ کہ چند ہزار فٹ Stone Metal اندازے سے کم ہے۔ بحر حال ان افسران سے جو ان ادائیگیوں کے لیے ذمہ دار تھے۔ Explanation مانگی ہیں۔ جس کی روشنی میں قانون اور رولز کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

وزراء صاحبان کی رہائش گاہوں کی مرمت

*294۔میاں عبد الستار، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت نے 03-02-97 کے بعد وزراء صاحبان ومشیران صاحبان کی رہائش گاہوں ی و آرائش اور مرمت پر کتنی رقم خرچ کر رہی ہے اور وہ رہائش گاہیں کس کس نام پر الاٹ ہوئی ہیں۔

(ب) ان رہائش گاہوں کی اس سے قبل کب تزئین و آرائش اور مرمت ہوئی تھی اور اس پر کتنا روپیہ خرچ آیا تھا۔ مکمل تفصیل فارم کے مطابق مہیا کی جائے؟

FORM

1	2	3	4	5	6	7
Residence No.	Name of Allottee	Previous Details of Renovation	Date	Expenditure Incurred	Planned Renovation 03-02-97	Estimate of Expenditure to be incurred

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) 3-2-1997 کے بعد وزراء صاحبان ومشیران صاحبان کی رہائش گاہوں کی تزئین و آرائش اور مرمت پر مجوزہ خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام رہائش	رہائشی کا نام	تزئین و آرائش مرمت
1	1۔ اے ایر مال	راجہ بشارت وزیر قانون	32,600/-
2۔	1۔ ایر مال	چودھری شوکت داؤد وزیر مال۔	86,050/-
3۔	4۔ ایر مال	رانا محمد اقبال وزیر لائیو سٹاک 1,10,000/-	1,17,800/-
4۔	5۔ ایر مال	صاحبزادہ فضل کریم وزیر اوقاف 1,07,000	40,150/-
5۔	1 شادمان روڈ	سید افضال علی شاہ	1,46,300/- 24,500/-
6۔	12۔ بی ایکمین روڈ	چودھری محمد اقبال وزیر تعلیم 2,86,800/-	1,02,100/-
7۔	2 کالج روڈ	حافظ محمد اقبال خاکوانی وزیر صحت و خوراک	1,76,900/- 1,46,900/-
8۔	25۔ ایکمین روڈ	ارشد خان لودھی وزیر صنعت و ٹرانسپورٹ	1,12,000/- 1,07,530/-

(ب) فارم کے مطابق *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

چھتو والا میان سوتھا روڈ کی تعمیر

*295۔ جناب احمد خان بلوچ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 93-1992ء میں چھتو والا تا میانی سوتھا ضلع لودھراں روڈ کے بقایا حصہ کی تعمیر کے لیے 27 لاکھ کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نومبر 1996ء تک اس پر تقریباً15لاکھ روپیہ خرچ ہو چکے تھے جس سے مٹی اور پتھر وغیرہ کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک پر تار کول وغیرہ بچھانا بقایا تھا کہ فنڈ منجمد کر دیے گئے جس سے اس سڑک پر پہلے سے خرچ کیا گیا15 لاکھ روپیہ بھی ضائع ہو رہا ہے۔

(د) کیا حکومت سال 98-1997ء کے بجٹ میں On going سکیم کو مکمل کرنے کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ 93-1992ء میں چھتو والا تا میانی سوتھا ضلع لودھراں کے بقایا حصے کی تعمیر کے لیے23.93 لاکھ کا منصوبہ فنی طور پر منظور ہوا تھا۔

(ب) ماہ جون 1994ء تک 15.44 لاکھ کا خرچہ سکیم پر ہوا تھا۔ جس سے تقریباً سب بیس کورس مکمل ہے بیس کورس9 فرلانگ مکمل ہے اور پلیاں بھی مکمل ہو چکی ہیں۔

(ج) جون1994ء کے بعد اب تک اس سکیم کے فنڈز نہیں آئے اور فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے تار کول نہ بچھایا جا سکا۔ جس کی وجہ سے بیس کورس متاثر ہو رہا ہے۔

(د) بقایا کام مکمل کرنے کے لیے منصوبہ کا ترمیمی تخمینہ مبلغ 31.82 تیار کیا گیا ہے۔ لیکن یہ منصوبہ رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔ ایسی سکیموں کے لیے فنڈز جاری کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

وحدت کالونی کے مکانوں کی مرمت

*315۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 96-1995ء میں حکومت نے وحدت کالونی کے کوارٹروں کی تعمیر و مرمت پر تقریباً -/10962255 روپے خرچ کیے تھے۔

(ب) سال 96-1995ء میں محکمہ نے وحدت کالونی کے الاٹیوں سے بصورت کرایہ کتنی رقم وصول کی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹروں کی مرمت پر حاصل شدہ کرائے سے زیادہ رقم ہر سال حکومت خرچ کرتی ہے۔ جبکہ حکومت وحدت کالونی کے کوارٹروں کی مرمت پر کروڑوں روپے سالانہ خرچ کرنے کی بجائے یہ کوارٹر مالکانہ حقوق پر فروخت کر کے کثیر سرمایہ حاصل کر سکتی ہے جس سے ایک نئی کالونی تعمیر ہو سکتی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) 96-1995ء میں حکومت نے وحدت کالونی کے الاٹیوں سے بصورت کرایہ تقریباً 25 لاکھ 33 ہزار روپے وصول کیے۔

(ج) وحدت کالونی کے الاٹیوں سے تنخواہ کے پانچ فی صد کرایہ کی وصولی کے علاوہ 45 فی صد ہاؤس رینٹ کی ادائیگی نہیں کی جاتی۔ جو تقریباً دو کروڑ روپے سالانہ بنتی ہے۔ اس طرح حقیقی معنوں میں کوارٹروں کی مرمت پر اخراجات حاصل شدہ رقم سے زیادہ نہیں ہوتے۔ گورنمنٹ ان کوارٹروں کو مالکانہ حقوق پر فروخت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(د) جیسا کہ جز "ج" میں بیان کیا گیا ہے۔ حکومت کا فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

لاہور شہر میں محکمہ شاہرات کے اخراجات

*335۔ میاں عبدالستار، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1985ء تا 1996ء تک شہر لاہور میں کتنی رقم محکمہ شاہرات نے خرچ کی اور کس کس مد میں کی۔ ہر مد کی الگ تفصیل و لاگت بتائی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

محکمہ شاہرات کے زیر انتظام لاہور شہر کی شاہرات پر 1985ء تا 1996ء کے دوران مبلغ 90.962 ملین روپے برائے مرمت و بحالی اور مبلغ 1038.718 ملین روپے برائے تعمیر نئی شاہرات پر خرچ ہوئے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	M&R گرانٹ نمبر 25 ملین (برائے مرمت)	R&B گرانٹ نمبر 41 ملین (برائے نئی تعمیر)
1۔	1985-86	3.290	0.572
2	1986-87	3.576	28.452
3	1987.88	3.985	84.437
4	1988.89	1.622	107.330
5	1989.90	6.560	95.200
6	1990-91	0.599	50.575
7	1991-92	1.828	17.269
8	1992-93	1.845	20.501
9	1993-94	1 155	269.590
10	1994-95	36.847	209.821
11	1995-96	29.655	154.971
	کل	90.962	1038.718

چنیوٹ/سرگودھا روڈ کی مرمت

*350۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنیوٹ تا سرگودھا روڈ گزشتہ سیلاب کی وجہ سے کئی مقامات سے ٹوٹی ہوئی ہے اور انتہائی خستہ حالت میں ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کے کئی حادثات رونما ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت اس کو درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ چنیوٹ تا سرگودھا روڈ گزشتہ سیلاب کی وجہ سے کئی مقامات سے ٹوٹ گئی تھی۔ عام مرمت اور درستگی کی مد میں اس سڑک کے جو حصے کٹ گئے تھے ان کو مرمت

کیا گیا تاہم سپیشل مرمت کی مد میں 28 لاکھ 36 ہزار سے میل نمبر 48 سے میل نمبر 51 میں مزید درستگی کا کام کر لیا جائے گا۔

(ب) موجودہ ٹریفک کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سڑک کی کشادگی و مضبوطی کی ضرورت ہے مگر مالی مشکلات کے پیش نظر سکیم کو ترقیاتی پروگرام سال 98-1997ء میں شامل نہیں کیا جا سکا۔

سڑک کی تعمیر

*377۔چودھری محمد صفدر شاکر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بنگلہ سنڈھیانوالہ (ماموں کانجن) سے ظفر چوک تک سنگل سڑک ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا رش ہوتا ہے جس سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سڑک کو چوڑا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک کی کشادگی کی تجویز پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے ماسٹر پلان برائے کشادگی شاہرات پنجاب کے ترجیحی پروگرام کلاس IV(20 فٹ چوڑی) شاہرات میں شامل ہے۔ مگر وسائل کی صورت حال کی بناء پر اس منصوبہ کے لیے فنڈز مہیا نہیں ہو سکے۔

منصوبہ جات کی تفصیل

*388۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نے سال 1993ء سے 1996ء کے دوران ضلع بھکر میں کتنے منصوبہ جات پر کام شروع کیا اور اس پر لاگت کا تخمینہ الگ الگ منصوبہ کے حساب سے بتایا جائے اور ہر منصوبہ پر کام کس ٹھیکے دار کے ذریعہ کروایا گیا۔

(ب) سال 1993ء سے 1996ء کے دوران ضلع بھکر کی کون کونسی سڑک پر مرمت کا کام ہوا اور ہر سڑک پر مرمت کی مد میں کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) 1993ء سے 1996ء تک ضلع بھکر میں مندرجہ ذیل پروگرام کے تحت سڑکات کی تعمیر کی گئی۔

1۔ تعمیر پنجاب پروگرام(Roads&Bridges)

2۔ تعمیر پنجاب پروگرام(Farm to Market Roads)

3۔ ایم۔پی۔اے گرانٹ

4۔ بحالی سیلاب پروگرام

*** ان سڑکات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 1993ء سے 1996ء تک ضلع بھکر میں 57 سڑکات کی مرمت کی گئی تھی۔ جن کی تفصیل بھی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سڑکوں کی تعمیر

*396۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بھکر سے فتح پور روڈ اور خانسر سے ڈُلے والا روڈ کا منصوبہ کب اور کتنی رقم سے شروع ہوا تھا اس پر کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور بقایا کب تک مکمل ہو گا۔

(ب) بھکر سے نوانی روڈ کی مرمت پر سال 1993ء سے 1996ء تک کتنی رقم خرچ ہوئی اور ضلع میں اس سڑک کے علاوہ دیگر سڑکوں کی تعمیر پر اس عرصہ میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سوال میں دی گئی سڑکوں کا اصل نام اور تفصیل درج ذیل ہے۔

خانسر دلیوالا روڈ

اصل نام بحالی و کشادگی میانوالی مظفر گڑھ روڈ کلومیٹر 81 تا118(لمبائی38 کلومیٹر)ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت 777.79 لاکھ روپے ہے۔ یہ منصوبہ مورخہ 94-7-7 سے شروع ہوا ہے۔ اب تک کل 240.18لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔31 فیصد کام مکمل ہو چکاہے۔ بقایا کام کی تکمیل فنڈز مبلغ537.61لاکھ روپے مہیا کیے جانے پر منحصر ہے۔

***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بھکر۔ فتح پور روڈ

اصل نام کشادگی ومضبوطی میانوالی مظفر گڑھ روڈ کلومیٹر نمبر 118 تا 145.21 (لمبائی 27.21 کلو میٹر ہے۔ اس کا تخمینہ لاگت 400.79 لاکھ روپے ہے۔ یہ منصوبہ مورخہ 94-7-7 سے شروع ہوا ہے۔ اب تک کل 129.38 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ 32 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ بقایا کام کی تکمیل فنڈز مبلغ 271.41 لاکھ روپے مہیا کیے جانے پر منحصر ہے۔

(ب) بھکر سے نوانی روڈ ضلع کونسل کی سڑک ہے۔ اس پر محکمہ شاہرات نے کوئی رقم خرچ نہیں کی۔ اس کے علاوہ دیگر سڑکوں کی تعمیر پر اس عرصہ میں 1236.00 لاکھ روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سڑکوں کی تعمیر

*450۔ **جناب شاہد محمود بٹ،** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1993-1996ء میں حلقہ 108 میں کون سی سڑکوں کو پختہ کیا گیا ہے ان سڑکوں کی تفصیل بمعہ اخراجات اور ٹھیکے دار کا نام پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) حلقہ نمبر 108 میں سال 1993ء سے 1996ء تک پختہ کی گئی سڑکات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سڑک	اخراجات	ٹھیکے دار کا نام بمعہ پتہ
1۔ تعمیر سڑک گرلز سکول منڈے کی تا سیاں پل بی۔ آر۔ بی کینال	85,30,000	چودھری سراج دین اینڈ کمپنی مڈ گور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
2۔ تعمیر سڑک پل سیاں بی۔ آر۔ بی کینال	1,24,26,000	چودھری محمد علی نزد روبینہ کلینک سیالکوٹ کینٹ
3۔ تعمیر سڑک پل دیوان والا	36,90,000	محمد الیاس سکنہ فیروز کے ناگرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
4۔ تعمیر سڑک بڈھا گورایہ تا میڈے کی	36,30,000	نواز سنز محلہ گلے زیاں تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
5۔ تعمیر سڑک ایم۔ آر لنک تا پڑولی ناگرہ	25,90,000	میسرز ابدال ایسوسی ایٹ عبد سیداں سیالکوٹ
6۔ تعمیر سڑک کروکی تا پل سیاں براستہ راجہ گھمان	48,70,000	میسرز کامنز کنسٹرکشن 184 ملتان روڈ لاہور

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

ناقص سڑک کی تعمیر

*451۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بی۔ آر۔بی نہر کی پٹری کو میانوالی بنگلہ سے ڈسکہ تک کس سال کتنی رقم سے METAL کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کے تھوڑے عرصہ میں ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔

(ج) حکومت اس سلسلہ میں ٹھیکے دار کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) بی۔ آر۔بی کی پٹری کو پختہ کرنے کا کام اگست 1994ء میں درج ذیل دو مختلف حصوں میں شروع کیا گیا تھا۔

تخمینہ لاگت

1۔ تعمیر پختہ سڑک از بھیرو کے تا پل سیان براستہ راجہ گھمان پٹری بی۔آر بی نہر لمبائی 6.80 کلومیٹر یہ سڑک اکتوبر 1996ء میں ماسوائے دو سو فٹ لمبائی جہاں سائفن کو چوڑا کرنا ہے مکمل کی گئی تھی۔ 52.91 لاکھ

2۔ تعمیر پختہ سڑک پل سیان بی۔ آر۔بی نہر تا موڑ لوڑھے کی لمبائی 9.50 کلومیٹر لاگت 129.17 لاکھ۔ یہ سڑک جون 1995ء میں مکمل کی گئی تھی۔

(ب) سڑک کے حصہ" بھیرو کے تا پل سیان براستہ راجہ گھمان" پر لک T.S.T کا کام نسبتاً کم گرم موسم میں کرنے کی وجہ سے بعض جگہوں پر Patches نمودار ہو گئے ہیں۔

(ج) سڑک تا حال تکمیل کے مراحل میں ہے۔ کیونکہ گاؤں لڑھکی کے قریب سیم نالہ کے سائفن کی توسیع درکار ہے۔ جو کہ محکمہ انہار کی ذمہ داری ہے۔ جس کی وجہ سے 200 فٹ کی لمبائی میں ابھی سڑک کا کام ہونا باقی ہے۔ سڑک کے مذکورہ بالا نقائص کو دور کرنا ٹھیکے دار کی ذمہ داری ہے۔ ابھی تک ٹھیکے دار کو فائنل بل کی ادائیگی نہ کی ہے اور ٹھیکے دار کو نقائص دور کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ جو کہ وہ قانوناً کرنے کا پابند ہے۔

سڑک کے لیے فنڈز کی فراہمی

*475۔ملک طیب خان اعوان، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) دنیا پور تا بستی ملوک(ضلع لودھراں) سڑک کی تعمیر کب اور کتنے سرمایہ سے شروع ہوئی تھی اس وقت تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سڑک کی تعمیر مکمل کرنے کے لیے سال 1997-98ء کے بجٹ میں مزید فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) دنیا پور تا بستی ملوک(ضلع لودھراں) سڑک کی تعمیر مئی1996ء میں ایک کروڑ 22 لاکھ 21 ہزار کے کنٹریکٹ سے شروع کی گئی تھی۔ جون 1997ء تک اس پر 33 لاکھ 6ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) حکومت نے اس سڑک کی تعمیر کے لیے سال 1997-98ء کے بجٹ میں 70 لاکھ روپے مختص کیے ہیں۔

ضلع فیصل آباد میں سڑکوں کی تعمیر/مرمت

*487۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد میں ہائی ویز کے زیر انتظام کل کتنی سڑکیں ہیں اور صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے مطابق کہاں کہاں واقع ہیں ان سڑکوں پر 1990-91ء سے لے کر 1996-97 کے دوران کتنی رقم تعمیر و مرمت پر اور کن سڑکوں پر خرچ کی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

ضلع فیصل آباد میں ہائی ویز کے زیر انتظام سڑکوں کی کل تعداد 166 ہے جن پر تعمیر و مرمت کے اخراجات صوبائی حلقہ جات کے مطابق علیحدہ فہرست کی صورت میں *** ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

چک نمبر 88 جنوبی تا 107 جنوبی سڑک کی تعمیر

*523۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے دورہ سرگودہا کے دوران ضلع کونسل سرگودہا کی سڑک از چک نمبر 88 جنوبی تا 107 جنوبی براستہ 93 جنوبی 96 جنوبی 101 جنوبی لنک 100 جنوبی کو Provincialize کرنے کے لیے ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سکیم 97-1996ء کی اے۔ڈی۔پی میں شامل تھی اور اس کے لیے رقم بھی مختص تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کا مکمل اسٹیمیٹ تیار کر کے سیکرٹری مواصلات نے محکمہ پی اینڈ ڈی کو بھیجا تھا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے اس کی کلیرنس دے دی تھی۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اس سڑک کو Provincialize کرنے کے لیے تمام پالیسیوں میں رعایت کے لیے ڈائریکٹو جاری کیا تھا اور ضلع کونسل سرگودھا نے بھی این۔او۔سی محکمہ ہائی وے سرگودھا کو جاری کر دیا ہوا ہے۔

(س) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو پھر اس کو Provincialize نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت اس سکیم کو اگلے سال کے اے۔ڈی۔پی 98-1997ء میں شامل کرے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم تعمیر پنجاب پروگرام سال 97-1996ء میں سیریل نمبر 1146 پر شامل تھی اور اس سکیم کے لیے مبلغ دس لاکھ روپے مختص کیے گئے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے۔

(د) اس حد تک درست ہے کہ سکیم مذکورہ مورخہ 20-8-1996 کو P.D.W.P میں زیر بحث آئی اور 6.523 ملین روپے تخمینہ لاگت سے مندرجہ ذیل شرائط پر منظوری دی گئی۔

روڈ ریسرچ اور میٹیریل ٹیسٹنگ انسٹیٹوٹ لاہور سے ڈیزائن اور محکمہ خزانہ سے صوبائی تحویل میں لینے کی منظوری لی جائے۔

(ہ) چیف منسٹر ڈائریکٹو ماسوائے (Right of Way) کے تمام پالیسیوں میں رعایت کر کے جاری

نہیں کیا گیا تھا۔ جب محکمہ خزانہ سے منظوری کے لیے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اس اعتراض کے ساتھ منظوری دینے سے انکار کر دیا کہ سکیم صوبائی تحویل میں لینے کے معیار پر پورا نہیں اترتی لہذا بذریعہ سمری وزیر اعلیٰ سے منظوری لی جانے صوبائی تحویل میں لیے جانے کے بارے میں رپورٹ چیف انجینئر سے طلب کی گئی ہے۔

(س) رپورٹ موصول ہونے پر اگر سڑک صوبائی تحویل میں لیے جانے کی شرائط پوری کرتی پائی گئی اور مالی وسائل نے اجازت دی تو تعمیراتی پروگرام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

سرگودھا کانڈیوال سڑک کی مرمت

*524۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عوام کے مطالبہ پر سابق وزیر اعلیٰ نے سرگودھا کانڈیوال روڈ تا چک جودھ تک سڑک کی تعمیر کا Tour Directive جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سکیم سال 97-1996ء کی اے۔ڈی۔پی میں شامل ہے اور اس کے لیے اے۔ڈی۔پی میں فنڈز بھی مختص کر دیے گئے ہیں اور محکمہ مواصلات وتعمیرات نے اس کا فارم PC-I تیار کر کے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیا تھا اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے اس کی کلیرنس بھی دے دی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے لیے وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر اور محکمہ پی اینڈ ڈی کی منظوری سے محکمہ خزانہ نے مزید پندرہ لاکھ روپے جاری کر دیے تھے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سڑک لاہور اور فیصل آباد کے لیے متبادل راستہ ہے اور یہ عوام کے مفاد میں ہے۔

(ر) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکیم کو 98-1997ء کے اے۔ڈی۔پی میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ سکیم مذکورہ سیریل نمبری 1148 پر تعمیر پنجاب پروگرام سال

1996-97ء میں تھی اور اس سکیم کے لیے مبلغ 10 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے ۔ سکیم مذکورہ کا PC-I تیار کر کے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو ارسال کیا گیا۔ سکیم مذکورہ مورخہ 02-10-96 کو P.D.W P زیر بحث آئی ۔ کچھ شرائط پر اس کی منظوری دی گئی۔

(ج) یہ درست ہے کہ چیف منسٹر نے اس سکیم کے لیے مزید 12لاکھ روپے (Priority Programme) سے منظور فرمائے۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ر) سکیم 1997-98ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے اور اس کے لیے چار ملین روپے مختص ہیں۔ ترمیم شدہ سکیم PHASE-I (25.2 کلومیٹر) کا PC-1 مبلغ 3 کروڑ 99 لاکھ 15ہزار روپے 4 ۔ ا کتوبر 1997ء کو P&D ڈیپارٹمنٹ میں منظوری کے لیے بھیج دیا ہے۔

لاہور فیصل آباد روڈ کی تعمیر

*592۔چودھری محمد صدیق سالار، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم سے لاہور اور فیصل آباد کے درمیان 99 کلومیٹر ایک نئی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔

(ب) اس منصوبے کا تخمینہ لاگت کیا ہے اور یہ منصوبہ اس وقت کس مرحلہ پر ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ لاہور اور فیصل آباد کے درمیان 99 کلومیٹر ایک نئی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے زیر ہدایات شیخوپورہ، فیصل آباد 83.5 کلومیٹر سڑک کو دورویہ بنانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔ جس کا PC-1 تیار ہو چکا ہے۔

(ب) اس منصوبے کا تخمینہ لاگت تقریباً پونے دو ارب روپے ہے۔ گو یہ منصوبہ سال رواں کے مالی تخمینہ میں شامل نہیں پھر بھی حکومت کے پاس منظوری کے لیے زیر غور ہے۔ اس منصوبے کو شروع کرنے کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کے مختلف ذرائع زیر غور ہیں۔

پی۔پی 83 میں سڑکوں کی مرمت

*622۔چودھری شمشاد احمد خان، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی-پی 83 میں محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کی کل لمبائی کتنی ہے۔ ان میں کتنی سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں۔ کتنی زیرتکمیل ہیں اور ان کی موجودہ پوزیشن کیا ہے۔

(ب) کیا محکمہ ہائی وے قابل مرمت سڑکوں کی مرمت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) صوبائی حلقہ پی-پی 83 میں محکمہ ہائی وے کی سڑکوں کی کل لمبائی 247 کلومیٹر ہے۔ تمام سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں۔ کوئی سڑک زیرتکمیل نہیں اور ان سڑکوں پرمعمول کے مطابق ٹریفک چل رہی ہے۔

(ب) جی ہاں قابل مرمت سڑکیں فنڈز مہیا ہونے ہونے پر ہر سال ترجیحات کے مطابق مرمت کی جاتی ہیں۔

سڑکات کی تعمیر

*648-پیر سید محمد بنیامین رضوی،- کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حلقہ پی-پی 99 میں 1- لیدھر تا بوسٹ چرنڈ' 2- مانو چک سیدا '3- ٹھٹھہ خان محمد' زیرتعمیر سڑکات کی کل لمبائی کیا ہے یہ سڑکات کب سے زیرتعمیر ہیں۔ ان کی کل لاگت تعمیر کیا ہے اور ان سڑکات کو کس تاریخ تک مکمل ہونا تھا ہر سڑک کس کس ٹھیکے دار کے ذریعہ تعمیر کی جا رہی ہے اور اس وقت کس کس ٹھیکے دار کو کتنی کتنی رقم ادا کی جا چکی ہےتفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

حلقہ پی-پی99 میں زیرتکمیل سڑکوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام سڑک	لمبائی/ تاریخ آغاز	تخمینہ (لاکھ)/ تاریخ تکمیل	ٹھیکے دار کا نام/ ادا کی گئی رقم	کیفیت
1۔ تعمیر سڑک از لدھر چرنڈ براستہ بوہیت	10 کلومیٹر/ 30-4-95	94.67 30-10-96	میسرز ملک ٹریڈرز 11.48 لاکھ	مدت میعاد ٹھیکہ ختم ہو چکی ہے۔ منسوخی ٹھیکہ نوٹس دیا جاچکا ہے۔
2۔ تعمیر سڑک از مانو	6.44 کلومیٹر/	56.34	میسرز کے۔ایم	مدت میعاد ٹھیکہ ختم ہو

چک تاسیدا	لیکن 3.22 کلو میٹر الاٹ کئی گئی۔23-10-94	24-6-96	ٹریڈرز 27.52 لاکھ روپے کا کام الاٹ ہوا۔	چکی ہے۔ منسوخی ٹھیکہ نوٹس دیا جا چکا ہے۔
3۔ تعمیر سڑک از 15/R تاسیدا براستہ ٹھٹھہ خان محمد	4.50 کلومیٹر 20-6-96	42.90 18-12-98	میسرز سرفراز انٹر پرائزز 19.34 لاکھ	مدت تکمیل 18-12-98 تک ہے۔ پچھلے سال کے مہیا کردہ فنڈز خرچ ہو گئے تھے۔ موجودہ مالی سال میں 14.50 لاکھ روپے ملے ہیں۔ موقع پر کام جاری ہے۔

منصوبہ جات کی تفصیل

*661۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذریعے یکم نومبر 1993ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ضلع خانیوال میں کون کون سے منصوبے شروع ہوئے۔ ان منصوبوں کے نام/ تاریخ تکمیل، تخمینہ لاگت، ٹھیکے دار کا نام اور اس پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثر منصوبوں پر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان منصوبوں کی تعمیر میں تاخیر کی تحقیقات کروانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یکم نومبر 1993ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ضلع خانیوال میں محکمہ شاہرات اور عمارات میں شروع ہونے والے منصوبوں کے نام، تاریخ تکمیل، تخمینہ لاگت، ٹھیکیدار کا نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ شاہرات میں کل 27 منصوبے شروع کیے گئے تھے جبکہ ایک نمبر پر درج منصوبہ پہلے سے ہی برائے کشادگی اور مضبوطی منظور ہو چکا تھا لہذا اسے بعد میں ڈراپ کر دیا گیا۔ 9 منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ باقی 17 تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ان منصوبہ جات کی تاخیر کی وجہ فنڈز کی کم فراہمی ہے۔ لہذا کسی قسم کی تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

محکمہ تعمیرات کے ذریعے یکم نومبر 1993ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ضلع خانیوال میں کل 151 منصوبوں پر کام شروع کیا گیا۔ ان میں 81 منصوبے 31 دسمبر 1996ء تک مکمل ہونے جبکہ 70 منصوبے نامکمل رہے۔ نامکمل منصوبوں کی تفصیل نمبر شمار 82 تا 151 ہے۔ ان منصوبوں کے نامکمل ہونے کے وجہ 96-1995ء اور 97-1996ء میں فنڈز کی عدم دستیابی تھی۔ اس کے علاوہ 10 منصوبے جن کی تفصیل منسلک لسٹ "ب" میں نمبر شمار 1 تا 10 ہے۔ انتظامی منظوری میں تاخیر کی وجہ سے شروع نہ ہو سکے۔ فنڈز بھی 25 جون 1996ء کو مہیا کیے گئے تھے۔ مزید براں Plinth Area Rates کے بڑھ جانے کی وجہ سے ترمیمی منظوری بھی درکار تھی۔ جس کے لیے ترمیمی تخمینہ جات بھی محکمہ تعلیم کو بھجوا دیے تھے۔ لیکن ترمیمی انتظامی منظوری جاری نہ ہونے کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکا۔ اس کے علاوہ مالی سال 98-1997ء میں بھی ان منصوبوں کے لیے فنڈز مختص نہ کیے گئے ہیں۔

*** تفصیل منسلک لسٹ "ب" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

سڑک کی ناقص تعمیر

*662۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ

(الف) میاں چنوں تا مرزا پور (2/8R) روڈ کی مرمت کب اور کتنی لاگت سے کس ٹھیکیدار کی معرفت ہوئی۔

(ب) کیا حکومت اس سڑک کی ناقص تعمیر و مرمت کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) مذکورہ سڑک پر خرچ شدہ رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	مد خرچہ	کل خرچ (روپے)	خرچ تفصیل محکمانہ/ ٹھیکے دار
1	1988-89	سالانہ مرمت	22,405/-	محکمانہ
2	1989-90	۔ایضاً۔	40,722/-	۔ایضاً۔
3	1990-91	۔ایضاً۔	51,539/-	۔ایضاً۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

4	1991-92	۔ایضاً	26,757/-	۔ایضاً
5	1992-93	۔ایضاً	18,475/-	۔ایضاً
6	1993-94	۔ایضاً	60,047/-	۔ایضاً
7	1994-95	۔ایضاً	67,074/-	۔ایضاً
(i) 8	1995-96	۔ایضاً	20,171/-	۔ایضاً
(ii)	۔ایضاً	ریسر فیسنگ	4,21,670/-	عبدالحکیم ٹھیکے دار
9	1996-97	سالانہ مرمت	35,692/-	محکمانہ

(ب) یہ سڑک 5/87 میں مکمل ہو گئی تھی۔ کام کا معیار تسلی بخش ہے۔ سڑک چک نمبر 129/15-L کے درمیان سے گزرتی ہے جس کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ تاہم ایک کلومیٹر سڑک جو اس چک کے درمیان میں سے گزرتی ہے۔ بارشوں کے موسم میں خراب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جو مکانات سڑک کے کنارے تعمیر ہیں وہ اونچے ہیں۔
مزید براں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے سیوریج سسٹم کی مناسب صفائی نہ ہونے کی وجہ سے سڑک پر پانی جمع ہو جاتا ہے۔ البتہ سڑک کی حالت ماسوائے چک نمبر 129/15-L کے گاڑیوں کی آمدورفت کے لیے بہتر ہے۔ اندریں حالات حکومت کا محکمہ کے عملہ کے خلاف کارروائی کا ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔

جناب احمد خان بلوچ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک دن میں ایک sitting میں ایک محکمے کے کتنے سوال زیادہ سے زیادہ پوچھے جا سکتے ہیں؛ رولز کے مطابق فہرست میں کتنے آ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، 35 آ سکتے ہیں۔ 35 اسی میں آئے ہوئے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! 38 ہیں۔ گن لیں اور تین سوال غیر نشان زدہ ہیں۔ اس طرح 42 ہیں۔

جناب سپیکر، ان کو ہم نہیں لے رہے۔ جن پر بات ہوسکتی ہے وہ صرف 35 ہیں اور یہ 35 ہی ہیں۔ میں نے دیکھے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب چیک کر لیں 38 ہیں۔ وہ تین سوالات اگلا دن جو بھی آتا اس میں آتے۔

جناب سپیکر، آپ غیر نشان زدہ کو تو شامل نہیں کر رہے۔

جناب احمد خان بلوچ، جو نشان زدہ ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' یہ گن لیتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ، اس میں تین سوال 35 سے زیادہ ہیں۔میرا مقصد یہ ہے کہ اسے کم کریں۔ اس میں تعداد کم کریں۔

جناب سپیکر، زیادہ سے زیادہ تعداد 35 کی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ، اور 38 آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ دیکھ لیں گے۔ آپ کی یہ بات ٹھیک ہے کہ کوشش کی جائے کہ جو اہم محکمے ہیں ان کے سوالات دوبارہ بھی آسکیں۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب! اس میں بہت اہم سوال رہ گئے ہیں۔ دو تین اہم محکمے ہیں۔ باقی دیکھ لیں کہ کسی محکمے کے پانچ کسی کے دس سوال ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ اس کو ہم آئندہ کے لیے رکھتے ہیں کہ جب ایجنڈا بنے گا تو لاءمنسٹر صاحب کو آپ inform رکھیں۔ ہم بھی' اسمبلی سیکرٹریٹ بھی خاص خیال رکھے گا۔ یہ آپ کی اچھی تجویز ہے۔

جناب احمد خان بلوچ، شکریہ جناب۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

سرگودھا بائی پاس کی تعمیر

16۔ **حاجی اللہ یار انصاری**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سرگودھا بائی پاس جو کہ جھال چکیاں سے سرگودھا کو ملاتا ہے کب سے بننا شروع ہوا اور اس پر کتنی لاگت آ چکی ہے۔

(ب) کیا بائی پاس مکمل ہو چکا ہے اور اگر نہیں ہوا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی تکمیل کے لیے مزید فنڈز بھی مہیا کیے جا رہے ہیں یا کہ نہیں؛

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) سرگودھا بائی پاس کی تعمیر کا کام مالی سال 1989-90ء میں شروع ہوا اور اس پر اب تک ؟ کروڑ 57 لاکھ 87 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) سرگودھا بائی پاس تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ مالی سال 1997-98 میں حکومت نے 87 لاکھ 32 ہزار روپے مہیا کیے ہیں۔ اس وقت کام تیزی سے جاری ہے۔ لیکن یہ سڑک حالیہ سیلاب اور بارشوں سے متاثر ہوئی ہے۔ بظاہر Sub Grade میں نمی کا تناسب مقررہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے سڑک کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اس کے لیے RR-MTI سے ضروری سفارشات درکار ہیں۔ تا کہ اس سڑک کو کسی بھی غیر متوقع صورت حال سے محفوظ کیا جا سکے۔

محکمہ کی تحویل میں اراضی

87۔ **چودھری زاہد محمود گورایہ**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبے میں اس وقت محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں کتنی اراضی ہے ان میں کتنے رقبہ جات COVERED ہیں کتنے خالی ہیں کتنے زیر کاشت ہیں اور کتنے دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا نے کتنی اراضی/رقبہ کن افراد اور کن اداروں کو کتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا ہے یا فروخت کیا ہے، نیز کن شرائط اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے دیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف وب) محکمہ مواصلات وتعمیرات اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے محکمہ جات کی اراضی کی *** تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

علی بیگ سے ہیڈ رسول تک سڑک کی تعمیر

181۔ملک محمد حنیف اعوان، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1990ء سے 1996ء تک نہر اپر جہلم کے کنارے پر جو سڑک علی بیگ سے ہیڈ رسول تک جاتی ہے اس کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی۔ ہر سال کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔

(ب) مذکورہ نہر کے پشتوں کی تعمیر پر اس عرصہ میں کتنی رقم خرچ ہوئی اور جن ٹھیکے داروں کے ذریعہ تعمیر ہوئی ان کے نام اور ہر سال کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔

(الف) نہر اپر جہلم کے کنارے علی بیگ سے ہیڈ رسول سڑک کی مرمت پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1990-91	3.58 لاکھ روپے
1991-92	2.88 لاکھ روپے
1992-93	3.91 لاکھ روپے
1993-94	2.50 لاکھ روپے
1994-95	14.56 لاکھ روپے
1995-96	19.24 لاکھ روپے

(ب) جز(ب) کا تعلق محکمہ آب پاشی سے ہے۔ لہذا اس بارے میں متعلقہ محکمہ سے علیحدہ سوال پوچھا جائے۔

سڑکوں کی مرمت

189۔چوہدری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ ذیل سڑکات کی حالت خستہ ہے۔

1۔ کانڈیوال تا پل 58 بیرپل ضلع سرگودھا 2۔ لالو والی بنگہ تا 29 جھال

3۔ 91 جنوبی سیدو آنہ تا 32 جنوبی براستہ 91 جنوبی 92 جنوبی 31 جنوبی 34 جنوبی 94 جنوبی اور 35 جنوبی۔

4۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ تا چک 117 جنوبی براستہ 104 جنوبی 108 جنوبی 109 جنوبی اور 142 جنوبی۔

5۔ 46/87 جنوبی روڈ تا 36 جنوبی روڈ

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان سڑکات کی مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) مذکورہ بالا سڑکات کی حالت واقعی خستہ تھی محکمہ ہذا سالانہ مرمت کے فنڈز سے ان کی مرمت کا کام کر رہا ہے اس کے علاوہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے ان کی مزید حالت خراب ہو گئی ہے۔ جس کے تخمینہ جات بحالی نقصانات سیلاب پروگرام کے تحت منظوری کے لیے بھیج دیے ہیں:

1۔ اس سڑک کی حالت خستہ تھی اس کی مرمت کا کام موقع پر جاری ہے۔ اس کے علاوہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے سڑک خراب ہو گئی ہے۔ جس کا تخمینہ بحالی نقصانات سیلاب پروگرام کے تحت منظوری کے لیے بھیج دیا ہے۔

2۔ اس سڑک کی مرمت کر دی گئی ہے۔

3۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے سڑک مذکورہ کی حالت خستہ ہو گئی تھی۔ محکمہ ہذا نے اس کو مرمت کے لیے بحالی نقصانات سیلاب پروگرام کے تحت تخمینہ منظوری کے لیے بھیج دیا ہے۔

4۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے سڑک مذکورہ کی حالت خراب ہو گئی تھی اس کا تخمینہ بحالی نقصانات سیلاب پروگرام کے تحت منظوری کے لیے دیا ہے۔ منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر کام کر دیا جائے گا۔

5۔ مذکورہ سڑک حالیہ بارشوں کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی۔ جس کی مرمت کے لیے بحالی سیلاب پروگرام کے تحت تخمینہ منظوری کے لیے بھیج دیا ہے۔ فنڈز کی فراہمی پر مرمت کا کام کر دیا جائے گا۔

(ب) مذکورہ بالا سڑکات حالیہ بارشوں کی وجہ سے خراب ہو گئی تھیں۔ جن کی مرمت کے لیے بحالی نقصانات سیلاب پروگرام کے تحت تخمینہ جات تیار کیے ہیں۔ ان کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر مرمت کا کام کر دیا جائے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

رات کے اوقات میں پوسٹ مارٹم کرنے کا اہتمام کرنا

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایس۔ اے۔ حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میں ایک نہایت ہی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وزیر قانون نے کل جو فلور آف دی ہاؤس پر ایک سٹیٹمنٹ دی ہے کہ "رات کے وقت پوسٹ مارٹم کرنے کے بارے میں ہم ایک نیا قانون لا رہے ہیں۔"

جناب سپیکر! میرے فاضل وزیر قانون انتہائی knowledgeable اور learned ساتھی ہیں۔ میں اس بات کو آج اس لیے فلور آف دی ہاؤس پر لانا چاہتا ہوں کہ محکمہ ہیلتھ کسی نہ کسی وجہ سے ہمیشہ وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز کو misguide کرتا ہے۔

جناب سپیکر! قانون کے بارے میں سٹینڈنگ آرڈرز موجود ہیں کہ رات کے وقت پوسٹ مارٹم ہو سکتا ہے اور 20۔ مارچ 1996ء کو محکمہ ہیلتھ کی طرف سے یہ سٹینڈنگ آرڈر جاری کیا گیا کہ

With immediate effect where arrangements for the shadowless ice blue lights are available for the correct interpretation of nature of injuries the post martem examination should be conducted forthwith. Notwithstanding the provision of rules

13(10) of Appendex I Police Rules.

جناب سپیکر ! اس کے بعد with the consent and with the permission of the Magistrate کہ رات کے اوقات میں پوسٹ مارٹم ہو سکتا ہے۔ لیکن ظلم یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد پچاس سال گزر چکے، آج تک کوئی ڈاکٹر کسی ہسپتال میں رات کے اوقات میں پوسٹ مارٹم نہیں کرتا حالانکہ اس کے لیے صرف ٹیوب لائٹ، شیڈلیس لائٹ کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ بڑی آسانی سے مہیا کی جا سکتی ہے۔اس وقت کئی میڈیکل کالج اور دوسرے جو بڑے بڑے ادارے لاہور میں ہیں وہاں پر رات کے وقت پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا بہانہ ہے کہ جس کی بنیاد پر لاشیں پڑی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اس میں ترمیم ہو چکی ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جی، ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: لاء میں ترمیم ہو چکی ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید: 20 - مارچ 1996ء کو یہ سٹینڈنگ آرڈر جاری ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، سٹینڈنگ آرڈر کی بات نہ کریں۔ لاء میں ترمیم ہوئی ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! اس میں لاء کی ضرورت نہیں۔ پہلے بھی یہ پولیس رولز ہیں اور ان پولیس رولز میں یہ ترمیم آ چکی ہے۔ پولیس رول 13 (10) میں یہ بات تھی کہ سورج غروب ہونے کے بعد کسی قسم کا کوئی پوسٹ مارٹم نہیں ہو سکتا۔ اس کو ترمیم کر کے یہ پرووژن دی جا چکی ہے۔ آج میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں اگر اس سٹینڈنگ آرڈر کے بارے میں یہ فرما دیا جائے کہ اس کے اوپر عمل درآمد ہو گا تو پھر پنجاب کے عوام کو ایک سہولت مہیا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: اس میں چیک کرنے کی ضرورت ہے۔ راجہ صاحب، آپ اس میں دیکھ لیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس امر کی میرے فاضل دوست نے نشان دہی کی ہے، یہ تو کل جس تحریک التوائے کار کا ہم نے جواب دیا تھا اس میں بھی یہ بات درج تھی کہ محکمہ صحت کی طرف سے ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ اس جواب میں بھی یہ بات درج تھی۔ لیکن جہاں تک قانون میں ترمیم کا تعلق ہے تو میں نے اس سلسلے میں کہا تھا کہ صوبائی حکومت جو لاء ریفارمز لا رہی ہے، اس میں ہم قانون میں یہ تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور جس طرح آپ نے خود validly

observe کیا ہے کہ یہ ہدایات محکمہ صحت کی طرف سے ہیں لیکن ہم قانون میں تبدیلی لانا چاہ رہے ہیں۔ کیونکہ ان ہدایات پر اس قانون کی وجہ سے اس وقت عمل درآمد نہیں ہو رہا اور جس طرح فاضل دوست نے ابھی فرمایا ہے آہ کہ ان ہدایات پر عمل درآمد نہیں ہو رہا اور اس عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ ہی یہی ہے کہ قانون میں ابھی تک تبدیلی نہیں لائی گئی اور اگر اس کے برعکس عمل درآمد کیا جائے گا تو جب کیس عدالت میں ٹرائل ہوتا ہے تو اس سے قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محکمے نے جو ہدایات جاری کی ہیں وہ بھی مشروط ہیں اور وہ مشروط اس لحاظ سے ہیں کہ جہاں پر یہ سہولیات موجود ہیں وہاں پر رات کو پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔ میرے فاضل ممبر مجھ سے بہتر اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں رات کو آپریشن کرنے کی یا رات کو پوسٹ مارٹم کرنے کی کتنی سہولیات موجود ہیں۔ خاص طور پر ہمارے رورل ہیلتھ سنٹرز میں یہ سہولیات موجود نہیں۔ اس لیے اس سلسلے میں قانون میں تبدیلی کی ضرورت ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم لاء ریفارمز میں لا رہے ہیں اور میں نے کوئی غلط سٹیٹمنٹ نہیں دی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ یہ قانون کی بات نہیں۔

جناب سپیکر، وہ تو انھوں نے کہہ دیا ہے۔ کل آپ موجود نہ تھے۔ اگر آپ موجود ہوتے تو آپ کو پتا ہوتا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ بات ہو چکی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ یہ رولز موجود ہیں اور ان رولز میں جو ترمیم کی گئی ہے وہ بھی موجود ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج وزیر قانون صرف یہ ہدایت کر دیں کہ جو اس وقت سٹینڈنگ آرڈر جاری ہو چکا ہے اس کے مطابق پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں عمل درآمد کیا جائے۔ صرف ٹیوب لائٹ کی ضرورت ہے۔ ان کے جو ڈیتھ ہاؤسز ہیں ان میں صرف ٹیوب لائٹ جلانے کی ضرورت ہے۔ اس طرح پورے پنجاب کے عوام کو یہ سہولت مل جائے گی۔ اس میں تو کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج یہ یہاں پر جو standing instructions issue ہو چکی ہیں اس کے بارے میں صرف یہ آرڈر کر دیں کہ اس کے اوپر عمل درآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر، اس طرح بھی کبھی آرڈرز ہوئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں وہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہدایات ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی ہیں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی ہیں اور کل میرا خیال ہے کہ کوئی آدھ گھنٹہ اس کے اوپر بحث ہوئی تھی اور اس میں یہ بھی ذکر آیا تھا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ پہلے ہی ہدایات موجود ہیں جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں۔ یہ بات ہوئی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں شاید بات سمجھا نہیں سکا۔ میں کہتا ہوں کہ پولیس رولز کے مطابق جو اس وقت پابندی ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں یہ پیرا پڑھ دوں۔ یہ صرف تین لائنیں ہیں۔ میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ پولیس رولز ہیں۔ اس کا رول 13 اور کلاز (10) ہے اس کو میں پڑھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون(جناب شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر، ایک منٹ ذرا ان کو پڑھ لینے دیں۔

MR. S. A. HAMEED: It is the duty of the Medical Officer to examine as soon as practicable after receipt of any corpse sent to for examination provided that in case the body arrives after the evening the post martem examination should be made early next morning.

جناب سپیکر! یہ پولیس رول 13 (10) آج تک لاگو ہے۔ اس میں ترمیم کی گئی ہے۔ اسی پولیس رول میں ترمیم کر کے ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، کیا ترمیم ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! ترمیم یہ ہے کہ،

> With immediate effect where arrangements for the shadowless ice blue lights are available for the correct interpretation of the nature of injuries, the post martem examination shall be conducted forthwith. Notwithstanding with the provision of

rule 13(10) of Appendex 1 of Police Rules.

اسی کو ترمیم کیا گیا ہے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ رولز میں ترمیم ہو چکی ہے۔ نیا قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔ وزیر قانون صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ نیا قانون بنائیں گے' اس کو لائیں گے۔ اس کی ضرورت نہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ پوچھ لیں کہ پولیس رولز میں محکمہ صحت ترمیم کرنے کا مجاز ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری (قانون): جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے بڑے اچھے اور پڑھے لکھے دوست ہیں۔ میں صرف یہ point out کرنا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر جس معاملے پر بحث کر رہے ہیں یہ معاملہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ زیر بحث نہیں۔

استحقاق

جناب سپیکر: جی ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اچھا جی' اب تحاریک استحقاق پر چلتے ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں-----

جناب سپیکر: نہیں' اب نہیں ہوسکتی----- چودھری اقبال صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان کی تحریک استحقاق پینڈنگ چلی آرہی ہے۔ پہلے وہ لیتے ہیں۔ چودھری محمد اقبال صاحب۔

روزنامہ "صحافت" میں ایم پی اے سے منسوب جھوٹی خبر کی اشاعت

چودھری محمد اقبال (پی پی 221): جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے خلاف "صحافت" اخبار نے ایک جھوٹی خبر شائع کی ہے جس سے میری شہرت کو نقصان پہنچا ہے۔ مورخہ 15-08-1997 بعد دوپہر اخبار صحافت میں شائع ہونے والی خبر میرے نام سے "سرکٹ ہاؤس میں میرے کمرے پر چھاپہ اور جوا کھیلنے والوں کو پکڑنا" شائع کی گئی ہے جو سراسر بے بنیاد اور غلط الزام لگایا گیا ہے۔ میں کمرہ نمبر 2 میں رہائش پذیر ہوں۔

یہاں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر، کیا آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اقبال، جی جناب۔

جناب والا! ضیاء شاہد جو اس کے ایڈیٹر ہیں انھوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ کسی ایم پی اے کا سایہ بھی اگر کسی کونے سے گزرا ہے ان کی پگڑیاں اچھالنے کے لیے ان کو بدنام کرنے کے لیے اور ان کو رسوا کرنے کے لیے جو طریقہ انہوں نے اپنایا ہے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس اخبار کو فی الفور بند کیا جائے۔ جناب والا! یہ سب سے بڑا بلیک میلر ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک معزز رکن کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ اخبار میں شائع ہونے والی ایک خبر سے متعلقہ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہاں میں یہ وضاحت ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی بعض اخبارات میں ایک بات آئی ہوئی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کے حوالے سے بعض معاملات میں ہم اخبارات پر rely کرتے ہیں اور بعض معاملات میں اخبارات کی رپورٹنگ پر ہم rely نہیں کرتے جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں کل کی کارروائی کے حوالے سے تھا کہ ایک تحریک التوائے کار کو ہم نے صرف اس لیے take up نہیں کیا کہ وہ ایک اخبار سے متعلقہ تھی اس لیے ہم اس پر rely نہیں کرتے۔ لیکن دوسری طرف ہم تمام تحاریک التوائے کار کو اس لیے admit کر لیتے ہیں کہ خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے اور اس کی تردید کے بغیر ہم اس کو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔

جناب والا! جہاں تک میرے بھائی کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے جو واقعہ ہوا وہ پرانا ہے۔ میرے خیال میں وہ واقعہ ختم بھی ہو چکا ہے اور اس کی تردید میں نے اسی اخبار میں پڑھ بھی لی تھی۔ انھوں نے اس کی تردید واضح طور پر شائع بھی کر دی تھی اگر ہم اس معاملے کو دو یا تین مہینے کے بعد دوبارہ شروع کریں گے اور یہ پھر اخبارات میں کارروائی کے حوالے سے آنا شروع ہو گا کہ وہاں کیا واقعہ ہوا، کس کمرے میں ہوا کیوں ہوا اور کون لوگ ملوث تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیا pandora box کھلے گا۔ میں اپنے بھائی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو ختم کرنے کے

لیے اگر یہ چاہتے ہیں تو میں ذاتی طور اس اخبار کے ایڈیٹر سے ان کی ملاقات کرادوں گا۔ اس کے باوجود اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو ٹھیک ہے اور اگر یہ استحقاق کمیٹی میں بھی چلی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔لیکن میں اس pandora box کو نہیں کھولنا چاہتا اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو بات ختم ہو چکی ہے اس کو ختم رہنے دیا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری اقبال صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اس طرح دیکھ لیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے اس اخبار کے خلاف ہرجانے کا دعویٰ بھی کیا ہوا ہے۔ میرا موقف درست ہے-----

جناب سپیکر، اگر آپ نے دعویٰ کیا ہوا ہے تو پھر تو ویسے ہی نہیں آسکتی۔

چودھری محمد اقبال، نہیں، جناب۔ وہ میں نے بعد میں کیا ہے۔ میں ان کو نوٹس دے چکا ہوں کہ میں دعویٰ کرنے والا ہوں۔ اس نے آج تک کوئی تردید شائع نہیں کی۔ میری طرف سے اخبارات میں وضاحت آئی ہے لیکن میرے حوالے سے جو اتنی بڑی خبر شائع کی ہے اس نے اس کی ایک مرتبہ بھی تردید نہیں کی۔ اس نے میرے ساتھ ایک مرتبہ بھی رابطہ نہیں کیا۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! جس طرح وزیر قانون صاحب نے ابھی کہا ہے کہ وہ ذاتی طور پر بھی اس کو اخبار کے ایڈیٹر سے take up کرتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ذرا زیادہ بہتر طریقہ ہے تاکہ آئندہ کے لیے بھی کوئی ایسی بات نہ ہو سکے۔ دوسرے ذرائع استعمال کرنا بھی بہتر ہے۔ پہلے ہی اس طرح کی ایک تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد ہو چکی ہے تو میرا خیال ہے وہی ہی کافی ہے اور اس کو دوسرے طریقے سے بہتر انداز میں کیا جا سکے گا اس سے آپ کا مقصد بھی حل ہو جائے گا-----

چودھری محمد اقبال، جناب والا! آج تک اس نے ایک مرتبہ بھی اس بارے میں مجھ سے رابطہ نہیں کیا اس کی میرے ساتھ بات نہیں ہوئی اور فلور سے باہر وزیر قانون صاحب نے مجھ سے پوچھا بھی ہے کہ کیا آپ سے رابطہ ہوا-----

جناب سپیکر، نہیں۔ ہم کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں نے یہ معاملے کو سلجھانے کے لیے کہا ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں نے ان کے مفاد میں بات کی تھی کہ اب معاملے کو ازسر نو نہ take up کیا جائے۔ اگر جناب اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا ہی چاہتے ہیں تو جو پہلے تحریک استحقاق سپرد ہوئی ہوئی ہے اس کے ساتھ اس کو بھی جانے دیا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر طریقہ ہے۔ وزیر قانون صاحب خود رابطہ کر لیں گے اور آپ کی ایک میٹنگ بھی کروا دیں گے اور اس طرح اچھے طریقے سے اور اچھے انداز میں جو بات ہوسکتی ہے۔ میرا خیال ہے پہلے وہ کر لینی چاہیے۔ تحریک استحقاق تو کسی وقت بھی کسی اور انداز میں بھی آسکتی ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میری استدعا ہے کہ یہ بات وہاں کمیٹی کے اندر آنی چاہیے اور بے نظیر کے جلسہ عام کے اندر میرے خلاف یہ پمفلٹ بنا کر میرے حلقے میں چھاپا گیا۔

جناب سپیکر، کیا آپ insist کرتے ہیں؟

چودھری محمد اقبال، جی، میں insist کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ پھر یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

چودھری محمد اقبال، شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، جناب پیٹر گل صاحب! کی تحریک استحقاق نمبر 4 pending تھی

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے اسے کل کے لیے pending کروایا تھا

جناب سپیکر، پیٹر گل صاحب! ٹھیک ہے۔ وہ کل کے لیے pending ہے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحریک التوائے کار

(ایڈمنسٹریٹر کی کوتاہی سے گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن کو نقصان (بحث جاری......)

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک

التوائے نمبر 34 بہت پرانی pending چلی آ رہی ہے۔ وزیر قانون صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون، جی۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب! چونکہ یہ پڑھی جا چکی ہے اس لیے آپ ہی اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ پڑھی بھی جا چکی ہے اور میں اس کا جواب بھی دے چکا تھا۔ معزز رکن نے فرمایا تھا کہ اس کو کچھ عرصے کے لیے pend کیا جائے تاکہ اس کے بارے دیکھ لیں کہ اس میں مزید کیا developments ہوئی ہیں۔ جناب والا! اس وقت اس کی صورت حال یہ ہے کہ محکمے نے 22 لاکھ 87 ہزار روپے کی recovery کے لیے بطور لینڈ ریونیو arrears کلکٹر کے ذریعے recovery کا عمل شروع کیا ہوا ہے اور جناب والا! جو عدالت میں دعویٰ ہے اس کی تاریخ پیشی 13-10-1997 تھی لیکن 13-10-1997 کو عدالتوں میں ایک وکیل کی وفات کے بحث ہڑتال تھی اس لیے اس کی آئندہ تاریخ پیشی 22-10-1997 ہے۔ میرے خیال میں یہ معاملہ sub-judice ہے کیونکہ 22 تاریخ کو عدالت میں بھی پیش ہونا ہے۔ میں نے recovery کی جو بات کی ہے وہ اس لحاظ سے کی ہے کہ معزز رکن کو یہ تاثر نہ ہو کہ کہیں محکمہ اپنے طور پر recovery کے سلسلے میں غفلت کر رہا ہے۔ recovery کا عمل جاری ہے اور بطور لینڈ ریونیو arrears ہم recover کر رہے ہیں' اس لیے مالی نقصان کا اس میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں تک میرٹ پر اس کو discuss کرنے کا تعلق ہے تو میں جناب سے گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ معاملہ sub-judice ہے اور عدالت میں اس کی 22 تاریخ ہے' اس لیے اسے میرٹ پر discuss نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی۔ عثمان ابراہیم صاحب۔

میاں عثمان ابراہیم، جناب والا! وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ محکمے کو کسی قسم کا مالی نقصان برداشت نہیں کرنا پڑا۔ میرا خیال ہے کہ جناب وزیر قانون اصل پوائنٹ بھول چکے ہیں کہ ایڈمنسٹریٹر نے ٹھیکے دار کے ساتھ مل بھگت کر کے کارپوریشن کو تقریباً سوا کروڑ روپے کا نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! دسمبر 1996ء میں ٹھیکے دار کارپوریشن کے خلاف stay لیتا ہے معاہدے کے تحت ایک arbitration کلاز ہے۔ اس کلاز کے تحت ایڈمنسٹریٹر نہ تو کمشنر سے رجوع کرتا ہے اور نہ ہی اس stay کو vacate کروانے کے لیے سیشن کورٹ میں کوئی اپیل دائر

کرتا ہے۔ جناب سپیکر! آخر میں مئی میں جا کر عدالت کو کہتا ہے کہ ٹھیکے دار کو arbitration clause کے تحت کمشنر کو رجوع کرنا چاہیے' اس لیے اس کا دعویٰ قابل پیش رفت نہیں ہے۔ پھر اس arbitration clause اور ایگریمنٹ کی موجودگی میں فروری میں ایک نیا معاہدہ کر لیتا ہے۔ جناب لاءمنسٹر نے فرمایا تھا کہ وہ undertaking تھی ۔جناب سپیکر! اگر آپ کہیں تو میں یہ پڑھ دیتا ہوں۔ یہ undertaking نہیں ہے۔ ایک agreement ! اگر undertaking ہوتی تو صرف اور صرف ٹھیکے دار کے دستخط ہوتے۔ لیکن اس ایگریمنٹ پر نہ صرف اس ٹھیکے دار بلکہ ایڈمنسٹریٹر' چیف آفیسر اور ٹیکسیشن آفیسر اور پتا نہیں جتنے بھی متعلقہ کارپوریشن کے حکام ہیں ان سب کے اس پر دستخط موجود ہیں۔

(اس مرحلے پر راجہ محمد خالد خان کرسیِ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آپ کو اس agreement کی کاپی پیش کرتا ہوں' آپ خود یہ فیصلہ کریں۔ جس میں انھوں نے خود یہ کہا ہے کہ کافی غور و خوض کیا گیا۔ آخر افہام وتفہیم کے بعد مندرجہ ذیل فیصلہ طے پایا۔ جناب سپیکر! agreement میں خاص طور پر لکھا ہے کہ کارپوریشن کے معاملے پر کافی غور و خوض کیا گیا اور آخر افہام وتفہیم کے بعد مندرجہ ذیل فیصلہ طے پا گیا یہ undertaking نہیں۔جناب سپیکر! اس ایڈمنسٹریٹر نے جو غیر قانونی معاہدہ کیا ہے اس کو بنیاد بنا کر ٹھیکے دار نے کارپوریشن کے خلاف ایک کروڑ روپے کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ اس دعوے کی کاپی میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ اس میں جو relevant clause 11 & 12 ہے اس کو میں نے مارک کیا ہے۔ میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ 22 لاکھ روپیہ جس کے بارے میں وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ as land revenue arrear بھیج دیا ہے۔یہ ذرا ان سے پتا کریں کہ کب بھیجا ہے۔ یہ as land revenue arrear تو فوری طور پر بھیجنا چاہیے تھا اور وصول کرنا چاہیے تھا۔ جناب سپیکر! اب صورت حال یہ ہے کہ اس کا ٹھیکہ ختم ہو چکا ہے۔ بائیس لاکھ روپے اس کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ اور اس نے جو غیر قانونی معاہدہ کیا ہے اس کو بنیاد بنا کر اس نے ایک کروڑ روپے کا دعویٰ کارپوریشن کے خلاف کیا ہے۔ جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹر کے اس فعل سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ گوجرانوالہ کی میونسپل کارپوریشن کو سوا کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ چونکہ یہ سارا ملی بھگت سے ہو رہا ہے اور میں اس ایوان کے فلور پر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایک کروڑ روپے کا دعویٰ منظور ہو جانے

گا۔ اگر یہی ایڈمنسٹریٹر یہاں رہا تو ایک کروڑ روپے کا دعویٰ کارپوریشن کے خلاف منظور ہو جائے گا۔ جس طرح پہلے ہوتا رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب دسمبر میں اس نے stay لیا تھا تو اس کے بعد کارپوریشن کے پاس کیا وجہ تھی کہ نہ تو اس نے اپیل کی اور نہ ہی کمشنر کے پاس گئے۔ یہ سب کچھ ملی بھگت سے ہو رہا ہے ۔ اگر لاءمنسٹرصاحب اس بات پہ مطمئن ہیں کہ کارپوریشن کا سوا کروڑ روپے جاتا ہے تو جائے، تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں، حالانکہ ان کے بیانات اکثر اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں۔ کل انھوں نے کہا ہے کہ کرپٹ اور راشی افسروں کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس کی ملی بھگت اتنی ہے کہ آپ اندازہ کریں کہ وہ ٹھیکے دار defaulter ہے۔ ابھی لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کے خلاف 22 لاکھ روپے کا as land arrear کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ لیکن ملی بھگت اتنی ہے کہ اسی defaulter ٹھیکے دار کو رجسٹریوں کی فیس جمع کرنے کا ٹھیکہ دے دیا ہے۔ جناب سپیکر! جس ٹھیکے دار نے بائیس لاکھ روپے کا نقصان پہنچایا ہے اور پھر ایک کروڑ روپے کا دعویٰ کیا ہے اسی کو دوبارہ ایک دوسرے نام سے دوسراٹھیکہ دے دیا ہے ۔یہ سب ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ اگر وزیر قانون اس کا نوٹس نہیں لیناچاہتے----

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو in order کیا جائے۔ اور معزز وزرائے کرام کو تنبیہ کی جائے کہ جو کام وہ یہاں کر رہے ہیں وہ باہر جا کرکریں۔

جناب چیئرمین، میں وزرائے کرام سے کہوں گا کہ وہ اس کے لیے اپنے دفاتر میں کوئی وقت مقرر کرلیں۔ ہاؤس کو in order کیا جائے تاکہ جو محرک کا موقف ہے یا وزیر قانون اس بارے میں وضاحت کرنی چاہتے ہیں اس کی بھی کچھ کارکردگی آپ کے سامنے آسکے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اس امر کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ معزز ممبر نے یہ فرمایا ہے کہ اگر میں نوٹس نہیں لینا چاہتا۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر محکمے کے کسی کارکن نے کوئی غلطی کی ہے یا کوئی کوتاہی کی ہے اس کا بھی نوٹس لیا جائے گا اور جہاں تک معزز ممبر کا تعلق ہے ان کو بھی مطمئن کرنا میں اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک وہ مطمئن نہیں ہوں گےاس معاملے کو نپٹایا نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس بات کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ جس امرکو معزز رکن نے دو تین دفعہ دہرایا ہے وہ یہ ہے کہ اس ٹھیکے کی وجہ سے کارپوریشن کو ایک کروڑ یا سوا یا

ڈیڑھ کروڑ روپے کانقصان ہوا ہے۔ میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ یہ ٹھیکہ 1996-97 ء کے لیے بذریعہ نیلام عام ایک ٹھیکے دار شیخ ذوالفقار احمد کو دیا گیا اور 42 لاکھ روپے میں دیا گیا۔ اب ایک ٹھیکہ جس کی مدت ایک سال تھی اس ٹھیکے کے دوران کیا گیا۔litigation ہوئی یا نہیں۔ اس بحث میں گئے بغیر میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ٹھیکے دار کے ذمے کارپوریشن کا حق 42 لاکھ کا بنتا ہے۔ اور کارپوریشن نے 42 لاکھ روپے لینے ہیں۔ اب 42 لاکھ کے ٹھیکے میں ایک کروڑ روپے کا نقصان کس طرح ہوتا ہے۔یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس 42 لاکھ روپے کی جو وصولی کارپوریشن نے کرنی تھی وہ اس طرح ہوئی ہے کہ اس وقت تک ہم نے-/19,86,600 روپے اس سے وصول کر لیے ہیں۔ بقایا -/22,87,516 روپے ہم نے اس سے وصول کرنے ہیں۔ جن کے لیے ہم نے بذریعہ کلیکٹر as land revenue arrear حاصل کرنے کے لیے کارروائی شروع کی ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے 14-06-97 کو کلیکٹر کو کیس بھیجا اور اس کے بعد 26-07-97 کو reminder دیا۔ تیسرا reminder 14-08-97 کو دیا کہ ریکوری کو expedite کیا جائے اور فوری طور پر-/22,87516 روپے وصول کر کے میونسپل کارپوریشن کو دیے جائیں۔

جہاں تک undertaking یا معاہدے کا تعلق ہے وہ میں نے بھی concede کیا تھا اور آج پھر concede کرتا ہوں کہ وہ معاہدہ ہوا ہے۔ اس پر ایڈمنسٹریٹر میونسپل کارپوریشن کے دستخط بھی موجود ہیں۔ اس کو undertaking لے لیں، معاہدہ لے لیں، اس کو صحیح سمجھیں یا غلط، وہ ایک معاہدہ ہوا تھا۔لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ عمل درآمد اس لیے نہیں ہوا کہ اس وقت stay order آچکا تھا اور stay order کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب یہ کیس بنتا ہے کہ اس سارے عمل میں lapses on the part of department ہوئی ہیں تو ہم معزز رکن کی تسلی کے مطابق اس کی انکوائری کرانے کےلیے تیار ہیں۔ لیکن ایک بات میں دوبارہ assure کرنا چاہتا ہوں کہ محکمے کو اس سلسلے میں نقصان نہیں ہوا۔ اس لیے کہ 42 لاکھ کا ٹھیکہ ہم نے دیا تھا اور 42 لاکھ وصول کرنا ہماری ذمہ داری میں شامل ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو وصول کیا جائے گا۔ یہ میری گزارش تھی۔ اور اب آپ سے استدعا ہے کہ اس یقین دہانی کے بعد کہ ادارے کے مالی مفاد کا بھی تحفظ کیا جائے گا اور معزز ممبر کی تسلی کے مطابق ہم ہرقسم کی انکوائری بھی کروانے کے لیے تیار ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو پریس نہ کریں۔ میں ان کی تسلی کرانے کے

لیے تیار ہوں۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ انھیں یہ انکوائری ضرور کروانی چاہیے۔ لیکن میں ان کے گوش گزار ایک بات کروں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ معاہدہ ہوا تھا' لیکن اس پر عمل درآمد اس وجہ سے نہیں ہوا' کیونکہ عدالت میں مسئلہ pending تھا۔ لیکن میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ جب یہ معاہدہ ہوا' تو 10 مارچ کو محکمے نے میونسپل مجسٹریٹ کو یہ چٹھی لکھی تھی جس کی نقل میں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

(اس مرحلے پر چٹھی کی نقل جناب چیئرمین کو پیش کی گئی)

اس میں لکھا ہے کہ آپ اس معاہدے کے تحت shade tax کی رقم وصول کریں۔ جناب چیئرمین! میں اس وقت اس چٹھی کی بابت میونسپل کارپوریشن کا سپیشل مجسٹریٹ جو جواب دیتا ہے اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ 30۔اپریل کا خط ہے جسے میں ابھی پڑھنے کے بعد آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اس میں لکھا ہے،

So far as recovery of "chhajja" shade tax through challans on behalf of contractor is concerned one fails to understand the fun of leasing out the collection rights of the said source, if the leased money (contractual amount) was to be recovered through court. This is against the provisions of Local Government Act and the Leased Rules. It is pointed out that Section 151 of the Punjab Local Government Act 1996 and Rule 8 of the Punjab Local Councils Rules 1990 are very clear about the recovery of leased money from the defaulting lessee contractor as arrear of land revenue, which have not been followed/observed merely the plea that the contractors have approached the civil court and obtained stay order srefraining the local council from cancellation of contract and recovery of instalment from him. I think the case has not been persue deffectively.

جناب والا! یہ میونسپل کارپوریشن کا مجسٹریٹ ہے جو ایڈمنسٹریٹر کو لکھ رہا ہے۔ یہ میں نہیں

کہہ رہا' بلکہ یہ میونسپل مجسٹریٹ کہہ رہا ہے۔

Joint and vigorous efforts were requred by the Taxation Department and Legal Branch for the needful.

آگے لکھتے ہیں،

Moreover , exaggerated figures have been given with regard to number of challans and their amount . Anyhow , 'Ahalmad' of the court has been directed to prepare a list of the cases allowed by the Taxation Department.

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ خط بھی بھیج رہا ہوں۔

(اس مرحلے پر خط کی نقل جناب چیئرمین کو پیش کی گئی)

جناب والا! مجھے بڑی خوشی ہے کہ انھوں نے on the floor of the House یہ تسلیم کر لیا ہے' under-taking دی ہے۔ تو میں ان کی اس under-taking کو accept کرتا ہوں' لیکن یہ اس مسئلے پہ انکوائری ضرور کروائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ میں confuse ہو رہا تھا اور میں سمجھنا چاہتا تھا کہ معزز ممبر کی مطمع نظر کیا ہے اور وہ چاہتے کیا ہیں۔ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا کہ یہاں financial loss کی بات نہیں۔ اس بات کو ہم ensure کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کارپوریشن کو مالی نقصان نہیں ہوگا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی سرکاری افسر کی وجہ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے یاکوئی lapses ہوئے ہیں تو میں اس کے بارے میں پہلے بھی عرض کر چکا تھا کہ ہم انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں۔ انھوں نے اب فرمایا ہے حالانکہ میں تو یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب چیئرمین! میری گزارش ہوگی کہ یہ انکوائری بڑی high power کمیٹی سے کروائیں کسی لوکل آفیسر سے انکوائری نہ کروائیں۔

جناب چیئرمین: اگلی تحریک التوائے کار نمبر10' راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز راولپنڈی کی زیر سرکردگی جعلی ادویات کی فروخت

راجہ جاوید اخلاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ڈاکٹر محبوب ربانی ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز' راولپنڈی کی سرکردگی میں راولپنڈی شہرمیں جعلی ادویات اور سرکاری ہسپتالوں سے ادویات کی چوری کا کاروبار زور و شور سے جاری ہے جبکہ اس مسئلہ پر منتخب ممبران پنجاب اسمبلی نے ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز راولپنڈی محبوب ربانی کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے۔ لیکن وہ کرپٹ اور بدعنوان ہونے کی وجہ سے اس مسئلے پر قابو پانے میں ناکام رہا ہے۔ اس وجہ سے راولپندی کے شہریوں میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے اور اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! راجہ جاوید اخلاص صاحب نے جس شکایت کا ذکر کیا ہے اور جس سرکاری افسر کا یہاں پر ذکر آیا ہے اس کے متعلق بالکل اس سے ملتی جلتی ان کی ایک تحریک استحقاق بھی تھی جو کہ اسی اجلاس میں آج سے دو دن پہلے admit ہو چکی ہے۔ اور وہ معاملہ بالکل اس کے ساتھ identical تھا۔ یہاں پر صرف ایک بات کا اضافہ کیا گیا ہے کہ اس ڈائرکٹر یا اس سرکاری افسر کی وجہ سے یا اس کی سرکردگی میں راولپنڈی میں جعلی ادویات کا کاروبار ہو رہا ہے۔ تو میں معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ڈائرکٹر کو راولپنڈی سے تبدیل کر دیا گیا ہے اور وہ اس وقت راولپنڈی میں موجود نہیں۔جہاں تک allegations کا تعلق ہے اگر کوئی specific allegation ہو تو اس کی علیحدہ انکوائری کرائی جا سکتی ہے لیکن چونکہ specific allegation نہیں ہے' وہ ڈاکٹر وہاں سے تبدیل بھی ہو چکا ہے اور ان کی تحریک استحقاق بھی اس ضمن میں admit ہو چکی ہے' اس لیے میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہ فرمائیں۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہوں گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ راولپنڈی میں جعلی ادویات اور زائدالمیعاد ادویات کی خریداری جون کے مہینے میں کی گئی اور

اس سلسلے میں ہمارے جو قومی اخبارات ہیں ان کے front page پر بڑی نمایاں خبریں شائع ہوئیں کہ 28 یا 30 لاکھ روپے کی زایدالمیعاد ادویات خریدی گئیں۔ لیکن محکمے کی طرف سے یا متعلقہ آفیسر کی طرف سے اس کی کوئی تردید شائع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے فرمایا یہ اس حد تک تو درست ہے کہ وہ آدمی وہاں سے تبدیل ہو گیا ہے۔ لیکن تبدیل ہو کر وہ ایک ڈویژن سے دوسرے ڈویژن میں بطور ڈائرکٹر ہی تعینات ہوا ہے۔ میری صرف اتنی submission ہے کہ اگر یہ الزامات واقعی درست ہیں توان باتوں کی تحقیقات کروائی جائیں اور اگر ثابت ہو جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس افسر کے خلاف انضباطی اور قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔ اگر وہ بے گناہ ہے تو پھرٹھیک ہے' کیونکہ مجھے ذاتی طور پر اس کے ساتھ کوئی رنجش نہیں۔میں تو یہ چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے' لوگوں کی جانوں کا معاملہ ہے۔ زایدالمیعاد اور جعلی ادویات اگر جون کے مہینے میں خاص طور پر خریدی گئی ہیں تو اس بات کی انکوائری ضرور کرنی چاہیے۔ راجہ بشارت صاحب کو ذاتی طور پر بھی اس بات کا علم ہے کہ راولپنڈی کے کافی اخبارات میں یہ خبریں بڑے نمایاں طور پر شائع ہوئیں جس کی کوئی تردید نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں عوام بھی مطمئن ہونا چاہتے ہیں اور میں بھی مطمئن ہونا چاہتا ہوں' لہذا کوئی نہ کوئی کارروائی ضرور کی جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں technical ground پہ-----

سردار سعید انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردارسعید انورصاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی سردارسعید انورصاحب! فرمائیے۔

سردارسعید انور: جناب سپیکر! ایک کرپٹ افسرجس کی کرپشن راولپنڈی میں ثابت ہو چکی ہے' جعلی ادویات کی خرید میں وہ ملوث ہے تو اسے فیصل آباد بھیج دیا گیا ہے۔ کیا فیصل آباد کی عوام کے لیے اب جعلی ادویات کو کھول دیا جائے گا؟ ایسے کرپٹ آدمی کو فیصل آباد کیوں بھیجا گیا ہے؟ فیصل آباد کو ایک یتیم اور بے آسرا ڈویژن سمجھا گیا ہے؟ جناب چیئرمین! میں وزیرمحترم سے عرض کرتا ہوں کہ ایسے آفیسر سے فیصل آباد کی بھی جان چھڑائی جائے۔

وزیرصحت (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی): جناب چیئرمین! یہ واقعی ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور میں اپنے دونوں دوستوں کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں اور آپ کی خدمت میں بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس افسر کے خلاف لازمی کارروائی کی جائے گی اور اگر فیصل آباد

کے دوستوں کو اس آفیسر پر اعتراض ہے جو کہ ہونا چاہیے ۔ میں یہیں اس ہاؤس کے اندر یہ اعلان کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس کو suspend کر کے اس کے خلاف ان شاء اللہ تعالیٰ انکوائری کرائی جائے گی ۔

جناب چیئرمین : خاکوانی صاحب! یہ کام آپ نے کرنا ہے یا چیئرمین / سپیکر صاحب نے کرنا ہے؟ اسے آپ نےsuspend کرنا ہے یا کسی اور اتھارٹی نے کرنا ہے؟

وزیرصحت : جناب والا! اس ہاؤس کی consent کے ساتھ میں اس ہاؤس میں یہ under-taking دیتا ہوں کہ ڈائرکٹر ہیلتھ فیصل آباد کو suspend کر کے اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جائے گی۔

جناب چیئرمین : راجہ صاحب! اب آپ اپنی اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتے تو یہ dispose of تصور ہو گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب چیئرمین! میں تحریک التوائے کار پیش کرنے سے پہلے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب کا میرے دل میں بڑا احترام ہے اور میں بے حد احترام کرتا ہوں اور میرے دل میں محبت بھی ہے، لیکن میرے ساتھ ان کا رویہ درست نہیں۔ نہ تو وہ چیمبر میں ملاقات کے لیے ٹائم دیتے ہیں۔ وہاں جائیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ مصروف ہیں۔ ٹائم نہیں دیتے۔ بڑے بڑے لوگوں کو ٹائم دیتے ہیں۔لیکن ہم غریب درویشوں کے لیے ان کے پاس ٹائم نہیں۔ اگر یہاں کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو وہ یہاں بولنے کی اجازت نہیں دیتے۔ میری کتنی ہی تحاریک استحقاق اور التوائے کار ہیں جو انھوں نے چیمبر میں ہی قتل کر دیں۔ میں نے سیکرٹری سے بات کی تو انھوں نے کہا کہ آپ سپیکر صاحب سے بات کریں، لیکن سپیکر صاحب ٹائم ہی نہیں دیتے تو ہم بات کیا کریں؟ آخر ہم اپنے علاقے کی نمائندگی کیسے کریں گے؟ وزیر اعلیٰ صاحب بڑے صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ چار چار پانچ پانچ ماہ ہو جاتے ہیں ملاقات نہیں ہوتی۔ اب میں ایک مہینے سے ان سے ملاقات کے لیے ان کے سیکرٹریوں کو لکھوا رہا ہوں، لیکن ملاقات نہیں ہوتی۔ سپیکر صاحب بھی ٹائم نہ دیں وزیر اعلیٰ صاحب بھی ٹائم نہ دیں تو ہم اپنے مسائل کیسے پیش کریں؟ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ موجودہ سپیکر سے پہلے جب منظور وٹو صاحب سپیکر تھے ان کا رویہ اچھا تھا۔ اگرچہ مجھے ان سے اختلاف تھا، لیکن پھر بھی وہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار ہاؤس میں پڑھنے کی اجازت

دے دیتے تھے' اس کے بعد وہ out of rules کرتے تھے۔ لیکن یہ تو چیمبر میں ہی ان کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اور پھر ہمیں بات کا موقع ہی نہیں دیتے کہ ہم ان سے بات کر سکیں کہ یہ ہماری تحریک بنتی ہے یا نہیں بنتی------

جناب چیئرمین، چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، نہ ہمیں چیمبر میں ٹائم دیں نہ یہاں دیں ------

جناب چیئرمین، سعید اکبر صاحب! ان کو یہ سمجھائیں ----

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اس لیے میں احتجاجاً اپنی تحریک التوائے کار نمبر 15 پیش نہیں کروں گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب چیئرمین! محترم چنیوٹی صاحب نے سپیکر صاحب کے بارے میں بات کی ہے ۔ رولز کے مطابق' اصول کے مطابق سپیکر کسی انتظامیہ کا سربراہ نہیں ہوتا۔ وہ اسمبلی کا سربراہ ہے اور اسمبلی کے اندر جو ممبران عوام کے یا اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی نہ کوئی یاد داشت پیش کرتے ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ گفتگو ہوتی ہے۔ سپیکر کا عہدہ اصولی طور پر اتنا مقدس ہوتا ہے' کوئی بھی سپیکر ہو' یا یہ کسی کا بھی نام لے رہے تھے ہم ان پر بات نہیں کرنا چاہتے کہ وہ کیا تھے کون تھے اور کیسے تھے؛ معاملہ صرف سپیکر کے نام کا ہے تو میں آپ سے عرض کروں گا اور آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ کوئی ممبر سپیکر کے بارے میں' سپیکر کے تقدس کے بارے میں' آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کرے اور اس طرح نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تو سارے ایوان کی توہین ہے اور اس قسم کے رویے سے ہمارے حقوق پامال ہوں گے' اس لیے آئندہ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔ میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ مولانا چنیوٹی صاحب بجائے اسکے کہ وہ نئی بات کر دیں کہ وہ الفاظ واپس لیں۔ شاید وہ اپنی عادت اور رویہ کے مطابق عجیب ترجمانی کریں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ایسے الفاظ ریکارڈ سے حذف کیے جانے ضروری ہیں اور یہ حذف کیے جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ معزز رکن نے جو الفاظ یہاں استعمال کیے ہیں وہ نہیں کرنے چاہئیں تھے ۔ اس ایوان کی کل کی کارروائی اس بات کی

شاہد ہے کہ جس طرح پیار کے ساتھ' محبت کے ساتھ اور خلوص کے ساتھ جناب سپیکر نے انھیں وقت دیا انھیں سنا اور ان کی تسلی کروائی۔ یہ خود فرما رہے تھے کہ یہ بات سن نہیں رہے تھے۔ سمجھ نہیں رہے تھے۔ جناب سپیکر ! نے ایک معزز رکن سے گزارش کی اور وہ ان کے پاس جا کر بیٹھے۔ وہ انھیں بات سمجھاتے رہے اور جناب سپیکر نے اس وقت تک ان کی تحریک کو dispose of نہیں کیا جب تک ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا اور سپیکر کے رویے پر اعتراض کرنا انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ ایک تو اس کو کارروائی سے حذف کیا جانا چاہیے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا یہ فرما رہے ہیں کہ ان کا point of view نہیں سنا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا تو تحریک التوائے کار نمبر 15 ان کی تھی۔ جس نے ابھی take up ہونا تھا۔ یہ اس پر بات کریں' انھیں کس نے روکا ہے۔لیکن یہ کہہ دیناکہ انھیں بولنے کا موقع نہیں دیا جا رہا' خود کہہ رہے ہیں کہ میں احتجاجاً پیش نہیں کرتا۔ جب پیش ہو رہی ہے اور ہم بولنے کا موقع دے رہے ہیں تو آپ بولنا نہیں چاہتے اور جب آپ بولتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہمیں موقع نہیں دیا جاتا۔ یہ انتہائی افسوس ناک بات تھی' اس لیے اس کو کارروائی سے حذف کیا جانا چاہیے۔

جناب چیئرمین ،جی آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور اعظم چیمہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر بھی valid ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، سالار صاحب! آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جس وقت Chair سے بات ہو رہی ہو تو اس وقت مخل نہیں ہوا جاتا۔ تو اعظم چیمہ صاحب اور لاءمنسٹر صاحب نے جو بات کہی وہ بالکل valid ہے اور میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ آئندہ محتاط رہیں اور ان الفاظ کو اس کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریک التوائے کار نمبر 15 disposed of تصور ہو گی۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیے۔

پیر سید محمد بنیا مین رضوی، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ وہ آلہ جس کا زیادہ رنج ہے اس کا بندوبست کریں ورنہ یہ صورت حال جاری رہے گی۔

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 17 جناب سعید احمد خان منیس صاحب ، معظم جہانزیب خان وٹو صاحب ، نوابزادہ منصور احمد خان صاحب، صاحب زادہ محمد عثمان عباسی صاحب کی طرف سے ہے ۔ کون صاحب پیش کریں گے؟ جی معظم وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 18 ۔ اگست 1997ء کے روزنامہ " دی نیوز " میں یہ خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں منشیات کا استعمال عروج پر۔ خبر یہ ہے کہ پورے صوبے پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں میں ہیروئن کا بڑھتا ہوا استعمال ایک عام بات بن گئی ہے اور منشیات کے عادی افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے ۔قابل ذکر بات یہ ہے کہ خواتین قیدیوں میں بھی منشیات کے استعمال کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے ۔ صوبہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں منشیات کے عادی قیدیوں کی تعداد 13952 ہے ۔ ان میں 13816 مرد جبکہ 131 خواتین ہیں۔ مذکورہ خبر کے شائع ہونے سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ ہیروئن سمیت دیگر منشیات صوبے بھر کی جیلوں میں دستیاب ہیں اور جیلوں میں منشیات کے استعمال میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس کے باعث مرد اور خواتین اس انتہائی مہلک اور موذی مرض کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے استعمال سے جرائم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ مذکورہ بالا مجرمانہ رجحان اور معاشرے پر اس کے بدترین اثرات کے باعث عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ حکومت اس اہم مسئلے کو کنٹرول کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے ۔لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ فوری اور اہم مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی روکی جائے تا کہ اس کا کوئی حل تلاش کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین،جی جناب لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! 18 ۔ اگست 1997ء کے روز نامہ "دی نیوز" میں جو خبر "پنجاب کی جیلوں میں منشیات کا استعمال عروج پر ہے" کی سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ متعلقہ خبر غلط فہمی پر مبنی ہے اور فنی نقطۂ نگاہ سے بھی نا قابل یقین ہے۔ یہ امر درست ہے کہ ماہ جون میں پنجاب کی جیلوں میں نشہ باز اسیران کی تعداد 13952 تھی جو کہ جیلوں کی کل آبادی یعنی 52826 کا تقریباً 26 فی صد بنتی ہے اور ان افراد میں سے خواتین کی تعداد 131 تھی۔ یہ تعداد ان اسیران جیل کی ہے جسے ضلعی

پولیس نے امتناع منشیات ایکٹ 1979ء کے مختلف دفعات کے تحت جیلوں میں بھیجا ہے۔ جیلوں میں ایسے اسیران کی تعداد میں کمی بیشی محکمے کے ذاتی بس میں نہ ہے بلکہ محکمے کو ایسے نشہ باز افراد جن کو پولیس پکڑ کر جیلوں میں لاتی ہے وہ اپنے پاس ۔حفاظت رکھنے کا قانونی طور پر پابند ہے اور ان کے علاج معالجہ کے لیےخصوصی اقدامات کیے جاتے ہیں۔ مزید برآں یہ افراد وہ ہیں جو جیلوں میں آنے سے قبل منشیات کے استعمال کے جرم میں مقید ہیں نہ کہ وہ جیلوں میں پہنچ کر نشہ کرتے ہیں۔جناب سپیکر! میں یہاں پر اس امر کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر میں اس بات سے کلی طور پر اتفاق نہیں کرتا کہ جیل میں جو مقید حضرات ہیں ان کو نشہ آور چیزوں کی فراہمی کی جاتی ہے اور اس کے بعد وہ منشیات کے عادی بنتے ہیں۔جناب سپیکر! جیل میں آ کر وہی لوگ منشیات کا استعمال کرتے ہیں جو پہلے سے منشیات استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ حکومت نے جو اس وقت تک اقدامات اٹھائے ہیں اس کی بنیاد پر میں کسی ایک جیل کی نہیں پورے صوبے کی بات کرتا ہوں کہ آپ پورے صوبے کی جیلوں میں جہاں کہیں بھی معائنہ کروا لیں' اس وقت انتہائی سختی کے ساتھ اس بات کو کنٹرول کیا جا رہا ہے کہ جیل میں کسی بھی صورت میں کوئی بھی منشیات اندر نہ پہنچائی جا سکیں۔لیکن جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد' جیلوں میں جو لوگ اسی موذی مرض میں مبتلا ہیں نشے کے عادی لوگ ہیں ان کو اس سے چھٹکارا دلانے کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں اور مختلف اضلاع میں مختلف ہسپتالوں میں ایسے یونٹ بنائے گئے ہیں جہاں پر ان کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس معاشرتی برائی سے پوری طرح آگاہ ہے جو ہماری سوسائٹی کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے۔ جناب والا! ہم اپنی ذمہ داریوں سے بھی آگاہ ہیں اور میں معزز ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا کوئی سیاسی پہلو نہیں' بلکہ یہ ایک معاشرتی پہلو ہے' اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے موجودہ حکومت آگاہ ہے۔ میں معزز رکن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اور اخبار نے جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے ہم اپنی ان ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کریں گے اور انھیں مایوس نہیں کریں گے۔ اس لیے میری ان کی خدمت میں یہ استدعا ہے کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔ ان کا مقصد بھی حکومت کے نوٹس میں ایک بات لانا تھی' ہمارے نوٹس میں یہ بات پہلے بھی تھی اور پھر آ گئی ہے ہم اس سلسلے میں اقدامات کر بھی رہے ہیں اور آئندہ ان شاء اللہ

مزید بہتر اقدامات کریں گے۔ شکریہ۔

میاں منظم جہاں زیب احمد خان وٹو. جناب چیئرمین! وزیر موصوف کی بات سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ ہماری جیلوں میں منشیات کے عادی لوگ موجود ہیں اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ میں صرف اتنی یقین دہانی چاہوں گا کہ انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ یہ ایسے سنٹرز یا ایسے ادارے جیلوں میں بنا رہے ہیں جہاں پر اس قسم کے قیدیوں کا علاج کیا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنی جیلوں میں انھوں نے اس قسم کے سنٹرز قائم کیے ہیں اور کتنی جیلوں کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر خزانہ. جناب سپیکر! وزیر قانون نے وضاحت تو کی ہے لیکن فاضل رکن کی معلومات کے لیے میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں کہ ہر جیل میں addicts کے لیے علیحدہ بیرکس مقرر کر دی گئی ہیں۔ ان کو وہاں علیحدہ رکھا جاتا ہے اور ایک وہاں پر ماہر نفسیات ڈاکٹر بھی موجود ہوتا ہے تاکہ ان کو اس لعنت سے نجات دلوائی جا سکے۔ جناب سپیکر! میں تو یہاں تک عرض کرتا ہوں کہ بعض والدین جن کے بیٹے نشے کے عادی ہوں ان کو خود جا کر جیل حکام کے پاس پیش کرتے ہیں کہ آپ ان کو رکھیں اور ان کو اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ہماری مدد کریں۔ جناب والا! یہ لوگ ملزم نہیں ہوتے اور کسی جرم میں گرفتار ہو کر بھی نہیں آتے، لیکن اس طرح کے تقریباً سو لڑکے یا سو بیٹے اپنے والدین کے کہنے پر جیلوں میں بھیجے گئے ہیں۔ جناب والا! اس پر کام جاری ہے اور جس اخبار کا یہاں پر حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ پوچھنے گئے تھے کہ آپ کے پاس جیلوں میں اس وقت نشے کے addicts کی تعداد کیا ہے؟ یہ سوال کر کے ان سے اعداد و شمار حاصل کیے اور خبر یہ بنا دی گئی کہ اتنے نشے کے عادی وہاں جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ جناب والا! وہ تو پہلے سے نشے کے عادی تھے۔ ان کی تعداد محکمہ جیل نے ان کو بتائی تھی یہ نہیں کہا کہ اتنے لوگ ہماری جیلوں میں نشے کے عادی ہوئے۔ اخبار نے اس معاملے میں صحیح بیان نہیں لگایا۔

جناب چیئرمین. سردار صاحب محرک نے یہ پوچھا تھا کہ آپ کتنی جیلوں میں اس قسم کے سنٹرز قائم کر رہے ہیں؟

وزیر خزانہ. جناب والا! جہاں جہاں addicts کی تعداد زیادہ ہے ان کے متعلق میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ ان کے لیے ایک علیحدہ بیرک مقرر کر دی گئی ہے۔ ان کے علاج معالجے اور بحالی

پر توجہ دی جا رہی ہے لیکن اگر کسی جیل میں اس قسم کے پانچ سات لوگ ہوں گے ان کے لیے علیحدہ بیرک تو نہیں بنائی جا سکتی۔

جناب چیئرمین ، جناب معظم وٹو صاحب! آپ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے؟

میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، جناب والا! اگر حکومت کو اس مسئلے کا احساس ہے تو میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین ، محرک اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے' اسے اب dispose of تصور کیا جائے گا۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور سرکاری کارروائی شروع ہوتی ہے

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میری تحاریک التوائے کار نمبر 15 اور 16 تھیں - میں نے پندرہ کا احتجاجاً بائیکاٹ کیا تھا۔ مجھے تحریک التوائے کار نمبر 16 پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار نمبر 4 اسی طرح کی تھی وہ ہو چکی ہے' اس لیے دوبارہ پیش نہیں ہو سکتی۔

سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث

جناب چیئرمین ،اب سرکاری کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث 13 - اکتوبر کو اسمبلی میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی انتظامات پر بحث کا آغاز ہوا تھا۔ وزیر آب پاشی و قوت برقی نے اپنی افتتاحی تقریر کی تھی اور باقی ممبران کی تقاریر آج تک کے لیے ملتوی کر دی گئی تھیں۔ تقاریر کے لیے میرے پاس اب تک جن اراکین کے نام آ چکے ہیں' ان کے علاوہ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے ناموں کی چٹیں پہلے نہیں بھجوا سکے وہ اب بھی بھیج سکتے ہیں تاکہ وہ بحث میں حصہ لے سکیں۔مزید یہ کہ میں ایک بار پھر یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ قواعد کے مطابق وزراء صاحبان کے لیے تقریر کے وقت کی حد 20 منٹ اور اراکین کے لیے 10 منٹ ہے۔ پیر کو وزیر آب پاشی و قوت برقی کی تقریر کے بعد چیئر نے جناب سعید احمد خان منیس کا نام پکارا تھا لیکن چونکہ اجلاس کا وقت ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ باقی تھے اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ باقی اراکین بدھ کو تقاریر کریں گے۔ میں اب جناب سعید احمد خان منیس قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔ جن لوگوں

نے چٹیں بھجوائی تھیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں، حکومتی بنچوں سے جناب شاہد محمود بٹ ' میاں عبدالستار' جناب محمد صدیق سالار' جناب شاہد ریاض ستی' جناب سمیع اللہ چودھری' چودھری سعید اقبال' جناب محمد حیات اترا' جناب احمد خان بلوچ' ملک غلام محمد سواگ' ملک جلال دین ڈھکو اور ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے جناب سعید احمد خان منیس جن کو میں پہلے ہی دعوت دے چکا ہوں اور اس کے علاوہ میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو' مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

میں اب قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ بسم اللہ کریں اور بحث کا آغاز کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکریہ جناب چیئرمین ! میں سب سے پہلے تو حکومت کو مبارک باد دوں گا کہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے اس صوبے کے دلیر ' بہادر اور غیور عوام جو کہ اکیلے ہی سیلاب میں پانی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ اس کس مپرسی کی حالت میں کوئی فوری relief نہ دیا گیا اور کم ازکم دو اڑھائی ماہ گزرنے کے بعد اب حکومت کو اس بات کا احساس ہوگیا ہے کہ واقعی وہ لوگ جو کہ اس ملک سے اس صوبے سے لگاؤ رکھتے ہیں ' تعلق رکھتے ہیں ان کے اس معاملے پر بحث کی جائے۔ اسے دیکھا جائے کہ وہ دلیر عوام جو ان تکالیف گزر سے کر اب ایک نئے ولولے کے ساتھ اپنے گھروں کو آباد کرنا چاہ رہے ہیں۔ حکومت یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ ان کو کیا نقصان ہوا اور ان کو کیا relief مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر! قدرت جب کسی قوم سے ناراض ہوتی ہے تو آسمان سے عذاب اترتے ہیں اور زمین سے سیلاب ابھرتے ہیں۔جناب سپیکر! وہ سیلاب طرح طرح کے سیلاب ہوتے ہیں ۔ اس میں بدامنی کا سیلاب بھی ہوتا ہے' اس میں ٹیکسوں کا سیلاب ہوتا ہے۔ اس میں بے روزگاری کا سیلاب بھی ہوتا ہے ' اس میں رشوت کا سیلاب بھی ہوتا ہے 'اس میں مہنگائی کا سیلاب بھی ہوتا ہے'اس میں دہشت گردی اور فرقہ واریت کا سیلاب بھی ہوتا ہے۔

جناب والا! دریاؤں کے سیلاب نے ہمارے صوبے کی معاشی حالت کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ اور جناب والا! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کوئی پہلا سیلاب نہیں تھا۔ کم و بیش اس سے پہلے جب سے ہمارا یہ پیارا ملک معرض وجود میں آیا کوئی چھوٹے بڑے 23 سیلاب آ چکے ہیں۔ اور ہر سال جب یہ

سیلاب آتا ہے تو حکومت اسی وقت کچھ کرنے کی کوشش کرتی ہے' حالانکہ ہمارے ملک کے جغرافیائی حالات' موسمی حالات ایسے ہیں کہ اس بات کا ہمیں علم ہے کہ کن دنوں میں سیلاب نے آنا ہے۔ بہتر یہ ہوتا ہے اور اہل حکومتیں بھی اسی طرح سے کرتی ہیں کہ ایک سیلاب کا پانی خشک ہونے سے پہلے دوسرے سیلاب کی تیاری مکمل کرلی جاتی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ حکومت ہر سال سیلاب آنے کے باوجود اس پر مناسب توجہ نہیں دے سکی اور نہ ہی توجہ دے رہی ہے۔ جناب والا! گزشتہ پچاس سال سے یہی ہوتا آرہا ہے کہ اقتدار کے ان ایوانوں میں تقاریر ہوتی ہیں۔ ایک روٹین ہے' ایک روایت بنا دی گئی ہے کہ اس پر بحث تو ہوتی ہے لیکن اس پر عمل نہیں ہوتا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم سب مل کر ایک ایسا لائحہ عمل مرتب کریں کہ آئندہ آنے والے سیلاب پر ہم قابو پاسکیں۔

جناب والا! اس میں محکمہ اریگیشن' میرے یہ معزز دوست' میرے رفقائے کار خاص طور پر وہ رفقائے کار جن کے علاقے سے سیلاب گزرتا ہے وہ یہ جانتے ہیں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اس میں بالکل نا اہلی کا ثبوت دے چکا ہے اور جب بھی سیلاب آتے ہیں تو ان لوگوں کے لیے جو دریا کے کنارے بستے ہیں' جن کے گھر دریا کے کنارے ہیں ان کے لیے یہ ایک سب سے بڑا عذاب ہوتا ہے۔ لیکن محکمہ اریگیشن کے لیے یہ سیلاب ایک عید ہوتی ہے۔ وہ خوشی مناتے ہیں اور خوشی اس لیے مناتے ہیں کیوں کہ اس میں اخراجات' کروڑوں روپے کے فنڈ اس میں استعمال ہوئے ہوتے ہیں۔ کرپشن اور کیا کچھ وہ اس پیسے سے نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! ہمارے اس ملک کے جو عوام ہیں جو ٹیکس دے کر اس صوبہ میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں ان کی رگوں سے خون چوسا جارہا ہے۔ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگ اس دن اتنی خوشی مناتے ہیں کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا! پھر اس کے بعد حکومت نے اس پر کوئی ایسی دل چسپی نہیں لی۔ جہاں میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں تو میں یہ بات بھی ضرور کروں گا اور بے جا نہ ہوگا کہ میں یہ کہوں کہ حکومت اب تک یہاں پر مستقل وزیر آب پاشی کا تقرر بھی نہیں کرسکی۔ اور جناب والا! حکومت کے بلند و بانگ دعوے کہ وہ آب پاشی اور زراعت پر پوری توجہ دے رہے ہیں۔ کیا یہ کافی نہیں کہ ان کو آدمی کہے کہ اب تک آپ مستقل طور پر وزیر زراعت مقرر کرسکے ہیں نہ وزیر آب مقرر کر سکے ہیں تو کس بات پر یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنے آپ کو خوراک و زراعت میں خود کفیل بنانا چاہتے ہیں؟

جناب والا! میں نے جیسے کہ عرض کیا ہمارے ملک میں یہ پہلا سیلاب نہیں تھا۔ کم و بیش

23 سیلاب آ چکے ہیں اور اب تک جتنے بھی سیلاب آئے ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین سو سے چار سو ارب روپے کا نقصان ہوچکا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہ کتنی بڑی رقم ہے جو کہ ہر سال سیلابوں پر یہ نقصان آتا ہے اور اس کی rehabilitation کے لیے ظاہر ہے حکومت جو اخراجات کرتی ہے۔ اگر ہم اس کو صحیح طریقے سے اور جامع پروگرام بنا کے اس پر عمل کریں تو ان نقصان کو کم کیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! پچھلے سال کی نسبت گو اس سال جو سیلاب آیا اس سے نقصان کم ہوا، لیکن اس کی شدت کم تھی۔ مگر تقریباً اس سے 28 اضلاع متاثر ہوئے۔ اس سے تقریباً 21 لاکھ افراد پاپولیشن کے حساب سے متاثر ہوئے۔ تقریباً پونے تین لاکھ ایکڑ فصلاتی رقبہ متاثر ہوا تقریباً 23 ہزار مکانات منہدم ہوئے۔ تقریباً 250 یعنی جانی نقصان ہوئے اور تقریباً ایک ہزار مویشی ہلاک ہوئے جناب والا! ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس طرف ہماری توجہ کیوں نہیں ہے۔ ہم ڈیم کیوں نہیں بنا رہے۔ ہمیں ڈیموں کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر ہمیں کالا باغ ڈیم کی ضرورت ہے۔ جناب والا! کالا باغ ڈیم کی پہلی feasibility 1956ء میں بنائی گئی تھی۔ اور وہ feasibility جو ہے وہ mature ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ اب تک کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا جا رہا! جناب والا! میں to the point رہتے ہوئے اور relevant بات کرتے ہوئے صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا وہ سیاسی مصلحتیں ہیں جن کی بناء پر کالاباغ ڈیم نہیں بنایا جا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کو اب وہ خفیہ معاہدے بے نقاب کرنے ہوں گے جن کی بنیاد پر اور جن سیاسی مصلحتوں کی بنا پر یہ ڈیم نہیں بنایا جا رہا۔

جناب والا! اس سال جولائی کے مہینے میں نسبتاً کم بارشیں ہوئیں۔ لیکن اگست میں بارشیں زیادہ ہوئیں اور اس کے آخر میں دریائے جہلم اور چناب میں غیر معمولی طغیانی آئی۔ جناب والا! تشویش کی بات یہ ہے کہ منگلا سے اس وقت ساڑھے چار لاکھ کیوسک پانی چھوڑا گیا جس وقت پہلے ہی چناب میں غیر معمولی سیلاب تھا۔ اگر محکمہ انہار اور واپڈا میں کوارڈینیشن صحیح طریقے سے ہوتی تو میرے خیال میں کافی نقصانات ایسے تھے جن کو کم کیا جا سکتا تھا۔ خاص طور پر جھنگ اور چنیوٹ کے علاقے جو سیلاب میں متاثر ہوئے ان کی تباہی کو کم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن میرے خیال میں ان ڈیپارٹمنٹس میں ہماری حکومت نے 1992ء کے تجربات سے سبق نہیں سیکھا۔ اسی کی پھر repetition

کی گئی۔ اور ایسے وقت میں پانی چھوڑا گیا جبکہ پہلے اس دریا میں کافی سیلاب آیا ہوا تھا۔

جناب والا! اس کے بعد میں لوں گا لاہور اسلام آباد موٹر وے' کہ اس کے اوپر کا جو علاقہ ہے وہ تباہی سے کافی برباد ہوا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لاہور اسلام آباد موٹر وے جس کے بہت چرچے ہیں اور اس پر ہر طرح سے باقی تمام فنڈز جو ہیں ان کو divert کرکے اس پراجیکٹ پر لگایا جا رہا ہے۔ لیکن اس میں کافی فنی خرابیاں ہیں جس کی وجہ سے سیلاب سے اس کے ساتھ کافی تباہی آئی۔ جناب والا! اس میں موٹر وے کے نیچے سے ایسے انتظامات نہیں رکھے گئے کہ وہاں سے پانی گزر سکے۔ پانی دونوں اطراف سے ایک جگہ پر اکٹھا ہو گیا اور خاص طور پر سرگودھا کا ضلع اس سے بہت زیادہ hit ہوا ہے۔ اور وہاں citrus orchards ہیں۔ وہاں بہت ہی قیمتی زمینیں ہیں اور اس علاقے میں جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ سٹرس ہمارے اس صوبے میں سب سے زیادہ وہاں پیدا ہوتا ہے۔ اب تک وہاں پانی کھڑا ہے۔ یہاں تک ہوا کہ حکومت نے ان لوگوں پر وہاں پر پانی میں گھرے ہوئے تھے تشدد تک کیا اور ان کے لیے کوئی خاص فلڈ ریلیف مہیا نہ کیا گیا۔ انھوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا تو پولیس کی کافی بڑی تعداد وہاں پہنچی۔ انھوں نے ان لوگوں پر تشدد کیا اور ان کو گرفتار بھی کیا۔ جناب والا! دیکھیں کہ جہاں ریلیف measures بھی آپ مہیا نہیں کر رہے وہاں لوگوں نے احتجاج تو کرنا ہی ہوتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی سے فوراً اس بارے میں رابطہ کیا جائے۔ اور یہ ایسی چیز ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ لاکھوں ایکڑ فصلیں تباہ ہوں گی۔ وہاں مکانات ختم ہوں گے۔ وہاں لوگ بے روزگار ہوں گے۔ بے یار و مددگار ہوں گے۔

جناب سپیکر! کئی بیراجوں بشمول تریموں' بلوکی' سدھنائی' پنجند اور ہیڈ ورکس پر پانی کے اخراج کی گنجائش کم ہے۔ تو ہر سال جب بڑا سیلاب آتا ہے تو اس وقت ان کو توڑنا پڑتا ہے۔ وہاں رہنے والے عوام کا کیا یہی قصور ہے کہ وہ وہاں رہ رہے ہیں؟ ان کو ہر سال کیوں بے گھر کیا جاتا ہے؟ ان کے لیے ایسے اقدامات کیوں نہیں کیے جاتے جن سے یہ معاملہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکے؟

جناب والا! میں اس کے ساتھ ریلیف کی بات کروں گا۔ میں نے ابھی پرسوں اخبار میں دیکھا کہ صوبائی وزیر آب پاشی نارووال تشریف لے گئے ہیں اور وہاں انھوں نے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو ریلیف چیک تقسیم کیے ہیں۔ جناب والا! آپ حکومت کی کمزوری کا یہیں اندازہ لگا سکتے ہیں کہ

سیلاب وہاں اگست میں آیا تھا۔ وہاں لوگ اگست میں بے گھر ہوئے تھے۔ وہاں لوگوں کو روٹی کی ضرورت اگست میں تھی۔ وہاں لوگ بھوکے مرے تو اگست میں مرے۔ لیکن ہماری حکومت کی کار گزاری اور تیز رفتار دیکھیں کہ اڑھائی مہینے گزرنے کے بعد اب وہاں جا کر صوبائی وزیر نے چیک تقسیم کیے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ اڑھائی مہینے کس حالت میں رہے ہوں گے۔ اور پھر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کیونکہ اکثر ہم اخباروں میں پڑھتے رہتے ہیں' کہ جو چیک تقسیم ہوئے وہ dishonour ہوئے۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو ایک منٹ کے لیے میں نکتۂ وضاحت پر بولنا چاہتا ہوں۔مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ اگر قائد حزب اختلاف حالات سے باخبر نہ ہوں تو اس صوبے کا کیا حال ہوگا؟ حیرانی کی بات ہے کہ قائد حزب اختلاف جس بات کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جناب والا! سیلاب کے دوران امدادی کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ جن لوگوں کے مکانات گر جاتے ہیں' اس کی باقاعدہ assessment کرنی پڑتی ہے۔ کن لوگوں کے مکانات گرے ہیں؟ ان کی تعداد کتنی ہے؟ کہاں کہاں پہ گرے ہیں؟ اس کو پٹواری، تحصیل دار' ڈی سی' کمشنر وغیرہ چیک کرتے ہیں پھر جا کر ان کو چیک تقسیم کیے جاتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم نے اس کو اتنا expedite کر کے دیا ہے تو اس کی تعریف کرنے کی بجائے اس پر تنقید کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! میں تو یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جو چیک تقسیم بھی کیے گئے۔ یہ اخبارات بتا رہے ہیں کہ ان میں سے کئی چیک dishonour ہوئے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اگر dishonour ہونے والی بات ہے تو شاید وہ چیک تقسیم بھی صحیح نہ ہوئے ہوں۔ ہو سکتا ہے وہ بھی سیاسی طور پر استعمال کیے گئے ہوں۔ تو جناب والا! میرا کوئی تنقید کرنے کا مقصد نہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بروقت انتظامات کیوں نہیں کیے جاتے؟ کیوں ہمیں ہر سال اتنا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے؟ اگر حکومت صحیح طریقے سے ان تمام باتوں پر عمل کرے۔ یہ دیکھے کہ سیلاب ہر سال آتے ہیں اور اس پر ہم نے صحیح انتظامات کرنے ہیں تو اس تباہی کو بہت کم کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جب سیلاب آتا ہے تو مختلف اضلاع میں ضلعی انتظامیہ بجائے اس کے کہ امدادی کارروائیاں کرے وہ بھی وزرائے کرام کے پروٹوکول میں مصروف ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ

وہاں جا کر سیلاب کے دوران امدادی کارروائیاں کریں۔ کیونکہ وہاں اکثر وزراء کے دورے ہوتے ہیں اور وہ صرف نمائشی دورے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! اکثر یہ بھی سنا گیا ہے کہ پانی کے سیلاب پہ تو قابو پا لیا جاتا ہے' لیکن وزرائے کرام کے سیلاب پہ قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔ اور وہ اس لیے کہ سیلاب تو دس بارہ دن تک گزر جاتا ہے لیکن وزرائے کرام کے دورے مہینوں جاری رہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس موقع پہ نالہ ڈیک' بلکھوکی ضلع سیالکوٹ' نارووال' گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کی تباہ کاریوں کی طرف بھی میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، I don't want to disturb him. لیکن-----

جناب سپیکر، میرا خیال ہے انھیں بات کرنے دیں۔ جی' قائد حزب اختلاف۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ انھیں تنگ نہ کریں۔ انھیں بولنے دیں۔ اس کے بعد آپ کی باری آ رہی ہے۔ آپکا سارا وقت جائے گا۔ آپ نے جو بھی بات کرنی ہے اپنی باری پر کریں۔ جی' قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس، مہربانی' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! سیلاب سے نقصانات کا اندازہ تو اندازہ ہی ہے لیکن کوئی 10 ارب روپے تک کا تو نقصان لازماً ہوا ہوگا۔ ریلیف ڈیپارٹمنٹ نے جو سیلاب کی امدادی کارروائیاں کی ہیں اس کے بارے میں وزیر صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا تھا کہ 7 ہزار روپے فی گھر معاوضہ ادا کیا گیا ہے۔تو جناب سپیکر! آپ خود ہی دیکھیں کہ 7 ہزار روپے میں ایک کچا کمرہ بھی نہیں بن سکتا اور 1988ء میں جب سیلاب آیا تھا تو میں نے ایک رپورٹ پڑھی تھی۔ اس وقت 8 ہزار روپے فی گھر دیے گئے تھے اور اب دیکھیں کہ 10 سال کے بعد کتنی قیمتیں بڑھ چکی ہیں اور صرف 7 ہزار روپے دیے گئے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پھر دیکھیں کہ ایک مویشی کے لیے صرف 4 ہزار روپے کا معاوضہ دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! آج تو وزیر آب پاشی یہاں تشریف رکھتے ہیں اور وہ مویشیوں کو کافی سمجھتے ہیں کہ ایک بھینس کی قیمت 50 ہزار کے لگ بھگ ہے اور اگر بھینس زیادہ اچھی بھی نہیں ہوگی تو 25 سے 30 ہزار روپے قیمت ہے۔ تو حکومت کی یہ کیا امدادی کارروائیاں ہیں کہ وہ ایک مویشی کے لیے صرف 4 ہزار روپے دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ صحت کی سہولتیں بھی ناکافی تھیں۔

جب وزیراعلیٰ اور وزیرصحت کے دورے ہوتے رہے ہیں تو کئی جگہ پہ ان دوروں سے ایک روز قبل ایک طبی کیمپ نما چیز وہاں لگا دی جاتی تھی۔ جس کی بساط وی وی آئی پی کے جانے کے ساتھ ہی لپیٹ دی جاتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کارروائیاں بھی انتہائی ناکافی تھیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں روزنامہ "دی نیوز" میں ایک خبر آئی تھی کہ حکومت نے ایشیائی ترقیاتی بنک کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا ہے جس میں بند مضبوط کرنے کے لیے انھوں نے غالباً 8 ارب روپے کی گرانٹ منظور کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے عوام پہ ایک اضافی بوجھ ہوگا۔ اگر اسی پیسے کو صحیح طریقے سے استعمال کر لیا جائے اور ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھا جائے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہم اس تباہی کو کم کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہی عرض کروں گا کہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قلیل المدت اور طویل المدت منصوبہ بندی کی جائے۔ آئندہ سیلاب تو آنے ہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ہی ایسی منصوبہ بندی کی جائے۔ جس کے لیے ہم یہ فخر کر سکیں کہ آئندہ سال آنے والے سیلاب کی تباہی کو ہم minimize کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک تجویز پیش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی ایک ہاؤس کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ سیلاب سے متعلقہ تمام امور کا بغور جائزہ لے اور حکومتوں کی کارکردگی اور اصلاح کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر ایک جامع فلڈ کنٹرول پالیسی تشکیل دے اور اپنی سفارشات پیش کرے۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی چاہوں گا کہ پچھلے دنوں ضلع وہاڑی، خانیوال، ملتان، لودھراں میں بہت ہی زیادہ ژالہ باری ہوئی ہے اور طوفان آئے ہیں جس کے نتیجے میں وہاں کپاس کی فصل برے طریقے سے متاثر ہوئی ہے۔ اور جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اس صوبے میں کپاس زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ ہے۔ اور اس وقت حکومت کی نظریں بھی کپاس کی فصل پہ لگی ہوئی ہیں کہ فصل اچھی ہو۔ تو وہاں بہت ہی زیادہ نقصان ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام علاقوں کو فوری طور پہ آفت زدہ علاقے declare کیا جائے۔ تمام ٹیکس معاف کیے جائیں-----

جناب سپیکر، ما شاء اللہ سامنے وزراء کا بنچ بھی کافی بھاری ہے اور باتیں بھی بڑے زور شور سے چل رہی ہیں۔ قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ ان کی تقریر سننی چاہیے۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! میں نے جن اضلاع کا ذکر کیا ہے ان کو آفت زدہ علاقہ declare بشمول زرعی انکم ٹیکس جو کہ ایک کافی متنازع ٹیکس ہے اور ان کو مناسب متبادل دیا جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ اب شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے آج کی اس بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں قائد حزب اختلاف کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جن سیلابوں کا انھوں نے ذکر کیا ہے۔ اس میں کرپشن' لاء اینڈ آرڈر اور بے روزگاری یہ ماشاء اللہ جتنے بھی سیلاب ہیں۔ یہ بھی ان کی نیک نامیوں کا نتیجہ تھا جو کہ ہمیں آج پھر ورثے میں ملا ہے۔ چونکہ آج کی بحث اس سلسلے میں ہے کہ سیلاب کے موقع پر جو امدادی کارروائیاں ہوئی ہیں اس کے بارے میں ہمیں بحث کرنی ہے۔ اس سلسلے میں میں سب سے پہلے اپنے لیڈر' اپنے محترم وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے نہ صرف خود بلکہ محکمے کے وزیر چودھری اقبال صاحب اور اسی طرح دیگر تمام وزرائے کرام جن جن کی حلقوں میں ڈیوٹیاں لگی تھیں۔ وہ موقع کے اوپر سیلاب سے متاثرہ لوگوں کو دیکھنے کے لیے حلقہ کے عوامی نمائندگان کے ساتھ تشریف لائے اور ان کی شب و روز محنت کا نتیجہ تھا کہ اس دفعہ ہر حلقے میں جا کر ہر ایم پی اے نے جتنے سیلاب سے متاثرین تھے ان کو بروقت امداد دی۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ سیلاب آنے سے پہلے بھی پیشین گوئی کر دی گئی تھی اور سیلاب آنے سے پہلے ہی تمام انتظامیہ کی ڈیوٹیاں لگا دی گئی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ تمام انتظامیہ کو ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔ انھوں نے جس طرح اس دفعہ کے سیلاب میں لوگوں کی بروقت امداد کی ہے۔ جس طرح انھوں نے موقع پر پہنچ کر لوگوں کی خبریں لی ہیں۔ میرے خیال میں یہ تاریخ میں پہلی دفعہ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس میں ایک چیز میں ضرور کہوں گا کہ سیلاب آتے ہیں' آتے رہیں گے۔ سیلاب کو روکنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن سیلاب کی پیشین گوئی کو اور اس سے پہلے جو ٹھوس منصوبہ بندی والے کام ہیں انھیں ہماری گورنمنٹ کو اولین ترجیح دینی چاہیے۔ میں نے پہلے تحریک میں بھی یہ دیا ہوا تھا کہ جتنا روپیہ ہم سیلاب کے بعد لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں یا جتنی رقوم ہم ان افسران کے لی اے/ ڈی اے پر خرچ کر دیتے ہیں یا جتنی رقوم ہم بعد میں ریلیف میں

دیتے ہیں۔ آپ ایک سال کا کیلولیٹ کر کے دیکھ لیں کہ وہی فنڈ اگر آپ ہر حلقے کے اس نمائندے کو دیں۔ جس علاقے میں وہ سیلاب آتا ہے۔ اس کے علاقے میں اگر کوئی نالے ہیں جن کی وجہ سے پانی over flow کر جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی کھدائی کرا دی جائے تو میرے خیال میں سب سے زیادہ ریلیف ہمارے کسان کو یا زمیندار کو اس وقت مل سکتا ہے۔ اسی طرح محکمہ اریگیشن کی غلط پلاننگ کی وجہ سے سابقہ حکومتوں کی وجہ سے کہ جنھوں نے آج تک جو ہمارے برساتی نالے ہیں ان کی نہ تو کھدائی کرائی ہے' نہ انھوں نے ان کے پشتے مضبوط کروائے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ سیلابی پانی over flow کر جاتا ہے اور کم از کم ہمارے ضلع سیالکوٹ سے جو پانی شروع ہوتا ہے۔ جو کاٹن ایریا میں چلتا جاتا ہے۔ سب سے پہلے چاول کی فصل کو نقصان پہنچاتا ہے۔ وہی پانی انسانی جانوں کو بھی ضائع کر دیتا ہے' وہی سیلابی پانی ہمارے غریب مزدور کسان کے مویشیوں کو بہا کر لے جاتا ہے اور اس طرح ہمارے دیہاتوں کے کچے مکان بھی گر جاتے ہیں۔ تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جہاں تک ہماری سیلابی امداد کی کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔ اس میں تو ہماری گورنمنٹ نے اللہ کے فضل و کرم سے اس دفعہ ریکارڈ قائم کیا ہے کہ بروقت موقع پر انھوں نے امداد دی ہے۔ لیکن مستقبل کے لیے ہمیشہ کے لیے ٹھوس منصوبہ بندی سے لیے جو ہماری پلاننگ ہونی چاہیے وہ یہی ہے کہ آج اگر سیلاب آ گیا ہے تو ہم نے اگلے سیلاب کو روکنا کیسے ہے۔ اس کے لیے میں اپنے حلقے کی تھوڑی سی مثال دے دیتا ہوں کہ میرا حلقہ چونکہ سارا دیہاتی ہے۔ بدقسمتی سے جو پانی شروع ہوتا ہے وہ ضلع سیالکوٹ سے شروع ہوتا ہے۔ اگر ضلع سیالکوٹ کو ہی شروع سے ہی کنٹرول کر لیا جائے تو میرے خیال میں ہماری جو سب سے زیادہ نقد آور فصل ہے وہ مونجی کی فصل ہے۔ جو کاٹن کے بعد پاکستان میں دوسرے نمبر پر آتی ہے وہ بچ سکتی ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ میرے حلقے میں نالوں کی آج تک صفائی نہیں ہوئی' نہ ان کی کھدائی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے پانی over flow کر جاتا ہے۔ جگہ جگہ inlets کی ضرورت ہے کہ اگر سیلابی پانی آ جائے تو اس کے پانی کے کراس کا بندوبست نہیں۔ اگر میرے علاقے سکراں' ویروالا' وڈیکی اور کوٹلی داسو سنگھ وغیرہ میں پانچ مزید نئے inlets بنا دیے جائیں تو میرے خیال میں ہمارا جو علاقہ سب سے زیادہ پانی سے تباہ ہوتا ہے وہ تباہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح' جس طرح سابقہ وائیں صاحب کی گورنمنٹ میں نہروں کی بھل صفائی کا پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ میں

یہ چاہتا ہوں کہ اگر ہماری گورنمنٹ کے پاس سابقہ گورنمنٹ کی کوتاہیوں کی وجہ سے ' سابقہ گورنمنٹ کی غلط پلاننگ کی وجہ سے فنڈز کی کمی ہے' اگر ہماری گورنمنٹ اس وقت فنڈز مہیا نہیں کر سکتی تو کم از کم بھل صفائی کے سسٹم کی طرح یا میچنگ گرانٹ کی طرح یا ورلڈ بنک سے پیسے لے کر کسی نہ کسی طریقے سے ان نالوں کی صفائی کا بندوبست کر دیا جائے تو جناب سپیکر! آنے والے وقتوں میں ہماری ملک کی economy پر بڑا اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ ہماری فصلات بڑھ سکتی ہیں۔ یہی پیسے جو ہم نے کل کو جا کر تقسیم کرنے ہیں۔ خدا کے واسطے ابھی سے وہ کیلکولیٹ کر لیں کہ ہمارے ضلع سیالکوٹ میں کتنا روپیہ تقسیم ہوا ہے۔ اریگیشن منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ فنڈ صرف سیلاب کے لیے وقف کر دیں کہ نالوں کے لیے ہم نے رکھنا ہے تو میرے خیال میں ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑے گی کہ ہم بعد میں جا کر لوگوں میں چیک تقسیم کریں۔ اسی طرح ایک چیز جو ہمیں سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے۔وہ یہ ہے کہ جہاں ہماری انتظامیہ دن رات سیلاب کے دنوں میں لوگوں کی سیلابی کاموں کے لیے خدمت کرتی ہے وہاں لوگوں کے دوسرے کام بہت متاثر ہوتے ہیں۔ تمام انتظامیہ چونکہ سیلاب کی کارروائیوں میں مصروف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے' سرکاری ملازمین کے یا عوام کے دیگر معاملات اور سارا نظام ٹھپ ہو جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم گیارہ مہینے آرام سے بیٹھیں۔ بارھویں مہینے جو ہم دن رات محنت کر کے سیلاب کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں جو کہ نہ ہم سے رک سکتا ہے اور نہ ہم روک سکتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان گیارہ مہینوں میں ہم ایک ایسی پلاننگ کریں' ہماری مستقبل کے لیے ایسی پلاننگ ہو کہ خدا کے واسطے اس سیلابی پانی کو روکنے کے لیے اس کے صحیح گزرنے کے لیے ہم نالوں کی کھدائی کروا دیں تاکہ ہمارے علاقے میں فصلوں کو بچایا جا سکے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ میاں عبدالستار صاحب! موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، سر! یہ بات اسمبلیوں میں' شہروں میں اخبارات کی زینت ہمیشہ بنتی چلی آئی ہے۔ہم نے کبھی اس قوم کی طرف نہیں دیکھا۔ ہم مکانات پر روپیہ تو خرچ کر دیتے ہیں۔ فصلوں کے نقصانات ہوتے ہیں' مگر کبھی یہ بھی سوچا کہ ان دریاؤں کے پانی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے؟ اگر ہمارے ریلیف کمشنر اور ہماری منسٹری ذرا آنکھیں بند کر کے چاہنا چلی جائے اور ہو سکے تو آپ ان کو کرایہ بھی مہیا کر دیں۔ چاہنا اتنا بڑا ملک ہے اس کے اندر لکھوکھا انسان ہر سال بہ جاتے تھے۔

جب وہ قوم آزاد ہوئی' وہ قوم جو نشہ آور قوم تھی' جس طرح کہ اللہ نے ہمیں اس وقت نواز شریف کی صورت میں لیڈر شپ دی ہے۔ اسی طرح انھیں بھی ایک لیڈر شپ ملی اور اس قوم نے دریائے زرد جو چائنا کے اندر بہتا ہے اس کی مٹی نکال کر اس کو اس قابل بنا دیا کہ آج تک اس کے بعد اس دریا میں سیلاب نہیں آیا یہ تاریخ ہے اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ہم نے اپنے دریاؤں کی مٹی اور ریت کو نکالنا برا سمجھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دریاؤں کے اندر سے مٹی اور ریت کو نکالیں۔ جناب وائیں (مرحوم) کو اللہ جنت نصیب کرے۔ انھوں نے ہماری نہروں کے لیے ایک بہترین نظام بنایا تھا۔ اب دریاؤں کے اندر سے ملبہ یا دریاؤں کے اندر سے ریت کی کھلے عام چھٹی دے دی جائے کہ نکال لو۔ یا پھر یہ کیا جائے کہ قومی دھارے میں وہ پورے اضلاع جن میں سے دریا نکلتے ہیں وہ اور دوسرے اضلاع کے لوگ رضا کارانہ طور پر ہر دو دن وہاں دریا کی ریت نکالنے پر لگائیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ پھر ہمارے دریاؤں سے سیلاب نہیں نکلے گا۔

نمبر 2 یہ ہے کہ اس کا حل یا تو آپ یہ بنائیں کہ جس طرح ابھی ابھی یہاں کالا باغ ڈیم کی بات ہوئی تھی۔ ہم اس پانی کو اکٹھا کریں۔ ڈیم بنائیں۔ ہم بہت سا پانی سمندر میں پھینک دیتے ہیں۔ یہاں پر زمینداروں کو پانی نہیں ملتا کہ وہ وقت پر اپنی فصلیں اگا سکیں مگر ہم اپنے پانی کو اس طرح ضائع ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ خواہ ہم سندھی ہیں' ہم پنجابی ہیں' ہم پشاوری ہیں' ہم بلوچی بھی' ہم پاکستانی تو ہیں۔ وہ پانی سمندر میں بھی تو گرتا ہے۔ اس کو پنجاب تو نہیں پی سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ گرنے دو اور پنجاب کو نہ دو۔ہم کہتے ہیں کہ اس کو روکو۔ جہاں جہاں آپ کو سرکاری زمینیں ملتی ہیں وہاں وہاں ڈیم بنائیں۔ یہ پانی بوقت ضرورت اس پنجاب کے زراعت پیشہ افراد کے لیے جن کی زمینیں اب یا تو سیم کی وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں یا پھر پانی نہ ملنے کی وجہ سے فصلیں اگل نہیں رہی ہیں۔ اب ضروری ہے کہ حکومت اس طرف توجہ دے۔ مثلاً یہ پنجاب ہے' راوی ہے یا چناب ہے۔ ان کے کسی ایک طرف تو مکمل ناکہ بندی کر دیں کہ کوئی ایک دریا تو پانی باہر نہ نکال سکے۔ بحیثیت ایک پریکٹیکل کے آپ وہاں پر کام شروع کروائیں تاکہ جب ایک دریا میں ہم کامیاب ہو جائیں گے تو یقیناً دوسرے دریاؤں میں بھی آئندہ سال ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوں گے۔ ہمیں بحیثیت ایک زندہ قوم یہ کام کرنا ہے۔ ہم نے تو بہت نبھالی۔ ہم نے تو پاکستان بننے سے پہلے آپ کے بزرگوں کے ساتھ بھی مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ بھی' لیاقت علی خان کے ساتھ بھی' سلہٹ کے ریفرنڈم

میں بھی خوب نبھالی مگر اب رہے وہ لوگ جو جہاں کی رونق ہیں۔ یہ جہاں کی رونق ہیں جو نوجوان ہیں۔ یہ اپنی اولادوں کے لیے کچھ تو کریں کہ ان کی اولادیں یہ کہیں کہ ہمارے بزرگوں نے اس پنجاب کو ان آفات سے محفوظ رکھا۔ ورنہ

لئن شکرتم لازیدنکم۔ و لئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

اگر تم اللہ کے شکر گزار رہو گے تو وہ تم پر اور نعمتیں اور رحمتیں کرے گا۔ اگر تم کفر کے راستے اختیار کرتے رہے تو اسی طرح کے تم پر شدید حملے ہوتے رہیں گے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم استغفار کریں اور اللہ سے ڈریں اور اپنے صوبے کی' اپنے ملک کی خدمت پہلے سے زیادہ کریں اور جناب سپیکر! چونکہ آپ کی رسائی وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب تک زیادہ ہے۔ آپ ان سے بھی ہماری درخواست کریں کہ آپ جس طرح الیکشنوں میں انسانوں کا سیلاب لے کر چلتے تھے اسی طرح انسانوں کا سیلاب لے کر دریاؤں پر حملہ کرو اور ان کی مٹی نکال کر باہر پھینک دو۔ اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب سپیکر: شکریہ صدیق سالار صاحب۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون° صدق اللہ العلی العظیم°

جناب سپیکر! سیلاب سے ہمارا علاقہ بھی متاثر ہے۔ ہر دفعہ سیلاب اُدھر تباہ کاریاں کرتا ہے۔ میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک التوا بھی دی تھی۔ معلوم نہیں کہ متعلقہ وزیر صاحب نے اس کا کیا جواب دیا ہے یا نہیں۔ دریائے چناب کے کنارے پر ہمارا شہر آباد ہے۔ ہر دفعہ کئی گاؤں صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ جسرت چنیوٹ سے کوئی چھ سات میل کے فاصلے پر ہے۔ بہت بڑا گاؤں تھا جو صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ وہاں ایک بڑی عظیم مسجد تھی جو کہ ختم ہو گئی۔ مدرسے ختم ہو گئے۔ اب انھوں نے ساتھ اونچی جگہ پر ایک آبادی بنائی۔ دریاؤں کا کٹاؤ اس آبادی تک بھی پہنچ گیا اور جھنگ سے چنیوٹ روڈ جو نیا بنا ہے اور ایک غیر ملکی کمپنی نے کروڑوں روپے کی لاگت سے بنایا ہے۔ اب دریا کا کٹاؤ اس طرف آ رہا ہے اور وہ سڑک بھی متاثر ہونے والی ہے۔ اس کے لیے کوئی مستقل رکاوٹ کا بندوبست نہیں کیا جاتا جس وجہ سے دریاؤں کا کٹاؤ ہر دفعہ 80 مربع زمین اپنی

لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ میں تحریک التواء کے ذریعے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں اور اب پھر حکومت کی توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے اس علاقے کی طرف اور دریائے چناب کی ان تباہ کاریوں کی طرف کوئی خصوصی توجہ کی جائے اور اس کے لیے مستقل انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ ہماری ظاہری تدبیریں ہیں اور تقدیر کے سامنے تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ یہ سیلاب کی تباہ کاریاں کیوں آتی ہیں۔ طوفان کیوں آتے ہیں۔ زلزلے کیوں آتے ہیں۔ آندھیاں کیوں چلتی ہیں۔ ہماری بھری ہوئی فصلیں تباہ کیوں ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے۔ میں نے اکیسویں پارے کی آیت پڑھی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کو توجہ دلاؤں گا۔ الحمد للہ ہمارے حکمران' ہمارے وزیر اعظم نیک ہیں' مسلمان ہیں' ان کی دین کی طرف توجہ بھی ہے۔ انھیں اس طرف غور کرنا چاہیے کہ یہ سیلاب کیوں آ رہے ہیں؟ یہ خدا کی طرف سے آفتیں اور عذاب کیوں آ رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے دوٹوک فرمایا کہ

ظهر الفساد فی البر والبحر	خشکی میں اور دریاؤں میں جو فساد رونما ہو رہا ہے یہ کیوں ہے
بما کسبت ایدی الناس	یہ تمھارے لوگوں کے عملوں کی وجہ سے ہے۔
لیذیقهم بعض الذی عملوا	تاکہ تمھیں بعض عملوں کی سزا چکھاؤں۔ (پوری سزا نہیں دے رہا چکھا رہا ہے) کیوں؟
لعلهم یرجعون۔	تاکہ تم ان برے کاموں سے باز آ جاؤ۔

ہمیں غور کرنا چاہیے کہ آخر کیا وجہ ہے۔ صحابۂ کرام کا دور تھا۔ دریا ان کے تابع تھے۔ ہوا ان کے تابع تھی۔ زمین ان کے تابع تھی۔ وہ جو حکم دیتے تھے دریا بھی مانتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم کے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اس زمین پر خدا کے بندے تھے۔ خدا کے احکام رائج کرتے تھے۔ ہم یہاں بغاوت کرتے ہیں۔ اللہ کے باغی بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں سرزنش کرتا ہے۔ سزا دیتا ہے۔

سود' جس کا قرآن میں اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے۔ پچاس سال ہو گئے۔ ہم اس سود کی لعنت کو ختم نہیں کر سکے۔ اسی طرح کرپشن اور بدعنوانیاں جو قوم کا ناسور بن چکی ہیں۔ ہم ان پر قابو نہیں پا سکے۔ عریانی' فحاشی' بے حیائی' زنا کاری دن بدن بڑھتی جاتی ہے اور حکومت کے نمائندے اس میں شامل ہوتے ہیں' سرپرستی ہوتی ہے۔ ٹی وی پر کیا ہو رہا ہے؟ ابھی

وزیراعظم نے ایک بڑا اچھا اقدام کیا ہے۔ انھوں نے ہدایت کی ہے کہ ٹی وی کے قبلے کو درست کیا جائے۔ میں مزید توجہ دلاؤں گا کہ اللہ کو راضی کرنے کے لیے' اللہ کی مدد لینے کے لیے ہم وہ کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ ان کاموں سے بچیں کہ جن سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ ہم کچھ تدبیریں سوچتے رہیں اور کچھ کرتے رہیں لیکن اللہ کا دوٹوک فیصلہ ہے کہ یہ سیلاب' یہ فسادات تمھارے عملوں کی وجہ سے ہیں۔ ہمیں اپنے عملوں کی اصلاح کرنی ہے۔ میری بھی' پوری قوم کی اور حکومت کی بھی ذمہ داری ہے۔ حکومت پر سب سے پہلا فرض یہ ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ:

الذین ان مکناھم فی الارض اقامو الصلوۃ و اتوالزکوۃ و امروا بالمعروف و نھو عن المنکر و للہ عاقبۃ الامور۔

جن کو ہم زمین پر اقتدار دیں ان کے چار کام ہیں۔ پہلا کام یہ ہے کہ نماز کے نظام کو قائم کریں۔ نماز کے متعلق قرار داد آ رہی ہے۔ نماز کا اقاموالصلوۃ حکومت کا فرض ہے۔ اللہ نے حکمرانوں کو کہا کہ ایسا نظام قائم کرو کہ آپ کے معاشرے میں ہر آدمی نمازی بن جائے۔

اقاموالصلوۃ آتوا الزکواۃ و امروابا لمروف و نھوعن المنکر

نماز کے نظام قائم کرو اور زکواۃ کے نظام کو قائم کرو اچھی باتوں کا حکم دو برے کاموں سے روکو یہ چار نکاتی پروگرام اللہ نے مسلمانوں کو دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ ہمیں اپنے عملوں کا محاسبہ کرنا چاہیے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اللہ سے کیا وعدے کیے ہیں۔ ہم ان وعدوں کو پورا کر رہے ہیں یا نہیں۔ ہماری ان وعدہ خلافیوں کی وجہ سے اللہ کی طرف سے وقتاً فوقتاً یہ تنبیہیں آتی ہیں۔ اگر ہم ان سے سبق حاصل نہیں کرتے تو ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم ویسے کے ویسے ہی رہیں گے۔ ہم اور تدبیریں سوچتے رہیں' ہم جتنی بھی تدبیریں کریں گے کوئی کامیاب نہیں ہوگی۔ ایک ہی سب سے بڑی تدبیر ہے کہ ہم اس زمین پر اللہ کے نظام کو نافذ کریں اور قرآن و سنت کی بالا دستی قائم کریں۔ منکرات اور فحاشات کو ختم کریں اور اچھائیوں اور اچھے احکام کو اس ملک میں رائج کریں۔ میں جناب کی وساطت سے یہ توجہ دلانا چاہتا تھا۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اللہ کے پاک کلام کو مانتے ہیں اللہ کے ارشاد واضح اور دو ٹوک ہیں۔ ہمیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیے ۔ جناب کا بہت بہت' شکریہ۔

جناب سپیکر: جی شکریہ مولانا صاحب۔ جناب شاہد ریاض ستی صاحب(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)۔

سمیع اللہ چودھری صاحب۔

جناب سمیع اللہ چودھری، شکریہ سپیکر صاحب' آپ نے مجھے شامل بحث کیا ۔

جناب والا! حالیہ سیلاب کی اس آفت میں جس طرح سے ہمارے عوامی نمائندوں اور اس صوبے کی انتظامیہ نے اپنا اپنا کردار ادا کیا یہ کردار واقعی قابل تعریف رہا ہے۔ اس ملک میں اس چوبیسویں سیلاب نے ماضی کی نسبت جس طرح سے نقصان پہنچایا اس کا تخمینہ قدرے کم رہا ہے۔ اس مرتبہ صوبہ پنجاب میں تقریباً 13,49,117 ایکڑ رقبے پر سیلاب آیا اور اس سے تقریباً 20,84,000 افراد متاثر ہوئے اور تقریباً ساڑھے بائیس ہزار مکانات اس سے تباہ ہوئے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے نمائندوں نے ہماری حکومت نے ماضی کی طرح صرف ہوائی نظارہ کرنے کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہم اور ہمارے دوسرے ساتھی پانی میں کشتیوں کے ذریعے سفر کر کے اور دوسرے بہتر طریقوں سے ہم مصیبت میں پھنسے ہوئے اپنے بھائیوں کے پاس گئے اور ان کی حتی الامکان مدد کی اور یہاں تک کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے زکوٰۃ فنڈ میں سے ان سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد کے لیے 20 کروڑ روپیہ مخصوص کیا۔ اور میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی میرے دوستوں نے بھی اس پر بحث کی ۔ جناب سپیکر! دریا اپنے ساتھ ریت بہا کر لے آتے ہیں اور وہ اسے اسی طرح چھوڑ جاتے ہیں۔ اگر ہم دریاؤں کی de-silting کروائیں تو اس سے دو فائدے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو ہم جو بندوں پر پیسہ خرچ کرتے ہیں اس سے ہماری جان چھوٹ سکتی ہے۔ اور ہم کم پیسوں میں دریاؤں کی de-silting کروا سکتے ہیں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ پلوں کے جو درے ہوتے ہیں وہ سیلاب سے پہلے بند رہتے ہیں۔ اگر de-silting کروا لی جائے تو ان سے پانی بڑی آسانی سے گزر سکتا ہے اور لوگ تباہی و بربادی سے بچ سکتے ہیں اور میرے خیال میں مستقل حل ہے۔ جناب والا! ایشین بنک نے دریاؤں کے بند باندھنے کے لیے آٹھ ارب کی امداد دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان میں سے آدھے پیسے بھی دریاؤں کی de-silting پر خرچ کر دیے جائیں تو اس صورت حال سے باآسانی نمٹا جا سکتا ہے۔

جناب والا! آخر میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ اس دفعہ انتہائی کم وقت میں ہم نے اپنے متاثرہ بھائیوں کی امداد کی اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی لیکن میں ایک عرض کرتا جاؤں گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ انتظامیہ کی بجائے اگر ہمارے عوامی نمائندے خود انہیں یہ امداد پہنچاتے ان

کے چیکوں کی تقسیم کا کام بھی اگر یہ خود کرتے ۔ جناب ہمارے ضلع میں چیکوں کی تقسیم کا کام انتظامیہ سےکروایا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ الیکشنوں میں ہم نے دوبارہ ان سے ووٹ مانگنے کے لیے جانا ہے اور انتظامیہ نے الیکشنوں میں ووٹ مانگنے نہیں جانا اس لیے اگر یہ فریضہ ہمارے ہاتھوں سے انجام پاتا تو میرا خیال ہے یہ زیادہ بہتر ہوتا۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ زکواۃ فنڈ میں سے جو امداد کی گئی ہے اس کی scrutiny زکواۃ کے ممبران کر رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس طریقۂ کار کو تھوڑا سہل بنایا جائے۔ ایک تو عوام پہلے ہی پریشان ہیں اور انھیں اس وقت کچھ سجھائی نہیں دے رہا دوسرے زکواۃ کمیٹیوں کے پیچھے جا کرverify کروانا ان کے لیے کافی تکلیف دہ مرحلہ ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس طریقۂ کار کو زیادہ سے زیادہ سہل بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ سمیع اللہ چودھری صاحب۔ چودھری سعید اقبال صاحب۔

چودھری سعید اقبال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حدممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے علاقے کے مسائل کے لیے بالخصوص سیلاب کی تباہ کاریوں کے لیے حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اقدامات اور متاثرین کی بحالی کے سلسلے میں امدادی کاموں کے بارے میں بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بالخصوص قائد ایوان ہمارے ہر دلعزیز میاں محمد شہباز شریف صاحب نے شبانہ روز اور انتھک کوششوں سے سیلاب زدگان کی بحالی کے سلسلے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ تاہم اس سلسلے میں میری گزارشات یہ ہیں کہ اس سے پہلے مستقل' پائیدار اور دور رس منصوبہ بندی کی جائے تاکہ ہر سال ہونے والی تباہ کاریوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے اور ہم ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔ پنجاب میں منگلا سے آنے والا سیلاب سب سے پہلے میرے حلقہ انتخاب پر کاری ضرب لگاتا ہےجہلم شہرسمیت سارا علاقہ زیر آب ہونے کی وجہ سے کاروبار زندگی کے معاملات معطل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مواصلات کا نظام درہم برہم ہو جانے کی وجہ سے علاقے کے عوام قید ہو کر رہ جاتے ہیں اور سارے شہر کی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں۔ جناب سپیکر! میرے حلقے میں وچلا ویلا جو آٹھ دیہات پر مشتمل ہے وہاں اتنی تباہ کاریاں ہوئی ہیں کہ تمام فصل اور زمینیں تباہ و برباد ہوگئی ہیں اور زمینیں بنجر بن گئی ہیں جس کی وجہ سے وہاں کی قابل کاشت اراضی کاشت کے قابل نہیں رہی' اس لیے وچلا ویلا کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے کہ ان کو متبادل زرعی زمینیں کہیں بھی فراہم کر دی جائیں

تاکہ ان کے خاندان اپنی زندگی انسانوں کی طرح گزار سکیں اور وہ بھی اپنے آپ کو اس مملکت کا شہری سمجھ سکیں۔ مزیدبرآں آزابڈھار سے لے کر چوتالا تک تمام فصلیں مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں اور یہ علاقہ بھی قابل کاشت نہیں رہا اور جو لوگ دریا کے کنارے پر مقیم ہیں ان کا مطالبہ یہ ہے کہ اگر ہو سکے تو ہمیں اس کے متبادل کہیں بھی زرعی زمین الاٹ کر دی جائے اور یہ رقبہ گورنمنٹ خود سنبھال لے۔

جناب سپیکر! دوسری عرض یہ ہے کہ حکومت سیلاب سے ہونے والی تباہ کاریوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے دریائے جہلم کے پاس دیگر علاقوں میں چھوٹے چھوٹے بند بنائے تاکہ جو پانی زحمت بن جاتا ہے وہ رحمت بن جائے۔ حکومت اگر ڈیم بنا دے تو اس سے ہمارے ہاں آب پاشی کا نظام بہت بہتر ہوگا اور علاقوں میں بجلی کی کمی بھی دور ہو سکتی ہے۔ اس سے صنعتی پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوگا اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوگا۔ اس طرح نہ تو علاقے میں تباہ کاریاں ہوں گی اور نہ ہی ہر سال سیلاب آئے گا اور حکومت اور عوام کا پیسہ ضائع ہوگا۔

جناب والا! آخر میں، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ جو حکومت نے ریلیف دیا ہے وہ صرف اور صرف ان کے لیے ہے جن کے ٹوٹل مکان گر گئے ہیں اور ان کو صرف سات ہزار روپیہ دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا ہے کہ جن کی زمینیں تباہ و برباد ہوئی ہیں یا جن کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں ان کو چالیس کلو گرام فی ایکڑ کے حساب سے بیج دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جن کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں اور ان کی زمینیں آج بھی ندی نالوں کا سماں پیش کر رہی ہیں ان کے لیے محکمہ اریگیشن یا محکمہ زراعت کو کچھ نہ کچھ ہدایت کرنی چاہیے۔ یہ جو بلڈوزر دیے جاتے ہیں یہ ان زمین داروں کو جن کی زمینوں میں نالے وغیرہ بن گئے ہیں کم ریٹ پر دیے جائیں یا گورنمنٹ رعایت کرے تاکہ وہ ہموار کر سکیں۔ اور آئندہ کاشت کے قابل ہو سکیں۔ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب چیئرمین، جناب محمد حیات خان!

ملک محمد حیات اترا ، شکریہ، جناب چیئرمین! امسال بھی جو سیلاب آیا ہے وہ 1992ء سے کوئی کم نہ تھا۔ لیکن گزشتہ اچانک سیلاب آ جانے کی وجہ سے بے خبری کے عالم میں بہت زیادہ نقصان ہوا۔ لیکن اس بار بروقت اطلاع ہو جانے کی وجہ سے حکومت کے اقدامات کی وجہ سے اس طرح نقصان نہ

ہو سکا۔جناب وزیر اعظم پاکستان اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب جہاں بھی سیلاب آیا لوگوں کے دکھ درد میں شب و روز شامل رہے اور ان کی حوصلہ افزائی سے اپنے نقصانات کا اتنا خیال نہ رہا۔ لیکن جناب والا! ضلع خوشاب میں جو کہ دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے' سیلاب کی صورت کچھ اس طرح سے بن رہی ہے کہ منگلا ڈیم کی وجہ سے اور موٹر وے کی وجہ سے یوں لگتا ہے کہ جب کبھی بھی بارش ہوئی تو یہ سیلاب آتا رہے گا۔ اس کے لیے کوئی مستقل حل تلاش کرنا ضروری ہے۔ یہاں پہ دوستوں نے تجاویز دیں جن میں سے ایک اہم تجویز یہ تھی کہ دریاؤں سے ریت نکالی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ ان میں پانی آ سکے۔ اس کے علاوہ بھی حکومت کےپاس بے شمار تجاویز لازمی طور پر ہوں گی' اور اگر نہیں تو اس بارے میں لازمی طور پر سوچا جائے اور اس کا کوئی مستقل حل تلاش کیا جائے ۔سیلاب کے بعد اور سیلاب کے دوران مقامی انتظامیہ نے اس کا بھرپور نوٹس لیتے ہوئے لوگوں کو کشتیاں مہیا کیں ' خوراک کا بندوبست کیا گیا' ادویات کے سنٹرز لگائے گئے تاکہ سیلاب کے بعد ان کو کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ضلع خوشاب دریائے جہلم کے کنارے واقع ہے۔اور میلوں کے حساب سے اس کے ساتھ ساتھ گزرتا ہے۔ وہاں پر دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے' شہروں میں پانی داخل ہونے کی وجہ سے ' فصلات کا مویشیوں کا نقصان ہوا۔ کچھ لوگوں نے وہاں فش فارم بنائے ہوئے تھے ' ٹیوب ویل لگائے ہوئے تھے ' ان کا بھی خاصا نقصان ہوا۔ لیکن حکومت کی جانب سے جو تجویز پیش کی گئی وہ یہ کہ آپ کم سے کم نقصان لکا کے بھیجیں۔ اس صورت میں زیادہ سے زیادہ لوگ حکومت کی طرف سے تعاون کے محتاج رہ گئے اور انھیں اس قدر پیسے میسر نہ کیے گئے جس کے وہ مستحق تھے۔ میرا ضلع اورخصوصاً میرا حلقہ بارانی ہے۔ وہاں پہ پہلے سے زرعی ٹیکس کے نفاذ سے بھی لوگ پریشان ہیں اور اب اس سیلاب کی وجہ سے ان کی فصلات کا کافی نقصان ہوا ہے۔ وہاں کے جو لوگ زرعی بنک کے مقروض ہیں اس میں وہ سود کی معافی کے خواستگار ہیں اور وہ اس کے حق دار بھی ہیں۔ اس کے علاوہ اس علاقے کو خصوصی طور پر آفت زدہ قرار دے کر ان کی زیادہ سے زیادہ امداد کی جائے ۔ سیلاب کے دنوں میں پانی زیادہ آنے کی وجہ سے سڑکات کو بھی کافی نقصان پہنچا اور سرگودھا سے لے کر قائد آباد کی سڑک کی یہ حالت ہے کہ جہاں ڈیڑھ گھنٹے مسافت کا یہ سفر ہے وہاں چار پانچ گھنٹے لگ جاتے ہیں اور آمدورفت میں خاصی تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ فوری طور پر اس سڑک کی مرمت کا اور میرے ضلع کے لوگوں کو فوری طور پر مزید امداد دینے کا اعلان کیا جائے۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب احمد خاں بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ سیلاب کے موضوع پر آج بحث ہو رہی ہے۔ یہاں پر ہمارے قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ یہ سیلاب ' مہنگائی ' لا اینڈ آرڈر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانی آفتیں ہوتی ہیں۔ اور جس حکومت پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے 'اسی پر یہ نازل ہوتی ہیں۔ جناب والا! اگر اسی بات کو لے لیتے ہیں اور ان کے سابقہ دور اور آج کے دور کا مقابلہ کرتے ہیں کہ یہ سیلاب ان کے دور میں زیادہ آئے ہیں یا ہمارے دور میں۔ مہنگائی ان کے دور میں زیادہ تھی یا ہمارے دور میں۔ بے چینی' بے سکونی ان کے دور میں تھی یا ہمارے دور میں۔ جناب والا! اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا پیمانہ بنایا جائے تو پھر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر ان سے کہیں زیادہ راضی ہے۔

جناب والا! سیلاب آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ سیلاب کے بعد لوگوں کو جو سہولت میسر کی گئی ہے اس میں ضلعی انتظامیہ نے حکومت نے ' وزراء ' وزیر اعلیٰ ' وزیر اعظم ضلعی انتظامیہ نے کیا کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہمارے وزیر اعظم' وزیر اعلیٰ اور ہمارے کابینہ کے وزراء صاحبان نے جس محنت سے اس سیلاب میں حصہ لیا ہے آج قائد حزب اختلاف خود کہہ رہے تھے کہ سیلاب تو گزر گیا لیکن وزراء کا سیلاب ختم نہیں ہوا۔ یہ تو خوشی والی بات ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک ایک سیلاب زدہ آدمی بھی دوبارہ گھر میں آباد نہیں ہوا۔ اگر وزراء جائیں تو یہ ناراض ہیں اور وزراء نہ جائیں تو پھر بھی ناراض ہیں۔ یہ تو خوشی کی بات ہے۔ وزراء کیا ہمارے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے بھی یہی کہا تھا کہ جب تک ایک سیلاب زدہ بھی آباد نہ ہو گا اس وقت تک وہ بھی چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جناب والا! سیلاب تو آتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی سیلاب آیا تھا۔ ان تین سالوں میں جو گزر گئے ہیں۔ اس میں حقیقت یہ ہے کہ غریب لوگوں نے یہ چیخ چیخ کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر ہم پر سیلاب آنا تھا' ہم پر کوئی سیلابی آفت نے آنا تھا' ہمارے بچوں کی روزی ضائع ہونا تھی تو کم سے کم ہماری یہ دعا تو قبول کر لے کہ اپنی مہربانی سے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے ملک کا وزیر اعظم تو اسے بنا جو جہاں پانی جاتا تھا وہ وزیر اعظم بھی پہنچتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ ان سیلاب زدہ غریب لوگوں کی دعاؤں سے میاں

محمد نواز شریف دوبارہ وزیر اعظم بنے ہیں۔ جہاں سیلاب کا پانی پہنچا ہے وہاں پر وزیراعظم گئے ہیں۔ وزراء، تو وزراء آج تک جہاں پٹواری نہیں گیا تھا وہاں وزیراعظم پہنچے ہیں اور ان کی جا کر خبر لی ہے۔

جناب والا ' انتظامیہ ہو ' آرمی ہو ' پولیس ہو ' انھوں نے جو دن رات ان سیلاب زدگان کی امداد کی ہے ' ان کی خبرگیری کی ہے ۔ وہ اس وقت کا سیلاب یا اس وقت کے کے سیلاب زدہ لوگ گواہ ہیں کہ ان کے وقت کو کیا ہوا۔ آج یہ اعتراض کرتے ہیں کہ امدادی چیک صحیح نہیں ملے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک چیک بتا دیں کہ جو اصل آدمی کو نہ ملا ہو۔ اور ان کا اپنے دور کا بھی مقابلہ کریں کہ جہاں انھوں نے پانچ ہزار روپے دیے تھے اور وہ بھی کب دیے تھے؟ ایک سال کے بعد انھوں نے پانچ پانچ ہزار روپے کے چیک دیے اور وہ بھی اصل آدمیوں کے پاس نہ گئے۔ آج تو ہماری موجودہ حکومت نے سیلاب زدگان کے لیے سات ہزار روپے دیے علاوہ اس کے کہ جو ان کا مویشیوں کا نقصان ہوا ہے۔ اور جتنے جلدی وہاں پہنچے ہیں' جتنے جلدی موقع پر ان کو یہ چیک دیے گئے ہیں اور ان سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ انھوں نے ایک سال کے بعد صرف پانچ پانچ ہزار روپے سیلاب زدگان کو دیے تھے وہ کس فائدے کے؟ جہاں تک یہ دیکھتے ہیں کہ جناب' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں ہر وقت خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ ہمیں ذہنی سکون ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی کر رہا ہے۔ یہ اپنے دور میں بھی فصلات کی حالت دیکھیں کہ گندم کی کیا حالت تھی' کپاس کی کیا حالت تھی' ملک کی معاشی طور پر کیا حالت تھی؟ آج بھی اس کا مقابلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آج ہمارے ملک کی گندم کتنی ہوئی ہے۔ اس دفعہ کپاس کی فصل اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کتنی اچھی ہوئی ہو رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے' ناراضگی نہیں' بلکہ اس کی ہم پر مہربانیاں ہیں کہ اتنی اچھی فصل ہمارے ملک کے لیے اس نے اپنی مہربانی سے پیدا کی ہے۔

جناب والا! میں ایک تجویز عرض کروں گا کہ جہاں اتنے پیسے دیے جاتے ہیں وہاں پر اگر سیلابی بند تجویز کر دیے جائیں تو واقعی لاکھوں کی آبادی اس آسمانی آفت سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ جہاں سیلاب آتا ہے وہاں کے لوگ بجلی نہیں مانگتے' سڑکیں نہیں مانگتے۔ حقیقت یہ ہے اور ان کا پہلا مطالبہ بھی یہی ہے کہ ہمیں سیلابی بند دے دیے جائیں۔ جناب والا! اس سے لاکھوں کی آبادی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ جن ممبران کے علاقے سے یہ سیلاب آتا ہے وہاں بے شک ان کے ترقیاتی فنڈز میں سے بھی حصہ لے کر اور خود وزیر اعلیٰ صاحب بھی کچھ پیسے اس کے

لیے بخصوص کر کے علیحدہ رکھیں ۔ اور ان علاقوں کے لیے بجلی' سڑکات سے زیادہ ترجیح سیلابی بند کو دی جائے۔ میرے حلقے میں بھی ایک آدم واہن لودھراں سے لے کر جلال پور تک تقریباً چالیس کلومیٹر کا ایک سیلابی بند ہےجو میرے لوگوں کی demand ہے کہ اگر ہمیں یہ بند باندھ دیا جائے تو اس سے ہمارے بچوں کی روزی محفوظ رہ سکتی ہے اور ہم اس آسمانی آفت سےمحفوظ رہ سکتے ہیں۔ دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ پچھلے تین سالہ دور میں دو minors ایسے تھے' بہادر پور minor اور حافظ واہ minor' جو سیلاب کی زد میں آئے تھے۔ تین سال گزر گئے انھوں نے آج تک ان minors کو ٹھیک نہیں کرایا۔ وہ لوگ نہری پانی سے محروم ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان minors کو ٹھیک کیا جائے تا کہ وہ لوگ بھی اس نہری پانی سے اپنی فصل کو کاشت کر سکیں۔

جناب والا! ہم اپنی حکومت کے' اپنے وزراء کے اور اپنی انتظامیہ کے مشکور ہیں کہ انھوں نے ان سیلابی دنوں میں عوام کی بھرپور خدمت کی ہے اور بروقت امداد کی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ملک غلام محمد صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب!

ملک جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! سیلاب کی بات ہو رہی تھی۔ سیلاب ہر سال ملک میں آتے ہیں۔ اس دفعہ بھی سیلاب آیا' لیکن سیلاب کے ساتھ ساتھ بڑی طوفانی بارشیں آئیں۔ بارشوں نے سیلاب سے بھی زیادہ تباہی مچائی۔ جن علاقوں میں بارشوں نے تباہی مچائی وہ سیلاب سے کسی طرح بھی کم نہ تھی۔ ایسے حالات میں جب ملک پر دو آفتیں سیلاب اور بارشیں نازل ہو چکی تھیں تو ملک کے وزیراعظم صاحب اور پنجاب کے وزیراعلیٰ صاحب بڑی جواں مردی' ہمت و استقلال اور کوشش سے ہر جگہ پہنچے اور انتظام و انصرام کیا۔ چونکہ یہ قدرتی آفات ہیں' یہ آ چکی تھیں' انھوں نے تباہی مچائی۔ میرے ضلع ساہی وال میں بھی فصلات کا کافی نقصان ہوا۔ ان نقصانات کے بعد وزیراعلیٰ پنجاب نے کافی لوگوں کو مالیہ اور دوسرے ٹیکسوں کی معافی دی ۔ جن لوگوں کے گھر گر گئے تھے انھیں بھی چیک تقسیم کیے ' مرنے والوں کے لواحقین کو بھی چیک تقسیم کیے گئے' جو فصلات تباہ ہو چکی تھیں ان فصلات کے لیے بھی rebate کیا۔ ایسے حالات میں مقامی انتظامیہ بھی الرٹ رہی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لوگوں کو کافی releaf ملا۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود جناب چیئرمین! ان کا مستقل اور دوامی بندوبست ضروری ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ جب سیلاب آتے ہیں تو ہم الرٹ ہو جاتے ہیں اور جب گزر جاتے ہیں تو ہم بھول جاتے ہیں۔

ان کا کوئی دوامی اور مستقل بندوبست کیا جانا ضروری ہے۔اس کے لیے کافی رقم درکار ہوگی' اس کے لیے ایک خطیر رقم درکار ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک تجویز دی تھی کہ نہروں کے کناروں اور سڑکوں کے کناروں پر بیش بہا قیمتی پرانے درخت جو کہ گر جاتے ہیں' سوکھ جاتے ہیں اور بلا وجہ ضائع بھی ہو جاتے ہیں ان کی اگر نیلامی کی جائے تو اس سے کافی خطیر رقم حاصل ہوسکتی ہے اور اس رقم سے دریاؤں پر بند اور پشتے باندھے جا سکتے ہیں جس سے سیلاب کی آفت جو ہمیشہ آتی ہے وہ ٹل سکتی ہے۔ اس ضمن میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لیے مستقل بندوبست کیا جانا بے انتہا ضروری ہے' یہ ملک و قوم کے مفاد میں ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک خشک بیاس دریا گزرتا ہے۔ اس دفعہ اس میں بھی سیلاب آ گیا اور اس نے بڑی تباہی مچائی' کافی فصلات کا نقصان ہوا' مکانات گرے۔ جناب والا! اس کے اوپر نہ کوئی بند ہے' نہ ارد گرد سیلاب کو روکنے کے لیے کوئی ایسی دیوار موجود ہے ۔ وہاں درخت بھی بے بہا ہیں۔ اس پر بھی پشتہ باندھا جانا ضروری ہے۔ آپ بے شک معائنہ کرلیں' موقع پر ایک ٹیم بھیج دیں' کیونکہ اب تو ہر سال سیلاب آتے ہی رہتے ہیں اس لیے سیلابوں کی روک تھام کے لیے دوامی بندوبست بے انتہا ضروری ہے۔ اس سے پہلے میں پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کر چکا تھا کہ اری گیشن کا جو نظام ہے اس کو بھی سیلاب تباہ کر دیتے ہیں۔ اس دفعہ بھی راجباہے' چھوٹے نالے' کھال سیلاب کی وجہ سے موقع سے ملیا میٹ ہو گئے' ان کا وجود موجود نہیں اور یہ دوبارہ نکالنے پڑتے ہیں۔ بے انتہا محنت کرنی پڑتی ہے' کوشش کرنی پڑتی ہے ۔ لہٰذا ان کے لیے بھی حکومت کو releaf دینا چاہیے۔ میں اس کے بعد حکومت سے اور آج اس ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے سیلابوں کی روک تھام کے لیے کوئی دوامی بندوبست کیا جانا بے حد ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سردار سعید انور صاحب۔

سردار سعید انور ، شکریہ جناب چیئرمین! سیلاب کی تباہ کاریوں میں جس طرح قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں شہباز شریف نے شبانہ روز محنت کے ساتھ کام کیا اور ان کی محنت کیوجہ سے پوری مشینری کمشنر سے لے کر پٹواری تک حرکت میں آئی تھی۔ وہ قابل ستائش اور قابل تقلید ہے۔ میرے محترم قائد حزب اختلاف نے چیکوں کے متعلق جو بات فرمائی۔ حضور والا! وہ واقعی صحیح فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! میں بالکل صحیح کہتا ہوں کہ ان کے دور میں میرے علاقہ کہالیہ میں

بن لوگوں کو چیک سیم لیے گئے تھے وہ چیکوں کی رقم نکلوانے کے لیے مارے مارے پھرتے تھے لیکن چیک dishonour ہو رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کوئی بھی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا چیک dishonour ہوا ہے ۔یہ انھیں اپنی باتیں یاد آ رہی ہیں اور وہ اپنی باتیں ہمارے متعلق بھی کہہ رہے ہیں۔ بہرحال' یہ ان کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں بھی سیلاب آیا۔ کمالیہ میں دو حفاظتی بند تھے۔ ایک پچھلے سیلاب میں ٹوٹ گیا اور ایک اس سیلاب میں بہ گیا۔ آج کمالیہ شہر اور دریا کے درمیان صرف ایک برالہ برانچ کی نہر ہے دریا کمالیہ شہر سے 18 فٹ بلند ہے۔ میں وزیر محترم سے گزارش کروں گا کہ اگر اس معاملے میں فوری طور پر کوئی کارروائی نہ کی گئی تو خدا نخواستہ پیچھے سے کوئی فلڈ آ گیا تو کمالیہ شہر کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ 18 فٹ بلندی سے پانی آنا ہے تو ظاہر ہے کہ کتنی تیزی سے آئے گا۔میں جناب قائد پنجاب سے اور وزیر محترم سے گزارش بھی کر چکا ہوں۔ انھوں نے کام شروع کیا تو ہے لیکن میں پھر اس ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں اور زیادہ دلچسپی لے کر ہم پر مہربانی فرمائیں۔ جناب چیئرمین! اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے کہ دریا کے بند کے ساتھ یا بند کے اندر جو لوگ رہتے ہیں انھیں امداد نہیں دی جا رہی۔ جناب چیئرمین! کیا وہ پاکستان کے شہری نہیں؟ کیا وہ پاکستان کی شہریت نہیں رکھتے؟ وہ غریب کہاں جائیں؟ جو ہر فلڈ میں ہر سیلاب میں بہ جاتے ہیں ان کا ہماری حکومت پر حق نہیں؟ کچے کا علاقہ کہہ کر انھیں درگزر کر دیا جاتا ہے' وہ کہاں جائیں؟ جناب والا! ایک سات ہزار کی رقم دیتے ہیں۔ سات ہزار کی رقم سے تو صرف ان کی اشک شوئی ہوتی ہے ان کا نقصان تو پورا نہیں ہو سکتا۔تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جنھیں کچے کا علاقہ کہہ کر در بدر پھینک دیا جاتا ہے ان پر بھی خصوصی شفقت فرمائیں۔ ان پر بھی مہربانی فرمائیں۔ انھیں بھی پاکستان کا شہری تسلیم کریں اور انھیں بھی اسی طرح کی امداد دیں جس طرح دوسروں کو دی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب چیئرمین، معظم جہانزیب احمد خان صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، شکریہ جناب چیئرمین! آج ہم ایک نہایت اہمیت کے حامل موضوع پر بحث کر رہے ہیں۔ لیکن میں یہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ایوان میں جو حاضری کا عالم ہے وہ بھی آپ ضرور دیکھیں کہ گورنمنٹ بنچز کے وزراء صاحبان اور ممبر صاحبان اس میں کتنی

دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہمارے صوبے میں ہر سال سیلاب آتے ہیں اور بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ لاکھوں ایکڑ رقبہ زیر آب آ جاتا ہے۔ لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں ایڈہاک ازم پر یقین رکھتی ہے۔ وقتی طور پر حرکت میں آ کر دورے بھی کیے جاتے ہیں چیک بھی تقسیم کیے جاتے ہیں لیکن ایسے اقدامات یا ایسی پالیسی نہیں بنائی جاتی کہ جس سے سیلاب کی روک تھام کی جا سکے۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب سیلاب کے دوران ہیلی کاپٹر پر جاتے ہیں اور دورہ کرتے ہیں۔ لیکن اس سے ہوتا یہ ہے کہ جو ریلیف ورکرز یا جو انتظامیہ سیلاب سے متاثرہ لوگوں کی امداد کر رہی ہوتی ہے اس کی توجہ اس کام سے ہٹ کر پروٹوکول ڈیوٹی پر ہو جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ لوگوں کے لیے کوئی آسانی پیدا ہو الٹا ان کے لیے وہ مصیبت کا باعث بنتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس سال دریائے جہلم' چناب اور راوی میں سیلاب آیا اور محکمہ ریلیف پنجاب کے ایک ترجمان کے مطابق صرف 24 گھنٹے میں 533 دیہات زیر آب آئے ایک لاکھ 42 ہزار 1917 ایکڑ رقبہ زیر آب آیا اور صرف 24 گھنٹے کے دوران 30 افراد ہلاک ہوئے۔ جناب چیئرمین! حکومت کو ایسے اقدامات کرنے چاہییں کہ وہ اس کو روک سکے۔ میرے خیال میں اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے محکمے مثلاً محکمہ موسمیات اور دوسرے محکمے ہیں' ان میں کوآرڈینیشن کا فقدان ہے۔ اگر ان محکموں میں کوارڈینیشن ہو اور یہ مل کر کام کریں تو زیادہ نقصان اور تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! محکمہ موسمیات کی کارکردگی سے ہم سب لوگ واقف ہیں۔جب یہ کہتے ہیں کہ بارش ہو گی تو بارش نہیں ہوتی اور جس دن یہ کہتے ہیں کہ دھوپ نکلے گی تو اس دن شدید طوفان آتا ہے اور بارشیں ہوتی ہیں۔ میں یہ زور دے کر کہوں گا کہ محکمہ موسمیات اپنی کارکردگی کو بہتر بنائے۔ اس سال شدید بارشیں آئیں۔ لیکن اس کے باوجود فلڈ ریلیف کے عملے نے بر وقت لوگوں کو اس چیز سے آگاہ نہیں کیا۔ اگر لوگوں کو بر وقت بتایا جاتا تو شاید اتنا نقصان نہ ہوتا۔ ہونا یہ چاہیے کہ جو ہمارا میڈیا ہے' اخبارات ہیں یا جو دوسرا میڈیا ہے جس میں ٹیلی وژن ہے اس پر یہ بر وقت بتایا جائے تا کہ لوگ بروقت احتیاطی تدابیر اختیار کریں اور فلڈ سے بچنے کے لیے کوشش کر سکیں۔

جناب والا! دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ سیلاب کے بعد جو بیماریاں پھیلتی ہیں ان کی روک تھام کے لیے مناسب بندوبست کیا جائے۔ جس میں ملیریا ہے جلد کی بیماریاں ہیں اور دوسری بیماریاں ہیں اس سلسلے میں حکومت فنڈز تو رکھتی ہے' لیکن اکثریت کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں۔ ٹیمیں جاتی

ہیں لیکن وہ صرف دورے کر کے واپس آ جاتی ہیں لوگوں کو ادویات میسر نہیں آتیں۔ میں چاہوں گا کہ حکومت اس سلسلے میں بہتر اقدامات کرے۔ کیا وجہ ہے یورپ میں ہم سے بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں لیکن وہاں سیلاب نہیں آتے؟ انھوں نے اپنے دریاؤں کو channelise کیا ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انھوں نے دریاؤں کی کھدائی کر کے گہرا کیا ہے اور کناروں کو اتنا مضبوط بنایا ہے کہ وہ پانی کے بہاؤ کو روک سکیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم ایسے اقدامات کریں کہ آئندہ ان نقصانات سے بچا جا سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سید مسعود عالم صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ جناب سپیکر! سیلاب کئی قسم کے ہیں جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے پہلے فرمایا ہے کہ اسی طرح کا ایک سیلاب بالخصوص میرے حلقے میں محکمہ تعلیم کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ایک سو سے زیادہ استانیاں معطل کی گئی ہیں اور ان کو کوئی شوکاز نوٹس نہیں دیا گیا۔ ان سے کوئی وضاحت نہیں لی گئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی سکول تعمیر کیے گئے تھے اور وہاں کے لوکل زمینداروں نے اپنی زمینیں دی تھیں تو ان کا یہ حق بنتا تھا۔ میرٹ بنتا تھا کہ کم از کم مقامی آبادی میں درجہ چہارم چپڑاسی جیسی آسامی پر اپنے کسی رشتہ دار کو روز گار پہ لگوا سکیں۔ لیکن......

ملک ندیم کامران، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

ملک ندیم کامران، جناب والا! اس وقت ایوان میں سیلاب کے سلسلے میں بحث ہو رہی ہے۔ لیکن جو تعلیمی سیلاب آیا ہے اس پر پھر کسی وقت ٹائم مل جائے گا۔ اگر اس پر بات کی جائے تو زیادہ بہتر ہے' کیونکہ ہر چیز کے لیے ٹائم مختص ہوتا ہے۔ یہ مناسب بات نہیں۔

جناب چیئرمین، بات تو کرنے دیں ممکن ہے چپڑاسی ضائع ہو گیا ہو۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ جی مسعود عالم صاحب فرمائیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! میں صرف دو منٹ لوں گا میری چند گزارشات آپ سن لیں اس کے بعد میں سیلاب پر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین، آپ فرمائیں

سیدمسعود عالم شاہ، اسی طرح گریڈ 4 کے ملازمین' ہائی کورٹ کی طرف سے بھی ایک مشورہ یا رولنگ تھی مجھے اس وقت پوری طرح معلوم نہیں' اس نے بھی کہا ہے کہ جس نے زمین donate کی ہے اس کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اپنے گاؤں سے اپنے رشتہ داروں کو ایک چھوٹی سی نوکری دلا سکے۔ لیکن جناب والا! وہ پوسٹیں بھی دوسرے علاقوں سے لوگوں کی ٹرانسفر کر کے پُر کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح جناب والا ! میرے حلقے میں' اور میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی بھی سائنس لیبارٹری میں اس وقت کوئی سامان موجود نہیں۔

دوسرا جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ حلقہ چند حلقوں میں سے ایک ہوگا جہاں اب تک بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے ہائر سیکنڈری سکول موجود نہیں جب کہ وہاں کے لوکل سٹوڈنٹ نے پورے بہاول پور ڈویژن اور بورڈ میں پچھلے دو سالوں میں ٹاپ کیا ہے۔ چونکہ سیکنڈری ایجوکیشن وہاں پر موجود ہے لیکن ہائر ایجوکیشن نہیں۔ اسی طرح سے جناب وزیر خوراک نے جو اعلان کیا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک فوڈ انسپکٹر ہے جسے مارشل لاء دور میں لاکھوں کے خورد برد میں اندر کر دیا گیا تھا۔ اسے پھر لیاقت پور بھیج دیا گیا ہے۔ جناب والا ! اب میں سیلاب کی طرف آتا ہوں۔

جناب احمد خان بلوچ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آج ہاؤس میں ایک لسٹ بھی دی گئی ہے کہ فلاں دن محکمہ تعلیم کے لیے ہے فلاں دن محکمہ خوراک کے لیے ہے ۔ جناب والا! آج تو سیلاب کے انتظامات کے متعلق کچھ کہنا تھا لیکن ہمارے فاضل دوست محکمہ تعلیم اور خوراک کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ جب ان محکموں کی باری آئے گی اس وقت کھل کر ان مسائل پر بات کریں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات درست ہے۔ تشریف رکھیں۔

سیدمسعود عالم شاہ ، میں نے wind up کر لیا ہے اور اب میں سیلاب پر بات کرتا ہوں۔ آپ نے دو منٹ برداشت نہیں کیے' آپ کی مہربانی۔ جناب والا! سیلاب کے متعلق میں یہ گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ مختلف دریاؤں میں سیلاب آئے ہیں۔۔۔۔۔

چودھری محمد صدیق سالار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر کی بات ہمارے معزز ممبران کو سمجھا دی جائے کہ جب گاڑی اپنی پٹڑی پر چل رہی ہوتی ہے' اگر وہ پٹڑی سے اتر جائے تو پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر اس کو پھر پٹڑی پر چڑھا دیں۔ جس موضوع پر بات ہو رہی ہے اسی پر

ہی بات ہونی چاہیے۔جناب والا! سیلاب کے متعلق تجاویز تو کسی نے یہاں پر نہیں دیں۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے کچھ کہا ہے' مگر پھر بھی کم کہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ دریاؤں کی حالت بہتر کرنے کے لیے گورنمنٹ کو تجاویز پیش کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ آپ تشریف رکھیں۔شاہ صاحب! آپ اپنی بات مختصر کریں۔ متعلقہ وزیر نے ابھی اپنی wind up تقریر بھی کرنی ہے۔آپ کے جو ملازمین سیلاب میں بہہ گئے ہیں' میں معزز وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی wind up تقریر میں اس کی وضاحت کر دیں اور آپ کے جذبات کی ترجمانی کر دیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب والا! پورے پنجاب میں مختلف دریاؤں میں سیلاب آیا ہوا ہے لیکن یہ سب دریا میرے حلقے میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ سارے دریاؤں کا دباؤ ہیڈ پنجند پر آجاتا ہے اور اس میں تحصیل لیاقت پور سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہے اور اس سیلاب میں بھی وہ بہت متاثر ہوئی ہے۔اسی طرح ہمارے حلقے میں رود کوہیاں آتی ہیں اور ان میں ڈی آئی خان اور صوبہ سندھ کا سیلاب بھی میرے ہی حلقے میں اکٹھا ہو جاتا ہے۔اس طرح اس دفعہ بھی سیلاب نے میرے حلقے میں سب سے زیادہ تباہی مچائی ہے۔جناب والا! 16 مواضعات اس سے متاثر ہوئے ہیں۔اس وقت دو مواضعات چکر نور والا 'بیت امام بخش ماچھی اس وقت 80 فی صد دریا برد ہو چکے ہیں۔میں حکومت سے آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ یا تو وہاں پر سپر بنایا جائے یا پھر جن کی زمینیں دریا برد ہو چکی ہیں' جن کے مکانات دریا برد ہو چکے ہیں مہربانی کر کے ان کو متبادل کالونیاں فراہم کی جائیں۔جیسا کہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور موجودہ حکومت کا یہ پروگرام ہے کہ چولستان کی زمینیں بھی الاٹ کی جائیں گی کم ازکم جن کی زمینیں دریا برد ہو چکی ہیں ان کو ضرور زمینیں دی جائیں۔

جناب سپیکر! جب سیلاب آتا ہے تو وہ ایک رخ پر نہیں چلتا بلکہ دریا کا دباؤ جس طرف چلتا ہے اسی طرف کٹاؤ شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے نئی زمینیں بھی دریا کی زد میں آجاتی ہیں۔ اگر سیلاب اترنے کے بعد وہاں مقامی لوگ جن کی وہ زمین ملکیت ہے وہاں پر اپنے روزگار کے لیے مچھلیوں کا جال بھی ڈالیں تو انتظامیہ ان کے خلاف کارروائی کرتی ہے۔ کیونکہ مچھلیوں کا ٹھیکہ ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس ہوتا ہے۔ اس پر بھی نظر ثانی فرمائی جائے' کیونکہ یہ زمینیں مقامی لوگوں کی ہیں گورنمنٹ کی نہیں۔ ان کو کم ازکم اتنا حق تو ہونا چاہیے کہ اسی پانی میں سے وہ اپنا متبادل روزگار

تلاش کر سکیں۔اسی طرح سیلاب سے جو متاثرہ علاقے ہیں ان علاقوں میں نہ تو بجلی کی سہولیات ہیں اور نہ ہی ہسپتال ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں واٹر چینل کی بھی کوئی سکیم نہیں۔ جناب والا! یہ سارے محکمے یہ عذر پیش کر کے back out کر جاتے ہیں کہ یہ سیلاب سے متاثرہ علاقہ ہے' جب کہ اسی قسم کا سیلاب سے متاثرہ علاقہ' جو کچے کی زمینیں ہیں' اس سے زیادہ پیداوار دیتی ہیں اور کم ازکم دس فی صد کپاس بھی وہاں پر کاشت ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! کپاس بھی متاثر ہوتی ہے اور جب سیلاب چلا جاتا ہے اور زمینیں وتر پہ آتی ہیں قابل کاشت ہوتی ہیں تو اس وقت عین وقت پر ان کو امداد مہیا کرنی چاہیے۔ جیسا کہ محکمہ زراعت کے پاس بلڈوزر ہیں۔ کم ازکم جہاں پر دریا بڑے بڑے گڑھے ڈال جاتا ہے ایک محدود سا علاقہ ہوتا ہے۔ کم ازکم اس کو تو دوبارہ قابل کاشت بنانے کے لیے مدد کریں۔

جناب سپیکر! پچھلے سالوں میں ڈسٹرکٹ کونسلیں خصوصاً سیلاب سے متاثرہ علاقوں کو فنڈز مہیا کرتی رہی ہیں۔لیکن اس دفعہ میرے علاقے میں اس فنڈ سے بھی کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔صرف اس وجہ سے کہ وہ اپوزیشن کا علاقہ ہے۔ میں ایک دفعہ پھر یہ گزارش کروں گا کہ جب دریا اپنے عروج پر آتے ہیں-----

جناب چیئرمین ، آدھے منٹ میں آپ اپنی بات مکمل کریں' وقت کم ہے۔

سیدمسعود عالم شاہ ، جناب والا! ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ جناب سپیکر ! جب دریا عروج پر ہوتے ہیں تو اس وقت water table بھی اوپر آ جاتا ہے اور اس وقت ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس میں اپوزیشن کا ایک ممبر بھی شامل کیا جائے جو اس علاقے میں دیکھے کہ-----

جناب چیئرمین ، شکریہ شاہ صاحب! چودھری محمد اقبال صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جناب والا! نے مجھے اس ناگہانی آفت کے بارے میں ، فاضل دوستوں نے جو اظہار خیال فرمایا ہے اس کے بارے میں کچھ کہنے کی اجازت صادر فرمائی۔ جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی مشق ہے اور بہت سی باتیں انسان کے علم میں اضافہ کرتی ہیں ' کیونکہ فاضل دوست مختلف اضلاع سے اور مختلف علاقہ جات سے بیان فرماتے ہیں-یہ ایک پریکٹیکل علم ہے جو انسان کے علم میں اضافہ کرتا ہے۔ جناب سپیکر ! مجھے افسوس ہے کہ قائد حزب اختلاف اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔ اگر وہ یہاں تشریف رکھتے اور ہمارا جواب بھی سنتے تو

اچھی بات ہوتی۔ وہ یہاں پر اعتراض کر کے چلے گئے ہیں اور انھوں نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ ہمارے جواب کو سنا جائے۔ جناب سپیکر ! میں نے بڑے غور سے ان کا سارا خطاب سنا ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ انھوں نے کس طرح اتنے برملا اعتراضات فرمائے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے انھوں نے یہ فرمایا کہ سیلاب کے لیے جو احتیاطی تدابیر ہوتی ہیں ان پر کوئی کام ہی نہیں ہوا۔ جناب سپیکر ! بڑے دکھ کی یہ بات ہے، کیونکہ اس دفعہ سیلاب سے بچنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے وہ مارچ کے مہینے سے ہی شروع کر دیے گئے تھے۔ ایسی توفیق شاید پہلے کسی بھی حکومت کو نہیں ہوئی کہ پہلے سے یہ سارے انتظامات کر کے ان کا بغور جائزہ لے کر اس پر کام بھی شروع کیا جائے۔ جناب والا ! ان کا یہ اعتراض مجھے بالکل سمجھ میں نہیں آیا ۔ جناب سپیکر ! اپریل سے جولائی تک تمام محکمہ جات کو ڈی سی اور کمشنر کی سربراہی میں چوکس کر دیا گیا تھا کہ آپ سیلاب کے خطرات سے نمٹنے کے لیے بھر پور تیاری کر لیں۔ اس کے بعد میں حیران ہوں کبھی وہ اپنے دور پر بھی نظر دوڑاتے کہ ان کے دور میں flood fighting کیا ہوئی اور سیلاب کے لیے احتیاطی تدابیر کیا اختیار کی گئیں اور بحالی کے لیے کیا اقدامات کیے گئے۔ جناب سپیکر ! انھوں نے جب اعتراضات کیے، میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ میں ان کے متعلق کوئی ایسا لفظ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ وہ قائد حزب اختلاف ہیں اور ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہیں۔ لیکن انھوں نے یہ بات کرتے وقت ماضی پر نظر نہیں دوڑائی کہ اس دور میں flood fighting کیا ہوئی تھی اور سیلاب کے بعد لوگوں کی بحالی کے لیے کیا اقدامات کیے گئے تھے اور اس کے لیے انھوں نے اپنا لائحہ عمل بتایا بھی تھا یا نہیں۔ جناب سپیکر ! اس کے بارے میں اگر میں تفصیل میں جاؤں تو پھر مجھے پورے دو دن چاہییں۔ میں نے صرف اشارہ کر دیا ہے کہ وہ اگر ماضی کی طرف نظر دوڑا کر تنقید کرتے تو بہت مثبت تنقید ہوتی۔ جناب سپیکر ! اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا۔ جناب والا ! اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ سیلاب سے جو بچے تھے ان کو وزراء کی نذر کر دیا گیا۔ اور وزراء کی فوج ظفر موج ! میں تو حیران ہوں جناب والا ! کہ بڑی مختصر سی کابینہ ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کابینہ کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی ہمت سے گاؤں گاؤں گلی گلی پہنچ کر اپنے عوام کا پتا کیا۔ ایسی مثال اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔ وزیراعظم پاکستان نے بھی اپنی کاوشیں جاری رکھیں۔ اور مختلف جگہوں کے اوپر وہ خود بھی تشریف لے گئے۔ جناب والا ! ایسی حکومت جو اپنے عوام کے دکھ درد کا احساس رکھتی ہو اور ان کے دکھ درد میں شامل ہونا چاہتی ہو

اس کے بارے میں ایسی تنقید کرتا جس کا عملی طور پر کوئی وجود نہ ہو بڑی عجیب سی بات لگتی ہے۔

جناب والا! یہ بھی کہا گیا مثلاً انھوں نے مجھے ہی نشانہ بنا کر کہا کہ ریلیف measures بڑے late ہوگئے۔ جناب والا! ریلیف measures تو کچھ exercise کرنے کے بعد ہوتے ہیں جو فلڈ کے دوران measures ہوتے ہیں کہ جہاں فلڈ میں لوگ پھنسے ہوئے ہیں ان کو کیا کیا سہولتیں چاہییں اور ان کی کیا کیا ضروریات ہیں وہ بروقت پہنچائی گئیں۔ ان کے بارے میں انھوں نے جو بھی ارشادات فرمائے وہ جناب والا! نے بھی سنے اور میں نے بھی سنے اور میں بڑا حیران ہوا کہ وہ یہ ساری باتیں کس طرح کر رہے ہیں۔ میں چند ایک گزارشات کرنے کے لیے آپ کو تھوڑی سی زحمت دوں گا کہ ہم نے pre-flood arrangements جو ہیں وہ کیا کیے۔

جناب والا! سب سے پہلے کوارڈینیشن اور preparation جس کو اردو میں کہا جائے گا کہ باہمی ربط اور تیاریاں جو ہیں محکمہ جات کی وہ ہم نے کس طرح سے کیں۔ جناب والا! تمام محکمہ جات کو مارچ 1997ء میں ہدایات جاری کردی گئیں اور ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹس نے اپریل اور جولائی تک سارے اقدامات جن میں واپڈا، ڈویژنل کمشنر، ریلوے، آرمی اور ڈپٹی کمشنرز ہیں، ان سب کو آپس میں کوارڈینیٹ کروا کے باہمی ربط کے ساتھ ساری تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔

جناب والا! اس کے بعد دوسرا پوائنٹ حفاظتی پشتوں کی نگرانی کا تھا۔ inspection of protection bund۔ اس میں میرا محکمہ اریگیشن ملوث تھا۔ اور جتنے بھی حفاظتی پشتے ہیں میں نے خود جا کر ان کی inspection کی۔ اریگیشن سیکرٹری باہر نکلے ہوئے تھے، چیف انجینئر سارے باہر نکلے ہوئے تھے اور ہمارا پورا محکمہ اس وقت فلڈ سے پہلے فیلڈ میں رہا ہے کہ جہاں کہیں کوئی پشتہ کمزور ہے اس کو مضبوط کر دیا جائے۔ اور جو بھی ممکنہ اقدامات پشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے کیے جاسکتے ہیں وہ کیے جاسکیں۔ مثلاً جناب والا! بوست بند ہے ملتان کے اندر، ہمارے ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس کی لمبائی چوڑائی کا بھی ان کو اندازہ ہے۔ اس میں جو بھی حفاظتی اقدامات میں اضافہ کیا جاسکتا تھا کیا اس کے نئے spur بنا کر اس کو مضبوط کیا گیا۔ اور میرے ساتھی اس بات کی تائید کریں گے کہ وہ بند مضبوطی کے ساتھ flood fighting کرتا رہا۔ اور وہاں جو جو نقصانات پہلے ہوتے تھے وہ نقصانات نہیں ہوسکے۔ اس طرح کی ہم نے پوری preparation کرکے اس flood fighting میں محکمہ اریگیشن نے بھر پور حصہ لیا۔ اس کے بعد جناب والا! جو arrangements ہمسایہ ملک انڈیا کے

ساتھ ہوتے ہیں۔ اس میں ہم نے دریاؤں کے discharge کے لیے انڈیا سے پورا رابطہ کرکے پوری انفرمیشن collect کرتے رہے۔ اس میں براڈ کاسٹ جموں سے دن میں دو مرتبہ آتی ہے اور ٹیلی فون contact جو انڈین اتھارٹی کے ساتھ ہے وہ بھی بھرپور جاری رکھا گیا تاکہ ہر latest information سے پاکستان آگاہ رہے۔ اور پاکستان کو movement کا پورا پتا چلتا رہے کہ کس طرح پانی move کر رہا ہے۔ پھر جناب والا! flood forecasing warning جو ہے' یعنی سیلاب کے بارے میں پیشین گویاں جو ہوتی ہیں۔ اور اس کے بارے میں عوام کو متنبہ کرنا کہ اب اس وقت پانی کی یہ پوزیشن ہے اور پانی یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس میں ہم نے flood warning centres مقرر کیے۔ اور 15 ۔ جون 1997ء سے ہی ان کے اوپر کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد round the clock اس کی پوری movement کو monitor کیا جاتا تھا۔ پھر weather forecasting کے بارے میں 24 گھنٹے کام ہوتا رہا کہ پتا چلتا رہے کہ صورت حال کیا ہے۔ پھر جناب والا! river discharge position جو ہے وہ ہر چھ گھنٹوں کے بعد اس کے اوپر رپورٹ لی جاتی تھی کہ ان چھ گھنٹوں کے اندر کیا movement ہوئی ہے۔ اور critical situation جو ہے اس کو ہر گھنٹے کے بعد monitor کیا جاتا تھا کہ کہاں پہ situation جو ہے وہ critical ہوگئی ہے۔ پھر جناب سپیکر! اس قسم کی situation جو ہے وہ collect کرکے round the clock اس کے اوپر ہمارا محکمہ کام کرتا رہا ہے۔ پھر bridging sections ہوتے ہیں کہ خدا نخواستہ کوئی ایسی ایمرجنسی ہوجائے اور بند کو توڑنا پڑے تاکہ پانی divert کر دیا جائے۔ اس کے لیے جناب والا! ہم نے پورے اقدامات فوج کے ساتھ بیٹھ کر کیے۔ اور اس کے اوپر جو explosive material ہوتا ہے ان کو بروقت provide کرکے اس کا پورا انتظام پہلے ہی کردیا گیا تھا۔ پھر کمیونیکیشن' رابطوں کا قیام اسطرح سے کیا گیا کہ وائرلیس سیٹ مہیا کیے گئے۔ اور بیراجوں اور ہیڈ ورکس کی critical position منٹ منٹ monitor ہوتی رہی۔ پھر ریلیف equipments ہیں جن کی فلڈ کے دوران ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں کشتیاں سرفہرست آتی ہیں۔ 6 سو کشتیاں 3 ہزار 5 سو لائف جیکٹس اور 4 ہزار خیمہ جات کا ہم نے انتظام کرکے دیا۔ اور de-watering set جو ہیں یہ ہم نے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کو مہیا کیے۔ واسا اور ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کو اور ریلیف ڈیپارٹمنٹ کو یہ de-watering set بھی دیے گئے تاکہ پانی نکالنے میں آسانی پیدا ہوسکے۔ جناب والا! میں آپ کو مثال کے طور پر پیش کردوں کہ پچھلے سال لاہور کی صورت حال جناب والا!

نے شاید سنی بھی ہوگی اور دیکھی بھی ہوگی کہ لاہور سٹی میں کیا ہوا تھا؟ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ صرف اشارہ آپ کو کر دیا ہے کہ لوگوں کے بیڈرومز تک لوگوں کے ڈرائنگ رومز تک اور صوفوں تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اور لوگ بے چارے بڑی مصیبت میں پھنس گئے تھے۔ اس دفعہ آپ لاہور کی پوزیشن دیکھ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ جو de-watering کی پوزیشن ہے وہ بہت بہتر رہی ہے۔ اور پانی نے اس طرح سے کہیں بھی کوئی نقصان نہیں کیا کہ وہ لوگوں کے گھروں کے اندر شامل ہو گیا ہو اور لوگوں کو شفٹ کرنا پڑا ہو۔ یہ سیکرٹری اسمبلی اس وقت چلے گئے ہیں۔اگر پچھلے سال کی صورت حال جناب والا کسی وقت پرائیویٹ طور پر ان سے پوچھ لیں کہ پچھلے سال ان کے گھر میں سیلابی پانی کی کیا صورت حال پیدا ہوئی تھی اور باقی لاہور میں کیا ہوا تھا؟ تو وہ آپ کو ساری صورت حال واضح کریں گے۔

جناب والا! اس کے بعد جو ضلعی سیلاب بچاؤ انتظامات تھے۔ اس میں سب سے اہم ہوتا ہے کہ لوگوں سے وقت کے اوپر ان کے گھر خالی کروائے جائیں۔ جنھیں خطرہ ہوتا ہے۔ ان کی evacuation کروائی جائے۔ اس میں بھی جناب والا کو آگاہی ہوگی کہ کہیں بھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ لوگوں کو وقت پہ اطلاع نہ دی گئی ہو اور لوگوں کے گھر وقت پر خالی نہ کروائے گئے ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) پھر جناب والا! اس میں stock of medicines اور راشن کا فلڈ سے پہلے انتظام ہوتا ہے۔ وہ بھی ہر قسم کا انتظام سیلاب کے آنے سے پہلے ہم نے کر دیا تھا۔

جناب والا! آپ کی چٹ آگئی ہے اور میں اس کو جلدی وائنڈ اپ کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ وقت پر معاملہ ختم ہوجائے۔ میں ابھی آپ کو بتا رہا تھا کہ دوران سیلاب ہم نے کیا کیا measures لیے۔ اس میں جناب والا! flood effected areas میں ہمارے سارے فاضل دوست' ممبران صوبائی اسمبلی یہاں موجود ہیں مجھے یاد نہیں پڑتا کہ کوئی ایسا ضلع ہو جہاں پر چیف منسٹر صاحب نے خود اپنا ہیلی کاپٹر نہ اتارا ہو۔ اس کے علاوہ میرے رفقائے کار سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ارشد خان لودھی صاحب ہیں' جناب خاکوانی صاحب ہیں باقی دوست جو کیبنٹ میں ہیں انھوں نے آپس میں علاقہ جات تقسیم کیے ہوئے تھے اور ہرمنسٹر متاثرہ علاقوں تک خود پہنچا ہے۔ اور انھوں نے وہاں جاکر اپنے ریلیف measures چیک کیے ہیں۔ اور flood fighting بھی چیک کی ہے کہ کس طرح سے محکمہ جات کام کر رہے ہیں۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہوگا' میں آپ کے ہی علاقے کی بات کرتا ہوں کہ وزیر آباد کے اندر جب وزیر اعلیٰ تشریف لے گئے تو وہاں پر ڈاکٹرز کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے اور میرے سامنے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کو گیوں کے اندر دھکیلا کہ آپ جائیں ذرا۔ لوگ تو پانی میں پھنسے ہوئے ہیں اور آپ نے دوائیاں لے کر بڑا خوبصورت کیمپ لگایا ہوا ہے اور آپ دوائیاں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دوائیاں لوگوں کے گھروں تک پہنچائیں۔ ایسے ریلیف measures جناب والا! آپ نے پہلے کبھی پاکستان کی تاریخ میں نہیں دیکھے ہوں گے۔ اور اس کے اوپر بھی تنقید اگر ہوتی ہے تو پھر کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں ہم تین وزراء بھی تھے اور باقی سارے محکمہ جات سنٹر کے اور صوبے کے اس میں تھے۔ اس میں جناب والا! صبح 8-00 بجے میٹنگ ہوتی تھی اور اس میں جہاں جہاں سے کوئی شکایت آتی تھی کہ وہاں پر بجلی بند ہے' وہاں پر پانی رکا ہوا ہے۔ وہاں پر کشتیاں کم ہیں' وہاں پر ہیلی کاپٹر خوراک نہیں پہنچا سکا۔ صبح 8 بجے میٹنگ ہوتی تھی اور شام تک اس کا رزلٹ آتا تھا۔ میں اس میں بھی آپ کو آپ کے علاقے کی مثال دیتا ہوں کہ وزیر آباد میں بجلی کوئی 8 دن سے بند تھی۔ میں نے صبح 8 بجے ارشد خان لودھی صاحب اور جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو فون کیا تو ایک گھنٹے کے بعد وہاں بجلی چالو کر دی گئی۔ وفاقی حکومت کے محکموں نے بھی پورا تعاون کیا ہے۔ صوبہ پنجاب کے اندر کسی محکمے نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ جناب والا! میں آپ کو سرگودھا کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک ڈی ایچ او صاحب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک بڑی خوبصورت لسٹ بنا کر پیش کی کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! میں نے اس اس گاؤں میں یہ یہ کام کیا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے خود ایک گاؤں کو چیک کیا جہاں پہ وہ نہ پہنچے تھے' نہ وہاں ٹیکے لگے تھے' نہ دوائیاں ملی تھیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو موقع پر معطل کیا۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر کوئی ایسا گاؤں' کوئی ایسا کونہ نہیں تھا جہاں پہ ہماری حکومت نہ پہنچی ہو اور کوئی امدادی کارروائی نہ کی ہو۔ اس کے باوجود اگر تنقید ہوتی ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مجھے ایک بڑے تجربہ کار ڈپٹی کمشنر ملے۔ میں نے کہا سنائیں' کیا صورت حال ہے؟ کہتے ہیں کہ ہم تو آسمان کی طرف دھیان رکھتے ہیں کہ یہ ہیلی کاپٹر کہیں ہمارے علاقے میں نہ اتر جائے۔ اگر اس طرح کی کارروائیاں کی جائیں تو اس کے اوپر اس طرح سے تنقید نہیں ہونی

چاہیے۔ تعریف میں ایک لفظ کہتے کہ حکومت نے اس طرح بہت اچھا کام کیا ہے۔ یہ تعریف بھی کرتے کہ یہ اقدامات اچھے ہوئے ہیں۔ آپ بار بار اشارہ کر رہے ہیں میں تو بہت کچھ کہنا چاہتا تھا' لہذا میں ان گزارشات کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی' بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اجلاس کل ساڑھے نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعرات' 16 - اکتوبر 1997ء

(پنج شنبہ' 13 - جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں دس بجے صبح زیر صدارت

جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ
وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ٥ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ
وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَ
تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ٥

سورۃ آل عمران آیت 26 تا 27

کہو کہ اے اللہ بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے٥ تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ تو ہی بے جان سے جان دار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جان دار سے بے جان پیدا کرتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق بخشتا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔

پہلا سوال راجہ محمد خالد خان صاحب کا ہے' وہ موجودہ نہیں ہیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے' وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب کا سوال ہے' وہ بھی نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاہ صاحب نے کوئی پھونک ماری ہے۔

وزیر اوقاف(صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم): شاہ صاحب کامل پیر ہیں۔

جناب سپیکر: اس سے اگلا سوال بھی جناب عبدالرؤف مغل صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: سوال نمبر 99 -

سرگودھا میں واٹر سپلائی سکیموں کی تفصیل

*99۔**چودھری عامر سلطان چیمہ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1995-96ء اور 1996-97ء کے دوران ضلع سرگودھا میں Maintenance فنڈ سے کس کس واٹر سپلائی سکیم کی مرمت کی گئی ہر سکیم کا نام اور خرچ کی گئی رقم کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔نیز مندرجہ ذیل واٹر سپلائی سکیم پر سال 1996-97ء کے دوران مرمت وغیرہ پر کتنی رقم خرچ کی گئی اور ان سکیموں میں سے کون سی سکیمیں چالوں حالت میں ہیں:

1۔ 40 جنوبی	2۔ 98 جنوبی
3۔ 55 جنوبی	4۔ 94 جنوبی
5۔ 116 جنوبی	6۔ 119 جنوبی

(ب) اگر ان سکیموں پر کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی تو اس کی وجہ بتائی جائے؟

جناب سپیکر: 99 - یہ نہ ہو کہ شروع شروع میں تیاری ہو اور آخری سوالوں پر کام خراب ہو۔جی اس

کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(الف) 96-1995، اور 97-1996، میں واٹر سپلائی سکیموں پر مرمت کا خرچہ بالترتیب 27 لاکھ 93 ہزار 6 سو 38 روپے ہے اور 12 لاکھ 30 ہزار 6 سو 47 روپے ہے۔ سکیم کا نام اور خرچے کی لسٹ لف ہے۔ نیز مندرجہ ذیل سکیموں کی صورت حال درج ذیل ہے۔

1۔ واٹر سپلائی سکیم 40 جنوبی ہے۔ اس پر خرچہ مرمت 28 ہزار 8 سو 50 روپے ہے۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ سکیم چل رہی ہے۔

2۔ واٹر سپلائی سکیم 98 جنوبی ہے ۔ اس پر خرچہ مرمت 34 ہزار 9 سو 20 روپے ہے۔ موجودہ حالت یہ ہے کہ سکیم چل رہی ہے۔

3۔ واٹر سپلائی سکیم 55 جنوبی ہے ۔ اس پر خرچہ مرمت 56ہزار 8 سو 95 روپے ہے۔ اس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ٹرانسفارمر اور موٹر چوری ہو گئی ہے۔ رپورٹ پولیس کے پاس درج کروا دی ہے۔ واپڈا کو ٹرانسفارمر کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ جیسے ہی واپڈا سے بجلی کا کنکشن ملے گا سکیم چلا دی جائے گی۔

4۔ واٹر سپلائی سکیم 94 جنوبی ہے ۔ اس پر خرچہ مرمت 33 ہزار روپے ہے۔اس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ٹرانسفارمر جل گیا تھا۔ واپڈا سے ڈیمانڈ نوٹس لے لیا گیا ہے اور ادائیگی بھی کر دی ہے۔ جیسے ہی واپڈا سے بجلی کا کنکشن ملے گا سکیم چلا دی جائے گی۔

5۔ واٹر سپلائی سکیم 116 جنوبی ہے ۔ اس پر خرچہ مرمت 9 لاکھ 68 ہزار روپے ہے۔ اس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ یہ دونوں گاؤں کی ایک ہی مشترکہ سکیم ہے۔ rehablitatiou میں 11 لاکھ 90 ہزار روپے 97-1996، میں مختص کیے گئے تھے جن میں سے 9 لاکھ 68 ہزار خرچ ہو سکے۔ سکیم testing کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ جز (ب) کا جواب جز (الف) میں ہے۔

جناب سپیکر۔ جی چیمہ صاحب! ضمنی سوال۔

چودھری عامر سلطان چیمہ۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ واٹر سپلائی کی جو سکیمیں مکمل ہو جاتی ہیں کیا وہ واپس کمیونٹی کو یا لوکل کونسلوں کو hand over کر دی جاتی ہیں؟ یہاں ان کی maintenance پر 27 لاکھ 93 ہزار اور ایک دفعہ 12 لاکھ 30 ہزار روپے کے لگ بھگ رقم

خرچ کی گئی ہے۔ کیا یہ بتائیں گے کہ اس میں عوام کا بھی کوئی حصہ ہوتا ہے یا محکمہ خود maintenance کے فنڈ سے یہ پیسے مہیا کرتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: ان کا یہی سوال آگے بھی آ رہا ہے اور انھوں نے دو سوالوں کو ملایا ہے۔ بہرحال اس میں جو maintenance فنڈ ہوتے ہیں وہ ہر سکیم کے مطابق گورنمنٹ مختص کرتی ہے اور جس جس طریقے سے اس کی maintenance کرنی واجب ہو اسی طریقے سے اس کو فنڈ دیے جاتے ہیں اور عوام کا بھی اس میں وہی حصہ ہوتا ہے جو work charge ملازمین رکھے جاتے ہیں۔ ان کو اسی طرح ان کا حصہ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کچھ سکیمیں مکمل ہونے کے بعد مختلف لوکل کونسلوں کو ٹرانسفر کی جاتی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جی ہاں۔ بلکہ زیادہ تر تو یہ ہوتا ہے کہ محکمہ سکیمیں مکمل کر کے وہاں کی لوکل کونسلوں کو ٹرانسفر کر دیتا ہے اور ان کی maintenance ان لوکل کونسلوں کے ذمے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی' چیمہ صاحب۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں واٹر ریٹ بھی ہوتا ہے اور کمیونٹی سے بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ بھی اپنے فنڈ سے مہیا کرتا ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ جس طرح واپڈا میں billing ہوتی ہے' اسی طرح billing کر کے محکمے کا ایک انڈیپنڈنٹ سیل بنا دیا جائے جس سے کہ عوام کو سہولت حاصل ہو اور ان کی جو کمیونٹی کا پیسہ ہے وہ صحیح معنوں میں استعمال ہو نہ کہ محکمے کا اتنا پیسہ ضائع ہو؟ یہ تو اچھا خاصا پیسہ ہے اور اس سے دو تین مزید واٹر سپلائی سکیمیں بن سکتی ہیں۔ اسی طرح اس میں گزارش ہے کہ 94 جنوبی میں انھوں نے بتایا ہے کہ مرمت خرچ 33 ہزار روپیہ آیا ہے اور اس کا انھوں نے واپڈا کو ڈیمانڈ نوٹس جمع کرا دیا ہے۔ ٹرانسفارمر جل چکا ہے۔ اس کا ڈیمانڈ نوٹس 16-04-97 کو داخل کرایا گیا ہے اور 6 ماہ ہو چکے ہیں' لیکن ابھی تک بجلی کا کنکشن نہیں ملا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ چھ ماہ تک واپڈا کو کوئی persue نہیں کیا جا رہا؟ اور اسی طرح جو 33ہزار روپیہ جمع کرایا گیا ہے' آگے جو انھوں نے لسٹ مہیا کی ہے جس میں کہ باقی ساری سکیموں کی لسٹ ہے جس میں خرچ اور مرمت کے فنڈز کا ذکر کیا گیا ہے' تو وہاں پر 1996-97ء میں صرف 83 روپے۔ یعنی

کہ سیریل 18 پر 94 جنوبی کے صرف 83 روپے دیے گئے ہیں' جب کہ یہاں پر 33 ہزار روپے کا جتایا گیا ہے کہ ڈیمانڈ نوٹس جاری ہوا ہے۔ تو ان اعداد و شمار میں کیا فرق ہے؟ کیا وزیر صاحب اس بارے میں بتائیں گے؟

جناب سپیکر، یہ آپ کے دو سوال ہو گئے ناں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جی جناب! دو سوال۔

جناب سپیکر، پہلے ایک کرلیں ناں۔ پہلے جو آپ نے سوال کیا ہے اس میں آپ نے کہا ہے کہ 33 ہزار روپے ٹرانسفارمر کے جمع ہوئے لیکن ابھی تک وہ چالو نہیں ہوا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، ہاں جی' اس میں ایک سوال تو یہ ہے کہ چھ ماہ ہونے کے باوجود ابھی تک چالو کیوں نہیں ہوا؟ اور دوسرا سوال۔۔۔

جناب سپیکر، پہلے اس کا جواب آجائے۔ اس کے بعد پھر دوسرا سوال ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب' یہ جو ٹرانسفارمر ہے جس کی واپڈا کو ادائیگی ہو چکی ہے اس کا بتائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس میں واپڈا کی طرف سے تھوڑی سی کوتاہی ہے ورنہ یہ تو پیسے جمع کرا دیے گئے ہیں اور اس میں جہاں تک 94 جنوبی کی انفرمیشن دی گئی ہے تو وہ سکیم چلا دی جائے گی' بلکہ بہت جلد اسے چلا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس کو persue کریں اور محکمے کو کہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی جناب! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اب آپ کے سوال کا جو دوسرا حصہ ہے وہ بتائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، دوسرا یہ ہے کہ اسی 94 جنوبی کے آگے خرچ اور مرمت میں 33 ہزار روپیہ جتایا گیا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس باقی تمام واٹر سپلائی سکیموں کی جو لسٹ آئی ہے اس کے سیریل 18 پر اسی 94 جنوبی کے 1996-97 کے لیے صرف 83 روپے جتایا گیا ہے۔ تو یہ کیا فرق ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، اس میں اگر کوئی error رہ گیا ہے تو میں اس کی دیکھ بھال کر کے

بعد میں اپنے معزز رکن کو اس سے آگاہ کر دوں گا۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ error ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، 33 ہزار اور 83 روپے میں بہت فرق ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کو دیکھ لیا جائے گا کہ آیا کیا ارادتاً ایسے لکھا گیا ہے یا اس میں کوئی error ہے۔

جناب سپیکر، اس میں 1995-96 میں 23 ہزار روپے بھی ہے۔ آپ 83 روپے کی 1996-97 کی بات کر رہے ہیں ناں؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! جو سیریل 18 ہے اس میں آپ دیکھیں کہ چک 94 - ایس۔ بی' اس کے آگے 1996-97 میں 83 روپے ہے۔

جناب سپیکر، ہاں جی۔ 1995-96ء میں 23 ہزار روپے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، نہیں' 1995ء نہیں۔ 1996-97ء میں' کیونکہ یہاں پر 1996ء میں یہ ڈیمانڈ نوٹس جمع کرایا گیا تھا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میرے خیال میں یہ سکیم بند تھی تو اس لیے اس کا کوئی خرچ نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ 83 روپے جو بھی لکھا ہوا ہے اسے ہم چیک کر لیں گے۔

جناب سپیکر، یہ چیک کر لیں اور محکمے والوں کو کہہ کر اس کو شروع کروا دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی' ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہی ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ سرگودھا کے ورک چارج ملازمین کی تفصیل

*100۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع سرگودھا میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ورک چارج ملازمین کی تعداد کیا ہے اور ان ملازمین کو تنخواہ کس فنڈ سے ادا کی جاتی ہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

پبلک ہیلتھ انجینئر ڈویژن سرگودھا میں ورک چارج ملازمین کی تعداد جاری و مکمل شدہ

سکیموں پر سال 97-1996ء میں بالترتیب 55 اور 165 ہے۔ان کی ادائیگی جاری اور مکمل شدہ سکیموں پر مختص رقوم میں سے کی جاتی ہے۔97-1996ء میں اس مد پر مکمل سکیموں اور جاری سکیموں پر 73 لاکھ 41 ہزار روپے خرچ ہوئے۔موجودہ سال 98-1997ء ستمبر تک کا مکمل شدہ سکیموں پر خرچ 9 لاکھ 33 ہزار روپے ہے۔ ہر سکیم کا خرچ*** ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, my first supplementary Question.

جناب سپیکر: نہیں' یہ جن کا سوال ہے پہلے وہ ضمنی سوال کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میرا سوال یہ تھا۔

"ضلع سرگودھا میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ورک چارج ملازمین کی تعداد کیا ہے اور ان ملازمین کو تنخواہ کس فنڈ سے ادا کی جاتی ہے؟"

جب کہ اس کے جواب میں بتایا جا رہا ہے،

"پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن سرگودھا میں ورک چارج ملازمین کی تعداد جاری و مکمل شدہ سکیموں پر سال----"

میں نے نہ سال کا پوچھا ہے اور نہ ہی جاری سکیموں کے بارے میں پوچھا ہے' بلکہ میں نے تو ایک lump sum ورک چارج کی تعداد پوچھی ہے اور ان کی تنخواہ کس مد سے دی جاتی ہے؟ جب کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 55 اور 165 - یہ سکیموں کے بارے میں بتایا گیا ہے نہ کہ ورک چارج ملازمین کی تعداد کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں' چیمہ صاحب! جو سکیم ہوتی ہے اسی کے اوپر ورک چارج ملازمین رکھے جاتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: نہیں جناب۔ اس پر تو ہوتا ہے لیکن تعداد کے بارے میں یہ بتائیں ناں کہ 55 اور 165 یعنی کہ 55 سکیمیں ہیں اور 165 ان پر ورک چارج ملازمین لگائے گئے ہیں۔ اس سے پھر یہ مراد لی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ ذرا دیکھنے والی چیز ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جاری و مکمل شدہ سکیموں پر سال 97-1996ء میں بالترتیب 55 اور 165 ہے۔ ان کی ادائیگی جاری اور مکمل شدہ سکیموں پر مختص رقوم میں سے کی جاتی ہے۔ یعنی جو

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

مکمل شدہ سکیمیں ہیں ان پر جو رقم مختص کی جاتی ہے ادائیگی وہاں سے ہوتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! اگر 55 سکیموں پر 165 آدمی تعینات کیے گئے ہیں تو کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ ایک سکیم پر کتنے آدمی تعینات کیے جاتے ہیں؟ اس کا نمبر 2 جز یہ ہے کہ ورک چارج ملازمین کی تنخواہ گورنمنٹ کی جو yard stick ہوتی ہے اس کے مطابق ادا کی جاتی ہے یعنی کہ 2% contingency ہوتی ہے۔ تو کیا پیسے اس مد میں سے دے کر دیے جاتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر میرے معزز رکن مناسب سمجھیں تو سوال کو دہرا دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ 55 سکیموں پر انھوں نے 165 ورک چارج ملازمین رکھے ہیں۔ تو کیا ہر سکیم پر ورک چارج ملازمین رکھنے کی تعداد محکمہ مقرر کرتا ہے یا محکمے کی یہ جو سکیمیں ہیں ان کی گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق جو yard stick ہے اس کے مطابق 2% contingency جو فنڈ ہوتا ہے اس میں سے ان کو تنخواہ دی جاتی ہے یا اس کی کوئی تعداد ہے کہ ہر سکیم پر ایک آدمی رکھ سکتے ہیں' دو آدمی رکھ سکتے ہیں یا اس سے زیادہ؟

جناب سپیکر، نہیں' چیمہ صاحب! اس میں جو سکیم ہوتی ہے اس کے مطابق ہی ورک چارج ملازمین رکھے جاتے ہیں اور یہ اس سکیم کے اوپر ہی depend کرتا ہے کہ اس میں کتنے ملازم رکھے جائیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب سپیکر! یہ تو نہیں ہے ناں کہ ہر سکیم پر آٹھ آٹھ' دس دس آدمی رکھ لیے جائیں۔

جناب سپیکر، جی' منسٹر صاحب۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! یہ جو انھوں نے پہلے تعداد کی بات کی ہے تو جو جاری سکیمیں ہیں ان پر ورک چارج ملازمین کی تعداد 55 ہے اور جو مکمل شدہ سکیمیں ہیں ان پر 165 ہے۔ یہ mix up نہیں کیا اور جس طریقے سے انھوں نے ہر سکیم پر تعداد پوچھی ہے تو جس طریقے سے سکیم کی ضرورت ہو گی اس طرح ورک چارج ملازمین رکھے جائیں گے۔ اس کی کوئی yard stick فی الحال تو مجھے نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر، یہ سکیم کے اوپر ہی depend کرتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے چیمہ صاحب؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، ٹھیک ہے جناب۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب والا! یہ سب ممبروں کے knowledge میں ہے کہ بہت سے ورک چارجوں کا نام تو ورک چارج میں شامل ہے مگر وہ لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں ۔ کسی ضلع میں 165 ورک چارج ہو ہی نہیں سکتے۔ آپ تفصیل بتائیں اور ان سے پتا کریں کہ یہ کہاں کہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں؟

Work Charge are the employees of the Government of Punjab, working under the Executive Engineer. The Executive Engineers have got their own staff. There is no need for giving rupees five thousand each to 165 people in one district. This isunfair, un-constitutional dealing and fraud

جناب سپیکر، خانزادہ صاحب! اس میں ضمنی سوال کیا بنتا ہے؟

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! میں اپنے تجربے کی بنا پر دعوے سے کہہ سکتا ہوں' مجھے پتا ہے کہ اٹک میں صرف پانچ ورک چارج ہیں اور سرگودھا میں 165 کہاں سے ہو گئے؟

جناب سپیکر، اٹک میں کتنے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ، صرف یہ لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں اور یہاں تک بھی ہے کہ ورک چارج میں نام کسی اور کا ہے اور تنخواہ کوئی اور لیتا ہے۔

Sir, I know this. This House must do something to stop this un-constitutional and unwanted practice.

جناب سپیکر، خان زادہ صاحب! اس میں آپ کوئی خاص سکیم identify کریں جس میں یہ ہو رہا ہے۔ اگر اٹک میں ہو رہا ہے تو وہ بتا دیں ۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I think the Minister himself

knows and let him investigate.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ جنرل سی بات ہے ۔ آپ نے اس کا پتا کرنا ہے۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

سوال نمبر 113 (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 153 (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 159 (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 202 (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 203 (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

سوال نمبر 243 (جناب عبدالرؤف مغل کے ایما پر

حلقہ پی۔پی 84 میں منصوبہ جات کی تفصیل

*243۔چودھری ظفر اللہ چیمہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

الف) سال 1993ء سے لے کر سال 1996ء تک محکمہ پبلک ہیلتھ نے حلقہ پی۔پی 84 گوجرانوالہ میں کتنے منصوبے تعمیر و مکمل کیے۔

(ب) ان منصوبہ جات پر کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکے دار کو ادا کی گئی۔

(ج) ان منصوبہ جات کو کن ٹھیکے داران نے مکمل کیا؟ اور اگر فرموں نے تعمیر کیا تو ان فرموں کے نام اور ان کے شراکت داروں کی تفصیل بھی ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی):

(الف) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے گوجرانوالہ میں جون 1993ء سے جون 1996ء تک 4 منصوبے شروع کیے جن میں سے تین منصوبے جون 1996ء تک مکمل ہو چکے ہیں اور ایک منصوبہ زیرتکمیل ہے۔

(ب) سکیم کا نام	منظور شدہ تخمینہ رقم	کل مختص رقم	ٹھیکیداران کو ادائیگی	تاریخ تکمیل
1۔ رورل واٹر سپلائی سکیم منڈالہ ٹیگا	34.15	16.00 لاکھ	16.00 لاکھ	زیرتکمیل
2۔ رورل ڈرینج سکیم بدھوپور	23.43	29.34 لاکھ	29.24 لاکھ	30-6-95

3۔ رورل واٹر سپلائی سکیم گورالی	27.16	35.46 لاکھ	31.23 لاکھ	30-9-96
4۔ رورل ڈرینج سکیم چک ریحان	19.31	22.60 لاکھ	22.20 لاکھ	30-6-95

(ج) سکیم کا نام	فرم/ٹھیکے دار کا نام	مالکان فرم کا نام
1۔ رورل واٹر سپلائی سکیم منڈیالہ ٹیگا	i۔ میسرز منیر کنسٹرکشن کمپنی	طارق محمود ولد حافظ محمد صدیق (واحد مالک)
	ii۔ میسرز سلیمان بلڈرز	
	iii۔ میسرز سلیمان بلڈرز	ناصر خان ولد شاہ دین (واحد مالک)
	iv۔ میسرز الاعوان کنسٹرکشن کمپنی	جمعہ خان ولد کالا خان (واحد مالک)
2۔ رورل ڈرینج سکیم بدھو پور	i۔ میسرز شوکت علی اینڈ کمپنی	شوکت علی ولد محمد علی سندھو (واحد مالک)
	ii۔ میسرز 786 کنسٹرکشن کمپنی	شیخ نصیر احمد (واحد مالک)
	iii۔ اپ ٹران کنسٹرکشن کمپنی	i۔ جاوید اقبال ولد محمد شریف (مختار خاص)
		ii۔ محمد امتیاز ولد محمد جاوید
		iii۔ سرفراز احمد ولد محمد اشرف
		iv۔ سہیل احمد ولد محمد اشرف
		v۔ مزمل ولد محمد جاوید
3۔ رورل واٹر سپلائی سکیم گورالی	i۔ میسرز سلیمان بلڈرز	i۔ ناصر خان ولد شاہ دین (واحد مالک)
	ii۔ میسرز محبوب علی ٹھیکے دار	ii۔ محبوب علی ولد محمد ابراہیم۔ایضاً۔
	iii۔ میسرز 786 کنسٹرکشن کمپنی	iii۔ شیخ نصیر (واحد مالک)
	iv۔ میسرز 786 کنسٹرکشن کمپنی	iv۔ ایضاً۔
	v۔ مسٹر کامران سلیم ٹھیکے دار	v۔ کامران سلیم ولد محمد سلیم (واحد مالک)
	vi۔ میسرز مغل برادرز	vi۔ اللہ رکھا (واحد مالک)
	vii۔ میسرز کے۔ایس۔بی لمیٹڈ	vii۔ لمیٹڈ کمپنی
4۔ رورل ڈرینج سکیم چک ریحان	i۔ میسرز شوکت علی اینڈ کمپنی	i۔ شوکت علی ولد محمد علی سندھو۔ایضاً۔
	ii۔ میسرز یعقوب ٹریڈرز	ii۔ محمد یعقوب (واحد مالک)
	iii۔ ملک جمیل احمد ٹھیکے دار	iii۔ محمد جمیل احمد (واحد مالک)

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! یہ جو رورل واٹر سپلائی سکیم منڈالہ ٹیگا ہے یہ 34 لاکھ کی سکیم ہے اور اس کے لیے پہلے سال 16 لاکھ روپے مختص کیے گئے۔ اس کے بعد اس کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی جس کی وجہ سے یہ سکیم ابھی تک نامکمل ہے' لہٰذا میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس سکیم کی تکمیل کب تک ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، آپ کون سی سکیم کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟

جناب عبد الرؤف مغل، جناب یہ منڈا لہ ٹیگا کی رورل واٹر سپلائی سکیم ہے ۔

جناب سپیکر، یہ سکیم نمبر 1 پر ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کی جو موجودہ پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ اس سکیم کو 18 لاکھ اور 15 ہزار روپے اور مل چکے ہیں' کیونکہ اس کا ٹوٹل تخمینہ 34 لاکھ اور 15 ہزار روپے کا تھا پہلے 16 لاکھ اس کو دیے گئے تھے اب اس کو 18 لاکھ روپے اور بھی مل چکے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' یہاں ادائیگی 16 لاکھ لکھی ہوئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جو موجودہ پوزیشن ہے وہ میں بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یعنی آپ latest position بتا رہے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی۔ latest position بتا رہا ہوں۔ اور یہ جون 1998ء تک مکمل ہو جائے گی۔ اس کو فنڈ مہیا ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ جون 1998ء تک مکمل ہو جائے گی ۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان سکیموں کے مکمل ہونے کے بعد محکمہ ان کو خود چلائے گا یا اسے کسی اور محکمے کو hand over کر دیا جائے گا؟ کیا اس کے بارے میں پالیسی بتانا پسند کریں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کی پہلے سے ایک پالیسی چلی آ رہی ہے کہ جب سکیم مکمل ہو جاتی ہے تو یہ وہاں کی میونسپلٹی یا لوکل کونسل کو hand over کر دی جاتی ہے۔ ویسے تو ہم آج کل یہ چاہ رہے ہیں اور اس بارے میں ایک exercise بھی ہوئی ہے کہ ان سکیموں کے تیار ہونے کے بعد محکمہ خود چلائے یا وہاں کی میونسپلٹی یا لوکل کونسل کو hand over کی جائیں۔ اب ہم اس چیز پر work out کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ پہلے سے اس طرح کی پالیسی چلی آ رہی ہے کہ سکیم مکمل کرنے کے بعد یہ hand over کر دی جاتی ہے تو میرے خیال میں اگر اس وقت تک یہ پالیسی رہی تو یہ میونسپلٹی یا لوکل کونسل کو hand over کر دی جائے گی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کیا ان سکیموں کو چلانے کے لیے لوکل کونسل کے پاس فنڈ ہیں؟ اس وقت تو تمام سکیمیں بند پڑی ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ جنرل سوال کر رہے ہیں۔ آپ کس سکیم کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا! میں generally پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں، کون سی سکیم کے بارے میں؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! انھوں نے جتنی پہلے سکیمیں جاتی ہیں ۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ لوکل کونسل کو hand over کرتے ہیں ۔ کیا وزیر موصوف یہ جانا پسند فرمائیں گے کہ لوکل کونسل کے پاس ان کے چلانے کے لیے فنڈ ہیں ؟

جناب سپیکر، یہ تو لوکل کونسل پر depend کرتا ہے ۔ کئی لوکل کونسلوں کے پاس فنڈ ہوتے ہیں۔ کئی لوکل کونسلوں کی سکیمیں بہت بہتر انداز میں چل رہی ہیں اور کئی کونسلوں کی نہیں چل رہیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، یہ تو پھر وزیر صاحب بتا دیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ آپ بتائیں کہ آپ کون سی سکیم کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! میں تو جنرل پوچھنا چاہتا ہوں، کیونکہ ہمارے ضلع میں تو تمام سکیمیں بند پڑی ہیں۔

جناب سپیکر، تو کیا آپ کے ضلع کا یہاں سوال ہے؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب ہے ۔ آپ بھی جانتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ ویسے یہ سوال نہیں بنتا ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر فاضل ممبر کسی خاص سکیم یا کسی خاص لوکل کونسل کا پوچھ رہے ہیں تو میں گزارش کر دوں گا But it should be a new question.

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب محمد عارف چودھری صاحب کا ہے ۔ جی چودھری صاحب۔

ضلعی ہیڈ کوارٹر پر "لو انکم ہاؤسنگ سکیم" شروع کرنا

*289۔جناب محمد عارف چودھری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
(الف) کیا ہر ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر " لو انکم ہاؤسنگ سکیم" شروع کرنے کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) کیا حکومت گورنمنٹ کالونی اوکاڑہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی):

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب کے 30 ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر ایریا ڈویلپمنٹ سکیم مکمل کر چکا ہے۔ البتہ ضلع سیالکوٹ ناروال چکوال اور لودھراں میں تاحال کوئی سکیم نہیں بنائی گئی۔ علاوہ ازیں18 ۔ اضلاع میں سرکاری اراضی پر تین مرلہ سکیمیں بھی زیرتکمیل ہیں۔

(ب) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم اوکاڑہ تکمیل کے بعد برائے نگہداشت میونسپل کمیٹی اوکاڑہ کے سپرد کی جا چکی ہے۔ اب اس سکیم پر مزید کوئی خرچہ نہیں ہو گا۔ لہٰذا پلاٹوں کی فائنل قیمت(فی مرلہ) کا تعین کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں محکمہ خزانہ کی حتمی منظوری کے بعد الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

جناب محمد عارف چودھری، میرا سوال پوچھنے کا مقصد یہی تھا کہ نئی سکیم ڈویلپ کرنے سے کیا حکومت کو اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں یا وہ no profit no loss کی بنیاد پر ہوتی ہیں' یا ان سے حکومت کو کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ اگر حکومت پر اس کا کوئی بوجھ نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی نئی سکیم جاری کرنے میں کوئی امر مانع نہیں۔شاہ صاحب کا اس بارے میں کیا پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: کیا اوکاڑہ میں آپ کوئی ایسی سکیم کے اجراء کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے ایک نیا سوال کیا ہے۔ آیا حکومت کوئی نئی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں۔ چونکہ آج کل low income housing scheme کے سلسلے میں ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اس پر کسی نہ کسی طرح سے عمل کرے۔ اور ہم خود یہ دیکھ رہے ہیں کہ low income housing scheme for the low income people بنائی جائے۔ لیکن اگر اس میں آپ کسی پرائیویٹ سیکٹر سے collaborate کر کے کوئی سکیم بنائیں گے تو وہ low income والوں کے لیے نہیں ہوگی۔حکومت کے پاس خود سے اتنے فنڈ نہیں کہ وہ خرید سکے اور وہاں پہ سکیم launch کر سکے۔ بہر حال' اس پہ کام ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ کوئی نہ کوئی اس کا طریق کار نکل آئے گا۔ جہاں تک اوکاڑہ کا تعلق ہے وہ چونکہ میرا اپنا ضلع ہے میں بھی چاہوں گا کہ وہاں پہ اپنے بھائی کے ساتھ مل کر کوئی سکیم launch کر سکوں۔

جناب سپیکر، وہ یہ پوچھنا چاہ رہے تھے کہ وہاں پر سرکاری زمین پر کوئی ایسی سکیم شروع کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، فی الحال تو اوکاڑہ میں اور کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جناب محمد عارف چودھری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی اوکاڑہ میں جب سکیم take over کی تھی تو میری شاہ صاحب سے یہی گزارش ہے کہ آپ وہ ایگریمنٹ دیکھیں کہ جو محکمہ ہاؤسنگ نے میونسپل کمیٹی کے ساتھ کیا تھا۔ اس میں ساری liabilities تو میونسپل کمیٹی کے ذمہ ڈال دی گئی ہیں۔ مگر یہ اوکاڑہ کی سکیم سب سے پرانی سکیم ہے۔ ابھی تک وہاں کے لوگوں کو بیع نامہ اور مالکانہ حقوق نہیں کیوں نہیں دیے گئے جب کہ اوکاڑہ کے بعد بہت سے اضلاع میں جو سکیمیں بنی ہیں ان کے مالکانہ حقوق دے دیے گئے ہیں؟ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سی ایسی رکاوٹ ہے کہ اوکاڑہ کے لوگوں کو اب تک مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے؟

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، اوکاڑہ ہاؤسنگ سکیم کی ڈویلپمنٹ کا کام مکمل ہونے پر حکومت کی پالیسی کے مطابق سکیم متعلقہ میونسپل کمیٹی کو منتقل کر دی جاتی ہے۔ یہ تو as per policy ہے۔ کمیٹی سکیم میں سڑکوں کی فراہمی آب اور نکاسی کے کام کی نگہداشت کرتی ہے۔ البتہ پلاٹوں کے متعلقہ امور یعنی الاٹمنٹ، موقع پر قبضہ اور نقشہ جات کی منظوری کا کام محکمہ جاری کرتا ہے۔ سکیم کے تمام اخراجات اور ادائیگیاں مکمل ہونے کے بعد پلاٹوں کی حتمی قیمت فی مرلہ تعین کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ جس کے لیے ہم نے حکومت کو چٹھی بھی لکھ دی ہے۔ اس کے لیے کمیٹی بھی تشکیل دے دی ہے۔ اور اس کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ مذکورہ کمیٹی نے فی مرلہ 1937 روپے تعین کر لیا ہے اور محکمہ خزانہ نے بھی اس کی منظوری دے دی ہے اور اس سلسلے میں محکمہ پی اینڈ ڈی سے بھی مشورہ کیا جا چکا ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی اس کے مالکانہ حقوق مل جائیں گے۔

جناب محمد عارف چودھری، محکمے نے یہ سکیم 1988ء میں take over کی تھی۔ اب 1998ء شروع ہونے والا ہے۔ وہاں پہ بہت سارے مسائل ہیں۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ایک ڈپٹی ڈائرکٹر کا پروگرام بنا دیں کہ انھوں نے کن تاریخوں میں اوکاڑہ میں جانا ہوتا ہے۔ کوئی پراپرٹی نہ کوئی خرید سکتا ہے اور نہ کوئی بیچ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ کمرشل پلاٹس کہ جن لوگوں نے نیلامی میں لیے

ہوئے ہیں ان کے پیسے جمع ہیں، لیکن ان کو اب تک بیع نامے نہیں مل رہے۔ اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اب تک کوئی رکاوٹ رہی نہیں۔لیکن پچھلے دور میں شاید کوئی محکمے سے کوتاہی ہوئی ہو۔ اب ان شاء اللہ بہت جلد عمل درآمد ہوگا اور جو بھی میرے معزز رکن کو شکایت ہے اس سکیم کے بارے میں وہ بہت جلد دور کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری!

جناب ارشد عمران سلہری: 319۔

ایل۔ڈی۔اے میں گریڈ سترہ کے افسران کی بھرتی

*319۔ **جناب ارشد عمران سلہری:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل ڈی اے میں گریڈ سترہ کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی بھرتی کے لیے کیا قواعد و ضوابط ہیں۔

(ب) جنوری 1994ء سے جون 1996ء تک ایل ڈی اے میں گریڈ سترہ کے کتنے افسران بھرتی کیے گئے، تفصیل بتائی جائے۔

(ج) گریڈ سترہ کے کون کون سے افسران کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا اور کن قواعد و ضوابط میں نرمی کی گئی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(د) جن افسران کو قواعد و ضوابط کے برخلاف یا قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے کیا محکمہ ان کو فارغ کرنا چاہتا ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی):

(الف) ایل۔ڈی۔اے ریگولیشن 1978ء (تقرری و شرائط سروس) کے مطابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر (جنرل کیڈر) کے لیے حسب ذیل قواعد و ضوابط ہیں۔

1۔ تعلیم	ایم۔اے/ایم۔ایس سی یا بی۔اے، ایل۔ایل۔بی
2۔ طریقہ انتخاب	50فی صد (ابتدائی بھرتی) یا مستقل خدمات پر II۔ 50فی صد بذریعہ ترقی ازاں، سٹاف آفیسر ایل۔ڈی۔اے (حامل گریجوئٹ ڈگری) و کم از کم پانچ سالہ سروس و سنیارٹی اور اہلیت
3۔ عمر	21 تا 25 سال

علاوہ ازیں اسامی کا مشتہر ہونا اور چناؤ کمیٹی کی سفارشات

(ب) جنوری 1994ء سے جون 1996ء تک ایل ڈی اے میں گریڈ سترہ کے کل سترہ افسران بھرتی کیے گئے ہیں۔ جن کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گریڈ سترہ کے جن افسران کو قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کی تعداد سولہ ہے۔ ان کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس سلسلے میں سیکرٹری ہاؤسنگ کی سربراہی میں ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ جو کہ ایسے تمام معاملات کا جائزہ لے رہی ہے۔ سفارشات/ اقدامات سے متعلق اس معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جواب کافی لمبا ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! اس میں محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ دراصل یہ سوال پچھلے دور کے اندر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے قواعد و ضوابط کے خلاف بھرتیاں کی تھیں ان کے متعلق ہے۔ اس میں جواب کے جزو (ج) میں جو دیا گیا ہے کہ یہ جو ملازم بھرتی کیے گئے تھے ان کو تعلیم میں اخبار کے اشتہار میں' چناؤ کمیٹی کی سفارشات ' بھرتی پر پابندی میں rules relax کر کے ان کو بھرتی کیا گیا کہ جس میں مسٹر محفوظ الحق اسسٹنٹ ڈائرکٹر (جنرل کیڈر) کو تعلیم میں rules relaxation دی گئی۔ مسٹر رضا ظہور وٹو کو بھی تعلیم اور دوسری شرائط میں نرمی دی گئی۔ مسٹر قمراللہ وٹو کو بھی تعلیم اور دوسری شرائط میں نرمی دی گئی ہے۔ اسی طرح سردار محمد اکبر نکئی اسسٹنٹ ڈائرکٹر (جنرل کیڈر) اخبار اشتہار' چناؤ کمیٹی کی سفارشات' بھرتی پر پابندی' تعلیم اور زائد عمر میں نرمی دی گئی۔ پھر اسی طرح عامر نواز چیمہ کو تعلیم' بھرتی پر پابندی' اخبار کا اشتہار اور چناؤ کمیٹی کی سفارشات اور اسی طرح نمبر 14 پہ مسٹر کاشف مشتاق اعوان اسسٹنٹ ڈائرکٹر (جنرل کیڈر) بھرتی پر پابندی اور اخبار اشتہار' تعلیم' چناؤ کمیٹی کی سفارشات اور زائد عمر میں رعایت دی گئی۔ جناب سپیکر! اس طرح جو جزو (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ اس وقت انھوں نے کل سترہ افراد بھرتی کیے۔ جن میں سے میرے خیال میں ایک ایسا ہے کہ جو کہ ان قواعد کے اوپر پورا اترتا تھا۔ باقی سولہ کے قریب لوگ

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

جو بھرتی کیے گئے ہیں' ان کو ان تمام شرائط میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ قواعد میں جو نرمی کی گئی ہے' آیا چیئرمین ایل ڈی اے کو اس کا اختیار حاصل تھا؟

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں نے پہلے عرض کی تھی کہ سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ میرے معزز رکن نے تقریباً سارا جواب ہی پڑھ دیا ہے۔ جو پیچھے ہوتا رہا ہے اس میں کافی نام ایوان کے سامنے آ گئے ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اول سے آخر تک یہ ہوا ہی سب غلط ہے۔ اور جس دور میں ہوا ہے وہ جواب میں نے ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ میرے معزز رکن نے یہ پوچھا ہے کہ چیئرمین ایل ڈی اے کے پاس اس کے اختیارات تھے یا نہیں۔ اگر ہوتے بھی تو وہی ہوتا' اگر نہ بھی ہوتے تو وہی ہوتا جو ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سوال کا جواب فی الحال ایوان میں دینا مناسب نہیں۔ آپ کی وساطت سے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کافی پیچیدگیاں ہیں۔ لیگل ہیں' ایڈمنسٹریٹو ہیں اور کچھ سیاسی پیچیدگیاں ہیں۔ اس ضمن میں صرف اتنی گزارش کر سکتا ہوں کہ یہ ایک سمری' سیکرٹری ہاؤسنگ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے جس نے اپنی سفارشات مرتب کر کے چیف سیکرٹری صاحب کو بھیج دی ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ جب کوئی سفارشات جاتی ہیں ان پہ کوئی quarry لگ کر واپس آ جاتی ہے' پھر جاتی ہے۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ فی الحال وہ نام یہاں آئیں تاکہ کوئی اس کا reaction یا repercussion نہ ہو کہ بعد میں کوئی دقت پیدا ہو۔ مجھے یہ اجازت دی جائے کہ جب وہ حتمی فیصلہ سفارشات پر چیف سیکرٹری صاحب نہیں کر لیتے تب تک ایوان میں اس پر discuss نہ کروں۔

جناب سپیکر، لیکن اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ ان کا یہ سوال تھا کہ اس وقت چیئرمین کے پاس ان کی بھرتی کے اختیارات تھے یا نہیں؟ اگر بھرتی غلط ہوئی ہے یا انھوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ اس کے لیے تو آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے کہ یہ تمام بھرتیاں چیک کی جائیں کہ ایسا کرنے کے چیئرمین کے پاس اختیارات تھے یا نہیں' ان کی تعلیمی قابلیت ٹھیک تھی یا نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! جیسا کہ جواب کے اندر اور شاہ صاحب نے خود بھی اس

بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس میں بہت سی complications ہیں اور قانونی خلاف ورزی بھی کی گئی ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ پھر ان لوگوں کو فارغ کیا جانا چاہیے' بے شک کمیٹی کی سفارشات آنے پر ہی ان کو فارغ کیا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ. جناب والا! وہ سفارشات جو محکمے نے بھیجی ہیں ان کا جب تک فیصلہ نہ ہو جائے میں چاہتا ہوں کہ وہ اس وقت تک ایوان کے سامنے نہ پیش کی جائیں' کیونکہ اس میں ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی بھی آدمی عدالت میں جا stay حاصل کر لے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کا یہ کہنا ہے کہ کہیں ان کے اس وقت بیان دینے سے وہ لوگ stay نہ لے آئیں' کیونکہ ابھی ان سفارشات پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے آپ کے اور ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ قواعد و ضوابط کے اندر جو نرمی کی گئی ہے میں اس سلسلے میں ایل ڈی اے کے سروس رولز 1978ء کی شق نمبر 24 کو پڑھتا ہوں،

> The Chairman may, individual cases of hardship or where the public interest so requires and for reasons to be recorded in writing, relax the provision of any these regulations, except the regulation No.14

جناب سپیکر! میں اس میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس کے اندر کوئی hardship کا کیس تھا؟ کیا ان تمام کیسوں میں کوئی مفادِ عامہ کا پہلو موجود تھا؟ اور کیا قواعد میں نرمی کرتے وقت چیئرمین نے تحریری طور پر اس کی وجوہات ریکارڈ کی تھیں؟ جناب سپیکر! جب یہ بھرتی ہوئی تھی اس وقت ایل ڈی اے کے پاس اپنے ملازمین کو تنخواہ دینے کے لیے بھی پیسہ نہ تھا۔ اس وقت ایل ڈی اے کے جو ٹھیکے داران تھے' انھوں نے جو کام کیے ہوئے تھے ان کی ادائیگی کے لیے بھی ایل ڈی اے کے پاس پیسہ موجود نہ تھا۔ جناب سپیکر! نہ تو اس کے اندر مفادِ عامہ ہے' نہ ہی یہ merit کے اوپر آتے ہیں۔ اس میں قواعد کے اندر بہت بدنظمی کی گئی ہے۔ آپ عمر میں رعایت دے سکتے ہیں' اس میں کوئی حرج نہیں۔ جناب والا! یہاں تو تعلیم کے اندر بھی relaxation دی گئی ہے۔ جو qualify نہیں کرتا تھا اسے بھی relaxation دے کر بھرتی کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت

کیا مجبوری تھی؟ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اندر دو دو تین تین ریسرچ آفیسر رکھے گئے ہیں انھوں نے آ کر کیا کام کیا ہے؟ جناب والا! میرے خیال میں اس وقت ان 16/17 افسران کا سالانہ خرچ تقریباً 25 لاکھ روپے ہوگا۔ جناب سپیکر! میرے حلقے کی ایک آبادی جوہر ٹاؤن ہے جنھوں نے تمام چیزوں کے ترقیاتی چارجز دے دیے ہوئے ہیں' لیکن سوئی گیس ان کو دس سال سے میسر نہیں۔ جب چیئرمین ایل ڈی اے یا ان کے چیف انجینئر سے بات کی گئی تو انھوں یہ کہا کہ جو ترقیاتی کاموں کے لیے پیسے آتے ہیں وہ ہم عملے کی تنخواہوں پر خرچ کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ادارہ مفادِ عامہ کے لیے بنا تھا نہ کہ یہ ایک سفید ہاتھی کے طور پر معرض وجود میں آیا ہے کہ اس کے اندر جو بھی جس کو چاہے' وزیراعلیٰ ہو ' کوئی وزیر ہو وہ اپنے بھانجے یا بھتیجے کو merit کی دھجیاں اڑاتے ہوئے وہاں پر بھرتی کروا دے اور پھر پوری عمر کے لیے وہ اس ادارے کے اندر ایک بوجھ بن کر بیٹھے رہیں۔ جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہوگی' آپ ہدایت کریں کہ اس کی فوری طور پر scrutiny کر کے on merit اس پر فیصلہ کیا جائے اور جو قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے زیادتیاں کی گئی ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔ کیونکہ اس وقت بھرتی پر پابندی تھی' اور جو لوگ merit پر آتے تھے ان میں سے کسی کو کوئی اطلاع نہ دی گئی اور اپنے بھانجے' بھتیجے اور رشتہ داروں کو ایک دن کے نوٹس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے تمام rules relax کر کے' جن کا ان کو اختیار بھی نہ تھا' بھرتی کر لیا۔ اس کا آپ کو نوٹس لینا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس میں سب چیزیں آ گئی ہیں اور اس کا جواب بھی پہلے وزیر صاحب نے دے دیا ہے کہ اس بارے میں کمیٹی بن گئی ہے اور وہ اس کو thrash out کر رہی ہے۔ اس کے بعد وہ جو ایکشن تجویز کرے گی پھر ہی کوئی ایکشن لیا جا سکے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ یہ سفارشات کب تک آ جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی ہاں شاہ صاحب! آپ ہاؤس کو یہ بتا دیں کہ یہ سفارشات کب تک آئیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ سفارشات تقریباً مکمل ہو چکی ہیں اور بہت جلد ان شاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں جو فیصلہ ہو گا وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔ میں اپنے معزز رکن کو ایک بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے پچھلے دور حکومت میں merit کی دھجیاں اڑائی گئیں اور جس طریقے سے merit سے ہٹ کر ان سب حضرات کو رکھا گیا حکومت خود نہیں چاہتی کہ وہ لوگ یہاں رہیں۔ لہٰذا ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ' آیا ان کے پاس power تھی یا نہیں تھی' آیا یہ سب کچھ کسی

رول کے تحت ہوا یا نہیں ہوا' سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سفارشات پر مبنی ایک سمری چیف سیکرٹری صاحب کو بھجوا دی گئی ہے اور اس پر کمیٹی بن گئی ہے۔ وہ کمیٹی جس وقت یہ سب کچھ decide کرے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایوان کے سامنے ساری رپورٹ رکھ دی جائے گی۔

جناب سپیکر: سلہری صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو یہ اس میں irregularities ہوئی ہیں اس بارے میں کمیٹی کا جلد سے جلد فیصلہ آنا چاہیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! بہت جلد فیصلہ ہو جائے گا اور irregularities بھی سامنے آئیں گی اور بڑے بڑے پردہ نشینوں کے نام بھی سامنے آئیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔ جیسا کہ یہ ناجائز بھرتی ہوئی ہے' تسلیم بھی کیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے رولز کی شق 24 کی ہر لحاظ سے خلاف ورزی ہوئی ہے۔ جب سے یہ آدمی وہاں پہ بھرتی ہوئے ہیں کم از کم ان کو سات سات' آٹھ آٹھ ہزار کی تنخواہ کے علاوہ ایل ڈی اے کی طرف سے دوسری سہولیات بھی حاصل ہیں۔ گھر ان کو ملے ہوئے ہیں' ٹیلی فون ملا ہوا ہے' گاڑیاں ملی ہوئی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی پر' لاہور شہر پر ظلم ہے۔ ہم رو رہے ہیں کہ ہمارے علاقوں کے اندر سیوریج ٹھیک نہیں' سٹریٹ لائٹس نہیں' سڑکیں ٹھیک نہیں جو ایل ڈی اے کی ذمہ داری بنتی ہے۔ پارکوں کی حالت آپ دیکھ لیں اور ان لوگوں کو گھر بیٹھے ہوئے بہترین گاڑیاں ملی ہوئی ہیں۔ جب یہ بھرتیاں ہوئی تھیں تو اس وقت بھی ہم نے یہ نشان دہی کی تھی۔ اس وقت ہم اپوزیشن میں تھے۔ اس وقت اخبارات میں بھی آیا تھا کہ عالی شان دفاتر ان کو renovate کر کے فوری طور پر دے دیے گئے ہیں۔ لہٰذا میں درخواست کروں گا کہ اس کا جلد از جلد فیصلہ ہونا چاہیے تاکہ ایل ڈی اے کے اوپر جو ناجائز بوجھ ہے وہ ختم ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی فرمایے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! وزیر موصوف جو ابھی بھرتیوں کی بات کر رہے تھے' غالباً یہ irregular بھرتی کے زمرے میں جو بات آتی ہے اس کی بات ہو رہی تھی۔ جناب وزیر نے یہ فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے' وہ انکوائری کر رہی ہے اور جب اس کی سفارشات آئیں گی تو وہ ایوان کے سامنے پیش کریں گے۔ جناب والا! جو میں سمجھ سکا ہوں غالباً یہ ایک مخصوص مدت میں جو

تقرریاں ہوئی تھیں ان کی انکوائری کا ذکر کر رہے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! آپ کو اس بات کا علم بھی ہے اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو بھی اس بات کا علم ہے کہ irregular appointment کی باتیں بہت پہلے سے ہو رہی ہیں۔ جس مدت کی وزیر صاحب نے بات کی ہے اس سے پہلے بھی بہت irregular appointments ہوتی رہی ہیں------

جناب سپیکر: منیس صاحب! یہ تو آپ کا کوئی ضمنی سوال نہ بنا۔ غالباً آپ لیٹ آئے ہیں۔ سوال جو زیر بحث ہے وہ نمبر 319 ہے۔ اس میں ایک specific period ہے۔ آپ جز(ب) میں دیکھیں "جنوری 1994ء سے جون 1996ء تک" ۔ آپ 1994ء سے 1996ء کے اندر رہتے ہوئے کوئی ضمنی سوال کریں تو میں آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں اسی طرف آ رہا ہوں۔جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا 1985ء کے بعد جو irregular appointments ہوئیں ان کی انکوائری بھی کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: اس سوال کی میں اجازت نہیں دیتا۔ یہ relevant سوال نہیں ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی معظم وٹو صاحب! فرمائیے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ سارے رولز کو relax کر کے یہ بھرتیاں کی گئیں۔ تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ academic qualification کی جو requirement ہے کیا اس کو relax کر کے بھی کوئی بھرتیاں ہوئی ہیں۔ اگر ہوئی ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر: عمر کا تو چلیں ٹھیک ہے اگر کوئی 70/80 سال کا بوڑھا بھی ہو تو اس کی relaxation کر دیں تو خیر ہے لیکن معظم وٹو صاحب پوچھ رہے ہیں کہ کیا اس میں کوئی qualifications بھی relax کی گئی ہیں؟ یعنی اگر کوئی اسامی انجینئر کی تھی اور اس پر میٹرک پاس لگا دیا گیا ہو' آیا کوئی ایسی چیز ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! ہمیں جو تفصیل محکمے سے ملی ہے وہ ہم نے لف کر دی ہے اور وہ ٹیبل پر ہے۔ اگر یہ تفصیل پڑھنا پسند کریں تو ذرا دیکھ لیں کہ کون کون سی relaxation

ہوئی ہے۔ وہ بھی خود دیکھ لیں اور اگر حکم کریں تو میں ساری پڑھ دیتا ہوں۔ لیکن یہ کافی لمبی تفصیل ہے اور وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! rules relax کرنے کا ہمارے پنجاب کی پارلیمانی اور جمہوری تاریخ میں جو ریکارڈ توڑا ہے وہ تو سابق وزیر اعلیٰ جناب منظور وٹو صاحب نے توڑا ہے۔ تو میں اپنے معزز رکن معظم وٹو صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اپنے ابا جی سے ہی پوچھ لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں لگتا۔ وٹو صاحب! آپ اس میں نمبر 14 پر دیکھیں کہ مسٹر کاشف مشتاق اعوان اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل کیڈر اس میں لکھا ہوا ہے کہ زائد عمر کی بھی رعایت ہے، تعلیم کی رعایت ہے پھر کئی چیزوں کی اس میں رعایت دی گئی ہے۔ اسی طرح مسٹر غلام رسول ہے پھر مسٹر رضا ظہور وٹو، مسٹر قمر اللہ وٹو ____

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے ایسا لگ رہا کہ یہ سوال irregular appointments کے بارے میں اور relaxation of rules کے بارے میں ہے۔ غالباً تمام ایوان چاہتا ہے کہ اس پر بات ہو تو کیا ہی مناسب ہو گا کہ irregular appointments اور relaxation of rules پر بحث کے لیے ایک دن مختص کر دیا جائے۔ اس میں تمام چیزوں پر بحث ہو تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر بحث کے لیے دن مختص کیا جائے تو ایجنڈے پر سب سے پہلے یہ سوال رکھا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تو ان کی اپنی رائے ہے۔ سلہری صاحب آپ اس پر کوئی اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! سعید منیس صاحب اور معظم وٹو صاحب-----

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس سوال پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! میں ان کی تصحیح کے لیے اور دوستوں کی وضاحت کے لیے یہ بیان کرنا چاہوں گا کہ میرا سوال تھا کہ----

جناب سپیکر، جی ہاں' جنوری 1994ء سے جون 1996ء تک۔

جناب ارشد عمران سلہری، میرا سوال تھا کہ جنوری 1994ء سے جون 1996ء تک ایل ڈی اے کے اندر گریڈ 16 یا 17 کے افسران کے لیے کتنی بھرتی کی گئی؟

جناب سپیکر، جی ہاں' وہ تفصیل آ گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ٹوٹل انھوں نے 17 افراد بھرتی کیے۔ جناب والا! 17 میں سے 16 تمام قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھرتی کیے گئے اور اس کے اندر 11 نمبر پر صرف احمد ممتاز علی خان اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل آتا ہے جو اپنے میرٹ پر بھرتی ہوا۔

جناب سپیکر، ایک آدھ تو میرٹ پر ہونا چاہیے ناں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! بات یہ ہے کہ پچھلا جو شہنشاہی دور تھا اس کو پورے پنجاب کے اندر پورے پاکستان کے اندر کوئی پڑھا لکھا نہیں ملا؟ کوئی میرٹ پر آنے والا نہیں ملا! صرف جو اسمبلی کے اندر بیٹھے ہوئے تھے' کوئی وزیر تھا اور کوئی وزیر اعلیٰ تھا' ان کے بھانجوں بھتیجوں کے لیے rules relax کیے گئے؟ جناب سپیکر ! میں ان سے یہی عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ بے شک اس کے اوپر ایک دن رکھ لیں۔ ہمارے پاس اس دور کی اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں کہ یہ شیخوپورہ میں سنٹر تبدیل کروا کر اپنے بچوں کو بی اے اور ایم اے کیسے کیسے پاس کرواتے رہے ہیں۔ اگر ان کی خواہش ہے تو میری بھی درخواست ہے کہ آپ اس پر ٹائم رکھ لیں اور اس سوال کو پہلے رکھیں۔

جناب سپیکر، ہاں' اس وقت شیخوپورہ والا تو بڑا مشہور کیس تھا۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کا ہے۔

چودھری محمد صفدر شاکر، سوال نمبر 369

ہاؤسنگ کالونی ماموں کانجن

*369۔چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
ہاؤسنگ کالونی ماموں کانجن جس پر لاکھوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے میں الاٹمنٹ کا کام کب تک شروع کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر اجازت ہو تو جواب پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، جی جواب پڑھ دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی) ، ایریا ڈویلپمنٹ سکیم ماموں کانجن 30 - جون 1996ء کو مکمل ہوئی۔ اس کی تکمیل پر 175.43 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ سکیم ہذا میں آرڈیننس مجریہ 4 - فروری 1997ء کے تحت 10 مرلے سے کم رقبے کے 95 فی صد اور تمام بڑے پلاٹ بذریعہ نیلامی فروخت ہوں گے ۔ البتہ 10 مرلہ سے کم سائز کے 5 فی صد پلاٹ برائے ڈیفنس اور ان افراد کے لیے مختص ہیں۔ جو کار سرکار انجام دیتے ہوئے معذور ہوئے۔ شیڈول کے مطابق سکیم میں پلاٹوں کی نیلامی جولائی و اگست 1997ء میں کی جائے گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہوں۔ لیکن میں ایک چیز ان کی خدمت میں عرض کروں کہ وہاں پر موجودہ صورت حال یہ ہے کہ پچھلے تین سال کے اندر وہاں سے بجلی کی تاریں اور بجلی کے آدھے ٹرانسفارمر اتار لیے گئے ہیں ۔ اگر اس تاریخ تک نیلامی نہ ہوئی تو میرے خیال میں بقایا کھمبے اور بجلی کے ٹرانسفارمر بھی وہاں نہیں رہیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میرے معزز رکن نے جو شکایت کی ہے اس کی تو ابھی انکوائری کرائی جا سکتی ہے کہ وہاں پر بجلی کی تاریں یا ٹرانسفارمر چوری ہوتے ہیں۔لیکن جہاں تک اس کی نیلامی کا تعلق ہے وہ 23 - اکتوبر 1997ء کو ہو گی۔

جناب سپیکر، اسی ماہ میں 23 - اکتوبر کو ہی ہو گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی ہاں اسی ماہ کی 23 تاریخ کو نیلامی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا بھی یہی مقصد تھا کہ کہیں باقی سارا سامان بھی چوری نہ ہو جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، وہ انکوائری کرا لیں گے لیکن اسی ماہ کی 23 تاریخ کو نیلامی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے ۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، سوال نمبر 394

بھکر، گڈالہ روڈ پر سیوریج کا منصوبہ

*394۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ، بھکر گڈالہ روڈ پر سیوریج کا کام کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا اس وقت تک اس منصوبے پر کتنا کام ہو چکا ہے بقایا کام کب مکمل ہو جائے گا۔ تفصیل بتائی جائے؟

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)، شاہانی صاحب معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اگر میں کوئی لفظ صحیح نہ پڑھ سکوں تو مجھے معاف فرمایئے گا۔

بھکر گڈالہ روڈ پر تعمیر نالہ برائے نکاسیٔ آب فیز 1-10 (دس) لاکھ روپے کا ڈپٹی کمشنر / ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل بھکر نے بذریعہ چٹھی نمبری 395/B مورخہ 24-4-96 منظور کیا۔ منصوبے پر کام مئی 1996ء میں شروع ہوا اور 1780 فٹ نالہ بمع تین عدد مین ہول و سکرین برائے صفائی نومبر 1996ء میں مکمل ہو گیا ہے ۔ نالے میں گندے پانی کی نکاسی ہو رہی ہے اور جس حصے میں نالہ مکمل ہو گیا ہے سڑک مکمل طور پر خشک و صاف ہو گئی ہے۔

سکیم ہذا فیز II کے لیے وفاقی حکومت نے پیپلز پروگرام کے تحت مبلغ 40 لاکھ روپے بذریعہ چٹھی نمبری F-PB-8-(i)96-PMD مورخہ 02-09-96 مہیا کیے جو کہ بعد ازاں چٹھی نمبری CH-210732/96-97 PP Islamabad مورخہ 05-11-96 کے تحت واپس لے لیے گئے۔ سکیم ہذا پر فیز II کے تحت کوئی رقم خرچ نہ کی گئی اور نہ ہی موقع پر کوئی کام ہوا ہے ۔ بقایا کام کرنے کا فی الحال کوئی منصوبہ زیر عمل نہیں۔

جناب سپیکر، جی شاہانی صاحب۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا ! یہ سکیم منظور کی گئی تھی کہ length کتنی تھی اور میرے

خیال میں یہ فیز وار نہیں تھی۔یہ ایک ہی منصوبہ تھالیکن اس کو اب دو فیزز میں بنا دیا گیا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میرے معزز رکن جو شکایت فرما رہے ہیں شاید یہ اس کی انکوائری چاہتے ہیں۔میں اس ضمن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس سکیم کی انکوائری چودھری اعجاز اسسٹنٹ ڈائرکٹر کو دے دی گئی ہے اور انھوں نے رپورٹ بھی بھیج دی ہے۔ رپورٹ کی روشنی میں ذمہ دار اہل کاروں کو چارج شیٹ کیا جائے گا۔ جناب والا! گڈالہ روڈ کی نکاسیٔ آب کے لیے بقایا کام کرنا ضروری ہے لیکن میں پہلے ان کے سوال کا جواب دینا مناسب سمجھوں گا کہ اس کی لمبائی 5400 فٹ ہے ۔شاید ان کو یہ اعتراض ہے کہ جو specification تھی اس کے مطابق کام نہیں ہوا۔ میں نے اس کی انکوائری کے لیے چودھری اعجاز اسسٹنٹ ڈائرکٹر کی ڈیوٹی لگائی ہے اور اس کی جو انکوائری رپورٹ آئے گی اور وہ اس میں جو سفارشات مرتب کریں گے ان شاء اللہ اس پر جلدی ایکشن ہو گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی،جناب والا! یہ جو 1780 فٹ نالہ بنایا گیا تھا' وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ اس کے متعلق شکایت تھی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے اس کے متعلق شکایت تھی اور ہے۔ کیونکہ یہ نالہ جب بنا یا گیا تو اس کی چوڑائی ڈیڑھ فٹ رکھی گئی ہے اور اس کی گہرائی 6 فٹ ہے۔ جناب والا! ہمارا علاقہ ریگستانی ہے۔ اس کا صفائی کا نظام کیسے چلے گا؛ ہمارا علاقہ پس ماندہ ہے اور وہاں پر صفائی کے لیے کون سی ایسی مشینری آئے گی جو اس نکاسیٔ آب کے نالے کو صاف کرے گی؛ جناب والا! اس وقت بھی وہ نالہ ریت سے بھرا ہوا ہے ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کے پاس ایسی کون سی مشینری ہے جس سے اس نالے کی صفائی ممکن ہو سکے گی؟

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ، جناب والا! اس کی موجودہ پوزیشن جس طرح یہ فرما رہے ہیں ایسی ہی ہے۔

جناب سپیکر، 1996ء میں تو اس کی ایک دفعہ صفائی ہوئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ، ایک دفعہ صفائی ہوئی تھی پھر اس کے بعد فنڈز واپس لے لیے گئے' کیونکہ وہ فنڈ پیپلز پروگرام کے تحت دیے گئے تھے۔ ایک ایم این اے صاحب تھے ان کو یہ فنڈ دیے گئے تھے۔اس کے بعد وہ فنڈز آئے نہیں اور نہ ہی اس سکیم کو چالو کرنے کے لیے کوئی ہدایت آئی ہے۔جس وقت ہمیں اس سکیم کے لیے فنڈ دیے گئے یا حکومت کی طرف سے کوئی ہدایت آئیں گی تو اس سکیم پر کام مکمل ہو جائے گا۔ میری شاہانی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اگر اس سکیم پر کچھ

کرنا چاہیں تو اپنی لوکل کونسل سے 1/3 حصہ محکمے کو جمع کروا دیں اور ہم ان شاء اللہ سفارش کر کے اس سکیم کو اگلے سال ADP میں شامل کروا کر مکمل کروا دیں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! اس سکیم کو جن انجینئروں نے ڈیزائن کیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور انکوائری ہونی چاہیے تاکہ عوام اور حکومت کو نقصان نہ پہنچے۔ اس نالے کو بنانے کا مقصد تو یہ تھا کہ صفائی ہو سکے۔ شہر اس وقت ڈوبا ہوا ہے۔ وہاں پر گندگی کا اتنا ڈھیر ہے۔ وزیر موصوف ایک اور انکوائری ٹیم تشکیل دیں' کیونکہ پہلی ٹیم تو موقع پر گئی ہی نہیں اور جو لوگ گئے ہیں ان ٹھیکے داروں سے مل کر واپس آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف اس پر ایک ٹیم دوبارہ تشکیل دیں اور شاہانی صاحب کو بھی اس میں شامل کر لیں تاکہ پتا چلے کہ وہاں پر کیا ہوا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! ایک رپورٹ انھوں نے بھیج دی ہے۔ اب شاہانی صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ وہ تشریف لائیں اور وہ رپورٹ ہم خود بیٹھ کر دیکھیں گے۔ اگر وہ اس رپورٹ سے مطمئن ہو گئے تو اس پر عمل ہوگا' ورنہ ایک اور ٹیم تشکیل دے کر دوبارہ اس کی انکوائری کروائی جائے گی۔

جناب سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ رپورٹ کی بجائے نالے کی صفائی زیادہ ضروری ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس کے متعلق میری یہ گزارش ہے کہ فنڈز مہیا ہونے پر وہ سکیم مکمل ہو جائے گی۔ یہ ہمارے پاس تشریف لے آئیں' رپورٹ پڑھ لیں گے۔ اگر یہ مطمئن نہ ہوئے تو دوبارہ انکوائری کروا لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

ضلع بھکر میں محکمہ کے منصوبہ جات

*395۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
اس وقت ضلع بھکر میں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے بشمول (PHED) کے کون کون سے منصوبہ جات شروع ہیں اور ان کی لاگت اور تاریخ تکمیل کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

i۔ ضلع بھکر میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر انتظام مندرجہ ذیل منصوبہ جات زیرتکمیل ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	لاگت	تاریخ تکمیل
1۔	دیہی منصوبہ آب نوشی میبل شریف	34.99لاکھ روپے	جون1997ء
2۔	۔ایضاً۔ جنڈانوالہ	35.00۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3۔	دیہی منصوبہ نکاسی آب عمر والی	22.89۔ایضاً۔	جون1997ء
4۔	۔ایضاً۔ کلوال	28.91ایضاً۔	۔ایضاً۔
5۔	۔ایضاً۔ کراڑی کوٹ	24.93ایضاً۔	جون1997ء
6۔	۔ایضاً۔ بیٹ بوگا	32.587۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
7۔	۔ایضاً۔ بہاون پور	31.659۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
8۔	۔ایضاً۔ بھکر نشیب	22.43۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
9۔	۔ایضاً۔ روڈی حسن والا	34.958۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
10۔	اربن توسیع منصوبہ آب نوشی منکیرہ	34.90۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

(ii) ضلع بھکر میں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے زیر انتظام ابھی کوئی نئی سکیم جاری نہیں ہے۔ البتہ چار شہری رہائشی سکیمیں مکمل کی جا چکی ہیں۔ جن کی لاگت کا تخمینہ اور تاریخ تکمیل درج ذیل ہے،

نام سکیم	لاگت کا تخمینہ	تاریخ تکمیل
1۔ ایریا ڈویلپمنٹ سکیم بھکرI	22.49لاکھ	30 جون1978ء
2۔ ایریا ڈویلپمنٹ سکیم کلور کوٹ	46.27لاکھ	30 جون1979ء

3۔ تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم بھکر	44.05 لاکھ	30 جون 1995ء
4۔ ایریا ڈویلپمنٹ سکیم بھکر II	160.25 لاکھ	30 جون 1996ء

ناجائز قابضین

*409۔ دیوان مشتاق احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ماڈل ٹاؤن کیو بلاک میں واقع ایل ڈی اے کے فلیٹوں میں کل کتنی دکانیں ہیں۔

(ب) ان دکانوں میں سے کتنی نیلام ہو چکی ہیں اور یہ کن افراد نے کتنی مالیت میں خریدی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اکثر دکانیں اب تک نیلام نہیں کی گئیں اور نیلام نہ ہونے والی دکانوں پر بعض افراد نے ایل ڈی اے کے افسران و اہل کاران سے ملی بھگت کر کے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔

(د) کیا حکومت ان دکانوں کو ناجائز قابضین سے خالی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز حکومت ایل ڈی اے کے ذمہ دار افسران/اہل کاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جن کی ملی بھگت سے لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) کیو بلاک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں فلیٹوں کے نیچے کل 157 دکانیں ہیں۔

(ب) کل 31 دکانیں بذریعہ نیلام عام فروخت ہوئی ہیں۔*** فہرست خریداران مع قیمت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 126 دکانیں تاحال نیلام نہ ہوئی ہیں۔ نیلام نہ ہونے والی دکانوں میں سے 6 دکانوں پر پولیس نے تھانہ لیاقت آباد بنا رکھا ہے۔ جبکہ اس وقت بقایا 120 دکانیں ایل۔ڈی۔اے کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ تھانہ کی منتقلی کسی متبادل جگہ پر جلد ہی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) جواب (ج) کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

پی۔پی 108 سیالکوٹ میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی سکیمیں

*447۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

(الف) سال 1993-1996ء میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں حلقہ 108 میں کون سے منصوبہ جات شروع کیے گئے اور ان کی کل مالیت کیا تھی۔

(ب) ان تمام سکیموں کا نام بمع مختص رقم اور اب تک ان منصوبوں کی کیا پوزیشن ہے۔

(ج) ٹھیکے دار / فرم کا نام، منصوبہ کا نام مخصوص کردہ رقم اور خرچ شدہ رقم اور اب تک موجودہ منصوبہ کی کیا پوزیشن ہے۔

(د) 1993ء سے 1996ء تک محکمہ پبلک ہیلتھ میں کتنے ملازمین کو حلقہ 108 میں بھرتی کیا گیا ہے؟ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) سال 1993-96ء میں محکمہ ہذا نے حلقہ PP-108 میں مندرجہ ذیل 22 منصوبہ جات شروع کیے تھے۔ ان کی کل مالیت 629.59 لاکھ (چھ کروڑ انتیس لاکھ انسٹھ ہزار روپے) تھی۔ ان سکیموں میں سے چھ سکیمیں جون 1994ء میں تین سکیمیں جون 1996ء میں اور ایک سکیم جون 1997ء میں مکمل ہوگئی۔ یہ دس سکیمیں 236.66 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئیں۔ باقی بارہ سکیموں پر جون 1997ء تک 310.32 لاکھ روپے خرچ ہو چکا ہے اور مالی سال 1997-98ء میں ان بارہ منصوبہ جات کے لئے 88.40 لاکھ (اٹھاسی لاکھ چالیس ہزار روپے) مختص ہیں۔ سال 1997-98ء میں مندرجہ ذیل 6 (چھ) منصوبہ جات مکمل ہوں گے۔

1۔ دیہی نکاسی و فرش بندی ٹھیکے	2۔ دیہی نکاسی آب و فرش بندی بھلووالی
3۔ ایضاً۔ دلھیکے	4۔ ڈھولن
5۔ ایضاً۔ سیوکے	6۔ بھیکے والی گج

اور مندرجہ ذیل چھ عدد منصوبہ جات سال 1998-99ء میں پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔

1۔ دیہی نکاسی آب و فرش بندی دیکیے	2۔ دیہی نکاسی و فرش بندی دھدوبسرا
3۔ ایضاً۔ ڈھولیوالی	4۔ ایضاً۔ بھگت پور
4۔ ایضاً۔ کسووالہ	6۔ ایضاً۔ دھیدووالی

(ب) اس کا جواب جز "الف" میں ہے۔

(ج) *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(د) کوئی نہیں (مستقل) 78 ورک چارج ملازمین رکھے گئے۔ *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

واٹر سپلائی سکیم کا اجراء

*535۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ستراہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں واٹر سپلائی سکیم زیر تکمیل ہے۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت متذکرہ سکیم پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔
(ج) متذکرہ سکیم کو ابھی تک چالو نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) ہاں۔ یہ درست ہے کہ واٹر سپلائی سکیم ستراہ زیر تکمیل ہے۔
(ب) درست ہے۔ اس پر 29.81 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ تفصیل یوں ہے۔

نمبر شمار	سال	مختص رقم	خرچ
1	1987-88	6.00 لاکھ	6.21 لاکھ
2	1988-89	5 00 لاکھ	3.68 لاکھ
3	1989-90	10.00 لاکھ	9.18 لاکھ
4	1990-91	3.60 لاکھ	3.62 لاکھ
5	1991-92	1.75 لاکھ	1.72 لاکھ
6	1992-93	-	-
7	1993-94	-	-
8	1994-95	-	-
9	1995-96	-	-
10-	1996-97	7.85 لاکھ	5.40 لاکھ

(ج) چار سال 93-1992ء سے 96-1995ء سال تک سکیم ہذا کے لیے رقم مختص نہ کی گئی۔ جس کی وجہ سے اس عرصے میں کام جاری نہ رہ سکا۔ مورخہ 92-6-28 کو -/70,000 روپے محکمہ واپڈا کو برائے بجلی کا کنکشن جمع کرا دیے تھے۔ جبکہ اب مورخہ 97-3-13 کو -/2,19,181 روپے کا ڈیمانڈ نوٹس واپڈا کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ بقایا رقم -/1,49,181 روپے محکمہ واپڈا کو

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بذریعہ چیک نمبر DO64611/D00 647 مورخہ 11-6-97 کو جمع کروا دیا ہے۔ بجلی کا کنکشن ملنے پر سکیم فوری طور پر چلا دی جائے گی۔31 جولائی 1997ء تک سکیم چالو ہونا متوقع ہے۔

جی۔ڈی۔اے میں ملازمین اور گاڑیوں کی تعداد

*562۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء تا 1996ء سال وار گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ کا ترقیاتی بجٹ اور خرچ کیا تھا تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اس وقت ترقیاتی ادارہ میں ملازمین کی تعداد، منصوبہ جات کی تفصیل جو زیرتکمیل ہیں بتائی جائے۔

(ج) اس وقت ادارہ کے زیر استعمال گاڑیوں کی کل تعداد کیا ہے اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں۔

(د) سال 1993ء تا 1996ء تک ہر گاڑی پر پٹرول و مرمت وغیرہ کے ضمن میں کتنا خرچ کیا گیا۔ سال وار تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی):

(الف) گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ میں دو قسم کے ترقیاتی بجٹ کے تحت کام ہوتا ہے جس میں ایک تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت اور دوسرا اپنے پیدا کردہ وسائل کے تحت منصوبہ جات پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت سال وار آمدن و خرچہ کی ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(تتمہ "الف")

جہاں تک اپنے پیدا کردہ وسائل کا تعلق ہے۔ اس مد میں جی۔ڈی۔اے۔نے اب تک ایک سول لائن پلازہ جس کا کل رقبہ 14 مرلہ 4 کنال ہے اور اس کا کورڈ ایریا Covered Area 7168 مربع فٹ ہے جس میں 98 عدد دکانات اور 120 عدد دفاتر جو کہ 283.64 لاکھ کی لاگت سے تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔ اس پلازہ کی فروخت اور کرایہ کی آمدن سے اتھارٹی نے اب تک 403.727 لاکھ روپے آمدن حاصل کی ہے اور اس سے کل آمدن 480.20 لاکھ روپے ہونے کی توقع ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور منصوبہ جی۔ڈی۔اے پلازہ جی۔ٹی۔روڈ

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

بلاکس، کیو۔ آر۔ایس اور ٹی، جو کہ چار عدد بلاکس پر مشتمل ہے۔ شروع کیا ہوا ہے۔ جس میں 177 عدد دکانات اور 84 عدد دفاتر کی تعمیر شامل ہے اس پر کل لاگت 634.68 لاکھ روپے آئے گی اور اس سے متوقع آمدن 726.75 لاکھ روپے سیکورٹی ہوگی۔ یہ دفاتر دکانات کرایہ داری کی شرائط پر دیے جائیں گے۔

(ب) اس وقت گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ گوجرانوالہ میں ملازمین کی تعداد 163 ہے جس کی *** تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے نیز زیرتکمیل ترقیاتی منصوبہ جات کی*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ (تتمہ"ب")

(ج) اس وقت گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ میں گاڑیوں کی تعداد مع ایک ٹریکٹر 20عدد ہے۔ نیز گاڑیوں جن افسران کے زیر استعمال ہیں اور جو ناقابل استعمال ہیں کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تتمہ"ت"

(د) سال1993ء تا 1996ء تک ادارہ کی گاڑیوں پر پٹرول اور مرمت پر جو خرچ آیا اس کی*** تفصیل بھی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تتمہ"ج"

جی۔ڈی۔اے میں منصوبہ جات

*563۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1993ء تا1996ء گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کون کون سے منصوبہ جات شروع کیے ہر منصوبے کی لاگت اور ٹھیکے دار کا نام اور تاریخ تکمیل منصوبہ الگ الگ بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ منصوبہ جات شروع کرتے وقت کسی منتخب ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے کو بھی شامل کیا گیا۔

(ج) جز(الف) میں بیان کیے گئے منصوبہ جات بناتے وقت اتھارٹی کے کسی باقاعدہ اجلاس میں ان منصوبہ جات کی منظوری حاصل کی گئی تھی اور اس اجلاس میں کون سے منتخب نمائندے بلائے گئے تھے۔

(د) اگر یہ تمام منصوبہ جات منتخب نمائندوں کے علم اور مشاورت کے بغیر شروع کیے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)۔

(الف) سال 1993ء تا 1996ء کے دوران جی۔ڈی۔اے نے چھ عدد منصوبہ جات شروع کیے جن کی *** تفصیل بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے(تتمہ "الف")

(ب) گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ میں جو منصوبہ جات شروع کیے وہ گوجرانوالہ کی ماسٹر پلاننگ جو کہ پی۔ایم۔یو میں ورلڈ بینک کے تعاون سے تیار کی تھی کے مطابق ترجیحی بنیاد پر ایڈمنسٹریٹر بلدیہ گوجرانوالہ کی معاونت کمشنر گوجرانوالہ کی زیر سرپرستی اور محکمہ پی اینڈ ڈی حکومت پنجاب کی منظوری سے شروع کیے۔ مزید برآں یہ منصوبہ جات گورنمنٹ آف پنجاب کے بجٹ میں شامل تھے اور باقاعدہ پنجاب اسمبلی کی منظوری کے بعد شروع کیے گئے۔

(ج) گورنمنٹ آف پنجاب کے بجٹ میں درج شدہ منصوبہ جات کی کسی بھی اتھارٹی سے منظوری ضروری نہ ہے۔

(د) تمام منصوبہ جات گوجرانوالہ کی ماسٹر پلاننگ کے تحت ترجیحی بنیاد پر ایڈمنسٹریٹر بلدیہ اور کمشنر گوجرانوالہ کی باہمی معاونت سے تیار کیے گئے اور حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد شروع کیے گئے۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*601۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے فروری 1997ء کے دوران صوبے کی کن سکیموں میں کن افراد کو کن وجوہ کی بناء پر وزیر اعلیٰ و دیگر حکام کی سفارش پر کتنے کتنے رقبے کے پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ ایسے اشخاص کے نام، ولدیت، قومیت، پیشہ جات، عمر، پتا جات، تاریخ الاٹمنٹ، نام سفارش کنندہ کا مکمل گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اعلان کیا تھا کہ متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد کو قواعد میں نرمی کر کے پلاٹ الاٹ کیے گئے تھے وہ منسوخ کر دیے جائیں گے۔

(ج) اگر جز "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کن افراد کے پلاٹ منسوخ کیے گئے ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور تاریخ منسوخی پلاٹ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے اور جن

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

افراد کے پلاٹ ابھی تک منسوخ نہیں ہوئے اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک ایسے پلاٹ منسوخ کر دیے جائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) سال 1993ء سے فروری 1997ء کے دوران الاٹ کیے گئے پلاٹوں کی*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(تتمہ"الف")

(ب) ایسے پلاٹ جو قواعد میں نرمی یا خلاف ضابطہ الاٹ کیے گئے تھے۔ وہ منسوخ کر دیے گئے ہیں۔

(ج) جن افرد کے پلاٹ / کوارٹر منسوخ ہوئے۔ ان کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(تتمہ"ب")

واٹر سپلائی کی سہولت

*613۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) موضع وجھ تحصیل شاہ پور سرگودھا میں واٹر سپلائی سکیم کا منصوبہ کتنی لاگت سے مکمل ہوا ہے اور یہ سکیم کب شروع کی گئی نیز مورخہ 28 دسمبر 1991ء تک کتنے صارفین کو کنکشن دیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جزو(الف) میں مذکورہ واٹر سپلائی سکیم 28 دسمبر 1991ء سے بند ہے جسسے علاقے کے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جز(ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر لوگوں کو واٹر سپلائی کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) واٹرسپلائی سکیم موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کا منصوبہ 86-1985ء میں شروع ہوا اور جون 1987ء کو =/1720575 روپے کی لاگت سے مکمل ہوا سکیم مکمل ہونے اور چالو کرنے کے بعد مورخہ 88-11-02 کو چیئرمین یونین کونسل وجھ کی تحویل میں دے دی۔یونین کونسل کے ریکارڈ کے مطابق 225 کنکشن ہیں۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) سکیم یونین کونسل کے پاس ہے۔ ان کے ریکارڈ کے مطابق سکیم اکتوبر 1992ء کو بوجہ عدم ادائیگی بل بجلی بند ہوئی اور ٹیوب ویل کا ٹرانس فارمر بھی واپڈا نے اتار لیا۔

(ج) سکیم کی بحالی کے لیے واپڈا کو ٹرانس فارمر اور بجلی کے بقایا جات جون میں ادا کر دیے مگر جون میں واپڈا والوں نے ان چیکوں کو Cash نہ کروایا۔ اب واپڈا کو دوبارہ 1.15 لاکھ کی ادائیگی مورخہ 22۔ ستمبر 1997ء کو کر دی گئی ہے۔ بجلی کا دوبارہ کنکشن مہیا ہونے پر سکیم چلا دی جائے گی۔

واٹر سپلائی سکیم کی سہولت

*616۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 104 جنوبی ضلع سرگودھا میں زیر زمین پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر واٹر سپلائی سکیم کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) چک نمبر 9 جنوبی ضلع سرگودھا کا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور پینے کے قابل نہ ہے۔ اس منصوبے کو بنانے کے لیے 34.33 لاکھ فنڈز درکار ہیں۔ *** تفصیل لف ہے۔

چک نمبر 10 جنوبی ضلع سرگودھا کا زیر زمین پانی اندرون چک پانی کڑوا ہے اور پینے کے قابل نہ ہے۔ اس منصوبے کو بنانے کے لیے 60 لاکھ فنڈز درکار ہیں۔*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ ان دونوں چکوک کا پانی کا منصوبہ رواں مالی سال میں شامل نہ ہے اگر گورنمنٹ مذکورہ بالا چکوک کے لیے مندرجہ بالا فنڈز فراہم کر دے تو لوگ میٹھے پانی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

کاموںکی واٹر سپلائی سکیم کی تعمیر

*620۔چودھری شمشاد احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کاموںکی اربن سیوریج واٹر سپلائی سکیم کی تعمیر کا کام کب شروع ہوا تھا اس کی تکمیل کی

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

میعاد کتنی تھی' اب تک کتنا کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سکیم کو بروقت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) اربن واٹر سپلائی اینڈ سیوریج سکیم کاموکی مئی 1991ء کو بہ لاگت تخمینہ 238.84 لاکھ روپے شروع کی گئی اور اس سکیم کو عرصہ تین سال میں مکمل ہونا تھا۔ لیکن لاگت تخمینہ نظر ثانی کے بعد 298.32 لاکھ روپے سال 94-04-16 میں ہوگیا۔ اب تک 275.55 لاکھ روپے حکومت سے اور 28.87 لاکھ روپے کمیٹی نے اپنے وسائل سے مہیا کیے ہیں۔اب تک کا خرچہ 300.85 لاکھ روپے ہے۔ اس سکیم پر 88 فی صد کام مکمل ہو چکا ہے اور 12 فی صد کام بقایا ہے۔

(ب) سکیم کی تکمیل سال 98-1997ء میں متوقع ہے۔ جس کے لیے حکومت نے 10 لاکھ روپے مختص کیے ہیں۔

رورل واٹر سپلائی سکیم

*639۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع میانوالی میں اس وقت رورل واٹر سپلائی کی کل کتنی سکیمیں کام کر رہی ہیں اور یہ سکیمیں کس ادارے کے تحت چل رہی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

اب تک ضلع میانوالی میں کل 98 عدد دیہی آب رسانی کے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں ان میں سے 96 عدد دیہی آب رسانی کے منصوبے محکمہ تعمیرات صحت عامہ قسمت میانوالی کی زیر نگرانی چل رہے ہیں۔ جبکہ 2 عدد دیہی آب رسانی کے منصوبے متعلقہ یونین کونسلز چلا رہی ہیں۔ ان منصوبہ جات کے ناموں کی*** فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں 25 عدد منصوبہ جات آب رسانی دیہی علاقہ میں زیرتکمیل ہیں۔ ان منصوبہ جات کے ناموں کی*** فہرست بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن کی تکمیل آئندہ ایک دو سال میں فنڈز مختص ہونے پر متوقع ہے۔

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

مسٹر شہزاد جمیل کا موجودہ پوسٹ پر عرصہ تعیناتی

*644۔ پیر سید محمد بنیامین رضوی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مسٹر شہزاد جمیل ڈی۔جی ہاؤسنگ موجودہ سیٹ پر کب سے تعینات ہے اور وہ ابتدائی آغاز ملازمت سے آج تک کہاں کہاں اور کتنا عرصہ تعینات رہا۔ تفصیل بیان کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے مطابق کوئی آفیسر عام طور پر ایک سیٹ (پوسٹ) پر تقریباً تین سال تعینات رہ سکتا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ آفیسر کو موجودہ جگہ سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات، کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) مسٹر شہزاد جمیل ڈائرکٹر جنرل ہاؤسنگ موجودہ سیٹ پر 4 جولائی 1992ء سے تعینات ہے۔ انھوں نے محکمہ ہذا میں ملازمت کا آغاز بطور ڈپٹی ڈائرکٹر مئی 1976ء میں کیا۔*** مفصل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی مروجہ تبادلہ پالیسی کے مطابق کوئی بھی آفیسر عام طور پر ایک جگہ پر تین سال کا عرصہ مکمل ہونے سے پیشتر تبدیل نہیں کیا جاتا ماسوائے انتظامی مجبوری کے تحت یہ پابندی ضروری نہیں ہے۔

(ج) حکومت پنجاب کے رولز آف بزنس 1974ء کے تحت بی۔ایس 20 اور اس کے اوپر کے افسران کے تبادلہ کا اختیار محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کے پاس ہے۔ محکمہ ہذا کے پاس فی الحال کوئی موزوں متبادل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ایل۔ڈی۔اے کے ترقیاتی کام

*692۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم کی الاٹمنٹ و ترقیاتی کام ایل۔ڈی۔اے کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ سکیم کی ترقی پر ایل ڈی اے نے جولائی 1993ء سے 30 جون 1997ء تک سیوریج، واٹر

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

سپلائی، ٹیوب ویل، سڑکوں کی تعمیر، سٹریٹ لائٹ اور ہارٹیکلچر کی کن کن سکیموں پر کتنی کتنی رقم خرچ کی نیز ان میں کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی نامکمل ہیں۔ نامکمل منصوبہ جات مع ٹھیکے دار کے نام اور مدت مقررہ تکمیل، کی تفصیل بیان کی جائے۔

(ج) کیا گرین ٹاؤن لاہور اور ٹاؤن شپ سکیم کا کنٹرول لیتے وقت ایل۔ڈی۔اے نے اس کی نئے سرے سے تعمیر و ترقی کے لیے کوئی پی۔سی1 دیا تھا اگر دیا تھا اس کی مالیت کیا تھی نیز حکومت کی طرف سے کتنی گرانٹ مل چکی ہے۔ مدوار تاریخ وار تفصیل بتائی جائے۔

(د) کیا ایل۔ڈی۔اے ان سکیموں مثلاً نئے ٹیوب ویل، سیوریج، واٹر سپلائی، سٹریٹ لائٹ، سڑکوں، اور پارکوں کی تعمیر و مرمت کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم پر LDA نے جولائی 1993ء سے جون 1997ء تک سیوریج، واٹر سپلائی، ٹیوب ویل، سڑکوں کی تعمیر، سٹریٹ لائیٹس اور ہارٹیکلچر کی جن سکیموں پر جو رقم خرچ کی ان کی*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایل ڈی اے نے سال 1994-95ء میں ٹاؤن شپ کا کنٹرول سنبھالتے وقت 23 کروڑ روپے کا ایک PC-I(پی۔سی ون) برائے منظوری پی اینڈ ڈی کو ارسال کیا لیکن اس کی منظوری نہ ہوئی۔ اب موجودہ پرائیم کے حساب سے اس کی مالیت تقریباً32 کروڑ روپے بنتی ہے۔

(د) قائد اعظم ٹاؤن کی تعمیر و ترقی کے لیے ادارہ ہذا کوشاں ہے۔ جیسے ہی فنڈز دستیاب ہوں گے تمام سکیموں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

گریڈ 17 میں بھرتی

*752۔چودھری شمشاد احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1988ء سے اب تک گریڈ 17 اور اس سے اوپر محکمہ ہذا میں بھرتی ہونے والے افراد کی تعداد کیا ہے جن کی تعیناتی اخبار میں اشتہار دیے بغیر کی گئی ہے۔

(ب) کتنے افراد کو عارضی طور پر بھرتی کرنے کے بعد مستقل کر دیا گیا؟

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)۔

(الف) سال1988ء سے اب تک گریڈ17 اور اس کے اوپر محکمہ ہذا میں اخبارات میں اشتہار دیے بغیر 132 افراد کو بھرتی کیا گیا۔ ***تفصیل تتمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا132 افراد میں سے48 افراد کو عارضی طور پر بھرتی کرنے کے بعدمستقل کر دیا گیا۔ ***تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

ریسٹ ہاؤسز کی تعداد

*791۔خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمے کے زیر انتظام کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں ہر ریسٹ ہاؤس میں رہائش کی کتنی گنجائش ہے۔

(ب) سال1994ء سے1997ء تک ان ریسٹ ہاؤسز میں کون کون سے افراد ٹھہرے اور ان سے کتنا کرایہ وصول کیا گیا تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز میں بجلی، سوئی گیس بل اور عملہ کی تنخواہ اور مرمت پر کتنا خرچ ہوا سال وارتفصیل بتائی جائے۔

(د) ان افراد کے نام اور پتہ جات کیا ہیں جن کے ذمہ ابھی تک کرایہ کی رقم واجب الادا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے زیر انتظام صرف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 راولپنڈی کے پاس Joint Water Board کے ملکیتی دو ریسٹ ہاؤس ہیں۔ ان میں سے ایک Tonley Rest House مری جس کے دو بیڈ روم ہیں جن میں دو دوبستر ہیں۔

دوسرا Knolls ریسٹ ہاؤس دونگا گلی میں واقع ہے جس کے دو بیڈ روم ہیں اور دونوں میں دو دو بستر ہیں۔ ان دونوں ریسٹ ہاؤسز کی ریزرویشن اور بکنگ کمشنر اور راولپنڈی بطور چیئرمین جوائنٹ واٹر بورڈ مری کرتے ہیں۔

(ب) سال1994ء سے سال1997ء تک جو افراد ان ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرے ان کی ***تفصیل تتمہ

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

"الف" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) مندرجہ بالا ریسٹ ہاؤسز کے بجلی، عملے کے تنخواہ اور مرمت کے اخراجات الگ سے ادا نہیں کیے جاتے مری میں ٹونلے ریسٹ ہاؤس کی دوسری تنصیبات کے ساتھ ہی ریسٹ ہاؤس کا بل آتا ہے۔ اسی طرح ڈونگا گلی میں دوسری تنصیبات کے ساتھ ہی بجلی کا بل ادا کیا جاتا ہے۔

دونوں ریسٹ ہاؤسز میں سوئی گیس نہیں۔ مذکورہ بالا ہر ریسٹ ہاؤس میں ایک کیئر ٹیکر/ لک کام کرتا ہے۔ جو سکیل نمبر 1 کا ملازم ہے اور ان کی تنخواہ واٹر سپلائی سکیم مری کے دیگر عملہ کے ساتھ ہی ادا کی جاتی ہے۔

(د) کسی کے ذمہ کچھ بقایا نہیں۔

منظور شدہ کچی آبادیوں کی تعداد

*848۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ،

(الف) لاہور میں کتنی کچی آبادیاں ہیں اور کتنی منظور شدہ ہیں کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیمز PP-118 غازی آباد بلدیاتی وارڈ نمبر 54 وارڈ نمبر 47 اور وارڈ نمبر 39 لاہور کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے اس علاقے میں ایل۔ڈی۔اے نے کتنے گھرانوں سے برائے مالکانہ حقوق اور ترقیاتی اخراجات کے لیے کتنی رقم وصول کی۔

(ب) ایل ڈی اے نے مالکانہ حقوق دینے کے لیے جن لوگوں سے رقم وصول کی ہے کیا انھیں رجسٹریاں دے دی گئی ہیں نیز جن لوگوں کو سروے ٹیم ایل۔ڈی۔اے نے کچی آبادی میں شامل نہیں کیا۔ انہیں بھی مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) لاہور میں 241 کچی آبادیاں ہیں جن میں سے 73 کچی آبادیاں منظور شدہ ہیں۔ کچی آبادی غازی آباد کینٹ کی حدود میں آتی ہے۔ جس کا تمام ریکارڈ کینٹ بورڈ کو منتقل ہو چکا ہے۔ ایل ڈی اے نے کچی آبادی ہذا کے مکینوں سے نہ تو ترقیاتی اخراجات وصول کیے اور نہ ہی کسی کو حقوق ملکیت دیے گئے۔

(ب) جزو(الف) کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

31۔میاں عبد الستار، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
(الف) سال1985، سے لے کر1996، تک کتنے افراد محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔
(ب) ان کے نام' پتہ اور عہدہ اور رولز جو ریلیکس ہوئے نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) 1985، سے لے کر 1996، تک 808 افراد کو محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں رولز میں نرمی کر کے تعینات کیا گیا۔
(ب) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام'پتہ' عہدہ اور جو رولز ریلیکس کیے کی*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹیوب ویل کی تنصیب

53۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
(الف) کیا یہ درست ہے کہ اچھرہ' شاہ کمال' غزالی پارک اور وحدت روڈ لاہور کی کثیر آبادی کو پانی کی بہم رسانی کے لیے صرف ایک ناکارہ ٹیوب ویل نصب ہے جو انتہائی قلیل مقدار اور مختصر وقت کے لیے صارفین کو پانی فراہم کرتا ہے اور واسا ان صارفین سے بدستور600 روپے ماہانہ کے حساب سے پانی کے بل وصول کر رہا ہے۔
(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اچھرہ' شاہ کمال' غزالی پارک اور وحدت روڈ لاہور کے رہائشی صارفین کے لیے پانی کی وافر بہم رسانی کو یقینی بنانے کے لیے مزید

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی):

الف) یہ درست نہیں کیونکہ اچھرہ سب ڈویژن میں مختلف جگہوں پر 16 ٹیوب ویل نصب ہیں ۔ جو زیر زمین گرڈ سسٹم کے ذریعے اچھرہ ۔ شاہ کمال ۔ غزالی پارک اور وحدت روڈ کو پانی فراہم کرتے ہیں۔ ان محلوں میں پانی کی کمی آبادیوں میں اضافے کی وجہ سے ہوئی لیکن حال ہی میں گلشن کالونی میں چار کیوسک کا ٹیوب ویل لگانے کے بعد اس کمی کو پورا کر دیا گیا ہے اور اب لوگوں کو ضرورت کے مطابق پانی مل رہا ہے۔ علاوہ واسا پانی کے بل جائیداد کی سالانہ تشخیص کرایہ یا اس میں لگے واٹر میٹر کی ریڈنگ کے مطابق بھیجتا ہے۔ جو کہ مختلف ہوتے ہیں۔

(ب) چونکہ ان آبادیوں کو مناسب پانی مل رہا ہے لہذا نئے ٹیوب ویل کی ضرورت نہ ہے۔

رائلٹی کی وصولی

54۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی پارک(رائفل رینج) کی زمین99 سالہ پٹے پر دی گئی تھی اگر ہاں تو اس زمین کو پٹے پر دیے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے اور کتنا عرصہ باقی ہے نیز پٹہ داران کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) رہائشی مکینوں سے پٹے کی رائلٹی کس حساب سے وصول کی جاتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ حالات میں مکینوں سے پٹے کی رائلٹی وصول نہیں کی جا رہی۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پٹے پر دی گئی زمین کی رائلٹی وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی):

(الف) اولڈ رینفل رینج کے پلاٹ90 سالہ لیز پر دیے گئے تھے۔ اس زمین کو پٹے پر دیے ہوئے بالترتیب 34 سے 44 سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور تقریباً46 سے 56 سال تک کا عرصہ بابت

پٹہ داران کی*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پٹہ داران سے کوئی رائلٹی وصول نہیں کی جاتی البتہ زمین کا کرایہ لیا جاتا ہے جو کہ پہلے تیس سال کے لیے =/98 روپے سالانہ فی پلاٹ دوسری تیس سالہ مدت کے لیے=/147 روپے سالانہ اور آخری تیس سالہ مدت کے لیے =/22050 روپے سالانہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پٹہ داران کی طرف سے معاہدہ پٹہ کی شدید نوعیت کی خلاف ورزیوں کی شکایات ملنے پر وصولی پٹہ بند کر دی گئی۔

(د) پٹہ کی میعاد میں توسیع یا منسوخی سے قطع نظریہ زمین ایل ڈی اے کی ملکیت ہے ۔تاہم اس بارے میں حتمی فیصلہ زیر غور ہے۔

اضافی تنخواہ کی ادائیگی

171۔خواجہ محمد اسلام۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعظم پاکستان کے حکم پر تمام سرکاری ملازمین کو=/300 روپے اضافی تنخواہ دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے ملازمین کو=/300 روپیہ تنخواہ ادا نہیں کی گئی۔ اس کی وجہ کیا ہے نیز حکومت کب تک ان ملازمین کو اضافی تنخواہ ادا کر دے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی).

(الف) درست ہے۔

(ب) جناب عالی، فیصل آباد ترقیاتی ادارے کے ملازمین کو اضافی تنخواہ تین سو روپے دینے کے آفس آرڈر جاری ہو چکے ہیں۔(کاپی لف ہے) اور تقریباً تمام ملازمین ایف۔ڈی۔اے کو مبلغ =/300 روپے ماہ وار اضافی تنخواہ کے بقایا جات کی ادائیگی کی جا چکی ہے مزید برآں اب ہر ماہ تنخواہ کے ساتھ ادائیگی باقاعدگی سے کی جا رہی ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

FASIALABAD DEVELOPMENT AUTHORITY, FAISALABAD.

OFFICE ORDER:

In pursuance of Notification issued by the Finance Department, Government of the Punjab vide No. FD - PC - 2/97 dated 15-03-97, the Minister for HUD & PHE Department/Chairman, FDA has accorded anticipatory approval vide his orders dated 26-06-97 for the payment of adhoc relief of Rs. 300/- per month to the employees of this authority from BS-1 to BS-16 inclusive of those who are in BS-17 by virtue of move over, w. e. f. 01-03-97 on provisional basis, subject to the final approval of the Governing Body of FDA/clearance from the Finance Department, Government of the Punjab.

DEPUTY DIRECTOR (ADMN),
FAISALABAD DEVELOPMENT AUTHORITY,
FAISALABAD.

No. Admn/ 440 - 48 / FDA - 97 Dated 27-06-97

Copy for information and necessary to the:

1. Managing Director, WASA, FDA.
2. All Directors, UD Wings, FDA.
3. Deputy Director Finance, FDA along with see memory.
4. Office order file.

DEPUTY DIRECTOR (Admn),
FAISALABAD DEVELOPMENT AUTHORITY,
FAISALABAD.

Endst : Admn / 4456 Dated : 30-06-97

A copy is forward to the Additional Project Director PMU FAUP, FDA for information and necessary action please.

DEPUTY DIRECTOR (Admn),
FAISALABAD DEVELOPMENT AUTHORITY,
FAISALABAD.

حلقہ پی-پی118 میں سیوریج کی تکمیل

187-حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
حلقہ پی-پی118 کے وارڈ نمبر 51,52,44 اور 45 نیز تاج پورہ سکیم اور گاؤں میں سیوریج کا کام کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

حلقہ پی-پی118 کی وارڈ نمبر 44 شادی پورہ بند پار وغیرہ میں سیوریج کی کوئی سہولت موجود نہیں۔ جبکہ وارڈ45 سلامت پورہ' مقصود پورہ میں نکاسی آب کے لیے ڈرین زیرتعمیر ہے جو اگلے ماہ مکمل ہو جائے گی۔ اسی طرح ڈیرہ دین داراں میں بھی ڈرین زیرتعمیر ہے جہاں تک وارڈ5 تاج پورہ سکیم کا تعلق ہے۔ وہاں پہلے سے ہی سیور کی سہولت موجود ہے اور تاج پورہ گاؤں کا کچھ حصہ بھی اس سے منسلک ہے جبکہ رزاق کالونی' مسلم آباد اور المدینہ کالونی میں ڈرینج کی سہولت موجود ہے۔ جس کا انتظام بلدیہ کے سپرد ہے البتہ ملحقہ آبادیوں میں سیوریج کی سکیم کا ماسٹر پلان زیر غور ہے۔ جو آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں شامل ہے۔وارڈ 52 الفیصل ٹاؤن اور جوڑا پل وغیرہ میں سیوریج کی جامع سکیم زیر غور ہے جو آئندہ پانچ سالہ منصوبہ میں شامل ہے البتہ یہاں ڈرینج کی سہولت موجود ہے جس کا انتظام بلدیہ کے سپرد ہے۔

گلشن راوی سکیم میں مسجد اور سکول کی تعمیر

191-حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلشن راوی سکیم ضلع لاہور میں مسجدوں اور سکولوں کے لیے پلاٹ مختص کیے گئے تھے؛
(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو ہر بلاک میں مختص کردہ پلاٹوں کے نمبر کیا ہیں اور کس کس پلاٹ پر مسجد یا سکول تعمیر ہو چکا ہے۔ تفصیل بیان کی جائے؛

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(سید افضال علی شاہ گیلانی)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ گلشن راوی سکیم میں مسجدوں اور سکولوں کے لیے پلاٹ مختص شدہ ہیں۔جن

کی*** فہرست (الف اور (ب) پر لف ہے جہاں تک مسجدوں اور سکولوں کے پلاٹوں پر تعمیر کا مسئلہ ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ پلاٹ نمبر 541-A بلاک "جی" گلشن راوی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو الاٹ شدہ ہے اور سکول تعمیر ہو چکا ہے۔

2۔ پلاٹ نمبر 531 بلاک "اے" اور 337 بلاک "ایف" کارپوریشن کو الاٹ شدہ ہے۔ مگر ابھی تک سکول تعمیر نہ ہوتے ہیں پلاٹ خالی ہیں۔

3۔ پلاٹ نمبر 478 بلاک "ایف" تحریک توحید پاکستان کو الاٹ ہے بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے۔

4۔ پلاٹ نمبر 347 بلاک "بی" خالی ہے۔ جس کی الاٹمنٹ کے لیے سپیشل ایجوکیشن کا کیس زیر کارروائی ہے ابھی تک الاٹ نہ ہوا ہے۔ مساجد کے لیے مختص شدہ پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ پلاٹ نمبر 5-6 بلاک "اے" گلشن راوی سکیم انتظامیہ کمیٹی جامعہ مسجد نور کے نام الاٹ شدہ ہیں۔ اس پلاٹ پر مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور قاری محمد الیاس اس مسجد کے امام ہیں۔

2۔ پلاٹ نمبر 158-160 بلاک ڈی گلشن راوی سکیم کے سلسلے میں مسجد کمیٹی گلشن مدینہ نے درخواست برائے الاٹمنٹ دی ہوئی ہے اس کمیٹی کو مطلع کیا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ مسجد کمیٹی سے NOC حاصل کر کے دیگر مطلوبہ دستاویزات کے ہمراہ ایل۔ڈی۔اے کو مہیا کرے۔ چھٹی تتمہ "پ" *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ موقع پر مذکورہ کمیٹی نے ایل۔ ڈی۔اے کی کارروائی مکمل ہونے یا الاٹمنٹ لیٹر جاری ہونے اور ادائیگی قیمت سے قبل اپنے طور پر مسجد تعمیر کر لی ہے۔

3۔ پلاٹ نمبر 273 بلاک "ای" گلشن راوی سکیم انجمن خدمت اسلامیہ کو الاٹ شدہ ہے۔ موقع پر مسجد تعمیر ہے۔

4۔ پلاٹ نمبر 79 بلاک "ایف" بنیادی طور پر مسجد کے لیے مختص نہ ہے بلکہ یہ نیلام شدہ رہائشی پلاٹ ہے۔ عبدالحق نے یہ پلاٹ نیلامی میں خرید کر ادارۃ الاصلاح گلشن راوی لاہور کو وقف کر دیا تھا۔ مذکورہ بالا ادارے نے اس پر مسجد تعمیر کر رکھی ہے۔

5۔ پلاٹ نمبر 384 "بی" بلاک "جی" گلشن راوی سکیم برائے مسجد الاٹ شدہ ہے مجلس انتظامیہ

*** تفصیل اور فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

جامعہ مسجد زبیر نے موقع پر مسجد تعمیر کر لی ہے۔ قیمت پلاٹ وصول ہو چکی ہے۔

ٹھیکے دار کو ادائیگی کی تفصیل

200۔ چودھری محمد صفدر شاکر: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

30-06-88 سے 30-06-94 تک اتفاق اینڈ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ نے پبلک ہیلتھ ڈویژن شیخوپورہ، پبلک ہیلتھ ڈویژن حافظ آباد، پبلک ہیلتھ ڈویژن فیروز والا میں کون کون سے کام کیے۔ ہر منصوبے کا نام اسٹیمیٹ اور ٹھیکے دار کو کس کس تاریخ کو ان کاموں کے ضمن میں کتنی کتنی ادائیگی کی گئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی):

ٹھیکے دار کو ادائیگی کی تفصیل

نام ٹھیکے دار	ڈویژن	منصوبہ کا نام	تخمینہ	ٹھیکے دار کو ادائیگی کی تاریخ	جتنی رقم ادا کی گئی
اتفاق اینڈ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن شیخوپورہ	1۔ اربن ڈویژن سکیم کمینیکل فاروق آباد (گروپ I)	2,92,930/-	23-10-1991	2,99,000/-
		2۔ رورل ڈرینج سکیم ہر دوالہ بیکے	1,75,369/-	07-11-1992	1,77,378
		3۔ اربن واٹر سپلائی سکیم بھابیکے	60,198/-	24-12-1992	60,198/-
		4۔ اربن ڈرینج سکیم کنسٹرکشن آف سیلج کیریئر شیخوپورہ روڈ کے ساتھ ساتھ از نارووال چوک تا نالہ ڈیک بمقام مریدکے	2,10,363/-	1-1-1994	1,78,432/-

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن حافظ آباد 30-8-88 سے 30-6-94 تک میسرز اتفاق اینڈ کو ٹھیکیدار کو مندرجہ ذیل کاموں پر ادائیگی کی جو کہ درج ذیل ہے:

نمبر شمار	سکیم کا نام	ووچرز نمبر تاریخ	ادائیگی	اسٹیمیٹ
1	آر۔ڈی۔ایس ملی گوراںیہ ضلع حافظ آباد	42/P.B 26-06-93	15,45,082/50	24.00 لاکھ
2	۔ایضاً۔ قلعہ فیروز مثل ۔ایضاً۔	27/P.B 27-10-93	48,321/-	13.42 لاکھ
3	۔ایضاً۔ محمود پور گروپ I ۔ایضاً۔	49/P.B 29-12-93	38,203/-	13.62 لاکھ

4۔	۔ایضاً۔ محمود پور گروپ II ۔ایضاً۔	29-12-93 50/P.B	48,656/-	13.62 لاکھ
5۔	۔ایضاً۔ فضلہ غیر دمتل گروپ ۔II ایضاً۔	06-01-93 14/P.B	3,69,559/-	13.42 لاکھ

جناب ایس اے حمید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارلیمانی نظام میں وقفۂ سوالات انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی مدد سے منتخب نمائندوں کے حلقہ نیابت کے کام' ان کی نگرانی اور monitoring' اور ان کے بارے میں شکایات' ان کے نقائص اور دیگر خامیوں کے علاوہ یہ حکومت کے مختلف محکموں پر ایک کڑی نظر رکھنے کا ذریعہ ہے۔ جناب سپیکر! اس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا' لیکن برسا برس سے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو سوالات ایجنڈے پر آتے ہیں ان میں سے پچیس تیس فی صد سوالات کے جوابات مکمل ہوتے ہیں اس سے آگے کام نہیں بڑھتا۔ میں چاہوں گا کہ جس طرح قومی اسمبلی میں سوالات کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس پر دو تین یا چار ضمنی سوالات ہوتے ہیں' اسی بنیاد پر آپ یہاں بھی کام شروع کریں۔ کیونکہ سات یا آٹھ مہینے کے بعد تو جواب آتا ہے اور وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ تمام متعلقہ محکمے اور افسران اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ ہمارا سوال نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔جناب سپیکر! یہ ظلم ہے کہ سات مہینے کے بعد میرا سوال ایوان میں آیا ہے اور آج یہ ختم ہوگیا ہے۔ اس طرح سے بہت سارے دیگر اراکین اسمبلی کے سوالات بھی......

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ آپ موجود نہ تھے' دو دن پہلے بھی اسی مسئلے پر کافی تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ کوشش یہی کی جا رہی ہے کہ ضمنی سوالات ایک تو متعلقہ ممبر کرے دوسرا کم ازکم وقت اس پر لگے تاکہ باقی سوالات بھی آ سکیں۔ لیکن آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں' پہلے جو سات آٹھ سوالات تھے وہ جن ممبران نے سوالات کیے تھے موجود ہی نہیں تھے۔ یہ بھی ہونا چاہیے کہ جن کے سوالات ہوں وہ وقت پر یہاں آئیں تاکہ جب ان کا نام پکارا جائے تو وہ موجود ہوں۔ کیونکہ انھوں نے جس سوال پر محنت کی ہے اس پر ضمنی سوالات بھی کر سکیں اور سوال دینے کا جو مقصد ہے وہ بھی پورا ہو سکے۔ اب ہم CALL ATTENTION NOTICE کو لیتے ہیں۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب والا! تیسرے دن سے میرا تیسرا سوال ہے جو پیش ہونے سے رہ جاتا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ان جوابات سے مطمئن نہیں ہیں' ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں اور اگر ہم دوبارہ سوال کریں تو کیا آپ اس سلسلے میں ہمیں ترجیح دیں گے؟

جناب سپیکر، اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی سوال کا جواب اگر غلط دیا گیا ہے تو اس کو آپ تحریک

استحقاق کی شکل میں بھی لا سکتے ہیں کہ محکمے نے اس سوال کا جواب غلط دیا ہے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی، ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں تین دن سے لگا تار یہی گزارش کرتا آ رہا ہوں اور آج پھر اس پر بات کرنا چاہتا ہوں اور ایس اے حمید صاحب کی میں تائید بھی کروں گا کہ ہم جو نئے ممبران ہیں ہر محکمے میں ہمارے سوال آ رہے ہیں لیکن قواعد کے تحت ہمارے سوالات پیش ہونے سے پہلے وقت ختم ہو جاتا ہے تو مہربانی فرما کر ان کے لیے یہ کر دیں کہ ہمارے جو سوال ہیں ان کو اگلے اجلاس تک کے لیے موخر کر دیں۔ ہمارے ساتھ اب مزید ظلم نہ کریں۔ ہم اپنے علاقے میں جا کر نشان دہی کرتے ہیں اور ان کے اوپر بحث کرنے کے لیے ہم اسمبلی میں آتے ہیں۔ اگر ایک سوال کے اوپر ہم نے اور محکمے نے آٹھ مہینے محنت کی ہے تو ساری محنت ضائع جائے گی۔ کم از کم ہمارے ان سوالات کو مؤخر کر دیا جائے یا پھر وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیں۔

جناب سپیکر، وقت نہیں بڑھ سکتا اور موخر بھی نہیں ہو سکتے۔ بٹ صاحب! آپ کی سوچ اور تاثر بالکل غلط ہے کہ جو سوالات ایوان میں زیر بحث نہیں آتے ضائع چلے جاتے ہیں۔ ان سوالات کا جواب محکمے کی طرف سے آ جاتا ہے اور ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے جو کہ ایوان کی پراپرٹی ہوتی ہے۔ آپ اس کو چیک کر سکتے ہیں۔ اگر سوال کا جواب غلط ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق پیش کریں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، اب ہم CALL ATTENTION NOTICE لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس۔

جسٹس (ریٹائرڈ) عارف اقبال بھٹی کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر!

کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔ اکتوبر 1997ء کو جسٹس (ریٹائرڈ) عارف اقبال بھٹی کو ان کے چیمبر میں دن دہاڑے دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک ملزمان گرفتار نہیں ہوئے؟

(ج) اس مقدمے کی ایف آئی آر کس پولیس سٹیشن میں درج کی گئی ہے اور کتنے ملزمان نامزد کیے گئے ہیں؟

(د) حکومت ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جزو (د) کو بے شک حذف کر دیا جائے

جناب سپیکر: یہ جز آپ withdraw کر رہے ہیں؟ ویسے بھی امن عامہ پر بحث ہے۔ اس میں یہ چیزیں آ ہی جائیں گی۔

وزیر خزانہ: شکریہ جناب سپیکر۔

(الف) جی یہ درست ہے کہ مورخہ 10۔ اکتوبر 1997 کو جسٹس (ریٹائرڈ) عارف اقبال بھٹی کو نامعلوم دہشت گرد نے ان کے چیمبر واقع جسٹس منیر خان بلڈنگ ٹرنر روڈ لاہور میں تقریباً 10 بج کر 45 منٹ پر دن کے وقت قتل کر دیا گیا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک نامعلوم ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ اس مقدمے کو trace کرنے اور ملزم کی گرفتاری کے لیے مقامی پولیس کے علاوہ ایس ایس پی لاہور کی زیر قیادت درج ذیل چار ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور اس کا تفصیلی جواب قائد اختلاف کے پاس موجود ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ اب تک چھ مشتبہ افراد کو حراست میں لے کر ان سے دریافت

کیا جا رہا ہے

جناب والا! اس قتل کے جو پس منظر ممکنہ ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف مقدمے کی سماعت کے دوران مظاہرے ہوئے۔ اور ان کی پریس فوٹو حاصل کر کے وقوعہ ہذا کے چشم دید گواہ زاہد کو دکھائی جائے گی۔ شاید فوٹو میں سے وہ کسی کی شناخت کر سکے۔ اسی طرح ان مظاہروں کی ایک وڈیو فلم بھی بنی تھی اور وہ وڈیو فلم حاصل کر لی گئی ہے۔ اور وہ وڈیو فلم بھی زاہد چشم دید گواہ کو دکھائی جائے گی۔ ممکن ہے کہ اس میں سے یہاں کوئی پہچان سکتا ہو۔ اس کے علاوہ مقتول جسٹس عارف اقبال بھٹی کے بھائی اور بیٹے نے علی محمد ایڈووکیٹ پر اس حوالے سے الزامات عاید کیے ہیں کہ ان کے ساتھ مرحوم بھٹی صاحب کی کوئی مقدمہ بازی تھی۔ یہ ان

کے بھائی اور بیٹے کا کہنا ہے کہ علی محمد ایڈووکیٹ نے مرحوم کو دھمکیاں بھی دی تھیں۔ اس تناظر کو بھی دیکھا جا رہا ہے اور examine کیا جا رہا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں کوئی چیز مل جائے۔ اس مقدمے کی F.I.R پولیس اسٹیشن مزنگ میں مقدمہ نمبر 288۔ مورخہ 10-10-1997 بجرم 302 ت پ تھانے میں درج کی گئی ہے۔ پھر قائد حزب اختلاف جز (د) میں پوچھتے ہیں کہ حکومت ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ انھوں نے withdraw کر لیا ہے۔

وزیر خزانہ: میں عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! یہاں میں ایک چیز آپ کی اجازت سے بتانا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ کس پولیس اسٹیشن میں F.I.R درج کی گئی؟

وزیر خزانہ: وہ تو بتا دیا ہے۔ لیکن میں یہاں یہ بتانا مناسب سمجھتا ہوں کہ بہاول پور میں انسپکٹر پولیس اور اس کے تین ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا تھا۔ دو دن پہلے میں نے یہاں ہاؤس کے فلور پر کہا تھا کہ میں ان شاء اللہ ہاؤس کے سامنے انکشاف کروں گا۔ اس میں تین قاتل گرفتار ہو چکے ہیں۔ ایک شاہ سوار، دوسرا ابوبکر جو اپنے آپ کو ضرار کے نام سے کہلواتا ہے۔ اور تیسرا عبدالجبار ہے جو جباری کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ عبدالجبار صوبہ سرحد سے گرفتار کیا ہے۔ باقی باتیں یہاں جب بحث ہوگی اس کو میں نے واننڈ اپ کرنا ہوگا تو اس میں عرض کروں گا۔ اور یہ 10۔ اکتوبر اور 16۔ اکتوبر ہے۔ اس قلیل عرصے میں اگر قائد حزب اختلاف توقع رکھتے ہیں کہ ایسے سنگین جرم کرنے والے کو گرفتار کر لیا جائے گا تو یہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن پوری مستعدی اور کوشش سے ٹیمیں اس murder کو trace کرنے میں مصروف ہیں۔ اور ان شاء اللہ العزیز جیسے ہم نے باقی کیسز میں گرفتاریاں ڈالی ہیں تو وہاں یہ بھی ضرور پکڑے جائیں گے۔ اور میں یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ ابوبکر جو ہے یہ S.S.P گوجرانوالہ کے قتل میں خود ملوث تھا۔ یہ خود فائر کرنے والوں میں سے تھا۔ یہ جسٹس (مرحوم) کے قاتلان بھی نہیں بھاگ سکیں گے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: جی ضمنی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! قابل احترام وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ملزم تو ابھی تک گرفتار نہیں ہوسکے۔ لیکن مشتبہ گرفتار ہوئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو مشتبہ گرفتار ہوئے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟ اور کیا وہ واقعی relevant مشتبہ ہیں؟

جناب سپیکر، مشتبہ بھی کبھی relevant ہوا ہے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میرے خیال میں لفظ مشتبہ خود واضح ہے۔ اب interrogation جاری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے ہمیں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ لیکن اس وقت یہ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ کہ وہ واقعی مجرم ہیں۔ ابھی تو interrogation جاری ہے۔ میں ہاؤس میں ان کے نام پیش کردوں گا۔ اس وقت میرے پاس فہرست نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے نام پوچھے تھے۔

جناب سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس وقت میرے پاس نام نہیں ہیں' بعد میں بتا دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مناسب تو تھا کہ اگر گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں تو مشتبہ افراد کے نام تو ضرور ہونے چاہییں۔ یہ بڑا relevant question ہے۔ جناب والا! relevant مشتبہ کا ذکر میں نے اس لیے کیا ہے کہ عموماً پولیس یہ کرتی ہے کہ اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے گرفتاریاں کر لیتی ہے جیسا کہ ابھی بتایا گیا اور وزیر موصوف نے یہ کہا کہ کسی کیس میں گرفتاری کے لیے چھ دن کا عرصہ بہت کم ہے۔جناب والا! میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے روز بھی میں نے ایک سیکشن quote کیا تھا جو کہ Terrorism Act کے سلسلے میں قانون بنایا گیا ہے کہ سات دن کے اندر اس کا چالان مکمل کیا جائے۔ جب یہ چیز عیاں ہے کہ چھ یا سات دن میں گرفتاری عمل میں نہیں لائی جا سکتی اور گرفتار بھی نہیں ہو سکتا اور چالان بھی پیش نہیں کیا جا سکتا تو پھر ایسی قانون سازی کرنے کا جواز اور کیا فائدہ ہے؟ میں عرض کروں گا کہ حکومت پھر اس بات کو تسلیم کر رہی ہے کہ واقعی وہ جو قانون سازی کی گئی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں دوبارہ عرض کروں گا کہ مشتبہ افراد کے نام بتائے جائیں۔

جناب سپیکر، وہ اس میں صرف نام پوچھنا چاہ رہے ہیں۔ باقی تو ضمنی سوال نہیں بنتا۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! اس دن ان کا جب اسی طرح کا Call Attention Notice ہاؤس میں آیا تھا۔ تب بھی میں نے ان سے ان کے چیمبر میں جا کے request کی تھی کہ کچھ ایسے معاملات ہوتے ہیں جن کو قبل از وقت ظاہر کرنا ہمارے لیے دشواری پیدا کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اصل ملزمان پکڑے جائیں۔ اگر اس میں کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے تو پھر آپ نہ بتائیں۔

وزیر خزانہ، شکریہ۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال۔ قائد حزب اختلاف۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ نیشنل کالج آف آرٹس میں ملکہ برطانیہ کے دورے کی وجہ سے روڈ بلاک تھی اور ٹریفک کے ناقص انتظامات کی بناء پر فوری طبی امداد نہ مل سکی اور جسٹس (ریٹائرڈ) عارف اقبال بھٹی خالق حقیقی سے جا ملے؟

وزیرخزانہ، جناب والا! اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ گولیوں کے زخم ہی ایسے تھے کہ وہ ان کی تاب نہ لا سکے۔ ورنہ ٹریفک بلاک ہونے یا کسی اور وجہ سے ان کی موت واقع نہیں ہوئی۔ وہ گولیوں کی تاب نہ لا سکے اور ان کی موت واقع ہوگئی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ بس جی اب یہ Call Attention Notice ختم ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اب یہ تحریک استحقاق ہے جو کہ move ہو چکی ہے۔ اور اس پر پیٹر گل صاحب کی short statement رہتی ہے۔

وزیرخزانہ، جناب والا! میری آپ سے درخواست ہوگی کہ میں mover سے چیمبر میں بات کرلوں۔ کچھ ایسے حالات ہم تک پہنچے ہیں جو یہ سن کر شاید مطمئن ہو جائیں۔

جناب سپیکر، یہ پیٹر گل صاحب کی جو موشن ہے۔

وزیر خزانہ، جی ہاں۔

جناب سپیکر، پینڈ نگ کرلیں پھر؟

وزیر خزانہ، اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ان کو سمجھا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، کیوں پیٹر گل صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب پیٹر گل، ٹھیک ہے جی۔ جیسے آپ کی مرضی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، پینڈ نگ کر لیتے ہیں۔

وزیر خزانہ، بڑی مہربانی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ راجہ محمد خالد خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 8 ہے۔

سیلابوں کی وجہ سے ضلع جہلم کی زمینوں کو نقصان

راجہ محمد خالد خان، شکریہ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دریائے جہلم سے 1917ء میں نہر اپرجہلم بنائی گئی جو پنجاب کے اکثر علاقے کو سیراب کرتی ہے۔ اس کے بعد نہر لوئر جہلم رسول کے مقام سے نکالی گئی وہ نہر بھی پنجاب کے بیشتر علاقوں کو سیراب کرتی ہے۔ ان نہروں کو جاری کرنے کے بعد جہلم کی اکثر و بیش تر زمین بنجر اور سیم زدہ ہوگئی ہے۔ جہلم میں پہلا سیلاب 97-1896ء میں دوسرا 1929ء میں تیسرا 1940ء میں اور ایک 60-1959 میں بھی آیا تھا جو میں اس میں لکھ نہیں پایا۔ چوتھا 1992ء میں آیا۔ جنھوں نے جہلم شہر اور دیگر علاقوں میں تباہی پھیلا دی۔ جہلم دریا جہاں پورے پنجاب کو سیراب کرتا ہے وہاں جہلم کی ایک انچ زمین بھی سیراب نہیں ہوتی۔ میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اہمیت عامہ کے اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، وزیر صاحب۔

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو تحریک التوائے کار دی ہے بلا شبہ بڑی اہم ہے۔ اس میں یہ درست ہے کہ دریائے جہلم سے نہر اپرجہلم اور لوئر جہلم نکالی گئی ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ دونوں نہریں صوبہ پنجاب کے اضلاع منڈی بہاؤالدین، گجرات، سرگودھا اور جھنگ کے رقبہ کو سیراب کرتی ہیں اور یہ دونوں نہریں دریائے جہلم کے بائیں کنارے سے نکالی گئی ہیں۔ جب کہ ضلع جہلم کی تحصیل جہلم، سوہاوہ، پنڈ دادنخاں دریائے جہلم کے دائیں کنارے پر واقع ہیں اور

ان دونوں نہریں سے ان کے رقبے کی آب پاشی ناممکن ہے۔ ضلع جہلم کی تحصیل سرائے عالمگیر میں سے نہر اپر جہلم' ہزبرجی 90 یا 220 گزرتی ہے۔ مگر چونکہ اس کے ارد گرد زمینوں کی عمومی سطح نہر کی سطح آب سے اونچی ہے۔ جس کی وجہ سے زمینوں کی آب پاشی ناممکن ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ دریائے جہلم کے سیلاب سے ضلع جہلم کو کافی نقصان پہنچتا ہے۔ بہرحال ضلع جہلم کی تحصیل پنڈ دادن خاں کے تقریباً ایک لاکھ 60 ہزار ایکڑ رقبے کو دریائے جہلم سے بذریعہ جلال پور کینال پراجیکٹ سیراب کرنے کا منصوبہ عرصۂ دراز سے زیر غور ہے۔ اس منصوبے کی feasibility study سال 1996ء میں مکمل ہو گئی تھی۔ جس کے مطابق لاگت کا تخمینہ تقریباً 2 ارب روپے لگایا گیا ہے۔ اس منصوبے پر عمل درآمد سے ضلع جہلم کو نہری پانی دیا جا سکتا ہے۔ موجودہ نہروں پر اپر جہلم اور لوئر جہلم سے ضلع جہلم کو آب پاشی کے لیے پانی کی فراہمی ممکن نہیں۔ میں اس گزارش کے بعد جناب راجہ خالد صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسی تجویز ہو اور جو محکمے کے لیے قابل عمل ہو تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اور مجھے re-convince کریں تو میں محکمے والوں کو دوبارہ بلوا کر ان کی پوری تسلی کروانے کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے اس پر زور نہ دیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! دنیا میں سب سے اچھا نہری نظام ہمارے پاکستان میں اور بالخصوص پنجاب میں ہے۔ تو جہاں پہ دریا بہتا ہے اس سے نہریں نکالی گئی ہیں۔ جب بھی کبھی نہریں over flow ہوتی ہیں تو دریا میں ان کا پانی ڈال دیا جاتا ہے۔ نہروں کے over flow ہونے کی وجہ سے دریا اور نہر کے درمیان رقبہ اکثر و بیشتر سیم ہو جاتا ہے۔ تو جناب والا! متعلقہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پنڈ دادنخاں میں فلاں تاریخ کو یا اتنی رقم سے یہ منصوبے تیار کیے جاتے ہیں تو میں ان سے یہی عرض کروں گا کہ۔

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

جناب والا! جب سے پاکستان بنا ہے اس منصوبے پر کام ہو رہا ہے اور آج تک اس کی پیش رفت نہ ہوسکی ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ ان کے محکمہ زراعت یا محکمہ آبپاشی زمینداروں کو سبسڈی کے تحت آب پاشی کے لیے 22 ہزار روپے کے انجن دیے جاتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پہ متمکن ہوئے)

تو جناب والا! اگر میں اور آپ مارکیٹ سے خریدیں تو وہ 12 اور 14 ہزار میں ملتے ہیں۔ لیکن محکمہ ان میں زمینداروں کو 22 ہزار سے بظاہر 10 ہزار کی سبسڈی پہنچاتا ہے۔ لیکن ظلم یہ ہے کہ وہ 22

ہزار میں ہمیں دیا جاتا ہے۔ 10 ہزار زمیندار دیتا ہے اور محکمہ بظاہر 12 ہزار دیتا ہے۔ تو ان سے میری یہ استدعا ہے کہ اس علاقے میں ٹیوب ویلوں کے بارے میں جائزہ لیں۔ دوسرا سبسڈی پہ جو انجن دیے جاتے ہیں۔ محکمہ کاغذوں میں خوبصورت انداز میں جو رقم ظاہر کرتا ہے۔ وہ 12 ہزار اگر زمیندار کو دے دیے جائیں اور اس پر یہ چیک رکھا جائے کہ وہ انجن خریدتا ہے یا نہیں تو اس کو صرف دو ہزار روپے اور ڈالنے پڑتے ہیں۔ وہ مارکیٹ سے 14 ہزار روپے میں انجن خرید سکتا ہے۔ اگر وزیر موصوف کو یہ اعتبار نہ ہو تو آج ہی اس ایوان سے میرے ساتھ چلیں۔ محکمہ جو انجن 22 ہزار میں خرید کر دیتا ہے وہ مارکیٹ سے 14 ہزار میں ملتا ہے۔ تو میری یہ استدعا ہے کہ حکومت کی بھی یہ بھاری رقم بچائی جائے اور زمین داروں کو بھی اس ممکنہ نقصان سے بچایا جائے۔ وہ جو 10 ہزار روپے دیتے ہیں وہ 10 ہزار کی بجائے 2 ہزار روپے دے کر انجن خرید سکیں گے۔ میری یہ استدعا ہے کہ یہ بہت اچھا رقبہ ہے۔ بہت قیمتی رقبہ ہے اور ہمارا ملک زرعی ہے۔ زیر کاشت رقبے کے لیے ہم دن رات شور مچا رہے ہیں۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ نہروں اور دریاؤں کے درمیانی رقبے کو بھی اگر آسان طریقے اور بہتر سہولتوں سے زیر کاشت لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! جہاں تک راجہ صاحب کی ذات کا تعلق ہے۔ میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں اور ان کی تجویز پہ بھی بات ہو سکتی ہے۔ لیکن انھوں نے جو تحریک التوا کار دی ہے اس پہ وہ بالکل نہیں رہے۔ تحریک التوا کار آب پاشی کے بارے میں ہے۔ انھوں نے جو مسئلہ بتایا ہے وہ زراعت کے بارے میں ہے۔ یہ اس تحریک التوا کار کے زمرے میں تو نہیں آتا۔ اگر وہ ذاتی طور پہ بات کرنا چاہتے ہوں تو میں تیار ہوں میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس میں جو بھی بہتر صورت ہو گی۔ اس کے لیے ان کی تجویز قابل عمل ہے تو اس پہ ہم پورا عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب چیئرمین! آپ بھی زمیندار ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سبسڈی پہ جو انجن خرید کر دیے جاتے ہیں وہ آب پاشی کے تحت آتے ہیں یا کہ زراعت کے متعلقہ ہیں؟

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اگر یہ بات مجھے راجہ خالد صاحب کو بھی سمجھانی پڑے تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اس معزز ایوان کو قواعد و انضباط کار کے مطابق چلانا ہے۔ میں نے گزارش کی ہے

اور آپ اس میں بہتر جج ہیں کہ انھوں نے جو تحریک التوا کار پیش کی ہے یہ آب پاشی کے بارے میں ہے کہ دریائے جہلم کے ساتھ اس طرح سے ہونا چاہیے۔ آج وہ اس وقت زراعت پر گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ خود جانتے ہیں کہ سبسڈی کا مسئلہ زراعت کے زمرے میں آتا ہے۔ میں نے صرف قواعد انضباط کار کی بات کی ہے کہ یہ اس میں نہیں آتا۔ اگر یہ ذاتی طور پر کوئی بات کرنا چاہتے ہوں تو علیحدہ بات ہے۔ تحریک التوا کے زمرے میں یہ نہیں آتا' میں اس پہ آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ کے فرمان کے مطابق یہ وزیر زراعت سے بات ہونی چاہیے۔ اس کو پینڈنگ رکھ لیں؟

وزیر آب پاشی، جناب چیئرمین! آپ زراعت کے بارے میں تحریک دیں۔ آپ تو ماشاء اللہ قانون دان ہیں۔

جناب چیئرمین، محرک بھی ماشاء اللہ بڑے سینیئر ہیں اور بڑے پرانے سیاست دان ہیں۔

وزیر آب پاشی، محکمہ زراعت کے معاملے میں اس کو دوبارہ تحریک التوا دے دیں۔ میں پھر اس کا جواب دوں گا۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ آبپاشی چاہے وہ نہری نظام کے تحت ہے یا ٹیوب ویلوں سے ہے' وہ آب پاشی کس محکمے کے تحت آتی ہے' وہ محکمہ آب پاشی کے تحت آتی ہے یا محکمہ زراعت کے تحت آتی ہے؟ ہرگز میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں کسی کو تنقید کا نشانہ بناؤں یہ تو ملکی مفاد میں ہے۔ (قطع کلامیاں) آب پاشی کے لیے ہمیں جو انجن دیے جاتے ہیں اگر میں اور آپ خریدیں تو وہ 14 ہزار روپے میں بنتے ہیں۔ لیکن محکمہ ہمیں 22 ہزار میں دیتا ہے۔ حکومت کو 8 ہزار روپے کس مد میں نقصان دیا جاتا ہے؟ وہ 8 ہزار روپے کدھر جاتے ہیں؟ کون لے کر چلا جاتا ہے؟ میں نے اس پہ ان سے گزارش کی ہے اور خدانخواستہ کسی سے میری یہ بات انتقامی نہیں۔ پنجاب کی اس اسمبلی میں on the floor of the House احساس دلانا ہے کہ جناب والا! یہ ظلم ہو رہا ہے۔ حکومت کی رقم برباد ہو رہی ہے۔ اگر آپ ان لوگوں کو براہ راست وہ پیسے دیں اور ان پر یہ چیک رکھیں کہ انھوں نے انجن خریدے ہیں یا نہیں خریدے۔ نصب کیے ہیں یا نہیں کیے۔ یہ آب پاشی' اریگیشن کے زمرے میں آتی ہے۔ جناب والا! میں نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے یا حکومت کی جو رقم لوگوں کی جیب میں جا رہی ہے اور ضائع ہو رہی ہے' میرے اس سوال کا جواب تو انھوں نے دیا ہی نہیں۔ اس واسطے میں نے

ہاؤس میں ان کو ایک تجویز دی ہے کہ آپ بجائے اس کے کہ 10 ہزار روپے زمینداروں سے لیں اور 12 ہزار کاغذوں میں ظاہر کریں تو اس پر میری استدعا ہے کہ آپ 12 ہزار روپے زمیندار کو دے دیں تو وہ بجائے 10 ہزار دینے کے 2 ہزار روپے ڈال کر 14 ہزار کا انجن خرید لے گا۔ میں نے یہ گزارش کی ہے اس بارے میں وزیر صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب چیئرمین، اس میں میری گزارش یہ ہو گی کہ تحریک التوا اگر منظور کی جائے تو پھر تو عام بحث کی اجازت دی جاتی ہے۔ محرک کے فرمان کے مطابق تو وہ اسے آب پاشی کا موضوع سمجھتے ہیں۔ یا تو محرک اس پہ تسلی فرماتے اور اس کو press نہ کرتے۔ اگر وہ بضد ہیں اور آپ کے فرمان کے مطابق یہ معاملہ زراعت کا ہے تو میری ایک تجویز ہے کہ ہم اسے کل تک پینڈنگ کرتے ہیں۔ محرک اور آپ' دونوں اور اگر وزیر قانون صاحب بھی اس میں شامل ہو جائیں تو اس بات کو ذرا غور سے دیکھ لیں اور جب میں بھی فارغ ہوا میں بھی حاضر ہوں۔ اس معاملے میں تھوڑی سی پیچیدگیاں ہیں۔ ایک تو ضلعی معاملہ ہے' دوسرا نہری معاملہ ہے' تیسرا زراعت کا معاملہ ہے۔ میں اس لحاظ سے آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میری عرض اس میں یہ ہے کہ وقت بچانے کے لیے اسے کل تک pending کیا جائے اور محرک کے ساتھ مشورہ کیا جائے اور اس کے بعد اسے کل take up کیا جائے۔

وزیر آب پاشی ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ خود سارے معاملے کو سمجھ چکے ہیں۔ مجھے ان کی تجویز سے کوئی لمبا چوڑا اختلاف نہیں۔ میں ان سے اس معاملے میں بات کرنے کو بھی تیار ہوں اور اس معاملے کی rectification کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ کیونکہ زراعت کا اسمبلی بزنس اتفاق سے میں ہی deal کر رہا ہوں' محکمہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس ہے۔ لیکن اس کا اسمبلی بزنس میں کر رہا ہوں۔ اس لیے اس میں کوئی اختلاف رائے نہیں۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کو pending کرنے کی ضرورت نہیں' کیونکہ اریگیشن کے معاملے میں انھوں نے تحریک التوائے کار دی تھی۔ آپ اس کو dispose of کر دیں۔ میں بغیر تحریک التوائے کار کے بھی ان سے بات کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جب چیئر فیصلہ دے دے تو کسی بھی رکن اسمبلی کو یہ حق نہیں کہ اس میں ترمیم کرنے کے لیے insist کیا

جائے۔ آپ نے فیصلہ دے دیا کہ آپ نے اس کو pending کیا ہوا ہے اور جو بھی راجہ صاحب اور چودھری صاحب کی گفتگو ہوگی بعد میں اس پر فیصلہ ہوگا۔ کیونکہ آپ نے پہلے فیصلہ فرما دیا ہے اس کے بعد چودھری صاحب نے یہ کہا۔

جناب چیئرمین، میری رائے تھی۔ فیصلہ اب ہوگا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! آپ نے کہا اور جو میں نے سنا کہ میں اس کو pending کر رہا ہوں تو کیا اس کے پیچھے رائے بھی تھی؟ جو آپ نے کہا کہ میں نے pending کیا' بعد میں راجہ صاحب اور چودھری صاحب فیصلہ کر لیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں ۔ راجہ صاحب! آنرایبل منسٹرفرماتے ہیں کہ اگر آپ کی تسلی کرا دی جائے تو آپ اس کو پریس نہ کرنے پر آمادہ ہیں؟

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں نے ایک نہایت مودبانہ گزارش کی ہے لیکن میرے الفاظ پر یقین نہیں کیا جا رہا تو کیا وزیر موصوف کا کہنا آسانی صحیفہ ہوگا؟ میں کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ برانڈرتھ روڈ پر چلیں وہی انجن جو ان کا محکمہ 22 ہزار میں سپلائی کرتا ہے وہ 14 ہزار میں ملتا ہے۔ اس کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ پالیسی تبدیل فرمائیں گے کہ یہ جو طریقہ کار ہے اس کو تبدیل کر دیا جائے؟

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! آپ نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اگر راجہ خالد صاحب کی تسلی کروا دی جائے۔ اس تسلی کرانے کی ذرا وضاحت فرمائیں کہ ان کی کیسی تسلی ہونی چاہیے؟

جناب چیئرمین، جی چودھری صاحب۔

وزیر آب پاشی، میں پھر گزارش کر دیتا ہوں کہ جس معاملے پر راجہ صاحب بات کر رہے ہیں۔ میں نے بڑا واضح بیان اسمبلی کے اندر دیا ہے کہ مجھے اس سے کوئی زیادہ اختلاف نہیں۔ اس معاملے میں' میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کو تیار ہوں اور محکمے کو rectification کے لیے کہنے کو تیار ہوں۔ اگرچہ محکمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس ہے۔ کیونکہ میں اسمبلی بزنس کو deal کر رہا ہوں تو میری ڈیوٹی بنتی ہے کہ میں اس معاملے میں جو rectification ہونے والی ہے تو ضرور کروا کر دوں اور راجہ صاحب کی خواہش کے مطابق کروا کر دوں۔ وہ subject علیحدہ ہے۔ میں نے صرف اتنا عرض کیا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اس میں نہ ڈالا جائے۔ میری صرف اتنی سی استدعا آپ سے ہے۔ آگے آپ

بہتر جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین، اس پر میری یہ گزارش حتمی طور پر ہوگی کہ اس کو کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے اور آپ آنرایبل منسٹر صاحب سے بیٹھ کر یہ معاملہ طے کرلیں۔ اگر کل تک نہ ہوا تو اسے ہاؤس میں take up کیا جائے گا۔

اب تحریک التوائے کار نمبر 18 لیتے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! ویسے رولز کے مطابق اگر پینل آف چیئرمین کے کوئی سینئر رکن بیٹھے ہوں تو ان کو چیئر پر ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، وہ پہلے تو محرک تھے' اس لیے میں نے جسارت کی تھی۔ اگر آپ ان کو لانا چاہیں' وہ آنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ بات نہیں کر رہا۔ میں تو صرف رولز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ صحیح ہے۔ لیکن اس وقت وہ ہاؤس میں موجود نہیں۔ جی' اپنی تحریک التواء کے بارے میں فرمائیں۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں جلے ہوئے افراد کے علاج معالجے کے لیے سہولیات کا فقدان

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 27 اگست 1997ء کو روزنامہ "ڈان" میں خبر شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ "صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں جلے ہوئے افراد کے علاج کی شدید کمی ہے۔" خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ پنجاب بھر کے کسی سرکاری ہسپتال میں جلے ہوئے افراد کے علاج معالجے کا

کوئی یونٹ نہیں ہے۔ جبکہ جل جانے کے واقعات بہت بڑی مقدار میں ہوتے ہیں۔ لاہور کے ہسپتالوں میں چولہے کے پھٹنے سے، دھماکوں سے، تیزاب سے جلنے والے اور صنعتی حادثات کے روزانہ تقریباً 450 سے 500 مریض ہسپتال میں آتے ہیں۔ جلے ہوئے افراد کے علاج کی مناسب سہولیات کی کمی کی وجہ سے مریضوں کا علاج سرجیکل وارڈ میں کیا جاتا ہے جس کے بہت سے نقصانات ہیں۔

زندہ بچ جانے والوں کی شرح 40 فی صد جلے ہوئے مریضوں کی صورت میں پاکستان میں 5 فی صد سے زیادہ نہیں جبکہ تیسری دنیا کے دیگر ممالک میں یہ شرح 45 سے 60 فی صد ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں یہ علاج بہتر ہے لیکن یہ کم آمدنی والے طبقے کے مریضوں کی پہنچ سے باہر ہے جو حادثات کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

پیرا میڈیکل سٹاف اور تربیت یافتہ نرسوں کی کمی، مناسب فنڈز کی عدم دستیابی اور خون کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے جلے ہوئے افراد/ مریضوں کا مناسب علاج دستیاب نہیں ہے۔ لہٰذا اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو ایوان میں زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب چیئرمین، آنرایبل وزیر صحت۔

وزیرصحت، جناب چیئرمین! محترم اپوزیشن لیڈر صاحب اور ان کے تین اور ساتھیوں نے صرف ایک اخباری خبر پر یہ تحریک التواء پیش کی ہے۔ لیکن میں اس کے جواب میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ درست نہیں۔ کہ صوبہ پنجاب کے کسی ہسپتال میں جلے ہوئے مریضوں کے علاج کا یونٹ موجود نہیں۔

جناب سپیکر! اس تحریک التواء کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ یہ ہے کہ پنجاب کے ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے علاج کی کوئی سہولت موجود نہیں اور دوسرا اس تحریک کا وہ حصہ ہے جس میں اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بھی روزانہ اخباروں کا مطالعہ فرماتے ہیں۔ دوسرے چوتھے روز اگر کوئی خاتون چولہا پھٹنے سے یا اپنی باہمی خاندانی چپقلش کی وجہ سے، تیزاب میں جھلس جانے یا آگ میں جھلس جانے کی وجہ سے زخمی ہوتی ہے تو اخبارات میں وہ واقعہ بڑی سرخیوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! اس تحریک میں جو اعدادوشمار پیش کیے گئے ہیں۔ اس نے کم ازکم میرے تو رونگٹے کھڑے کر دیے ہیں کہ صرف لاہور میں ساڑھے چار سو پانچ سو افراد روزانہ آگ سے جھلس جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ اعدادوشمار غلط ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں ان کی تحریک کے ایک حصے کا جواب پیش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے میو ہسپتال میں دس بستروں کا باقاعدہ ایک

burn unit موجود ہے۔ جس میں ایک مستند سپیشلسٹ پلاسٹک سرجن کی زیرنگرانی تجربہ کار عملے کے ساتھ کام کیا جاتا ہے اور پھر لاہور کے تمام ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کے لیے جو سرجری کے وارڈ ہیں۔ ان میں ان کا علاج کیا جاتا ہے اور یہ بات درست نہیں کہ لاہور کے ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں کی ساڑھے چار سو پانچ سو کی تعداد روزانہ آتی ہے۔میں پھرکہوں گا کہ یہ تعداد مبالغہ آمیزی پر مشتمل ہے۔ یہ تعداد چند لوگوں پر مشتمل ضرور ہے۔

یہ بات درست ہے کہ ہر ہسپتال میں مریضوں کے لیے الگ برن یونٹ نہیں ہے۔ لیکن ہر ہسپتال کے سرجری وارڈ میں ان جلے ہوئے افراد کے لیےسہولت موجود ہے۔ جلے ہوئے مریضوں میں سے زندہ بچ جانے والوں کی شرح کا تعین صرف جل جانے والے حصے کے تناسب سے ہی نہیں' بلکہ جل جانے والی جلد کی شدت یا گہرائی سے بھی لگایا جاتا ہے۔

یہ بات درست نہیں ہے کہ 40 فی صد جلے ہوئے مریضوں کی زندہ بچ جانے کی شرح تیسری دنیا کے دیگر ممالک میں 45 سے 65 فی صد ہے بلکہ یہ شرح اس سے کم ہے۔ پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی جلے ہوئے مریضوں کے علاج کی سہولت تسلی بخش نہیں' اس لیے کہ یہ بہت مہنگا علاج ہےاور ایک عام آدمی یہ علاج پرائیویٹ ہسپتالوں میں برداشت نہیں کر سکتا۔

یہ بات درست ہے کہ جلے ہوئے مریضوں کے علاج کے لیے تربیت یافتہ ڈاکٹرز' نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف اور آلات کی کمی ہے۔ علاوہ ازیں باقاعدہ برن یونٹ کی کمی اور ناکافی فنڈ بھی جلے ہوئے مریضوں کا مناسب علاج نہ ہونے کا سبب ہیں۔ حکومت اس طرف پوری توجہ دے رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے جناب اپوزیشن لیڈر اور ان کے رفقائے کار کو جنھوں نے یہ تحریک پیش کی ہے اور اپنے تمام ساتھیوں کو ہاؤس میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ محکمہ صحت پنجاب نے باقاعدہ ایک سمری تیار کی ہے کہ جس میں ہم ایک علیحدہ ہسپتال صرف برن یونٹ کے طور پر بنا رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ فنڈ کی دستیابی پر یہ ہسپتال قائم کر دیا جائے گا اور پنجاب کے عوام کو یہ سہولت بہم پہنچا دی جائے گی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! فاضل وزیرصحت نے گو کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا کیونکہ انھوں نے فرمایا ہے کہ حکومت کے جو اہل اقتدار ہیں وہ ایک ہسپتال قائم کرنے کے لیے سوچ رہے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سال فیڈرل گورنمنٹ نے فرانس گورنمنٹ کے تعاون سے دو تین یونٹس قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا جو کہ غالباً لاہور میں بھی ان میں سے ایک تھا۔ اس

کے ساتھ ہی صوبائی حکومت نے بھی ملتان' لاہور' راولپنڈی اور فیصل آباد میں برن کیئر یونٹس بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہوگا کہ صرف لاہور میں ہی نہیں بلکہ باقی جگہوں پر بھی یہ یونٹس بنانے چاہئیں کیونکہ برن کیئر یونٹس کا باقی جگہوں پر بھی ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ صرف ایک لاہور ہی کا معاملہ نہیں' بلکہ پورے صوبے کا معاملہ ہے۔ اگر وزیر موصوف اس بات کی تسلی اور commitment دیتے ہیں کہ وہ تمام برن کیئر یونٹس بنوائیں گے تو پھر میں اس پر زیادہ زور نہیں دوں گا۔

وزیرصحت، جناب چیئرمین! محکمہ صحت کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کے دُور دراز اور خاص طور پر پس ماندہ علاقوں کے لوگوں کو بھی اسی طرح علاج معالجے کی سہولیات فراہم کی جائیں جس طرح کہ ہمارے ترقی یافتہ شہروں میں عوام کو سہولتیں دی جاتی ہیں۔ اب اس وقت میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں تجاویز ہمارے سامنے ہیں۔ ایک یہ کہ کیا ایک علیحدہ سے باقاعدہ ایک ہسپتال کسی بڑے شہر میں بنا دیا جائے یا ہر شہر کے ہسپتال میں ایک علیحدہ یونٹ قائم کر دیا جائے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر ہر شہر کے ہسپتال میں ایک علیحدہ یونٹ قائم کر دیا جائے جو کہ پندرہ' بیس یا تیس بیڈوں پر مشتمل ہو اور اس علاقے کے لوگوں کو بھی وہ سہولت ملے۔ اب اگر مثال کے طور پر صرف لاہور میں ایک بڑا ہسپتال قائم کر دیا جائے تو خدانخواستہ اگر راجن پور میں یا دُور دراز رحیم یار خان میں یا پھر اُدھر اٹک کے کسی کونے میں اگر کوئی مریض جل جائے تو کیا وہ سارا سفر طے کر کے لاہور آنے اور پھر یہاں وہ اور اس کے لواحقین کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوست ہو۔ یہ تمام چیزیں ہمارے مدنظر ہیں۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ عوام کے بہتر مفاد میں حکومت جو فیصلہ کرے گی اس کو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ امید ہے اب آپ اس پر مزید زور نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ وزیرصحت کے اس جواب کے بعد آپ مطمئن ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جناب چیئرمین۔

وزیرصحت، بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین، لہٰذا آنریبل منسٹر کے جواب کے بعد یہ dispose of ہوتی ہے۔ آگے تحریک التوائے کار نمبر 30 کو لیتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔۔۔۔۔ نہیں ہیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ آگے تحریک التوائے کار نمبر 31 ہے۔ جناب سعید اکبر خان صاحب۔

ضلع بھکر سے واٹر مینجمنٹ کے ہیڈ کوارٹر کی منتقلی

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈائرکٹر جنرل زراعت (واٹر مینجمنٹ) نے اپنے مراسلہ نمبر 19607-668-WNP-6-21-II/EST مورخہ10۔ ستمبر 1997ء کے ذریعے میرے ضلع بھکر میں واقع واٹر مینجمنٹ سپیشلسٹ کلور کوٹ کا ہیڈ کوارٹر احمد پور سیال ضلع جھنگ اور منکیرہ کا ہیڈ کوارٹر ضلع سرگودھا منتقل کر دیا ہے۔ تحصیل کلور کوٹ اور منکیرہ کا علاقہ نہری اور ریگستانی ہے۔ جس کے لیے واٹر مینجمنٹ کے شعبہ کا ہونا غریب زمینداروں کے لیے پانی کی کمی اور پانی کے ضائع ہونے سے بچانے کے لیے بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ اس علاقے میں غریب عوام نے ٹیوب ویل لگا کر کھالوں کو پکا کیا ہوا ہے۔ جس سے غریب عوام کو سہولت میسر ہے اور یہاں سے ان دفاتر کا منتقل کرنا غریب عوام سے زیادتی ہے۔ لہٰذا اس مسئلے پر بحث کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! فاضل دوست نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کے بارے میں صورت احوال اس طرح سے ہے کہ ذرائع آب پاشی واٹر مینجمنٹ کا جو پروجیکٹ ہے اس کا تیسرا مرحلہ عالمی بنک کے تعاون سے سال 91-1990ء کے دوران پنجاب کے بیس اضلاع میں شروع کیا گیا ہے جس کے تحت تحصیل کی سطح پر 57 اصلاح آب پاشی کے دفاتر قائم کیے گئے ہیں۔ جن میں واٹر مینجمنٹ سپیشلسٹ منکیرہ اور کلور کوٹ کے دفاتر بھی شامل تھے۔ یہ منصوبہ سال 97-1996ء کے دوران بطریق احسن پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جولائی 1997ء سے اس پروجیکٹ کی تکمیل کا فارغ ہونے والا عملہ 1483 ملازمین اور 57 دفاتر میں سے 1042 ملازمین اور 36 دفاتر کو بشمول منکیرہ اور کلور کوٹ موجودہ سال سے اصلاح آب پاشی کے عالمی بینک کے تعاون سے دو نئے شروع ہونے والے منصوبوں میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ پنجاب پرائیویٹ سیکٹر گراؤنڈ واٹر' ڈویژن پروجیکٹ اور نیشنل ڈرینج پروجیکٹ پروگرام این۔ڈی۔پی (I) میں یہ سارا سلسلہ ٹرانسفر کیا گیا ہے تاکہ ملازمین کو تنخواہیں ادا کی جا سکیں اور اصلاح آب پاشی کا پروگرام بھی متاثر نہ ہو۔ اس کے علاوہ 21 دفاتر اور 431 ملازمین کی بحالی اور تعیناتی کے لیے حکومت اپنے غیر ترقیاتی بجٹ سے جو مناسب اقدامات کر رہی ہے اس کے سلسلہ میں محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات (پی اینڈ ڈی) کو قائم کردہ کمیٹی نے اپنی سفارشات

بھجوا دی ہیں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ اس کو deal کر رہا ہے۔ اس کے پاس یہ کیس پڑا ہوا ہے۔ اسی طرح حکومت جلد ہی منکیرہ اور کلور کوٹ سمیت پنجاب کے دیگر تمام علاقوں میں اصلاح آب پاشی کا ایک ہنگامی پروگرام شروع کر رہی ہے جس کے تحت صوبے کے نہری اور بارانی علاقوں میں اصلاح آب پاشی کے پروگرام کی ترقی کی رفتار دگنا کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں زرعی ٹیکس سے حاصل ہونے والی رقم کا نصف حصہ کھالوں کی اصلاح پر خرچ کیا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت موجودہ مالی سال کے دوران پنجاب بھر میں 2 ہزار اضافی کھالوں کی اصلاح کی جائے گی۔اس صورت حال کے پیش نظر میں اپنے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ وہ اسے press نہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں وزیر موصوف کی وضاحت کچھ سمجھ پایا ہوں اور کچھ سمجھ نہیں سکا، کیونکہ انھوں نے تمام باتیں مفروضے پر مشتمل فرمائی ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ پی اینڈ ڈی میں پہنچا ہوا ہے اور یہ وہاں سے منظور ہوگا اور منظور نہیں ہوگا۔ جناب چیئرمین! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا کہ یہ ورلڈ بنک کی سکیم تھی اور انھی کے ایک منصوبے کے تحت یہاں یہ دفاتر کھولے گئے۔ جناب والا! مجھے اس بات سے اختلاف نہیں کہ یہ ورلڈ بنک کی سکیم ہے۔

جناب والا! میں نے وہاں کے غریب کاشت کاروں کی ضرورت کی بات کی ہے کہ ہمارا علاقہ نہری اور ریگستانی ہے۔ وہاں desert ہے جس میں پرائیویٹ لوگ اگر اپنے ٹیوب ویل لگاتے ہیں تو وہ ریتلا ہونے کی وجہ سے وہاں پانی کی consumption بڑھ جاتی ہے اور اس water management کی وجہ سے لوگوں کو اپنے فصل کو پانی دینے پر اخراجات بہت زیادہ آ جاتے ہیں' کیونکہ اس میں کافی حصہ یہ ادارہ برداشت کرتا تھا اور کچھ حصہ جو لیبر کا تھا وہ کاشتکار مہیا کرتا تھا۔ تو ان لوگوں کو اس سے بہت زیادہ فائدہ تھا۔ جناب چیئرمین! انھوں نے ابھی وہاں سے دفتر shift کر دیے ہیں۔ جب ان کا پروگرام ہے کہ یہاں کام دوبارہ شروع ہونا ہے اور انھوں نے اس کو ختم نہیں کرنا تو وزیر موصوف سے میری یہ استدعا ہے کہ یہ اس حکومت کے خلاف لوگوں میں شکوک و شبہات اور نفرت پھیلانے کی کوشش نہ کریں اور ایک یا دو مہینے جو اس process میں لگ جائیں گے تو یہ اپنے executive order سے یہ دفاتر وہاں پر ہی بحال رکھیں تاکہ لوگوں کو تسلی رہے اور ان میں بے اطمینانی نہ پھیلے ۔ میری یہ پر زور اپیل ہے' کیونکہ میں ایک کاشت کار کی حیثیت ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس کا لوگوں کو بہت فائدہ ہے اور لوگ اس میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ جناب والا! میں مبالغہ آرائی نہیں کر رہا کہ میں وہاں اپنے دفتر میں موجود تھا تو کافی لوگوں نے وفد بنا کر میرے ساتھ

meetings کیں اور مجھے اس بات کا احساس دلایا کہ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے آپ اس کو ضرور take up کریں۔ میری وزیر موصوف سے یہ استدعا ہے کیونکہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ ان کا یہ کیس پی اینڈ ڈی میں approval کے لیے موجود ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ آئندہ تھوڑے دنوں میں approve ہو جائے گا۔ تو جب یہ ان دفاتر کو ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تو میری یہ التجا ہے کہ جب یہ دوبارہ اس کو revive کر رہے ہیں تو چند دنوں کے لیے یہ دفاتر shift نہ کیے جائیں ۔ ان کو وہاں پر ہی رکھا جائے تاکہ جو غریب کاشت کار ہیں ان میں یہ بے چینی نہ پائی جائے ۔ میں اسی پر وزیر موصوف سے گزارش کروں گا اور میں insist کروں گا کہ وہاں سے یہ دفاتر تبدیل نہ کیے جائیں ۔

جناب چیئرمین، جی وزیر صاحب ۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! یہ پالیسی decision ہے اور یہ پورے پنجاب کے لیے ہے ۔ یہ صرف خان صاحب کے ضلع میں ہی ایسا نہیں ہوا ۔ میں نے سارے پنجاب کی پوزیشن جناب کو اور خان صاحب کو واضح کی ہے۔ خان صاحب اگر کوئی ایڈہاک arrangement چاہتے ہیں تو اجلاس کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ کر ان سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر اس کا ایڈ ہاک arrangement فوری طور پر ہو سکتا ہے تو وہ ضرور کروا دیں گے۔ ورنہ یہ پالیسی decision ہے۔ یہ ایک ضلع کے لیے change نہیں ہو سکتا۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں کیونکہ انھوں نے ابھی فرمایا ہے کہ وہ ایڈہاک سسٹم کے طور پر اس کو چلانے کے لیے تیار ہیں ۔ لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب کے لیے یہ پالیسی نہیں ہے۔ یہ دفاتر صرف دو تین اضلاع میں سے shift کیے گئے ہیں۔ تمام اضلاع میں جہاں یہ دفاتر function کر رہے تھے ان تمام اضلاع سے یہ shift نہیں کیے گئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دو ہیں یا تین ہیں ۔ باقی نہیں ہیں۔ لیکن میں وزیر موصوف سے خود مل لوں گا، کیونکہ انھوں نے وعدہ فرمایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی بہتر بندوبست کریں گے۔ اس لیے میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، تو آپ اسے press نہیں کرتے ۔

جناب سعید اکبر خان، جی ہاں' on the floor of the House ان کی اس یقین دہانی پر میں اسے press نہیں کرتا ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ یہ dispose of ہوتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب چیئرمین، اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں متعلقہ آنریبل منسٹر سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بحث کی تحریک کا آغاز فرمائیں۔

وزیر داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب چیئرمین! میں امن عامہ پر بحث کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، امن عامہ پر بحث کے لیے تحریک پیش ہوئی۔

کیا بحث کا آغاز بھی آپ ہی کریں گے؟

وزیر داخلہ، جی۔ وزیر قانون صاحب مجھے بتا رہے ہیں کہ رولز میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے اس کے مطابق تو مجھے ہی ابتدا کرنی ہے، اس کے بعد وہ کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ پہلے معزز اراکین اپنی بات کرلیں اس کے بعد حکومت کی جو بھی تجاویز ہیں اور اس بارے میں وہ جو اقدامات کر رہے ہیں وہ اراکین کو آگاہ کریں اور وہ اس پر عمل درآمد کی بات کریں اس لیے جناب مناسب یہ ہوگا کہ پہلے معزز اراکین اسمبلی اس پر بات کریں اور روایات بھی یہی رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، اس بارے میں میرا یہ خیال ہے اور میری یہ تجویز ہے کہ جیسا کہ رول 243 میں ہے آنریبل منسٹر اس کا آغاز فرمائیں اور وہ اپنی پالیسی کا بھی اعلان کریں گے۔ اس پالیسی کے مطابق ممبران بعد میں حصہ لے سکیں گے۔ اس کے بعد وہ پھر اسے wind up کریں گے۔ تو میں اس لحاظ سے آنریبل وزیر سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

وزیر داخلہ، جناب والا! اگر قائد حزب اختلاف شروع کریں تو مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں۔ آپ پالیسی statement دیں۔

وزیر داخلہ، جناب والا! لیڈر آف دی اپوزیشن اگر یہ مطالبہ کرتے ہیں تو میں اپنا یہ right waive کر دیتا ہوں اور بحث شروع کر دی جائے۔ اس بارے میں جو پالیسیز یا جو بھی statements ہوں گی

ان کا میں wind up speech میں ذکر کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، نہیں ۔ وہ تو انھوں نے کہا ۔ میں نے یہ تجویز دی ہے اور یہ بات میری طرف سے ہے کہ آپ پالیسی statement دینا چاہیں تو فرمائیں ۔ اگر آپ wind up میں اپنی statement دینا چاہتے ہیں تو پھر میں ان کو دعوت دیتا ہوں ۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں بھی یہی عرض کر رہا ہوں کہ مجھے یہی statements آخر میں دینی پڑیں گی۔ جب یہ بحث شروع ہوگی تو میں ان کے اعتراضات سنوں گا۔ اس کے بعد میں جواب دے دوں گا۔ میں نے اپنا right پہلے ہی waive کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

وزیر داخلہ ، جی جناب ۔

جناب چیئرمین، ایک تو ممبران سے میری یہ گزارش ہو گی کہ جو جو حضرات اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے نام مجھے ارسال فرمائیں۔ لہذا میں قائد حزب اختلاف سے استدعا کروں گا کہ وہ بحث کا آغاز فرمائیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے امن عامہ پہ بحث کا آغاز کر رہا ہوں۔ پہلے تو بہت ہی خوشی کی بات ہے اور بہت ہی مبارک باد کی بات ہے کہ اتنے عرصے بعد جب صوبائی اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا۔ اور خاص طور پر اس میں جو مبارک باد کی بات ہے وہ یہ ہے کہ امن و امان پر حکومت نے بحث کی اجازت دی ہے۔ اور جناب چیئرمین! امن و امان کی پچھلے چند مہینوں میں بہت ہی غیر تسلی بخش اور بہت ہی alarming situation رہی ہے اور اب تک ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے پہلے تو اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجو داتنی بھاری مینڈیٹ والی حکومت اجلاس طلب کرنے سے اور معزز اراکین اسمبلی کے جمع ہونے پرکیوں خوف زدہ ہے اور یہ لمبا پیریڈ گزار رہے ہیں اور اسمبلی کا اجلاس کیوں نہیں طلب کر رہے۔ اس کے دوران کافی لمبی چوڑی باتیں ہوتی رہیں' راگ الاپے جاتے رہے اور حکومتی کامیابیوں کا راگ الاپا جاتا رہا۔ لوگ اپنے ضمیر اور ذمہ داریوں کو بھول کر صرف اور صرف "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" کے مصداق چلتے رہے اور اپنے آج کو صرف مضبوط کرتے ہوئے کل کو بھول گئے۔ جناب

چیئرمین! جہاں آج کو مضبوط کرنے کی ضرورت تھی وہاں کل یہ سوچنا بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بطور اس معزز ایوان کے رکن اور بحیثیت قائد حزب اختلاف کے کل کے بارے میں بھی اس ایوان کے سامنے گزارشات پیش کروں۔ اور حکومت کی ان کوتاہیوں کا خاص طور پر جو کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کے سلسلہ میں سامنے آئی ہیں ان کا ذکر کروں۔

جناب سپیکر! ویسے تو صوبہ پنجاب کی حکومت کی کوتاہیاں اور ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو بیان کرنے کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر درکار ہے اور ان کو سننے کے لیے حضرت ایوب کے صبر کی ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین! جس وقت آٹھ ماہ قبل یہ حکومت برسر اقتدار آئی تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اور اس کے قائدین پر بھاری مینڈیٹ کا نشہ سوار تھا۔ اور انھوں نے صرف اور صرف اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے اقدامات تو کیے لیکن بے بس عوام کے لیے کوئی ایسا کام یا کوئی بھی چیز عمل میں نہ آئی جس پر عمل ہو سکتا۔

جناب چیئرمین! آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے ذریعے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کی کوشش تو کی گئی۔ فلور کراسنگ کا بل لا کر اپنی حکومت مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب چیئرمین! اس معزز ایوان کے اراکین گواہ ہیں اور سب سمجھتے ہیں کہ جہاں چودھویں ترمیم کی ضرورت تھی وہاں اس میں کئی ایسی شقیں رکھیں گئی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ایوان کو اورکسی بھی جمہوریت پسند انسان کو قابل قبول نہیں۔

جناب چیئرمین! اب اس وقت ہم سب کے سامنے یہ بات عیاں ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو حکومت کنٹرول کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جب اس حکومت نے اقتدار سنبھالا تو آتے ہی خانہ فرہنگ ایران ملتان میں تشدد کی واردات شروع ہوئی۔ اس کے بعد گوجرانوالہ میں ایس ایس پی کا قتل ہوا' اس کے بعد خانہ فرہنگ ایران لاہور کو آگ لگائی گئی۔ اس کے بعد ایک لمبی فہرست ہے جس کا ذکر کرنا یہاں مناسب نہیں ہوگا کیونکہ یہ فہرست بڑی طویل ہے۔ لیکن اس میں سے چند ایک وارداتوں کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گا' کیونکہ میں نے ایک تحریک التواء کی صورت میں یہ چیزیں جمع کرائی تھیں۔ لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے اس لیے وہ تحاریک ٹیک اپ نہ ہوسکیں۔

جناب چیئرمین! میں 23 ۔ جولائی کا ذکر کروں گا جب ڈسٹرکٹ وہاڑی میں دوکوٹہ تحصیل میلسی کے مقام پر پانچ افراد کا قتل ہوا۔ میں 4 ۔ اگست کو شورکوٹ میں آٹھ افراد کے قتل کا ذکر

کروں گا اور 4 ۔ اگست کو ہی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ میاں ارشد کے قتل کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ میں اسی روز اعلیٰ بنک آفیسر اور وکیل سمیت چودہ افراد کے قتل کا ذکر کرنا چاہوں گا۔میں 6 ۔ اگست کو ملتان کی مسجد معاویہ میں تین نمازیوں کے قتل کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اسی روز اسسٹنٹ کمشنر کسٹم اور اس کی اہلیہ کی ہلاکت کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اسی روز بیگم پورہ لاہور جامعہ شاہی مسجد میں' جب کہ سجدے میں نمازی موجود تھے ' اس وقت نو نمازی شہید ہوئے اور سولہ زخمی ہوئے۔ اس سے اگلے روز مسلم کمرشل بنک سرکلر روڈ میں ایک کروڑ کا ڈاکہ ہوا۔ اسی روز لاہور میں ہی ڈیوس روڈ پر ٹریول ایجنسی پر ڈاکہ ہوا۔ اسی روز سانده میں گولڈسمتھ کی دکان پر ڈاکہ ڈالا گیا۔جناب چیئرمین ! اسی روز نولکھا میں وکی ٹریڈرز پہ ڈاکہ ڈالا گیا اور اسی روز گرین ٹاؤن لاہور میں اعوان میڈیکل سٹور پر ڈاکہ ڈالا گیا اور اسی روز راوی بلاک میں ڈاکہ ڈالا گیا۔

جناب چیئرمین! یہ تمام ڈاکے ایک ہی روز صرف صوبائی دارالخلافہ میں ہوئے۔ اس سے اگلے روز 9۔ اگست کو ----

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین ! میں جناب لیڈر آف اپوزیشن کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی اہمیت کا حامل یہ موضوع زیر بحث ہے ۔ لیکن اس سے زیادہ اہمیت کا حامل کل جو اس ملک میں ایٹم بم بلاسٹ ہوا اس سے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال اور بھی خراب ہو گئی ہے ۔ جو روپے کی devaluation ہوئی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے استدعا ہو گی اور ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جناب سپیکر! اس سے پنجاب کے بجٹ پہ تقریباً چودہ ارب 86 کروڑ روپے کا فرق پڑے گا۔ جس سے پنجاب کے عوام اور پورے ملک کے عوام پریشان اور بدحالی کی لپیٹ میں آ گئے ہیں اور آج اس پریشانی کی حالت کسی بھی پبلک کے آدمی سے آپ پوچھ سکتے ہیں اور ان کے چہرے کے تاثرات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ جو ہمارے بجٹ میں اس سے خسارہ ہوگا پنجاب میں اس خسارے کو کس طرح meet کیا جائے گا؟ میں اس بات کو اس لیے ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ روایات ہیں کہ کوئی بھی ایسا وقوعہ رونما ہو تو اسمبلی میں اس کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے لایا گیا ہے اور اس پر احتجاج کیا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ روایات ہیں ۔ آپ سابقہ اسمبلی کی کارروائی دیکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ بات تو آپ اپنی تقریر میں بھی کہہ سکتے تھے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

وزیر خزانہ۔ معزز رکن تو اس اسمبلی میں بار ہا منتخب ہو کے آ چکے ہیں۔ اور یہ سپیکر کی چیئر سے بہت

دفعہ سمجھایا گیا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر relevant ہونا چاہیے اس بات سے جو اس وقت ہو رہی ہو۔ ایک اور مسئلہ بھی ہے کہ یہ devaluation of rupee مرکز کا مسئلہ ہے۔ یہاں صوبے میں یہ زیر بحث آ ہی نہیں سکتا۔ اس کا صوبے کے معاملات سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، ان کی بات valid نہیں ہے۔۔۔۔جناب سعید خان منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سید اکبر خان صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ بڑا relevant تھا۔ کیونکہ اس کا تعلق بھی لاء اینڈ آرڈر کے ساتھ ہی ultimately بنتا ہے۔ جو مہنگائی اور rupee devaluation ہے اس سے عام آدمی کی ضروریات کی چیزیں مہنگی ہو رہی ہیں۔ جیسے آج اخبار میں دیا ہوا تھا کہ اس سے گھی بھی مہنگا ہوگا۔ اس سے چائے بھی مہنگی ہوگی، دالیں بھی مہنگی ہوں گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بہت ہی relevant تھا۔

جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ 9۔ اگست کو واربرٹن میں 8 افراد کا قتل ہوا، اسی روز مظفر گڑھ میں 7 افراد کا قتل ہوا جن کو چُن چُن کر قتل کیا گیا۔ جناب چیئرمین! 10۔اگست کو صرافہ بازار ملتان میں دکان دار کو قتل کیا گیا۔ 11۔اگست کو نواں کوٹ پولیس نے طالب علم کو تشدد سے مار ڈالا۔ 9۔ستمبر کو گرین ٹاؤن میں تھانے دار نے محنت کش کو تشدد کر کے مار ڈالا۔ 17۔ ستمبر کو راولپنڈی میں پانچ ایرانی فوجیوں کو قتل کر دیا گیا اور بہاول پور میں چار پولیس والوں کو جن میں ایک پولیس انسپکٹر بھی شامل تھے قتل کیا گیا۔ اکتوبر میں ریٹائرڈ جج لاہور ہائی جناب عارف اقبال بھٹی صاحب کو قتل کیا گیا اور recently کل جو واقعہ ایوان عدل میں ہوا اس میں بھی چار افراد کو قتل کیا گیا ہے۔ تو جناب چیئرمین! دیکھنا ہے کہ یہ جتنی وارداتیں ہو رہی ہیں ان کا امن و امان کی صورت حال پر اتنا برا اثر پڑ رہا ہے کہ ہمارے عوام کو peace of mind ہی نہیں اور جہاں peace of mind نہ ہو وہاں کسی بھی شعبے میں کوئی ترقی نہیں ہو سکتی۔ ایک انسان جو کہ صبح اپنے گھر سے دفتر جانے کے لیے نکلتا ہے،سکول جانے کے لیے یا کہیں بھی جانے کے لیے نکلتا ہے تو اسے یہ علم ہی نہیں کہ آیا وہ واپس آ بھی سکے گا یا نہیں۔ جناب چیئرمین! اب دیکھنا یہ ہے کہ جو کل ایوان عدل میں قتل ہوا ہے، ہمارا جو custody system ہے، وہ کیا اتنا خراب ہو چکا ہے کہ جو لوگ پولیس کی custody میں ہوں ان کو بھی قتل کر دیا جائے؟ اس سے زیادہ دکھ کی بات پھر اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہاں تو امن و

امان کی صورت حال مکمل طور پر صوبائی حکومت کے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ سب وارداتیں ہو رہی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہماری intelligence agencies کیا کر رہی ہیں؟ کیا ان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ سیاست دانوں کے پیچھے لگے رہیں۔ گو کہ حکومت نے پچھلے دنوں یہ بات بھی کی کہ اب وہ ان ایجنسیوں کو استعمال نہیں کر رہے ' یہ اب سیاست دانوں کے پیچھے نہیں لگی ہوئیں۔ لیکن میں آپ کو ایک مثال دوں گا کہ پچھلے دنوں مجھے ملتان جانے کا اتفاق ہوا اور لاہور ایئرپورٹ پر کچھ صحافی حضرات تشریف لائے ہوئے تھے ' دوست آئے ہوئے تھے۔ تو ان سے میں بات کر رہا تھا اور بات کرنے کے دوران مجھے کچھ نئے چہرے نظر آئے۔ میں نے ان سے پوچھنا چاہا کہ آپ کا کس اخبار سے تعلق ہے؟ کچھ نے تو جواب دیا لیکن ایک آدمی خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے پھر insist کیا کہ آپ کا کس اخبار سے تعلق ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ جناب' میرا اسپیشل برانچ سے تعلق ہے۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاں دہشت گردی کے اتنے واقعات ہو رہے ہیں' امن و امان کی صورت حال اتنی خراب ہو چکی ہے' ہاتھ سے نکل چکی ہے تو کیوں ان ایجنسیوں کو کام میں نہیں لایا جاتا' ان سے صحیح کام کیوں نہیں کرایا جاتا؟ آخر یہ کس مرض کی دوا ہیں جبکہ ان پر کروڑوں اور اربوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں؟

جناب والا! ایک اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آج کل پولیس میں پولیس گارڈ لینے کا جو سلسلہ ہے وہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کس پولیس آفیسر کی پولیس گارڈ کے لیے کتنی entitlement ہے۔ ایک ڈی آئی جی کو کتنے گارڈ کی اجازت ہے' ایک ایس پی کو کتنے گارڈ کی اجازت ہے' ایک ڈپٹی کمشنر کو کتنی گارڈ کی ضرورت ہے۔ ہم یہاں مال روڈ پر ہی دیکھتے ہیں کہ ایک آفیسر irrespective of any rank وہ جا رہے ہوتے ہیں تو ان کے آگے پیچھے چار چار ' پانچ پانچ گاڑیاں ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ چار پانچ گاڑیوں میں 20/25 سے کم افراد یا پولیس کی نفری نہیں ہوگی۔ پولیس کی بہت ساری نفری کو ہم ایسے آفیسرز کی گارڈ میں استعمال کر رہے ہیں جو کہ ان کی entitlement نہیں ہے۔ اگر اسی نفری کو ہم امن و امان کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کریں تو ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ بہتری پیدا ہو جائے۔ صرف یہ نہیں بلکہ ایس ایچ او کی تقرری یا پوسٹنگ کا جو نظام ہے حکومت نے تو اس کو بھی follow نہیں کیا ہوا۔ جس طرح رولز میں دیا ہوا ہے کہ اگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی مرضی کے ساتھ یا اس کی recommendation کے ساتھ ایس ایچ او صاحبان کو لگایا جائے تو محکمہ پولیس میں جو accountability کا ایک process ہے شاید وہ بہتر ہو جائے۔ جناب چیئرمین! آپ

نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ پولیس والے زیادہ تر اپنے ranks لگانے کی نمائش کرتے ہیں۔ جو بات میرے علم میں ہے کہ صوبہ پنجاب میں غالباً دو یا چار ایسے ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہیں جہاں پر سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامیاں موجود ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو بھی کپتان آپ کے پاس سے گزرے گا تو اس نے ایس ایس پی کا rank لگایا ہوا ہوگا۔ خواہ وہ متعلقہ ڈویژنل ہیڈکوارٹر سے تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اب تو یہ صورت حال ہوگئی ہے کہ اگر لیہ میں کوئی سپرنٹنڈنٹ پولیس تعینات ہیں تو وہ بھی اپنے آپ کو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کہیں گے۔ اگر کوئی لاہور میں تعینات ہیں جہاں پہ واقعی ایک سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی اسامی موجود ہے تو وہاں تو وہ ایس ایس پی کا rank لگانے کے حق دار ہیں' کہلانے کے بھی حق دار ہیں۔ جناب چیئرمین! میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کچھ رولز کو بھی follow کرنا چاہیے۔ اگر ہم رولز کو follow کریں اور یہ جو نفری ہے جس کی میں نے بات کی ہے اسے صحیح سمت میں استعمال کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ دہشت گردی کے ان واقعات پر ہم کوئی کنٹرول کر سکیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ میں یہاں تنقید برائے تنقید والی بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف perceptions پہ نہیں جانا چاہتا' میں آپ کو facts and figures کے ساتھ یہ بتاؤں گا کہ ہمارے صوبے میں اس وقت جو crime rate ہے وہ کیا ہے۔ میں اس بارے میں figures quote کرتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں crime ہاتھ سے نکل چکا ہے اور alarming حد تک بڑھ چکا ہے۔ جناب چیئرمین! میرے پاس ایک data موجود ہے۔ حکومت اس کو شاید تسلیم نہ کرے لیکن اگر حکومت اسے تسلیم نہیں کرتی تو پھر میں چاہوں گا کہ وہ اپنے figures اس ایوان میں ضرور quote کریں۔

جناب والا! جنوری 1997ء سے لے کر 15 - ستمبر 1997ء تک صوبے کا جو صرف reported crime ہے اس کی تعداد 1,67,480 ہے یعنی یہ وہ ہیں جو رپورٹ ہو چکے ہیں۔ حالانکہ جیسے یہ ہمارا مزاج ہے' رواج ہے کہ کرائمز کو ہمارے ہاں رپورٹ ہی نہیں کیا جاتا۔ اگر سارے کرائمز کو رپورٹ کیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ یہ تعداد دوگنی ہو جائے اور اسے اگر آپ 1996ء کے ساتھ compare کریں تو اس وقت 15 - ستمبر تک جو crime تھا اس کی تعداد 1,37,765 تھی یعنی crime rate 29,715 بڑھ چکا ہے۔ اسی طرح 15- ستمبر 1997ء تک 3497 murder cases ہوئے ہیں اور جو hurt cases ہیں ان کی تعداد 13946 ہے۔ جناب چیئرمین! آپ حیران ہوں گے کہ assault on publice servant کے جو

cases ہیں وہ 901 ہیں۔ تو یہ بڑی alarming بات ہے کہ اب امن و امان کی صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ خود جو public servant ہیں وہ اس سے hit ہو رہے ہیں۔ اسی طرح rape cases کی تعداد 15۔ ستمبر تک 1287 ہے۔ highway dacoities جو ہوئی ہیں ان کی تعداد 74 ہے اور باقی dacoities جو کہ ہائی وے کے علاوہ ہیں وہ 510 ہوئی ہیں۔ اسی طریقے سے ہائی ویز پر robbery کے 214 cases ہوئے ہیں۔ اگر dacoities اور robberies جس میں ہائی ویز dacoities' بینک ڈکیتی' پٹرول پمپ ڈکیتی' فیکٹریوں' گلی ' محلوں اور دکانوں میں جو ڈکیتیاں ہوتی ہیں کو ملایا جائے تو یہ کل 4025 بنتی ہیں' جبکہ 1996ء میں ان کی تعداد 3330 تھی۔ جناب والا ! یہ ان figures کا alarming rate ہے اور burglary جسے theft for house breaking کہتے ہیں وہ 8148 ہے۔ 382 کے کیس ' ڈکیتی بنک ' ہائی وے پٹرول پمپ' مویشی چوری عام چوریاں ' کار چوری اگر ان سب کو ملایا جائے تو پھر یہ burglary کی تعداد 21,148 تک پہنچتی ہے۔ جب کہ 1996ء میں یہ 17773 یعنی 3375 کیس پچھلے سال کی نسبت 15 ۔ ستمبر تک بڑھ چکے ہیں۔ پھر میں آپ کو یکم ستمبر سے 15 ستمبر 1997ء تک figures دوں گا جو جرائم صرف درج ہوئے ہیں۔ حالانکہ جیسے ہمارا مزاج ہے اور یہاں کا رواج ہے کہ ہر مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ اس میں Inspite of the Terrorism Act جس کی قانون سازی کی گئی اور جس کا بہت شور شرابہ ہے اور حکومت کا یہ کہنا ہے کہ اس کے نتیجے میں کرائم ریٹ کم ہو گیا ہے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ وہ جرائم جو یکم سے 15 ستمبر 1997ء تک درج کیے گئے ان کی تعداد 9413 ہے۔ جناب والا! یہ بہت ہی alarming rate ہے اور میں اسی طریقے سے آگے بڑھوں گا کہ اس fortnight میں جو قتل ہوئے وہ 195 ہیں hurt cases 888 ہیں ۔ پھر assault on public servants 52 ہیں اور صرف چودہ دن کے ریپ کیسز 97 ہیں۔ اگر میں ڈکیتی اور robbery کو ملا کر figures دوں تو وہ دو ہفتے کا 290 بنتے ہیں۔ اگر میں سارے burglary کو پڑھوں تو 1201 بنتا ہے۔ جس میں مویشی چوری بھی 382 کے کیسز بھی ہیں' موٹر وہیکلز بھی ہیں' کار بھی ہے۔ جناب والا! دیکھنا یہ ہے کہ اتنا alarming rate ہے ۔ میں نے perceptions پر بات نہیں کی۔ میں نے figures quote کیے ہیں اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو لازماً تشویش ہوگی کہ کتنا alarming rate ہے۔ غیر ممالک میں تو یہ ہوتا ہے کہ کرائم کے figures quote کیے جاتے ہیں پھر پبلک اس پر criticism لاتی ہے' اس پر تجاویز لاتی ہے۔ لیکن ہمارے ملک کا رواج مختلف ہے۔ ہم تو کرائم کے figures کو چھپاتے ہیں جو کہ ہمیں نہیں چھپانے چاہئیں۔ اب یہ ایک national issue بن چکا ہے۔

لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہمارے ہاتھ سے بالکل نکل چکی ہے اور آپ دیکھیں کہ عام آدمی کتنا پریشان ہے۔ لیکن جب حکومت کے ساتھ امن و امان کے حوالے سے بات ہوتی ہے تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے بالکل دہشت گردی پر قابو پا لیا ہے۔ ہم نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ ہم گرفتار کر لیں گے۔ یہ چند رٹے رٹائے بیانات ہیں جو باربار اخبارات میں آتے ہیں جن سے عوام کی بالکل تسلی نہیں ہوتی۔ پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم ملک کو ایشیئن ٹائیگر بنارہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ ایشیئن ٹائیگر کس طرح بن سکتا ہے؟ ایشیئن ٹائیگر تو اسی وقت بن سکتا ہے جب peace of mind ہو۔ لوگ مختلف فیلڈز میں کھلے دل کے ساتھ انوسٹمنٹ کرسکیں۔ foreign investment آ سکے۔ لیکن ان حالات میں foreign investors کس طرح آ سکتے ہیں؟ جو بھی investors آئے مثلاً جاپان آئے، کورین آئے اور دوسرے مختلف ممالک سے آئے تو انکو ransom کے لیے اغوا کر لیا گیا۔ جب اغوا کی وارداتیں ہوں گی، ransom مانگا جائے گا تو پھر کس طرح کوئی foreign investor یہاں آ کر invest کرے گا؟ تو ہم ایشیئن ٹائیگر کس طرح سے بن سکتے ہیں؟ ایشیئن ٹائیگر بننے کے لیے ہمیں بہت سارے انقلابی اقدامات اٹھانے ہوں گے اور پہلا قدم لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو کنٹرول کرنا ہے اور اس کو calm down کرنا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم امن و امان کی صورت حال کو کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں؟ وہی پولیس، وہی بیوروکریسی جس سے ہم نے کام لینا ہے۔ جس سے ہم نے کل بھی کام لیا آج بھی لینا ہے اور آنے والے کل کو بھی لینا ہے۔جب ہم ان کو peace of mind ہی نہیں دیں گے، جب ہم ان کو سرعام ہتھکڑیاں لگائیں گے، جب ہم سرعام ان کی بے عزتی کریں گے، ان پر سختیاں ہوں گی۔ ایسے اقدامات کی بناپر جو انھوں نے نہیں کیے انھیں معطل کیا جائے گا ان کو برخاست کیا جائے گا۔ جب ان کو peace of mind نہیں ہوگا تو وہ گورنمنٹ سے امن و امان کی صورت میں یا کسیاور صورت میں کس طرح تعاون کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی لازمی ہے کہ انتظامیہ چاہے وہ پولیس ہے چاہے وہ ایڈمنسٹریشن ہے، سول ایڈمنسٹریشن ہے یا جو بھی ایڈمنسٹریشن ہے ان کے ساتھ ہمیں اپنا برتاؤ صحیح کرنا پڑے گا۔

جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ غیر ممالک میں دنیا کے باقی ممالک میں ترجیحات میں سب سے پہلے امن و امان کی صورت حال ہوتی ہے جو کہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔ جناب والا! ان تمام واقعات کے بعد جب Anti Terrorism Act لاگو کیا گیا تو اس بارے میں میں نے figures بھی دیے ہیں اور واقعات بھی quote کیے ہیں کہ Anti Terrorism Act ایک ایسا ایکٹ بنا دیا گیا

جو حکومت کی نظر میں بہت اچھی چیز نظر آئی----

جناب چیئرمین، منیس صاحب! آپ اور کتنا ٹائم لیں گے؛ آپ کو بولتے ہوئے نصف گھنٹہ ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں کوشش کرتا ہوں کہ جلد ختم کروں۔

جناب چیئرمین، آپ پانچ منٹ میں wind up کرنے کی کوشش کریں۔ اور بھی بہت سارے مقررین ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک ایسی بحث ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ ----

جناب چیئرمین، قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے آپ کا بڑا احترام ہے۔ آپ نصف گھنٹے سے بول رہے ہیں۔ اب آپ پانچ چھ منٹ میں wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' میں کوشش کرتا ہوں کہ اسے جلدی wind up کروں۔ لیکن. آپ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایسا ہے ----

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میرے بہت ہی معزز رکن جو اس ہاؤس کے سپیکر بھی رہے ہیں۔ وہ رولنگ بھی دیتے رہے ہوں گے کہ ہاؤس کے اندر کوئی چیز پڑھی نہیں جا سکتی۔ یہ جب سے آئے ہیں۔ قاعدہ ہی پڑھے جا رہے ہیں کوئی بات تو زبانی بھی کریں۔ مقرر notes تو لے سکتا ہے مگر قاعدے کی طرح مت پڑھیں بلکہ اپنے جذباتی دل کی تقریر کریں۔

جناب چیئرمین، جناب منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرے خیال میں اس بات کا جواب دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب والا! میں Anti Terrorism Act کی بات کر رہا تھا کہ اس میں کئی ایسے سیکشن رکھے گئے ہیں جیسے پولیس کو shoot to kill کی اجازت دی گئی ہے۔ کسی کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ ایک ڈی ایس پی کے سامنے اقبالی بیان لینے کی اجازت رکھی گئی ہے۔ جناب والا!

میں یہ نہیں کہتا کہ ان لوگوں پر سختی نہیں ہونی چاہیے ۔ ان گھناؤنے جرائم میں جو بھی ملوث ہیں ان کے خلاف سخت سے سخت ایکشن ہونا چاہیے۔ لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ہماری پولیس کی reputation کیا ہے؟ کیا ہم ان کو shoot to kill کی اجازت دے سکتے ہیں؟ کیا اقبالی بیان کسی ڈی ایس پی کے سامنے دینے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ جب کہ ہماری پولیس اتنی بد نام ہو چکی ہے اور میں تو یہاں تک کہوں گا کہ یہاں کا رواج یہ ہے کہ پولیس ایک مردہ آدمی سے بھی اقبالی بیان دلوا لیتی ہے۔ تو پھر یہ Anti Terrorism Act کس طرح کام آ رہا؟ اور جیسے میں نے پہلے Call Attention Notice میں عرض کیا کہ اس میں لوگوں کو بتانے کے لیے provision رکھ دی گئی کہ سات دن کے اندر اس کی تفتیش مکمل ہو جائے گی۔ سات دن کے اندر سپیشل کورٹ اس کا فیصلہ کر دے گی۔ پھر سات دن کے اندر اپیل کی سماعت مکمل ہو جائے گی۔ لیکن یہ ایسی باتیں ہیں جو ہونی ناممکن ہیں۔ اگر یہ ناممکن تھیں تو پھر عوام کو غلط راہ پر کیوں لگایا گیا؟ ان کو غلط اطلاع کیوں دی گئی؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Anti Terrorism Act کی جو قانون سازی کی گئی ہے اسے review کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں سے وہ تمام شقیں جن پر عمل ہی نہیں ہو سکتا واپس لی جائیں۔

جناب چیئرمین! Anti Terrorism Act کی جو عدالتیں ہیں ان سے دہشت گردی کا تو خاتمہ نہیں ہو سکتا' بلکہ احترام آدمیت اور احترام معاشرہ کا خاتمہ ضرور ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میں نے جو speedy trial کی بات کر دی ہے' لیکن ہماری حکومت یہ سمجھ رہی ہے کہ اس ایکٹ کے آنے سے وہ سو جائیں یا جیسے سوئے ہوئے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب والا! میں کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے پوائنٹس کو کم کر کے اسے wind up کروں۔ جناب والا! دوسرا یہاں پر جو باتیں کی گئی ہیں' جیسا میں نے عرض کیا کہ یہ ایک بھاری مینڈیٹ والی حکومت نے کیا۔ جناب والا! بھاری مینڈیٹ کا بالکل یہ مطلب نہیں کہ ہر معاملے میں ہی یہ سمجھا جائے کہ بھاری اکثریت ہر چیز میں ہو جائے۔ ایوان میں بھاری اکثریت ہو جائے'. کرائمز میں بھی بھاری اکثریت ہو جائے۔ جناب' بھاری مینڈیٹ کا بالکل یہ مقصد نہیں اور بھاری مینڈیٹ کو ایک کوڑے کی طرح استعمال نہیں کرنا چاہیے جس طرح پچھلے آٹھ مہینے سے 13 کروڑ عوام کی کمر پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس مینڈیٹ کو حقیقت میں دیکھا جائے جو کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانا چاہیے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش

کروں گا کہ قائد حزب اختلاف کو جتنا مرضی وقت دیں' اعدادوشمار ان کے پاس ہیں' لیکن کام کی بات ایک بھی نہیں کی۔ دوسری بات میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس بھاری مینڈیٹ کی ان کو کیا تکلیف ہے؟ اس کے لیے ہم ان کو کیا دوائی لا کر دیں' کیونکہ مینڈیٹ تو پبلک نے ہم کو دیا؛ یہ ہمیں گالی نہیں دیتے بلکہ عوام کو گالی دیتے ہیں۔ جب بھی یہ بولتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اتنا بھاری مینڈیٹ۔ جناب والا ! یہ سب عوام نے ہمیں ان کے کرتوتوں کی وجہ سے دیا ہے۔ یہ ہمیں گالی نہیں دیتے عوام کو دیتے ہیں ـــــ

جناب چیئرمین ، جناب منیس صاحب! اپنی بات دو منٹ میں مکمل کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا ! مجھے بہت ہی افسوس ہے۔ میں متعلقہ بات کر رہا ہوں' میں کوئی پرسنل بات نہیں کر رہا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں غیر متعلقہ بات کر رہا ہوں اور یہ امن عامہ کا مسئلہ اس ایوان کے لیے اتنا اہم نہیں ہے تو میں اپنی تمام گزارشات کو wind up کرتا ہوں۔ حالانکہ بہت سے ایسے معاملات ہیں جو متعلقہ ہیں اور میں ان پر بات کر سکتا ہوں۔ اگر میں زراعت پر انکم ٹیکس کی بات کروں اور ان کا جو ٹیکس لگانے کا طریقہ ہے جس طریقے سے وہ وصول کیا جا رہا ہے کیا وہ امن عامہ کی صورت حال کے زمرے میں نہیں آتا؟ کیا سرگودھا میں اس سلسلے میں اس ٹیکس کے خلاف احتجاج نہیں ہوئے؟ صوبائی اسمبلی کا جو پچھلا بجٹ اجلاس تھا اس میں جو مختلف قسم کے ٹیکس لگائے گئے کیا اس کے نتیجے میں احتجاج نہیں ہوئے؟ کیا یہ سب چیزیں امن عامہ کے زمرے میں نہیں آتیں؟ جناب چیئرمین! یہ تمام چیزیں اس زمرے میں آتی ہیں۔ آپ روزانہ اخبارات اٹھا کر تو دیکھیں' آپ کا دل مانتا ہے کہ صبح اخبارات پڑھیں ؟ ہر صفحے سے ہر حرف سے آپ کو بارود کی بو آ رہی ہوتی ہے۔ ملک میں اتنا crime ہو گیا ہے اور اتنی criminal activities ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں آپ سے یہ بھی ضرور گزارش کروں گا کہ معزز اراکین حکومت بارہا یہ دہراتے ہیں اور موجودہ دور کا پچھلے دور کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں۔ کبھی انھوں نے یہ بھی سوچا ہے کہ آج کے دور کی اور پچھلے دور کی امن عامہ کی صورت حال کیسی تھی ؟ کیا اس وقت جب ملی یک جہتی کونسل معرض وجود میں آئی تھی اور ایک ہی میز پر تمام علماء کو بٹھا کر ان سے بات کی گئی تھی کیا اس وقت امن عامہ کی صورت حال قابو میں نہیں آ گئی تھی؟ جناب والا ! اس وقت حکومت نے ان کو احساس تحفظ دیا تھا اور اب پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کو احساس تحفظ دیا جائے۔

ملک ندیم کامران ، جناب والا! قائد حزب اختلاف برائے مخالفت مخالفت کر رہے ہیں اور کافی دیر سے اسی مسئلے پر بات کر رہے ہیں کہ یہ ہوگیا' وہ ہوگیا' قتل ہوگیا ۔ حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں اس کے بارے میں بھی اگر یہ کچھ بتا دیتے تو ہمیں خوشی ہوتی ۔ ڈکیتیوں کے سلسلے میں دہشت گردی کے سلسلے میں حکومت نے کافی کنٹرول کیا ہے اور دہشت گردی کے سلسلے میں جو خصوصی عدالتیں بنائی گئی ہیں وہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو مختصر کریں۔ آپ تشریف رکھیں' آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جناب' آپ wind up کریں۔ دو منٹ میں اپنی بات مکمل کریں۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ باقی ہے۔ باقی ممبران کو بھی موقع فراہم کرنا ہے

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب چیئرمین! آپ کی اطلاع کے لیے میں یہ بھی عرض کروں۔ کہ روایت یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کے لیے وقت کی پابندی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں کوئی غیرمتعلقہ بات کر رہا ہوں تو میں اس کو wind up کرتا ہوں۔ اور wind up کرنے سے پہلے میں اب یہ کہوں گا کہ چونکہ امن و امان قائم رکھنے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے تو اس بات کی ضرورت ہے اور یہ ایک قومی مسئلہ ہے اس میں تمام سیاسی پارٹیوں کو اور تمام صاحب الرائے لوگوں کو اب اعتماد میں لینے کی ضرورت ہے۔ چاہے کوئی جس مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہو ان کو اعتماد میں لے کر ایک گول میز کانفرنس منعقد کی جائے اور ان سب کو بٹھا کر اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے۔ جناب چیئرمین! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ،

مانیں نہ مانیں آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ ملک ندیم کامران صاحب' (تشریف نہیں رکھتے) محترم میاں جاوید لطیف صاحب۔ قبل اس کے کہ اپنی تقریر کریں ۔ میں تمام ممبران سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ رولز کے مطابق قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کے لیے وقت کی پابندی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں زیادہ وقت دینا پڑتا ہے۔ ویسے بھی ننھی منی اپوزیشن ہے' ہمیں accommodate کرنا چاہیے ۔ ممبران کی فہرست بھی کافی لمبی ہے۔اس وقت بھی میرے پاس پندرہ سولہ کے قریب نام ہیں۔اس کے بعد وزیر

موصوف نے بھی اسے wind up کرنا ہے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ اگر پانچ سے چھ منٹ میں معزز رکن اپنی بات مکمل کریں تو تمام دوست accommodate ہو جائیں گے اور دو بجے تک تقریریں مکمل ہو جائیں گی۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں مداخلت کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔ اگر آپ شیڈول دیکھ لیں تو کل بھی شاید امن عامہ کے لیے بحث کا دن ہے۔ آپ پندرہ ممبران کو اس وقت میں باآسانی تقریر کا موقع فراہم کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات درست ہے۔ دس منٹ فی ممبر کر لیتے ہیں۔ کیونکہ دو منٹ تو بٹھاتے بٹھاتے لگ جاتے ہیں۔

میاں جاوید لطیف، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب والا! امن عامہ کا مسئلہ لاہور پنجاب یا پاکستان کا مسئلہ نہیں۔ پوری دنیا کے وہ ممالک جو خود کو ترقی یافتہ ممالک کہتے ہیں وہاں کا بھی یہ مسئلہ ہے۔ وہاں معاشی بحران بھی نہیں۔ وہاں کی پولیس جدید اسلحہ سے لیس ہے۔ اس کے باوجود بھی وہاں کے لوگ بھی قتل و غارت، ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور دہشت گردی سے پریشان ہیں۔ جناب والا! میرا یہ بات کرنے کا ہرگز مقصد نہیں کہ ایسے حالات میں جو جرائم پنجاب یا پاکستان میں ہو رہے ہیں اس سے ہم بری الذمہ ہیں۔ لیکن اخبارات کی فائلیں اس بات کی گواہ ہیں۔ پچھلے دور حکومت اور آج کے دور حکومت کا اگر پہلے آٹھ ماہ کا موازنہ کیا جائے تو ہر شخص برملا یہ کہے گا کہ موجودہ حکومت نے دہشت گردی پر کنٹرول کیا ہے۔ جناب والا! ہم نے بہت سے دہشت گروں کو جو بد نام زمانہ تھے ان کو گرفتار کیا۔۔۔۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! آپ اپنی سیٹ سے تقریر کر رہے ہیں؟

میاں جاوید لطیف، جناب والا! پہلے تو میری سیٹ یہی تھی۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب! بطور ممبر میرے دل میں آپ کا بے حد احترام ہے۔ لیکن اسمبلی میں بات کرنے کے لیے قواعد و ضوابط ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اپنی سیٹ سے بات کریں۔

میاں جاوید لطیف، جناب والا! میری سیٹ کا نمبر اگر کوئی اور ہے تو میں وہاں سے تقریر کر لیتا ہوں۔ آپ مجھے نمبر بتا دیں۔

جناب چیئرمین ، آپ کی سیٹ کا نمبر 128 ہے۔

میاں جاوید لطیف ، ٹھیک ہے جناب' میں 128 نمبر پر چلا جاتا ہوں۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر ! میں آپ کی شاطر نظر کی داد دیتا ہوں۔ آپ کی جو حاضر دماغی ہے میں اس کی بھی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ جیسے چیئرمین ہوں تو یہ ہاؤس بھی اچھا چلے گا۔

جناب چیئرمین ، شکریہ۔

میاں جاوید لطیف، جناب والا ! بہت بہت شکریہ۔ ایک تو میری سیٹ کی نشان دہی ہوگئی۔

جناب چیئرمین صاحب پچھلے دور حکومت میں سابقہ حکومت نے دہشت گردوں سے مک مکا کر کے دہشت گردوں کو گرفتار نہ کیا۔ آج کی حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انھوں نے ان دہشت گردوں کا چیلنج قبول کرتے ہوئے انھیں گرفتار کیا اور ان کے ساتھ کوئی مک مکان نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور آج جناب والا! ہم جہاں ان پولیس افسران کی تعریف کرتے ہیں' ان کو شاباش دیتے ہیں کہ انھوں نے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دہشت گردوں کو گرفتار کیا۔ دوسری طرف ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں واربرٹن ایک قصبہ ہے۔ وہاں دہشت گردی ہوئی اور آٹھ بے گناہ شہریوں کو قتل کیا گیا اور بیس سے پچیس منٹ تک خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی۔ وہ تین چار ہزار کی آبادی سے زیادہ کا قصبہ نہیں۔ وہ کوئی اتنا بڑا شہر نہ تھا کہ ایک علاقے سے نکل کر دوسرے محلہ میں وہ دہشت گرد چھپ جائیں تو ان کو وہاں سے پکڑا نہیں جا سکتا۔ جناب والا! قصبہ وار برٹن کے چاروں اطراف میں دس دس بارہ بارہ کلو میٹر کے فاصلے کوئی دوسری آبادی نہیں۔ اگر وہاں کا پولیس افسر وہاں کا ایس پی چاہتا تو وائرلیس سسٹم ان کے پاس ہے۔ چاروں اطراف کی سڑکوں کو سیل کر کے ان کو گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ اس واقعے کے بعد میں نے جب بھی اس ایس پی سے پوچھا کہ جناب' اس واقعے کا کیا بنا کوئی ملزم گرفتار ہوا' کوئی نشان دہی ہوئی؟ تو اس نے ہمیشہ یہی کہا کہ جناب' ہم ملزموں کے تقریباً قریب قریب پہنچ گئے ہیں اور آپ کو عنقریب خوش خبری سنائیں گے۔ لیکن آٹھ دس دن گزرنے کے بعد ایک دن کسی جگہ پر ایس پی سے میری ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ان سے دوبارہ وہی سوال کیا کہ ایس پی صاحب وہ خوش خبری؟ تو انھوں نے کہا کہ آپس کی بات ہے میں تمھیں یہ بات بتاتا ہوں کہ میں نے ایک عامل' ایک نجومی سے پتا کروایا ہے کہ وہ دہشت گرد اس وقت کہاں ہوں گے' تو مجھے عاملوں اور نجومیوں سے پتا چلا ہے کہ وہ بارڈر کراس کر چکے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ

ایک ضلع کا انچارج ہے وہ کہہ رہا ہے کہ عاملوں اور نجومیوں سے میں نے پتا کروایا ہے۔

جناب والا! ان موجودہ حالات میں ہمیں کوئی مایوسی نہیں۔ ہر حال میں موجودہ حالات کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ان کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم انگریز کے عطا کردہ موجودہ فرسودہ نظام کو ختم کرکے اسلامی عدل کا نظام نافذ کریں۔ جب ہم یہ نظام نافذ کریں گے تو دہشت گردی اور دوسرے جرائم پر بھی کنٹرول ہوسکتا ہے۔ جناب والا! سعودیہ میں بھی غریب سے غریب اور امیر سے امیر تر لوگ موجود ہیں۔ لیکن وہاں کبھی بھی دہشت گردی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اسی لیے جب یہاں بھی خدا کا قانون نافذ ہوگا' جب اسلامی نظام نافذ ہوگا تو پھر کسی بھی حال میں دہشت گردی کسی صورت ممکن نہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں یہ کہنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ موجودہ نظام میں کوئی شخص انصاف کی بھیک مانگتا ہے تو اس کا پردادا کسی کورٹ میں انصاف کی بھیک مانگتا ہے تو اس کا پڑپوتا بھی مانگتا ہے تو اس کی زندگی میں اسے انصاف نصیب نہیں ہوتا۔ موجودہ حکومت نے جو فوری انصاف کے لیے دہشت گردی کی عدالتیں بنائی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں relief بھی ملے گا اور اس موجودہ نظام سے دہشت گردی کو کنٹرول بھی کیا جاسکتا ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترم شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم// جناب والا! سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے آج کی اس اہم بحث میں حصہ لینے کا موقع عطا کیا۔ میں یہ بات بڑے فخر سے کہوں گا کہ کوئی بھی ذی شعور انسان اس وقت اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ موجودہ حکومت کو ورثے میں ملنے والی جو سب سے بڑی خرابی تھی' جو سب سے بڑا مسئلہ تھا وہ سابقہ حکومت کی لاقانونیت' غلط پلاننگ اور غفلتوں کی وجہ سے امن عامہ کا مسئلہ ہی تھا۔ لیکن ہمارے قائد کی مدبرانہ صلاحیتوں اور ان کی شبانہ روز محنت کی وجہ سے' اس ہاؤس کے تعاون کی وجہ سے کافی حد تک اس لاقانونیت کو کنٹرول کرلیا گیا ہے اور مزید کوشش جاری ہے۔

جناب والا! اس پر بحث کرنے سے پہلے میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراؤں گا کہ یہ امن عامہ کی صورت حال پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے ملک میں کیوں پیدا ہوا ہے؟

ہم خامیاں تو ڈھونڈتے ہیں کہ سابقہ حکومت یہ کر گئی اور موجودہ حکومت اس پر تنقید کرتی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم اس پر تنقید کریں' ہم اپنے سسٹم میں تبدیلی کیوں نہیں لانا چاہتے؟۔ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ لاقانونیت پاکستان میں سب سے زیادہ کیوں ہے؟ میرے خیال میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس معاشرے میں انسان کو اس کا حق ہی نہیں ملا۔ حق دار کا حق چھینا گیا۔ جو پڑھا لکھا نوجوان ہے اس کو اس کی ڈگری کے مطابق نوکری نہیں ملتی وہ بے چارہ سڑکوں پر دھکے کھا رہا ہے۔ جب معاشرے میں انسان کو اس کا حق نہیں ملتا تو یہ قدرتی بات ہے کہ انسان منفی راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی یہی ہوا ہے کہ میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ لاقانونیت کو protection دی گئی۔ سیاسی protection دی گئی۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں یہ لاقانونیت کینسر کی طرح پھیلتی گئی ہے۔ جب اس معاشرے میں کسی غریب کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو ملکی مفاد کے خلاف استعمال میں لایا جائے' جب کسی غریب کی غربت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لایا جائے' جب مذہبی گروپوں کو سیاست میں لاکر سیاست کو بدنام کرنے کے لیے ملک میں لاقانونیت پھیلائی جائے۔ جب رشوت خور افسران کو اور اپنے عہدہ کے نا اہل افراد کو appoint کیا جائے تو معاشرے میں انصاف نہیں ملتا۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں frustration پھیلتی ہے اور ملک میں بدامنی پھیلتی ہے۔ ڈرگ مافیا' قبضہ گروپ' مجھے دکھ ہو رہا ہے کہ قائد حزب اختلاف بڑے چیلنج کے ساتھ ثبوت لے کر آئے تھے۔ میں آج ان کے سامنے یہ باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اپنی سیٹ چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں۔ کیا سیاسی گروپوں نے' کیا ان کی سیاسی جماعت نے' میں بھی ثبوت دیتا ہوں جس طرح وہ ثبوت لے کر آئے تھے۔ میں ثبوت کے ساتھ اسمبلی میں بات کرتا ہوں کہ سیاست دان جو ان کے ساتھ تھے جن کی وجہ سے چار سال تک بلیک میلنگ کی حکومت رہی۔ کیا وہی سیاست دان ہمارے ان لوگوں کو دہشت گرد بنانے والے نہیں ہیں؟ کیا ان کو ان لوگوں کی support نہیں رہی تھی؟ میں اپنے حلقے کی ایک مثال دیتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی 108 ہے۔ میں یقین سے اور ثبوت کے ساتھ یہ باتیں کہتا ہوں کہ وہی دہشت گردوں کو آج ہماری حکومت نے میاں شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب کی شبانہ روز محنت اور دیانتدار افسران کی معاونت کی وجہ سے کنٹرول کیا ہے سیاست دان ان لوگوں کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہمارے خلاف الیکشن لڑاتے رہتے تھے۔ انھوں نے اپنی سیاست کو چمکانے کے لیے' اپنی دکانداری کا بازار گرم کرنے کے لیے' اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے ان لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا جو دن رات غنڈہ

گردیاں کرتے تھے' دن رات قتل و خون کرتے تھے۔ امن عامہ کی صورت حال خراب کرتے تھے۔ الحمد للہ آج ہماری حکومت کی وجہ سے ان پولیس افسروں کی مدد سے ان پہ کافی حد تک کنٹرول کیا جا چکا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس معاشرے میں کوئی بھی انسان بدمعاش پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بھی انسان غنڈہ پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی اپنی ماں کے پیٹ سے بدمعاش پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی دہشت گرد پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس معاشرے میں اگر کوئی انسان کو حیوان یا دہشت گرد بناتا ہے تو اس میں سبسے زیادہ قصور ہمارے معاشرے کا ہے جس میں انسان جنم لیتا ہے۔ میں اس بات کو برملا کہوں گا خواہ میرے کچھ سیاست دان دوست' بھائی ناراض بھی ہو جائیں۔ ہمارے ملک کی سیاست ایسی رہی ہے' جس میں جاگیردارانہ نظام ایسا رہا ہے کہ جنھوں نے ان لوگوں کو اپنے ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ آج وہ کینسر کی بیماری جب پورے ملک میں ہیروئن کی طرح پھیل چکی ہے تواب یہ لوگ اس پر تنقید کرتے ہیں۔ میں یہی کہتا ہوں کہ جب تک ہم یہ نظام نہیں بدلیں گے۔ جب تک ہمارے منتخب نمائندے اس چیز کا تہیہ نہیں کر لیں گے کہ ہم نے لوگوں کو باشعور کرنا ہے۔جب تک قانون کی بالادستی نہیں ہوگی۔ جب تک ہم لوگ قانون کو قانون نہیں سمجھیں گے۔ خواہ ہم ایم پی اے ہیں' خواہ ہم وزیر ہیں' خواہ ہم وزراء اعلیٰ ہیں۔ قانون سب کے لیے برابر ہوتا ہے اور جب تک ہمارے معاشرے میں لوگوں کو باشعور نہیں کیا جائے گا۔ اتنی دیر تک لاقانونیت ختم نہیں ہوگی۔ اسی لیے ہماری حکومت ان حالات پر قابو پانے کے لیے اس چیز پہ سب سے زیادہ زور دے رہی ہے۔ معاشرے میں گینگ ریپ' ڈکیتیاں اور افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ ہماری حکومت نے سب سے پہلے بہترین یہ حل نکالا کہ ہر ضلع میں پولیس کے نہایت ہی ایمان دار افسر متعین کیے۔ انتظامیہ کا کردار' علماء اکرام کا کردار' سیاسی ایجنسیوں کا کردار' ہمارے ملک کی خفیہ ایجنسیوں کا کردار' یہ سب چیزیں اسی وقت تک کارآمد ہوتی ہیں جب ہم لوگوں کو یہ یقین دلا دیں کہ میں خود منتخب نمائندہ یا میں بحیثیت وزیر' قانون کی بالادستی قائم کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں خود قانون کی پابندی کروں گا تو میرا خیال ہے کوئی آدمی بھی یہ غنڈہ گردی نہیں کرے گا۔ جناب سپیکر! جب تک ان کو پشت پناہی حاصل رہے گی۔ جب تک کسی نہ کسی طریقے سے ایسے لوگوں کو سیاسی پشت پناہی ملتی رہے گی یہ جرائم بڑھتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! ہماری موجودہ حکومت نے یہ جو محافظ کمیٹیوں کا اقدام کیا ہے۔ مولانا فضل کریم صاحب نے مذہبی جماعتوں سے رابطہ قائم کیا ہے۔ یہ ہمارے لیے ایک بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہمارے دین کے لیڈر بھی بھائی چارے کی فضا قائم کریں۔ لوگوں کو باشعور کریں۔ ہم اس طریقے سے

امن عامہ کے مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے وقت کا پورا احساس ہے۔ مجھے موقع ملا ہے تو میں یہ چیز ضرور کہوں گا کہ میں نے بھی دنیا کے بہت ملک پھرے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے جہاں ہمارے محکمہ پولیس میں اچھی چیزیں ہیں وہاں خرابیاں بھی بہت زیادہ ہیں۔ آپ دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیں۔ آپ کو کسی ملک میں بھی پولیس سٹیٹ نظر نہیں آئے گی۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں پولیس سٹیٹ کا راج ہے۔ اس کی وجہ بھی صرف یہ ہے -----

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس معزز ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ جب بھی امن و امان کی صورت حال پہ بحث ہوا کرتی ہے، متعلقہ محکمہ جات کے سربراہان آئی جی صاحب، ہوم سیکرٹری صاحب اور متعلقہ وزیر، ارکان کی طرف سے پیش کی جانے والی تجاویز کو نوٹ کرنے کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ ان صاحبان میں سے کوئی آدمی بھی موجود نہیں اور اس پہ یہ کہ قائد حزب اختلاف بھی موجود نہیں۔ آپ جس کرسی پہ بیٹھے ہیں یہ آپ کی معراج ہے، کیونکہ جہاں تک میری معلومات ہیں آپ کے لیے اس سے آگے اور کوئی جہاں نہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس معزز ہاؤس کی ان اعلیٰ روایات کے نگران ہیں۔ تو آپ ہاؤس کو in order کرنے کے لیے رولنگ فرمائیں یا بحث کو ملتوی فرمائیں۔ اس کے لیے کوئی اور وقت مقرر کریں۔ اس کے متعلق میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، شکریہ رانا صاحب۔ آپ کی باتیں کچھ درست ہیں۔ اس کے بارے میں، میں سردار صاحب سے اور سارے وزراء صاحبان سے استدعا کروں گا کہ حاضری کو یقینی بنایا جانا مناسب ہے۔ اس کے ساتھ متعلقہ محکمے کے لوگوں کا بھی یہاں آنا بہتر ہو گا۔ ممبران نے کچھ علاقے کی بات کرنی ہوتی ہے۔ کچھ اہم باتیں ہوتی ہیں اور اس لحاظ سے اگر وہ چیزیں نوٹس میں آ جائیں اور بعض اوقات ان معاملات کا وقتی طور پہ کچھ حل سوچا جا سکتا ہے۔ تو بہرحال، میں محمود بٹ صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ جاری فرمائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، تو جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہی چیز اس ہاؤس میں کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دنیا کے کسی بھی مہذب ملک میں چلے جائیں۔ وہاں امن عامہ کی صورت حال اس لیے اچھی

ہوتی ہے کہ وہاں کی آبادی کی تعلیم بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے اور جب تک معاشرے میں خواندگی کی شرح نہیں بڑھے گی، اتنی دیر تک قانون کو سمجھنے والے نہیں ہوں گے۔ میرے خیال میں اس چیز کو کنٹرول کرنے کے لیے سب سے اہم کردار تعلیم کا ہے۔ اگر آپ میں تعلیم ہوگی جس طرح میاں صاحب نے پرسوں کی میٹنگ میں فرمایا تھا کہ ہم پڑھے لکھے نوجوان پبلک سروس کمیشن کے ذریعے انسپکٹر بھرتی کر رہے ہیں تو میرے خیال میں ہمارے ملک کی یہ ایک بہت بڑی خوش قسمتی ہوگی کہ محکمہ پولیس میں پڑھے لکھے لوگ آئیں گے تو وہ لوگوں کی صحیح طریقے سے رہنمائی کریں گے۔ جناب سپیکر! الیکٹرانکس کا دور ہے اس لیے دہشت گردوں کا مقابلہ کرنے کے لیے پولیس کو بھی مکمل طور پر ساز و سامان دیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں آپ کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بڑے غور سے سنا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: محترم جناب ایاز امیر صاحب۔

جناب ایاز امیر: اگر آپ مہربانی فرمائیں تو میں کل صبح پہلے وقت میں بول سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ محترم جناب چودھری محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ کسی ملک کی ترقی کا راز، کسی صوبے کی ترقی کا راز امن عامہ سے منسلک ہے۔ جب تک کسی ملک میں امن و امان کی صورت بہتر نہیں ہوگی۔ نہ تو وہ ملک ترقی کرے گا، نہ اس کے عوام خوش حال ہوں گے اور نہ وہ سکون سے زندگی بسر کر سکیں گے۔ بدقسمتی سے جب ہماری حکومت اقتدار میں آئی تو ہمیں ورثے میں بہت بھیانک صورت حال ملی اور اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے امن و امان کی طرف توجہ دینی پڑی۔ امن و امان کی اس بدحال صورت حال میں دو تین اسباب ہیں جس میں سب سے بڑا سبب مذہبی منافرت ہے۔ جناب سپیکر! ہماری وہ درس گاہیں جہاں پر دین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جہاں کا طالب علم پڑھ کر عوام کو دین کی روشنی سکھاتا تھا۔ ان میں سے بعض درس گاہوں میں طالب علموں کو ایسے سبق دیے جانے لگے کہ اگر تم فلاں مذہب کے اتنے آدمی مارو گے تو تمھیں جنت میں اتنے گھر ملیں گے اور ان کی تربیت ایسی کر دی گئی کہ وہ لوگ ٹریننگ لے کر آئے۔ انھوں نے مسجدوں میں قاتلانہ حملے شروع کیے اور جس سے اللہ کے گھر نعوذ باللہ غیر محفوظ ہو گئے۔ جب لوگ نماز پڑھتے تھے ان پر گولیاں

چلائی گئیں اور بے گناہ لوگوں کو شہید کیا گیا۔ اس صورت حال کے بعد حکومت نے ایسے سخت اقدامات کرنے شروع کیے اور سب سے پہلے ہماری حکومت کا بڑا مدبرانہ اور جرأت مندانہ اقدام انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کا قیام ہے۔ اس پر بعض لوگوں کو بڑی تکلیف ہوئی' اس کی بڑی مخالفت ہوئی لیکن ان عدالتوں کے قیام کے بعد آج صورت حال یکسر بدل چکی ہے۔یہ صورت حال یہاں تک بہتر ہوئی ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ماہ ہو چکا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے کوئی ایسی واردات نہیں ہوئی' نہ مسجدوں میں ایسا کوئی واقعہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ان انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے متعلق میں یہاں ایوان میں ایک تجویز پیش کروں گا کہ ان عدالتوں میں وہ کیس لیے جائیں جو 1996ء کے ہیں۔ اگر ہم نے پچھلے سالوں کے کیس بھی ان عدالتوں کو دے دیے تو ان عدالتوں کا interest ختم ہو جائے گا۔ عوام فوری انصاف چاہتے ہیں۔ اگر ہم ایک سال پہلے کے کیس ان کو دیں گے تو ان پر فوری فیصلے ہوں گے اور جو مجرم ہیں ان کو قرارواقعی سزا ملے گی تو صورت حال پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اس ملک میں دوسرا مسئلہ بے روزگاری کا ہے۔آج میرے ملک کے اندر لاکھوں نوجوان ڈگریاں لیے پھرتے ہیں۔ ان کو روزگار نہیں ملتا' روزگار نہ ملنے کی وجہ سے وہ پریشان ہوکر ایسی غلط راہوں پر چلتے ہیں۔ ہماری حکومت کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ہم ان بچوں کو روزگار دیں اور اس کے لیے میری یہ تجویز ہے کہ ملک کے اندر ہمیں اب فوری طور پر صنعتوں کا جال بچھانا چاہیے۔ کیونکہ اداروں میں ہم اتنے بے روزگاروں کو adjust نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے حکومت کو انڈسٹریل ایریاز قائم کرنے چاہییں' کیونکہ عوام نے ہمیں جو تاریخی مینڈیٹ دیا ہے اور اسی مینڈیٹ کی وجہ سے آج لوگ ہم سے پہلے سے زیادہ توقعات لگائے بیٹھے ہیں۔اور یہ موجودہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان نوجوانوں کے روزگار کا بندوبست کرے۔

جناب سپیکر! اس میں تیسرا factor پولیس کا ہے۔ امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے سب سے زیادہ کردار پولیس کا ہے۔ ہماری موجودہ پولیس کو بہتر بنانے کے لیے جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے پچھلے دنوں بڑی اچھی سکیم شروع کی ہے اور ایک نئی فورس کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔اس کی ٹریننگ بھی شروع ہے۔ان شاء اللہ جب وہ ٹیم تیار ہو کر میدان میں آئے گی تو صورت حال پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! لیکن جو ہماری موجودہ صورت حال ہے کہ آج ہمارے کئی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر پولیس کے تھانوں کے اندر

گاڑیاں نہیں ہیں۔ خدا نہ کرے اگر کسی تھانے کے نزدیک کوئی واردات ہو جاتی ہے تو وہ پرائیویٹ گاڑیوں کی طرف بھاگتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ تھانے کے اندر اپنی گاڑی ہو اور کوئی واردات ہو تو اس پر فوری طور پر پہنچا جائے۔دوسرے بدقسمتی سے پولیس کے پاس جو وائرلیس سسٹم ہے' اس کی range دو میل سے بھی آگے نہیں جاتی۔مجھے بتائیں کہ ایسی صورت حال میں ان کے پاس ایسے اوزار ہوں گے تو وہ صورت حال پر کیا قابو پائیں گے؟ تو میری یہ تجویز ہے کہ پولیس کو جدید اسلحہ اور جدید گاڑیاں دی جائیں۔ خصوصاً دیہاتی علاقوں میں ان کو یہ چیزیں دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے اس ایوان کے معزز ممبران کی خدمت میں یہ استدعا کروں گا کہ ہمیں اس دفعہ قوم نے تاریخی مینڈیٹ دیا ہے۔ قوم کی ہم سے بڑی توقعات ہیں۔اگر اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے پانچ سال کے اندر ان شاء اللہ ان مسائل پر قابو پا لیا' ہم نے عوام کی مشکلات حل کر دیں تو ان شاء اللہ آنے والا وقت بھی آپ کا ہے اور اگر خدا نہ کرے ہم اس مسئلے میں فیل ہو گئے تو آنے والی تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ لیکن ان شاء اللہ ہمارا قائد میاں محمد نواز شریف میرے صوبے کے وزیر اعلیٰ جناب میاں شہباز شریف دن رات اس ملک کی اس صوبے کی خدمت کے لیے' فلاح کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ مایوسی کی کوئی بات نہیں۔میں آخر میں اس شعر پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں،

حوادث سے الجھ کر مسکرانا ہماری فطرت ہے
ہمیں دشواریوں پہ اشک برسانا نہیں آتا

شکریہ جی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترم جناب صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دین سے سیاست علیحدہ نہیں کی جا سکتی۔ دین اور سیاست ایک ہے۔ اگر یہ اکٹھے نہ ہوں تو اس کے بعد چنگیزی ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں جتنی بھی بے راہ روی چل نکلی تھی اس کی بنیاد کیا ہے۔ ایک تو بے کاری دوسرا گزارا ہوا وقت ہے۔ اب پولیس جب مقابلوں کے لیے سامنے آتی ہے تو پولیس کے جو نوجوان ہلاک ہوتے ہیں ان کو شہید نہیں کہتے۔جو پولیس کا نوجوان مقابلے میں فوت ہو جائے تو اس کے لیے ہم انکوائری نہیں مانگتے۔ اگر کوئی ڈاکو مارا جائے تو ہم اس کے لیے جا کر انکوائریاں مانگتے ہیں کہ انکوائری کراؤ' یہ غلط

مقابلہ ہوا ہے۔ ایک طرف ہم یہ چاہتے ہیں کہ انصاف دو' چار' دس دن میں ملے۔ ایک طرف ہم صحیح مقابلے کو بھی مقابلہ نہیں مانتے ۔میں نہیں جانتا کہ کیا ہوگا۔ عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمٰن الرحیم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کیا' کیسا اور کیسے ہوا۔ مگر جو ہوا اس کو تو مانیں کہ جو پولیس کا جوان مارا گیا۔ کیا وہ کسی کا بھائی نہیں تھا' کسی عورت کا خاوند نہیں تھا' کسی ماں کا بیٹا نہیں تھا؛ ہمارے شہر فیصل آباد میں اتنے مقابلے ہوئے۔ وہ سب ٹھیک ہوئے اور میں آپ کی وساطت سے آئی جی پولیس کو مبارک دیتا ہوں کہ فیصل آباد شہر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ بیس لاکھ روپے کے انعام والا ڈاکو' اٹھارہ لاکھ روپے کے انعام والا ڈاکو اور بارہ لاکھ روپے کے انعام والا ڈاکو فیصل آباد پولیس کے ایس ایس پی نے گرفتار کیے۔ اس پر ان کو داد دی جانی چاہیے۔ جب ہم دوسروں کی برائی کرتے ہیں تو جو اچھا کام کرے اس کو داد بھی دیں۔ یہ ہمارا فرض ہے۔باقی اجتماعی طور پر ہم اپنے صوبے کو عوام میں اس طرح پیش نہ کریں کہ جیسے panic پھیلی ہوئی ہے۔جیسے یہاں پر کوئی قانون نہیں۔ یہاں پر قانون ہے' یہاں عورتیں بازاروں میں چلتی ہیں' لوگ خرید و فروخت کے لیے چلتے ہیں۔ میری درخواست آپ کی وساطت سے جناب کھوسہ صاحب سے ہے کہ آپ جس طرح چاہے کریں۔ ہمارا صوبہ برادریوں میں بٹا ہوا ہے۔ بالخصوص لاہور اور گجرات ہیں جہاں ایک گھر کے تین مر گئے' اس گھر نے دوسرے گھر کے تین مار دیے۔ اگر پولیس بنیادی طور پر ان کی صلح کرا دے یا ہمارے ایم پی اے ایم این اے اس لڑائی کو قرآن رکھ کر کسی مسجد کے اندر ان خاندانوں کی صلح کرا دیں تو آئندہ کے لیے وہ جھگڑے وہاں سے ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے اور یہ ناممکن نہیں ہے۔ قرآن میں آتا ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے' پھر ترمیم آتی ہے کہ قتل پیسوں سے واپس ہو سکتا ہے' پھر ترمیم آتی ہے کہ جو اللہ کے نام پر معاف کر دے اسے جزا ملتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر اللہ کے بندے اللہ کے بندوں کے ساتھ بنیادی طور پر بیٹھ کر ان کی ماں؛ بیٹی اور بہنوں کے جھگڑے طے کر دیں تو یہ لڑائیاں ختم ہوں گی۔ اب یہ بھی پولیس پر الزام ہے کہ کچہری میں آئے ہوئے آدمی جو ملاقاتوں کے لیے آتے ہیں۔ اب پولیس کو کیا خبر ہے؛ وہ علم غیب نہیں رکھتی ۔ اس کے پاس کوئی ایسا آلہ نہیں کہ میری جیب میں کیا ہے۔وہاں پر اچانک واقعہ ہو جاتا ہے تو ہم اسے panic کی شکل میں اپنے اخبارات کی زینت نہ بنایا کریں بلکہ ہم اس کو ذرا بچانے کی کوشش کریں۔میں آپ کی وساطت سے اخبار والے بھائیوں سے بھی درخواست گزار ہوں کہ اتنی بھیانک خبریں شائع کرنے سے صوبے کے عوام اور معصوم گھبرا جاتے ہیں'حالانکہ ہمارے صوبے میں اتنا بگاڑ نہیں ہے کہ ہم

قانون کے مطابق اپنی زندگی بسر نہ کر سکیں۔ صرف تھوڑا سا ہمیں اپنے اردگرد دیکھنا ہوگا۔ ہمارے گرد اِس مکان میں کرائے دار کون آیا ہے؟ ہمارے اِس گرد باہر سے آنے والا کون ہے؟ اس کا کریکٹر کیا ہے؟ اگر آپ کو اس پر شک ہے تو آپ اپنے پولیس سٹیشن پر جا کر بتائیں۔ آپ اپنے وزراء کو بتائیں۔ آپ اپنے ایم پی اے اور ایم این اے کو بتائیں۔ آپ صدرِ مسلم لیگ کو جائیں۔ آپ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ کو بتائیں۔ یہ حکومت مسلم لیگ کی ہے اور صدرِ مسلم کا فرض بھی ہے کہ وہ اپنی حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے اور ایسے واقعات پر نظر رکھے جہاں سے یہ بھیانک باتیں نکلتی ہیں۔ یہاں چونکہ آئی جی صاحب نہیں ہیں۔ میں پھر بھی آپ کی وساطت سے انھیں درخواست کروں گا کہ فیصل آباد میں دربار لگایا جائے۔ جن لوگوں نے اتنے بڑے ڈاکو پکڑے ہیں ان کو انعامات سے نوازا جائے۔ جہاں جرم کرنے والے کے لیے پھانسی مانگتے ہیں وہاں کام کرنے والوں کے لیے انعام مانگتے ہیں۔ وما علینا الاالبلاغ ٥

جناب چیئرمین، شکریہ۔ سردار احمد صاحب۔ نہیں ہیں۔ محترم عبدالرؤف مغل صاحب۔ نہیں ہیں۔ محترم محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین! ہم سب بخوبی واقف ہیں کہ قانون کا احترام' امن عامہ کی صورت حال یا کرپشن اوپر ہی سے شروع ہوتی ہے اور اس کی تصحیح بھی اوپر ہی سے کی جا سکتی ہے۔ معاشرے کے وہ افراد جو طاقت ور جگہوں پر بیٹھتے ہیں ان کے لیے کرپشن کرنا بہت آسان ہوتا ہے اور اس کی بہترین مثال سابقہ حکومت نے پیش کی۔ جہاں لیڈر آف دی اپوزیشن نے بہت سے اعداد و شمار پیش کیے' میں انتظار کر رہا تھا کہ شاید وہ یہ بھی بتائیں کہ پاکستان کے اندر ریکارڈ نمبر اشتہاری چھوڑ کر جانے والی حکومت کون سی تھی۔ اتنی بڑی تعداد میں اشتہاری مجرم اور اتنی لوٹ کھسوٹ کہ جس کی نشان دہی آج تک ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پاکستان کا لوٹا ہوا مال سوئٹزرلینڈ کے بینکوں سے مل رہا ہے اور ابھی بہت سا مال ملنا باقی ہے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ پرانی حکومت کی کارستانی کے اوپر آج لیڈر آف دی اپوزیشن نے کوئی بات نہیں کی۔

اس کے ساتھ ساتھ خوشی کی بات یہ ہے کہ نئی حکومت جس کو ایک اتنا بڑا مینڈیٹ صرف کرپشن سے جنگ کرنے کے لیے ملا اور ہماری لیڈر شپ نے پہلے ہی دن سے اس چیز کو ثابت کرنا شروع کیا کہ تبدیلی بھی اوپر ہی سے آ سکتی ہے۔ جہاں ایمان دار قیادت ہر شہر میں' ہر ضلع کی سطح پر

لائی جا رہی ہے وہاں بہت اچھے نتائج بھی برآمد ہونا شروع ہوئے ہیں۔

میں پرانی حکومت کی کارستانی کی ایک بھی مثال آج اس ہاؤس میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وٹو صاحب کے دور میں کئی میٹنگیں ہوئیں جہاں اشتہاریوں کو پکڑنے کے بارے میں بات چیت ہوئی۔ آخر ان میٹنگوں سے تنگ آ کر ایک ایم پی اے نے وٹو صاحب سے عرض کیا کہ وٹو صاحب اشتہاریوں کو پکڑنے کا حل تو بہت آسان ہے لیکن آپ پکڑ نہیں سکیں گے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے حل بتائیں۔ اس نے کہا کہ کل ہی صبح پنجاب اسمبلی میں جب ایم پی اے صاحبان آتے ہیں تو ان تمام کو cordon off کر لیا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر پیپلز پارٹی کے ایم پی اے کے ساتھ پانچ سات اشتہاری آپ کو مل جائیں گے اور پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے باہر سے آپ کم از کم ڈیڑھ دو سو اشتہاری پکڑ سکیں گے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے اس صورت کو بہتر کرنے کے لیے جس کی بہتری کی طرف ہم قدم اٹھا چکے ہیں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے دوستوں نے پہلے بھی بتایا کہ economic revival ایک بہت اہم جز ہے' جہاں بے روز گاری کی وجہ سے بھی جرم ہو رہے ہیں۔ ان پر قابو پانے کے لیے ہمیں economic policies اور جو وزیر اعظم صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ بے روز کار نوجوانوں کے لیے بہت جلد ایک پیکج دینے کا اعلان کرنے والے ہیں وہ پیکج میں سمجھتا ہوں کہ جلدی آ جانا چاہیے تا کہ لوگ کام پر لگ جائیں۔

لوئر کورٹس کے اندر بے شمار کرپشن ہے' ان کے ایجنٹ چھوٹی عدالتوں کے اندر عام ہیں۔ بازار میں ریٹ لگے ہوئے ہیں اور عدالتوں کے فیصلے بک رہے ہیں۔ ہمیں اس کے لیے ایجنسیوں کو استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے اوپر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ عدالتی نظام کے اوپر توجہ دیں اور لوئر کورٹس کی کرپشن روکنے کے لیے مضبوط اقدامات کریں۔

پولیس جہاں پہلے سے بہتر کارکردگی دکھا رہی ہے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ تفتیش کرنے کا جو طریقہ کار ہے اور پولیس کی جو تربیت ہے اس میں بے پناہ بہتری کی ضرورت ہے۔ آج بھی کسی مجرم کو پکڑنے کے لیے اس کے رشتے داروں کو اٹھا لیا جاتا ہے اور صرف اس مجرم کی غیرت کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ شاید وہ غیرت مند ہو اور اپنی ماں' بہن یا کسی قریبی رشتے دار کو چھڑانے کے لیے خود اپنے آپ کو پیش کر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تبدیلی کی بہت اہم ضرورت ہے اور یہ مجرموں کو پکڑنے کا ایک گھٹیا طریقہ ہے۔

اسی طرح سے ہم جانتے ہیں کہ بہت سے محکموں میں بہت سی کرپشن ہے۔ لیکن ان کرپٹ لوگوں کو نکالنے کے لیے ہمیں ٹارگیٹ کا تعین کرنا پڑے گا۔ جہاں ہم جانتے ہیں کہ کارکردگی بہتر نہیں، کرپشن ہے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ اگر محکموں کو ٹارگیٹ دے دیا جائے کہ ایک سے دو فی صد لوگ جو ان کے محکمے میں کرپشن کے لحاظ سے یا کارکردگی بہتر نہ ہونے کے لحاظ سے سب سے کم درجے پر پیمائش کیے جاتے ہیں اس بنیاد پر ان کو فارغ کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ان لوگوں کے اندر محکموں میں کام کرنے کا جذبہ اجاگر ہوگا اور ان کو یہ خطرہ پیدا ہوگا کہ اگر ہم اچھا کام نہیں کریں گے تو ہمیں صرف اسی بنیاد پر کہ ہماری کارکردگی بہتر نہیں یا ہم کرپٹ ہیں، ہمیں نکال دیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے اقدامات بھی بہت ضروری ہوگئے ہیں۔

اسی طرح جو قبضہ گروپس کا سلسلہ ہے، بہت سی جگہوں پر جو ناجائز قبضے کر لیے جاتے ہیں وہ قبضے بڑی محنتوں سے لوگ چھڑا لیتے ہیں، لیکن قبضہ کرنے والوں کو کوئی قرار واقعی سزا نہیں دی جاتی۔ ہمیں اس طرف بھی بہت توجہ دینی پڑے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلحے کے لائسنس کے بارے میں پھر یہ سننے میں آ رہا ہے کہ ہماری حکومت پھر اس کے اوپر کوئی نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ جس ملک میں بھی اسلحہ عام ہے وہاں پر trigger happy crime زیادہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر ہمیں پھر سے غور کرنا چاہیے۔ اسلحہ عام نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسلحہ واپس ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترم عبدالرؤف مغل صاحب۔

جناب عبدالرؤف مغل، شکریہ جناب چیئرمین۔

کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزازِ سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ محدود وقت میں مختصراً چند مسائل اور کچھ تجاویز عرض کروں گا تاکہ پنجاب پولیس کے طریقۂ کار اور رویے میں تبدیلی لا کر ملک میں امن و امان کو بہتر بنایا جا سکے اور عوام کو احساس تحفظ دیا جا سکے کہ وہ ایک محفوظ معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور تحفظ کے لیے انھیں کوئی اور خطہ ڈھونڈنے کی

ضرورت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دوسرے ممالک کی ترقی یافتہ قوموں میں امن و امان باہر سے کسی قوت نے انھیں فراہم نہیں کیا بلکہ ان ممالک کے باسیوں نے خود اپنے اوپر قواعد و ضوابط کی پابندی لگا کر یہ کیفیت پیدا کی کہ آج پوری دنیا ان کی مثال دے رہی ہے۔ اس سلسلے میں' میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا سب سے پہلا اقدام یہ ہونا چاہیے کہ پولیس ملازمین اور افسران سے بہت توقعات کرنے کی بجائے ان کے مشاہرے ان کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا جائے تاکہ ان کی نظر سائل کی جیب پر نہ ہو۔ وہ فریقین کے وسائل کو تلاش نہ کریں' بلکہ وہ میرٹ کے اوپر آنے والے معاملات کی انکوائری رپورٹ عدالتوں تک پہنچائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر معاملے میں روپے پیسے کا involve ہو جانا لازمی ہے چاہے وہ انسداد منشیات کے حوالے سے ہو یا کسی پراپرٹی کی بنیاد پر کسی دو گروہوں میں جھگڑا ہو یا پھر کوئی اور معاملہ ہو اس میں روپے کا عمل دخل لازمی ہو جاتا ہے' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے سب سے پہلے پولیس ملازمین کی گھریلو اخراجات کے لیے جو ضروریات ہیں' انکی اپنے بچوں کے بارے میں جو فکرمندی ہے ہمیں ان کو اس سے بے نیاز کرنا ہو گا۔

جناب والا! میں ٹریفک کے حوالے سے بات کروں گا کہ دیکھا گیا ہے کہ ان جگہوں پر جہاں پر ٹریفک کا کوئی مسئلہ نہیں شہروں سے دور ٹریفک پولیس کی گاڑی کھڑی ہے وہاں دو چار ملازم ہیں اور کوئی افسر ہیں اور وہ گاڑیاں روک روک کر ان کو چیک کر رہے ہیں' حالانکہ انھیں اس جگہ ہونا چاہیے جہاں اندرون شہر چوکوں میں ٹریفک کے مسائل بنتے ہیں تاکہ ان مسائل کو سلجھایا جا سکے اور وہاں پر ٹریفک کو بحال کیا جا سکے۔ اگر یہاں پولیس' محکمہ داخلہ کے کوئی افسران بیٹھے ہیں وہ میری یہ بات آگے پہنچائیں کہ شہروں سے دور دراز ایسی جگہوں پر جہاں پر بسوں اور گاڑیوں کو روک کر چیک کیا جاتا ہے یہ سلسلہ قطعی طور پر بند ہو جائے' کیونکہ وہاں پر ٹریفک پولیس کا کوئی جواز نہیں کہ وہ اپنا وقت ضائع کرے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس حکومت کے آنے سے پہلے امن و امان کی جو کیفیت رہی اور مسلم لیگ کی حکومت کے آنے کے بعد بھی پانچ سات مہینے بدستور جو وہ سلسلہ جاری رہا اور جو فرقہ وارانہ عصبیت تھی' اس کا جو عروج تھا اور جو فسادات ہو رہے تھے' جو دھماکے ہو رہے تھے ان میں ان لوگوں کا عمل دخل تھا۔ اس بارے میں 13۔اگست سے پہلے کے پانچ چھ مہینے اور 13۔اگست کے بعد کے یہ جو دو' تین مہینے گزرے ہیں اگر ان کا موازنہ کیا جائے تو میں موجودہ حکومت اور مرکزی قانون ساز اسمبلی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنھوں نے Anti-terrorist Act پاس کیا۔ اس

سے عدالتوں نے انتہائی محدود وقت میں جو trial کیے اور جو سزائیں دیں میں سمجھتا ہوں کہ ان دو ماہ میں اس کا مثبت اثر لوگوں کے سامنے آیا ہے ۔ اب بھی ذاتی دشمنی کی وجہ سے گاہے بگاہے کچھ واقعات ہوتے ہیں جیسا کہ کل واقعہ ہوا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اس پس منظر میں نہیں دیکھا جا سکتا جو اس سے پہلے بم دھماکے ہوتے تھے۔ کہیں بس اڑا دی گئی ' کہیں کاموکی کے بازار میں دھماکہ ہو گیا' کہیں گوجرانوالا کے ریل بازار میں دھماکہ ہو گیا ' لاہور میں انارکلی میں دھماکہ ہوگیا' کہیں ٹامے والی میں بے تحاشا قتل و غارت ہوگئی' کہیں جھنگ میں ہڑتالیں ہو رہی ہیں کہ وہاں پر قتل و غارت ہو گئی لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اس دہشت گردی پر بڑی کامیابی سے الحمدللہ بڑا قابو پایا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ صورت حال دن بدن بہتر ہو گی کیونکہ بتایا گیا ہے کہ 72 کے قریب انتہائی خطرناک قسم کے دہشت گرد پولیس نے گرفتار کر لیے ہیں ۔

پولیس ملازمین کی بہتر ذمہ داریوں اور اس کی بہتر کارکردگی کے حوالے سے میں ایک بات کروں گا۔ اگر کہیں غلط کارروائی پر یا ذاتی طور پر قتل و غارت ہو جاتی ہے اس کے نتیجے میں پولیس کی نااہلی یا غفلت کی وجہ سے ان کی فوری طور پر معطلی ہو جاتی ہے یا نوکری سے برخاست کے حوالے سے آرڈرز کیے جاتے ہیں۔ اس بارے میں' میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے ملازمین یا افسران جو بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں ان سے متعلق بھی جلد فیصلے ہونے چاہییں۔ لہذا گوجرانوالا میں جو ناجی بٹ پکڑا اس سے جن لوگوں کو ترقی دی گئی اس میں بھی خاصا وقت لگا اور تقریباً پانچ مہینے کے بعد اس کا فیصلہ کیا گیا۔ گوجرانوالا کے ایس ایس پی اشرف مارتھ صاحب کو شہید کیا گیا۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آج جو امن و امان کا سلسلہ چلا ہے یہ خاصا اچھا ہے اور وہ شہید ایک ایسا شہید ہے جس کی شہادت قوم کو ایک زندگی دے گئی ہے ' قوم کو امن دے گئی ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپنی جان نہ دیتا تو یہ جو Anti-terrorist Court Act بنا ہے یہ نہ بنتا' یہ عدالتیں نہ بنتیں اور ان دہشت گردوں پر اس طرح کی مضبوط گرفت نہ ہوتی۔ لیکن اس مجاہد کی جان جانے سے ' اس کی قربانی سے ہماری پولیس کی' ہمارے محکمہ داخلہ کی اور ہماری مرکزی قانون ساز اسمبلی کی آنکھیں کھلیں اور انھوں نے یہ اقدامات کیے جن کے موثر اثرات آج نظر آ رہے ہیں۔ اشرف مارتھ کے قتل کے حوالے سے جو لوگ پکڑے گئے ہیں اس بارے میں گوجرانوالا کے چار پانچ پولیس افسران اور ملازمین کے متعلق وہاں کے ایس ایس پی اور ڈی آئی جی نے recommendation بھیجی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو جلد ترقی یا ایوارڈ دیا جائے اور اس میں دیر نہ کی جائے۔ اس کی میں توقع کرتا ہوں تاکہ آئندہ بھی یہ لوگ اپنی جانوں

کو داؤ پر لگا کر، سینہ تان کر ایسی غلط کاریوں اور دہشت گردی کو روکنے کی بھر پور کوشش کریں اور انھیں ستائش کی بھی توقع ہو اور انھیں انعامات سے بھی نوازا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق بھی ہے اور یہ ہمارے ملازمین کے لیے ایک اچھا اقدام بھی ہے تاکہ وہ آئندہ بھی اچھے اقدام کریں۔

جناب والا! گوجرانوالا میں طلبہ کی تنظیموں کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ تین فروری کو جب الیکشن ہوا اس کے کچھ دن بعد نو فروری کو ہوسٹل میں قیام پذیر لڑکوں نے کالج کے ساتھ ملحقہ سٹیلائٹ ٹاؤن مارکیٹ سے ایک دکان دار سے جگا ٹیکس مانگا۔ اس کے انکار پر اسے وہ اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئے اور اس کے کپڑے اتروا کر مارکیٹ میں بھجوائے اور اس طرح سے دوسرے دکان داروں کو بھی خوف زدہ کیا کہ اگر آپ لوگوں نے جگا نہ دیا تو ہم آپ کو بھی اٹھا کر لے جائیں گے۔ اتنی دیر میں وہاں پر کافی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ انھوں نے ان سے اس دکان دار کو چھڑوایا۔ اس کے بعد وہ مارکیٹ تقریباً نو دن بند رہی۔ اب گوجرانوالا کے قریب کامونکی میں، پسرور میں، قلعہ دیدارسنگھ میں، علی پور میں، وزیر آباد میں کالج بن چکے ہیں اور کالجوں میں ہوسٹل کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، لہٰذا ان ہوسٹل کی عمارتوں کو academic block اور administration block میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ آئندہ وہاں پر کسی تنظیم کا کوئی کردار نہ رہے۔ تنظیم والے وہاں پر رہتے ہیں اوروہ بدمعاش اور مجرمانہ ذہن رکھنے والے لوگوں کو وہاں پر پناہ دیتے ہیں اور لوگ گاؤں سے شہر آ کر ضمانت کرواتے ہیں، رات کو وہاں stay کرتے ہیں اور رات کو وہ لوگ وہاں وارداتیں کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ تعلیم بھی اس پر توجہ دے اور پولیس ان تعلیمی اداروں پرخصوصی توجہ کرے اس کے ساتھ ہی امن و امان کے حوالے سے جو پولیس کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے پیش رفت ہوئی ہے اس میں موجودہ حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور توقع کرتا ہوں کہ جس طرح پروگرام بنایا گیا ہے کہ آئندہ بھرتیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے پر کی جائیں گی۔ بلا شبہ پولیس کی جو بھرتیاں ہیں ان کو میرٹ پر پُرکیا جائے۔ اگرچہ ہمارے ساتھیوں کو، مجھے اورجو میرے ساتھی عوامی نمائندے ہیں ان پر اس سلسلے میں خاصا دباؤ ہے، لیکن اپنی قوم کے لیے، آنے والی نسلوں کے لیے ہمیں یہ پابندیاں اور قواعد و ضوابط قبول کرنے پڑیں گے جب ہی یہاں بہتری ہوسکتی ہے۔ اور جب آپ امن و امان بحال کرنے میں کامیاب ہو گئے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے معاشی سلسلے بھی بہتر ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ! وما علینا الاالبلاغ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترم رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

وزیرصحت، جناب چیئرمین! میں معذرت خواہ ہوں لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ امن و امان کے اتنے اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے کہ جس کے لیے اپوزیشن بڑی شور مچاتی ہے۔ ذرا ان کی سیٹوں پر ان کی حاضری آپ نوٹ فرمائیں۔ ان کو تنبیہ کریں کہ یہ اپنی عوامی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ حقائق یہ ہیں کہ الحمد للہ' امن و امان کے سلسلے میں جو حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں اس سے وہ مطمئن ہیں۔ وہ صرف ایک اخباری بیان چھپوانے کے لیے صبح کو ایک گھنٹے کے لیے آتے ہیں اور کردار ادا کر کے چلے جاتے ہیں۔ آج وہ آٹھ ہیں' سات ہیں یا چھ ہیں جو بھی ہیں ان میں سے کم از کم ایک دو آدمی تو ہونے چاہییں تھے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات بڑی جائز ہے۔ میں آپ سے ہی گزارش کروں گا کہ اگر وہ باہر لابی میں موجود ہیں تو ان سے یہ گزارش کی جائے کہ اندر کافی جگہ خالی ہے اور آپ کے بنچ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ مہربانی کریں کہ شاید وہ وہاں تشریف فرما ہوں۔ جی' رانا صاحب!

وزیرصحت، جناب چیئرمین! اپوزیشن سے رابطے کا کام کسی اور کو سونپیں۔ میں ان سے رابطے کا کام نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ ماشاء اللہ صحت کے وزیر ہیں۔ میں آپ سے کہہ چکا ہوں' لہذا آپ میری گزارش پر عمل کریں۔ خواجہ صاحب! آپ بھی جائیں۔ ویسے بھی خواجہ صاحب سو رہے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! امن و امان کی صورت حال پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا تھا کہ آج کل امن و امان کی صورت حال سے متعلق جس قسم کی خبریں اخبارات میں چھپتی ہیں کہ ان کو پڑھنے کو جی نہیں کرتا۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ خبریں اس وقت سے چھپتی آ رہی ہیں کہ جب وہ چیف منسٹر معائنہ ٹیم کے چیئرمین تھے۔ اب اور اس وقت کی خبروں کے چھپنے میں صرف اتنا فرق ہے کہ اس وقت صرف یہ خبریں چھپا کرتی تھیں کہ فلاں جگہ پہ دہشت گردی کا واقعہ ہوا اور اتنے آدمی مارے گئے ۔ فلاں دہشت گردی کا واقعہ ہوا ۔ اب جو خبریں چھپتی ہیں تو ان کے ساتھ یہ بھی چھپتا ہے کہ فلاں دہشت گرد جس کے سر کی قیمت بیس لاکھ روپے تھی' فلاں دہشت گرد جس کے سر کی قیمت دس لاکھ روپے تھی' فلاں دہشت گرد جس کے سر کی قیمت پانچ لاکھ روپے تھی وہ بھی پکڑے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو یہ

خبریں اہمی نہیں لگتیں اس لیے ان کا دل ان خبروں کو پڑھنے کو نہیں کرتا۔ ورنہ صورت حال یہ ہے کہ دہشت گردی کے واقعات پچھلے چند سالوں سے.....

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ کے کہنے پر اور آپ کی ہدایت پر ہم لابی میں گئے ہیں - وہاں پر اندھیرا ہے اور دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔ خدا جانے کہاں چلے گئے ہیں؟

جناب چیئرمین، شکریہ! بہر حال ان کو بلانا ' ان کو دعوت دینا ضروری تھا ۔ اور جناب خاکوانی صاحب نے درست طور پر نشان دہی کی۔ ہم لوگ ممبران ہیں۔ اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اپوزیشن کے فرائض حکومتی اراکین سے بھی زیادہ ہیں اور ان کا ہم اسی لیے احترام کرتے ہیں اور آج قائد حزب اختلاف کو میں نے ارادتاً پون گھنٹہ تقریر کا موقع دیا اور وہ تقریر کرنے کے بعد چلے گئے ۔ آپ اس کے بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہم اگر کوئی بات کہیں گے تو پھر یہ کہیں گے کہ تنقید کرتے ہیں اور پھر ہمارے مینڈیٹ کی باتیں کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ اپوزیشن کے ممبران بشمول لیڈر آف دی اپوزیشن یہاں ٹی اے / ڈی اے کھرا کرنے آتے ہیں۔ اور یہاں ان کی کیا contribution ہے؟ آپ نے لیڈر آف اپوزیشن کی تقریر سنی جس کا میں ان شاء اللہ جواب دوں گا۔ اس میں کیا میٹریل تھا۔ کوئی ہوم ورک نہیں کیا گیا' اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف یہاں ٹی اے ' ڈی اے کھرا کرنے آتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ تنقید برائے تنقید کے علاوہ ان کی اس اسمبلی میں اور کوئی contribution نہیں۔

جناب چیئرمین، آپ نے بجا فرمایا اور اسی لیے ممبران کی خواہش کے مطابق میں نے آپ سے گزارش کی تھی ۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ وہ چیف سیکرٹری صاحب ' آئی جی صاحب اور ایس ایس پی صاحب تشریف لا چکے ہیں ۔

وزیر خزانہ، جناب والا! وہ نہایت اہم کام چھوڑ کر اس وقت آپ کی ہدایت کے مطابق اسمبلی میں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین، اور سردار صاحب کے پوائنٹ اٹھانے پر میں اخبارات سے بھی استدعا کروں گا کہ کل اس کوتاہی کے بارے میں سرخی لگائیں کہ ان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ یہاں وقت دیا کریں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ دہشت گردی کے واقعات تو پچھلے چند سالوں سے کبھی زیادہ اور کبھی کم ہو رہے ہیں۔ لیکن موجودہ حکومت کی کوششوں سے پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جنھوں نے پکڑے جانے کے بعد سو سو اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو قتلوں کا اعتراف کیا ہے۔ وہ پکڑے گئے ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے جس امر کی طرف اشارہ کیا ہے میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ملک اسحاق جس کے سر کی قیمت بیس لاکھ روپے مقرر کی گئی تھی یہ کس حکومت کے دور میں بیس لاکھ روپے مقرر کی گئی تھی؟ غلام رسول جس کے سر کی قیمت پانچ لاکھ روپے مقرر کی گئی تھی یہ کس دور حکومت میں رقم مقرر کی گئی تھی؟ یہ سب لوگ ہیں کہ جن کے سر کی قیمت مقرر کی گئی تھی اور جو دہشت گردی پورے صوبے اور پورے ملک میں پھیلا رہے تھے۔ موجودہ حکومت کی اعلیٰ کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ پکڑے گئے ہیں۔ اور ان میں سے جو لشکر جھنگوی کے سالار تھے، غلام رسول شاہ جس کے سر کی قیمت پانچ لاکھ اور ملک اسحاق جس کے سر کی قیمت بیس لاکھ روپے تھی، یہ فیصل آباد میں پکڑے گئے ہیں۔ فیصل آباد میں صورت حال پچھلے تین چار ماہ سے یہ تھی کہ ہر ہفتے دو تین شہری دہشت گردی سے لقمہ اجل بنتے تھے۔ اور جب سے یہ دونوں دہشت گرد پکڑے گئے ہیں اور ان کی نشان دہی پر اور درجنوں کارندے پکڑے گئے ہیں اس سے تقریباً ایک ماہ سے مکمل امن و امان ہے۔ اس مرحلے پر میں وزیر موصوف کی انفرمیشن کے لیے صرف اتنا عرض کروں گا کہ اور اس وقت چیف سیکرٹری صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے as team work ان دہشت گردوں کو پکڑا ہے ان لوگوں کو ریوارڈ دینے کی بجائے ایک یا دو آدمیوں کو مخصوص کر لیا گیا ہے اور انھیں انعامات سے نوازا گیا ہے۔ اس سے تھوڑی سی heart burning ہوتی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے دہشت گردوں کو پکڑنا کسی ایک آدمی یا کسی ایک آفیسر کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ یہ پورے ضلع کی پولیس کا ٹیم ورک تھا جس کے نتیجے میں یہ لوگ پکڑے گئے ہیں۔ لیکن جب انعامات دینے کا معاملہ آتا ہے تو پھر ایک یا دو آدمیوں کو منتخب کر لیا جاتا ہے اور وہ ٹیم ورک کہ جس کے نتیجے میں وہ سارا مرحلہ طے ہوا ہوتا ہے اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ جن لوگوں نے کام کیا ہوتا ہے اس طرح ان کی heart burning ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جو لوگ ان دہشت گردوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے اپنے فرائض کو بہتر طریقے سے سر انجام دیتے ہیں ان کو سرٹیفکیٹ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ appreciation کے چند الفاظ کہنے سے کوئی اتنا فرق پڑتا ہے اور نہ گورنمنٹ کا اس پر کوئی خرچ آتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان

اقدامات سے ان لوگوں کی جو performance ہے' جو sense of duty ہے وہ in future بہت بہتر ہو جاتی ہے۔ تو اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ ان لوگوں کو جنھوں نے as a team member اتنے بڑے دہشت گردوں کو پکڑا ہے' ملک اسحاق جس کے سر کی قیمت 20 لاکھ روپے تھی میری اطلاع کے مطابق اس نے 151 قتل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ اب یہ صرف فیصل آباد میں تو نہیں ہوئے بلکہ یہ اس نے پورے صوبے میں اتنی زیادہ انسانی جانوں کو ضائع کیا ہے اور پورے صوبے میں اس نے خوف و حراس پھیلایا ہے۔ لہٰذا اس آدمی کے پکڑے جانے پر اگر صرف ایک یا دو آدمیوں کو صرف اس بات پہ کہ جس آدمی نے آگے جا کر اس پر ہاتھ ڈالا ہے reward دیا جائے اور اس کے علاوہ باقی ساری ٹیم کو نظر انداز کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف نہیں۔ جہاں پر ہم 600 انسپکٹر بھرتی کر رہے ہیں' اسی طرح سے دوسری اسامیوں پر بھی پولیس میں لوگوں کو بھرتی کر رہے ہیں تو وہاں اگر نیچے سے جو لوگ اپنے فرائض کو بہتر طور پر انجام دے رہے ہیں ان میں سے کچھ لوگ اوپر آ جائیں گے تو اس سے صوبے اور ملک کا کوئی نقصان نہیں' بلکہ اس میں فائدہ ہے۔ اور اس سے لوگوں میں sense of duty بہتر ہو گی۔

جناب چیئر مین! میرے چند دوستوں نے یہ کہا کہ بے روزگاری کی وجہ سے صوبے میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اور جو لوگ بے روزگار ہو جاتے ہیں وہ دہشت گردی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اب تک پکڑے گئے ہیں ان سے اس قسم کے شواہد نہیں ملتے کہ ان لوگوں نے بے روزگاری سے تنگ آ کر دہشت گردی کا عمل شروع کر دیا ہے۔ بلکہ اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہماری جو مذہبی درس گاہیں ہیں ان میں تعلیم کا جو نظام ہے' تعلیم کے نظام کا جو رخ ہے وہ اتنا غلط ہے کہ ان لوگوں کے ذہنوں کی brain-washing کر دی گئی ہے اور انھیں یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ فلاں آدمی ' فلاں فرقے سے جو تعلق رکھتا ہے اگر تم اس کو قتل کر دو گے تو سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔ اس آدمی کو اس بات کا اس حد تک اعتماد اور یقین دلا دیا جاتا ہے کہ وہ کہنے لگتا ہے کہ اگر میں اس آدمی کو قتل کر دوں گا تو پھر بھی سیدھا جنت میں جاؤں گا اور اگر اسے قتل کرنے کے مرحلے میں' میں خود مارا جاؤں گا تو پھر بھی سیدھا جنت میں جاؤں گا۔ یعنی ان لوگوں کی مذہبی خیالات اور اعتقادات کی بنیاد پر ایسی brain-washing کی جاتی ہے کہ وہ اس قسم کی دہشت گردی کرتے ہیں۔ جو لوگ پکڑے گئے ہیں انھوں نے باقاعدہ interrogation میں اس بات کو admit کیا ہے اور انھوں نے یہ کہا ہے کہ نہیں جناب' ہم تو کوئی قتل نہیں کرتے بلکہ ہم تو جہاد کر

رہے ہیں' ہم تو اسلام کی خاطر یہ سارا کام کر رہے ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ حکومت کو اس سلسلے میں سخت اقدامات لینے چاہییں اور جو مذہبی درس گاہیں ہیں ان کو total ban کرنا چاہیے۔ جس طرح سے ہمارے بزرگوں کے دربار' مزارات محکمہ اوقاف نے اپنے قبضے میں لیے ہیں اور انھیں محکمہ اوقاف چلا رہا ہے۔ ان درس گاہوں کے لیے بھی کوئی ایسا system evolve کیا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مذہبی تعلیم ہونی چاہیے' اس سے کسی کو انکار نہیں لیکن ان مذہبی درس گاہوں میں جو تعلیم ہے وہ حکومت کی زیر نگرانی ہونی چاہیے اور وہاں پر بچوں کو ایسی چیزیں نہ پڑھائی جائیں جس سے وہ آگے جا کر اس قسم کی دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہوں۔

اس کے بعد پولیس میں بھرتیوں کا معاملہ ہے۔ میں اس سلسلے میں موجودہ حکومت اور قائد ایوان وزیراعلیٰ پنجاب' میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے پولیس میں merit کو اپنایا۔ کیونکہ پولیس پر جب بھی تنقید کی جاتی تھی تو آگے سے یہی جواب آتا تھا کہ جناب' جب آپ غلط لوگوں کو ' پیسے لے کر لوگوں کو اس فورس میں لائیں گے تو پھر وہ یہاں پر آ کر یہی کچھ کریں گے۔ اس حکومت کے دور میں' مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں' ہماری حکومت کے دور میں 3000 ہزار کے قریب کانسٹیبل بھرتی کیے گئے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی کسی ایم این اے' ایم پی اے یا وزیر کی سفارش پر بھرتی نہیں کیا گیا' بلکہ purely on the grounds of merit جو کہ ان کے محکمے نے بنایا ہے اس merit پہ وہ لوگ بھرتی کیے گئے ہیں۔ اسی طرح سے 600 کے قریب جو انسپکٹر صاحبان بھرتی کیے جا رہے ہیں اور 200 کے قریب اس سے پہلے کیے گئے ہیں وہ سب through پبلک سروس کمیشن کیے گئے ہیں اور کیے جائیں گے۔ اور اس بات کا ہر کسی کو علم ہے' قائد حزب اختلاف بھی جانتے ہیں کہ وہاں پر سفارش نہیں چل سکتی۔ قائد حزب اختلاف کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پچھلے تین سالوں کی بات ہے' یہ باتیں اخبارات میں چھپتی رہی ہیں' یہ بات ان کے علم میں ہے کہ پچاس پچاس ہزار میں سپاہی اور پانچ پانچ لاکھ میں تھانے دار بھرتی ہوتے رہے ہیں اور باقاعدہ کوٹہ سسٹم کے تحت دو دو ' تین تین اسامیاں سب کو دی گئیں اور انھوں نے اپنے آدمی بھرتی کروائے۔ جناب والا! اب موجودہ حکومت نے جب اتنی بڑی تعداد میں بھرتی کی ہے اور on merit کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ منزل کی طرف ایک بہتر قدم ہے۔ منزل کے آنے میں کچھ وقت لگتا ہے اور منزل پر جو آدمی پہنچتا ہے وہ پہلے قدم کا مرہون منت ہوتا ہے۔ اگر پہلا قدم نہ اٹھایا جائے تو آخری قدم اٹھانے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا

یہ قدم جو اس نے منزل کی طرف اٹھایا ہے' اس قوم کا' اس فورس کا قبلہ درست کرنے کے لیے اٹھایا گیا ہے۔ اس پر جتنی بھی مبارک باد دی جائے' جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح میں دو تجاویز دینا چاہتا ہوں جن کا پولیس کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے میں بڑا دخل ہوگا۔ پہلی تجویز investigation کے بارے میں ہے۔ جناب چیئرمین! investigation سے متعلق جو معاملات ہیں وہ آپ کے بھی نوٹس میں ہیں' ہمارے بھی نوٹس میں ہیں کہ صبح سے لے کر شام تک اگر ہمارے پاس پولیس کے کام سے متعلقہ دس آدمی آتے ہیں تو ان میں سے نو کا یہی کام ہوتا ہے کہ جناب ہماری تفتیش تبدیل کروا دیں اور ایک ایک کیس میں دس دس مرتبہ تفتیش تبدیل ہوتی ہے۔ دو دو سال تک کیسوں کی تفتیش ہوتی رہتی ہے لیکن بات فائنل ہونے پہ نہیں آتی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ایس ایس پی' ڈی آئی جی صاحبان کو اتنے اختیارات حاصل ہیں' ان پہ کوئی قدغن نہیں۔ وہ ایک کیس کی تفتیش دس مرتبہ بھی تبدیل کرسکتے ہیں' سو مرتبہ بھی تبدیل کر سکتے ہیں اور سارا دن ایس ایس پی صاحبان کو سوائے اس کے اور کوئی کام ہی نہیں کہ تفتیش تبدیل کرتے رہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ اس سے متعلقہ بے شک کوئی task force بنالیں' کوئی کمیٹی بنا لیں اور اس بات کو کسی rules and regulations کے تحت طے کر دیا جائے۔ جو heinous cases ہوں' جن میں 302' ڈکیتی یا زنا بالجبر کے cases آتے ہیں ان میں مقامی پولیس کا جو آفیسر پرچہ درج کرے وہ 15 دن کے اندر اندر جو کہ CrPC میں provision ہے' اپنی تفتیش کو فائنل کرے۔ اسے موقع دیا جائے اور ان 15 دنوں میں تفتیش تبدیل کرنے کا کسی کو اختیار ہی نہ ہو۔ جب اختیار ہوگا تو لازمی بات ہے کہ پھر لوگ آ کر ہمیں بھی تنگ کریں گے اور ان آفیسر صاحبان کو بھی جا کر تنگ کریں گے۔ انھیں اختیار نہ ہو اور پندرہ دن میں جب وہ اپنی تفتیش فائنل کر لیں تو جو heinous offences ہیں ان کی تفتیش کو ایس پی رینک کا آدمی verify کرے اور جو اس سے نیچے offences ہیں ان کی تفتیش کو ڈی ایس پی رینک کا آدمی verify کرے۔ جس تفتیشی آفیسر کی تفتیش verify نہ ہو اسے بعد میں کچھ نہ کچھ punishment دی جائے یا اس کے خلاف محکمانہ کارروائی ہونی چاہیے۔ ان دو مرحلوں کے علاوہ cases کی تفتیش روک دینی چاہیے' ورنہ اس سے آفیسر صاحبان کا' تفتیشی آفیسر صاحبان کا اور ہمارا بھی بے پناہ وقت ضائع ہوتا رہے گا۔

جناب چیئرمین! میرا دوسرا نکتہ duty charter کا ہے۔ اس سے پہلے بھی میں ایک دو مرتبہ

یہ گزارش کر چکا ہوں۔ کھوسہ صاحب نے پچھلی دفعہ بھی یہ بات نوٹ فرمائی تھی اور میرا خیال ہے کہ شاید یہ بات کرتے کرتے مجھے اور کھوسہ صاحب کو حفظ ہو جائے گی' لیکن اس پر عمل معلوم نہیں کب شروع ہو گا۔ جناب سپیکر! اس بات میں تقریباً consensus پایا جاتا ہے کہ جو پروٹوکول ڈیوٹی اور یہ جو چوکیدارہ سسٹم کی ڈیوٹی ہے یہ پولیس سے واپس لے لی جائے۔ اب پوری دنیا میں یہ ہو رہا ہے کہ private security system کو آگے لایا جا رہا ہے۔ اب یہ کوئی تک نہیں بنتا کہ بینک ڈیوٹی ' مارکیٹ ڈیوٹی ' سونے کی دکانوں پر ڈیوٹی' اب انعامی بانڈز کا بڑا کاروبار شروع ہو چکا ہے اور ان دکانوں پر بھی اب پولیس کے سپاہی کھڑے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ private security system کو regularise کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمیں قانون سازی کرنی چاہیے اور وہ ادارے جن کو security کی ضرورت ہے ان اداروں پر یہ لازم ہو کہ وہ اپنے حساب سے باقاعدہ اس کا انتظام کریں اور جو متعلقہ ایس ایچ او یا سرکل آفیسر ہے اس کی تسلی کے مطابق اسے چیک کروائیں۔ کوئی بینک ہے ' مارکیٹ ہے ' سونے کی دکان ہے یا پرائز بانڈز کی دکان ہے تو وہ اپنے security انتظامات متعلقہ پولیس کی تسلی کے مطابق کریں اور پولیس کی جان اس بات سے چھوٹ جائے۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ تقریباً 80/90 فی صد مقامی تھانے کی پولیس اسی قسم کی ڈیوٹی پہ لگی ہوتی ہے۔ انھیں crime chase کرنے اور crime کو investigate کرنے کے لیے وقت بڑا کم ملتا ہے۔ اسی طرح جو پروٹوکول ڈیوٹی ہے' اس سلسلے میں پہلے کئی مرتبہ بات ہو چکی ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کے متعلق سوچا جائے گا' لیکن اب تک وہی ہے کہ کوئی وزیر چلا جائے' کوئی سرکاری آفیسر چلا جائے' even یہاں تک ہے کہ اگر ایم پی اے کو اجلاس کی ' کسی وزیر کے آنے کی یا کسی اور شخصیت کے آنے کی اطلاع کروانی ہے تو وہ بھی پولیس نے ہی کروانی ہوتی ہے۔ یعنی اس قسم کی ڈیوٹی جو پروٹوکول کے زمرے میں آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی پولیس کو ان کے اصل کام سے ہٹانے میں ان کا کردار ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ ان ڈیوٹیوں کے لیے اگر وردی کی ہی ضرورت ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس کے لیے ایک علیحدہ ونگ بنا دیا جائے اور اس ونگ کا کام صرف یہی ہو کہ اس نے پروٹوکول کی ڈیوٹی دینی ہے۔ پولیس میں جو انتہائی کرپٹ اور نکمے قسم کے لوگ ہیں ان سب کو نکال کر اس گندے کام پر لگا دیا جائے۔ تاکہ ان کو سزا کی سزا بھی ملتی رہے اور پولیس ان لوگوں سے پاک ہوتی رہے اور امن و امان کو بحال کرنے کا جو کردار ہے اس میں بھی مخل نہ ہو۔۔۔۔۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محترم رانا صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے دیہاتی علاقے میں یا عام طور پر ہماری شہری زندگی میں بھی یہی ہوتا ہے کہ ایف آئی آر درج کراتے وقت ہم لوگ ہمیشہ ایف آئی آر ہی غلط درج کروا دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح investigation کا سیل اور ایف آئی آر lodge کرنے کا سیل------

جناب چیئرمین، بٹ صاحب! sorry، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ پھر آپ کو موقع ملے گا اس وقت بات کر لینا۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن سکتا۔ ہاں جناب رانا صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں انھی گزارشات کی وضاحت کے لیے ایک دو باتیں اور کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے ٹائم کو ایک منٹ تک کے لیے محدود کر دیا۔ تو میں آخر میں اس بات کو اس طرح conclude کروں گا کہ ہماری جو مذہبی درس گاہیں ہیں ان کے متعلق ہمیں آج سے ہی سوچنا چاہیے کہ یہ دہشت گردوں کو پیدا کرنے کے لیے نرسریز ہیں۔ اسی طرح سے پولیس کی ریکروٹمنٹ، investigation اور ڈیوٹی چارٹر کے متعلق میں نے جو گزارشات کی ہیں مجھے امید ہے کہ کھوسہ صاحب نے وہ note فرما لی ہوں گی اور ان کو کسی نہ کسی شکل میں implement کرنے کے لیے کارروائی ہوگی۔ میں اس سلسلے میں آخری یہی گزارش کرنا چاہوں گا کہ پولیس میں جو investigation اور ڈیوٹی کو علیحدہ کرنے والی بات ہے اس سلسلے میں پہلے ایک تجربہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا۔ ہمیں اب بار بار انھی تجربوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ اگر ایک کیس کی investigation، جو ٹائم طے ہے، اس میں مکمل ہو جائے تو میرے خیال میں یہ معاملہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب والا! میں آخری بات کرنا چاہوں گا کہ ہم نے جو terrorist courts مقرر کی ہیں ان میں اس وقت زیادہ تر وہ کیس زیر سماعت آ رہے ہیں جو کہ زنا یا گینگ ریپ سے متعلق ہیں۔ ٹھیک ہے ان کیسوں کی اپنی جگہ اہمیت ہے لیکن بات یہ ہے کہ جو Terrorist Activities کے کیس ہیں ان کو آگے لایا جائے اور ان میں جن لوگوں کو سزا ہو۔ ان کی سزا پر عمل در آمد ہونا چاہیے execution ہونی چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت اس Terrorist Act کا ایک impact ہے۔ terrorist

terrorist courts کا بھی اپنا ایک impact ہے لیکن اگر ہم نے آئندہ مہینے دو مہینے میں ان courts سے ان لوگوں کو سزائیں دلوا کر ان کو execute نہ کیا تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ پھر یہ معاملہ دوبارہ خراب ہو گا۔ اس لیے ہمیں یہ چاہیے کہ ہم نے جو قانون سازی کی ہے اور جس پر یہ عدالتیں قائم ہوئی ہیں ان سے جن لوگوں کو سزا ملے اور ان کی اپیلیں مسترد ہوں تو گورنمنٹ ان پر فوری طور پر عمل کرے تا کہ ان کا جو impact قائم ہوا ہے وہ قائم رہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین، شکریہ۔ محترم احمد خان بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، بسم اللہ الرحمن الرحیم○ جناب چیئرمین صاحب آپ کا شکریہ۔ آج امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے۔ ہم امن عامہ کی صورت حال کو تسلی بخش تو نہیں کہہ سکتے، لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ بہتر ضرور ہوئی ہے۔ جناب والا ! وزیر اعظم کے حکم پر وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کی انتظامیہ نے اس معاملے میں جتنی محنت کی ہے اور ہماری پولیس فورس رات دن قومی جذبے سے دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے۔ اس میں فورس کے ہمارے کچھ با ہمت، بہادر، نوجوان پولیس شہید بھی ہوئے ہیں، لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری اور کافی دہشت گردوں کو گرفتار کیا ہے اور جس طرح اور جس ہمت سے وہ یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ ہے کہ ان شاء اللہ ہم اس معاملے میں ضرور کامیاب ہوں گے اور اپنے ملک کو ان شر پسند عناصر سے ضرور محفوظ کریں گے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے پولیس فورس کی حوصلہ افزائی کے لیے جو فوری طور پر پرموشن کا طریقہ کار رکھا ہے اس سے پولیس فورس میں بہت حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور اس کا پولیس میں بہت اچھا image پڑا ہے۔ جب بھی پولیس کا کوئی نوجوان بہادری سے ہمت سے جان کی بازی لگا کر دہشت گردوں کو گرفتار کرتا ہے تو اسے فوری طور پر ٹیلی ویژن پر کھڑا کر کے، دکھا کر اپنے ہاتھوں سے پرموشن کے پھول لگاتے ہیں۔ حقیقت ہے کہ پولیس کی بہت بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اس میں ایک جذبہ آتا ہے کہ کم سے کم ہماری حکومت میں یہ بات آئی ہے کہ اچھے اور برے افسر کی پہچان تو ہوئی۔ اہل نا اہل آدمی کی پہچان تو ہوئی۔ جو نا اہلیت دکھاتا ہے اس کی تنزلی کی جاتی ہے، جو بہادری دکھاتا ہے اس کی پرموشن کی جاتی ہے۔ اس میں پولیس فورس کا بہت بڑا جذبہ بڑھا ہے اور یہ بہت اچھا اقدام ہے اور اسے فوری طور پر کیا جانا چاہیے۔ جب بھی ہماری پولیس فورس کا کوئی آدمی ایسا کام کر کے دکھاتا ہے جو ملک و قوم کے لیے ایک خدمت ہوتی ہے تو اسے فوری طور پر پرموشن دینی چاہیے۔

جناب والا! امن و امان قائم کرنے کے لیے ہمارے وزیراعظم صاحب نے جو خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا ہے یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہماری اپوزیشن کے ایک صاحب نے یہ کہا کہ یہ کالا قانون ہے۔ افسوس کی بات ہے ایک طرف تو کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ صحیح نہیں، لیکن جب اس کو صحیح کرنے کے لیے اقدام کیے جاتے ہیں تو اس قانون کو کالا قانون کہتے ہیں۔ یہ قانون ان آدمیوں کے لیے بنایا گیا ہے جو لوگوں کا گھر اجاڑتے ہیں ۔ بوڑھے والدین کے نوجوان بچے قتل کرتے ہیں، بچوں کو یتیم کرتے ہیں، مسجدوں میں، عدالتوں میں بے سکونی پھیلاتے ہیں۔ اگر ان کو فوری طور پر سزا دلانے کے لیے یہ قانون بنایا گیا اور یہ عدالتیں بنائی گئیں تو یہ اس کو بھی کالا قانون کہتے ہیں۔ یہ کیا کہتے ہیں کہ وہ قانون اچھا تھا جہاں پر تین تین سال تک ملزم کو سزا نہیں ملتی تھی۔ جہاں مدعی دھکے کھاتا تھا۔ جہاں گواہ پریشان ہوتے تھے، جہاں ایک مظلوم آدمی اس انتظار میں رہتا تھا کہ کبھی میرے بچوں کے قاتلوں کو سزا ملے گی اور میری آنکھیں دیکھیں گی۔ لیکن جب فوری انصاف ملنے لگا تو اس کو انھوں نے کالا قانون قرار دیا ۔ نہیں جناب، یہ ملک کی خدمت ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہی قانون شریعت ہے۔ سعودی عرب میں جرائم کی کیوں کمی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ****** لیکن ایک سپاہی ہزاروں آدمیوں پر کافی ہوتا ہے۔ کیوں ہے؟ وہاں پر فوری انصاف کی وجہ سے ہے۔ اگر کسی نے قتل کیا ہے تو جمعہ والے دن اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ اگر چوری کی ہے تو ہاتھ کاٹ دیے گئے۔ جب انصاف جلدی ہوتا ہے تو جرائم میں کمی ہوتی ہے جب انصاف نہیں ملتا تو جرائم میں زیادتی ہوتی ہے۔ دہشت گردوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں، ڈاکوؤں اور چوروں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ وہاں دکانیں کھلی ہیں بازار کھلے ہیں کوئی لوٹنے والا نہیں----

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر! ہمارے کسی معزز ممبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم سعودی عرب کے لوگوں کو کہیں کہ وہ ******* بہت قابل قوم ہے ہمارے لیے قابل احترام ہے۔

جناب احمد خان بلوچ، شاید میری بات نہیں سمجھ سکے ۔بہر حال میں معذرت چاہتا ہوں۔جناب و الا! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب ہم وہی قانون فوری انصاف والا یہاں لاگو کریں گے تو ہمارے ہاں بھی جرائم میں کمی آئے گی۔ ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ یہاں بھی دکانیں کھلی ہوں گی۔چوروں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔اگر اس طریقے سے جس طرح سے فوری انصاف مل رہا ہے اور اس مہینے ڈیڑھ مہینے میں جس طریقے سے فیصلے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ عنقریب ان قاتلوں کو، دہشت گردوں کو جب

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

پھانسی پر لٹکایا جائے گا تو خوف پھیلانے والے خود خوف زدہ ہوں گے اور شر پسند عناصر کی تعداد کم ہو گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں امن عامہ کا معاملہ صحیح ہو جائے گا۔جناب والا! ایک اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ڈاکٹر صاحبان جھوٹے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر شریف لوگوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ مقدمے ہوتے ہیں سرٹیفکیٹ بن جاتے ہیں اور اس کے بعد جب پرچہ کٹ جاتا ہے تو پھر پولیس والے کہتے ہیں کہ میڈیکل سرٹیفکیٹ ہے' ہم اس کا کیا کریں۔ میری اس معاملے میں گزارش ہے کہ اگر سرٹیفکیٹ کٹ بھی جاتا ہے' اگر ہم یا وہاں کے معززین اس کیس میں راضی نامہ کروا دیتے ہیں اور اگر اپنے رشتہ داروں میں صلح ہو جاتی ہے اور مدعی لکھ کر دے دیتا ہے کہ میں اس کیس کی پیروی نہیں کرنا چاہتا تو پولیس والوں کو چاہیے کہ اس راضی نامے کو قبول کریں۔ اس کیس کو بھی خارج کریں۔ لیکن جناب والا! پولیس والے کہتے ہیں کہ چونکہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ ہے ہم عدالت میں بھیجیں گے۔ مدعی تو پیروی نہیں کرنا چاہتا وہ پھر بھائی بھائی بن گئے ہیں۔ پھر ان کو عدالتوں کے چکر کیوں لگوائے جاتے ہیں؛ اس طرح انھیں وکیل رکھنے پڑتے ہیں اور عدالتوں میں دو دو سال تک پیشیاں بھگتنا پڑتی ہیں۔

جناب والا! دوسری بات ڈاکٹر صاحبان کے معاملے میں یہ ہے کہ جب جعلی سرٹیفکیٹ بن جاتا ہے اور ملزمان بورڈ کے لیے درخواست دیتے ہیں تو بورڈ میں کون ہوتے ہیں؟ وہی ڈاکٹر جو سرٹیفکیٹ دیتا ہے وہی اس کا ممبر بھی ہوتا ہے۔ جناب والا! یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ سرائیکی میں مثال ہے کہ ******** ۔ مطلب یہ ہے کہ وہی ڈاکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اور وہی اس بورڈ کا ممبر ہوتا ہے۔ وہاں پر ہوتا کون ہے؟ ایک ڈاکٹر جس نے سرٹیفکیٹ دیا ہے' ایک ایم ایس اور ایک اسی ہسپتال کے ڈاکٹر بورڈ کے ممبر ہوتے ہیں۔ جناب والا! یہ نہیں ہونا چاہیے بورڈ کم ازکم ڈویژن کی سطح پر ہونا چاہیے۔ اگر کوئی سرٹیفکیٹ جھوٹا جاری ہو تو اس ڈاکٹر کو سزا بھی ملنی چاہیے۔

جناب والا! میں آخری بات یہ کروں گا کہ اب کپاس کا سیزن ہے' تاجر صاحبان پیسے لے کر آتے جاتے ہیں پولیس کو چوکنا کیا جائے تاکہ اس کپاس کے سیزن میں وہ ہوشیار رہے کیونکہ ان دنوں میں ڈکیتیوں کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

جناب والا! ایک آخری بات میں ٹریفک کے معاملے میں کروں گا کہ اکثر جو حادثات ہوتے ہیں اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ ریڑھیاں' بیل گاڑیاں' ٹرالیاں جن پر گنا لدا ہوتا ہے اور ان پر روشنی

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آگے سے یا پیچھے سے آنے والی گاڑی اس سے ٹکرا جاتی ہے۔ اس پر پابندی لگائیں کہ جب کوئی اس قسم کی گاڑی سڑک پر جائے اس پر کم ازکم لالٹین لگا ہوا ہو یا گاڑی پر پالش والا روغن لگا ہو تاکہ اس کی چمک سے پتا چل سکے کہ کوئی گاڑی آرہی ہے اور وہ حادثے سے محفوظ رہ سکے۔

جناب چیئرمین، بہت بہت شکریہ۔وقت بہت کم ہے اور میں دو مقررین کو اور وقت دینا چاہتا ہوں۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تو نہیں ہوں' لیکن آپ کی اجازت سے یہ عرض کروں گا اور ریکارڈ کی بات ہے کہ سعودی عرب کے بارے میں فاضل رکن نے جو ریمارکس دیے ہیں میری یہ درخواست ہے کہ انھیں ریکارڈ سے حذف کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین ، آپ نے درست نشان دہی فرمائی۔ سعودی عرب والوں کے بارے میں جو کچھ الفاظ کہے گئے ہیں وہ ریکارڈ سے حذف کیے جائیں۔

وزیر خزانہ،جناب سپیکر! پریس والے حضرات سے بھی گزارش کی جائے کہ پریس میں بھی نہ آئے۔

جناب چیئرمین، میں اپنے پریس والے بھائیوں سے بھی استدعا کروں گا کہ کچھ دوست جوش خطابت میں یا غلط فہمی میں کچھ الفاظ کہہ گئے ہیں وہ اخبار میں شائع نہ کریں۔

وزیرصحت ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مذہب کے معاملے میں ہم لوگ بڑے touchy ہیں اور ہونا بھی چاہیے۔ میرے ایک فاضل دوست نے ابھی سرائیکی زبان میں ایک مثال دی ہے جس کا مطلب یہ تھا' جو انھوں نے کہا ہے کہ***** حالانکہ اصل بات یہ ہے کل کو اگر کوئی آدمی یہ کہے بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو فوراً اس بات پر اٹھ جانا چاہیے تھا۔ لیکن الحمدللہ عالم کی عدم دست یابی کی وجہ سے یہ کام بھی میرے ذمے لگایا گیا ہے کہ میں اس کی وضاحت کروں۔جناب والا! اصل مثال یہ ہے کہ جو اذان دینے والا ہوتا ہے' موذن جسے کہتے ہیں ہماری زبان میں اسے "بانگی" کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ**** یعنی****** اذان نہیں بلکہ موذن۔جناب والا! بجائے اس کے کہ میری مادری زبان پر بھی کل کو حرف آئے تو میں اپنے سرائیکی دوست کو بھی کہوں گا کہ وہ اپنے ریکارڈ کو بھی درست کر لیں اور یہ بھی اگر حذف کروا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین، اس کو بھی کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔اب تھوڑا سا وقت باقی ہے ۔ جن

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

ممبران کے نام یہاں درج ہیں میری ان سے یہ استدعا ہوگی کہ وہ اگر اپنی تقاریر کل فرمالیں تو بہتر ہوگا۔اس وقت میں صرف حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کو تقریر کی دعوت دے رہا ہوں۔۔۔۔۔

وزیر خزانہ ، جناب والا ! مولانا صاحب غالباً زیادہ بولنا چاہیں گے اور وقت ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ کل ابتداء وہ کرلیں تو بہتر ہوگا۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں وہ دو منٹ تک اپنی تقریر ختم کرلیں گے۔

وزیر خزانہ، نہیں۔ جناب والا! پانچ منٹ رہ گئے ہیں وہ ہمارے بزرگ ہیں۔ مناسب ہوگا کہ ان کو وقت دیا جائے۔ پانچ منٹ میں وہ اپنی تقریر ختم نہیں کرسکیں گے۔

جناب چیئرمین ،پھر مولانا صاحب سے پوچھ لیں۔ اگر وہ پانچ منٹ میں اپنی بات کر سکتے ہیں تو کر لیں۔

وزیر خزانہ، ان تک بات ابھی تک نہیں پہنچی۔ لیکن میری عرض تو یہی ہے کہ کل صبح ان کی تقریر سے ابتداء کریں۔(قطع کلامیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میرے متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور شاید مذاق کے رنگ میں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! ایک حادثے میں میرے کان متاثر ہو گئے جس کی وجہ سے میں اب بات اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اب یہ آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ انتظام کریں۔ وزیرصحت جناب غاکوانی صاحب کے پاس سمری آ چکی ہے' اگر آپ نے آلے کا انتظام کیا ہوتا تو میں آپ کی ساری بات سن سکتا۔ لیکن آپ نے اس کو مذاق بنایا ہوا ہے حالانکہ یہ میرا استحقاق ہے۔میں اپنے حلقے کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ اگرمیں صحیح بات نہیں سن سکتا اور جواب نہیں دے سکتا تو اس طرح میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اب مجھے معلوم نہیں' وزیرصحت صاحب کیا کہہ رہے ہیں اور وزیر خزانہ صاحب کیا فرما رہے ہیں؟ اگر کوئی ایسی بات ہے تو مجھے لکھ کر دینی چاہیے یا پھر میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہو جو مجھے بات سمجھائے۔ اور اگر مذاق کر رہے ہیں تو یہ صحیح نہیں۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب کے ساتھ جو صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ میری مدد فرمائیں' میں جو کچھ کہوں وہ مولانا کے گوش گزار کریں۔ میں بھی اونچی آواز میں بات کرتا ہوں۔ آپ کا ہمیں بڑا احترام ہے اور تمام ممبران' وزیر خزانہ اور وزیر خوراک بھی آپ کا احترام کرتے ہیں۔چونکہ اب اسمبلی کا وقت ختم ہو چکا ہے' آپ کی تقریر لمبی ہوگی' اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ آپ کل تقریر فرمائیں۔ کیا مولانا صاحب

کل پر آمادہ ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا ! کل میں نہیں آ سکتا، کیونکہ کل میں نے جمعہ پڑھانا ہے، اس لیے مجھے اب وقت دیا جائے۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔ آج میں نے چنیوٹ واپس چلے جانا ہے۔

جناب چیئرمین، اگر میں پانچ منٹ کا وقت بڑھا دوں تو پانچ منٹ میں آپ بات کر سکیں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، پانچ منٹ کے لیے ہاؤس کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

وزیر صحت، جناب والا! مولانا صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم ان کو لکھ کر دیں تو پھر وہ بھی ہمیں لکھ کر دے دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں آپ تشریف رکھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ مولانا صاحب! پانچ منٹ میں آپ نے اپنی بات مکمل کرنی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ ۔

جناب سپیکر ایسے تو یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ امن عامہ جیسے اہم موضوع پر بات ہو رہی ہے ہاؤس کی دلچسپی بھی ان کے سامنے ہے اور اس اہم موضوع پر بحث میں نہ چیف منسٹر صاحب موجود ہیں اور نہ ہوم سیکرٹری صاحب موجود ہیں نہ آئی جی صاحب موجود ہیں حالانکہ حالات یہ ہیں جب کبھی۔۔۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اب وہ میری بات سن نہیں سکتے۔ کسی کو آپ پیغام رساں مقرر کریں جو ان کو جا کر سمجھا دیں۔ چیف سیکرٹری یہاں ہیں، ہوم سیکرٹری یہاں ہیں اور پولیس کے نمائندے بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں پہلے دیکھتا رہا ہوں۔ میں نے جب پہلے دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب! بات یہ ہے کہ مولانا صاحب کو اب کون سمجھائے کہ اس وقت وہ افسران موجود ہیں۔ جی مولانا صاحب دو منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جب میں نے دیکھا تو اس وقت کوئی صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب یہ

سائیڈ چونکہ دوسری ہے میں ٹھیک طرح سے نہیں دیکھ سکا۔ اب اگر بیٹھے ہوئے ہیں تو بہتر بات ہے۔ چیف منسٹر صاحب کو بھی اس بحث میں ہونا چاہیے' ہوم سیکرٹری صاحب کو ہونا چاہیے اور انتظامیہ کو ہونا چاہیے۔ بہرحال' میں اپنے اس احتجاج کو ریکارڈ کروانے کے بعد گزارش کرنا چاہوں گا امن عامہ کے بارے میں۔

کہتے ہیں کہ "عیاں راچہ بیان" جو چیز واضح ہے اس کو کیا بیان کیا جائے۔ میں ایک حدیث پاک کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ o

"تم میں ہر آدمی راعی ہے اور اس کی کچھ نہ کچھ رعایا ہے"۔ اور قیامت کے دن اس سے رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ گھر کا مالک اپنے گھر کا راعی ہے۔ صوبے کا مالک صوبے کا راعی ہے۔ ملک کا حکمران ملک کا راعی ہے۔ قیامت کے دن اس سے اپنی پوری رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جیسے حکمران فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے پر ایک کتا بھی بھوکا مر جائے تو اس کا بھی مجھ سے جواب ہوگا۔ راعی کے معنی ہیں، حفاظت کرنے والا۔ راعی کہتے ہیں چروا ہے کو۔ جو اپنے غلے کی حفاظت کرتا ہے۔ اور حاکم کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کے جان ومال' اس کی آبرو کی حفاظت کرے۔ جو حکومت اپنی رعایا کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت نہیں کرسکتی۔ اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو یہ بدامنی' دہشت گردی وراثت میں ملی ہے۔ یہ ایک عرصے سے چلی آرہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود موجودہ حکومت کے آتے ہی دہشت گردی میں مزید اضافہ ہوا۔ میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کچھ عرصے سے بعض دہشت گرد پکڑے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت ختم ہوگیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! اگر وقت ختم ہوگیا ہے تو میں بیان نہیں کرتا۔ پھر میں کل کا جمعہ miss کروں گا۔ اور میرا مطالبہ یہ ہے کہ کل صبح مجھے جلدی وقت دیا جائے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب کا نام صبح کے لیے درج کر لیا جائے۔ شکریہ۔ ہاؤس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اور ہاؤس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعۃ المبارک، 17 - اکتوبر 1997ء

(آدینہ، 14 - جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید غلام رسول نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

سورۃ الجمعہ - آیت 9 تا 11

مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (یعنی نماز) کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ○ پھر جب نماز ہوچکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ ○ اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور (تمہیں کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے○

وما علینا الاالبلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

پاکستان ٹیلی وژن پر صوبائی اسمبلی پنجاب کی کارروائی کی ناکافی تشہیر

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایس۔ اے۔ حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! یہ بات ریکارڈ پہ ہے کہ اس اسمبلی میں بارہا مرتبہ تحریک استحقاق کے ذریعے' پوائنٹس آف آرڈر کے ذریعے پاکستان ٹیلی وژن کو یہ باور کرایا گیا کہ پاکستان کی سب سے بڑی اسمبلی' جس میں تقریباً اڑھائی سو ممبران ہیں' اس کے بارے میں پاکستان ٹیلی وژن کا رویہ معاندانہ ہے۔ اور جب پی ٹی وی اپنی نشریات ٹیلی کاسٹ کرتا ہے تو اس میں پنجاب اسمبلی کے بارے میں صرف تین سیکنڈ سے لے کر پانچ سیکنڈ تک خبر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کل جن معزز ممبران اسمبلی نے امن و امان کی صورت حال پر بحث کی ان کے نام تک بھی نشر نہیں کیے گئے۔ جناب سپیکر! جب آپ نے جون 1997ء کو بجٹ کے موقع پر پی ٹی وی کے حکام کو یہ ہدایت کی کہ پنجاب اسمبلی کے بارے میں قومی اسمبلی کی طرح کوئی پروگرام ٹیلی کاسٹ کیا جائے جس میں پنجاب اسمبلی کی کارروائی عوام کو دکھائی جائے تو! انھوں نے "نوٹ بک" کے نام سے ایک پروگرام شروع کیا۔ جناب سپیکر! یہ میری اور آپ کی سمجھ سے باہر بات ہے کہ یہ پروگرام "نوٹ بک" جس میں وہ ممبران اسمبلی کا انٹرویو لیتے ہیں اسے وہ رات کو پونے ایک بجے ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں۔ اسے کون دیکھتا ہے؟ کیا وہ پاکستان کے عوام کے لیے ہے' پنجاب کے عوام کے لیے ہے' پنجاب کے عوام کے نمائندوں کے لیے ہے یا پھر کسی اور مخلوق کے لیے ہے؟ جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اتنا بڑا نمائندہ ہاؤس اور اس کے ساتھ یہ رویہ برسا برس سے دیکھنے میں آیا ہے۔ آج چونکہ پی ٹی وی کے چیئرمین بھی مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ سینیٹر ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ خصوصی طور پر اس بات پہ توجہ دیں' کیونکہ صرف پی ٹی وی ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم دیہاتوں میں' شہروں میں عوام تک یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں کہ اسمبلیاں کیا کر رہی ہیں' اور خاص طور پر سیاست دانوں کے بارے میں جو ایک تاثر بن چکا ہے کہ وہ کوئی کام نہیں کرتے' اجلاس کی کارروائی میں حصہ نہیں لیتے' بحث میں حصہ نہیں لیتے' قانون سازی کے عمل میں جز نہیں بنتے۔ اس سے یہ پراپیگنڈا بھی ختم ہو جائے گا۔ جب عوام اپنے نمائندوں کو

proceeding میں دل چسپی لیتے ہوئے، قانون سازی کے عمل میں جز بنتے ہوئے اور پھر ان کے مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے دیکھیں گے' جب ان کے نمائندے ان کے مسائل کے لیے آواز بلند کریں گے اور ان کی یہ آواز media کے ذریعے ان تک پہنچے گی تو اس سے انھیں نہ صرف ایک حوصلہ ہوگا بلکہ عوامی نمائندے جو رات دن محنت کر کے اسمبلی میں پہنچتے ہیں انھیں بھی اس بات کا احساس ہوگا کہ ان کی کارکردگی کو عوام جانچ رہے ہیں اور جناب سپیکر! یہی criteria ہے کہ اگر آپ نے کام کیا ہو تو آپ کو لوگ return کرتے ہیں' آپ کو لوگ ووٹ دیتے ہیں۔ اگر آپ یہاں کام کرتے رہیں اور آپ کی آواز اس ہاؤس سے باہر نہ نکلے تو پھر کسی اسمبلی کے ممبر کا دوبارہ return ہونے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ تو جناب سپیکر! میری آپ سے مؤدبانہ التجا ہے' میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ اس بات کو بڑا serious لے کر ان کے ساتھ دو ٹوک فیصلہ کریں کہ وہ جو پروگرام رات کو پونے ایک بجے دکھاتے ہیں اسے وہ prime time میں دکھائیں۔ ان دنوں باقی اسمبلیوں کے اجلاس نہیں ہو رہے۔ سندھ اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا' سرحد اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا' بلوچستان اسمبلی کا اجلاس نہیں ہو رہا----

جناب سپیکر: ایس اے حمید صاحب! سندھ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔

جناب ایس۔ اے ۔ حمید: جی ہاں۔ جناب سپیکر! .I stand corrected تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی دو ٹوک فیصلہ کروائیں ۔ یہ ان اوقات میں دکھایا جائے جن میں یہ عوام تک پہنچ سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! میں مکمل طور پر اپنے معزز رکن کے خیالات سے ' ان کے احساسات سے اور جذبات سے اتفاق کرتا ہوں۔ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے' اس سے پہلے بھی بارہا یہ بات ہاؤس میں اٹھائی گئی۔ جناب نے بھی ذاتی طور پر اس بات کا نوٹس لیا تھا اور میں جناب کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے حکم کے مطابق ہی ٹیلی وژن کے حکام سے میں نے ملاقات بھی کی تھی۔اور اس سلسلے میں ایک تحریک استحقاق ایس۔ اے ۔ حمید صاحب کی ہی pending چلی آ رہی تھی۔ اس سلسلے میں بھی میری ان سے ذاتی طور پر ملاقات ہوئی تھی۔ جناب سپیکر! اس وقت ہمارے پیش نظر اور مسئلہ تھا' اُس وقت یہ بات تھی کہ رات کو جو "خبرنامہ" ہوتا ہے اس میں صوبائی اسمبلی کی کارروائی نہیں دکھائی جاتی ٹیلی وژن حکام کے ساتھ ہماری میٹنگ ہوئی تھی اس کے بعد ٹیلی وژن

حکام نے خبرنامے میں پنجاب اسمبلی کی کارروائی دکھانا شروع کی تھی۔ اب جس امر کا معزز رکن نے ذکر فرمایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل درست بات ہے کہ رات کو تقریباً ایک بجے وہ پروگرام دکھاتے ہیں جس کا عام طور پر پنجاب کے ایک عام شہری کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ممبران اسمبلی کو اس بات کا فائدہ ہے کہ رات کو ایک بجے ان کی کارروائی دکھائی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ملک کے 70 یا 80 فی صد عوام ٹیلی وژن دیکھتے ہیں تو اس وقت پانچ فی صد لوگ بھی نہیں دیکھ رہے ہوتے۔ میں ان کے احساسات سے بالکل کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں اور میں آپ کے توسط سے انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ چیئرمین پی ٹی وی سے میں ایک دفعہ پھر ذاتی طور پر ملاقات کر کے یہ معاملہ اٹھاؤں گا اور اس بات کو ہم یقینی بنائیں گے کہ اس پروگرام کا وقت تبدیل کر کے کوئی ایسا مناسب وقت مقرر کیا جائے تاکہ پنجاب کے رہنے والے عوام زیادہ سے زیادہ اس پروگرام کو دیکھ سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ جب بھی ہمارا اجلاس شروع ہو تو اس سے پہلے ان سے آپ کی ایک میٹنگ کافی سود مند ثابت ہوسکتی ہے اور پھر جو نئے چیئرمین آئے ہیں آپ انھیں ذاتی طور پر بھی کہہ سکتے ہیں کہ پونے ایک بجے کارروائی دکھانے کا کوئی مقصد ہی نہیں، بلکہ اگر انھوں نے کارروائی دکھائی ہو تو اگلے دن شام کو جو مقامی خبریں ہوتی ہیں ان میں بھی دکھائی جا سکتی ہے۔ اور پھر جو ممبران بحث میں حصہ لیتے ہیں کم از کم ان کا ذکر خبر نامے میں ضرور آنا چاہیے۔ اس مسئلے کو آپ ذاتی طور پر take up کریں۔

اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔۔۔۔۔جی خان زادہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I seek your permission to say a few words about the very big problem brought yesterday about the devaluation and bring it to the notice of the Finance Minister, if you will allow.

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب کارروائی شروع کرتے ہیں، کیونکہ ابھی تحاریک استحقاق ہیں، تحاریک التوائے کار ہیں اور پھر۔۔۔۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I want it now. If you allow somebody to speak on the publicity of your speeches at midnight, I have seen

the question of devaluation is a far more important than whether the public hear us at 1 O'clock at night.

جناب سپیکر: اچھا خان زادہ صاحب! آپ بات کرلیں، فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ: جناب والا! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ یہ devaluation کا مسئلہ صوبے سے متعلق نہیں۔ یہ مرکزی حکومت سے متعلق ہے اور قومی اسمبلی میں اپنے حلقے کے ایم این اے کے ذریعے خان زادہ صاحب یہ سوال وہاں اٹھا سکتے ہیں۔ یہاں ہمارا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

جناب سپیکر، تاج محمد خان زادہ صاحب! کھوسہ صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I beg to differ. I understand it is the matter of the Federal Government. Whereas the affect of the Federal Government on the Provincial Government is so tremendous that the----

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! خان زادہ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، نہایت قابل احترام ہیں۔ لیکن ہمیشہ یہ غیر قانونی بات کرتے ہیں اور آپ کی اجازت لیے بغیر انگریزی میں بولنا شروع ہو جاتے ہیں۔ انگریزی تو میں بھی بول سکتا ہوں، لیکن میں نے کبھی آپ سے انگریزی میں بولنے کی اجازت نہیں لی۔ میں ہمیشہ اردو میں بات کرتا ہوں، جبکہ یہ بغیر پوچھے انگریزی میں شروع ہو جاتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA. Sir, out of abundance respect for my---

اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں----جی خان زادہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب والا! میرے احتجاج کے باوجود یہ پھر بھی بغیر اجازت کے انگریزی میں بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر، خان زادہ صاحب! آپ پہلے اجازت لے لیں۔ آپ نے انگلش میں بات کرنی ہے اردو میں یا پنجابی میں؟

جناب تاج محمد خانزادہ: آپ اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! میرے خیال میں جس مسئلے کی طرف آپ کا اشارہ ہے وہ وزیر خزانہ بھی سمجھ گئے ہیں اور مجھے بھی پتا چل گیا ہے۔ لیکن چونکہ devaluation کا مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے تو اس کو یہاں discuss کرنے کا کوئی مقصد نہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: میں discuss نہیں کرنا چاہتا میں اپنے بھائی کو brief کرنا چاہتا ہوں کہ ـــــ

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب! آپ خود وہاں جا کر انھیں brief کر لیں۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ہم تحریک استحقاق take up کر رہے ہیں ۔ جناب پیر گل صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ پیر گل صاحب تشریف نہیں لائے؛ سردار صاحب! آپ کی بات ہو گئی تھی؛

وزیر خزانہ: جی جناب سپیکر! ان سے یہ طے پایا تھا کہ آج وہ یہاں تشریف لائیں گے اور جو متعلقہ پولیس اہل کار ہے وہ بھی یہاں آ جائے گا اور میرے چیمبر میں بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔ لیکن وہ تشریف نہیں لائے اور پولیس افسر تو لاہور آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: تو ان کے آنے تک اس کو pending کر لیں؟

وزیر خزانہ: جی pending کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی pending کرتے ہیں۔اور کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں ۔راجہ محمد خالد خان صاحب کی تحریک التوائے کار آج کے لیے pending تھی۔ چودھری صاحب نے جواب دینا تھا لیکن راجہ صاحب نہیں آئے۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال): جناب سپیکر! میں نے کل اس کا بڑی تفصیل سے جواب دیا تھا لیکن بد قسمتی سمجھیے کہ راجہ خالد جیسا پرانا پارلیمنٹیرین مجھ سے مطمئن نہیں ہو سکا۔ اور انھوں نے زراعت کے اوپر بحث شروع کر دی۔ اس وقت جناب اکرم چیمہ صاحب سپیکر کے فرائض سر انجام دے رہے

تھے وہ بڑے law-knowing آدمی ہیں' بہت پڑھے لکھے آدمی ہیں اور آپ کو پتا ہے۔ تو پھر بھی اس کے باوجود کہ آب پاشی کی تحریک التوائے کار ہے اور بحث زراعت پر کر رہے ہیں میں نے concede کیا اور انھوں نے pending کر دی۔ آج میں نے محکمہ زراعت والوں کو بلایا ہوا ہے تاکہ جوان کی شکایت تھی وہ دور کرا دیتے ہیں لیکن وہ تشریف نہیں لا سکے ۔ میری مودبانہ استدعا ہے کہ آپ اس کو dispose of کر دیں اور ان کا جو مسئلہ ہے۔ میں زراعت والوں کے ساتھ بٹھا کر دور کرا دوں گا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ وہ اس بات پر agitate کریں گے۔ اگر وہ آ جائیں تو پھر اس کے بعد کر لیا جائے؟

وزیر تعلیم، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، تو پھر راجہ محمد خالد خان صاحب کی یہ تحریک التوائے کار نمبر 8 pending ہوئی۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 32 راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی ہے ۔ راجہ صاحب پڑھیے۔

ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاھور میں بد انتظامی

راجہ محمد جاوید اخلاص، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی لاہور کے غلط رویہ نااہلی اور سستی کی وجہ سے ماڈل ٹاؤن کے لاکھوں مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ ماڈل ٹاؤن میں بجلی اور گیس کے نرخ بے تحاشا بڑھا دیے گئے ہیں۔ جبکہ مکینوں کے لیے سہولتوں کا فقدان ہے۔ سڑکوں پر گڑھے اور تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ سوسائٹی کی نا اہلی سے ناجائز تجاوزات اور غیر قانونی اور بغیر نقشہ پاس کیے عمارات بن رہی ہیں ۔ اس سلسلے میں مورخہ 10-09-97 کے روز نامہ "جنگ" اور مورخہ 09-10-97 کے روز نامہ "پاکستان" لاہور میں بھی ایسی خبریں شائع ہو رہی ہیں اور سوسائٹی کے کرتا دھرتا اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے جس سے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار میں جن حقائق کا ذکر کیا ہے میں اس کے متعلق مختصراً یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی آبادی تقریباً 40 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اپنے معزز ممبران کو بجلی، پانی اور صفائی وغیرہ کی سہولیات فراہم کرتی ہے، لیکن سوئی گیس کی فراہمی سے سوسائٹی ہذا کا کوئی تعلق نہیں۔ جہاں تک بجلی کے نرخ واپڈا سے زیادہ ہونے کا تعلق ہے تو واپڈا اور ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے نرخوں میں زیادہ فرق نہ ہے۔ سڑکوں پر گڑھے پڑنے اور تمام سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کی خبر کا ذکر اس ضمن میں حقائق بالکل اس کے برعکس ہیں۔ صرف چند سڑکوں کے علاوہ ماڈل ٹاؤن کی بیشتر سڑکوں کی حالت لاہور کی دیگر سڑکوں سے کافی بہتر ہے۔ مزید برآں سوسائٹی نے اس سال کے بجٹ میں مبلغ 35 لاکھ روپے سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے لیے مختص کیے ہیں۔ مزید یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے جاری شدہ گولڈن جوبلی تعمیر نو پروگرام کے تحت سڑکوں کی re-servicing کا کام بذریعہ محکمہ این ایل سی شروع کیا جانے والا ہے اور اس سلسلے میں allocation کی جا رہی ہے۔ موجودہ حکومت کی پالیسی کے مطابق سوسائٹی کے ہر شعبے میں ہر کام بمطابق میرٹ ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی جا رہی۔ جہاں بھی کسی بھی ناجائز تجاوزات یا بغیر نقشے کسی قسم کی تعمیر کے بارے میں سوسائٹی کو علم ہوتا ہے تو فوری طور پر بمطابق قواعد کارروائی کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو چند ایک حقائق تھے جو تحریری طور پر ہمیں موصول ہوئے اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ لیکن میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے بجلی اور سوئی گیس کے متعلق کہا ہے۔ سوئی گیس سے تو سوسائٹی کا تعلق نہیں ہے، لیکن جہاں تک بجلی کے ریٹس کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی واپڈا سے فلیٹ ریٹ پر بجلی خریدتی ہے اور اپنے صارفین کو واپڈا کے مقرر کردہ slab سے مختلف ریٹس پر دیتی ہے۔ میرے پاس واپڈا اور ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے slab rates موجود ہیں۔ ما سوائے ایک slab کے باقی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے تمام slab واپڈا سے کم ہیں۔ مثال کے طور پر 500 یونٹ سے لے کر 1000 یونٹ پر ماڈل ٹاؤن سوسائٹی 3 روپے 94 پیسے وصول کرتی ہے جبکہ واپڈا 4 روپے 9 پیسے وصول کرتا ہے۔ اسی طرح 1000 یونٹ سے زیادہ پر واپڈا 5 روپے 17 پیسے وصول کرتا ہے جبکہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی 4 روپے 34 پیسے وصول کرتی ہے۔ جناب والا! میرے عرض کرنے کا یہ مقصد تھا کہ یہ سوسائٹی ممبران پر مشتمل ہے۔ گو اس کے

ایڈمنسٹریٹر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ ہیں لیکن سوسائٹی کے ممبران اسی سوسائٹی میں رہنے والے ہیں۔ میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر انھیں سوسائٹی کے متعلق کسی قسم کی شکایت ہے تو ایڈمنسٹریٹر صاحب سے رابطہ کریں۔ اگر وہ ان کی شکایت نہ سنیں' ان کی اشک شوئی نہ ہو یا وہ ان کے مسائل کا حل نہ نکالیں تو پھر ان کے پاس فورم موجود ہے ہم ان شاء اللہ تسلی کرائیں گے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سوسائٹی کے ممبران' جس سوسائٹی کے ممبر ہیں' وہاں پر فورم موجود ہے اس سے رجوع کیے بغیر براہ راست اسمبلی میں آنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس لیے میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اس تحریک کو press نہ کریں۔ شکریہ۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ذرا ایک منٹ۔ پہلے محرک بات کر لیں۔ جی راجہ صاحب!

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس میں میری صرف یہ گزارش ہے کہ تمام شہری آبادیوں میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ تعمیر کے سلسلے میں کوئی منصوبہ بندی نہیں بنائی جاتی۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ ناجائز تجاوزات کی وجہ سے اس کے علاوہ ہر جگہ پر کنسٹرکشن کا ایک طوفان کھڑا ہوا ہے اور بڑے بڑے پلازے تعمیر کیے جا رہے ہیں جن کی کوئی منظوری نہیں اور نہ ہی حکومت کو کوئی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو ابتدائی پلان ہوتا ہے اس میں سیوریج اور ڈرینج کے ایک مخصوص آبادی کے لیے انتظامات کیے جاتے ہیں۔ لیکن جب اس میں بے تحاشا اضافہ ہو جاتا ہے تو وہ بارشوں میں طوفانوں میں سیوریج اور ڈرینج سسٹم ناکارہ ہو کر تمام کا تمام پانی سڑکوں پر آ جاتا ہے۔ اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ منصوبہ بندی سے کام نہیں لیا جاتا اور پھر مصلحتاً لوگ ناجائز تجاوزات کر کے اپنی تعمیرات وہاں شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ وہاں پر خاص طور پر ناجائز تجاوزات اور نقشوں کی منظوری کے بغیر عمارات کی تعمیر کا مسئلہ ہے۔ اگر اس سلسلے میں وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرا دیں کہ وہ ان چیزوں کو discourage کریں گے اور سوسائٹی کو باقاعدہ directive جاری کریں گے کہ قانون اور ضابطے کے خلاف کوئی بھی تعمیر نہیں ہونے دی جائے گی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس علاقہ کے مکینوں کے لیے انتہائی مناسب ہوگا اور اس سے مسائل حل ہونے کا سبب پیدا ہوگا۔

جناب سپیکر، میاں فضل حق۔

میاں فضل حق ، شکریہ۔ جناب سپیکر ! ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے متعلق جو تحریک التوائے کار پیش ہوئی ہے، اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ بجلی کے ریٹ کے متعلق اور دوسری چیزوں کے متعلق جو بات ہوئی ہے اصل مسئلہ کچھ اور ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 1983ء سے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی پر ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر ہے جو اس کے معاملات چلا رہا ہے۔ سوسائٹی کے جو ممبران ہیں ان کا 1983ء سے اس کے معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے، اور اب سٹیج یہ آ گئی ہے کہ وہاں پر کوئی ایڈمنسٹریشن نہیں، اس لحاظ سے جس لحاظ سے ممبران کی participation ہو۔ اس کے متعلق آپ کو یاد ہوگا کہ جب ہم اپوزیشن میں تھے تب بھی میں نے وزیر اعلیٰ سے یہ کہا تھا کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کو بحال کیجیے۔ اگر سارے پاکستان کے اندر ہر جگہ جمہوریت ہے، نظام ہے تو یہاں پر کیوں نہیں۔ اب میاں محمد نواز شریف نے اور میاں محمد شہباز شریف نے اس مسئلے میں ذاتی دلچسپی لے کر سوسائٹی کو restore کرنے کے لیے کہا ہے۔ جناب اسحٰق ڈار کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی ہے جس کا میں بھی ممبر ہوں اور ہم نے حکومت پنجاب کو یہ سفارشات بھیجی ہیں کہ اس سوسائٹی کو restore کیا جائے تاکہ لوگ اس میں participate کریں۔ جناب والا! جہاں تک بجلی کا مسئلہ ہے وہاں پر یہ صورت حال ہے کہ ایڈمنسٹریشن ایک کروڑ روپے کی bulk میں بجلی خریدتی ہے اور اس میں سے چالیس لاکھ کی بجلی ملی بھگت سے چوری ہو جاتی ہے۔ بنیادی مسئلہ وہاں پر یہ ہے کہ وہاں پر سوسائٹی کو restore کیا جائے اور ممبران اس میں حصہ لیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مقصد میرا یہ ہے اور اس فورم سے میں وزیر اعلیٰ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جتنی بھی جلدی ممکن ہو سکے اس سوسائٹی کو restore کیا جائے تاکہ اس کے ممبران اس کے معاملات میں حصہ لے سکیں اور اس کو صحیح طریقے سے چلا سکیں۔

جناب سپیکر ، ہاں یہی اس کا حل ہے۔

جناب پیٹر گل ، جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ جس وقت میں نے آپ کی تحریک استحقاق کے بارے میں پوچھا آپ تھے نہیں۔ تحریک التوائے کار ختم ہوتی ہے تو پھر میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میری گزارشات کے بعد معزز رکن نے جس بات کی مزید یقین دہانی مانگی ہے اس کا ان کی تحریک التوائے کار سے کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ تعمیرات منصوبہ

بندی سے نہیں ہو رہیں۔ اگر نقشے کی منظوری کے بغیر کہیں کوئی پلازہ تعمیر ہو رہا ہے تو سوسائٹی کیا کردار ادا کرے گی۔ اگر وہ اس بات کی یقین دہانی چاہتے ہیں تو میں آپ کے توسط سے انھیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ کسی ایسی عمارت کی نشان دہی کریں گے جو بغیر نقشے کے اس وقت تعمیر ہو رہی ہے تو اس کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی جائے گی۔اس کے علاوہ بھی میں انھیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ سوسائٹی ہذا کے ایڈمنسٹریٹر کو حکومت کی طرف سے یہ ہدایت جاری کی جائے گی کہ اس امر کو یقینی بنائے کہ اس سوسائٹی کے علاقے میں نہ تو کوئی غیر ضروری تعمیر ہو اور نہ ہی نقشے کی منظوری کے بغیر کوئی عمارت تعمیر ہو۔ شکریہ جناب والا!

جناب سپیکر ، آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے' یہ اپنی تحریک واپس لیتے ہیں اور یہ disposed of تصور ہوگی۔پیٹر گل صاحب۔

جناب پیٹر گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق موخر چلی آ رہی تھی۔ میں آج کسی ایمرجنسی کی وجہ سے لیٹ ہو گیا' کھوسہ صاحب سے بھی میری اس سلسلے میں بات ہوئی ہے۔ اگر کھوسہ صاحب اس کے بارے میں کچھ بتا دیں تو مہربانی ہوگی۔انھوں نے خود بھی کہا تھا کہ میں کل ہاؤس میں اس کے متعلق بات کروں گا۔

جناب سپیکر ، جی' کھوسہ صاحب بھی یہاں موجود تھے اور رپورٹ بھی موجود تھی۔ لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ تو اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب سوموار کو آپ کی تحریک استحقاق پیش ہو گی۔

جناب پیٹر گل، شکریہ۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 33 چودھری سعید اقبال کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر میں یہ سمجھ رہا تھا کہ شاید تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے اور میں یہ بات کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن آپ نے مہربانی فرمائی اور اجازت فرمائی ہے۔ اخبارات میں دیکھا ہے کہ آپ کی سربراہی میں ایک پارلیمانی وفد باہر جا رہا ہے ۔ بہت ہی اچھی بات ہے کہ معزز اراکین پارلیمانی وفد کی صورت میں باہر جائیں اور وہاں کی پارلیمنٹ کو بھی دیکھیں۔

لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ جمہوری طریقہ ہوتا اگر اس میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دی جاتی۔
جناب سپیکر، شکریہ۔ چودھری سعید اقبال صاحب۔

تحصیل سرائے عالمگیر کو ضلع جہلم سے ضلع گجرات میں منتقل کرنے سے عوام کو مشکلات کا سامنا

چودھری سعید اقبال، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ میرے ضلع جہلم کے شہر سرائے عالمگیر کو 1993ء میں تحصیل کا درجہ دے کر تحصیل سرائے عالمگیر کو ضلع جہلم میں شامل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا۔ مگر چار سال کی طویل مدت گزرنے کے بعد حکومت پنجاب نے تحصیل سرائے عالمگیر کو ضلع جہلم سے نکال کر ضلع گجرات میں شامل کرنے کا دوبارہ نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جو کہ ضلع بھر کے عوام کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ جہلم شہر کے سکولوں اور کالجوں سے مستفید ہونے والے طلباء اور طالبات کا روشن مستقبل ضلعی ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے سے تاریکی میں ڈوب جانے کا خطرہ ہے۔ اس طرح تحصیل بھر کے عوام فوری طبی سہولتوں کے لیے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جہلم سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چونکہ تحصیل سرائے عالمگیر کے عوام کو اپنے روز مرہ کے معاملات کے حل کے لیے صرف تقریباً تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ جب کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر تبدیل کرنے سے تحصیل بھر کے عوام کو تقریباً 35 کلومیٹر کا طویل سفر طے کر کے گجرات ضلعی ہیڈ کوارٹر پہنچنے میں ازحد دقت و دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح تحصیل سرائے عالمگیر کے عوام ڈسٹرکٹ رجسٹریشن آفس جہلم سے تقریباً 70 ہزار قومی شناختی کارڈ حاصل کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ ضلع تبدیل کرنے سے عوام کو اپنے شناختی کارڈ تبدیل کروانے کے لیے گجرات کا 35 کلومیٹر کا سفر طے کر کے ڈی آر او کے بار بار چکر لگا کر پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ محکمہ مال کا ریکارڈ جو پہلے سے ہی بوسیدہ حالت میں تھا گجرات سے جہلم شفٹ کرنے میں کافی ضائع ہو چکا ہے۔ اب جہلم سے دوبارہ گجرات شفٹ کرنے سے مزید ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ جس کی وجہ سے ضلع بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا مذکورہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون ، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر ! معزز رکن نے اپنی تحریک التوائے کار میں سرائے عالمگیر کو ضلع جہلم سے نکال کر ضلع گجرات میں شامل کرنے کے مسئلے کو اٹھایا ہے۔ فاضل رکن نے مندرجہ ذیل نکات کو اپنی تحریک کی بنیاد بنایا ہے ----

جناب سپیکر ، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ ممبران سے گزارش ہے کہ ایوان کی کارروائی کے دوران ایوان کے اندر براہ مہربانی آپ کی تمام تر توجہ ایوان کی کارروائی پر ہونی چاہیے۔ اگر کوئی ممبر اسمبلی درخواستوں پر وزراء سے کوئی آرڈر لینا چاہتے ہیں تو میری یہ گزارش ہوگی کہ وزراء صاحبان لابی میں جا کر آرڈر کریں۔ ایوان کے اندر یہ کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سرائے عالمگیر کو 1993ء میں عوامی کثرت رائے سے تحصیل کا درجہ دیا گیا اور اس کو ضلع گجرات سے نکال کر ضلع جہلم میں شامل کیا گیا۔ اس سلسلے میں 8 - جون 1993ء کو ایک نوٹ سیکرٹری ٹو گورنر نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ کو بھیجا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ اس وقت کے گورنر نے سرائے عالمگیر کے متعلق اس وقت کے وزیر اعلیٰ سے بات کی اور وہ عوام کی خواہش کی بنیاد پر اس بات پر متفق ہوئے ہیں۔ سرائے عالمگیر پولیس سٹیشن ماسوائے پٹوار سرکل مکمل طور پر ضلع جہلم میں شامل کیا جائے۔ علاقہ رکھ بی کو بھی ضلع جہلم میں شامل کیا جائے۔ ان دونوں علاقوں کو ملا کر ایک نئی تحصیل بمقام سرائے عالمگیر قائم کی جائے۔ مندرجہ بالا وضاحت سے ظاہر ہے کہ تحصیل سرائے عالم گیر کا قیام اور اس کو ضلع جہلم میں شامل کرنے کا عمل سابقہ گورنر کی سفارش پر مبنی تھا۔ محرک نے اپنی تحریک میں چار سال کے عرصے کو طویل عرصہ قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سرائے عالم گیر پاکستان کے قیام سے پہلے بھی ضلع گجرات میں شامل تھا۔ اور ایک طویل عرصے تک ضلع گجرات کا ہی حصہ رہا ہے۔ جہاں تک سرائے عالم گیر کے طالب علموں کا جہلم شہر کے سکولوں اور کالجوں سے استفادہ کرنے کا تعلق ہے اس کا ضلعی حدود سے کوئی تعلق نہیں۔ کالجوں اور سکولوں میں تمام داخلے میرٹ کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ طبی سہولتوں کے بارے میں عرض ہے کہ ضلعی حدود بندی کسی قسم کی طبی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے سے نہیں روکتی۔ سرائے عالم گیر کے عوام اب بھی جہلم کے ہسپتالوں سے طبی سہولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ فوری نوعیت کی طبی سہولیات تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھی میسر ہوتی ہیں۔ جہاں تک محکمہ مال کے ریکارڈ کا تعلق ہے تمام قسم کا بنیادی ریکارڈ پٹواری کے پاس ہوتا ہے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر بھی محکمہ مال کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے جو ریکارڈ

ضلعی دفتر میں ہونا ضروری ہے۔ ماضی میں اس کی منتقلی انتہائی احتیاط کے ساتھ کی گئی تھی۔ اور کوئی ریکارڈ ضائع نہیں ہوا تھا اور آئندہ بھی اگر ضروری ہوا تو ریکارڈ کی منتقلی انتہائی محتاط طریقے سے کی جائے گی اور کسی قسم کے نقصان کا احتمال نہ رہے گا۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ تحصیل سرائے عالم گیر کو سیاسی بنیادوں پر ضلع گجرات سے نکال کر ضلع جہلم میں شامل کیا گیا تھا جس میں عوام کی کثرت رائے کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک سابق وزیر اور اس وقت کے گورنر کی خواہش کا نتیجہ تھا۔ یہاں یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ تحصیل سرائے عالم گیر کو دوبارہ ضلع گجرات میں شامل کر کے عوامی کثرت رائے کا احترام کیا گیا ہے۔ اندریں حالات یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب والا! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں other than this political angle جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ کمشنر گوجرانوالہ کی جو رپورٹ آئی ہے اس کے بھی ایک دو اقتباسات جناب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جی۔

وزیر قانون: انھوں نے اپنی رپورٹ میں یہ لکھا تھا،

River Jhelum forms natural boundary between Gujrat and Jhelum districts. This area was detached from Gujrat and attached to Jhelum district due to political influence of late Governor Altaf Hussain and Ch. Muhammad Farooq the then Provincial Law Minister. Jaats and Gujjars are in majority in Sarai Alamgir tehsil sub-division and all of them are socially and culturally linked with Gujrat. However, Rajputs are linked with Jhelum district but they are in minority in the area. Since Sarai Alamgir has already been upgraded as a tehsil sub-division, therefore, the people will not be required to visit Kharian and their day to day problems will be solved at Sarai Alamgir. Even other wise the town is located at G.T Road and lot of public transport is available almost every minute and the distance in these circumstances does not matter much more.

جناب والا! یہاں میں رپورٹ کے علاوہ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر جو بات اس وقت ہمارے پیش نظر تھی وہ وہاں کے جو عوامی منتخب نمائندے ہیں ان کی رائے تھی۔ میں آج بھی انتہائی وثوق کے ساتھ اپنے منتخب ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وہاں سے جو مقامی نمائندے ہیں وہ آج بھی اس بات کے خواہش مند ہیں کہ انھیں گجرات کے ساتھ منسلک کیا جائے۔ جہاں تک جہلم کے عوام کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ میرے معزز رکن جنھوں نے اس تحریک کو پیش کیا ہے ان کا تعلق ضلع جہلم سے ہے' ان کی constituency جہلم ہے۔ ان کا اس constituency سے کوئی تعلق نہیں۔ اس constituency سے جو ہمارے معزز رکن تعلق رکھتے ہیں یہ فیصلہ ان کی خواہش کے مطابق کیا گیا ہے۔ اس حلقے سے وہی منتخب ممبر تھے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری روایات کے مطابق ان کی رائے کو احترام دینا ہمارا فرض بنتا ہے۔ انھیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن اس ہاؤس میں بیٹھ کر پورے پنجاب کی بات کر سکتے ہیں۔ کسی ایک مخصوص علاقے کی نہیں۔ یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ پورے پنجاب کی بات کریں۔ لیکن انھیں اپنے دوسرے اراکین بھائیوں کے جذبات کا بھی احترام کرنا چاہیے جو کہ اس حلقے سے منتخب شدہ ہیں۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کے علاوہ ان کے کوئی اور بھی grievances ہیں تو وہ ہم دور کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ لیکن جہاں تک کسی معزز ممبر کی بات کو وزن دینے کا یا اہمیت دینے کا تعلق ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس فیصلے میں ہم اپنے اسی ممبر اور رکن کی رائے کو اہمیت دیں گے جو اس علاقہ سے متعلقہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد معزز رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ آپ نے کافی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جنھوں نے پہلے تحریک move کی ہے ان کو موقع دیا جائے۔ چودھری سعید اقبال صاحب۔

چودھری سعید اقبال، ابھی وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ جنھوں نے تحریک پیش کی ہے ان کا اس حلقے سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب والا! ضلع جہلم اس سے پہلے بھی 1984ء میں ڈسٹرکٹ چکوال بن گیا پھر ضلع جہلم اسی کی تحصیل پنڈ دادن خاں سے چوا سیدن شاہ اور کلر کہار کو نکال کر ڈسٹرکٹ چکوال میں شامل کر دیا گیا۔ اور اب پھر جناب والا! میرا خیال ہے کہ پورے پاکستان میں بلکہ صوبہ پنجاب

میں اور بھی نئی ڈسٹرکٹ اورتحصیلیں ہیں جو قیام میں آئی تھیں۔ لیکن کسی کو disturb نہیں کیا گیا ماسوائے ضلع جہلم کے۔ آبادی کے لحاظ سے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، نہیں، آپ یہ جائیں کہ آپ نے جو الیکشن لڑا ہے۔ یہ اب جو latest الیکشن ہوا ہے۔ اس میں آپ ایم پی اے بنے۔

چودھری سعید اقبال، جی جناب۔

جناب سپیکر، جس علاقے کو آپ جہلم میں شامل کرنا چاہ رہے ہیں اس وقت جب الیکشن ہوا تو دونوں کی کیا situation تھی؟ اور آپ نے کس situation میں الیکشن لڑا؟

چودھری سعید اقبال، سر! یہ تو پرانے حلقے چلے آرہے ہیں۔

جناب سپیکر، پرانے حلقے سے آپ نے الیکشن لڑا۔ اس سے پہلے پچاس سال تک یہی حلقے چلے آرہے ہیں جب سے پاکستان بنا ہے۔ ایک natural boundary ہے دریائے جہلم کی۔ آپ اس کو disturb کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سعید اقبال، جناب والا! یہ بھی دیکھ لیں کہ جو ملٹری کالج ہے وہ بھی جہلم کا کہلاتا ہے۔

جناب سپیکر، وہاں کوئی بارڈر تو نہیں لگے ہوئے کہ وہاں پاسپورٹ لے کر جانے کی ضرورت پڑتی ہے۔

چودھری سعید اقبال، سر! پاسپورٹ کی بات نہیں۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں عمران مسعود پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر اس لیے اٹھایا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات relevant ہے اور مجھے بھی یہاں کرنی چاہیے۔ مجھے جناب سعید اقبال صاحب کے ساتھ بڑی ہمدردی ہے۔ ابھی وہ فرما رہے تھے کہ جب جہلم کو چکوال کے ساتھ اتارا گیا تو جو تحصیلیں تھیں وہ بھی دائیں بائیں کی گئیں۔ میں ان سے، بلکہ پورے ہاؤس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمدردی کہاں گئی جب گجرات ضلع کے ساتھ ظلم کیا جا رہا تھا؟ جناب والا! آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ وہاں سے بیٹھ کر جب وٹو صاحب نے ہمارے گجرات کے دو حصے کیے تھے۔ ہمیں ہمدردی ہے منڈی

بہاؤالدین والوں کے ساتھ۔ ان کا پرانا مطالبہ تھا۔ لیکن یہ political victimization کے سلسلے میں فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ آپ کو اور ہمیں کمزور کرنے کی سازش کی گئی تھی اور منڈی بہاؤالدین کو علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد لاءمنسٹر فاروق صاحب نے گورنر الطاف کے ساتھ مل کر سازش کر کے ہمارا تھانہ سرائے عالم گیر اٹھا کے جہلم کے ساتھ لگا دیا۔ اور اس سے بھی بڑھ کر آپ کو یاد ہو' جناب سپیکر! آپ کی اور میری یونین کونسل کوٹھلہ یونین کونسل جو تھی وہ چٹھہ صاحب کے ساتھ لگانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور وہاں سے چودھری وجاہت کا حلقہ جو ٹانڈے کا علاقہ ہے وہ وڑیوں کے ساتھ لگانے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہی ہمدردی تو آپ ہم لوگوں کے ساتھ کریں۔ ہمیں آپ سے پوری ہمدردی ہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کون سا ان کا نقصان ہوا۔ نقصان تو ہمارے گجرات ضلع کا ہوا ہے۔ ہمدردی تو آپ کو ہمارے ساتھ ہونی چاہیے کہ آپ نے ہمارے گجرات ضلع کے چار حصے کر دیے' چار ٹکڑے کر دیے۔ یہ نیشنل باؤنڈریز ہیں' جہلم اور چناب کے درمیان میں گجرات والے بستے ہیں۔ جب منڈی بہاؤالدین کو علیحدہ کیا جا رہا تھا اس وقت بھی ڈپٹی کمشنر راجہ حسن نے negative رپورٹ لکھی تھی۔ گورنمنٹ کو کہا تھا کہ یہ جو قدرتی ریونیو انکم ضلع کونسل کو آتی ہے وہ ساری کی ساری منڈی بہاؤالدین سے ضلع کونسل گجرات کو آتی تھی۔ اب ہماری گجرات ضلع کونسل کا حال اگر آپ دیکھیں تو ہمارے پاس کوئی فنڈ نہیں' کوئی ریونیو انکم نہیں' جتنی بھی لینڈ ہولڈنگز تھیں وہ منڈی بہاؤالدین کی طرف سے آتی تھیں۔ ہماری گجرات تحصیل میں بالکل چھوٹی چھوٹی لینڈ ہولڈنگز ہیں۔ ہمیں تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اگر آج ہم نے اپنا تھانہ سرائے عالم گیر واپس لے لیا ہے۔ اگر ہم نے اپنا پرانا حق واپس لیا ہے' اگر گجرات کے لوگ اپنے آپ کو جہلمی نہیں کہلوانا چاہتے تو میرے بھائی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ میں جناب والا! سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ بے جا قسم کے بیانات روز اخباروں میں دیے جا رہے ہیں۔ ان کو تو بلکہ ہمارا ساتھ دینا چاہیے۔ ان کو تو مسلم لیگ کا ساتھ دینا چاہیے۔ ان کو شاید کسی نے غلط پٹی پڑھا دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سیاست دان چار پانچ سال پرانی ہسٹری اٹھا کے دیکھیں گے تو ان کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہی ہوں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ملک حنیف اعوان صاحب۔

ملک محمد حنیف اعوان: جناب والا! میں گزارش کراں گا کہ سید اقبال صاحب ساڈے اچھے دوست اور بھائی نیں۔ چودھری صاحب نے تحریک التوائے کار پیش کیتی اے۔ 1993، وچ جدوں سرائے عالم

گیر نوں......

جناب سپیکر، پہلے آپ پنجابی میں بولنے کی اجازت لیں۔ میں نے آپ کو ابھی اجازت دی نہیں۔ اچھا ٹھیک ہے اجازت ہے۔

ملک محمد حنیف اعوان (پنجابی)، مہربانی سر۔ جناب والا! چودھری فاروق صاحب اور اُس وقت کے گورنر الطاف صاحب نے جو کارروائی کی جناب سعید صاحب اس سے آگاہ ہیں۔ چودھری صاحب اس دن تو ہمارے ساتھ احتجاج کرتے کہ چودھری الطاف صاحب نے غلط قدم اٹھایا ہے۔ اور آج کہتے ہیں کہ عوامی رائے نہیں لی گئی۔ حالانکہ تقسیم کے بعد 1993ء میں انتخاب ہوا وہ گجرات کم جہلم کے حصے میں انتخاب ہوا۔ اس کے بعد 1997ء میں گجرات کم جہلم میں انتخاب ہوا۔ این اے 82 سے منظور شاہ صاحب اور ایم پی اے کی سیٹ پر میں منتخب ہو کر آیا۔ انتخاب کے دوران پرزور عوامی مطالبہ تھا......

جناب سپیکر، ملک صاحب! وہ حلقہ آپ کا بنتا ہے ناں۔

ملک محمد حنیف اعوان، جی۔ اور جناب! آج بھی انتخاب جیتنے کے بعد پھر بھی ایک اعلیٰ اتھارٹی سے پورا سروے کرایا گیا۔ 90 فی صد عوامی رائے تھی کہ ہم نے گجرات کے ساتھ واپس جانا ہے۔ یہ جمہوریت کا تقاضا ہے کہ جہلم والے ہمارے بھائی ہیں۔ ہماری ان سے دوستی ہے' تعلقات ہیں اور بھائی چارہ ہے۔ مگر جہاں تک عوامی رائے ہے اور جمہوریت کا تقاضا ہے اگر عوام چاہتے ہیں کہ ہم گجرات کے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو میرے پاس بھی کوئی حق نہیں کہ میں احتجاج کروں کہ میں گجرات کے ساتھ نہیں جانا چاہتا۔ جناب والا! عوامی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری جماعت کے قائد میاں نواز شریف نے فیصلہ کیا۔ مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ان دوستوں نے اپنے گھر کے سربراہ کے فیصلے کی تذلیل کرنی شروع کر دی۔ اور جناب والا! 1993ء میں گورنر چودھری الطاف اور وزیر قانون چودھری فاروق نے جو فیصلہ کیا تھا انھوں نے اس کی تائید کرنی شروع کر دی ہے۔ میں معذرت کے ساتھ گزارش کرتا ہوں کہ اگر سرائے عالمگیر سے کوئی فرد ان کے ساتھ احتجاج میں شامل ہو تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ آج بھی 51 فی صد آبادی اگر کہے کہ ہم جہلم کے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو جمہوریت کا تقاضا ہے کہ ہم اسے قبول کریں۔ جب کہ 90 فی صد آبادی گجرات کے ساتھ جانا چاہتی ہے تو یہ خواہ مخواہ احتجاج کر کے قائد کے فیصلے کی کیوں تذلیل کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میاں نواز شریف صاحب الیکشن کے دوران للہ

موسیٰ تشریف لائے۔ وہاں خود انھوں نے اعلان کیا تھا کہ ایک کام غلط طریقے سے' غلط انداز میں چودھری الطاف اور میاں منظور وٹو نے کیا ہے تو ہم اس کو واپس گجرات میں لائیں گے۔ انھوں نے خود یہ اعلان کیا تھا۔ اب وقت بھی ختم ہوتا ہے یہ تحریک التوا کار disposed of تصور ہوئی۔

اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کے دن بھی بحث امن عامہ پر ہے۔ کل جب اجلاس ملتوی ہوا تو منظور احمد چنیوٹی صاحب تقریر کر رہے تھے' لیکن اب شاید وہ درخواستوں پر دستخط کروا رہے ہیں۔ وہ اپنی سیٹ پر چلے جائیں اور تقریر شروع کریں۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

-----(جاری)

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔

جناب سپیکر! امن عامہ کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ اس وقت پورا ملک بدامنی کا شکار ہے۔ دہشت گردی' چوری' ڈکیتی' گینگ ریپ' ہر قسم کے جرائم زوروں پر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کو یہ تمام چیزیں ورثے میں ملی ہیں۔ موجودہ حکومت کو اتنا بھاری مینڈیٹ اس وجہ سے ملا ہے کہ پچھلی حکومت کرپٹ تھی۔ لوگ اس سے تنگ تھے' اس لیے انھوں نے اسے مسترد کیا اور اتنا بھاری مینڈیٹ دے کر اس حکومت کو برسراقتدار لائے۔ قوم کی بہت بڑی توقعات ہیں' لیکن اس وقت قوم مایوسی کا شکار ہو رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان خرابیوں کی اصلاح ہو اس میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

حکومت کا سب سے پہلا فرض اپنی رعایا کی جان' مال اور آبرو کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر کوئی حکومت اپنی رعایا کی جان' مال اور آبرو کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اسے حکمران رہنے کا کوئی حق نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَاعِيَّتِهٖ

"تم میں ہر آدمی راعی ہے اور ہر ایک کی رعیت ہے۔ قیامت کے دن اس سے اس کی اپنی رعایا کے بارے پوچھا جائے گا۔"

"راعی" بکریوں کے چرواہے کو کہتے ہیں۔ اگر گھر کا مالک ہے وہ گھر کا حاکم ہے۔ اگر کوئی صوبے کا مالک ہے وہ صوبے کا حاکم ہے۔ کوئی ملک کا مالک ہے پوری پبلک ان کی رعایا ہے۔ ان کی

رعایت کرنا' ان کی حفاظت کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد کہ اگر فرات کے کنارے پر ایک کتا ہلاک ہو جائے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ آج یہ حالت ہے کہ کوئی ادارہ محفوظ نہیں۔ کوئی آدمی محفوظ نہیں اور کوئی جگہ محفوظ نہیں۔ علماء' وکلاء' ڈاکٹر' صحافی' ہر طبقہ اس دہشت گردی کا شکار ہے۔ آج کے "لشکر" اخبار میں ہے کہ اپنے ملک کے مشہور بے باک صحافی اور "لشکر" کے ایڈیٹر جناب حسن نثار پر بھی قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا۔ کوئی ادارہ بھی محفوظ نہیں' نہ کوئی جگہ محفوظ ہے۔ سڑکیں محفوظ نہیں اور عبادت گاہیں محفوظ نہیں۔ عدالت محفوظ نہیں' ہسپتال محفوظ نہیں۔ کوئی ادارہ ایسا نہیں جو محفوظ ہو۔ ہر آدمی خوف کا شکار ہے۔ گھر سے آیت الکرسی پڑھ کر نکلتا ہے کہ خیر سے شام کو واپس چلا جائے۔ ہر آدمی پریشان ہے۔ اس کا ایک بہترین حل ہے جس کی طرف حکومت کو فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ جتنے حل کرتے ہیں یہ سب عارضی ہیں۔ اصل حل یہ ہے کہ اس ملک میں نظام اسلام نافذ کیا جائے۔ جب تک مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا ملک کی یہ بدتر حالت سدھر نہیں سکتی۔ سعودی عرب کی ہمارے سامنے روشن مثال ہے۔ پوری دنیا کے اندر سعودی عرب وہ واحد ملک ہے جو امن کا خطہ ہے۔ جہاں جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہاں قرآنی احکام' نظام اسلامی اور حدود شرعی نافذ ہیں۔ اگر آپ ان برائیوں کا صحیح علاج چاہتے ہیں تو اس ملک میں نظام اسلامی کو قوت اور پورے خلوص کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات عرض کرتا ہوں کہ حدود آرڈیننس نافذ ہیں لیکن 15,16 سال کا عرصہ ہو گیا آج تک کسی چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا' آج تک کسی ڈاکو کو شرعی سزا نہیں دی گئی۔ اگر دو ایک ڈاکوؤں کو شرعی سزا دے دی جاتی' ان کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیا جاتا تو آپ دیکھتے کہ امن کیسے قائم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں قانون بن جاتا ہے' لیکن اس قانون پر عمل نہیں ہوتا۔ سعودی عرب میں عمل ہوتا ہے جس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ سعودی عرب کی مثال پوری دنیا میں کوئی نہیں دے سکتا۔ طالبان کی ابھی نئی حکومت قائم ہوئی ہے۔ جہاں جہاں ان کا اقتدار اور حکومت ہے وہاں انھوں نے شرعی نظام نافذ کر دیا ہے۔ ہمیں 50 سال ہو گئے ہم اس کے لیے لائنیں ہی سیدھی کر رہے ہیں۔ لیکن نصف صدی گزر گئی ہم نے جس وعدے پر اس ملک کو حاصل کیا تھا' آج تک ہم اس وعدے کا ایفا نہ کر سکے۔ اللہ کی طرف سے ہمیں یہ تنبیہیں کی جاتی ہیں اور سزائیں دی جاتی ہیں۔ جب تک ہم اس طرف رجوع نہیں کریں گے اور اس ملک میں اسلامی نظام کو مکمل

طور پر نافذ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم اس دہشت گردی' بدامنی' چوری' ڈکیتی اور اس قسم کے دوسرے جرائم سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔جناب سپیکر! اس کے اور بھی کچھ اسباب ہیں۔ رشوت اور کرپشن زوروں پر ہے جس کی وجہ سے مجرم سزا نہیں پاتے۔ اگر مجرم کو سزا مل جائے اور فوری طور پر اس کو سزا مل جائے تو اس کے اندر بہت حد تک کمی پیدا ہوسکتی ہے۔ لیکن رشوت کا ناسور اتنا بڑھ چکا ہے کہ اب حکومت کی تمام کوششوں کے باوجود اس پر کنٹرول نہیں ہو رہا۔ اینٹی کرپشن کے محکمے بنے ہوئے ہیں لیکن کسی کو بھی اس کی کرپشن کی سزا نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کرپشن اور رشوت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کا ایک سبب عدل و انصاف کا نہ ہونا ہے۔ جہاں عدل ہوگا وہاں امن ہوگا اور جہاں عدل نہیں ہوگا ظلم ہوگا' وہاں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ امن کی ایک شرط سب سے پہلے عدل اور انصاف ہے۔ جہاں ایک ظالم کو کھلی چھٹی ہو اور مظلوم کی دادرسی نہ کی جائے اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مظلوم پھر انتقام پر آ جاتا ہے۔میں اس کی واضح مثال دینا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے رکن جناب اعظم طارق صاحب ہیں۔ وہ کب سے جیل کے اندر پڑے ہیں اور وہ چوہنگ سنٹر میں تین' ساڑھے تین مہینے رہے۔ ان پر ہر قسم کا تشدد کیا گیا' سات گھنٹے تک انھیں کھڑا کیا گیا۔ وہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ ان کے زخم ہیں' زخموں سے خون بہ پڑا۔ ان کا کوئی علاج نہیں کیا گیا۔جب یہ خبریں ان کے ماننے والوں کو' ان سے محبت رکھنے والوں کو پہنچتی ہیں' دوسری طرف کیا ہے؟ دوسری طرف جماعت کے سربراہ ساجد نقوی صاحب پر بھی اسی قسم کے مقدمات ہیں۔ ان کو تو ایک منٹ کے لیے کوئی گرفتار کرنے کے لیے تیار نہیں۔ علامہ فاروقی سرپرست اعلیٰ تھے۔ ان کی زندگی جیل میں ختم ہوگئی اور دوسرے نائب سرپرست کی زندگی اپاہج کر دی گئی۔ انھیں مفلوج کر دیا گیا اور وہ اب بھی جیل میں پڑے ہیں۔ آپ کے منتظر ہیں کہ آپ production order دے کر انھیں اجلاس میں بلائیں۔ ان کی اتنی تفتیشیں ہوئیں' ان تفتیشوں میں وہ بے گناہ ثابت ہو چکے ہیں۔ اب کوئی 16 MPO' کوئی اور کیس ان پر ڈال دیے گئے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ ساڑھے تین ماہ تک چوہنگ سنٹر میں رہے۔ میں نے وزیر قانون سے کہا' ہوم سیکرٹری سے کہا مجھے کسی نے ملاقات نہیں کرنے دی۔ اب وہ اڈیالہ جیل میں ہیں۔ میں وہاں گیا۔ ڈی۔ سی صاحب سے ملا لیکن ڈی۔ سی صاحب ٹال مٹول کر گئے اور انھوں نے مجھے ملاقات تک نہ کرنے دی۔ ایک طرف یہ زیادتی ہے۔ اگر اس پر جرم ہے تو اس کے

خلاف کھلی عدالت میں کیس چلایا جائے۔ ان کو سزا دی جائے' لیکن یہ کوئی انصاف نہیں کہ ایک طرف کی قیادت اندر اور دوسری طرف کی قیادت باہر بلکہ وہ سربراہ کانفرنس میں وزیر اعظم کے ساتھ بیٹھے ہوں۔ ان کو یہ پروٹوکول ملے۔ اس لیے کہ ایک حکومت ان کی پشت پناہی کرتی ہے اور ان بے چاروں کی کوئی پشت پناہی کرنے والا نہیں۔ یہ ظلم جب ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! آپ کو میری آواز آ رہی ہے۔ مولانا صاحب! آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ آپ ذاتی معاملات اس بحث میں نہیں لا سکتے۔ جہاں تک آپ نے ذکر کیا ہے کہ سپیکر production orders جاری کرے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ پنجاب اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجر میں کوئی ایسی شق نہیں کہ سپیکر کسی کے production order جاری کر سکتا ہے۔ آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ جب ہمارے ایم پی ایز پچھلی حکومت کے دور میں جیل میں تھے۔ میں خود اڈیالہ جیل میں تھا تو ہمارے ایم پی ایز نے اسی طرح کی تحاریک استحقاق بھی دیں لیکن اس وقت کے سپیکر جناب محمد حنیف رامے نے یہی کہا کہ پنجاب اسمبلی کے رولز مجھے اجازت نہیں دیتے۔ تو پنجاب اسمبلی کے رولز کسی کے production order جاری کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہ اس کی قانونی پوزیشن ہے۔ آپ اس سلسلے میں لاء اینڈ آرڈر تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ ایک اپوزیشن کے ایم پی اے کو اسمبلی کی سیڑھیوں سے گرفتار کیا گیا تھا۔ شاید مولانا صاحب کے علم میں یہ بات نہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، اٹک کی جیل میں جناب شہباز شریف تھے۔ جیلر نے مجھے اندر جانے کی اجازت نہیں دی اور وہ مجھ کو لکھ کر دینے کے لیے بھی تیار نہیں تھا کہ میں آپ کو نہیں ملنے دیتا۔ یہ اٹک میں ہماری حالت تھی۔

جناب سپیکر، حالانکہ اٹک میں آپ کو وہاں کی جیل inspect کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ وہاں کے لوکل ایم پی ایز کو اجازت ہوتی ہے۔ مولانا صاحب! اب مختصر کیجیے۔ کل بھی آپ نے تقریر کی تھی۔ ایک منٹ میں ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر پر ہی بات کر رہا ہوں کہ یہ بدامنی کیوں ہے۔ اس کے مختلف اسباب ہیں۔ ان میں ایک سبب میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عدل و انصاف کا نہ ہونا' جانب داری کا ہونا' جب جانب داری کی جائے گی اور دو فریقوں کو ایک نظر سے نہیں دیکھا جائے گا تو دوسرا

انتقام پر مجبور ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ لشکر جھنگوی کیوں بنا ہے؟ ہم دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ شرعاً اور قانوناً حرام سمجھتے ہیں۔ کسی مسلمان کو کوئی کسی طرف مار دے تو اس کے بدلےمیں کوئی دوسرے شہر میں مار دے یہ قطعاً حرام ہے۔ لیکن یہ دہشت گردی ردعمل ہے۔ ایک طرف تو اتنا تحفظ دیا جائے ان کو اتنی رعایت دی جائے۔ وہ مجرم دندناتے پھریں اور دوسری طرف پوری قیادت کو پکڑ کرجیل کے اندر ڈال دیا جائے کہ اس سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ امن کے لیے عدل ضروری ہے۔ میں جناب سے اپنے چنیوٹ کے ایک واقعے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نہیں سمجھا۔

جناب سپیکر، ساری باتیں صرف اپنی ہی سمجھتے ہیں۔ان کے کان میں بتائیں کہ آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، آدھے منٹ میں تو میں بیٹھ ہی جاؤں۔ میں صرف چنیوٹ کے واقعے کے لیے اجازت چاہتا ہوں۔ پچھلے سال 6 جولائی کو ماتمی جلوس میں ایک ماتمی قتل ہو گیا۔ وہ قتل اپنے لوگوں کی گولی سے ہوا۔ اس کے ردعمل میں ہماری اہل سنت و الجماعت کی گیارہ دکانیں لوٹ کر ان کو خاک ستر کر دیا گیا اور ڈی۔سی صاحب تشریف لائے اور کہا کہ مولانا' اس کے ردعمل میں کوئی حرکت نہ ہو۔ ہم ان مجرموں کو قرارواقعی سزا بھی دیں گے اور ان سے نقصان بھی دلوائیں گے۔ 48 لاکھ روپے کا تخمینہ ڈی سی نے اس نقصان کا لگایا' لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ نہ تو آج تک کوئی ملزم پکڑا گیا ہے۔ ہمارے خلاف قتل کا کیس بنا'وہ جھوٹا تھا ان کا قاتل ثابت ہو گیا۔ وہ بےگناہ ہوں گے جنھوں نے دکانوں کو آگ لگائی اور لوٹا تھا۔ دکانیں آج بھی جلی ہوئی ہیں۔ ان کا ایک آدمی بھی گرفتار نہیں ہوا۔ اس وقت کے ایم این اے نے ان کو تحفظ دیا۔وعدے کرتے رہے کہ ہم ان کو پیش کریں گے لیکن پیش نہ کیا۔ ابھی حال ہی میں اسی ایم این اے پر حملہ ہوا۔ وہاں تین آدمی مارے گئے۔انھوں نے ہمارے دس آدمی جو بالکل بےگناہ تھے۔ ان کے نام درج کر کے پرچہ کرا دیا۔ ہم نے فوراً وہ پیش کر دیے۔ دس کے دس میں نے پیش کیے اور الحمدللہ چھ ماہ جیل میں رہنے کے بعد اب حملہ آور ملک اسحاق وغیرہ پکڑے گئے۔ انھوں نے تسلیم کر لیا کہ ہم نے حملہ کیا تھا۔ ہم اس میں ملزم ہیں اور ان دس آدمیوں کو تمام تفتیشیوں نے بےگناہ قرار دیا۔ وہ ابھی رہا ہوئے ہیں۔ ہم نے بےگناہوں کو پکڑوایا' وہ چھ مہینے اندر رہے اور جنھوں نے دکانیں لوٹیں' جنھوں نے آگ لگائی انھیں ایک دن کے لیے

گرفتار نہیں کیا گیا۔ وہ تفتیش میں مجرم ثابت ہو چکے ہیں۔ جب یہ ناانصافی ہوگی۔ اب ہم نے کنٹرول کیا اس کے ردعمل میں کسی شیعہ کی دکان جلانے نہیں دی۔ لیکن کب تک؟ جب وہ دیکھیں گے کہ انھوں نے دکانیں جلائیں، ان کو پکڑا نہیں گیا انھیں کوئی سزا نہیں ہوئی۔ اس کے ردعمل میں پھر کوئی سر پھرے اٹھیں گے، ان کی بھی چار پانچ دکانیں جلا دیں گے۔ میں عرض یہ کرتا ہوں کہ امن عامہ کے لیے انصاف شرط ہے۔ جب تک آپ دونوں کو ایک نظر میں نہیں رکھیں گے تو اس طرح امن قائم نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر، جی شکریہ جی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں آئی جی صاحب سے بھی مل چکا ہوں، ہوم سیکرٹری صاحب سے بھی مل چکا ہوں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ بڑی اچھی بات ہے۔ آپ نے مل لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں۔ اب میں ایاز امیر صاحب سے گزارش کروں گا۔

جناب ایاز امیر، شکریہ جناب سپیکر۔

اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ پچھلے مہینوں میں اور کچھ عرصے سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں اور خاص طور پر پنجاب میں جو targetted killings ہوئی ہیں اس سے لوگوں میں ایک sense of alarm, sense of despondency پھیلا ہے، لیکن یہ ایک مخصوص مسئلہ ہے جس کی جڑیں ماضی میں جاتی ہیں۔ اور میرے خیال میں یہاں اس ہاؤس کا ہر ممبر گواہ ہے کہ جتنی کاوش، محنت اور توجہ لاء اینڈ آرڈر پر اس صوبائی حکومت نے دی ہے کسی اور مسئلے پر نہیں دی۔ اور یہی وجہ ہے کہ پچھلے مہینوں سے اگر آپ مقابلہ کریں تو یہ sectarian related killings کا جو مخصوص مسئلہ ہے گو alarming incidents ہوئے ہیں، لیکن گورنمنٹ اور انتظامیہ کی گرفت اس پر relatively زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ مخصوص مسئلہ تو حل ہو ہی جائے گا۔ جس قسم کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن main problem جو ہے، جس سے لوگوں کے ذہنوں میں نہ صرف insecurity ہے، بلکہ ایک sense of despair ہے۔ اس کی وجہ کچھ اور ہے اور وہ وجہ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ سٹیٹ کی جو اتھارٹی ہے وہ کم ہوگئی ہے۔ سٹیٹ کی وہ جو رِٹ ہے کہ کچھ آرڈر پاس کیا جائے، کچھ ہدایات دی جائیں اور ان پر عمل درآمد ہو اس کی capacity اور capability کم ہوگئی ہے۔ وہ نہ

صرف مخصوص لاء اینڈ آرڈر کے فیلڈ میں ہے۔ بلکہ آپ جہاں بھی دیکھیں' یہاں سے باہر مال روڈ کا ٹریفک جو ہے' وہ جو انتظامی ڈھانچہ ہے' اس کے باہر ہے۔ یہاں پر پہلے ایک ممبر کرمنلائزیشن کی بات کر رہے تھے۔ اس ملک میں جس قسم کی ایک بے ہنگم آرگنائزیشن ہو رہی ہے' اگر آپ لاہور سے گوجرانوالہ کی طرف نکلیں تو اس کا کچھ عکس ملتا ہے۔ وہ ایک بے ہنگم سی چیز ہمارے معاشرے کے ساتھ ہو رہی ہے اس کا کچھ نہ کچھ عکس وہاں پر نظر آئے گا۔ حال یہ ہو گیا ہے کہ ایک پلاسٹک شاپر جیسی چیز ہے۔ اس کے سامنے بھی ہم بے بس ہیں۔ تجاوزات کے بارے میں اعلیٰ حکام آرڈر پاس کر سکتے ہیں لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ main crisis صرف لاء اینڈ آرڈر کا نہیں' بلکہ ایک بڑی چیز governance کا crisis ہے' وہ ہم face کر رہے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کے مخصوص problem پر' جو پنجاب میں ہے بہت پیش رفت ہوئی ہے اور وہ حل ہو جائے گا۔ لیکن وہ جو logic crisis ابھی تک عدم دل چسپی کا شکار ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں لیکن میں گزارش کروں گا کہ اس میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارا جو انتظامی نظام پچھلے ڈیڑھ سو سال سے چلا آ رہا ہے اس کی بہت افادیت رہی ہے۔ اس نے بہت کارنامے انجام دیے ہیں۔ لیکن وہ اب آ کر out dated ہوگیا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ ہمارے اضلاع میں جو انتظامی نظام ہے۔ اس میں جس طریقے سے ہر ضلع میں ایک چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے۔ اس کا فلسفہ' اس کی بیک گراؤنڈ' وہ حالات اور تھے۔ اب وہ حالات نہیں رہے۔ پاکستان میں اب کوئی rural peasant یا scattered society نہیں رہ گیا۔ ہمارے شہر دیہاتوں سے بڑھ چکے ہیں۔ پرانے زمانے میں جو نظام بہت کارآمد تھا' بہت مضبوط تھا وہ اب antiquatted ہوگیا ہے۔ جس طریقے سے بہت صدیوں تک اس planet کو Dinosaur نے dominate کیا تھا لیکن ایک وقت آیا جب Dinosaur extinct ہوگئے۔ ابھی تک ہمارا جو نظام چلا آ رہا ہے اس کے ساتھ حشر تو Dinosaur کا نہیں ہوا لیکن جیسے Dinosaur irrelevant ہو گئے تھے' یہ جو پرانا نظام ہمارا آ رہا ہے یہ بھی irrelevant ہو چکا ہے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس نظام میں جو لوگ کلیدی حیثیتوں پر ہیں۔ ان میں talent نہیں یا experties نہیں یا intellect نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ intellect اور talent کا وہاں بہت concentration ہے۔ صرف بات یہ ہے کہ وہ غلط فوج میں کھڑے ہیں اور وہ جو جنگیں لڑ رہے ہیں وہ غلط جنگیں ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں جنگوں کی جو nature ہے وہ تبدیل ہو چکی ہے۔ پولیس کے بارے میں اگر کوئی criticism کرنے لگے تو اس کی فہرست بہت لمبی اور

طویل ہوئی۔ ہمارے عام آدمی میں جو ایک foreboding یا insecurity کا احساس ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک targetted crime ' دوسرا جتنا ڈر عام آدمی کو قانون شکنوں سے ہے شاید اس سے زیادہ قانون کے محافظوں سے ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی جرم ہو جائے تو میں تھانے میں کیسے جاؤں گا اور وہاں پر میرے ساتھ کیا سلوک ہو گا۔ یہ ایک عام شہری کی جو ایک psychic insecurity ہے اس کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔ لیکن پولیس سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ لاء اینڈ آرڈر جو maintain کرے گی' چاہے ہمیں پسند ہو یا ناپسند ہو وہ پولیس ہی ہو گی۔ اگر کوئی فوج نااہل ہو تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بارڈر پر فوج کی بجائے نیوی کو بھیج دیں۔ کام فوج کو ہی کرنا ہو گا۔ ریفارم فوج کو ہی کرنی ہو گی۔ اسی لحاظ سے اگر پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے نمبر ون ایجنڈا ہے تو وہ ریفارمنگ آف دی پولیس ہے۔ آپ پولیس کو replace نہیں کر سکتے۔ لیکن جس قسم کی سوچ پولیس ریفارم پر مرکوز ہونی چاہیے' جس قسم کی ہمیں توجہ دینی چاہیے' جس طریقے سے ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ پرانا نظام نہیں چل سکتا۔ پرانا پولیس کا نظام بھی نہیں چل سکتا اور اس مسئلے کو نیشنل ایجنڈے پر نمبر ون آئٹم ہونا چاہیے' میرا خیال ہے کہ اس طریقے سے ہم ابھی تک اس سوچ کو بروئے کار نہیں لا سکے اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جس طریقے سے ایک model sophisticated approach to policying for law enforcement ہونی چاہیے اس کے خلاف ہمارے تمام انتظامی ڈھانچے میں نیچے سے لے کر اوپر تک بہت ساری intellectual resistance ہے۔ کیونکہ پولیس پر وہ توجہ دینا اس کا ایک لازمی جزو ہے کہ جو پرانا نظام چلا آ رہا ہے۔ جس سے ڈسٹرکٹس میں اور کمشنریٹس میں ایک hierarchial order ہے اس پر توجہ اور نظرثانی کرنے کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ وہ لازمی ہے اس لیے ان quarters سے جن کے vested interest اس سے damage ہوں گے بہت ساری resistance ہے۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ جو لاء اینڈ آرڈر کا crisis نہیں' جو governance کا crisis پاکستان face کر رہا ہے اس کے لیے یہ لازمی ہے کہ دوسرے مسائل کو چھوڑ کر colonial justice system پر نظر اور توجہ دی جائے۔ جس معاشرے میں لاء اینڈ آرڈر نہ ہو اس معاشرے میں دوسرے بہت سارے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر ڈویلپمنٹ کا پہلا prerequisite ہے۔ اس کے بعد ایجوکیشن اور infrastructure دو لازمی چیزیں آتی ہیں۔ ہمارے infrastructure کا کیا حال ہے۔ وہ میں نے پہلے آپ سے گزارش کی ہے کہ اگر آپ یہاں سے گوجرانوالہ جائیں اور جب آپ گجرات جاتے

ہوں گے تو آپ دیکھتے ہوں گے کہ کیا حال ہے۔ دوسرا ہماری جو duality of education ہے اس کی طرف ہم ابھی تک توجہ نہیں دے سکے۔ یہ اس ملک میں ایک عجیب سا مذاق ہے کہ جس قسم کا ہم تعلیمی نظام چلا رہے ہیں اور ہماری تمام تر توجہ اور ڈویلپمنٹ کی باتیں جو ہیں جب تک یہ تعلیمی نظام multiple layers کا multiple tiers کا رہے گا۔ تب تک یہ سارے کا سارا مذاق ہی ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے لاء اینڈ آرڈر آتا ہے۔ پنجاب پولیس ایک بہت بڑی فورس ہے۔ اس کی تعداد 95 ہزار ہے جو کہ 5 ڈویژن فوج سے زیادہ ہے۔ لیکن اس کی جو management techniques ہیں' اس کی جو لیڈر شپ techniques ہیں وہ پرانی ہیں۔ کوئی ڈیڑھ سو سال پہلے جب ایک primitive peasant police force تھی تب وہ کام دے سکتے تھے۔ آپ آج کوئی بھی management اصول لیجیے یہ اس کے مطابق نہیں ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پرانا جو سسٹم ہے جس کے مطابق ہمارے پاس ضلع میں ایک ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ کمشنری میں کمشنر ہے آپ آج کل دیکھیں نہ تو یہ آج law and order deliver کر سکتا ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ ان کا ambition نہیں' ان کی desire نہیں۔ صرف یہ ہے کہ ان میں capacity نہیں رہی۔ problems زیادہ complicated ہو گئے ہیں۔ نہ وہ لاء اینڈ آرڈر deliver کر سکتی ہے نہ وہ ڈویلپمنٹ deliver کر سکتی ہے۔ جس طریقے سے ہمارا یہ structure ہے کہ نیچے سے proposals جاتے ہیں اور اس مسئلے سے ہر ایم پی اے دوچار ہے۔ یہ proposals ڈپٹی کمشنر کے through کمشنر کے پاس جاتے ہیں۔ کمشنر سے پی اینڈ ڈی کے پاس۔ یہ money سالہا سال سے waste ہو رہی ہے۔ اگر ہم اس طریقے سے یہ ڈویلپمنٹ کرتے رہے تو یہ پیسہ ضائع ہوتا رہے گا۔ تو جناب والا! اگر یہ سسٹم رہے تو کیا ہم small pockets میں improvements لا سکتے ہیں جیسے پنجاب میں secretarian funds میں improvement ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہوگی؛ لیکن ہمارا جو systemic crisis ہے اس کو ہم aggress نہیں سکیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے یقین ہے کہ جہاں پر مسلم لیگ گورنمنٹ جلد یا دیر سے مسائل اور questions کو tackle کر رہی ہے اور جو institutional administrative reforms کا مسئلہ ہے مسلم لیگ گورنمنٹ ضرور اس پر توجہ دے گی۔ پنجاب گورنمنٹ کے ہالز اور کونسلز میں یہ احساس ہے کہ جب تک governance بہتر نہ ہو' اور یہ برملا کہا بھی جاتا ہے' تو اور کچھ ٹھیک نہیں ہوگا۔ لیکن اسے ٹھیک کرنے کے لیے اب وقت آ گیا ہے۔ ڈیڑھ سو سال پہلے 1849ء میں اس نظام کی بنیادیں رکھی گئی تھیں۔ 1947ء تک ایک سو سال چل گیا تھا

اور اس میں بہت سی کامیابیاں اور successes حاصل کیں۔لیکن اس کے بعد جو پچاس سال ہیں' ان میں میرا خیال ہے یہ prove ہوگیا ہے کہ اب اگر تھوڑی سی radical thinking ہم نے administrative reforms کی طرف دینی ہے جس کے بغیر یہ crisis of governance اور جو systemic crisis ہم face کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہو گا تو وہ وقت آ گیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جہاں پر اور Items on the national agenda مسلم لیگ گورنمنٹ tackle and solve کرے گی تو ہماری گورنمنٹ crisis of governance or institutional administrative reforms کو بھیtackle کرے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ جی ۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کے لیے موقع عنایت فرمایا۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر! جیسا کہ مجھ سے پہلے آنے والے مقرر صاحبان ' ایم پی اے صاحبان نے فرمایا میں ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ سابقہ دور میں جس قسم کے جرائم سرزد ہوتے تھے اور جس انداز میں ملک میں امن عامہ کی صورت حال خراب تھی اس کو اور آج کی صورت حال کو اگر سامنے رکھا جائے تو ایک واضح قسم کی تبدیلی نظر آتی ہے۔ سابقہ دور میں اغوا برائے تاوان' روڈ robbery' گینگ ریپ اور جنرل قسم کے جرائم عام نظر آتے تھے۔ اخبارات اس قسم کے جرائم سے بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ امن عامہ کی صورت حال بہت خراب تھی۔ کرپشن بے انداز تھی۔ عوام میں بے چینی' frustration کا ماحول تھا۔ یہ سب ماحول اور سب صورت حال آپ سب صاحبان اور جناب سپیکر! آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے' یہ آپ کے سامنے ہے۔ آج الیکشن کے بعد حکومت نے جو اقدامات کیے' ان کے نتیجے میں واضح تبدیلی نظر آتی ہے۔ آج اخبارات میں اغوا برائے تاوان' road robbery, gang rap اور اس قسم کے دوسرے جرائم اتنی مقدار میں زیادہ نظر نہیں آتے جیسا کہ ان کی پہلے صورت حال تھی۔ کچھ صاحبان نے جن واقعات کی طرف اشارہ فرمایا وہ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آج جو قتل یا دہشت گردی کا تاثر دیا جا رہا ہے اور جو صورت حال نظر آتی ہے وہ اس قسم کے جرائم کی ہے جو motivated نہیں ہیں بلکہ aimed ہیں۔ یہ صورت حال اور اس قسم کے

جرائم و واقعات اس بات کی بھی نشان دہی کرتے ہیں کہ یہ ایک مخصوص طبقہ ہے جس کے نظریات' جن کے ارادے یقیناً اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ وہ ملک دوست نہیں' وہ ملک دشمن عناصر ہیں جو پاکستان میں معاشی' سیاسی استحکام نہیں دیکھنا چاہتے۔ وہ پاکستان میں frustration چاہتے ہیں' ملک میں بدامنی چاہتے ہیں' frustration چاہتے ہیں۔ ان کے نظریات کچھ اور قسم کے ہیں۔یہ تبدیلی اس بات کو بھی ثابت کرتی ہے کہ ایسے گینگ اور individual عناصر individual جرائم کر رہے تھے ان کی نسبت دوسرے لوگ یہ واقعات سرزد کر رہے ہیں جن کی intentions کچھ اور ہیں۔ان کو چیک کرنے کے لیے اور ان کو کنٹرول کرنے کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں ان کی طرف بہت سے ممبران نے توجہ تو دلائی ہے۔ میں ان کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہوں گا۔ اس میں ایک توگورنمنٹ کا رول ہے' دوسرے عوام کا بھی رول ہے۔ گزشتہ محرم میں جیسے بھی واقعات پیش آئے ان کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ پورے محرم کے دوران پورے پاکستان میں ایک بھی بدامنی کا واقعہ پیش نہیں آیا' کسی بھی شہر میں بے چینی کی فضا پیدا نہیں ہوسکی۔ اس کا سہرا اگر ایک طرف حکومت کے کارندوں کو جاتا ہے' حکومت کے محکموں کو جاتا ہے تو دوسری طرف اس کا سہرا عوام کو بھی جاتا ہے جنھوں نے بھرپور طریقے سے اس مہم میں حکومت کا ساتھ دیا اور میں یہ بھی آپ کے سامنے یقین سے کہنا چاہوں گا کہ پاکستان مسلم لیگ کو جو mandate ملا' لوگوں نے ووٹ جو پاکستان مسلم لیگ کو دیے' تو یہ ووٹ دے کر ہی عوام کا فرض ختم نہیں ہو جاتا' بلکہ ووٹ دینے کے بعد عوام کے فرائض میں اس طرح سے اضافہ ہوتا ہے کہ وہ اس منشور کے لیے جس منشور کی تکمیل کے لیے انھوں نے ووٹ دیے تھے' اس نظریے کو حاصل کرنے کے لیے' اس motive کو حاصل کرنے کے لیے ان کو بھرپور طریقے سے ساتھ دینا چاہیے اور اس سلسلے میں انھوں نے گزشتہ محرم میں بھر پور مظاہرہ کیا۔ اس میں پولیس کے محکمے کی دو ڈیوٹیاں سامنے آتی ہیں' ایک واچ اینڈ وارڈ ڈیوٹی' اور دوسرے investigation and crime control duty۔ بے شک کہ یہ بات کہی گئی ہے کہ واچ اینڈ وارڈ ڈیوٹی کے سلسلے میں' پروٹوکول ڈیوٹی کے سلسلے میں پولیس کافی سے زیادہ involve رہی ہے' لیکن اس کی ضرورت بھی اپنی جگہ پر موجود ہے۔ آج کل جیسے واقعات پیش آ رہے ہیں جن میں اہم شخصیات کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے' اس میں اس بات کی ضرورت یقینی طور پرمحسوس کی جاتی ہے کہ ان کی حفاظت کا انتظام بھی کرنا حکومت کا فرض ہے اور اس کے

لیے یقیناً پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہی فورس استعمال کی جا سکتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حکومت نے جو پالیسی بنائی ہے جیسا کہ Police Reforms Committee بنائی۔ پولیس ریفارمز کمیٹی نے ایک طویل سٹڈی کے بعد اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں جن میں یہ واضح کیا گیا' اس بات پر زور دیا گیا۔ کہ پولیس میں آفیسرز کی بھرتی میرٹ پر کی جائے۔ چنانچہ وہ پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے کی جا رہی ہے ۔ پولیس میں کوالیفکیشن' ان کی اہلیت' ان کی قابلیت 'ان کی دیانت داری پر زیادہ زور دیا جائے گا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انھی سفارشات کی روشنی میں ٹریننگ سکول قائم کیے گئے۔ ان کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق میرٹ پر بھرتی کی گئی۔ اب ان کو خصوصی ٹریننگ دی جا رہی ہے اور وہ ان شاء اللہ بہت جلد ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد انھیں ایس ایچ او اور پولیس سٹیشن کے انچارج کے طور پر لگایا جائے گا تو اس کے نتائج سامنے آئیں گے۔ میں وقت کے پیش نظر۔۔۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں اور یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی طرف سے تقاریر پر کون نوٹس لے رہے ہیں؟ مجھے اس وقت نہ ہی لاء منسٹر صاحب نظر آ رہے ہیں اور نہ ہی متعلقہ ہوم منسٹر نظر آ رہے ہیں۔ یہ مناسب ہوگا کہ جو تجاویز ممبران پیش کر رہے ہیں ان کو نوٹ کیا جائے۔ میرے معزز اور محترم دوست وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ درخواستوں پر دستخط کر رہے ہیں نہ کہ وہ نوٹ لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کہ منسٹر صاحبان کو یہاں ایوان میں حاضر رہنا چاہیے اور ساری باتیں انھیں خود سننی چاہئیں۔ میری ان سے گزارش ہوگی کہ اگر لابی میں وہ میری بات سن رہے ہوں تو اندر تشریف لے آئیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری ،جناب سپیکر! وقت کی تنگی کے پیش نظر اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے پولیس ایکٹ کے preamble کی طرف اس ایوان کی توجہ دلاؤں گا۔ پولیس کا محکمہ بناتے وقت اور یہ ایکٹ بناتے وقت مقننہ نے preamble میں تحریر کیا کہ پولیس کا مقصد عوام کی خدمت کرنا ہے۔ اس نظریے کو سامنے رکھتے ہوئے میں آپ کے سامنے تجویز پیش کروں گا کہ اس بات کے پیش نظر کہ کچھ واقعات ایسے پیش آئے ہیں جہاں پر پولیس کے افسران اور پولیس کے اہل کاران جرائم میں ملوث پائے گئے ہیں اور ان میں اپنے علاقوں کے ایس ایچ او صاحبان بھی تھے۔ اس بات

کے پیش نظر میں عرض کروں گا کہ جو ایس ایچ او صاحبان تعینات کیے گئے ہیں اور کیے جا رہے ہیں ان کی اہلیت' قابلیت' سابقہ کارکردگی ان کی ایمان داری اور جذبۂ خدمت کو سامنے رکھنے کے لیے اور ان کو زیادہ اہمیت دینے کے لیے ضلعی سطح پر بھی اور صوبائی سطح پر بھی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ اس بات پر غور کرے کہ ان کی سابقہ کارکردگی کیا تھی۔

دوسری بات جو میں آپ کے سامنے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس میں عوام کی شمولیت ضروری ہے۔ جیسا کہ ایاز امیر صاحب نے فرمایا اس وقت تک آج کل کی complex society کے پیش نظر' complex problems کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ عوام کی شمولیت ان کمیٹیوں میں ہو۔ اس کے لیے جو امن کمیٹیاں قائم کی جا رہی ہیں ان کو زیادہ موثر بنایا جائے۔ مسلم لیگی کارکن ،نمبر دار، نمبرداری نظام' چوکیدارہ نظام اور جتنی بھی مختلف طبقوں کی ایسوسی ایشنز ہیں اور اہم عہدیدار ہیں ان کو شامل کیا جائے تاکہ وہ اس صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومتی اداروں کا ساتھ دیں اور اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ بہتر طریقے سے امن و امان پر کنٹرول ہو سکتا ہے۔

ایک بات جو بہت اہم ہے وہ عدالتوں میں پیروی کا نظام ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو الگ الگ تو کر دیا گیا ہے اور ایگزیکٹو میں جو جوڈیشل پاورز مجسٹریٹ استعمال کرتے تھے اب وہ سول ججز استعمال کرتے ہیں۔ لیکن آپ اس کے مسائل کو پیش نظر رکھیں۔ وہی سول جج ہیں جو پہلے تھے۔ اب ان کے پاس ہر روز اگر سو مقدمات دیوانی کے لگے ہوئے ہیں تو پچاس مقدمات فوجداری کے بھی ہیں۔ جس کے نتیجے میں لاء اینڈ آرڈر کو دہشت گردی کی کورٹس اور فوری انصاف کی کورٹس کنٹرول نہیں کر سکتیں۔ ان جرائم کی بیخ کنی کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ جو عام بے چینی پائی جاتی ہے اور جو عام جرائم سرزد ہوتے ہیں اور جو مقدمات فوری انصاف کی عدالتوں میں Anti-terrorist Courts میں نہیں جاتے ان مقدمات کا بھی جلدی فیصلہ ہو۔ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ سول ججز کی تعداد زیادہ کی جائے۔ ان کو magisterial powers دی گئی ہیں اس کے لیے اتنا ہی زیادہ ان کو فنڈ دیا جائے تاکہ زیادہ جج تعینات ہوں اور ایسے مقدمات کے جلدی فیصلے ہوں۔ وہاں پر بھی ایک ایک فوجداری مقدمہ کئی کئی سال لے لیتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ان جرائم کی بیخ کنی نہیں ہو پاتی۔ موثر طریقے سے ان جرائم کو کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا جو ultimate goal ہے وہ حاصل نہیں ہو پاتا۔ میں یہ آپ سے عرض کروں گا کہ سول ججز کی تعداد میں

اضافہ کرنے کے لیے یہاں ایک قرارداد پاس کی جائے اور یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ ان کی تعداد جلد از جلد پوری کی جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہائی کورٹ میں بے شمار اسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ آدھی کے قریب ہائی کورٹ میں اسامیاں خالی ہیں۔ مقدمات پندرہ پندرہ ' بیس بیس سال اورتیس تیس سال سے موخر چلے آ رہے ہیں۔ فوری نوعیت کےفوج داری مقدمات کے لیے تو آپ وقت نکال سکتے ہیں' لیکن ان کی وجوہات دیوانی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ وہ مقدمات ہوتے ہیں پندرہ پندرہ بیس بیس سال سے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں موخر چلے آ رہے ہیں۔ ان کی طرف توجہ نہیں ہو پاتی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ججوں کی تعداد کم ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ ان ججوں کی تعداد پوری کی جائے تاکہ وہ دیوانی کے معاملات settle ہو جائیں جن کی بنا پر بعد میں فوج داری مقدمات ہوتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کےمخصوص مقدمات کو کنٹرول کر کے یا ان کے لیے عدالتیں بنا کر حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ضروری ہو گا کہ دوسرے مقدمات کی طرف بھی توجہ کی جائے۔ اور ان وجوہات کی طرف بھی توجہ کی جائے کہ جن کی بنا پر یہ سارے معاملات ' فوج داری کے مقدمات اور مار پیٹ کے واقعات پیش آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ صورت حال کو ' آبادی کے بڑھنے کے انداز کو' شہروں میں دیہاتوں سےمنتقلی کے نتیجے میں' industrialisation کے نتیجے میں جو معاملات پیش آ رہے ہیں اور جس طرح سےمسائل پیچیدہ ہوتے چلے جا رہے ہیں اس کے پیش نظر حکومت اور عوام کو ایک ساتھ چلنا ہو گا اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا ہو گا۔ اور ایسا سسٹم involve کرنا ہوگا کہ جس میں امن و امان کے کنٹرول کرنے میں عوام کا عمل دخل زیادہ ہو ۔ بہت بہت شکریہ!

جناب چیئرمین، شکریہ ۔ ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! فروری 1997ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو اگرچہ زبردست تاریخی مینڈیٹ ملا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اقتصادی ' معاشی' معاشرتی اور اخلاقی ڈھانچہ تباہ شدہ حال میں ورثے میں ملا ۔ جناب سپیکر! کہنے کو اور سننے کو یہ ایک بہت بڑی چیز تھی۔ پاکستان اور دنیا کے تمام سیاسی پنڈتوں کو اس مینڈیٹ نے حیرت میں ڈال دیا۔ لیکن درحقیقت یہ مسلم لیگ اور اس کے قائدین میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کے لیے ایک بہت بڑا امتحان اور چیلنج تھا۔ کیونکہ عوام

کی توقعات کا حجم اس بھاری مینڈیٹ کے پیش نظر غیر معمولی لازمی اور فطری امر تھا۔

جناب چیئرمین! پیپلز پارٹی نے جس طرح لوٹا کریسی کو فروغ دے کر قومی اداروں کو لوٹا اور انھیں تباہی سے ہم کنار کیا، جس طرح میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں، جس طرح سرکاری فنڈ کو لوٹا گیا اللہ نہ کرے کہ ایسے حالات سے پاکستان دوبارہ دوچار ہو۔ اور انھی حالات کے پیش نظر پاکستان کو دیوالیہ قرار دیا جا رہا تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو اس کے اپنے منتخب کردہ صدر نے ختم کر دیا۔

جناب سپیکر! زرداری کی لوٹ مار، پنجاب میں خصوصاً پیپلز پارٹی کی جڑیں کاٹنے کے لیے آج ہمارے سامنے نشان عبرت بنے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں جب کہ حکومت نے بہت ہی اچھا ٹیک آف کیا تھا مسلم لیگ کی حکومت کے لیے عوام کے دل میں انتہائی نیک جذبات تھے۔ ان حالات میں ملک دشمن عناصر نے یہ جان لیا کہ اب اس حکومت کو گرانا ان کے بس کی بات نہیں۔ 58(2)(b) کے خاتمے کے بعد، لوٹا کریسی کے خلاف بل پاس ہونے کے بعد ان vested interests کے حامل لوگوں کے پاس اب کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ مسلم لیگ کی حکومت کو کسی قسم کے بحران سے دوچار کرتے، چنانچہ اس صوبے میں فرقہ واریت کی فضا ایسی سنگین بنا دی گئی، دہشت گردی کی ابتدا کی گئی، مسجدیں، عبادت گاہیں، بازار، دکانیں، ریلوے اسٹیشن، ایئرپورٹس، بس سٹاف غرض کہ ہر جگہ دہشت گردی کے واقعات ہونے لگے۔ لوگوں کا خونِ ناحق بہنے لگا تو جناب سپیکر! ان حالات میں مسلم لیگ کی حکومت میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی سربراہی میں حرکت میں آئی اور ہر معاملے کے حل کے لیے مناسب اقدامات کرنے کا آغاز کیا گیا۔ جناب والا! جس طرح پچھلے مہینوں میں انتظامیہ اور پولیس نے جنگی بنیادوں پر رات دن کام کیا، امن و امان کی task forces نے جس طرح اس صوبے کے مسائل کو حل کرنے کے لیے شبانہ روز محنت کی اور جس طرح میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے امن و امان کے بارے میں رات دن کام کیا یہ پنجاب کی تاریخ کا ایک قابلِ فخر حصہ ہے۔ جناب سپیکر! پولیس کو mobile کرنے کے لیے، اس کی efficiency کو بڑھانے کے لیے 110 کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کر کے جدید اسلحہ، گاڑیاں، موٹرسائیکلیں اور دیگر تمام ضروری لوازمات سے پولیس کو مزین کیا گیا تاکہ پولیس صحیح معنوں میں ان لوگوں کا قلع قمع کر سکے جو اس ملک کے امن کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پنجاب میں Elite Force کا قیام صوبے کے وزیر اعلیٰ کی دانش اور زیرکی کا امتحان ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے جان لیا ہے کہ پولیس کی رگوں میں اب تازہ

امن رکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! ان کی تربیت کے لیے فوج سے خدمات لی گئی ہیں تاکہ ان غیر معمولی حالات میں جرائم پیشہ لوگوں سے نبٹا جا سکے۔ جناب سپیکر! یہ تاثر عام تھا کہ پولیس کو سزا نہیں ملتی، پولیس کو جزا نہیں ملتی۔ لیکن جزا اور سزا کے اس اصول پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرنے کی ابتداً میاں شہباز شریف نے کی ہے۔ مظلوموں کے پاس بر وقت پہنچ کر، پولیس کی کالی بھیڑوں کو موقع پر سزائیں دے کر اور اس کے ساتھ ساتھ جو فرض شناس لوگ تھے ان کو انعامات سے نواز کر میاں شہباز شریف نے ایک نئی طرح کی بنیاد رکھی ہے۔ جناب سپیکر! ان حالات کے باوجود جب دہشت گردی میں کمی نہیں ہوئی تو پھر قومی اسمبلی سے خصوصی عدالتوں کے بارے میں بل پاس کروا کر ان مجرموں کے سروں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تلواریں لٹکا دی گئی ہیں تاکہ heinous crimes کے سدباب کے لیے مؤثر اقدامات کیے جا سکیں۔ جناب والا! صوبے بھر میں بدنام زمانہ اشتہاری ملزموں کو پکڑنے کے لیے، فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے، غیر قانونی سمگلنگ کو روکنے کے لیے اور پولیس کی تنظیم نو کے لیے جو عملی اقدامات میاں شہباز شریف صاحب نے کیے ہیں ان کی بدولت آج صوبے میں امن و امان کی فضا بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ لوٹا کریسی کے خاتمے کے لیے، محکموں میں بھرتیوں کے طریق کار کو merit کی بنیاد پر پُرکرنے کے لیے، پولیس میں تازہ خون مہیا کرنے کے لیے آج پولیس میں پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے 600 انسپکٹروں کو بھرتی کیا جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے حقوق سے ہم کنار کرانے کے بعد عوام کو صحیح معنوں میں امن و امان بھی مہیا کیا جا سکے۔ جناب سپیکر! یہ تمام ایسے اقدامات ہیں جن کی وجہ سے میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نے اپنی منزل پا لی ہے، لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اصلی منزل کی سمت اپنے کارواں کو جاری و ساری کر دیا ہے۔

جناب والا! 1857ء کی جنگ آزادی جسے انگریز نے غدر کا نام دیا اس کو جیتنے کے بعد اس نے 1860ء میں ایک پولیس ایکٹ کو نافذ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ پولیس کو judicial اور administrative دونوں powers دے دی جائیں تاکہ وہ برصغیر کی عوام پر اپنی گرفت کو مضبوط کر سکیں۔ جناب سپیکر! انگریز کی عیاری اور مکاری اس بات سے واضح ہے کہ اس نے اس قانون کو اپنے ملک میں نافذ نہیں کیا۔ آج اگر پولیس ایکٹ میں یہ ترمیم کر دی جائے کہ judicial اور administrative کنٹرول علیحدہ علیحدہ عدلیہ اور انتظامیہ کے پاس ہو تو پولیس کی بنیادی خرابی دور ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر! پاکستان میں اس سسٹم کو صحیح معنوں میں چلانے کی ضرورت ہے اور آج اس

امر کی بھی ضرورت ہے کہ پولیس کی صفوں میں screening کی جائے جو لوگ وردی پہن کر پولیس کے تقدس کو پامال کرتے ہیں ان کی screening کی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت سارے سال گزرنے کے باوجود پولیس میں مطلوبہ اصلاحات نہیں ہوسکیں۔ آج اس بات پہ غور ہو رہا ہے کہ کیوں نہ سول سرونٹس کو جو مختلف محکموں میں اپنی capacity میں کام کرتے ہیں اگر وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی اہلیت کو اجاگر کر سکتے ہیں تو پھر سی ایس ایس کے گریڈ کے لوگوں کو کیوں نہ پولیس میں لایا جائے تاکہ re-shuffling کے نتائج بہتر آ سکیں۔جناب سپیکر! آج اگر 1991ء کی بنیاد پر آپ ضلع کی سطح پرکرائمز کنٹرول کمیٹیاں قائم کروائیں تو اس سے ضلع میں آپ کے موجودہ ایم پی اے' ایم این اے صاحبان جو ہوں گے ان کے ساتھ شہر کے قابل ذکر لوگوں' چیمبرز کے لوگوں' انجمن تاجران کے لوگوں کی مشاورت سے ان کی کارکردگی کو review کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ آج عوام کو انصاف حاصل کرنے کے لیے لاہور ہائی کورٹ آنا پڑتا ہے۔ لاہور کے علاوہ راولپنڈی' ملتان اور بہاول پور میں بھی ہائی کورٹ کے بنچ ہیں۔ اگر حکومت پنجاب فوری طور پر باقی چار ڈویژنوں گوجرانوالہ' فیصل آباد' سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان میں بھی ہائی کورٹ کے سنگل بنچ قائم کر دے تو وہاں پر لوگوں کے ساتھ جو ظلم ہوتے ہیں' پولیس عوام کو جو ناجائز طور پر گرفتار کرتی ہے' حبس بے جا میں رکھتی ہے نہ صرف اس کے اوپر کنٹرول کیا جا سکتا ہے بلکہ پولیس کے لیے ایک deterrent ہوگا کہ اگر اس نے کسی کو حبس بے جا میں رکھا تو فوری طور پر اس کے خلاف رٹ ہو کر کارروائی ہو سکے گی۔ تو میں یہ درخواست کروں گا کہ اس تجویز کو فوری طور پر عمل میں لایا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج مسلم لیگ کی حکومت نے صحیح سمت اپنا پروگرام جاری کر دیا ہے اور آنے والا وقت ان شاء اللہ پاکستان مسلم لیگ کے لیے نہایت ہی حسین وقت ہوگا جس میں ہم اپنے خوابوں کی تکمیل کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب عارف چودھری صاحب۔

جناب محمد عارف چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! اس ملک کے امن و امان کو خراب کرنے کی ابتداً 1988ء میں اُس وقت کی criminals کی promoters حکومت کے برسراقتدار آنے سے شروع ہوئی اور اس وقت کی وزیر اعظم۔۔۔۔۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ: آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے معذرت چاہتا ہوں۔ آج آپ کتنے بجے تک اسمبلی کا اجلاس چلائیں گے؟

جناب چیئرمین، آج آپ wind up کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ، جی' مجھے بھی تو ٹائم چاہیے ہو گا۔

جناب چیئرمین، آج جمعہ بھی ہے۔

وزیر خزانہ، اسی لیے تو میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، تو آپ کے لیے ٹائم بڑھا لیں گے۔ پھر یہ آخری مقرر ہوں گے اور دوسروں سے معذرت کر لیں گے۔

وزیر خزانہ، شکریہ۔

جناب محمد عارف چودھری، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، پھر آپ دو چار منٹ میں مکمل کر لیں۔

جناب محمد عارف چودھری، ٹھیک ہے جی۔جناب والا ! میں ذکر کر رہا تھا کہ پیپلز پارٹی جو criminals کی promoter ہے۔ 1988ء میں ان کی وزیر اعظم نے برسر اقتدار آتے ہی اس ملک کی تمام جیلوں سے لٹیروں' ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کو رہا کیا اور جرائم پیشہ لوگوں کو شہ دی۔ میں فخر پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد ایوان میاں شہباز شریف کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتاہوں جو اپنی دن رات کی کاوشوں سے اس ملک میں جرائم کے خاتمے کے لیے کوشاں ہیں۔ مگر لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ پولیس کو فری ہینڈ بھی دے دیا گیا ہے۔ اس وقت ملک کے ہر ادارے میں ڈاؤن سائزنگ ہو رہی ہےلیکن پولیس کا واحد ادارہ ہے جن کی ضروریات کو ترجیحی بنیادوں پر کروڑوں روپے کی لاگت سے حل کیا جا رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود ابھی تک پولیس سٹیشن slaughter house اور تجارتی منڈیاں بنے ہوئے ہیں۔ دیکھنے کی صرف یہ بات ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اتنی exercise ہونے کے باوجود' گورنمنٹ کی اتنی نوازشات ہونے کے باوجود اب گورنمنٹ نے جو پیکج دیا ہے کہ جو افسر دوران ڈیوٹی شہید ہوگا اس کو فرنشڈ گھر دیا جائے گا۔ اس کے بچوں کو مفت تعلیم دی جائے گی' بلکہ اس کی تنخواہ بھی اسی سٹیڈول

کے مطابق دی جائے گی۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ جس طرح باقی تمام محموں سے لوئر ہینڈ شیک اور جو جبری ریٹائرمنٹ کا سلسلہ جاری ہے پولیس میں سے بھی جو کالی بھیڑیں ہیں ان کو بھی زبردستی اور جبری ریٹائر کر دیا جائے اور اس ملک کو armless کیا جائے۔ اس ملک میں اسلحہ رکھنے والے کے لیے maximum سزا تجویز کی جائے تو ان شاء اللہ وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ہمارے قائدین کی کاوشوں سے یہ وطن عزیز لٹیروں، دہشت گردوں اور ڈاکوؤں سے پاک ہوگا۔

وما علیناہ

میجر (ریٹائرڈ) محمد اسلم جوئیہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر ہمارے صوبے کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ پچھلے دو دن سے آپ نے ارکان اسمبلی کے لیے وقت مقرر کیا ہے کہ اس پر بحث کریں۔ لیکن جب آپ تعداد دیکھتے ہیں تو اس سے لگتا ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی میں ہم نے اکثر وقت ضائع کیا ہے۔ اگر آپ وقت کا صحیح استعمال کریں، ہر سپیکر کو اتنا ہی ٹائم دیں جو باقیوں کو ملے تو میرے خیال میں یہ سات گھنٹے کا وقت ضائع نہ ہوتا۔ آپ دیکھیں کہ مشکل سے سات آٹھ یا دس سپیکرز نے اس پر بحث کی ہوگی اور باقی ارکان جن کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس پر بحث کریں وہ نہیں کر سکے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگلے دن کی کارروائی جو کہ سوموار ہوگا اس کے اوپر وقت بڑھایا جائے اور اس موضوع پر ممبران کو وقت دیا جائے تاکہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ ممبران کو وقت دینا چاہیے لیکن حاضری کا عالم دیکھیں؟ کسے وقت دینا چاہتے ہیں؟ ہمیں تو اس چیز کا افسوس ہے کہ اتنی اہم بحث ہو رہی ہے۔ اور اپوزیشن کے تو دو ہی ممبران تشریف رکھتے ہیں۔ تو آپ کس کو موقع دیں گے؟

جناب چیئرمین، آپ کی بات بڑی جائز ہے -----

میجر (ریٹائرڈ) محمد اسلم جوئیہ، جو بولنا چاہتے ہیں ان کو ٹائم دیں-----

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں، میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میرے فاضل بھائی نے اشارہ کیا ہے کہ اپوزیشن

میں تو کوئی نہیں بیٹھا جو بات کرے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کا ایسا معاملہ ہے جو صرف اپوزیشن کے متعلق نہیں۔ اس میں سارا صوبہ involved ہے اور در اصل یہ situation ایک national crisis بن چکا ہے۔ جو میرے بھائی میجر اسلم صاحب نے پوائنٹ آوٹ کیا ہے وہ جو میں سمجھ پا رہا ہوں کہ وہ غالباً کورم پوائنٹ آوٹ کرنا چاہ رہے ہیں۔ اور وہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہاؤس کی جو دلچسپی ہے وہ بھی کم ہے۔ لیکن جو یہاں بیٹھے ہیں وہ بات کرنا چاہتے ہیں، ان کو ضرور موقع دیا جائے۔

وزیر خزانہ: جناب والا ! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی فرمائیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے میرے بیان کو غلط سمجھا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے تصیح کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے صرف دو آدمی بیٹھے ہیں۔ اگر دل چسپی ہوتی تو ان کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے تھی۔

جناب چیئرمین، کل بھی ہم چراغ لے کر ڈھونڈتے رہے ہیں۔ آپ کی بات جائز ہے۔

وزیر خزانہ، کل کی بات بھی یاد ہے۔ میں نے اپنے ممبرز کی طرف بھی نشان دہی کی ہے۔ یہ نہیں کہ صرف ان کے بارے میں کہا ہے۔ میں نے تو حکومتی بنچز کا بھی کہا ہے۔

جناب چیئرمین، میں عرض کرتا ہوں۔ لاء اینڈ آرڈر کے لیے دو دن مختص تھے۔ کل بھی باتیں ہوئیں۔ کل میرا ارادہ بھی تھا اور آج کے دن جمعۃ المبارک کو مد نظر رکھتے ہوئے اتفاق سے میں سپیکر صاحب کی غیر حاضری میں یہاں موجود تھا۔ میرا اپنا خیال تھا کہ وزرائے کرام سے بھی گزارش کی جائے کہ ایک گھنٹہ بڑھایا جائے۔ لیکن کچھ دوست جن کے نام بھی موجود تھے وہ نہیں تھے۔ آج محترم قائد حزب اختلاف کی طرف سے دو ناموں کی چٹ بھی آئی ہے تو میری آپ سے استدعا ہو گی کہ آج 17 تاریخ ہے اور یہ اجلاس 31/30 تاریخ تک چلے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ابھی سوالات بھی آئیں گے۔ ہوم کے بھی آنے ہیں باقی محکمہ جات کے بھی آنے ہیں اور ہم لوگ کئی issues پر بات بھی کر سکتے ہیں اور بات ہو گی۔ میں پہلے wind up کا کہہ چکا ہوں تو میں سارے دوستوں سے معذرت کرتا ہوں اور ان شاء اللہ باقی سارے دنوں میں ہر issue پر بات ہو گی اور ساتھ ہی ساتھ آخری دنوں میں کوئی نہ کوئی دن بھی رکھ لیں گے۔ تو میں سردار صاحب کو فلور دیتا ہوں اور ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ wind up تقریر کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی معظم صاحب فرمائیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! Chair کی بات پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ یہ ذرا اپنے ابا جان سے سیکھ کر آئیں۔ Chair کی بات پر، Chair کی رولنگ پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب چیئرمین، ذرا سن لیں۔ بعض اوقات بچے۔۔۔۔۔

وزیر خزانہ، جناب والا! مجھے اعتراض ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کا اعتراض جائز ہے۔

وزیر خزانہ، یہ ذرا ابو جان سے پوچھ کر آئیں۔

جناب چیئرمین، ممکن ہے انھیں یہ بات نہ بتائی گئی ہو۔ کوئی بات نہیں۔ جی فرمائیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی آپ نے رولنگ نہیں دی۔ میں آپ کی رولنگ پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا رہا۔ میں صرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے بھی اپنا نام لکھ کر دیا تھا کہ مجھے بھی اس بحث میں حصہ لینے کا موقع دیا جائے۔اور یہ روایات بھی ہیں کہ اپوزیشن کے ممبرز کو پہلے موقع دیا جاتا ہے اور جب اپوزیشن کے ممبرز کی تعداد بھی آپ کے سامنے ہے تو مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمیں موقع نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف نے بحث کا آغاز کیا تھا اور جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کل ہم چراغ لے کر آپ کو ڈھونڈتے رہے ہیں۔ اب میں اس بارے میں فائنل رولنگ دے چکا ہوں۔ میں سردار صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ wind up فرمائیں اور ساتھ ہی پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ، اگر اس کے بعد مزید ضرورت پڑی تو پھر میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کیونکہ بہت سے مسائل پیش کیے گئے، بہت سی تنقید کی گئی۔۔۔۔

جناب چیئرمین، اگر کچھ رہ گئے تو پانچ دس منٹ کر لیں گے۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بحث کو سمیٹنے کا موقع دیا ہے۔

یہاں پر کل سے امن عامہ پر بحث ہو رہی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے قائد حزب اختلاف نے بحث کی ابتداء کی تھی۔ بہت سے نکات انھوں نے اٹھائے تھے۔ میں اس پر بھی آؤں گا لیکن جناب والا ! اس میں کوئی بحث نہیں کہ دنیا بھر میں ترقی پذیر ملکوں میں خاص طور پر اور ترقی یافتہ ممالک میں بھی جرائم بڑھ رہے ہیں کم نہیں ہو رہے۔ دہشت گردی بھی اسی طرح بڑھ رہی ہے کم نہیں ہو رہی۔یہاں پر کوئی ایسا رکن نہیں ہوگا جنھوں نے اخبارات کے ذریعے اور غیر ملکی رسالوں کے ذریعے یہ حالات و واقعات پڑھے نہ ہوں۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں کیا ہوا؟ کہاں کہاں بم دھماکے امریکہ میں ہوتے رہے ' برطانیہ میں اور فرانس میں بھی ہوتے رہے؟ یہ وہ ممالک ہیں جو آج سے نہیں صدیوں سے مہذب ملک کہلاتے ہیں۔ ان کی پولیس بڑی efficient' جدید اسلحے سے لیس اور اعلیٰ قسم کی تربیت یافتہ ہے یعنی ہر چیز سے وہ لیس ہیں۔لیکن وہاں پر بھی جرائم کم نہیں ہو رہے بڑھ رہے ہیں۔حتیٰ کہ واشنگٹن جو کہ امریکہ کا دارالخلافہ بھی ہے' اسے وہاں کی مقامی اصطلاح میں"Murder Capital of the World" کہا جاتا ہے۔ جناب والا! واشنگٹن جیسے شہر میں جو کہ دارالحکومت ہے سیاحوں کو باقاعدہ یہ کہا جاتا ہے کہ آپ شام کے بعد فلاں علاقوں میں نہ جائیں' فلاں ٹیوب ٹرین پر نہ چڑھیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ چیزیں حقیقت میں ہیں اور میں کوئی من گھڑت بات نہیں کر رہا۔ اسی طرح برطانیہ میں' لندن جیسے شہر میں بھی کچھ ایسے اوقات ہوتے ہیں جہاں کچھ علاقوں میں آپ نہیں جاسکتے۔ کم ازکم آپ کی گھڑی' پیسہ اور دوسری قیمتی چیز اتار لی جاتی ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین ، لیکن ایک بات میری یاد رکھیں کہ پوائنٹ آف آرڈر جو بھی ہو وہ وقت اور ماحول اور جاری بحث کے مطابق ہو۔ دوسرا پوائنٹ آف آرڈر میں نہیں اٹھانے دوں گا۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، جی' بات کے مطابق ہی ہے۔

جناب چیئرمین ، فرمائیں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں اس وقت کورم پورا نہیں ہے۔لہٰذا گنتی کروائی جائے اور دیکھا جائے کہ کورم موجود ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین، آپ نے بڑی اچھی بات کی۔ آپ سے یہی توقع تھی---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب اپوزیشن والے دوست خود تقریریں کر رہے ہوتے ہیں اس وقت بھی کورم نہیں ہوتا۔ چونکہ ہمارے سپیکر صاحب اور آپ اپوزیشن کی دل آزاری نہیں چاہتے اور ہم بھی نہیں چاہتے۔ مگر انھیں اخلاقی طور پر چاہیے کہ جب یہ اپنی سنا لیتے ہیں تو دوسروں کی بھی سنیں۔ جناب والا! ہم تو ان کی بات حوصلے سے سنتے ہیں' یہ دوسرے کی بات سننے کی طاقت نہیں رکھتے۔ خدا ان کو سننے کی طاقت دے۔

جناب چیئرمین ، ویسے کورم کا پوائنٹ آؤٹ کرنا ایک جائز معاملہ تھا اور الحمد للہ وہ بھی آج پورا ہے اور اخلاقی بات آپ نے کر دی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ سردار صاحب! آپ اپنی تقریر جاری فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا کورم کا پوائنٹ آؤٹ کرنا ان کا حق ضرور ہے لیکن جائز اس لیے نہیں کہ خود ان کے سات آٹھ ساتھیوں میں سے اس وقت صرف دو بیٹھے ہوئے ہیں اور کل ایک بھی نہیں تھا۔ خیر' یہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر! نووارد رکن اسمبلی جناب معظم وٹو صاحب کی طرف سے کورم کی نشان دہی کی گئی۔ وہ خائف تو ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان کے ابو جان کی باتیں تو اس ایوان میں اب ہوئی ہیں کہ کس نے ایک رکن اسمبلی کو اسمبلی کے باہر سے گرفتار کروایا اور کس نے قائد حزب اختلاف کو گرفتار کروایا؛ کس ظالمانہ طریقے سے جو آج اس اسمبلی کے سپیکر ہیں' انھیں گرفتار کروایا گیا؟ یہ ساری باتیں تو ان کے ابو جان کے دور کی ہیں' لیکن اگر انھوں نے تنقید کرنی ہے تو پھر سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہیے۔

جناب والا ! یہاں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جرائم کا گراف دنیا بھر میں کم نہیں ہو رہا' بلکہ بڑھ رہا ہے۔ پھر ہمارے ملک میں تو خصوصی حالات پیدا کیے گئے۔ جناب والا! آپ کو بڑی اچھی طرح سے یاد ہوگا کہ جب پہلی مرتبہ وطن عزیز پر پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تھی تو وہ کیا منحوس سایہ ساری قوم پر اور سارے ملک میں چھایا تھا کہ جیل خانے خالی ہو گئے تھے۔ قاتل' ڈاکو' چور' ڈکیت' بادشاہ کی تاج پوشی پر سب کو رہائی مل گئی تھی۔ اسی کا نتیجہ آج تک پوری قوم بھگت رہی ہے۔ کہاں وہ ڈاکو اور کہاں وہ چور؟ کسی کو پتا ہی نہیں اور جیل خانے خالی کر دیے گئے۔ پھر بعد ازاں جو حالیہ حکومت پیپلز پارٹی کی رہی جس میں فاضل رکن کے ابو جان کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ اسمبلی کے اندر یہ الفاظ اپوزیشن بنچوں کے ممبران کے لیے کہے گئے تھے I will sort you out. جناب والا! یہ ریکارڈ کی

بائیں ہیں یعنی اسمبلی کے اندر بھی تنقید سننا برداشت نہیں کروں گا۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہم پر اگر یہ جائز تنقید کریں تو ہماری اصلاح ہوگی۔ ہمیں اگر یہ مفید تجاویز دیں گے تو ہم ان تجاویز پر ضرور غور کریں گے۔ اگر وہ قابل عمل ہوں گی تو ہم ان پر عمل بھی کریں گے۔ آج یہ طویل داستان چھیڑ بیٹھے' قائد حزب اختلاف نے جب ابتداء کی تھی تو اس حکومت نے اتنے بڑے مینڈیٹ کے نشے میں وغیرہ وغیرہ اور بہت سے الفاظ انھوں نے کہے تھے۔

جناب والا! روز اول سے' جس دن سے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت مرکز میں زیر قیادت میاں محمد نواز شریف اور صوبے میں زیر قیادت میاں محمد شہباز شریف وجود میں آئی ہے اس روز سے امن عامہ کی صورت حال کو tackle کرنے کا عہد کیا ہے۔ جناب والا! جس قدر اصلاحات کی گئیں جس طرح سے تبدیلیاں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ ساری اس مختصر وقت میں میرے لیے سمیٹنا ممکن نہیں۔ میں چند salient features کی بات کروں گا۔ جن زیادہ مشہور واقعات کا قائد حزب اختلاف نے ذکر کیا یا ہماری اپنی treasury benches کی طرف سے بعض واقعات کی نشان دہی کی گئی۔ جناب سپیکر! وہاں پر مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر مسجد الخیر ملتان میں مشہور و معروف مسجد ہے وہاں دہشت گردوں نے فائرنگ کرکے ستائیس یا اٹھائیس نمازی شہید کیے تھے۔ وہ کس کے دور میں ہوا تھا؟ وہ مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں ہوا تھا یا PDF کی حکومت کے دور میں ہوا تھا۔ اور پھر میں یہ پوچھوں کہ ان ملزمان کی گرفتاری عمل میں آئی؛ کیا نشان دہی تک بھی کی گئی تھی؟ گرفتاری تو ان بے چاروں کے بس کی بات نہیں۔ کیوں کہ وزیر' مشیر' سپیشل اسسٹنٹ وغیرہ وغیرہ ایک سو کے لگ بھگ ان کی فوج تھی۔ ان کی اپنی صحبت میں جب یہ چور ڈاکو ذکیت اٹھتے بیٹھتے نظر آتے تھے تو پولیس بے چاری کیا کرتی۔ پولیس تو بے بس تھی۔ وہ مسجد الخیر کے واقعے والے ملزمان بھی مسلم لیگ کی حکومت میں گرفتار ہوئے۔ اسی طرح قائد حزب اختلاف نے میلسی ضلع وہاڑی کا ذکر کیا تھا اور آپ کا اسی ضلع سے تعلق ہے اور آپ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے بڑے خاص اور پسندیدہ دوستوں میں سے تھے۔ گوکہ اسمبلی کے ممبر نہیں تھے۔ میں یہ الفاظ دہراؤں گا کہ most powerful سمجھے جاتے تھے جبکہ وہ اسمبلی کے ممبر بھی نہیں تھے۔ کیا میلسی ضلع وہاڑی واقعے کے ملزمان گرفتار ہوگئے تھے۔ جناب سپیکر! جناب چیئرمین وہ ملزمان بھی مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں گرفتار ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) اگر میں یہ واقعات دہراتا

جاؤں تو یہ بہت لمبی فہرست ہے۔ میں اس طرف نہیں جاتا۔ جو واقعات ان سے متعلقہ تھے ملتان اور وہاڑی جو خاص ان کا حلقہ بنتا تھا میں نے صرف اسی کا ذکر کیا ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کو اپوزیشن کے پیچھے لگانے کا کام لیا جاتا ہے۔ ایک واقعہ سنا دیا کہ ملتان گیا تو پریس والے میرے گرد آ گئے۔ ایک آدمی سے میں نے پوچھا کہ بھئی آپ کس اخبار سے ہیں تو اس نے کہا کہ میں سپیشل برانچ سے ہوں وہ تو بڑا ہی احمق ہوگا سپیشل برانچ کا آدمی جو اپوزیشن والے کے سامنے خود اپنے آپ کو ظاہر کرے گا کہ جی میں سپیشل برانچ سے ہوں۔ اگر وہ سہی ہے بھی تو ایئر پورٹ پر جانے سے اس کوکون روک سکتا ہے؟ ایئر پورٹ ایک حساس ایریا ہوتا ہے اور وہاں ایجنسیوں کا فرض ہے کہ اسے ہر وقت cover کریں۔ اگر وہ تھا بھی سہی تو یہ کیوں تصور کر لیا گیا کہ اُس وقت قائد حزب اختلاف نہیں تھے اپوزیشن کے ایم پی ایز کا خیر مقدم کرنے کے لیے وہ وہاں پر آئے ہوئے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اپنی کارستانیوں کو یہ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں جب اپنے گھر ڈیفنس سے نکلتا ہوں اپوزیشن کے ہوتے ہوئے تو ایک موٹر سائیکل سوار میرے پیچھے لگ پڑتا ہے۔ اور آخر کار جب میں نے دیکھا کہ وہ بے چارہ گرمی میں بھی مار کھا رہا ہے اور سردی میں بھی مار کھا رہا ہے۔ تو میں اس کو کہتا تھا کہ بھئی' آپ میرے گھر بیٹھ جائیں۔ یہ میری ڈائری ہے اس دن کی ملاقاتیں ہیں یا جہاں میں نے آنا جانا ہے اس سے اپنی ڈائری بھر کے اپنے افسر کو بھیج دیں۔ آپ یہاں چائے بھی پییں' کھانا بھی کھائیں۔ وہ بے چارہ میرا شکریہ ادا کرکے وہیں بیٹھا رہتا تھا۔ چائے پانی پی لیتا تھا اور وہ جو میں دیتا تھا وہ ڈائری بھر کے آگے پہنچا دیتا تھا۔ تو یہ ان کی کارستانیاں ہیں جناب۔ ہماری طرف تو کوئی اشارہ بھی نہیں کر سکتا کہ کسی اپوزیشن ایم پی اے کو' ایم این اے کو' قائد حزب اختلاف کو جو بھی ہو کسی ایجنسی نے آج تک trace کیا ہو یا ان کے پیچھے لگے ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ پولیس گارڈ استعمال کرتے ہیں۔ چلیے میں تسلیم کرتا ہوں کہ وزیروں کے ساتھ چیف منسٹر کے ساتھ ایک پک اپ ہوتی ہے' جب یہ دورے پر نکلتے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر جو ایک نو وارد رکن اسمبلی بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ان کے ابو جان نکلتے تھے' ایک دفعہ میں خود سڑک کے کنارے پر کھڑا ہوا تھا کیوں کہ ٹریفک روک دی گئی تھی ان کے ابو جان کی خاطر۔ پچیس گاڑیاں تو میں نے گنی تھیں۔ آج یہ ہمارے ایک سکواڈ پر اعتراض کرتے ہیں!

یہاں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ اگر پولیس کو صحیح سمت میں استعمال کیا جائے. تو لاء

اینڈ آرڈر کی حالت کنٹرول ہوسکتی ہے۔ مزہ تو تب آتا جو ان کی سمت تھی ساڑھے تین سال کی حکومت کی گویا یہاں بیان کر دی ہوتی کہ ہم نے یہ کیا تھا اور پھر ہمیں یہ جاتے کہ ہماری حکومت کی سمت کیسے غلط ہے۔ میں تو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ پولیس کی سمت افسران سے لے کر کانسٹیبل تک تو مقرر ہی آج ہوئی ہے۔ اس حکومت کے دور میں مقرر ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب! ایک منٹ۔ ہاؤس کا وقت مزید پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! یہ آپ نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ جتنا ٹائم لینا چاہتے ہیں آپ فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جمعہ بھی سب نے پڑھنا ہے۔ بس میں اب مختصر ہی کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ان کے ابو جی کا نام کم لیں' ان کے کارناموں کا ذکر کریں۔ نام لینا اچھی بات نہیں۔

وزیر خزانہ: یہاں ہمارے اپنے ٹرژری بنچز کی طرف سے چودھری ایاز امیر صاحب نے بہت عمدہ گفتگو کی اور مجھے ان کی تقریر کے متن سے اتفاق ہے۔ وہ یہاں یہ کہہ رہے تھے کہ writ of the government کا احساس لوگوں میں اٹھتا جا رہا ہے۔ یہ کسی حد تک صحیح ہے' کیوں کہ ہم نے یہاں جو ساڑھے تین سال کا دور دیکھا اس میں گورنمنٹ نامی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ ایم این ایز اور ایم پی ایز بلیک میلنگ کرتے ہوئے گورنمنٹ کو defy کرتے رہے۔ کسی پولیس والے کی جرأت نہیں تھی کہ کسی ایم پی اے' ایم این اے کی غلط حرکات پر وہ ہاتھ ڈال سکتا یا ان کے پروردہ بدمعاشوں کو' لفنگوں کو قاتلوں اور ڈاکوؤں کو وہ گرفتار کرسکتا۔ یا ان پر ہاتھ ڈال سکتا۔ یہ حالات ہمیں ورثے میں ملے ہیں اور ابھی سات مہینے گزر کے آٹھویں مہینے میں یہ حکومت اس وقت function کر رہی ہے۔ اور یہ خود یاد ہے چودھری ایاز امیر صاحب کو کہ چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پولیس ریفارمز پر ایک ٹاسک فورس nominate کی تھی۔ جس کے چیئرمین خود ایاز امیر صاحب تھے۔ اور میں اس میٹنگ میں موجود تھا جہاں وہ رپورٹ discuss کی گئی۔ اور بے حد مفید تجاویز اس کمیٹی میں اس ٹاسک فورس نے مرتب کی تھیں۔ ان کو چیف منسٹر کی کیبنٹ نے منظور کیا ہے اور وہ ریفارمز بالترتیب ان شاء اللہ العزیز سارے صوبے کے سامنے آنا شروع ہو جائیں گی۔

یہاں پولیس کے attitude کی تبدیلی کا ذکر کرنا میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ضروری ہے۔

جب سے مسلم لیگ کی قیادت اور اس کی حکومت پنجاب میں قائم ہوئی ہے اس وقت سے پولیس کے رویے اور اس کی کارکردگی میں جو فرق آیا ہے میں اس کا ریکارڈ آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ PDF کی حکومت کے دور میں پولیس مقابلے میں صرف ملزمان کو ہی مرتا ہوا دکھایا گیا تھا۔ وہ تو ساری قوم نے دیکھا کہ کس قسم کے وہ مقابلے ہوتے تھے۔ لیکن اصل مقابلہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مسلم لیگ کی پالیسی کو اپناتے ہوئے مسلم لیگ کی قیادت سے پولیس محکمے کو جو لائن ملی اس سے جرأت اور ہمت پاتے ہوئے ان کے حوصلے اس قدر بڑھے کہ انھوں نے صحیح معنوں میں قاتلوں' دہشت گردوں اور ڈکیتوں کا مقابلہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک SSP ڈیوٹی پر شہید ہوا۔ ایک انسپکٹر ڈیوٹی پر شہید ہوا۔ دس سب انسپکٹرز اپنی ڈیوٹی پر شہید ہوئے۔ چار اسسٹنٹ سب انسپکٹر ڈیوٹی پر شہید ہوئے۔ آٹھ ہیڈ کانسٹیبل ڈیوٹی پر شہید ہوئے۔ اور 43 کانسٹیبل ڈیوٹی پر شہید ہوئے۔ اپنی جان پر کھیلنا یہ آخری حد ہوتی ہے فرض شناسی کی۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے ان کو جو صحیح ڈائریکشن ملی ہے۔ جس سمت کا یہاں ذکر کیا گیا اپنے فرائض کی انجام دہی میں ان پولیس افسران نے اپنی جان کا نذرانہ قوم کی خاطر پیش کیا۔ جناب والا! کسی بھی معاشرے میں حکومت وقت کا اولین فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر شہری کی جان و مال کی حفاظت' اس کی آزادی اور امن و امان قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلم لیگ کی حکومت شہباز صاحب کی قیادت تلے اس سمت میں کوئی کمی کر رہی ہے۔ ہمارے مسائل محدود ہیں۔ یہاں فورس کا ذکر کیا گیا۔ ہماری 95 ہزار کی فورس ہے۔ ہم اس کو یکسر ہٹا کر بدل نہیں سکتے۔ ہم نے اسی میں بہتری پیدا کرنی ہے۔ سالہا سال کا بگڑا ہوا مسئلہ ہم نے سدھارنا ہے اور اسے صحیح راہ پہ لانا ہے۔ اس سمت میں اصلاحات کی جا چکی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہادر اور فرض شناس پولیس افسران کی ہمت افزائی کی ہے اور بدعنوان' بد کردار اور رشوت خور پولیس افسران کی چھانٹی کی جا رہی ہے۔ ان پولیس افسران کی ایک فہرست ہے اگر آپ چاہیں گے تو میں ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔ لیکن جو اقدامات کیے گئے ہیں میں ان کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ چونکہ مساجد اور عبادت گاہیں بھی دہشت گردوں کی زد سے محفوظ نہ رہیں تو ہر ضلع میں S.Ps یا S.S.Ps کو حکومت کی طرف سے ہدایت ہے کہ مسجدوں میں مسلح گارڈز لگائے جائیں اور وہ لگائے جا چکے ہیں۔ اسی طرح جن بازاروں میں اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہاں بھی باقاعدہ مسلح پولیس گشت کرتی ہے۔

جناب چیئرمین! ان دہشت گردوں کی سراغ رسانی اور ان پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں۔ لوگوں کی سوچ سمجھ میں ہماری پولیس میں تو ویسے ہی بہت سی خامیاں ہیں۔ لیکن جہاں اعلیٰ تربیت یافتہ پولیس ہو وہاں بھی دہشت گردی پہ مکمل قابو نہیں پایا جا سکا۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے تحت مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت کے تابع تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کی ایک پراونشل انٹیلی جنس کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جس کی صدارت ہوم سیکرٹری پنجاب کرتے ہیں۔ یہ کم سے کم ہفتہ وار ایک میٹنگ ضرور کرتے ہیں۔ اور اگر حالات و واقعات ایسے ہوں تو ان کی میٹنگ روزانہ بھی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! میرے ساتھی نے مجھے یاد کرا دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے نووارد ممبر، جو یہاں تقریر کرنا چاہ رہے تھے، ان کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ انھی کے ابو جان نے آج کے چیئرمین صاحب کو بھی ایک کیس میں ملوث کیا تھا اور جیل بھجوایا تھا۔ ہتھکڑیاں لگائی تھیں اور جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ میں اور میرے بہت سے ساتھی آپ کو تھانے میں ملنے بھی آتے تھے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح سی آئی ڈی کی ایک سپیشل ٹاسک فورس بنا دی گئی ہے اور ہر ضلع میں سی آئی ڈی کی ایک ٹاسک فورس موجود ہے۔ لاہور چونکہ صوبائی دارالحکومت ہے یہاں آبادی بہت زیادہ ہے اور وارداتیں بھی یہاں زیادہ ہوئی ہیں، اس لیے خصوصاً لاہور کے لیے سی آئی ڈی ہی میں سے ایک سپیشل آپریشن سکواڈ بنا دیا گیا ہے۔ جو کہ fully mobiled ہے اور جدید آلات سے لیس ہے۔ اور یہ quick reaction police force ہے کہ جہاں کوئی واردات ہو ان کو فوری اطلاع ملتی ہے اور یہ منٹوں کے اندر اس موقع پر پہنچتے ہیں۔

جناب والا! میں یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت بڑے خطرناک دہشت گردوں کی فہرست 46 ہے۔ ان میں سے مسلم لیگ حکومت کی قیادت تلے اور آج کے ہوم سیکرٹری، آئی جی اور ان کی پولیس فورس کی کوششوں اور کاوشوں سے اس قسم کے 26 خطرناک دہشت گرد گرفتار ہو چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب چیئرمین! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پولیس فورس کو بہتر بنانے کے لیے خصوصی گرانٹ کے تحت 419 نئی پک اپس مہیا کر کے دے دی ہیں اور وہ اس وقت محکمہ پولیس کے پاس موجود ہیں۔ اسی طرح 541 موٹر سائیکل اور 25 troop carriers جن میں فورس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے پولیس کو مہیا کر دی گئی ہیں۔ ہوم سیکرٹری

صاحب کی disposal پر 10 کروڑ wireless sets محکمہ پولیس کو دیا گیا ہے۔ وہ orders place ہو چکے ہیں اور ان شاء اللہ وہ عنقریب پہنچنے والے ہیں۔ اسی طرح پولیس فورس کی کمی کے پیش نظر جہاں اس قسم کے خطرات نظر آتے ہیں وہاں رینجرز اور فرنٹیئر کنسٹیبلری کا بھی حکومت نے استعمال کیا ہے جو چند ضلعوں میں موجود بھی ہیں۔

جناب چیئرمین! بہت زیادہ تنقید کے باوجود دہشت گردی کی وارداتوں کو روکنے اور ان کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے مسلم لیگ حکومت نے یہ جرأت مندانہ فیصلہ کیا کہ خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔ اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ جب سے خصوصی عدالتیں قائم ہوئی ہیں اس کے بعد دہشت گردی کی صرف دو وارداتیں ہوئی ہیں۔ اس میں یک دم کمی ہو گئی ہے۔ سارے صوبے میں اب 13 خصوصی عدالتیں ہیں۔ ان عدالتوں کو 897 کیس بھیج دیے گئے ہیں جن میں سے 37 کیسوں کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ ان 897 کیسوں میں سے 98 کیس دہشت گردی کے تھے۔

جناب والا! محرم علی کے کیس کے بارے میں اب ساری قوم سن چکی ہے۔ یہ بہت خطرناک دہشت گردوں میں شمار ہوتا تھا۔ ہماری پولیس فورس کی ایک بہت بڑی کامیابی ملک اسحاق کی گرفتاری ہے۔ شاید میرے ساتھیوں کو اس کی شہرت بد کا احساس نہ ہو' وہ اس وقت پاک و ہند کا بد ترین دہشت گرد سمجھا جاتا تھا۔ اور خود اس کے ہاتھ سے 39 کے قریب قتل ہوئے ہیں۔ اس کی گرفتاری کوئی معمولی کارنامہ نہیں تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پولیس فورس اور خاص طور پہ آئی جی پنجاب کو اس چیز کی ضرور شاباش دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین: آپ اور کتنا وقت لیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب والا! باتیں تو بہت کرنی ہیں۔ آپ پانچ منٹ اور کر دیں۔

جناب چیئرمین: اس کے علاوہ بھی اور باتیں؟

وزیر خزانہ: مجھے پانچ منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ: پولیس فورس کو زیادہ موثر بنانے کے لیے اور اس کی تربیت بہتر کرنے کے لیے یہاں لاہور سے باہر بیدیاں میں ایلیٹ پولیس سنٹر قائم کیا گیا ہے۔ اور بیک وقت 6 سو پولیس افسران کی تربیت ہو سکے گی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کاوشوں سے ان کی تربیت کے لیے آرمی کے افسر حاصل

لیے ستے ہیں۔وہ ٹریننگ کا سلسلہ اس وقت بھی شروع ہے۔ کو عمارت اور دوسری سہولیات مکمل نہیں ہوئیں۔لیکن ٹریننگ شروع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے اندر جو نفرتیں پھیلائی جا رہی تھیں۔ اس کو روکنے کے لیے اس کا خاتمہ کرنے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ نے ایک علماء بورڈ کی تشکیل دی ہے اور اس کی صدارت ہمارے وزیر زکوٰۃ وعشر اور اوقاف صاحب زادہ فضل کریم کرتے ہیں۔ ان کی کوششوں اور تمام علماء کے متفقہ فیصلے کے بعد 29 ایسی کتابیں ضبط کر لی گئی ہیں جو کہ مختلف فرقوں میں نفرتوں کا باعث بنتی تھیں۔خوشی کی بات یہ ہے کہ اس بورڈ میں سپاہ صحابہ کے صاحبان بھی موجود ہیں اور فقہ جعفریہ کے صاحبان بھی موجود ہیں۔یہاں میرے پاس بہت سی تفصیلیں تھیں۔ میں ان کے سیاہ دور کا اور آج کی حکومت کے دور کا ایک موازنہ دیتا کہ اس وقت کیا ہوتا رہا اور آج ہم نے کس حد تک کامیابی حاصل کی ہے اور crime کو کنٹرول کیا ہے۔ کیونکہ وقت کی کمی ہے اور تمام حضرات نے نماز جمعہ کے لیے بھی جانا ہے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ضرور یہاں ایک خوش خبری دینا چاہتا ہوں کہ جہاں ملک اسحاق کی گرفتاری بہت بڑا کارنامہ ہے' اسی طرح مسجد الخیر کے قاتلوں کی گرفتاری بہت بڑا کارنامہ ہے' وہاڑی کے میلسی کے قاتلوں کی گرفتاری بہت بڑا کارنامہ وہاں شورکوٹ کے قاتلوں کی گرفتاری بہت بڑا کارنامہ' بہاول پور کے انسپکٹر کے قاتلوں کی گرفتاری بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میں یہ بات کہے بغیر رہ نہیں سکتا کہ پنجاب پولیس نے اپنی کوششوں سے اور محنت سے ایرانی کیڈٹوں کے قاتلوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ ان شاء اللہ میں آئندہ دو تین دن میں ان کے نام اسمبلی میں ہی پیش کروں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صحت، اس بات پر تو منیس صاحب داد دے دیں۔

وزیر خزانہ، یہ میرے فاضل دوست کی غلط فہمی ہے۔ وہ صحیح بات پر بھی داد دینے کے عادی نہیں ہیں۔وہ اچھی بات پر تنقید تو کر جائیں گے۔لیکن صحیح بات کی داد دینے کے وہ قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو چکا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں فاضل وزیر کو ٹوکنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن میں اتنا

ضرور کہوں گا کہ وہ relevant رہیں۔ جو باتیں میں نے یا معزز اراکین نے اپنی تقاریر میں کہی ہیں وہ ان کی طرف توجہ دیں۔ یہ ذاتی حملے میرے خیال میں کسی اچھے پارلیمنٹیرین کے لیے مناسب نہیں اور اسی لیے میں نے پہلے ٹوکا بھی نہیں۔

جناب چیئرمین، خاکوانی صاحب نے کوئی پرانی دوستی کے حوالے سے بات کی ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں نے تو کوئی ذاتی بات نہیں کی۔ میں نے تو کہا ہے کہ وہ داد دینے کے عادی نہیں۔

وزیر صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر نے اپنی تقریر میں اور باتوں کے علاوہ ایرانی کیڈٹوں کی ہلاکت پر یہ الفاظ کہے تھے کہ یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے اور اس میں اپوزیشن اور حکومت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس مسئلے پر کم از کم حکومت کو صحیح قدم اٹھانا چاہیے تھا۔ جب انھوں نے اسے قومی مسئلہ قرار دے کر کہا کہ جس میں کوئی اپوزیشن نہیں کوئی حکومت نہیں۔ ہم اس معاملے میں بالکل clear ہیں کہ ان کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ آج جب ہمارے سینئر منسٹر صاحب اس بات کی خوش خبری یا نشان دہی کر رہے ہیں تو اسے قومی مسئلہ سمجھتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے تھا۔ میں نے اس لیے گزارش کی تھی۔ باقی ان کے دل اس معاملے میں اگر مردہ ہو چکے ہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ویسے دل سے تو وہ ٹھیک ہیں۔ فکر نہ کریں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں اب چند جملوں میں ختم کرتا ہوں کہ جہاں پی ڈی ایف کی حکومت نے ملک کا خزانہ لوٹا، ادارے تباہ کیے، اسمبلیاں توڑ دیں۔ وہاں لاقانونیت کو بھی انھی نے فروغ دیا۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وزیروں مشیروں کی فوج تقریباً سو کے لگ بھگ تھی۔ انھی کے ڈیروں سے، انھی کے ٹھکانوں سے چور اور ڈاکو نکلا کرتے تھے۔ یہ سارے حالات دیکھتے ہوئے ہم پولیس کو کیسے الزام دیں کہ ان کے حوصلے ٹوٹے اور وہ مجبور ہوتے کہ اچھا کام کرنے کی کوئی حکومت قدردان نہیں تھی۔ وہ تو یہ چاہتے تھے کہ ہمارے منہ سے جو لفظ نکلے اس پر عمل ہونا چاہیے۔ ان کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ ان کو دفع وقتی کا عمل اپنانا پڑا اور time mark کرتے رہے۔ آج ایک عرصے کے بعد پولیس کو صحیح سمت میں چلانے کا عزم لے کر میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کوشش کر رہی ہے اور جو کامیابیاں

میں نے آپ کے سامنے یہاں پیش کی ہیں ان شاء اللہ العزیز وقت کے ساتھ ساتھ آپ دیکھیں گے کہ ہم نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو کنٹرول کیا ہے اور ہماری یہ رفتار بفضل خدا وند کریم تیز ہوگی اور پولیس فورس میں بہتری سے بہتری واقع ہوگی اور ان شاء اللہ وہ دن ہوگا کہ ہم پر امن ماحول قوم کے سامنے اور خاص طور پر صوبے کے سامنے پیش کر سکیں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اجلاس پیر 20۔ اکتوبر شام 4:00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

سوموار' 20۔ اکتوبر 1997ء

(دو شنبہ' 17۔ جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ٥ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ٥ وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ٥

سورۃ الصف آیت نمبر 10 تا 13

مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمھیں عذاب الیم سے مخلصی دے' (وہ یہ کہ) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمھارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو یعنی تمھیں اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب ہوگی اور مومنوں کو اس کی خوش خبری سنا دو۔

وما علینا الا البلاغ٥

حاجی غلام حیدر خان کھچی مرحوم ایم پی اے (پی پی 194 وہاڑی)

کے انتقال پر دعائے مغفرت

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت ہی پرانے اور بہت ہی مخلص ساتھی حاجی غلام حیدر خان کھچی صاحب تین روز قبل مورخہ 17۔ اکتوبر 1997ء کو انتقال کر گئے ہیں۔ ان کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ (اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، الحاج غلام حیدر خان کھچی صاحب اس ہاؤس کے بہت ہی معزز رکن رہے ہیں۔ مرحوم پانچ مرتبہ ضلع وہاڑی سے مسلسل منتخب چلے آ رہے تھے۔ ان کی خدمات بحیثیت ممبر پنجاب اسمبلی اور ان کی ہاؤس کے اندر شرکت مسلسل رہی ہے۔ وہ ہمارے لیے انتہائی قابلِ احترام تھے اور آج ہم اپنے عزیز ساتھی، ممتاز پارلیمنٹیرین سے محروم ہو گئے ہیں لیکن یہ چیزیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہیں۔ مرحوم کی علاقائی، قومی اور سیاسی خدمات کو جتنا بھی خراجِ عقیدت پیش کیا جائے کم ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین) جی، منیس صاحب! پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، جناب سپیکر! حاجی غلام حیدر خان کھچی (مرحوم) ہمارے ساتھی تھے، ہمارے بھائی تھے اور بہت ہی منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے۔ میں ان کے علاقے کا ہمسایہ ہونے کے ناتے میں انھیں بہت اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ نیابت میں بہت ہی ہر دل عزیز تھے اور جب سے یہ ادارے بحال ہوئے ہیں، 1985ء سے لے کر آج تک وہ اس ہاؤس کے رکن رہے۔ انھوں نے اس میں کافی قابلِ قدر contribution کی اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے پارلیمنٹیرین کی وفات سے یہ خلاء کبھی پورے نہیں ہوتے۔ میں اس موقع پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے لواحقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ (آمین)

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ہم تمام ممبران کی طرف سے جذبات کی عکاسی تو آپ نے خود ہی اپنے الفاظ

میں کر دی ہے۔ مرحوم پانچ مرتبہ اس ایوان میں منتخب ہو کر پہنچے۔ وہ پارلیمنٹری سیکرٹری بھی رہے' مشیر برائے وزیراعلیٰ بھی رہے۔ یہ تو ان کا سیاسی پس منظر تھا اور ذاتی طور پر وہ میرے چھوٹے بھائی کی حیثیت رکھتے تھے۔ انھوں نے اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر اپنے آپ کو ہمیشہ شرافت کا پیکر بنا کر پیش کیا۔ ان کی اس ایوان کے اندر بھی اور اپنے علاقے میں بھی بڑی خدمات ہیں۔ ان کی اپنے علاقے کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ وہ پانچ الیکشن یکے بعد دیگرے جیتتے رہے اور اس ایوان میں پہنچتے رہے۔ آج ہم سب چاہے ٹرژری بنچز سے ہوں یا جیسے قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ اپوزیشن بنچز سے ہوں ان کی کمی کو بڑی شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کا ایک ہی صاحبزادہ ہے جو غالباً اس وقت پندرہ برس کا ہے۔ ہم سب کی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو عمرِ دراز عطا کرے۔ نیکیاں عطا کرے اور اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے بھائی کو اور ان کے باقی پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر: محمد ارشد خان لودھی صاحب۔

وزیرصنعت (جناب محمد ارشد خان لودھی): جناب سپیکر! اوربھی معزز ممبر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر وہ بھی بات کرلیں۔

جناب سپیکر: آپ بات کرلیں۔

وزیرصنعت: جناب سپیکر! کھوسہ صاحب نے اس ہاؤس کی ترجمانی کی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے دوست' ہمارے بھائی یہ چاہتے ہیں کہ ایک پرخلوص ممبر ہونے کے ناتے' مسلم لیگ کے بنیادی رکن ہونے کے ناتے چند الفاظ ان کے بارے میں کہے جائیں۔

جناب سپیکر! قدرت کے یہ اٹل فیصلے ہیں۔ سب نے آگے یا پیچھے جانا ہے۔ موت اٹل ہے لیکن ایسی موت کہ ایک جوان آدمی جومسلسل پانچ مرتبہ اس ہاؤس کے لیے منتخب ہوئے اور اس ہاؤس کی در و دیوار گواہ ہیں کہ وہ ہمیشہ پرخلوص رہے۔ اپنی پارٹی سےمخلص رہے۔ اپنی قیادت میں چلے اور اس ہاؤس کی قانون سازی میں انھوں نے بڑے پُرخلوص ہو کر حصہ لیا۔

جناب سپیکر! ان کے لواحقین کو دلاسہ یا حوصلہ افزائی تو قدرت کی ذات ہی دے گی لیکن ہم ان کے ساتھی آج ان کی یاد میں خون کے آنسو رو رہے ہیں کہ ان کا اس طرح جانا بڑا ہی دردناک ہے۔ ہم ان کے لیے بھی دُعا کرتے ہیں اور ان کے لواحقین کے لیے بھی دعا کریں گے کہ وہ ان کے

صدمے کو بھول کر پھر اپنی زندگی کی ابتداء کریں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گا کہ اس کے لیے چند ایک دوستوں کو بھی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ بھی اس بارے میں اپنا اظہارِ خیال کر سکیں۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آج اس وقت نہایت ہی رنجیدہ موضوع زیر بحث ہے۔ آج ہم تمام دوست جو اس ہاؤس کے ممبر ہیں، چاہے وہ اس ہاؤس میں اس وقت موجود ہیں یا نہیں، حاجی غلام حیدر کھچی صاحب کی یاد میں افسردہ ہیں۔ حاجی غلام حیدر خان کھچی کا ہر وقت ہنستا ہوا چہرہ، ان کی خوب صورت گفتگو اور ان کی خوب سیرت عادات ہمیں اس ہاؤس میں ان کی یاد دلا رہی ہیں۔ آج پورا ہاؤس افسردہ ہے اور ایک نہایت ہی شریف النفس انسان کی کمی محسوس کر رہا ہے جو کہ آج اس ہاؤس میں نہیں رہے۔

جناب سپیکر! اس پر بحیثیت مسلمان ہم سب کا عقیدہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے جس میں ایک منٹ کی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ لیکن موت کی اہمیت ہوتی ہے۔ جس عمر میں حاجی صاحب کی موت ہوئی ہے یہ اور زیادہ افسردہ کرنے والی بات ہے۔ جہاں ان کی عادات، جہاں ان کا ہم سے ملنا جلنا ہمیں افسردہ کرتا ہے وہاں ان کی عمر اور ان کی ضرورت ہمارے لیے اور ان کے خاندان کے لیے اور زیادہ افسردہ کرنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس کی یہ روایات بھی رہی ہیں کہ اگر کسی بھی موجودہ ممبر کی موت ہوئی ہے تو اس میں ہاؤس کا پہلا جو سیشن ہوتا ہے یا جو پہلا دن ہوتا ہے اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ آج ہم سارے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ان کے پس ماندگان کے لیے صبر کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ ان کے خاندان کے لیے اور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کوئی ذریعہ پیدا کرے کہ اس خلاء کو وہ پُر کرے، کیونکہ اُسی کی ذات کو ہر طاقت ہے۔ (آمین) شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، چودھری محمد اقبال صاحب۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں بڑے دکھ کے ساتھ ایک ایسے دوست کی محرومی کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ جن سے 1985ء سے رفاقت بھی تھی اور دوستی بھی تھی۔ ایسی ہمہ گیر شخصیت، ایسا مرنجاں مرنج آدمی، شرافت کا پتلا اور بڑے دھیمے لہجے میں بات کرنے والی شخصیت آج ہم

میں نہیں۔ یہ بڑے ہی دکھ کی بات ہے۔

جناب سپیکر! حاجی غلام حیدر خان کچھی نہ صرف اپنے خاندان کی امید تھے بلکہ اس علاقے میں اتنی ہر دل عزیز شخصیت کا اس عمر میں چلے جانا ایک بہت بڑا خلاء پیدا کرنے والی بات ہے۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کر رہا ہوں اور ان کے خاندان کے دکھ میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمارے دوست کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔(آمین)

بڑی مہربانی جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ چودھری شوکت داؤد صاحب۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھی صاحب کی موت کا صدمہ ہم سب کے لیے ایک جیسا ہے۔ ان کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ جب بھی انھوں نے ملنا ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات جو کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ جیسا کہ جناب سعید اکبر صاحب نے کہا ہے یہ ایوان کی ایک روایت ہے کہ جب کبھی بھی کسی معزز ممبر کی وفات کا مسئلہ آتا ہے تو اس دن ایوان adjourn کر دیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر اس روایت کو زندہ رکھا جائے تو بہتر ہے۔ شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! یہ دنیا فانی ہے۔ ایک مرتبہ جو انسان اس جہان میں آتا ہے اس نے ایک نہ ایک دن اس دنیا سے واپس کوچ کرنا ہے' لیکن وہ لوگ جو اپنی زندگی میں باکردار رہتے ہیں' خلوص پرور رہتے ہیں' لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور ہر سطح پر ایک انسانی رول ادا کرتے ہیں وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور ان کا جو کردار ہے وہ ان کی شخصیت کا ضامن بن کر ہمیشہ باعث احترام رہتا ہے۔ یہ ساری خوبیاں میرے بھائی محترم غلام حیدر کچھی میں تھیں۔ بڑے ہنس مکھ تھے' وہ باکردار تھے' سیاسی پختگی رکھتے تھے اور انھوں نے ہمیشہ باکردار ہونے کا ثبوت دیا۔ ان کی موت سے ایک دن پہلے جب میں اسمبلی کے اجلاس سے فارغ ہو کر نیچے جا رہا تھا تو وہ مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر میرے اپنے گھر چھوڑنے گئے۔ میں نے ان کو مجبوراً نیچے اتارا' ان کے ساتھ دو اور آدمی بھی تھے اور ان کو گھر بلا کر چائے پیش کی اور وہ دس' پندرہ منٹ وہاں بیٹھے ہنستے کھیلتے رہے۔ اس کے بعد وہ بے چارے چلے گئے۔ نہ مجھے اس بات کا احساس تھا اور نہ ان کو پتا تھا کہ اس وہ دنیا میں چند

گھنٹوں کے مہمان رہ گئے ہیں۔ یہ وہ صورت حال ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔

جانے والے ہماری محفل سے چاند تاروں کو ساتھ لیتا جا
ہم خزاں سے نباہ کرلیں گے توں بہاروں کو ساتھ لیتا جا

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی ۔ ریاض صاحب' میں پہلے کہہ چکا ہوں۔۔۔۔

پیر احمد شاہ کھگہ، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی کھگہ صاحب۔

پیر احمد شاہ کھگہ ، جناب والا! میں تو ان کے متعلق ایک دو منٹ لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ۔ ایک دو منٹ آپ بات کرلیں ۔

پیر احمد شاہ کھگہ ، جناب سپیکر! میں ان کا ایک عجیب واقعہ آپ کو بیان کرتا ہوں۔ جس دن وہ فوت ہوئے ہیں اس سے ایک دن پہلے اجلاس میں وہ میرے پاس ادھر آئے۔ وہ پیار سے مجھے چاچا کہتے تھے اور میں ان کو چاچا کہتا تھا۔ جناب والا! خدا گواہ ہے' میں حلفیہ کہتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ مجھے وزیر بنانے کی تجویز ہے لہٰذا چاچا میرے متعلق دعا کرنا۔ خدا مجھے وزارت دے دے۔ میں نے کہا کہ بھئی اللہ دے دے گا۔ لیکن اللہ پاک کا پروگرام اور موت کا وقت مقرر ہے۔ وہ ادھر ادھر ایک سیکنڈ بھی نہیں ہو سکتا نہ ہی خداوند تعالیٰ نے کسی کو بتایا ہے کہ تم فلاں دن فوت ہو گے اور نہ ہی یہ بات نبیوں تک بتائی ہے۔ تو ان کا یہ عجیب واقعہ میرے دل میں تھا اور یہ واقعہ ان سے مرنے سے پہلے کا تھا اور اس میں صرف ایک رات پڑی۔ وہ مجھے کہنے لگے کہ چاچا! میرے لیے دعا کرنا مجھے وزارت مل جائے۔ میں نے کہا کہ جی اللہ دلائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام دے۔ وہ ہمارا پرانا ساتھی تھا' بڑا شریف آدمی تھا' اللہ خیر کرے گا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی)

جناب سپیکر، اچھا جی۔ اب وقفہ سوالات سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوتی ہے۔ آج محکمہ آب پاشی و قوت برقی کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

عباسیہ فیڈر میں پانی چھوڑنے کے اقدامات

*91۔**میاں عبدالستار،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

اربوں روپے سے تیار شدہ سکارپ (6) کے تحت بنائی گئی عباسیہ فیڈر میں کب تک پانی چھوڑ دیا جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

سوال کا تعلق واپڈا سے ہے اور ان سے حاصل کردہ رپورٹ کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے۔واپڈا نے عباسیہ لنک' عباسیہ فیڈر اور صادق فیڈر پرمشتمل نہری نظام سکارپ نمبر6 پنج ند عباسیہ کے تحت تعمیر کیا ہے جو ابھی پوری طرح مکمل نہیں ہوا اور یہ واپڈا کی تحویل میں ہے۔ اس نظام کو مکمل اور چالو کرنے کے لیے ضروری کام پنجند عباسیہ سکارپ نمبر6 (فیز11) منصوبہ میں جو کہ وفاقی حکومت کی طرف سےمنظور شدہ ہے۔شامل کیے گئے ہیں۔ فیز11 منصوبہ کےتحت سارا کام4 سال کے عرصہ میں مکمل کیا جانا ہے۔جس میں موجودہ پنج ند نہری نظام کی ری ماڈلنگ بھی کی جانی ہے۔ لیکن سالانہ ترقیاتی فنڈز منصوبہ کے مطابق دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے کام معرض التواء میں ہے۔ اگرمنظور شدہ منصوبہ کے مطابق سالانہ فنڈز مہیا ہوں تو منصوبہ 4سال کے عرصہ میں مکمل ہو سکتا ہے اور نئی نہروں کو چالو کیا جا سکتا ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)،جناب سپیکر! یہ منصوبہ تقریباً چھ ارب روپے کا ہے اور اس کے لیے تقریباً سات' آٹھ کروڑ روپے کی ٹوٹل ڈیمانڈ ہے۔ صوبہ کہتا ہے آپ دے دیں اور سنٹر والے کہتے ہیں کہ آپ دے دیں۔ اس کے کچھ حصے تو صوبہ پہلے ہی لے چکا ہے' ڈرینج لے چکا ہے' نہروں کا چھوٹا نظام لے چکا ہے ابھی بڑی کینال باقی ہیں ۔ وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ اس نہر کو کب

تک چالو کرنے کا ان کا ارادہ ہے؟ اس میں پانی کب تک چھوڑنے کا ارادہ ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جیسے فرمایا ہے یہ منصوبہ واپڈا کے زیر تحویل ہے۔ وہی اس کو مکمل کر رہا ہے اور اسی نے اس پر کام بھی کیا ہے۔ مگر میرے فاضل دوست نے صوبہ پنجاب کی جو توجہ دلائی ہے اس بارے میں، میں آپ کو تھوڑی سی تفصیل عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں جو component صوبہ پنجاب کے ذمے تھا اس میں 635.345 ملین ہم نے 30-06-1995 تک release کرنا تھا۔ اس کی تفصیل صرف یہ ہے کہ دس ملین 1995-96 میں release کر دیے گئے تھے اور 42.50 ملین 1996-97ء میں release کر دیے گئے تھے۔ 51 ملین پنجاب حکومت کی طرف بقایا تھا۔ وہ ہم نے allocate کر دیا ہے اور اے ڈی پی میں ان کی بقایا رقم شامل کر دی ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب کے ذمہ کوئی رقم بقایا نہیں۔

جناب سپیکر، آپ نے جو کام کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔ باقی دوسرے اداروں کے ذمے ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! باقی واپڈا اور وفاقی حکومت کے درمیان ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! فیز- II منصوبہ کے تحت یہ سارا کام چار سال کے عرصے میں مکمل کیا جانا ہے۔ یہ فیز-II کب شروع ہوا اور کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر، آپ مکمل کا تو نہیں کہہ رہے' آپ کہہ رہے ہیں کہ شروع کب ہوا؟

چودھری صاحب' آپ کی طرف سے یہ جواب ہے کہ فیز-II منصوبہ کے تحت سارا کام چار سال کے عرصے میں مکمل کیا جانا ہے۔ وہ اب پوچھ رہے ہیں کہ یہ منصوبہ کب شروع ہوا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ Annual Phase کے پی-سی-I فیز-II میں جو دیا گیا ہے اس کے مطابق تو یہ جولائی 1997ء میں مکمل ہونا تھا۔ جو انھوں نے فرمایا ہے اس کا جواب تو یہ ہے۔ باقی پی سی-I جو ہے وہ عباسیہ لنک کینال اور صادق فیڈر جو ہیں وہ ان کے پروگرام کے مطابق operative نہیں ہو سکے۔ اس لیے یہ منصوبہ delay ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں میرے فاضل دوست جو پوچھنا چاہ رہے ہیں وہ تو صرف فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے funding کی کمی ہے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے دوبارہ funding شروع ہو جائے اور بقایاجات مل جائیں تو یہ کام مکمل ہو سکتا ہے۔ یہ سارے کا سارا معاملہ فیڈرل گورنمنٹ اور واپڈا کے درمیان ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! اس سلسلے میں' میں فاضل دوست سے بعد میں مل لوں گا' ان کی تیاری

صحیح طور پر نہیں ہے ----

جناب سپیکر، آپ نے کیا کہا؟

میاں عبد الستار، جناب والا! میں نے کہا ہے کہ میں بعد میں ان کو ان کے دفتر میں مل لوں گا' کیونکہ ان کی تیاری صحیح نہیں۔ ان کو مکمل معلومات نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ یہ بات نہ کریں کہ تیاری صحیح نہیں۔ اگر ان کی مرضی نہ ہوتی تو یہ سوال آنا ہی نہیں چاہیے تھا کیونکہ یہ سوال فیڈرل گورنمنٹ کا ہے اور یہ زیادہ تر واپڈا کے بارے میں ہے۔

میاں عبد الستار، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اصل صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے----

جناب سپیکر، آپ نے کیا یہ پوچھا تھا کہ یہ شروع کب ہوا؟

میاں عبد الستار، جی ہاں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! آپ نے صحیح فرمایا۔ اور جتنی ذمہ داری صوبہ پنجاب کی ہے میں نے وہ واضح کر دی ہے۔ باقی ساری کی ساری ذمہ داری واپڈا اور فیڈرل گورنمنٹ کی ہے۔ یہ ہمارا سوال بنتا نہیں تھا' لیکن جناب والا! میں انھیں پورے طور پر satisfy کرنا چاہتا تھا تاکہ پنجاب حکومت سے انھیں کوئی گلہ نہ ہو' ورنہ اس کے بارے میں لکھا جا سکتا تھا کہ یہ فیڈرل حکومت سے متعلقہ سوال ہے۔

میاں عبد الستار، جناب والا! اب تو اس منصوبے پہ جو اینٹیں لگی ہیں وہ بھی لوگوں نے اکھاڑنا شروع کر دی ہیں۔ میرے خیال میں یہی مناسب ہے کہ میں بعد میں ان سے مل لوں۔

جناب سپیکر، یہ تو آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگلا سوال بھی آپ کی طرف سے ہے۔ میاں عبد الستار صاحب!

میاں عبد الستار، سوال نمبر 92۔

زمین کا کٹاؤ روکنے کے اقدامات

*92۔میاں عبد الستار، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
حکومت نے ضلع رحیم یار خاں میں زمینوں کی کٹاؤ کی روک تھام کے لیے اب

تک کیا اقدام کیے ہیں۔ ایوان کو تفصیل سے آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

چاچراں ٹاؤن کے قریب دریائے سندھ سے زمین کا کٹاؤ ہو رہا ہے۔ اس کے تدارک کے لیے حکومت پاکستان نے مورخہ17-12-96 کو ایک سکیم بعنوان،

"Protection of Minchin Bund from RD 226-256500 Punjnad Canal system and chachran Town from erosion of River Indus"

مالیتی 151 634 ملین روپے کی منظوری دی۔ اس سکیم کے لیے مطلوبہ فنڈز مرکزی حکومت نے ہی مہیا کرنے ہیں۔ تاہم مرکزی حکومت نے تاحال مطلوبہ رقم فراہم نہ کی ہے۔ بہرحال سیلاب 1997ء کے پیش نظر چیف انجینئر انہار بہاول پور اور نیسپاک کے نمائندہ نے مورخہ16.04.97 کو موقع ملاحظہ کیا اور تیسرے حفاظتی پشتہ کے فیل ہونے کی صورت میں چوتھا حفاظتی پشتہ تعمیر کرنے کے لیے تجویز کیا تاکہ متوقع سیلاب 1997ء کے دوران ہنگامی صورت حال سے با احسن نپٹا جا سکے۔ چنانچہ چوتھے حفاظتی پشتہ کی تعمیر مالیتی75 ملین روپے کی لاگت سے موقع پر شروع کردی گئی ہے جبکہ اصل منصوبہ پر بعد از سیلاب 1997ء عمل درآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے ۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر! صورت حال اس وقت یہ ہے کہ ہمارا ضلع رحیم یار خان کا نہری نظام اور آگے بہاول پور کا نہری نظام جو کہ پنجند کینال کے ذریعے سے ہے۔ اب دریا کا کٹاؤ پنجند کینال سے صرف اڑھائی فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ پورے ضلع کا آبی نظام اس سے متاثر ہو گا۔ چاچراں ایک تاریخی قصبہ ہے۔ اس کے ختم ہونے کا خطرہ ہے۔ تقریباً چھ ہزار ایکڑ زمین پہلے دریا برد ہو چکی ہے۔ ابھی20 تاریخ کو اس کے ٹینڈر کال کیے گئے جو کینسل کر دیے گئے ۔ جس سے وہاں پہ خاصا اضطراب پایا جاتا ہے۔ لوگوں نے جلوس وغیرہ بھی نکالے ہیں۔ فاضل وزیر سے میرا سوال ہے کہ آیا یہ منصوبہ بنے گا بھی یا نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! ان کے سوال کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ فرماتے ہیں کہ

چاچڑاں ٹاؤن سے دریائے سندھ سے زمین کا جو کٹاؤ ہو رہا ہے اس کے لیے حکومت پنجاب نے کیا کارروائی کی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں ہم نے 7.5 ملین روپے کی لاگت سے پہلے بنے ہوئے سپر کو restrengthen کرنے کے لیے کام کیا ہے۔ اور جو ہم نے structure بنایا تھا ہمارے فاضل رکن اس کی گواہی دیں گے کہ وہ پورا فلڈ stand کر گیا ہے۔ اور اس سے بہت زیادہ بچاؤ ہوا ہے۔اس دفعہ وہ کام نہ ہوا ہوتا تو وہاں بڑے خطرات تھے۔ یہ فاضل دوست درست فرما رہے ہیں ۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے بروقت ہمیں اطلاع دی تھی کہ میرے علاقے میں یہ صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔ اور اگر دریا کا بندوبست نہ کیا گیا تو اس سے ہمارا بڑا نقصان ہو گا۔ اس کے بعد جو یہ مکمل سکیم کے بارے میں فرما رہے ہیں اس میں ہمارا جو کام بنتا تھا وہ 155.634 ملین روپے کا تھا۔

Protection of Minchin Bund from R D 226 to Punjnad Canal System & ChachranTown from Erosion River Indus

اس نام سے اس سکیم کی منظوری دی گئی تھی۔ اس کے لیے مرکزی حکومت نے ہمیں فنڈز مہیا کرنے تھے ۔ چونکہ وہ فنڈز ابھی تک مہیا نہیں ہوئے ۔ ہماری طرف سے پوری طرح سے سکیم تیار ہے۔ اور اس میں محکمے کی بھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہے۔ جونہی وہ funding ہوتی ہے ان شاء اللہ ہم ان کا کام نپٹانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی میاں ستار صاحب!

میاں عبدالستار : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جسکے چیئرمین سردار ذوالفقار کھوسہ ہیں۔ جنھوں نے موقع دیکھا۔ چیف منسٹر صاحب کو بریف کیا گیا۔انھوں نے فوری ٹینڈر کا حکم کیا۔ اس مہینے کی بیس تاریخ کو صوبہ پنجاب کے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے ٹینڈر کال کیے ۔ جو کینسل کر دیے گئے ۔ جس کے بعد وہاں جلوس نکل رہے ہیں۔ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔ میرے سوال کا یہ دوبارہ جواب دیں کہ کیا یہ سکیم بنانے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! ٹینڈر کال ہونے یا کینسل ہونے کی بات علیحدہ ہے۔ وہ دراصل یہ بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ حکومت پنجاب کا یہ سکیم بنانے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟ میں نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے کہ حکومت پنجاب کو اس میں قطعاً کوئی گریز نہیں۔ اس میں حکومت پنجاب نے جو بھی exercise کرنی ہے وہ بالکل مکمل ہے۔ اس میں فنڈز کا انتظار ہے۔ چونکہ

flood protection کے major components فیڈرل گورنمنٹ ہمیں فراہم کرتی ہے۔ جونہی وہ فنڈز ملیں گے ہم اس پر کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں پنجاب حکومت کا کیا حصہ ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کا کیا حصہ ہے؟ چونکہ جب بھی کسی سکیم کی منصوبہ بندی ہوتی ہے تو اس میں share تقسیم ہوتا ہے کہ 30 فی صد پنجاب کا حصہ ہوگا اور 70 فی صد فیڈرل گورنمنٹ کا ہوگا۔ پنجاب گورنمنٹ کا اس منصوبہ میں کتنا حصہ ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے شاید تفصیل دیکھی نہیں۔ میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے کہ جو ہمارا کام کرنے والا تھا وہ ہم نے 7.5 ملین روپے سے بند کو strengthen کرنے کے لیے کر دیا ہے۔ چونکہ یہ ساری سکیم فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے تھی، اس لیے اس میں آگے کوئی financial role نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! شاید وزیر صاحب میرا سوال سمجھ نہیں سکے۔ یہ جو 7.5 ملین انھوں نے خرچ کیا ہے اس سے انھوں نے چوتھا پشتہ بنانا تھا۔ جواب میں یہ دیا گیا ہے کہ تیسرے حفاظتی پشتے کے فیصلہ ہونے کی صورت میں چوتھا حفاظتی پشتہ تعمیر کرنے کے لیے تجویز کیا تاکہ متوقع سیلاب 1997ء کے دوران ہنگامی صورت حال سے بطریق احسن نپٹا جا سکے۔ چنانچہ چوتھے حفاظتی پشتے کی تعمیر مالیتی 7.5 ملین روپے کی لاگت سے موقع پر شروع کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، شروع نہیں، بلکہ موقع پر مکمل کر دیا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، یہ جو ہمیں کاپی دی گئی ہے اس میں یہی لکھا ہے۔

جناب سپیکر، یہ آپ کی ٹیبل کے اوپر revised پڑا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جبکہ اصل منصوبے پر بعد از سیلاب 1997ء عمل درآمد کیا جائے گا۔ میں نے اصل منصوبے کی بات کی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میرے فاضل دوست میری بات سمجھے نہیں۔ چونکہ وہ خان بہادر ہیں۔ پھر وہ ناراض ہو جائیں گے۔ میں نے بڑا واضح عرض کیا ہے کہ اس منصوبے پر سو فی صد فنڈز فیڈرل گورنمنٹ نے فراہم کرنے ہیں۔ جونہی وہ فنڈز دیں گے اس پر ہم عمل درآمد شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس منصوبے کو ہم شروع ہی نہیں کر رہے اور وہ ہمارے دائرہ اختیار میں ہی نہیں اس کے بارے میں ان کو کیسے پتا ہو سکتا ہے۔انھوں نے تو 7.5 ملین سے اپنا حصہ مکمل کر دیا۔

جناب سعید اکبر خان: سر! وہ حصہ نہیں تھا' بلکہ وہ سیلاب سے بچنے کے لیے ایک عارضی منصوبہ بندی تھی۔ وہ اس اصل منصوبے کا حصہ نہیں تھا۔ چودھری صاحب نے پہلے فرمایا کہ ہمارے حصہ میں جو کام تھا وہ ہم نے کر دیا۔

جناب سپیکر: ان کے حصے میں 7.5 ملین کا جو تھا پشتہ تھا وہ انھوں نے مکمل کر دیا۔

جناب سعید اکبر خان: وہ تھا نہیں' بلکہ ایمرجنسی طور پر بنایا گیا تھا۔ جو انھوں نے قبل ازیں بندوبست کیا تھا وہ فیل ہو چکا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کیا فیڈرل گورنمنٹ کے بارے میں آپ کے پاس کوئی انفرمیشن ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب والا! میں وثوق کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو منصوبہ ہے جس کے بارے میں انھوں نے پوچھا ہے۔ اس میں حکومت پنجاب کا کتنا حصہ ہوگا۔ یہ سو فی صد فنڈ فیڈرل گورنمنٹ نے فراہم کرنے ہیں۔ میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

جناب سعید اکبر خان: on his behalf سوال نمبر 95۔

جناب سپیکر: کافی لمبا جواب ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سلطان مائنر اور عامر مائنر سرگودھا کی تعمیر

*95۔چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایل جے سی سرگودھا سب ڈویژن آڈا میں واقع دو مائنر جن کا نام سلطان مائنر (عوامی مائنر) اور عامر مائنر کب اور کتنے سرمائے سے بننا شروع ہوئے تھے ان کی تعمیر سے پہلے جو ڈیزائن محکمہ نے تیار کیا تھا اس کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ دونوں مائنر زیرو سے ٹیل تک بنانے مقصود تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ دونوں مائنر کثیر سرمایہ خرچ کرنے کے باوجود نہ تو ڈیزائن کے

مطابق بنائے جا رہے ہیں اور نہ ہی پانی کی مکمل ترسیل اور کمی کو پورا کیا جا رہا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت زمین دار سلطان مائنر کے نامکمل اور عامر مائنر کے ڈیزائن کے مطابق تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے شدید مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں جس سے گورنمنٹ کا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے نیز حکومت ان مائنر کو کب تک ڈیزائن کے مطابق تعمیر اور مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؛

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) جنوبی برانچ ایل جے سی کی میل کڑانہ اور ٹیل دھبیاں مائنر کو شمالی شاخ پر تبدیل کرنے کی افسران مجاز نے منظوری دی اور نئی صورت میں راجباہ جات کے نام' بالترتیب عامر مائنر اور سلطان مائنر تجویز ہوئے۔ عامر مائنر دوران سال 1991ء سے شروع ہو کر سال 1995ء میں مکمل ہوا جس کا بنیادی تخمینہ 46.25 لاکھ تھا اور کام مبلغ 46.01 لاکھ کی لاگت سے مکمل ہوا۔یہ کہ عامر راجباہ کو مارچ 1996ء کو چالو کر دیا گیا اور اب صحیح کام کر رہا ہے۔ سلطان مائنر سال 1991-92ء سے شروع ہوا اور ابھی تک زیرتعمیر ہے۔ اس کا بنیادی تخمینہ 67.82 لاکھ تھا۔ جبکہ مجوزہ گرانٹس نہ ملنے اور سیمنٹ وغیرہ کی قیمت زیادہ ہوجانے کی وجہ سے نظرثانی تخمینہ مبلغ 72.69 لاکھ کا تیار ہوکر سال 1992ء میں منظور ہوا۔ اس پراجیکٹ پر کل 51.37 لاکھ روپے کی رقم خرچ ہو چکی ہے جبکہ بقایا رقم مبلغ 21.32 لاکھ روپے سال 1997-98ء کے لیے طلب کیے گئے ہیں۔ مطلوبہ رقم ملنے پر اگلے مالی سال 1997-98ء میں پراجیکٹ سے متعلقہ باقی ماندہ کام مکمل کر دیا جائے گا۔ تاہم پراجیکٹ پر سالانہ اخراجات کی تفصیل درجذیل ہے،

	سال	خرچ
1-	1991-92	3.05 لاکھ روپے
2-	1992.93	2.00 لاکھ روپے
3-	1993-94	9.95 لاکھ روپے
4-	1994-95	24.61 لاکھ روپے
5-	1995-96	11.76 لاکھ روپے
	میزان	51.37 لاکھ روپے

(ب) درست ہے دونوں مائنر ہیڈ تا ٹیل بنانے مقصود ہیں۔

(ج) عامر مائنر پر پانی کی صورت حال تسلی بخش ہے۔ جبکہ سلطان مائنر ابھی نامکمل ہے۔ بہرحال ڈیزائن میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی گئی ہے۔

(د) مجوزہ سلطان مائنر کے زمین دار اپنے پرانے وسائل یعنی دھبیاں مائنر سے پانی لگا رہے ہیں۔ جبکہ عامر مائنر کے زمین دار موجودہ ذرائع سے مطمئن ہیں۔ بہر حال سلطان مائنر کو بقایا گرانٹ ملنے پر مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب محکمہ کوئی نیا مائنر بناتا ہے تو اس کی کیا requirements ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر، آپ generally پوچھ رہے ہیں یا specific؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں معافی چاہوں گا' میرا مقصد کوئی طنز کرنا نہیں۔ یہ سوال اگر ایس اے حمید صاحب پوچھتے تو پھر شاید مناسب ہوتا' خان صاحب سے میں ایسے سوال کی توقع نہیں کرتا تھا۔ جناب والا! زمین داروں کی ضرورت کے مطابق' اگر کہیں زمین دار کو پانی صحیح طرح سے نہیں مل رہا تو اس کو نیا minor دیا جاتا ہے۔ اگر کسی پرانے minor سے ان کی ٹیل دور ہے' وہاں پر نئے minor کی ضرورت ہے' وہاں پہ آب پاشی صحیح طریقے سے نہیں ہو رہی' پانی فصلات تک صحیح طریقے سے نہیں پہنچ رہا تو وہاں پر نئے minor کی منظوری دی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کی feasibility اور پانی کی availability دیکھ کر یہ منظوری دی جاتی ہے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی ابہام والی بات نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شاید میں سمجھا نہیں سکا یا وزیر موصوف میرا سوال سمجھ نہیں سکے۔ میں نے پوچھا ہے کہ ایک نیا minor بنانے کے لیے criteria کیا ہے؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ سعید اکبر خان صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ minor بنانے کا criteria کیا ہے' کیوں بنایا جاتا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اگر صحیح طریقے سے criteria سمجھنا چاہتے ہیں تو عامر سلطان چیمہ صاحب سے سمجھ لیں کہ وہاں پر کس طرح سے لوگوں کا شدید دباؤ تھا' کس طرح جلوس نکلتے تھے' وہاں پر پانی کی کمی سے لوگوں کا کتنا برا حال تھا؟

جناب سپیکر، یعنی آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے minor بنائے جاتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جی ہاں۔ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے نیا minor دیا جا سکتا ہے' بشرطیکہ وہاں پہ پانی کی availability ہو۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب' آپ میری بات تو سنتے ہی نہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ اپنی سیٹ پر ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار: میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات بھی کرنی ہے کہ آج مجھے دھکا دے کر یہاں پھینک دیا گیا ہے۔ اب معلوم نہیں' شاید یہاں سے باہر پھینک دیں گے۔

جناب سپیکر: جو حضرات پارلیمانی سیکرٹری بنے ہیں ان کی وجہ سے آپ کو اس طرف سیٹ دی گئی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! جنھیں یار پسند کرے پارلیمانی سیکرٹری تو وہی بنیں گے۔ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے خود فرمایا تھا کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات نہ کیے جائیں' لیکن آج پہلے سوال پر کوئی نو ضمنی سوالات کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: صدیق سالار صاحب! یہ میں نے کوئی پابندی نہیں لگائی تھی ۔ آپ وقت ضائع نہ کریں اور تشریف رکھیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر108۔

گوجر خان میں بجلی کی فراہمی

*108۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے اپنے مراسلہ نمبر پی پی۔ آئی۔ آر او(ڈبلیو اینڈ ایف) پی اینڈ ڈی/94 مورخہ11 جون1995ء کے تحت گوجر خان کے مواضعات میںانہ یونین کونسل جھونگل اور ملکوال منکا یونین کونسل چنگا بنگیال کو بجلی کی فراہمی کے لیے سیکرٹری اریگیشن کو کام شروع کرنے کو کہا تھا۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس پر آج تک کیا کارروائی ہوئی ہے اور ان دیہات کو کب تک بجلی کی

فراہمی ہو گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمانہ ریکارڈ اور واپڈا وضاحت کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔

یہ درست ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی نے بذریعہ چٹھی نمبر ای۔پی۔ آئی۔ آر(ڈبلیو اینڈ ایف)پی اینڈ ڈی/94 مورخہ 11 جون 1995ء کے تحت گوجر خان کے مواضعات ممینالہ یونین کونسل جھونگل اور ملکول منکا یونین کونسل چنگابنگیال کی فراہمی بجلی کے سلسلہ میں سیکرٹری اریگیشن اور چیف انجینئرC-M&O واپڈا کو اطلاع دی۔

(ب) محکمہ واپڈا نے اطلاع دی ہے۔ کہ سال1995ء کی دیہات کو فراہمی بجلی کی پالیسی کے مطابق ہرصوبائی حلقہ کے دیہات کی ڈسٹرکٹ سوشل ایکشن بورڈ سےمنظوری لازم تھی۔ چونکہ سوشل ایکشن بورڈ نےمنظوری نہ دی لہذا اس حلقہ میں فراہمی بجلی کا کام شروع نہ ہو سکا اب صرف وفاقی حکومت کی جانب سے نئی پالیسی آنے پر کارروائی ممکن ہوسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت صوبائی اسمبلی کے ہرممبر کے ہر حلقے سے دو دو دیہات کو بجلی فراہم کرنے کے لیےمحکمہ واپڈا نے ایک خط لکھا اور پھر ہم نے اپنی ترجیحات کے اعتبار سے دو دو دیہات کے نام دیے۔ لیکن بعدمیں اپوزیشن کےممبران ہونے کی وجہ سے ان منصوبوں میں رکاوٹ ڈالی گئی۔ اس کے بعدمیں پہلے ایک سوال کے ذریعے اور پھر ایک تحریک استحقاق کے ذریعے یہ معاملہ اسمبلی میں لے آیا۔ یہاں اس ہاؤس میں موجود بیشتر ارکان اس بات کے گواہ ہیں کہ جب اس وقت کے وزیر آب پاشی و قوت برقی کے پاس کوئی اور چارہ نہیں تھا تو پھر انھوں نے یہاں اسمبلی کے فلور پر یہ commitment کی کہ مذکورہ دیہات کو بجلی فراہم کر دی جائے گی اور اس کے لیے فنڈز فراہم کر دیے گئے ہیں۔ تو میں کیا یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جس بات کا یہاں اسمبلی کے فلور پر فیصلہ ہو جائے اس کو بھی پورا نہیں کیا جاتا؟ اس ہاؤس کی اس بارے میں کیا روایات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اب اس سوال کے جواب میں، میں کیا عرض کر سکتا ہوں؟ مجھے اس وقت کے وزیر صاحب سےمعلومات حاصل کرنا پڑیں گی۔ اگر راجہ صاحب اتنا وقت دیں تو میں ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ انھوں نے commitment کی ہے یا نہیں کی۔ میں اس بارے میں کیسے کہہ

سکتا ہوں کہ انھوں نے commitment کی ہے یا نہیں کی' غلط کی تھی یا صحیح کی تھی؟ میں اس بارے میں بالکل لاعلم ہوں۔ میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ اس سلسلے میں پنجاب حکومت کو جو allocation ملتی ہے اس میں ان کے لئے کچھ کروں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اسے دیکھ لیں اور جتنا عمل درآمد کروا سکتے ہیں وہ کریں۔ انکے مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، ہاں' یہ کر لیتے ہیں کہ ان کے مسئلے کا کوئی حل نکال لیتے ہیں۔ میں راجہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتا ہوں اور اگر ایسی کوئی commitment ہوئی ہے' ریکارڈ پہ ہے تو ان شاء اللہ ان کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کو وہ اسمبلی کی کارروائی اور ریکارڈ مہیا کر دوں گا اور اس کے بعد میں توقع رکھتا ہوں کہ یہ اس پر عمل درآمد کروائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' انھوں نے وعدہ کر لیا ہے۔اگلا سوال بھی راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: سوال نمبر 109۔

دولتالہ میں بجلی کی فراہمی

*109۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آب پاشی پنجاب نے اپنے ایک مراسلہ نمبر ایس او(آر۔ای)5-1 (آر۔پی)91/90 مورخہ 22۔ نومبر 1991ء کے تحت دولتالہ کی داخلی آبادیوں میں بجلی کی سپلائی کا کام شروع کرنے کا حکم جاری کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی بار محکمہ کی یاد دہانیوں کے باوجود کام شروع نہیں کیا گیا۔اس کی کیا وجہ ہے اور کب تک یہ کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمانہ ریکارڈ اور واپڈا وضاحت کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔ یہ درست ہے کہ محکمہ اری گیشن کے ریکارڈ کے مطابق اس چٹھی کے ذریعے سال 92-1991ء کے دوران واپڈا سے فراہمی بجلی کے لیے کہا گیا۔

(ب) وفاقی حکومت کی پالیسی برائے فراہمی بجلی دیہات 1994ء کے مطابق سال 92-1991ء کے

صرف ان دیہات کو جہاں 25 فی صد تک کام شروع ہوا تھا۔ ان کو مکمل کرنے کا کہا گیا چونکہ ان دیہات پر کام شروع نہ ہوا تھا۔ اس لیے یہ فراہمی بجلی کے منصوبہ میں شامل نہ ہو سکا۔ وفاقی حکومت کی جانب سے نئی پالیسی واضح ہونے پر ہی یہ کام ممکن ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اسے بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت حکومت نے ہر صوبائی حلقے میں ایک فارمولے کے تحت جس کا نام 1+9 دیا گیا' کہ ایک village اور 9 داخلی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کا پروگرام بنایا گیا۔ پورے صوبے میں اس پروگرام پر عمل درآمد ہوا اور میرے حلقے میں بھی ایک دیہات اور آٹھ آبادیوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ لیکن ایک بڑی آبادی کو' جو اس وقت ٹاؤن کمیٹی بھی ہے' مرکز ہیڈکوارٹر بھی ہے' نظر انداز کر دیا گیا ہے جو کہ وہاں کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس سوال میں بھی یہی ہوا کہ on the floor of the House یقین دہانی کروائی گئی' لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کروایا گیا۔ تو میں یہی چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جو بھی فیصلے ہوں کم از کم ان کی حد تک عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اس پر بھی عمل درآمد کروائیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محمد ریاض ملک صاحب کا ہے۔

جناب محمد ریاض ملک: سوال نمبر 156

شاہدرہ کو سیلاب سے بچانے کے اقدامات

*156۔**جناب محمد ریاض ملک**: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال سیلاب سے شاہدرہ اور اس کے ملحقہ علاقوں میں سے زبردست تباہی ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے پچھلے سال سیلاب کی روک تھام کے لیے ایک منصوبہ بنایا تھا۔ اس منصوبے پر کتنی رقم خرچ کرنے کا پروگرام ہے اور مذکورہ علاقے کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے دیگر کیا تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

(الف) گزشتہ سال دریائے راوی میں غیر معمولی سیلاب آیا تھا تاہم شاہدرہ اور اس کے ملحقہ علاقوں میں

کسی قسم کی کوئی تباہی نہیں ہوئی۔

(ب) گزشتہ سال سیلاب کی روک تھام کے لیے کوئی منصوبہ نہ بنایا گیا ہے۔ تاہم شاہدرہ فلڈ بند کو پختہ کرنے کے لیے ایک تجویز زیر غور ہے۔ تجویز ہذا کی جانچ پڑتال کے بعد قابل عمل ثابت ہونے پر یہ منصوبہ تیار کیا جائے گا۔ بہر حال آئندہ سیلاب سے بچاؤ کے لیے متعلقہ اہل کاروں کو چوکس کر دیا گیا ہے اور ہنگامی حالت کی صورت میں محکمہ کے وسائل میں رہتے ہوئے حفاظتی پشتہ جات کی دیکھ بھال کی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد ریاض ملک: جناب سپیکر! اس میں صرف پچھلے سال کا لکھا ہوا ہے۔ شاید یہ کوئی typing mistake ہے۔ یا تو اس کو درست کیا جائے یا پھر اگلے اجلاس میں اس سوال کو دوبارہ لایا جائے۔

جناب سپیکر: محمد ریاض ملک صاحب! آپ نے جو سوال کیا ہے اسی کے مطابق جواب آیا ہے۔ آپ نے جو سوال کیا ہے اس میں آپ نے پچھلے سال کا ہی پوچھا ہے۔ اسی حساب سے جواب دیا گیا ہے۔

جناب محمد ریاض ملک: جناب والا! میرا سوال تھا کہ پچھلے دس سالوں میں---

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ آپ نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال سیلاب سے شاہدرہ اور اس کے ملحقہ علاقوں میں زبردست تباہی ہوئی تھی" اس میں دس سال کا ذکر تو نہیں ہے۔

جناب محمد ریاض ملک: جناب والا! میں نے اپنے اصل سوال میں پچھلے دس سالوں کا لکھا تھا۔ شاید یہ کوئی typing mistake ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ اپنا یہ سوال نئے سرے سے دے دیں۔

جناب محمد ریاض ملک: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محمد ریاض ملک صاحب کا ہے۔

جناب محمد ریاض ملک: سوال نمبر 157۔

Spill Way بنانے کے اقدامات

*157۔ جناب محمد ریاض ملک، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیلاب کے موسم میں دریائے راوی لاہور شاہدرہ کے مقام پر پانی کا بہاؤ تقریباً3 لاکھ کیوسک ہوتا ہے جس کی وجہ سے پانی کے زبردست دباؤ سے لاہور اور گردونواح میں زبردست جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت لاہور / شاہدرہ کے مقام پر ریلوے پل اور پرانے راوی پل اور نئے راوی پل میں سے پانی کا اخراج تقریباً2 لاکھ کیوسک ہو سکتا ہے۔

(ج) کیا حکومت اس مقام پر ان پلوں میں پانی کے اخراج کے لیے (Spill Ways) بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

(الف) تین لاکھ کیوسک پانی دریائے راوی میں تقریباً دس سے بارہ سالوں کے عرصہ کے بعد آتا ہے۔ سیلاب کے موسم میں اکثر پانی 80 ہزار کیوسک سے لے کر ایک لاکھ پچاس ہزار کیوسک کے درمیان پانی گزرتا ہے جو ہر سال آسانی کے ساتھ بغیر نقصان کے گزر جاتا ہے۔ انتہائی اونچے درجہ کے سیلاب کی صورت میں شاہدرہ اوراس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مالی و جانی نقصان ہوتا ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ ریلوے پل کی گنجائش دو لاکھ پچاس ہزار (2,50,000 کیوسک) تک ہے۔ لہذا دو لاکھ کیوسک پانی آسانی سے گزر جاتا ہے۔

(ج) شاہدرہ کے مقام پر علاقہ بہت گنجان آباد ہے۔ سپل وے کے پانی کے گزرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ لہذا حکومت کسی قسم کا کوئی بھی سپل وے (Spill Way) بنانے کا منصوبہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر: یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد ریاض ملک: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ "تین لاکھ کیوسک پانی دریائے راوی میں تقریباً دس سے بارہ سالوں کے عرصے کے بعد آتا ہے"۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر دس سے بارہ سال تک اتنا پانی آتا ہے تو پھر 1973ء کے اندر سیلاب آیا تھا اور شاہدرہ کی طرف بند توڑ دیے گئے تھے' جانی و مالی بہت سا نقصان ہوا۔ اس کے بعد 1975ء میں سیلاب آیا اور پھر بھی لاہور کو بچانے کے لیے شاہدرہ کی طرف بند توڑ دیے گئے اس سے بھی جانی و مالی نقصان ہوا۔

اس کے بعد پھر 1988ء میں سیلاب آیا تو پھر بھی لاہور کو بچانے کے لیے شاہدرہ کی طرف بند توڑ دیے گئے۔ جناب والا! یہ کتنی دیر تک ایسا ہوتا رہے گا کہ جب بھی سیلاب آئے گا تو لاہور کو بچانے کے لیے آپ شاہدرہ کی طرف بند توڑ دیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جواب میں یہ لکھا ہے کہ دس سے بارہ سالوں کے عرصے کے بعد اتنا سیلاب آتا ہے جس سے تین لاکھ کیوسک پانی دریائے راوی میں آتا ہے۔ بہرحال، چودھری صاحب! آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اس کا جواب بڑا واضح ہے۔ ہم نے عرض کیا ہے کہ abnormal situation کبھی دس بارہ سال کے دوران ایک آدھ دفعہ آتی ہے۔ اگر فاضل دوست کا اس کے علاوہ کوئی سوال ہے تو میں جواب کے لیے حاضر ہوں۔

جناب محمد ریاض ملک: جناب والا! انھوں نے اپنے جواب کے جز (الف) میں فرمایا ہے کہ "انتہائی اونچے درجے کے سیلاب کی صورت میں شاہدرہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں مالی و جانی نقصان ہوتا ہے" تو یہ جو جانی و مالی نقصان ہوتا ہے، ہزاروں ایکڑ فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ شاہدرہ لاہور ہی کی ایک آبادی ہے، وہاں پر غریب لوگ بستے ہیں۔ کیا وزیر موصوف کے پاس اس کا کوئی حل ہے کہ لاہور کو بچانے کے لیے شاہدرہ کی طرف جو بند توڑ دیے جاتے ہیں یہ نہ توڑے جائیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! فاضل دوست جو فرما رہے ہیں اس کے بارے میں یہی عرض کی جاتی ہے کہ زندگی میں کوئی priorities fix کرنی پڑتی ہیں۔ لاہور شہر کو بچانا زیادہ ضروری ہے یا ساتھ کی زمینوں کو بچانا زیادہ ضروری ہے؟ جناب سپیکر! بعض اوقات ایسی abnormal situation ہو جاتی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی معاف کرنا چودھری صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جی کوئی بات نہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ جب بھی کوئی ایسی ناگہانی آفت آتی ہے تو وہاں ترجیحات مقرر کی جاتی ہیں۔ میرے فاضل دوست لاہور شہر کو بچانا بہتر خیال نہیں فرماتے لیکن میرا خیال ہے کہ لاہور شہر کو بچانا پہلی ترجیح ہوتی ہے تا کہ اگر تھوڑا بہت فصلوں کا نقصان ہو بھی جائے اور گرد و نواح میں پانی پھیل بھی جائے تب بھی لاہور کو بچانا چاہیے۔ اگر انھیں اس کی ترجیح پر اعتراض ہے تو اس پر argument ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ریاض صاحب! میں نے آپ کا پہلے والا لکھا ہوا سوال بھی آپ کو بھجوایا تھا۔

جناب محمد ریاض ملک، جناب والا! میں اس کے بعد دیکھ لوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اس کے بعد دیکھ لیں۔ اب نماز مغرب کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔ اب ان شاء اللہ دوبارہ چھ بجے ملیں گے۔

(نماز مغرب کے لیے چھ بجے تک کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی ہوگئی)

(بعد از وقفہ نماز مغرب 6 بج کر 10 منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیمo

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! سوالات کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے پیر گل صاحب کی تحریک استحقاق لے لیں جو آپ نے pending کی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! وقفہ سوالات کے ختم ہونے کے بعد take up کرتے ہیں۔ جی ملک ریاض صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد ریاض ملک، جناب سپیکر! میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ سیلاب سے جو جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے کیا ان کے پاس کوئی طریقہ کار ہے؟

جناب سپیکر، وہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ جب سیلاب آتا ہے تو جو سیلاب کی وجہ سے جانی و مالی نقصان ہوتا ہے۔اس کے سدباب کے لیے کیا آپ کے پاس کوئی پلاننگ ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! محکمہ آب پاشی کا کام ہی یہی ہے کہ مالی و جانی نقصان کم سے کم ہو اور اس کو بچایا جائے۔ جناب والا! یہی ہمارے فرائض منصبی میں بھی شامل ہے۔جناب والا! ہم نے جو spurs پہلے ہی بنائے ہوئے ہیں ان کی extension کرتے رہتے ہیں اور سیلاب سے پہلے ہی سارا کام مکمل کر لیتے ہیں اور سیلاب کے دوران flood fighting اسی لیے کرتے ہیں کہ لوگوں کو جانی اور مالی نقصان نہ پہنچے۔ اس کے لیے شاہدرہ کے گردونواح میں سیلاب سے حفاظت کے لیے ہمارا جو نظام تھا۔ جتنے حفاظتی بند تھے۔ وہ سارے کے سارے اس دفعہ لوگوں کو جانی و مالی نقصان سے بچانے کے لیے بڑے مددگار ثابت ہوئے ہیں۔ جناب والا! اس دفعہ جتنا بھی جانی و مالی نقصان ہوا ہے وہ سیلاب کی وجہ سے نہیں ہوا۔ وہ بارشوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ پورا علاقہ سیلاب میں ان بندوں کی وجہ سے بڑا محفوظ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی ریاض صاحب۔

جناب محمد ریاض ملک: جناب والا! وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ spurs کو مضبوط کیا جائے گا اور بندوں کو مضبوط کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ آب پاشی نے وہاں پر breaching section رکھے ہوئے ہیں۔ جب سیلاب آتا ہے تو وہاں پر dynamites سے اس کو اڑا دیا جاتا ہے اور شاہدرہ کی طرف پانی پھینک دیا جاتا ہے۔ تو میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ اگر بندوں کو مضبوط کرنے سے یا spurs کو مضبوط کرنے سے ہمارے شاہدرہ کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک نہیں۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ فاضل دوست ہمارے کام کو شاید ہمسے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے ایک ہی بات پہ وہ اڑے ہوئے ہیں کہ breaching section کو breach کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ سارا نظام ہی اس کے اوپر کھڑا ہے۔ مثال کے طور پر ہمارا کوئی بیراج ہے۔ اس کو بچانے کے لیے ہم نے جتنے بند بنائے ہوتے ہیں۔ کسی وقت کوئی abnormal صورت حال ہو جائے، زیادہ پانی آ جائے تو ہم اس کو breach کر دیتے ہیں تاکہ بیراج بچ جائے۔اسی طرح لاہور شہر کو بچانے کے لیے کہیں سے breach کرنا پڑتا ہے تو وہ وقت کی ضرورت ہوتا ہے۔ وہاں سارے ماہرین اکٹھے ہوتے ہیں۔ فوج والے ہوتے ہیں۔ ہمارے ماہرین ہوتے ہیں۔ پھر وہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہاں یہ breach کیا جائے۔ ہم ایسے ہی breach نہیں کر دیتے کہ لوگوں کو سیلاب کی نذر کر دیا جائے۔ اس پر وہ پھنسے ہوئے ہیں۔ جناب والا! اس میں محکمہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا۔زیادہ نقصان ہو رہا ہو تو اس کو بچانے کے لیے ہم ایسا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ملک ریاض صاحب۔

جناب محمد ریاض ملک: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے عرض ہے کہ شاہدرہ میں بھی تو لوگ ہی بستے ہیں۔ یہ کیوں کیا جاتا ہے کہ شاہدرہ کی طرف سے dynamites سے بند کو اڑا دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو کوئی سوال نہیں بنتا۔ اس لیے نہیں بنتا کہ جب ان کے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ پورے لاہور کو بچانا ضروری ہے یا شاہدرہ کے تھوڑے سے علاقے کو بچانا ضروری ہے اور ایسی صورت حال دس بارہ سال کے بعد پیدا ہوتی ہے۔

جناب محمد ریاض ملک: ہر تین چار سال کے بعد ایسا ہوتا ہے۔اس میں ہم لوگ جتنی ڈویلپمنٹ

کراتے ہیں تو وہ ساری سڑکیں پھر ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس میں میری ایک تجویز ہے اگر آپ مناسب سمجھیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، اصل بات یہ ہے جو یہ کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں اجازت دیں کہ یہ کیا تجویز دینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ریاض صاحب۔

جناب محمد ریاض ملک، جناب والا! اس میں بات یہ ہے کہ بیس سالوں کے اندر کروڑوں روپیہ لاہور کو بچانے کے لیے دریا کے اوپر خرچ کیا گیا ہے۔ جس میں spurs بنائے گئے ہیں' بند بنائے گئے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے جو تین پلُ ہیں جس میں ریلوے کا پل ہے' پرانا راوی پل ہے اور نیا راوی کا پل ہے۔ اگر ان کے span بڑھا دیے جائیں۔ ان کی re-modelling کر دی جائے۔ اگر حکومت دس پندرہ کروڑ روپیہ خرچ کر دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لاہور بھی محفوظ ہو جائے گا اور شاہدرہ میں جو تین چار سال کے بعد کتنی جانوں کا نذرانہ دیا جاتا ہے۔ ہزاروں ایکڑ فصل تباہ ہو جاتی ہے۔ وہاں غریب لوگ ہیں جو دو تین سال پیسے اکٹھے کر کر کے اپنی بچیوں کی شادی کے لیے جمع کرتے ہیں تو جناب' جب بند توڑے جاتے ہیں تو بعد میں پھر وہ اپنے مکان بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ وزیر موصوف یہ مہربانی فرمائیں کہ ہمارے تین پل ہیں' ان کی re-modelling کی جائے اور ان کے اوپر کوئی دس پندرہ کروڑ روپیہ خرچ کر کے span بڑھا دیے جائیں تاکہ لاہور بھی محفوظ ہو جائے اور شاہدرہ بھی۔ اس سلسلے میں وزیر صاحب کچھ فرمائیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اگر ان کے پاس اتنی اچھی تجاویز ہیں جو آج تک ہمارے ٹیکنیکل لوگ نہیں سمجھ سکے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ ہمارے محکمۂ آب پاشی کے ساتھ اتنی دل چسپی رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں۔ اگر ان کی تجویز ٹیکنیکل ممکن ہوئی تو اس پر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ درست ہے کہ جہاں محکمہ ضرورت محسوس کرے وہاں protection spurs یا بند جو بنائے جاتے ہیں ان کو breach کر دیا جاتا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی پچھلے دنوں جو سیلاب آیا تھا تو کچھ ایسے spurs ناقص

تعمیر کی وجہ سے ٹوٹ گئے؟ خاص طور پر ضلع گجرات میں جانی و مالی نقصان بھی ہوا۔ آیا کچھ ایسے بند ان کی نظر میں ہیں؟ جو کہ ناقص تعمیر کی وجہ سے ٹوٹ گئے اور وہاں جانی نقصان ہوا؟

جناب سپیکر، سوال یہ ہوا کہ کیا آپ انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی جناب والا! جناب نے سوال کو بالکل سمجھا' بلکہ مجھ سے بھی زیادہ سمجھا ہے۔ اس قسم کا کوئی واقعہ ان کی نظر میں ہو تو یہ فرمائیں۔ اس پر مکمل طور پر پوری انکوائری کی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی عمران صاحب۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! میں امید کر رہا تھا کہ منسٹر صاحب کو پتا ہوگا کہ ضلع گجرات میں شہباز پور کا جو protection spur بنایا گیا تھا۔ جہاں آپ بھی تشریف لے گئے تھے اور میاں شہباز شریف صاحب بھی تشریف لے گئے تھے۔ جس کی ناقص تعمیر کی وجہ سے وہ protection spur ٹوٹ گیا۔ اس کی وجہ سے کافی نقصان ہوا۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے محکمے سے بھی کہا تھا کہ اس کی انکوائری کروائی جائے۔ آیا یہ چیز وزیر صاحب کے نوٹس میں ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! بالکل میرے نوٹس میں ہے۔ اگر گجرات کا واقعہ بھی میرے نوٹس میں نہیں تو پھر میں نے پورے پنجاب میں کیا اریگیشن منسٹری کرنی ہے؟ اس پر مکمل انکوائری کروا کر میں اپنے فاضل دوست کو مطمئن کروں گا کہ وہ ناقص تعمیر کی وجہ سے ٹوٹا یا زیادہ پانی آنے کی وجہ سے ٹوٹا۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! اگر اس انکوائری کے بارے میں میری مدد کی ضرورت ہو۔ کیونکہ میں انھیں حقائق بتا سکتا ہوں۔ کیونکہ جس کنسٹرکشن کمپنی نے وہ بند بنایا تھا وہ وہاں ابھی بھی دندناتی پھر رہی ہے اور وہ لوگ جن کا مالی و جانی نقصان ہوا ان کے گھر میں سوگ ہو رہا ہے۔ وہ کنسٹرکشن کمپنی ابھی بھی عیاشی کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ شہباز پور بند کی انکوائری میں مجھے بلائیں تاکہ میں انھیں حقائق بتا سکوں؟

جناب سپیکر، یہ انھوں نے کہہ دیا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں تو ان سے تعلیم کے معاملات میں بھی مشاورت لیتا ہوں جو کہ نہیں لینی چاہیے' تو آب پاشی میں کیوں نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر، صحت میں بھی لے لیا کریں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! صحت میں بھی لیتے ہیں۔ ان کی قابلیت سے پورا استفادہ کرتے ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے نوٹس میں ہے کہ جہاں بند بنے ہی نہیں اور سب کچھ لے لیا گیا۔ کیا ان کے نوٹس میں یہ بھی ہے؟ اور ان کی انکوائری کروا رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر، آپ ان کے نوٹس میں یہ لائیں۔ جی اگلا سوال ہے۔ جناب سرفراز خان بھٹی صاحب۔

جناب سرفراز خان بھٹی، سوال نمبر 173۔

نہر جھنگ برانچ کی پٹریوں کی مرمت

*173۔جناب سرفراز خان بھٹی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر جھنگ برانچ کی پڑیاں ریلوے لائن پل سکھیکی سے مونا بنگلہ تک بالکل تباہ ہیں اور ریلوے لائن اور نہر کے درمیان پانی کھڑا رہتا ہے۔ جس سے زمین سیم زدہ ہو گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سیم زدہ زمین کے اثر کی وجہ سے لاہور سرگودھا روڈ بھی متاثر ہو رہی ہے۔

(ج) حکومت اس کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ کنارہ جات جھنگ برانچ از برجی38000 تا69000 کی حالت خستہ ہے۔

(ب) قصبہ سکھیکی کے نزدیک لاہور، سرگودھا روڈ کو نقصان پہنچنے سے متعلق پراجیکٹ ڈائرکٹر سیکنڈ سکارپ ٹرانزیشن پراجیکٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق اس جگہ زیر زمین پانی کی کمی زمین کی سطح سے دس فٹ نیچے ہے۔ لہذا سڑک کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا احتمال نہ ہے۔

(ج) پٹریوں کی فوری مرمت کے لیے 67 لاکھ کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ فنڈ مہیا ہونے پر پٹریوں کی مرمت کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے؛ جی' سرفراز بھٹی صاحب کوئی ضمنی سوال؟

جناب سرفراز خان بھٹی، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ "نہر جھنگ برانچ کے کنارے خستہ ہیں"۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک راجباہ ہے جس کا درمیانی فاصلہ تقریباً ڈیڑھ دو ایکڑ کے قریب ہے۔ وہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ اس کے کنارے نہ ہونے کی وجہ سے جھنگ برانچ کا جو پانی ہے وہ ادھر چلا جاتا ہے۔ وہ جو جگہ ہے وہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے۔ پانی وہاں سٹور ہو جاتا ہے اور تقریباً چار پانچ فٹ پانی وہاں سٹور رہتا ہے۔ اس سٹوریج کی وجہ سے تقریباً تین تین میل کے اندر پانی کی سطح اوپر ہو گئی ہے اور زمین پر water logging شروع ہو گئی ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی ایک اور گزارش کروں کہ جھنگ برانچ کے ساتھ ساتھ ایک رسول سکیم ہے۔

جناب سپیکر، سرفراز بھٹی صاحب! ایک ایک کر کے سوال کریں ناں۔ تبھی منسٹر صاحب کو پتا چلے گا کہ آپ اس میں پوچھنا کیا چاہتے ہیں۔ آپ کے اپنے سوال کا جو پہلا حصہ ہے وہ ذرا مختصر بتائیں کہ آپ اس میں پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

جناب سرفراز خان بھٹی، نہر کے کنارے درست کیے جائیں۔ وہ انھوں نے لکھا ہے۔ لیکن میں نے اس کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ وہ جو پانی سٹور ہوتا ہے اس وجہ سے تین تین میل تک زمین بنجر ہونا شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، پانی کے اس سٹوریج کی وجہ سے جو زمین کا نقصان ہو رہا ہے اس کو ٹھیک کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ پہلا سوال ہے جس کے اوپر میں آپ کی وساطت سے ان کے سامنے مکمل طور پر concede کرتا ہوں کہ یہ بات درست کر رہے ہیں۔ آپ نے شاید ملاحظہ فرمایا ہو کہ میں نے اس میں جو جواب دیا ہے وہ بھی یہی ہے کہ اس کے کناروں کی حالت واقعی خستہ ہے۔ اس کو ہم rehabilitation of canal programme میں شامل کر کے درست کروا دیں گے۔ فاضل دوست کا خدشہ درست ہے۔ میں اس میں کوئی ایسی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، پھر اس کو آپ اس سکیم میں رکھیں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی، ہم اس نہر کو top priority پر rehabilitate کر دیں گے۔

جناب سپیکر، بھٹی صاحب! وہ اس کو top priority کے اوپر ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب سرفراز خان بھٹی، جی، ٹھیک ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، اس کے اوپر ہم نے کوئی 67 لاکھ کا تخمینہ بنا کر بھجوا دیا ہے اور اس کو ان شاء اللہ ہم re-model کروا دیں گے۔

جناب سپیکر، اب آپ کے سوال کا دوسرا حصہ کیا ہے؟

جناب سرفراز خان بھٹی، دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس نہر کے ساتھ ساتھ رسول سکیم کے ٹیوب ویل ہیں اور وہ رسول سکیم ابھی تک ختم نہیں ہوئی لیکن وہ damage ہو گئے ہیں اور کوئی اِکا دُکا ہی ٹیوب ویل چلتا ہے۔ اس وجہ سے بھی water logging شروع ہے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بذاتِ خود وزٹ کر کے اس پر ذرا مہربانی کریں۔ ان ٹیوب ویلوں کی بھی ذرا re-boring کروا دیں۔ آپ کے پاس re-boring کی کوئی سکیم ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! یہ فرماتے ہیں کہ اس کا وزٹ کر لیا جائے۔ تو میں ان کے ساتھ جا کر وزٹ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ وہاں پر ان کی جو بھی مشکل ہے اس کو محکمہ نہر حل کر سکتا ہے۔ اس کے لیے میں تیار ہوں۔

جناب سرفراز خان بھٹی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال ہے چودھری غلام رسول صاحب (سوال نمبر 281 پیش نہ کیا گیا) نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! اس سے اگلا سوال ہے ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، سوال نمبر 233۔

دریائے سندھ کے کٹاؤ کو روکنے کے اقدامات

*233۔ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چشمہ ہیڈ کی وجہ سے دریائے سندھ موضع شاہ نواز، موضع گجرات، موضع بھمب، موضع میلے والی، موضع مموں والی، موضع جھنگی، موضع نوشہرہ، موضع احد شاہ والی کی طرف کٹاؤ کر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ زرعی رقبہ، سینکڑوں ٹیوب ویل

سینکڑوں گھر اور سکول دریا برد ہو چکے ہیں۔
(ب) کیا حکومت مذکورہ رقبہ کا سروے کروا کے دریا کے کٹاؤ کو روکنے اور اس سے ہونے والے نقصان کا تدارک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،
(الف) محکمہ آب پاشی نے دریائے سندھ کے سیلاب سے متاثرہ مواضعات شاہ نواز' گجرات' بھمب' میلے والی' جھنگی' بموں والی نوشہرہ' ضلع میانوالی وغیرہ کا سروے شروع کر دیا ہے۔ بعد از جائزہ رپورٹ برائے روک تھام سیلاب اور متاثرہ لوگوں کے تحفظ کے لیے ایک سکیم مرتب کی جائے گی۔ سکیم کے قابل عمل ہونے پر مناسب اقدامات کئے جائیں گے۔
(ب) جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ سکیم کے قابل عمل ہونے کی صورت میں بعد از منظوری و فراہمی فنڈز دریا کے کٹاؤ کے تدارک کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب،یہ جواب بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال جوئیہ صاحب؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! کیا گورنمنٹ نے کوئی ایسی سکیم بنائی تھی کہ چشمہ ہیڈ بننے سے اتنے فاصلے تک نقصان ہوتا رہے گا؟

جناب سپیکر، آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چشمہ ہیڈ بننے کی وجہ سے اس کا کوئی ایریا مقرر کیا گیا تھا کہ اس ایریا کا ہمیشہ نقصان ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر، اس کے علاقے میں جو جو قصبہ جات آئیں گے ان کا نقصان ہوتا رہے گا۔ چشمہ ہیڈ بنانے سے پہلے ظاہر ہے کہ اس طرح کی کوئی سکیم رکھی گئی ہوگی کہ یہ بننے سے کس کس قصبے کو نقصان پہنچے گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس قسم کی سکیمیں اس لیے تو نہیں بنائی جاتیں کہ لوگوں کا ان میں نقصان کیا جائے۔ فاضل دوست اس میں جو پوچھنا چاہتے ہیں وہ ذرا مجھے سمجھائیں تو پھر میں اس کا کوئی جواب دے سکوں گا۔

جناب سپیکر، اس میں جن قصبہ جات کی طرف ان کا اشارہ ہے وہ آپ کے جواب کے جزو (الف) میں لکھے گئے ہیں۔ اس میں شاہ نواز' موضع گجرات' موضع بھمب' موضع میلے والی' موضع جھنگی' موضع

بموں والی، نوشہرہ، ضلع میانوالی وغیرہ۔ یہی ہیں ناں؟

ملک غلام شبیر جوئیہ: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ چشمہ ہیڈ جب بنا تھا تو پورا دریائے سندھ اس کا ایک ہیڈ تھا۔ اس کے پانی کے پریشر سے کافی رقبوں کا نقصان ہو چکا ہے اور ابھی تک نقصان ہو رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا ہے۔ اس میں گورنمنٹ نے یہ تجویز کیا تھا کہ ان کے ساتھ پندرہ ہزار فٹ یا پندرہ ہزار گز کے پشتے بنائے جائیں گے۔ لیکن پشتے کسی نے نہیں بنائے۔ جب پانی ہیڈ سے نکلتا ہے تو وہ لوگوں کے ٹیوب ویلوں اور زمینوں کا نقصان کرتا ہے اور یہ سارا سال ہوتا رہتا ہے۔ پھر یہ نہیں کہ ایسا صرف ایک سال ہی ہوتا ہے، بلکہ ہمیشہ ہوتا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے جواب کو تھوڑا سا پڑھ دوں تاکہ واضح ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، میرا خیال ہے کہ اس کو ذرا پڑھ دیں تاکہ کچھ اندازہ ہو جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

(الف) محکمہ آب پاشی نے دریائے سندھ کے سیلاب سے متاثرہ مواضعات شاہ نواز، گجرات، بھمب میلے والی، جھنگی، بموں والی نوشہرہ، ضلع میانوالی وغیرہ کا سروے شروع کر دیا ہے۔ بعد از جائزہ رپورٹ برائے روک تھام سیلاب اور متاثرہ لوگوں کے تحفظ کے لیے ایک سکیم مرتب کی جائے گی۔ سکیم کے قابل عمل ہونے پر مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

(ب) جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ سکیم کے قابل عمل ہونے کی صورت میں بعد از منظوری و فراہمی فنڈز دریا کے کٹاؤ کے تدارک کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس میں ہم نے ساری ماڈل سٹڈی وغیرہ کروا لی ہے۔ ان کے خدشات بھی درست ہیں۔ اس پر ہم ایک سکیم مرتب کر رہے ہیں اور میں ان کو اس ساری exercise میں شامل رکھوں گا۔ اس کو ہم پورا process کریں گے اور اس کو پورا expedite کریں گے۔

جناب سپیکر: جوئیہ صاحب! وہ اس سلسلے میں سکیم بنا رہے ہیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ: جناب سپیکر! اس کی یقین دہانی کرائی جائے کہ وہ اس کا کوئی بندوبست کریں گے۔ ان کا یہ کہنا کہ جب پیسے آئیں گے، تو "جب" تو پتا نہیں کتنے عرصے کے بعد آئیں گے۔ کیونکہ ہیڈ کو بنے ہوئے میرا خیال ہے کہ 25 سال ہو گئے ہیں اور آج تک کسی نے اس کا کوئی خیال نہیں

کیا۔ لیکن التجا ہے کہ اس کا اگلے بجٹ میں مہربانی کرا دیں۔ کیونکہ لوگوں کی زرعی زمینیں اور کئی گھر اُجڑ گئے ہیں۔اس طرح لوگوں کا کافی نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ یہ عرض کیا ہے کہ جہاں تک زمین دار ہونے کے ناتے سے ان کی کوئی تکلیف ہے تو مجھے بھی اس کا پورا احساس ہے۔میں عرض کر رہا ہوں کہ میں اس exercise میں ان کو پورا شامل رکھوں گا اور فنڈز کی فراہمی کے لیے بھی پوری کوشش کریں گے۔ جونہی فنڈز فراہم ہوں گے تو اس کو قابلِ عمل بنانے کے لیے محکمہ اریگیشن میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال ہے جناب شوکت علی لالیکا صاحب۔

جناب شوکت علی لالیکا، سوال نمبر 236 ۔

درباری مائنر/ون ایل مائنر کی ٹیل پر پانی کی کمی

*236۔**جناب شوکت علی لالیکا،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر فورڈ واہ سے نکلنے والے درباری مائنر کی ٹیل ہمیشہ خشک رہتی ہے اور آبیانہ فل وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہر بیرواہ سے نکلنے والے مائنر ون-ایل کی ٹیل پر پانی نہیں جاتا مگر اس سال سے آبیانہ فل وصول کیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جز(الف) اور (ب) درست ہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ نہر درباری غیر دوامی ہے اور فصل خریف میں اس نہر میں پانی دیا جاتا ہے۔ نیز درباری ڈسٹی پر محکمہ انہار نے سکارپ سکیم کے تحت محکمانہ ٹیوب ویل بھی نصب کیے ہیں۔ جن سے درباری ڈسٹی کا ٹیل کا رقبہ سیراب ہوتا ہے اور موقع پر کاشت شدہ رقبہ پر محکمہ انہار شیڈول کے مطابق آبیانہ عائد کرتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ ون-ایل مائنر نہر بیروا سے نہ نکلتا ہے۔ بلکہ یہ فورڈ واہ برانچ کی برجی 129000۔ اپ سٹریم سے نکلتا ہے۔ یہاں پر کراس ریگولیٹر لگا ہوا ہے۔ اس وجہ سے اس نہر میں پانی

ہمیشہ پورا رہتا ہے۔ اور یہ نہر غیر دوامی ہے۔ جو کہ فصل خریف میں چلائی جاتی ہے۔ نیز موقع ملاحظہ کرنے کے بعد رقبہ کاشت پر شیڈول کے مطابق قائمی آبیانہ وصول کیاجاتا ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب سپیکر، یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ لالیکا صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب شوکت علی لالیکا، جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے یہ میرے خیال میں یا تو محکمے نے صحیح جواب نہیں دیا یا وزیر موصوف محکمے کی بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے سکارپ کے ٹیوب ویل لگائے ہیں۔ پانچ سال سے سکارپ کے ٹیوب ویل بند ہیں۔ آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔ میرا ٹیل پر خود اپنا رقبہ ہے اور ٹیل بند رہتی ہے بلکہ ٹیل ہے ہی نہیں اور یہ جواب دے دیا گیا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اگر حقیقت پسندی سے بات کی جائے تو ٹیلوں کے اوپر shortage بھی ہوتی ہے اور اس میں، میں ایک عرض کرنی چاہوں گا۔ یہ نہیں کہ میں کوئی ویسے ہی وضاحت کر رہا ہوں۔ پاکستان کی تاریخ میں جہاں تک مجھے پاکستان میں آئے ہوئے ہوش ہے، کسی وزیراعظم نے کبھی کوئی ٹیل چیک نہیں کی۔ ان کے ضلع میں وزیر اعظم صاحب خود پہنچے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ موقع کے اوپر آدمیوں کو پکڑ کر اندر دیا، حالانکہ محکمہ نہر کا ایک ایس۔ ای بھی اس وقت جیل کے اندر ہے۔ اس قسم کے اقدامات ان کے ضلع میں ہم کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی ٹیل پر کوئی shortage ہے تو یہ بڑی بدقسمتی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، اس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ جو سکارپ کے ٹیوب ویل ہیں وہ چل نہیں رہے، لیکن آبیانہ لیا جا رہا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! جہاں پر سکارپ کے ٹیوب ویل نہیں چل رہے۔ اس کا یہ ہے کہ جہاں سکارپ کے ٹیوب ویل ہوتے ہیں وہاں عام طور پر دوہرا آبیانہ لگایا جاتا ہے۔ ان کا کیس تھوڑا سا مختلف ہے۔ ان کی نہر میں چونکہ پانی کم تھا، اس لیے اس کو سپلیمنٹ کرنے کے لیے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ جہاں پر ٹیوب ویل نہیں چل رہے ہیں اس کی یہ نشان دہی کریں۔ اس میں ان کا جو آبیانہ ہے اس کے بارے میں consultation ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر، کیا یہ چیک ہو سکتا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جی ہاں! یہ چیک ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر، لالیکا صاحب !! اگر آپ ان کی لسٹ دیں کہ جہاں پہ ٹیوب ویل نہیں چل رہے اور آبیانہ لیا جارہا ہے۔ ویسے چودھری صاحب! یہ عام طور پر بھی شکایت ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا !! اگر مجھے دو منٹ آپ دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ یہ جو سکارپ ٹیوب ویلوں کی سکیم تھی۔ اس جیسی بہت سی دوسری سکیمیں ہیں جن سے مرحلہ وار محکمہ آب پاشی نکل رہا ہے۔ اس لیے کہ وہ ٹیوب ویل اپنی عمر پوری کر چکے ہیں۔ وہ بند رہتے تھے اور سارے زمین داروں کو ڈبل آبیانہ دینا پڑتا تھا۔ آپ خود جناب والا جانتے ہیں۔ یہ آپ کے علاقے میں سارا مسئلہ رہا ہے۔ اس میں لوگوں کو دہری پریشانی تھی۔ اس پر وائیں صاحب مرحوم کے دور میں ہم نے ایک exercise شروع کی تھی۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس میں سے حکومت کو نکالا جائے اور لوگوں کو door step پہ facility دے کے بجلی کا کنکشن دے کر دیں، سبسڈی دیں اور حکومت اپنے پلے سے بے شک پورے ٹیوب ویل کے لیے پیسے دے دے تاکہ اس exercise کو ختم کیا جائے۔ وہ مرحلہ وار سکارپ ٹیوب ویل بند کیے جا رہے ہیں۔ اور لوگوں کو door step facilities دے کے اپنے ٹیوب ویل لگانے کے لیے ترغیب دی جا رہی ہے۔ اس میں اگر آپ دیکھیں تو محکمہ اریگیشن کا پورا بجٹ ٹیوب ویل کھا جاتے تھے جو بے کار تھے اور جو اپنی عمر پوری کر چکے تھے۔ اور جو ڈرینج سسٹم کے لگائے گئے تھے۔ وہ بالکل سکیم بے کار ہو چکی تھی۔ بہت سارے علاقوں میں اس سے گورنمنٹ نکل رہی ہے۔ ان کا کیس ذرا مختلف ہے۔ یہاں پہ سکیم ابھی نہیں پہنچی۔ اس لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اگر ان کو کوئی دقت ہے تو آپ بتائیں، تو اس پر consider کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، جی لالیکا صاحب!

جناب شوکت علی لالیکا، جناب والا! صرف ایک جگہ نہیں ہے بلکہ پورے ضلع میں ہے۔

جناب سپیکر، آپ پورے ڈسٹرکٹ کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے تو چودھری صاحب سے کہا ہے کہ یہ پورے پنجاب میں اگر سروے کرائیں تو بہت سے علقوں میں اسی طرح سے ہو رہا ہے۔

جناب شوکت علی لالیکا، جناب سپیکر! یہ جو جواب دیا گیا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویل پانی دے رہے ہیں، جبکہ یہ پانچ سال سے بند ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جو سکارپ ٹیوب ویل بند ہیں ان پر آپریٹر اب تعینات کیے جا رہے ہیں۔ میرے پاس لسٹ ہے۔

جناب سپیکر، آپ یہ لسٹ چودھری صاحب کو مہیا کر دیں تو یہ چیک کر لیں گے۔

جناب شوکت علی لالیکا، لسٹ کا کچھ کریں گے یا نہیں۔ صرف مہیا کر دینے سے تو کچھ نہیں ہو گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں نے ان سے لسٹ اپنا دفتر سجانے کے لیے نہیں مانگی۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب on the Floor of the House جو commitment دے رہے ہیں آپ کو بھی یقین کرنا پڑے گا۔ آپ ان کو لسٹ دیں۔ ان شاء اللہ یہ ضرور خود نوٹس لیں گے اور آپ کا مسئلہ حل کریں گے۔

جناب شوکت علی لالیکا، جناب سپیکر! آپ کی بات صحیح ہے۔ میں تو یقین کروں گا لیکن اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے یہ بھی اسی فلور پہ دیا گیا ہے یا کسی اور جگہ پہ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ نے جواب صحیح نہیں دیا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! میں بڑی مودبانہ گزارش کروں گا کہ میں نے محکمے کے جواب کو support نہیں کیا۔ میں نے حقیقت پسندی سے آپ سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ لالیکا صاحب! ان شاء اللہ چودھری صاحب آپ کا مسئلہ حل کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اب وقفہ سوالات ختم ہونے والا ہے۔ سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ سکارپ کے ٹیوب ویل سے پنجاب میں زراعت نے بہت ترقی کی تھی اور لوگوں کو بہت سہولت تھی۔ اب سکارپ ٹیوب ویل بند ہو رہے ہیں۔ کیا ان کو revise کرنے کی کوئی پالیسی یا سکیم محکمے کے پاس ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! میں اپنی گزارشات پھر دوبارہ دہرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ بھٹی صاحب سے پوچھ لیں کہ حافظ آباد میں سارے کے سارے ٹیوب ویل بیکار ہو چکے تھے اور ڈبل آبیانہ زمین داروں کو دینا پڑتا تھا۔ وہ اپنی عمر بھی کھا چکے ہوئے ہیں۔ محکمہ اریگیشن کا پورے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ ان کے بلوں کی نذر ہو جاتا تھا یا آپریٹر ان ٹیوب ویلوں کا سامان بیچ کر کھا پی جاتے تھے۔ اس پر 132 کروڑ روپیہ ضائع ہو رہا تھا۔ حکومت نے اس میں سے مرحلہ وار نکلنے کی کوشش کی ہے اور اس سفید ہاتھی سے محکمہ اریگیشن کو بچایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری سعید اقبال صاحب کی طرف سے ہے۔

جہلم میں بندوں کی تعمیر

*276۔ چودھری سعید اقبال، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1990ء تا 1996ء ورلڈ بنک نے ضلع جہلم میں مختلف جھگوں پر بند تعمیر کرنے کے لیے محکمہ انہار کو مختلف اوقات میں گرانٹ دی تھی اگر جواب اثبات میں ہے تو ان تمام تعمیر شدہ بندوں کی تفصیل کیا ہے۔
(ب) ہر ایک منصوبہ پر مختص شدہ رقم کیا تھی اور کس تاریخ کو اس کی ادائیگی محکمہ انہار نے کی تھی۔
(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض منصوبوں اور بندوں پر مختص شدہ رقم خرچ نہ کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں کوئی انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،
(الف) یہ درست نہ ہے کہ ورلڈ بنک نے بند تعمیر کرنے کے لیے کوئی گرانٹ مختص کی ہے۔
(ب) چونکہ جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے لہذا محکمہ انہار نے کوئی ادائیگی نہیں کی۔
(ج) چونکہ کوئی بند ورلڈ بنک کی وساطت سے ضلع جہلم میں تعمیر نہیں کیا گیا لہذا مضمون سوال متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری سعید اقبال، جناب والا! میرے سوال کے جزو (ج) کے جواب میں انھوں نے مختصر لکھ دیا ہے کہ ورلڈ بنک کی گرانٹ نہیں تھی اس لیے ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ لیکن حکومت پنجاب نے پونے تین کروڑ روپے خرچ کیے ہیں۔ اور ان کی ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے اسی سیلاب میں ہمارا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اس سے پہلے یہ تو سنا تھا کہ ریت کے بند باندھے جاتے ہیں لیکن عملاً دیکھنے میں آئے ہیں۔ وہاں پر ریت کے بند باندھے گئے ہیں اور کروڑوں روپے کی رقم ضائع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کس کے اوپر کروڑوں روپے کی رقم ضائع کی گئی ہے؟

چودھری سعید اقبال: یہ جو بند باندھے گئے تھے۔

جناب سپیکر: یہی تو سمجھنے کی کوشش ہو رہی ہے کہ آپ کا ضمنی سوال کیا بنتا ہے؟

چودھری سعید اقبال: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ سوال کے جزو (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ ورلڈ بنک نے اس منصوبے پر کتنی رقم خرچ کی ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ ورلڈ بنک نے ہمیں کوئی گرانٹ نہیں دی۔ لیکن حکومت پنجاب نے پونے تین کروڑ روپیہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال پڑھیں۔ سوال کے جزو (الف) میں آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 1990ء تا 1996ء ورلڈ بنک نے مختلف جگہوں پر بند تعمیر کرنے کے لیے محکمہ انہار کو مختلف اوقات میں گرانٹ دی تھی۔ آپ نے ورلڈ بنک کا ذکر نہیں کیا۔

چودھری سعید اقبال: میں نے گزارش کی ہے کہ ورلڈ بنک یا حکومت پنجاب۔ یہاں پر صرف ورلڈ بنک کا ذکر کیا گیا ہے اور محکمہ انہار جہلم نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ اضافی رپورٹ میں دیا گیا ہے کہ ہمیں حکومت پنجاب نے تقریباً اڑھائی کروڑ روپے دیے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میرا بھائی تھوڑا سا confuse ہو گیا ہے۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں انھوں نے (الف) جز میں پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سال 1990ء تا 1996ء ورلڈ بنک نے مختلف جگہوں پر بند تعمیر کرنے کے لیے محکمہ انہار کو مختلف اوقات میں گرانٹ دی تھی۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان تمام تعمیر شدہ بندوں کی تفصیل کیا ہے؟ اس کے جواب میں (الف) جز کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ درست نہ ہے کہ ورلڈ بنک نے بند تعمیر کرنے کے لیے کوئی گرانٹ مختص کی ہے۔ سوال کے جز (ب) میں دیا گیا ہے کہ بندوں پر مختص رقم کیا تھی اور کس تاریخ کو محکمہ انہار کو ادائیگی کی گئی ہے۔ یہ سارا سوال پہلے سوال میں ہی infructuous ہو جاتا ہے۔ جو انھوں نے پوچھا ہے اس کا میں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اور کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری سعید اقبال: سوال کے جز (ج) میں دیا گیا ہے کہ بعض منصوبوں اور بندوں پر مختص شدہ رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں واضح طور پر دیا گیا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! سوال کا جز (ج)' جز (الف) اور (ب) میں ختم ہو جاتا ہے۔ ورلڈ بنک نے اگر کوئی گرانٹ ہی نہیں دی تو اس کی تفصیل ہم ان کو کیا دے سکتے ہیں؟ جناب والا! میں ان کو confuse نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ایک بات درست کر رہے ہیں کہ حکومت پنجاب نے وہاں کام ضرور کیا تھا۔لیکن ورلڈ بنک کی گرانٹ علیحدہ ہوتی ہے' حکومت پنجاب کا کام علیحدہ۔ وہ سوال ہی انھوں نے نہیں پوچھا۔ وہ تو اضافی طور پر آپ کی انفرمیشن کے لیے بتا رہا ہوں کہ حکومت پنجاب نے وہاں پہ کام ضرور کیا تھا لیکن اس کا ورلڈ بنک کی گرانٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، آپ یہ بتا دیں کہ کیا آپ ان بندوں کو ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو کہ وہاں بنائے گئے تھے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! اگر آپ نے تفصیل پوچھی ہے تو میں بتا دیتا ہوں ۔ ویسے ان کا اس سوال کے ساتھ تو کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، تعلق تو نہیں۔ لیکن چونکہ اب انھیں سمجھ نہیں آ رہی کہ انھوں نے پوچھنا کیا ہے ۔ میں نے کہا چلیں' آپ کی ماشاء اللہ تیاری اتنی اچھی ہے تو یہ بہتر ہے کہ سب کو پتا چل جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، I am realy grateful, Sir. بندوں کی تعمیر کے لیے سال 95-1994ء میں -/1,33,74,316 روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ مالی سال 96-1995ء میں -/1,29, 50,000 روپے خرچ کیے ہیں۔ مالی سال 97-1996 ء میں -/75,21,000 روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ مزید برآں شہر کو دریائے جہلم کے سیلاب سے بچانے کے لیے ایک بند کی تعمیر ای سی سی کے زیر غور ہے ۔ اور سردست اس بند کے ڈیزائن پر کام ہو رہا ہے اور یہ بند یورپین کمیونٹی کی مالی معاونت سے سال 99-1998 ء میں تعمیر ہونے کی توقع ہے ۔ یہ تازہ ترین صورت حال ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرا بھائی اس سے مطمئن ہو گیا ہو گا۔

جناب سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

محکمہ کی آمدنی میں اضافہ

*362۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ ہذا کو پچھلے پانچ مالی سالوں میں آبیانہ' تاوان اور دوسرے ذرائع سے کیا آمدنی ہوئی اور اخراجات کی بھی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اس عرصہ میں کتنی نئی نہریں اور راجباہ بنائے گئے نیز دوسرے ترقیاتی کام کیا کیا ہوئے۔

(ج) لاہور کے سرحدی دیہات کی اراضی کو نہری پانی سے سیراب کرنے کا منصوبہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا محکمہ آمدنی میں اضافہ اور مزید اراضی کو سیراب کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ ہذا کو پچھلے پانچ مالی سالوں میں آبیانہ' تاوان اور دوسرے ذرائع سے 5,17,40,32,039/- روپے کی آمدنی ہوئی اور اخراجات 6,53,01,64,207/- روپے ہوئے۔ جونہری نظام کی بحالی' مرمت و دیکھ بھال اور ترقیاتی کاموں و تنخواہ ملازمین پر صرف ہوئے۔

(ب) ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لاہور کے سرحدی دیہات کی اراضی کو نہری پانی سے سیراب کرنے کا منصوبہ کا ڈیزائن مشیران میسرز نیس پاک مرتب کر رہے ہیں۔ ڈیزائن مکمل ہونے کے بعد فنڈز ملنے پر یہ منصوبہ عرصہ دو سال میں مکمل ہو جائے گا۔

تاوان کیس

*368۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ نیاز بیگ کے برجی نمبر ایل/114725 پر گذشتہ چودہ برس سے (111) ایکڑ رقبہ کو ناجائز سیرابی کے ضمن میں محکمہ ہذا نے جو تاوان کیس بنائے ہیں ان کے "تار" نمبران دفتر ایس ڈی او لاہور (1)567 مورخہ 5۔دسمبر 1993ء (2) 2044 مورخہ 20۔جولائی

***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

1994، (3) 996 مورخہ10۔ اکتوبر1994، (4) 1312 مورخہ12۔ نومبر1994، (5) 2578 مورخہ25۔ فروری1995، (6) 1112 مورخہ10۔ جولائی1995، (9) 2799 مورخہ27۔ اگست1995، (10) 2816 مورخہ 27۔ ستمبر 1995، (11) 428 مورخہ4۔ اکتوبر1995، (12) 1465 مورخہ14۔ اکتوبر 1995، (13) 2127 مورخہ21۔ اپریل1996، (14) 428 مورخہ 4۔ جون1996،(15) 425 مورخہ4۔ جولائی1996، (16) 1573 مورخہ15۔ جولائی1996، (17) اورمہتمم لاہورڈویژن 2951 مورخہ 26۔ جولائی 1996، ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو 1993، سے ان تاوان کیسوں کے فیصلہ جات میں دانستہ التواء کر کے حکومت کو نقصان پہنچانے کے ذمہ دار کون کون ہیں۔

(ج) یہ بھی بتایا جائے کہ ان کیسوں پر کتنا تاوان تشخیص کیا گیا ہے اور کتنا اب تک مفاد سرکار میں وصولی کے لیے محکمہ مال قصور کو بھیج دیا گیا ہے۔

(د) 1982، سے تا حال کتنا آبیانہ اور تاوان ان کارروائیوں بجز ناتوڑ اور خرابہ فصلات کے ذریعے معاف کر کے حکومت کو نقصان سے دو چار کیا گیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے کہ سال1993، سے قبل برجی نمبر 114725/L راجباہ نیاز بیگ پر طلبہ زیادہ اگاؤ سکیم(Grow More food scheme) کے تحت چھوٹ دی جاتی رہی ہے۔سال 1993، میں بغیر منظوری کے ناجائز آب پاشی کی گئی۔ جس کے تاوان کیسز مرتب کر کے کارروائی کی گئی۔ مندرجہ ذیل تاوان کیسز کا فیصلہ ہو چکا ہے اورتحصیل آفس برائے وصولی بھیج دیے گئے ہیں۔

1۔ 996 مورخہ10۔ اکتوبر 1996 رقم تاوان 7715.28 روپے

2۔ 2578 مورخہ25۔ جون 1995، رقم تاوان13230.42روپے

3۔ 1112 مورخہ10 جولائی1995، رقم تاوان6156.54 روپے

4۔ 2816۔ مورخہ 27 دسمبر 1995، رقم تاوان6028.86 روپے

بقایا تاوان کیسز دفتر ڈویژن لاہور میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔ تاوان کیسز دانستہ طور پر زیر التواء نہ رکھے گئے ہیں۔ بلکہ مکمل کارروائی کے بعد فیصلہ جات کیے جائیں گے۔

(ج) تفصیل تشخیص تاوان کیسز جز (الف) میں درج ہیں۔ جو کہ وصولی کے لیے تحصیل آفس قصور کو بھیج دیے گئے ہیں۔

(د) معافی صرف سال 1993ء میں مبلغ 820.25 روپے کی دی گئی ہے۔

ٹیل پر پانی کی کمی

*371۔ چودھری محمد صفدر شاکر: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل تاندلیانوالہ کے چک نمبر 399 گ۔ب، چک نمبر 398 گ۔ب اور چک نمبر 397 گ۔ب کے دیہات کو تاندلیانوالہ مائنر نمبر 4 کی ٹیل پر پانی کی کمی کا سامنا ہے۔

(ب) حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

(الف) چکوک ہائے نمبری 397 گ۔ب، 398 گ۔ب اور 399 گ۔ب جو کہ راجباہ تاندلیانوالہ کی ٹیل پر واقع ہیں اور ٹیل پر کمی کا سامنا ہے۔

(ب) راجباہ تاندلیانوالہ جسکی لمبائی تقریباً 24 میل ہے۔ بھل (silt) اور برم (berm) بن جانے کی وجہ سے اس کی ٹیل متاثر ہے۔ کیونکہ دوران سالانہ بندی اس پر کوئی کام نہ ہوا۔ اب محکمہ نے اپنے ملازمین اور علاقے کے زمین داروں کی مدد سے راجباہ کی ٹیل پر بھل صفائی کا کام شروع کر دیا ہے کام کی تکمیل کے بعد راجباہ تاندلیانوالہ کی ٹیل کی پوزیشن بہتر ہو جائے گی۔ بھل صفائی کا کام تقریباً ایک ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔

نالہ ڈیک کے منصوبہ پر عمل در آمد

*376۔ چودھری غلام احمد خان: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ نالہ ڈیک نیشنل ڈرینج پراجیکٹ/پروگرام میں شامل ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ پر کب تک عمل در آمد شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

ڈیک نالہ پراجیکٹ نیشنل ڈرینج پروگرام کی بجائے فلڈ پروٹیکشن پراجیکٹ فیز 11 میں شامل کیا جائے گا۔ میسرز نیس پاک نے بعد از جائزہ رپورٹ پراجیکٹ مالیتی گیارہ سو ملین

روپے تیار کر لیا ہے۔ منصوبہ ہذا منظوری کے مراحل میں اس وقت پلاننگ و ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔ اس کی حتمی منظوری مرکزی حکومت ہی دے گی جس کے بعد فنڈز کی دست یابی کی صورت میں اس پر عمل درآمد شروع کیا جا سکے گا۔ مالی سال 98-1997ء کے دوران اس منصوبہ پر کام شروع ہونے کا قوی امکان ہے۔

بھکر میں تھل کینال کا منظور شدہ پانی

*389۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

بھکر تھل کینال کا کل منظور شدہ پانی کتنا ہے اور اس وقت نہر میں پانی کتنا چل رہا ہے اگر پانی منظور شدہ مقدار سے کم ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

تھل کینال کا منظور شدہ ڈسچارج 7500 کیوسک ہے۔ اس وقت منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی چل رہا ہے۔

سیم کے خاتمہ کے لیے اقدامات

*400۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر کا اکثر علاقہ سیم زدہ ہو رہا ہے خاص کر خانسر اور دُلے والا کے علاقہ میں سیم سے کافی نقصان ہو رہا ہے۔ حکومت اس علاقہ میں سیم کے خاتمہ کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

یہ درست ہے کہ ضلع بھکر کے اکثر علاقے خصوصاً خانسر اور دُلے والا سیم کی وجہ سے کافی متاثر ہو رہے ہیں۔ ضلع بھکر میں فی الوقت کوئی ڈرینج سسٹم موجود نہ ہے۔ تاہم حکومت سیم کے تدارک کے لیے مناسب اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ ھذا کے فیلڈ افسران نے متاثرہ علاقہ کا سروے کر کے رپورٹ تیار کر لی ہے۔

حفاظتی بند کی تعمیر

*425۔ سردار سعید انور، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال سیلاب سے بورالہ ڈویژن میں دریائے راوی کے کھاؤ کی وجہ

سے حفاظتی بند ٹوٹ گئے تھے جن سے کافی نقصان ہوا۔

(ب) حکومت آئندہ سیلاب سے بچاؤ کے لیے اس ڈویژن میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) دوران سال 97-1996 بوراله ڈویژن میں دریائے راوی میں سیلاب کی وجہ سے کوئی حفاظتی بند نہیں ٹوٹا ہے۔ ماسوائے ایک سپر (Spur) برجی نمبر 430 بوراله برانچ کے جس کے کچے پشتہ کو سیلاب سے نقصان ہوا تھا۔

(ب) حکومت پنجاب نے دریائے راوی کے بہاؤ کے بچاؤ کے لیے ایک کچے پشتے جو کہ برجی نمبر 429 بوراله برانچ پر واقع ہے۔ اس کی پختگی کے لیے پتھر کا کام کروانے کے لیے اس مالی سال میں بیس لاکھ آٹھ ہزار روپے مختص کیے ہیں تاکہ دریا کا متوازی بہاؤ محمد شاہ والا فلڈ بند برجی نمبر 429 سے برجی نمبر 431 تک اثر انداز نہ ہو قوی امید ہے کہ یہ کام اس مالی سال کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا اور کٹاؤ کا عمل رک جائے گا۔

معاوضہ کی ادائیگی

*445۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 108 میں لوڈھکی ڈرینج بناتے وقت جن زمین داروں سے زمین حاصل کی گئی تھی ان کو ابھی تک زمین کا معاوضہ نہیں دیا گیا۔ حکومت ان افراد کو کب تک معاوضہ ادا کر دے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

ہاں یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 108 میں لوڈھکی ڈرین بناتے وقت جن زمین داروں سے زمین حاصل کی گئی تھی۔ ان کو ابھی تک زمین کا معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ اس سلسلہ میں محکمہ ہذا نے مبلغ =/19,21,964 روپے اسسٹنٹ کمشنر گوجرانوالہ کے پاس اور 43.68 لاکھ روپے لینڈ ایکوزیشن کینال اینڈ ڈرینج فیصل آباد کے پاس جمع کروا دیے ہیں۔ مسودہ نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4 ' 17/4 اور 17/6 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ زیر تکمیل ہیں۔ جونہی یہ کارروائی مکمل ہو گی۔ زمین داروں کو زمین کا معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔

برساتی نالوں کی صفائی

*446۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں نالہ ڈیک ،نالہ ایک اور دوسرے برساتی نالوں سے ہر سال لاکھوں ایکڑ فصل برباد ہو جاتی ہے۔

(ب) کیا حکومت نہروں کی بھل صفائی کی طرز پر ان برساتی نالوں کی سالانہ صفائی کا بندوبست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ نالہ ڈیک، نالہ ایک اور دوسرے برساتی نالوں میں پانی کا بہاؤ ان کی استطاعت سے زیادہ ہونے کی صورت میں کناروں سے باہر نکل کر اردگرد کے علاقوں میں پھیل جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر سال فصل برباد ہو جاتی ہے۔

(ب) نہروں کی بھل صفائی کی طرز پر برساتی نالوں کی سالانہ صفائی کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیرغور نہ ہے۔ کیونکہ ان نالوں کی صفائی کے لیے زرکثیر درکار ہے۔ جس کے لیے حکومت متحمل نہیں ہو سکتی۔

موضع ودھن کا Lay Out Plan اور وارہ بندی

*481۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ودھن، تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا اشتمال اراضی سات سال قبل ہو چکا ہے۔جس کے نتیجہ میں اس وقت کے ذرائع آب پاشی ملکیت رقبہ کی بنیاد پر از خود مسدود ہو گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سات سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود محکمہ آب پاشی کے عملہ نے غفلت برتتے ہوئے موضع مذکور کا ابھی تک Lay Out Plan نہیں بنایا جس سے نہری پانی کا ضیاع اور کئی ایکڑ رقبہ سات سال سے غیر آباد پڑا ہوا ہے۔

(ج) نہر شاہ پور برانچ کے غربی فیڈر موگا نمبر 43740۔ایل پر مذکورہ موضع کا کل کتنے ایکڑ رقبہ اس وقت موقع پر سیراب ہو رہا ہے۔ جن کا حکومت آبیانہ وصول کر رہی ہے اور کتنا رقبہ ایسا ہے جو اشتمال اراضی کے بعد سیراب نہ ہونے کے باوجود زمین داران سے آبیانہ وصول کیاجا رہا

ہے۔موقع پر موجود کھال و نکہ جات اورکل رقبہ کی تفصیلات مع مربع نمبر 'کلہ نمبر اور کھالوں کے نقشہ جات ایوان میں پیش کیے جائیں۔

(د) اگر مذکورہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ موضع کے لیے Lay Out Plan کے مطابق نئے کھال' نئے نکہ جات اور تجدید شدہ وارہ بندی کا اہتمام کرنے اور سات سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود Lay Out Plan نہ بنانے والے آب پاشی کے عملہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) یہ ضمن اس حدتک درست ہے کہ موضع ودھن تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کا اشتمال اراضی چند سال قبل مکمل ہو چکا ہے۔ جس کے نتیجہ میں سابقہ ذرائع آب پاشی موجوہ ملکیت اراضی کی بنیاد پر مسدود ہو گئے اور مالکان اشتمال شدہ اراضی نے موقعے کی صورت حال کے پیش نظر جدید کھال و نکہ جات حسب سہولت اپنی مرضی سے احداث کرکے رواں کر لیے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ ڈویژن متعلقہ کے عملہ کی جانب سے کوئی غفلت نہ برتی گئی ہے۔

جنرل چک بندی (Lay out plan) کے لیے اضافی فنڈ اور عملہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ابھی تک مہیا نہ ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے کام التواء میں پڑا ہوا ہے۔ تاہم موقع پر زمین کے لیول کے مطابق زمین دارہ کھال و نکہ جات کے ذریعے آب پاشی ہو رہی ہے۔

(ج) موگہ43470/L غربی فیڈر کی چک بندی میں موضع ودھن کا235 ایکڑ رقبہC-C-A میں شامل ہے۔ فصل خریف1996ء میں 165 ایکڑ اورفصل ربیع97-1996ء کے دوران 175 ایکڑ آب پاش ہو کر حسب قانون تشخیص ہوا۔ خاکہ موگھا کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس میں موجودہ کھال ہائے و نکہ جات اور رقبہ کی تفصیل دی گئی ہے۔

(د) ضمن ہذا کا جواب اوپر جز"ب" میں دیا جا چکا ہے۔

ملک وال تا چک راداس تک بند کی تعمیر

<u>*482۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ</u>

***خاکہ موگھا کی تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے اکثر دیہات دریائے جہلم کے کنارے واقع ہیں۔ جن کا ہر دوسرے سال دریائے جہلم میں سیلاب کی وجہ سے لاکھوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملک وال تا بھیرہ اور بھیرہ تا چک رامداس کا سارا علاقہ سیلاب کی نذر ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دریائے جہلم کے کنارے ملک وال تا چک رامداس حفاظتی بند تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال).

(الف) دریائے جہلم پر منگلا ڈیم کی تعمیر کے بعد دریائے جہلم میں سیلابوں کی شدت میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ ماسوائے 1992ء کے فلڈ کے علاوہ باقی سالوں میں اکثر و بیشتر درمیانے درجہ کے سیلاب گزرے ہیں جو کہ علاقہ کی زمینوں کے لیے زرخیزی کا باعث بنتے ہیں۔

(ب) نہر شاہ پور برانچ اور دریائے جہلم کے بائیں کنارہ کے درمیان کے علاقہ پر دریا کاپانی آتاہے۔ لیکن اس کی شدت کا انحصار سیلاب کی نوعیت پر ہوتا ہے جو کہ اکثر درمیانہ درجہ کا سیلاب ہوتا ہے۔

(ج) شاہ پور ڈویژن لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا میں دریائے جہلم کے کنارے ملک وال تا چک رامداس تک حفاظتی بند تعمیر کرنے کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔ متذکرہ حفاظتی بند کی تعمیر کی صورت میں دریائے جہلم سے منسلکہ رقبہ جو کہ درمیانی درجہ اور اس سے بھی کم درجہ کے سیلاب سےمستفید ہوتاہے۔ اس سے یکسر محروم ہو جائے گا۔

نہری پانی کی چوری

*494۔چودھری زاہدمحمود گورایہ. کیاوزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) سال94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران محکمہ نے صوبے میں کتنے افراد کےخلاف نہری پانی توڑنے، راجباہوں کو نقصان پہنچانے و دیگر کن کن الزامات کے تحت کیاکارروائی کی۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران محکمہ نہر کے کتنے درخت چوری ہوئے اور ان پر کیا کارروائی ہوئی۔

(ج) متذکرہ عرصے کے دوران کتنے درخت محکمہ ہذا نے لگائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال1993-94ء سے لے کر 1996-97ء کے دوران صوبے میں نہری پانی توڑنے، راجباؤں کو نقصان پہنچانے کی پاداش میں 1,72,034 افراد کے خلاف پرچہ جات پولیس درج کروائے گئے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران5,572 درخت چوری ہوئے اور ملزمان کے خلاف متعلقہ تھانے میں پرچہ جات درج کروائے گئے۔

(ج) متذکرہ عرصے کے دوران محکمہ نے1,45,057 نئے درخت لگائے۔

نہروں پر شجرکاری

*547۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1993ء سے لے کر 1997ء تک ضلع خانیوال کی حدود میں واقع نہروں اور راجباہوں پر کتنی لاگت سے ہر سال درخت لگائے گئے۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ عرصہ کے دوران اس ضلع میں کن کن نہروں اور راجباہوں پر محکمہ نے نرسریاں کتنی لاگت سے قائم کیں۔ ان نرسریوں سے محکمہ کو کتنی آمدن یا نقصان ہوا۔

(ج) جز(الف) میں بیان کردہ عرصہ کے دوران اس ضلع میں محکمے کی کتنی لکڑی کس کس جگہ سے چوری ہوئی اور اس کے ذمہ دار محکمے کے جن افسران اور اہل کاران کے خلاف کارروائی ہوئی ان کے نام عہدہ جات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ نہر نے سال1993ء سے1997ء تک ضلع خانیوال کی حدود میں نہروں اور راجباہوں پر کوئی درخت نہیں لگایا۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران نہروں اور راجباہوں پر کوئی نرسری قائم نہیں کی گئی۔

(ج) جز(الف) میں بیان کردہ عرصہ کے دوران ضلع خانیوال کی حدود میں محکمہ انہار کا کوئی درخت چوری نہیں ہوا۔

سیلاب سے بچاؤ

*548۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک ضلع ملتان اور خانیوال کے جن گاؤں' شہروں اور مواضعات کو سیلاب کے کٹاؤ سے بچانے کے لیے دریائے راوی پر سپر بنائے گئے ہیں ان سپرز کی تعداد' ان پر لاگت کی تفصیل' مع ٹھیکے دار کے نام وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان میں سے کتنے سپرز مکمل ہو چکے ہیں جو مکمل نہیں ہوئے ان پر اب تک کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور ان پر کتنے فی صد کام مکمل ہوا ہے۔

(ج) ان میں سے کتنے سپر موقع پر موجود ہیں اور کتنے ناقص میٹریل استعمال ہونے کی وجہ سے دریا بُرد ہو چکے ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) حویلی کینال سرکل کے سدھنائی بیراج ڈویژن نے دریائے راوی پر ضلع خانیوال کے موضع تلمبہ' مانک ہراج اور آرمی ہیڈ کوارٹر' عبدالحکیم کو سیلاب سے بچانے کے لیے دریائے راوی کے بائیں کنارے پر دو عدد سپرز بنائے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبرشمار	سکیم/پراجیکٹ کا نام	فرم/ٹھیکیدار کا نام	تخمینہ لاگت	تعداد سپر
1۔	جے پیڈ سپر از برجی 20تا 30 لیفٹ مارجنل بند	العمار ایسوسی ایٹس/غلام مصطفیٰ ٹھیکے دار	26.60 ملین روپے	ایک عدد
2۔	مول ہیڈ سپر بر برجی 15000 ایل۔ایم۔بی	میسرز حاجی سعید محمد اینڈ سنز	8.26 ملین روپے	ایک عدد

(ب) تمام سپرز (Spurs) یعنی دونوں سپرز کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) تمام سپرز SPURS یعنی دونوں سپرز موقع پر تاحال موجود ہیں۔

پانی کی فراہمی

*578۔مہر محمد انور حیات لک، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع سرگودھا نہر لوئر جہلم کی کھوالہ مائنر پر کتنے ایکڑ اور کس زمین دار کے باغوں کے رقبہ کے لیے آؤٹ آف ٹرن پانی منظور کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ آؤٹ آف ٹرن پانی کی منظوری پر وزیر اعلیٰ کی طرف سے پابندی کے

باوجود مذکورہ بالا مائنر پر باغات کے لیے محکمہ کی ملی بھگت سے منظوری دی گئی ہے۔ جس سے دوسرے سینکڑوں کاشت کار بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور ان کا سالانہ لاکھوں روپے کا مالی نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا غیر قانونی اور پابندی کے باوجود آؤٹ آف ٹرن پانی منظور کرنے والے آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے اور اس غیر قانونی منظوری کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال):

(الف) نہر لوئر جہلم، کھوالہ مائنر پر حکومت کی منظوری سے مندرجہ ذیل زمین داروں کو آؤٹ آف ٹرن 152.84 ایکڑ باغ کا پانی منظور کیا گیا۔

1۔	محمد اسلم ولد حاجی شاہ محمد	11.00 ایکڑ
2۔	محمد اکرم ولد حاجی شاہ محمد	11.19 ایکڑ
3۔	شاہد اکرم ولد محمد اکرم	10.12 ایکڑ
4۔	مسعود اسلم ولد محمد اسلم	10.41 ایکڑ
5۔	پرویز اسلم ولد محمد اسلم	10.12 ایکڑ
	میزان	152.84 ایکڑ

(ب) لوئر جہلم کینال سسٹم پر وزیر اعلیٰ کی طرف سے باغ کے لیے اضافی پانی کی منظوری پر کوئی پابندی نہ ہے۔ چونکہ کھوالہ مائنر پر باغ کے اضافی پانی کا کوٹا موجود تھا۔ اس لیے محکمہ آب پاشی وزیر آب پاشی و قوت برقی کے حکم پر Out of Turn منظوری کی اجازت دے دی۔ موگھا کے سائز کو بڑھا دیا گیا۔ اس طرح کسی زمین دار کی کوئی حق تلفی نہ ہوئی ہے۔

(ج) چونکہ باغ کے پانی کی منظوری پر کوئی پابندی نہ تھی اور باغ کا کوٹا بھی موجود تھا۔ اضافی پانی برائے باغ وزیر آب پاشی و قوت برقی کے حکم کے تحت منظور کرتے وقت تمام ضابطوں اور قوانین کی پابندی کی گئی۔

بند کی تعمیر

*581۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شبلی ٹاؤن بند روڈ لاہور پر دریائے راوی کے پانی کو روکنے کے لیے ٹی (نما بند) بنائی گئی ہے اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شبلی ٹاؤن، فضلِ کالونی اور عمر کالونی کے درمیان دو ٹی نما بند بنائے گئے ہیں ان کو آپس میں ملایا نہیں گیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شبلی ٹاؤن، فضل کالونی اور عمر کالونی میں دریائے راوی کا جو پانی داخل ہوتا ہے وہ صرف ان ٹی نما بندوں کو نہ ملانے کی وجہ سے آتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دونوں ٹی نما بندوں کے درمیانی فاصلہ کو ملانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال).

(الف) جی نہیں! یہ بند پانی کو روکنے کے لیے نہیں بلکہ دریا کے بہاؤ کو لاہور حفاظتی بند سے دور رکھنے کے لیے بنایا گیا تھا اس کی تعمیر پر 3.2 ملین لاگت آئی تھی۔

(ب) جی ہاں۔ دونوں ٹی بند ماڈل سٹڈی کے مطابق دریا کے بہاؤ کو لاہور کے حفاظتی بند سے دور رکھنے کے لیے بنائے گئے تھے اس مقصد کے لیے ان کو آپس میں ملانے کی ضرورت نہیں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ ٹی نما بند دریا کے بہاؤ کو لاہور کے حفاظتی بند کی حفاظت کے لیے بنائے گئے تھے لہذا اس مقصد کے لیے ان ٹی سپروں کو نہ تو آپس میں ملانے کی ضرورت تھی اور نہ ہی کوئی ایسی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

پل کی تعمیر و توسیع

*611۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع وجو تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں قبرستان اور گرلز ہائی سکول کے نزدیک سیم نالہ پر واقع پل خاصا تنگ اور انتہائی خستہ حالت میں ہونے کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو سخت پریشانی ہے جب کہ لوگوں کو قبرستان تک جنازہ لے جانے میں بھی

سخت دشواری پیش آتی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کی تعمیر و توسیع کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) محکمہ ہذا مذکورہ پل جو ڈیڈھار سیم نالہ(Dedhar drain) پر واقع ہے کی تعمیر و توسیع کا ارادہ رکھتا ہے۔ اب تک تعمیر و توسیع نہ ہونے کی وجہ فنڈز کی کمی ہے۔ جیسے ہی محکمہ کو فنڈز موصول ہوں گے تعمیر و توسیع کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

رسول بیراج کے گیٹ کی مرمت

*645۔**پیر سید محمد بنیامین رضوی،** کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1-1-94 تا31-12-96 کے دوران رسول بیراج کے گیٹ کب اور کتنی بار مرمت کیے گئے ہر بار ان کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور ان کی مرمت کس ٹھیکے دار کے ذریعہ کرائی گئی۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا ان کی ناقص مرمت اور زاید ادائیگی رقم کے سلسلہ میں کوئی انکوائری ہوئی تھی، اگر ہوئی تھی، تو اس کے نتائج سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال01-01-94 تا31-12-96 کے دوران رسول بیراج گیٹوں کی مرمت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	کام کی نوعیت	لاگت	تخمینہ منظوری ٹھیکے دار نمبر
1994-95ء	i) خستہ حال زیڈ یون گیئر اور بیئرنگ بریکٹر برائے گیٹ نمبر 44 رسول بیراج کی مرمت کرنا	38360/-	ایکسین رسول محمد اکرم نمبری 201 23-04-95
	ii) رسول بیراج کے گیٹوں کو اٹھانے والی مشینری کو آئل اور گریس کرنا	988440/-	ایکسین رسول محمد اسلم گوندل نمبری100 19-10-94
	iii) رسول بیراج کے گیٹ نمبر32 تا48 کو کولتار یا کسی رنگ کرنا	91,55,00/-	چیف انجنیئر محمد رفیق سرگودھا نمبری 2049/23-01-95

1995 - 96ء	i) رسول بیراج کے گیٹوں اور مشینری کی صفائی اور نگہداشت کرنا	40,864/-	ایکسین رسول ملک محمد افضال نمبری /41 24-09-95
	ii) رسول بیراج کے گیٹوں میں پانی کے اخراج کو کنٹرول کرنا۔	44,240/-	ایکسین رسول محمد اکرم نمبری /44 30-09-95
1996 - 97ء	i) رسول بیراج کے گیٹوں کو اٹھانے والی مشینری کو آئل اور گریس کرنا	1,79,000/-	خواجہ وقار امین نمبری /689 26-01-975
	ii) رسول بیراج کے گیٹوں سے کال اخراج کو کنٹرول کرنا۔	2.54,000/-	خواجہ وقار امین ایس۔ای نمبری/688 30-9-95
	ii) رسول بیراج کے گیٹ نمبر 1 تا 12 کو کوٹنار اپا کسی رنگ کرنا	14,72,000/-	چیف انجینئر ایوب اینڈ کمپنی نمبر/1417 25-01-97
	کل میزان تین سالہ		30,42,802/-

(ب) گیٹوں کی ناقص مرمت اور زاید ادائیگی کے ضمن میں کوئی انکوائری زیر غور نہ ہے۔

پانی کا منظور شدہ ڈسچارج کوٹا

*754۔حاجی مہر اللہ ڈیو ایا تھند، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ہیڈ تاتار کینال ڈویژن لیہ کے لیے پانی کا منظور شدہ ڈسچارج کوٹا کتنا ہے۔

(ب) اس وقت ہیڈ تاتار پر کتنا ڈسچارج چل رہا ہے۔

(ج) اس کمی کو کب تک پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) ہیڈ تاتار پر لیہ کینال ڈویژن کا منظور شدہ پانی کا کوٹا2264 کیوسک ہے۔

(ب) اس وقت ہیڈ تاتار پر 2091 کیوسک پانی چل رہا ہے۔

(ج) اس کمی کو پورا کرنے کے لیے تھل کینال کی ری ماڈلنگ کا منصوبہ زیر عمل ہے۔ ان شاء اللہ مکمل ہونے پر تمام کمی پوری ہو جائے گی۔

ٹیل پر پانی کی فراہمی

*837۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر لوئر جہلم ہیڈ فقیریاں سے راجباہ دھوری ہیڈ فقیریاں نکلتا ہے۔ جس پر تقریباً سات موگھے ہیں اور ہر موگھے تقریباً20/15 مربعہ زرعی اراضی کو سیراب کرتا ہے۔ نیز راجباہ مذکور پر ٹیل نمبر L/13021 ہے۔ جو کہ موضع دھوری کے تقریباً20/15 مربع اراضی کو

سیراب کرنے کے لیے ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کو متعدد بار زمین داروں نے اپنی مدد آپ کے تحت صاف کیا ہے۔ جبکہ محکمہ انہار اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کرتا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ انہار ٹیل نمبر 13021/L دھوری پر پورا سال پانی سپلائی کرنے کے سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ کہ جز (الف) درست ہے۔ راجباہ دھوری پر سات موگھا جات ہیں۔ جن سے تقریباً ہر موگھا پر 15/20 مربع رقبہ جات سیراب ہوتے ہیں اور ٹیل موگھا 13021 ایل پر واقع ہے۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ زمین داران موزہ ٹیل کو کبھی کبھار اپنی مدد آپ کے تحت راجباہ کی بھی صفائی کرتے ہیں۔ اگر زمین دار بھل صفائی نہ کریں تو محکمہ خود راجباہ کی بھل صفائی کرتا ہے۔

(ج) اس سال راجباہ دھوری کے زمین داروں نے اپنی مدد آپ کے تحت بھل صفائی نہ کرائی بلکہ محکمہ نے از خود راجباہ دھوری کی بھل صفائی کرائی جس کی وجہ سے ٹیل ہائے درست چل رہی ہے اور کسی قسم کی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

بی۔آر۔بی نہر کی مرمت

*932۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1996-97ء میں بی۔آر۔بی نہر کس کس تاریخ کو ٹوٹی اور اس کی مرمت پر کتنے اخراجات آئے اور مرمت کے سالانہ اخراجات کی تفصیل بھی بیان کی جائے۔ بی۔آر۔بی نہر ٹوٹنے کی وجہ کیا تھی اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں حکومت ان کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

سال 1996-97ء میں بی۔آر۔بی نہر صرف ایک بار مورخہ 14-10-96 کو ٹوٹی تھی۔ اس شگاف کی مرمت کا منظور شدہ کل تخمینہ 54,90,000/- روپے لگایا گیا تھا۔ جس میں سے آج

تک -/25,10,751 روپے کی ادائیگی کی گئی ہے۔ مالی سال97-1996ء کے دوران چک بندی ڈویژن جو بی۔آر۔بی چلانے کے لیے ذمہ دار ہیں۔ جس کو کل 65 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ جس میں سے -/25,10,715 روپے مذکورہ شگاف کی مرمت کے سلسلے میں ادا کیے گئے جب کہ مبلغ 41 لاکھ روپے بی۔آر۔بی کو دریائے راوی کے کٹاؤ سے جو کہ آر۔ڈی-/258500 سے-/290000 کے درمیان ہورہا تھا کو روکنے کے لیے خرچ کیے گئے اور بقایا صرف -/3,59,000 روپے بی۔آر۔بی نہر کی M&R کے سلسلے میں خرچ کیے گئے۔

بی۔آر۔بی نہر ٹوٹنے کی وجہ کمزور پشتہ اور سیمی کے سوراخ تھے۔ جو لوگ اس وقوعہ کے ذمہ دار ہیں۔ حکومت ان کے خلاف ضروری کارروائی کا مکمل ارادہ رکھتی ہے اور ان کے خلاف محکمانہ انکوائری انڈر ای۔اینڈ ڈی قوانین ہو رہی ہے۔

بجلی کی فراہمی

*952۔پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال97 - 1996ء میں ایم۔پی۔اے گرانٹ کے تحت چک16/8-BR تحصیل میاں چنوں کی نئی آبادیوں کا محکمہ واپڈا نے بجلی کی فراہمی کے لیے سروے کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان نئی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کے لیے کھمبے فراہم کیے گئے تھے جو کہ ایک بااثر آدمی کے کہنے پر ایک مخصوص آبادی میں نصب کر دیے گئے ہیں جبکہ باقی تمام آبادیوں کو ان کھمبوں سے محروم کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ کھمبے تمام نئی آبادیوں میں نصب کرنے کے لیے فراہم کیے گئے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو کھمبے نصب ہوئے ہیں ان پر ابھی تک بجلی کی فراہمی کے لیے تاریں نہیں بچھائی گئی اور نہ ہی ٹرانسفارمر نصب کیا گیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک مخصوص آبادی میں کھمبے نصب کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے اور یہ کھمبے تمام نئی آبادیوں میں نصب کروانے، تاریں اور ٹرانسفارمر نصب کر کے بجلی جلد از جلد فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ طلب کی گئی جس کی روشنی میں جواب حسب ذیل ہے۔

(الف) یہ درست ہے کہ 96-1995ء میں Fesibility Report تیار کرنے کے لیے سروے ہوا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے تمام آبادیوں چک نمبر 16/8-BR کو بجلی کے کھمبے دیے گئے بلکہ اس وقت کے ایم۔این۔اے نے اپنی ذاتی گرانٹ سے ایک آبادی' اضافی بستی مربعہ نمبر 25 داخلی چک نمبر 16/8-BR کی منظوری دی اور آئی۔ بی۔ آر۔ڈی کنٹریکٹر نے منظور شدہ بستی میں کھمبے نصب کیے۔

(ج) یہ بھی درست نہیں ہے کہ ابھی تک تاریں اور ٹرانسفارمر نصب نہیں کیا گیا جبکہ آئی بی آرڈی کنٹریکٹر نے 8/97 میں منظور شدہ آبادی میں تمام کام مکمل کر دیا ہے۔ یہ گاؤں بجلی کی ترسیل کے لیے متعلقہ Operation سب ڈویژن کو دیا جا رہا ہے۔

(د) باقی ماندہ آبادیوں میں فراہمی بجلی کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے فنڈز ملنے پر ہی واپڈا فراہمی بجلی کے لیے مزید کارروائی کرسکتا ہے

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ آب پاشی و قوت برقی)

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

29۔میاں عبد الستار، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ آب پاشی و قوت برقی میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔

(ب) ان کے نام' پتہ اور عہدہ جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے اور رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ ہذا میں کل 247 افراد رولز ریلیکس کرکے مختلف عہدوں پر بھرتی کیے گئے۔

(ب) تمام افراد کے نام و پتہ جات بمعہ عہدہ جن پر تعیناتی ہوئی اور جو رولز ریلیکس ہوئے اور رولز

ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کی فہرستیں ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں ہیں۔

سرکاری سامان کی چوری

49۔سردار طفیل احمد خان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) کیا محکمہ انہار کے سیکرٹریٹ میں مورخہ 97-4-9 کو سرکاری سامان کی چوری ہوئی تھی۔

(ب) اگر چوری ہوئی تو کیا کوئی قانونی چارہ جوئی کی گئی اگر نہیں تو کیوں۔

(ج) کیا اس سامان کی چوری میں محکمہ کے کوئی افسران ملوث پائے گئے اور اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کے خلاف کیا تادیبی قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(د) کیا اس سلسلے میں کسی چوکیدار نے کوئی رپورٹ بھیجی تھی اس پر کوئی کارروائی کی گئی اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) چوکیدار محکمہ انہار نے مورخہ 97-4-26 کو ایک درخواست محکمہ ہذا میں گزاری کہ مورخہ 1997-4-9 کو محکمہ ہذا سے سرکاری سامان کی چوری ہوئی تھی۔

(ب) مذکورہ شکایت پر محکمہ ہذا نے اپنے طور پر انکوائری کروائی۔

(ج) محکمہ ہذا نے سابقہ انڈر سیکرٹری (جنرل) سابقہ کیئرٹیکر اور ایک نائب قاصد کے خلاف پنجاب سرکاری ملازمین(کارکردگی و انضباطی)قواعد 1975ء کے تحت کارروائی کی سفارش کرتے ہوئے معاملہ محکمہ امور ملازمت انتظامی عمومی پنجاب حکومت کے پاس بھیج دیا ہے۔ جس نے انکوائری افسر تعینات کر دیا ہے۔ جس پر کارروائی جاری ہے۔

(د) جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ریسٹ ہاؤسز کی تعداد

99۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) صوبے بھر میں محکمہ ہذا کے کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں کتنے کتنے

***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں ان میں کتنے قابل استعمال ہیں اور کتنے ناقابل استعمال ہیں۔

(ب) سال 1993ء سے رواں مالی سال تک محکمہ ہذا کے ریسٹ ہاؤسوں سے کتنی آمدن حاصل ہوئی۔ جبکہ ان کی دیکھ بھال پر کتنے اخراجات ہوئے' علاوہ ازیں محکمہ ہذا کے ریسٹ ہاؤس کے استعمال کے کتنے واجبات تاحال قابل وصولی ہیں اور ان افراد کے نام کیا ہیں جن سے رقم وصول کی جانی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ آب پاشی و قوت برقی پنجاب کے زیر انتظام صوبہ پنجاب میں مختلف مقامات پر 642 ریسٹ ہاؤس ہیں۔ جن کے پتے اور رقبہ جات کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے 409 ریسٹ ہاؤس قابل استعمال ہیں جبکہ 233 ریسٹ ہاؤس ناقابل استعمال ہیں۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسوں سے سال 1993ء سے رواں مالی سال تک 31,82,418/90 روپے آمدنی ہوئی جبکہ اس عرصہ میں ان کی دیکھ بھال پر 63439821/68 روپے خرچ ہوئے واضح رہے کہ یہ ریسٹ ہاؤس سرکاری و غیر سرکاری افراد کی ہنگامی اقامت کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور محکمہ خزانہ کے مقرر کردہ نرخوں پر وصولی کی جاتی ہے ان کو تجارتی بنیادوں پر نہیں چلایا جاتا۔ان ریسٹ ہاؤسوں میں سے چند ریسٹ ہاؤسوں کے واجبات قابل ادائیگی ہیں جن کی رقم 13230417/- روپے بنتی ہے اور یہ رقم مندرجہ ذیل اداروں و اشخاص سے واجب الادا ہے۔

1۔	حکومت بلوچستان	954000/-
2۔	محمد ایوب سابقہ اے۔ایس۔پی	14800/-
3۔	آرمڈ فورسز۔ سلیمانکی ریسٹ ہاؤس کی مد ہے	763713/-
4۔	چودھری محمد حسین وڑائچ' ڈی۔ایس۔پی	25000/-
5۔	شہادت خان بلوچ سابق ایم۔این۔اے	106960/-
6۔	رانا آفتاب احمد خان سابقہ ایم۔پی۔اے	38880/-
7۔	جناب بدر الدین چودھری سابقہ ایم۔پی۔اے	40120/-
8۔	چودھری عبدالحمید ایم۔این۔اے سابقہ ایم۔پی۔اے	9632/-
9۔	ملک محمد دین ایم۔پی۔اے فیصل آباد	9,932/-

***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

10۔	راجہ جاوید اخلاص ایم۔پی۔اے راولپنڈی	9632/-
11۔	چودھری خالد جاوید ورک ایم۔پی۔اے گوجرانوالہ	28896/-
12۔	چودھری محمد صفدر شاکر' ایم۔پی۔اے فیصل آباد	4,816/-
13۔	ملک نواب شیر وسیر ایم۔پی۔اے فیصل آباد	6,75,640/-
14۔	میاں محمد فاروق ایم۔پی۔اے فیصل آباد	3,68,776/-
15۔	محمد اسلم مڈھانہ ایم۔پی۔اے سرگودھا	4000/-
16۔	ملک نور محمد وٹو ایم۔پی۔اے فیصل آباد	175920/-
	کل میزان	1,32,30,417/-

پانی کا گیج ریکارڈ

158۔جناب محمد افضل گل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نہر عظیم' نہر فورڈ' نہر فتح' نہر مراد کی ٹیلوں پر پانی کا پچھلے نو ماہ سے گیج ریکارڈ کیا ہے۔

(ب) ان نہروں کے موگھے' ان کے نمبرز اور سائز کیا کیا ہیں' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) نہر عظیم' نہر فورڈ' نہر فتح اور نہر مراد کی پچھلے نو ماہ کی ٹیل گیجز ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان نہروں کے موگھا جات کے نمبر اور سائزز کی تفصیل بھی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لیز پر دیے گئے رقبہ کی تفصیل

180۔ملک محمد حنیف اعوان، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نے نہر اپر جہلم کے کنارے واقع کتنا رقبہ لیز پر کس شخص کو کتنی مدت اور کس مقصد کے لیے دیا ہے۔

(ب) سال 1985ء سے 1996ء تک جن افراد نے جس مقصد کے لیے رقبہ لیا اس کا استعمال جائز کیا گیا یا نہیں' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)۔

(الف) نہر اپر جہلم کے کنارے پر واقع 39 ایکڑ اراضی سید وصی امام ساکن کھل عثمان پور اور 3.68

(***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ایکڑ اراضی چودھری محمد رزاق ولد سلطان احمد ساکن میر پور برائے مدت 5 سال شجرکاری کے لیے لیز پر دیا گیا۔

(ب) جن افراد نے جس مقصد کے لیے رقبہ لیا اسی مقصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

دریا ستلج پر بند کی تعمیر

185۔چودھری محمد جمیل، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حلقہ پی۔پی 228 میں دریا ستلج پر بند کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی کیا اس بند کی تعمیر اس سال مکمل ہو جائے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

محکمہ انہار کی بہاولنگر فورڈ واہ کینال ڈویژن حلقہ پی۔پی 228 میں واقع ہے۔ ڈویژن ہذا نے اپنی حدود حلقہ پی۔پی 228 میں دریائے ستلج پر کوئی بند تعمیر نہ کروایا اور نہ ہی کوئی سکیم زیر غور ہے۔ اس ضمن میں فاضل رکن اسمبلی سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ماتھا جیڈو کے مقام پر کچھ رقم خرچ کی گئی ہے۔ تاہم ڈویژن ہذا کا ریکارڈ چیک کرنے پر تصدیق کر لی گئی ہے کہ دریائے ستلج پر کوئی بند حلقہ پی۔پی نمبر 228 میں تعمیر نہیں کیا گیا۔

سب انجینئر کی اسامیاں

197۔چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سکارپ ٹرانزیشن پائلٹ پراجیکٹ لاہور میں سب انجینئر کی کل کتنی اسامیاں ہیں اور ان کو بھرتی کرنے کا افسر مجاز کون ہے۔

(ب) مذکورہ پراجیکٹ میں کتنے سب انجینئر بھرتی ہوئے اور ان کا بھرتی کرنے کا طریقہ کیا ہے نیز ان کی مدت ملازمت کتنی ہے۔

(ج) ان میں سے کتنے ریگولر اسامیوں پر تبادلہ کرا چکے ہیں کیا ان کے تبادلہ کا حق بنتا ہے۔ اگر بنتا ہے تو کس قانون کے تحت تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

(الف) سکارپ ٹرانزیشن پائلٹ پراجیکٹ لاہور میں سب انجینئر کی نو اسامیاں ہیں اور پراجیکٹ ڈائرکٹر سکارپ ٹرانزیشن پائلٹ پراجیکٹ لاہور ان پر بھرتی کرنے کا مجاز ہے۔

(ب) نو اسامیوں پر نو افراد بھرتی کیے گئے۔ فارن ایڈ پراجیکٹ پر بھرتی پر پابندی کا عام قانون لاگو نہیں ہوتا اور ان کی مدت ملازمت پراجیکٹ کی تکمیل تک ہوتی ہے۔

(ج) 1992ء سے مجاز اتھارٹی (سیکرٹری آب پاشی) کے احکامات کے تحت دس سب انجینئر تبدیل کیے گئے تھے اور یہ سب انجینئر ریگولر کیڈر میں ضم نہیں ہو سکتے اور متعلقہ احکامات میں یہ واضح کر دیا گیا ہے۔

ٹھیکے دار کو ادائیگی کی تفصیل

198۔چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

30-06-88 سے 30-06-94 تک اتفاق اینڈ کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ نے قادر آباد بلوکی لنک ڈویژن فاروق آباد ' یو۔سی۔سی ڈویژن شیخوپورہ' اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ' حافظ آباد ڈویژن ایسٹ' فیصل آباد میں کون کون سے کام کیے۔ ان کا تخمینہ لاگت کیا تھا۔حسب ذیل گوشوارہ کے مطابق تفصیل بتائی جائے۔

Sr. No.	Name of Contractor	Name of Work	Estimated Cost	Amount Paid to Contractor
1	2	3	4	5

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)،

مورخہ30 جون1988ء سے 30جون1994ء تک"میسرز اتفاق اینڈ کو" کی ادائیگی درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈویژن	تخمینہ لاگت(Rs)	ادائیگی
1۔	قادر آباد بلوکی لنک ڈویژن	2,97,000/-	258659/-
2۔	اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ	2984245/-	2282514/-
3۔	یو۔سی۔سی ڈویژن شیخوپورہ	0027694/-	26,694/-
4۔	حافظ آباد ڈویژن ایسٹ فیصل آباد		
	کل روپے	3308979/-	2567867/-

فرم ہذا کو جس قدر ادائیگی کی گئی۔ اس کی ڈویژن وار تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

بند کی غلط ڈیزائننگ

216۔چودھری مسعود احمد: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے قرضہ لے کر ڈیرہ غازی خان میں رود کوہیوں پر (بند) ڈسپرشن سٹرکچرز غلط ڈیزائن کے بنا کر زمین داروں کو پانی سے محروم کر دیا گیا۔

(ب) مذکورہ بند پر کل کتنی لاگت آئی' کل کتنا قرضہ لیا اور قرض پر کتنا سود بنتا ہے۔ اس سے زمین داروں کو کس حد تک فائدہ پہنچا؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ ایشیائی ترقیاتی بنک(ADB) اور حکومت پاکستان کے مشترکہ تعاون سے ڈیرہ غازی خان ڈویژن ضلع راجن پور میں رود کوہیوں (کاہا) کی کل 25 میل لمبائی میں 13 عدد Dispersion Structures تعمیر کیے گئے ہیں۔ جن کی منصوبہ بندی اور ڈیزائن ملک کی قومی Consulting فرم / کمپنی NESPAK نے موقع پر تین سال لگا تار Data observation کی بنیاد پر اور لوگوں کے پانی کے حقوق کے مطابق کی۔ اس لیے ڈیزائن کے غلط ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) ان تیرہ dispersion structures کی تعمیر پر کل 226 ملین روپے خرچ ہوئے جن میں سے 83 فی صد حصہ ایشیائی ترقیاتی بنک ADB کا اور 17% حکومت پاکستان (وفاقی حکومت کا مذکورہ کام فلڈ پروٹیکشن سیکٹر پراجیکٹ کے تحت ہوا ہے۔ اس پراجیکٹ کے لیے مبلغ 185/58 ملین روپے ADB سے قرض لیا گیا۔ جن پر صرف ایک فی صد سروس چارجز واجب الادا ہے اس سال علاقہ پچادھ میں جہاں پر یہ Structures تعمیر کیے گئے ہیں۔ مختلف مواضعات ہیں۔ کل تیرہ ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت لایا گیا ہے جس سے ان علاقہ جات کے لوگوں کو کافی آمدنی متوقع ہے۔

معاوضہ کی ادائیگی

<u>221۔چودھری زاہد نذیر: کیا وزیر آب پاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:</u>

***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 189۔ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد میں رقبہ برائے "گیڈری ڈرین" جو عرصہ تقریباً 20 سال قبل Acquire کیا گیا تھا۔ مگر اب تک اس رقبہ کے معاوضے کی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زمین داروں کو اس رقبہ کے معاوضے کی ادائیگی زمین کی موجودہ شرح بازاری کے حساب سے ادا کرنے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک سے کرے گی؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ گیڈری ڈرین کی تعمیر کے لیے چک 189 ر۔ب تحصیل و فیصل آباد کا رقبہ عرصہ سترہ سال قبل Acquire کیا گیا تھا مگر معاوضہ کی ادائیگی نہ ہوئی ہے۔

(ب) مطلوبہ فنڈ کی فراہمی کی درخواست مختلف مراحل میں ہے فنڈز کی دست یابی پر مالکان اراضی کو فوراً ادائیگی کر دی جائے گی۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جی ٹی روڈ (پھول نگر ضلع قصور) پر ناکے کے دوران اے ایس آئی کے ہاتھوں ٹرک ڈرائیور کا قتل

جناب سپیکر، اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے Call Attention Notice ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد امیر اے ایس آئی تھانہ پھول نگر ضلع قصور نے 13-04-97 کو جی ٹی روڈ پر ناکے کے دوران ٹرک ڈرائیور لیاقت علی کو فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد امیر اے ایس آئی کو گرفتار نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کا چالان کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملزم کی گرفتاری کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر

نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں سوال کا جواب پڑھ دوں۔ یہ اتنا لمبا تو نہیں۔

(الف) یہ درست ہے کہ لیاقت علی ٹرک ڈرائیور کو محمد امیر اے ایس آئی بمراہی ملزمان پولیس نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا تھا۔ مدعی محمد اقبال کی درخواست پر مقدمہ نمبر 218/97 مورخہ 13-04-97 بجرم (جرم دیا ہوا ہے) تھانہ پھول نگر ضلع قصور میں محمد امیر اے ایس آئی اور دیگر چار ملزمان کے خلاف مقدمہ درج ہوا۔ تاہم محمد امیر اے ایس آئی تھانہ پھول نگر ضلع قصور میں تعینات نہ تھا' بلکہ تھانہ مانگا منڈی ضلع لاہور میں تعینات تھا۔

(ب) ملزم محمد امیر اے ایس آئی اور دیگر چار کس کو مورخہ 01-06-97 کو گرفتار کر کے جوڈیشل بجوایا گیا۔ ان کے خلاف چالان مرتب کر کے عدالت بھیجا گیا جو ابھی زیر سماعت ہے۔

(ج) چونکہ ملزم محمد امیر اے ایس آئی کو مورخہ 01-06-97 کو گرفتار کر کے جوڈیشل بجوایا گیا اور اس کے خلاف چالان مرتب کر کے برائے سماعت عدالت میں دیا جا چکا ہے۔ لہذا جز (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقوعہ کا وقت کیا تھا؟

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! جو جواب میرے پاس محکمے کی طرف سے پہنچا ہے ۔ اس میں وقت کا تو ذکر نہیں ہے' لیکن چونکہ ایف آئی آر کا ذکر ہے اس میں تو وقت موقع سب کچھ درج ہوتا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! یہ ڈرائیور پھول نگر ضلع قصور میں ہلاک ہوا' لیکن چونکہ اس کا تعلق میرے حلقے سے ہے' اس وجہ سے میں نے یہ سوال کیا ہے۔ جو مجھے اطلاع دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ واقعہ رات کے پچھلے حصے میں بارہ بجے کے بعد ہوا ہے ۔ پولیس والوں نے صرف اس بنا پر روکا تھا کہ وہ اس سے منتھلی لینا چاہتے تھے۔ اس نے ٹرک نہیں روکا' لہذا فائرنگ کر کے ہلاک کردیا گیا۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس دن یہ وقوعہ ہوا اور ایف آئی آر ملزمان کے خلاف درج کی گئی ۔ کیا بعد میں کوئی دفعات میں ترمیم کی گئی ہے' یا انہی دفعات کے تحت چالان کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ایف آئی آر میں کوئی ترمیم کی گئی ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! مقتول کے لواحقین نے مجھ سے رابطہ کیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ پولیس والوں نے جو پہلے چالان بھجوایا تھا اب تفتیش وغیرہ کر کے انھوں نے مقتول ڈرائیور کے خلاف بھی پرچہ درج کیا ہے اور دفعات میں ترمیم کر کے ملزم اے ایس آئی کو اور دیگر ملزمان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ آیا ان دفعات میں ترمیم کر دی گئی ہے یا جن دفعات میں ایف آئی آر درج ہوئی اسی میں چالان عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب والا! میں نے بڑی وضاحت سے عرض کیا ہے۔ بجرم 302/148/139 کے تحت چالان ہو کے عدالت میں بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اس میں پھر کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے۔ جیسا کہ محترم وزیر صاحب نے فرمایا اور اس سے کافی حد تک یہ کیس واضح ہے۔ میں یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ یہ جو ڈرائیور ہلاک ہوا ہے اور وہاں کے لوگوں نے وزیر قانون راجہ بشارت صاحب کو بھی وہاں بلوایا تھا اور یہ بھی ان کے گاؤں میں گئے جو کہ انتہائی کمزور اور انتہائی غریب لوگ ہیں۔ ان کے پاس مقدمے کی پیروی کرنے کے لیے لاہور یا قصور تک آنے کے لیے کرایہ بھی نہیں۔ کیا حکومت ان کی کوئی مالی امداد کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر! میری مقتول کے ورثا کے ساتھ مکمل ہمدردی ہے۔ جب بھی فاضل رکن، جو کہ ذاتی طور پر میرے چھوٹے بھائی کی طرح ہیں، مجھے یہ حکم دیں گے تو میں ان کے ساتھ چل کر چیف منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ ان کی مالی امداد کی جائے۔

جناب سپیکر، پیر بنیامین رضوی صاحب!

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پولیس کے کسی اہل کار کو اگر گولی لگے تو فوری طور پر امداد کا اعلان ہو جاتا ہے، لیکن اگر پولیس کسی کو مار دے تو اس کے لیے فوری طور پر امداد کا اعلان کیا ضروری نہیں ہے؟ ایک بے چارہ شخص جو ٹرک پہ اپنی روزی کمانے کے لیے جا رہا تھا اس کو مار دیا گیا تو اس کی امداد کے لیے اعلان میں تاخیر کیوں ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب والا! فاضل رکن کا یہ کہنا کہ اگر کوئی پولیس کا اہل کار قتل ہو جائے، تو ظاہر ہے کہ پولیس کا اہل کار ڈکیت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے، قاتلوں کے ساتھ مقابلہ کرتے

ہونے اگر اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو حکومت کا فرض بنتا ہے کہ اس کے ورثاء کو مالی امداد دی جائے۔ یہاں میں پہلے concede کر چکا ہوں کہ ایک بے گناہ شخص کے ساتھ ظلم کیا گیا اور اس کو پولیس کی فائرنگ سے قتل کیا گیا' لیکن اس وقت اس کے لیے کوئی policy decision موجود نہیں۔ باوجود اس کے میں نے خود پیش کش کی ہے کہ جس وقت یہ چاہیں گے میں ان کے ساتھ چلوں گا اور چیف منسٹر صاحب سے درخواست کریں گے کہ یہ غریب ہیں ان کی ضرور کوئی مالی امداد کی جائے۔

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، سوال کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ اے ایس آئی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ کیا اُس اے ایس آئی کو' جس کے خلاف ایف آئی آر کاٹی گئی ہے' گرفتار کیا گیا ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے کہوں گا کہ جب میں یہ جواب دے رہا تھا۔ کیا اس وقت یہ سو رہے تھے؟

جناب سپیکر، آپ نے جواب دیا تھا۔

وزیر خزانہ و داخلہ، میں نے بڑی وضاحت سے جواب دیا تھا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! کوئی بات نہیں۔

وزیر خزانہ و داخلہ: آپ کی ہدایت ہے تو میں پھر جواب دے دیتا ہوں۔ جناب والا! ملزم محمد امیر' اے ایس آئی اور دیگر چار کس کو مورخہ 1-6-1997 کو گرفتار کر کے judicial بھجوایا گیا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! سردار صاحب نے کیا کہا ہے میں سن نہیں سکا۔

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! میں آپ سے مخاطب ہو سکتا ہوں' فاضل رکن سے مخاطب نہیں ہو سکتا۔ ملزم محمد امیر' اے ایس آئی اور دیگر چار کس کو مورخہ 1-6-1997 کو گرفتار کر کے judicial بھجوایا گیا۔ اب اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں ان کو سرائیکی میں بتا دوں تو آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں سرائیکی میں بھی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں ضرورت نہیں ہے۔ اب انھوں نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال ملک مختار احمد اعوان صاحب کا ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں پہلے سوال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ وہ ملزم ابھی گرفتار ہیں' جیل میں ہیں یا ان کی ضمانت ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: ملک طیب اعوان صاحب! latest position پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! judicial حوالات میں جانے کے بعد' after arrest اس نے ضمانت کروالی ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب آگے چلیں کیونکہ آج legislation بھی ہے اور ابھی ایک دوسرا سوال رہتا ہے۔ جی ملک مختار احمد اعوان صاحب!

پیر سید محمد بنیامین رضوی: جناب سپیکر! آج صدیق سالار صاحب دوسری طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی سیٹ میں نے تبدیل کی ہے' کیونکہ اس طرف سے کچھ آوازیں نہیں آ رہی تھیں۔ جی' ملک مختار احمد اعوان صاحب!

تھانہ کٹھہ سگھرال ضلع خوشاب کے اے ایس آئی کے قتل کے ملزمان کی گرفتاری

ملک مختار احمد اعوان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی ظفر عباس ولد محمد اسلم اے ایس آئی کے قتل کی ایف۔آئی۔آر نمبر 84/97 تھانہ کٹھہ سگھرال ضلع خوشاب درج ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ایف آئی آر میں سات ملزمان نامزد تھے مگر ابھی تک پولیس کسی بھی ملزم کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کھلے عام پھر رہے ہیں اور مضروب گواہان کو دھمکی دے رہے ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملزمان کی فوری گرفتاری اور مقدمہ دہشت گردی کی عدالت میں سماعت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ و داخلہ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ):

(الف) یہ درست ہے کہ مسمی ظفرعباس ولد محمد اسلم اے ایس آئی کے قتل کی ایف آئی آر نمبر 84 مورخہ 22-6-97 تھانہ کٹھہ سگھرال میں درج ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس ایف آئی آر میں سات ملزمان نامزد تھے۔ لیکن یہ درست نہ ہے کہ پولیس کسی بھی ملزم کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی۔ ان میں سے ایک ملزم امداد حسین ولد رب نواز قوم جنجوعہ سکنہ ڈھاک کو مورخہ 15-10-97 کو ایبٹ آباد سے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کی تفتیش سے باقی ملزمان کے بارے میں مفید معلومات ملی ہیں اور ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے پولیس پارٹیاں سرگودھا' ملتان اور کراچی روانہ کر دی گئی ہیں۔ بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لیے پولیس ان تھک کوشش کر رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ ملزمان کھلے عام پھر رہے ہیں اور مضروب گواہان کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ مدعی پارٹی کو مکمل تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔

(د) پولیس بقایا ملزمان کی گرفتاری کے لیے مصروف عمل ہے اور ان کو بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔ ان کی گرفتاری کے بعد دہشت گردی کی عدالت میں قابل سماعت ہونے کی صورت میں یہ مقدمہ وہاں ضرور پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ تین چار سال میں اس موضع ڈھاک جس میں یہ قتل ہوا ہے وہاں پر قتل کی مختلف وارداتیں ہو چکی ہیں جن کی مجموعی تعداد سات ہے اور اس قتل میں جو چار ملزم ہیں وہ اس سے قبل بھی حافظ حیات کے قتل میں نامزد ملزم تھے اور ضمانت پر تھے ؛ ان حالات میں کیا ان کی گرفتاری کے لیے کوئی خصوصی ٹیمیں بھی حکومت مقرر کرنے کو تیار ہے؟ اس گاؤں میں امن عامہ کی صورت حال ابتر ہو چکی ہے۔ تین چار سالوں میں سات قتل ہو چکے ہیں۔ پچھلے چار ماہ میں وہاں پر تین قتل ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں اس گاؤں میں امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے حکومت کوئی خصوصی اقدامات کرنا پسند کرے گی؟

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! فاضل رکن نے تو confuse کر دیا ہے۔ ایک ضمنی سوال نہیں بلکہ وہ

تین چار سوال کہہ گئے ہیں اور یہ سوالات بنیادی طور پر اس سوال کے ساتھ متعلقہ نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا ہے کہ پچھلے تین ماہ میں اتنے قتل ہوئے ہیں۔ ان کا تو اس وقت میرے پاس ریکارڈ میسر نہیں۔ اس کیس کے حوالے سے اگر فاضل رکن کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہیں تو میں حاضر ہوں' میں ضرور جواب دوں گا۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس گاؤں میں امن و امان کی جو صورت حال ابتر ہو چکی ہے حکومت اس پر غور کرے۔

جناب سپیکر: ملک مختار احمد اعوان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اس قتل کے بعد tension بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ وہاں امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے حکومت کوئی خصوصی اقدامات کرے۔

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب سپیکر! میں نے ایس پی خوشاب کو بلوایا تھا وہ مجھے آج مل کر گئے ہیں۔ انھوں نے کچھ پس منظر مجھے بتایا تھا کہ قاتلان بھی جنجوعہ برادری سے ہیں اور مقتول بھی جنجوعہ برادری سے ہیں۔ ان میں تنازعات تھے جس کی بنیاد پر یہ قتل ہوا ہے۔ اب پولیس چوکس ہے اور وہ جانتی ہے کہ ان کے یہ پرانے تنازعات ہیں جس کے نتیجے میں یہ قتل ہوا ہے۔وہاں پر سیکیورٹی کے انتظامات کیے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود فاضل رکن کوئی نشان دہی کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس انتظام کے لیے بھی آمادہ ہیں۔

جناب سپیکر: ملک مختار اعوان صاحب! اگر آپ کوئی خاص انتظامات کروانا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔ ویسے انھوں نے already مسئلے کو take up کیا ہوا ہے۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! اس مقتول کے والد کو وہ کافی دھمکیاں دے رہے ہیں اور اس کا انھوں نے وہاں پر چلنا پھرنا دوبھر کیا ہوا ہے۔ حافظ حیات جو پہلے قتل ہوا تھا وہ بھی ان کا قریبی عزیز ہے۔ اس قتل میں بھی یہی چار افراد ملوث تھے۔

جناب سپیکر: ملک مختار احمد اعوان صاحب! ان کے لواحقین کی سیکیورٹی کے انتظام کا کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ قاتلان اس ضلع میں نہیں ہیں۔اگر پھر بھی یہ ان کے والد کے بارے میں چاہتے ہیں تو ہم ان کی خصوصی سیکیورٹی کا انتظام کر دیتے ہیں۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! یہ چار ملزمان جو کہ ضمانت پر رہا ہوئے تھے ان کے ضامن بھی ہیں۔ ان ضامنوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ نے کیا پوچھا ہے؟

ملک مختار احمد اعوان: یہ ظفر عباس کے قتل میں جو چار ملزم تھے وہ اس سے قبل حافظ حیات کے قتل میں بھی ملوث تھے اور وہاں سے وہ ضمانت پر رہا ہوئے تھے' ضمانت پر آنے کے بعد انھوں نے یہ وقوعہ کیا۔ ان کے ضامنوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب سپیکر! معزز رکن دیہات کے رہنے والے ہیں' میں بھی دیہات کا رہنے والا ہوں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ضامن کے خلاف کارروائی عدالت کرتی ہے۔ پولیس کے اختیار میں تو کچھ نہیں۔ اس پر تو عدالت ہی کارروائی کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کیوں اعوان صاحب! آپ مطمئن ہیں؟

ملک مختار احمد اعوان: ، ٹھیک ہے' لیکن ان کی گرفتاری کے لیے کوئی خصوصی انتظامات کیے جائیں۔ ان کے ضامنوں سے بھی پوچھ گچھ کی جائے۔

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کی گرفتاری کے لیے کئی پارٹیاں بنائی گئی ہیں۔ اور ضامنوں کے بارے میں تو صرف عدالت ہی کارروائی کر سکتی ہے۔

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے۔ کیا ظفر عباس صاحب جو قتل ہوئے ہیں وہ حکومت کے ملازم تھے؟

وزیر خزانہ و داخلہ: جناب والا! آپ کی اجازت سے---- میاں عمران مسعود صاحب کے ابھی تک پیرس اور ناروے کے خواب ختم نہیں ہوئے---- یہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ " اے ایس آئی"----

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ کھوسہ صاحب نے کہا کہ وہ اے ایس آئی تھے۔ جناب والا! پچھلے Call Attention Notice میں جب ایک عام شہری قتل کر دیا گیا تھا تو اس کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا تھا اور کھوسہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر سرکاری اہل کار ہوتا تو اسے ہم compensation ضرور دیتے ۔تو میرا یہ سوال ہے کہ چونکہ یہ اب سرکاری ملازم تھا جو قتل ہوگیا' آیا اس کو کوئی compensation دے رہے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: عمران مسعود صاحب! یہ کوئی پولیس مقابلے میں قتل نہیں ہوئے' بلکہ ان کی کوئی اپنی دشمنی چلی آ رہی تھی۔ اب Call Attention Notice کا وقت ختم ہوتا ہے------
نہیں اعوان صاحب! اب تو وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ امداد چاہتے ہیں تو آپ سردار صاحب کو ہر وقت مل سکتے ہیں۔
وزیر خزانہ و داخلہ: جی' میں بالکل حاضر ہوں۔ یہ جب چاہیں مجھے مل سکتے ہیں۔

استحقاق

جناب سپیکر: سردار صاحب! اب جناب پیٹر گل صاحب کی تحریک استحقاق لے رہے ہیں جو pending چلی آ رہی ہے۔ آپ اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہتے تھے؟
وزیر خزانہ: جی' میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: جی۔
وزیر خزانہ: جناب والا! جیسے میں نے آپ سے اجازت لی تھی اور فاضل رکن نے مجھ سے اتفاق کیا تھا اور آپ نے اس کو pending کیا تھا۔ تو میں نے متعلقہ ASI کو یہاں طلب کیا تھا۔ جب وہ ایم پی اے صاحب کے سامنے آیا تو ایم پی اے صاحب کی ایک ہی غرض تھی' یہ اس تحریک کو کسی اور مقصد کے لیے قطعاً استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے' کیا ان کا موقف درست تھا یا غلط تھا؟ اور میری موجودگی میں ASI نے یہ تسلیم کیا کہ جس شخص کے بارے میں فاضل ممبر صاحب نے کہا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے وہ بے قصور تھا اور واقعی اس ASI نے اسے بلاوجہ چار بجے تک وہاں پابند کیا۔ اس پر آپ نے نہایت مہربانی فرماتے ہوئے اس کی معافی قبول کر لی اور میرے خیال میں اب وہ اس تحریک کو press نہیں کرنا چاہتے۔
جناب سپیکر: جی پیٹر گل صاحب۔
جناب پیٹر گل: جناب والا! میں جناب ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ان کو call کیا۔ میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں لفظ بلفظ ایک بھی غلطی نہ تھی۔ بہر حال' جو بھی تھا اس نے معافی مانگی ہے اور میں اپنی اس تحریک

استحقاق کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، تو اس طرح آپ نے پولیس کو معاف کر دیا؟

جناب پیٹر گل، جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو آپ اسے withdraw کرتے ہیں۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 14 حاجی احمد خان ہرل صاحب کی طرف سے ہے۔جی حاجی احمد خان ہرل صاحب۔

نشان زدہ سوال نمبر 616 کے غلط جواب کے فراہمی

حاجی احمد خان ہرل، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے میرے اسمبلی سوال نمبر 616 کا جو جواب دیا ہے وہ میرے سوال سے مطابقت نہ رکھتا ہے۔ میں نے اپنا سوال چک نمبر 104 جنوبی سرگودھا کے بارے میں کیا تھا جبکہ ایوان کی میز پر چک نمبر 9 اور 10 کے بارے میں جواب پیش کیا گیا ہے۔ ایسا قصداً کسی مصلحت کے تحت کیا گیا ہے۔ اس طرح غلط جواب دے کر نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی حاجی احمد خان ہرل صاحب! آپ اس پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

حاجی احمد خان ہرل، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میرا سوال بالکل واضح ہے۔ سوال چک نمبر 104 جنوبی کے متعلق کیا گیا ہے۔ لیکن یہ تو ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ چک نمبر 102 یا 103 کا جواب دے دیتے، لیکن محکمے نے دانستہ طور پر چک نمبر 9 جنوبی اور چک نمبر 10 کے متعلق جواب دیا ہے۔ یہ 40/33 لاکھ کے منصوبہ جات ہیں اور اس سے محکمے کی لاپرواہی صاف ظاہر ہو رہی ہے، اس لیے میری استدعا ہے کہ یہ دانستہ طور پر کیا گیا ہے۔ اگر 104 کی بجائے 103 کا جواب دے دیتے یا 105 کا جواب دے دیتے، لیکن یہاں پر چک 9 جنوبی اور چک 10 جنوبی کا جواب دیا گیا۔ انھوں نے یہ دانستہ طور پر کیا ہے، اس لیے اس کی چھان بین کے لیے اور محکمے سے دریافت کے لیے میری تحریک

استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ اس کا جواب تو وزیر ہاؤسنگ دیں گے۔ لیکن میرے خیال میں وہ آج ایوان میں نہیں ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! ویسے ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس لیے اس کو pend فرما لیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ تحریک آج ہی آئی ہے اور وزیر صاحب بھی آ گئے ہیں۔ آپ کے محکمے کے خلاف حاجی احمد خان ہرل صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ انھوں نے سوال کچھ کیا تھا اور آپ کی طرف سے جواب کچھ اور آیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (سید افضال علی شاہ گیلانی)، جناب والا! میں نے سوال سنا ہے۔ شاید محکمے نے اس کا دوسرا جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر، ہاں، وہ نہیں دیا جس کا انھوں نے پوچھا تھا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ممکن ہے لکھنے میں محکمے سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ میں نے ابھی ایڈیشنل سیکرٹری کو بلایا ہے۔ اگر آپ مہلت دیں تو میں ان سے پوچھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ حاجی صاحب! میرا خیال ہے کہ اس کو کل تک کے لیے pending کر لیں؟

حاجی احمد خان ہرل، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ چونکہ ان کو آج ہی ملی ہے اور انھوں نے فوری ایکشن لیا ہے اور ایڈیشنل سیکرٹری کو بھی بلوایا ہے۔ تو اب تحاریک استحقاق ختم ہوتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سرائے عالمگیر کو ضلع جہلم کی بجائے دوبارہ ضلع گجرات میں شامل کرنا

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر لینا چاہتا تھا جب راجہ جاوید اخلاص صاحب نے فرمایا کہ جو بات on the floor of the House کی جائے اس کو پورا کیا جائے۔ جناب سپیکر! جمعے کے دن جہلم سے ہمارے ایک معزز ممبر نے سرائے عالم گیر کو جہلم سے ہٹا کر دوبارہ گجرات کے ساتھ لگانے کی تحریک التوائے کار پیش کی۔ میں نے یہاں لابی میں بیٹھے ہوئے گجرات کے ممبران کی تقاریر سنیں اور جہلم سے وہ ایک ممبر تھا جس کو گجرات کے ممبران نے بڑا زچ کیا کہ جب وہاں کے عوام چاہتے ہیں اور ہمارے محترم وزیر اعظم نے وعدہ فرمایا ہوا تھا جو آپ نے بھی اس ہاؤس میں پیش کیا۔ جس وقت آپ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر رہے تھے کہ یہ بڑا احسن اور بڑا خوبصورت اور عوام کے ساتھ بڑا انصاف کا فیصلہ ہے تو مجھے اسی وقت اطلاع ہوئی کہ یہ جو یہاں dispose of ہو رہی ہے اور سپیکر صاحب بھی اس فیصلے کو بڑا appreciate کر رہے ہیں اور وہاں بورڈ آف ریونیو میں یا جو بھی اتھارٹی تھی وہ اس کے خلاف فیصلہ کر رہی ہے جو 12 ستمبر کا فیصلہ تھا کہ سرائے عالم گیر کو گجرات کے ساتھ واپس لایا جائے وہ تو آرڈر بھی withdraw ہوگیا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں آپ کی کیا رولنگ ہوگی کہ یہاں ہاؤس میں متعلقہ وزیر نے یہ سٹیٹمنٹ دی کہ کیونکہ فیصلہ ہو گیا ہے اور اب سرائے عالم گیر کو گجرات کے ساتھ رہنا ہے۔ اور اس ہاؤس میں جو بات بھی اس کے حق میں آئی اس کو بڑا appreciate کیا گیا اور جہلم سے سعید صاحب جو ایم پی اے ہیں ان کو ایسے محسوس ہوا کہ شاید میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کر کے کوئی بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ وہ disposed of ہوگئی کہ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے اور گورنمنٹ اس پر قائم ہے لیکن وہ تو withdraw ہوگیا۔ تو جو on the floor of the House کارروائی ہوئی اور متعلقہ وزیر نے admit کیا کہ یہ فیصلہ ہوگیا ہے آپ نے بھی appreciate کیا اور یہاں میرے فاضل ممبران بیٹھے ہیں شاید وہ اپنی اس تقریر پر بڑی شرمندگی محسوس کر رہے ہوں گے جو انھوں نے اس دن فرمائی اور اسی وقت وہ آرڈر withdraw ہوگیا۔ تو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اور متعلقہ وزیر اس کو کس طرح لیں

گے؟

جناب سپیکر، آپ کے پاس withdrawal کی کوئی کاپی آئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان، اخبار میں خبر آئی ہے۔

جناب سپیکر، اچھا' اخبار میں آیا ہے۔جی راجہ صاحب! سعید اکبر خان صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جس دن یہ تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی تو میں نے بالکل یہ سٹیٹمنٹ دی تھی اور in fact میں نے یہ سٹیٹمنٹ کوئی ذاتی حیثیت میں نہیں دی تھی بلکہ بورڈ آف ریونیو کا' حکومت پنجاب کا جو موقف تھا میں نے وہ بیان کیا تھا۔ چونکہ آج جو یہ نئی صورت حال سامنے آئی ہے اس وقت تک اس کی صحیح تفصیلات مجھے معلوم نہیں ہیں۔ لیکن میری اپنی اطلاع کے مطابق جو صورت حال ہے میں وہ عرض کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں جناب سے عرض کروں گا کہ اگر اس کو کسی motion کے طور پر سامنے لایا جائے تو میں اس پر صحیح صورت حال واضح کر سکتا ہوں۔جناب سپیکر! اس میں صورت حال یہ تھی کہ بورڈ آف ریونیو نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا تھا۔ اس پر 01-11-97 سے عمل در آمد ہونا تھا۔ وہ conditional تھا کہ اس پر 01-11-97 سے عمل در آمد ہونا ہے۔ جناب سپیکر! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ یہ اس لیے دیا گیا تھا کہ census کی وجہ سے ضلع کی boundaries کو freeze کیا گیا تھا اور خیال یہ تھا کہ 01-11-97 سے پہلے census کا عمل مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد boundary میں ردو بدل کیا جا سکے گا۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اب census کا مسئلہ تھوڑا سا delay ہو گیا ہے اور اس نئی صورت حال کے مطابق وزارت داخلہ حکومت پاکستان کی طرف سے نئی ہدایات آئی ہیں۔ انھوں نے 31-03-97 تک boundaries میں تبدیلی کو ایک دفعہ پھر freeze کر دیا ہے۔ تو اس نئی صورت حال کے مطابق شاید کوئی اس قسم کی صورت حال پیدا ہوئی ہو۔ اس لیے میں جناب سے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی motion وغیرہ آتی ہے تو میں پوری معلومات لے کر جواب دے سکتا ہوں۔ لیکن میرے پاس جو off hand information ہے اس کے مطابق ہم نے مردم شماری کے پیش نظر 31-03-97 تک باؤنڈریز کو freeze کیا' تو شاید یہ نئی صورت حال اس وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ بہرحال' میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ مجھے مہلت دی جائے' میں اس سلسلے میں بریفنگ لے کر کچھ عرض کر سکوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے جناب سے رولنگ چاہی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں موشن بھی پیش کر سکتا ہوں۔ میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اور جیسا کہ راجہ صاحب نے پہلے کہا ہے اس ایوان کے فلور پر جو commitment ہو یا جو بات ہو آیا اس کی گورنمنٹ پابند ہے یا نہیں؟ میرا جناب سے یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اس پر میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ جو بات ایوان میں زیر بحث تھی اور اس پر گورنمنٹ کا نقطہ نظر بھی آ گیا کہ یہ بات ہم نے کر دی ہے اب اس میں ترمیم نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اسی دن وہی آرڈر ترمیم ہوگیا۔ تو میں اس سلسلے میں آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ اس معزز ایوان کے فلور پر متعلقہ وزیر جو بھی جواب دیتا ہے اور اس کی پھر اسی دن تردید ہو جاتی ہے تو کیا اس سے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوگا' یا اس کی کیا پوزیشن بنے گی؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے جس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ کیونکہ جناب سپیکر! یہ گجرات اور جہلم کی بات نہیں یہ اس معزز ایوان کی بات ہے۔ایوان کے استحقاق کی بات ہے' ہاؤس میں ایک متعلقہ وزیر بیان دیتا ہے اور اسی دن پھر وہ آرڈر withdraw بھی ہو جاتا ہے۔ میں اس بات پر بضد ہوں کہ اس ایوان کا بھی کوئی استحقاق ہے ؛ یعنی ہاؤس میں اگر کوئی بات کی جائے اور ایوان کا اجلاس بھی ہو رہا ہو تو اس کے نوٹس میں تو یہ بات لائی جائے کہ ہمیں یہ کرنا پڑ رہا ہے ۔

جناب سپیکر ، نہیں' راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ اس سلسلے میں ان کے پاس پوری طرح انفرمیشن نہیں ہے' راجہ صاحب اس کے متعلق پوری طرح سے انفرمیشن لے لیں اس کے بعد کوئی بات کریں گے۔ اور پھر وزیر مال جو کہ متعلقہ وزیر ہیں وہ بھی تشریف فرما ہیں۔ اس وقت راجہ صاحب نے ایوان کے فلور پر جو commitment کی تھی وہ بھی اس اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہے۔ بہرحال جو نئی صورت حال ہے اس کے بارے میں بھی راجہ صاحب انفرمیشن لے لیں تو اس کے بعد اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! پھر میرے پوائنٹ آف آرڈر کو بھی موخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر ، جی' وہ بھی موخر ہے۔

جناب سعید اکبر خان ، شکریہ۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں نوانی صاحب کی بات کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سعید اکبر خان نے یہ فرمایا کہ اس دن چودھری سعید صاحب نے جو تقریر کی اور ہم نے ان کو

condemn کیا اور وہ اس بات پر بھی اشارہ کر رہے ہیں کہ انچارج وزیر نے ایوان میں جو commitment کی وہ پوری نہ ہوئی اور وہ آرڈر اسی دن واپس ہو گیا۔ لیکن ان کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہیے کہ آپ کا بڑا پن ہے آپ کی وضع داری ہے کہ ایک تحریک التوائے کار جو آپ کے خلاف آئی ہے' آپ کے ضلع کے خلاف آئی ہے آپ نے اس کو entertain کیا ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک نئے ممبر کو حوصلہ دیا' بلکہ اس کا حوصلہ بڑھایا کہ آپ تحریک التوائے کار ہاؤس میں لے کر آئیں اور آپ نے اس کو سنا۔ اگر آپ bias ہوتے تو اس تحریک التوائے کار کو چیمبر میں kill کر دیتے۔ میں یہ چاہوں گا کہ وہ آپ کی' سپیکر صاحب کی بڑائی کریں اور خراج تحسین پیش کریں۔ آپ کا ایوان کے ساتھ جو غیر جانب دارانہ رویہ ہے اس کے لیے میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے اور میرے بھی علم میں ہے کہ یہ بورڈ آف ریونیو میں ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ ایک move چلی ہوئی ہے اور پچھلی حکومت نے سیاسی طور پر سرائے عالمگیر کو گجرات سے علیحدہ کر کے جہلم میں شامل کیا تھا۔ میں چونکہ اس دن ہاؤس میں نہیں تھا جو کارروائی ہوئی ہے اس میں راجہ صاحب نے حصہ لیا ہے۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ اس پر مزید کوئی بحث کرنے سے پہلے ہمیں وقت دیا جائے' اس پر ہم اپنا پالیسی بیان دے سکیں۔

جناب سپیکر، راجہ محمد خالد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 8 موخر چلی آ رہی ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں نے اپنی تحریک التوائے کار نمبر 8 ایوان میں پیش کی تھی جس کے جواب میں چودھری اقبال صاحب نے فرمایا تھا اور اعظم چیمہ صاحب اس وقت کرسی صدارت پر تھے۔ انھوں نے کہا تھا کہ اگلے اجلاس تک اسے ملتوی کر دیا جائے تاکہ اس کا proper جواب دیا جا سکے۔ اب چودھری اقبال صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 8 راجہ محمد خالد صاحب کی موخر چلی آ رہی ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس دن راجہ خالد صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے۔ میں نے

جناب والا! سے عرض کیا تھا کہ زراعت کے بارے میں معاملہ ہے ' میں نے محکمے والوں کو بھی بلوایا ہوا تھا۔ اگر یہ اس دن ہوتے تو بات کروا کر معاملے کو حل کر لیتے۔اب اگر راجہ صاحب پرسوں پر رکھ لیں تو میں انھیں پرسوں بلوا لوں گا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ راجہ صاحب! پرسوں تک مؤخر کر لیتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 34 چودھری زاہدمحمود گورایہ کی ہے ۔

فیصل آباد میں واقع رکھ برانچ کینال چک 233 ر-ب میں شگاف پڑنے سے شدید نقصانات

چودھری زاہدمحمود گورایہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ یکم اکتوبر کو فیصل آباد شہر میں واقع رکھ برانچ کینال میں چک نمبر 233 ر ب کے قریب ایک بڑا شگاف پڑ گیا جس کی وجہ سے اردگرد کے مکینوں کے گھروں اور املاک کو شدید نقصان پہنچا' فصلیں تباہ و برباد ہوگئیں۔ یہ واقعہ لاہور اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک انگریزی اخبار روزنامہ "ڈان" کی اشاعت مورخہ 03-10-97 میں بھی شائع ہوا۔

رکھ برانچ فیصل آباد شہر کے عین وسط میں واقع ہے۔ محکمہ انہار کی جانب سے بروقت پشتوں کی دیکھ بھال اور درستگی کے نظام کو نظر انداز کرنے کے عمل کی وجہ سے شگاف پڑنے کے واقعات معمول کا حصہ بن گئے ہیں اور اس نہر کے اردگرد شہری و دیہی آبادیوں کے مکین ہمہ وقت خوف و ہراس کا شکار رہتے ہیں اور اس نہر کے شگافوں کی وجہ سے کسی بھی وقت بہت بڑا طوفان کھڑا ہو سکتا ہے اور اس وجہ سے عوام میں سخت بے چینی و خوف و ہراس پایا جا رہا ہے مگر محکمہ انہار کے افسران و دیگر اہل کاران خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔

متذکرہ واقعات اور موجودہ وقوعہ عوامی اہمیت اور فوری نوعیت کے واقعہ پر مبنی ہے اس لیے میری استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے بحث کے لیے منظور کرتے ہوئے اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر ، جی گورایہ صاحب! تشریف رکھیں ، شکریہ۔ چودھری صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! یہ چک نمبر 235 ر ب کے زمین داروں و حصہ داران موگھا نمبری 24502 آر راجباہ ڈجکوٹ کے بشیر احمد و نذیر احمد کسان محمد یعقوب قوم ارائیں نے اپنے موگھا کے ساتھ سائیڈ کٹ شب درمیانی 30 ستمبر و یکم اکتوبر 1997ء کو کیا' تاکہ وہ اپنی فصلوں کو ناجائز طور پر سیراب کرسکیں۔ جس کی وجہ سے کٹ شگاف کی صورت اختیار کر گیا۔ جوں ہی محکمہ انہار کے متعلقہ اہل کاروں کو اس وقوعے کی اطلاع ملی وہ فوراً جائے وقوعہ پر پہنچے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے' رات کو وقوعے کی تحقیقات بھی کر کے اصل ملزم تک جا پہنچے اور ملزمان کے خلاف تھانہ صدر فیصل آباد میں ایف آئی آر نمبر 45 مورخہ 4 ۔ اکتوبر 1997ء درج کروا کر ملزمان کو گرفتار کروایا گیا اور پورے دیہات نے اس ایف آئی آر کی تصدیق کی ۔ اس سے قبل بھی اس چک کے زمین دار نے ماہ جولائی 1997ء میں بھی کٹ کیا تھا جس کی ایف آئی آر نمبر 724 مورخہ 25۔ جولائی کو درج کروائی گئی تھی۔ جناب سپیکر! شگاف کافی بڑا ہو چکا تھا اور نہر اپنے indent سے کچھ ہی کم چل رہی تھی۔ اب جب کہ نہر رکھ برانچ ہیڈ تا tail کوئی escape چینل نہ ہے جس کی وجہ سے ہیڈ رکھ برانچ سے پانی کی کمی لینے کے واسطے کم از کم 32 تا 36 گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ کیونکہ نہر کی لمبائی 114 کلو میٹر ہے۔ لیکن اس کے باوجود محکمہ انہار کے ایس ای ' ایکس ای این ' ایس ڈی او اور سب انجینئر کے علاوہ بھی امدادی عملہ محکمہ نہر طلب کر لیا گیا۔ مگر عوام کے ہجوم نے طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالنی شروع کیں اور خود بخود شگاف کے اندر سالم درخت' سڑک کے سائن بورڈ اور محکمہ نہر کی بھری ہوئی بوریاں کسی پلان کے بغیر ڈال دیں۔ یہ محکمے کی کارکردگی میں بہت زیادہ رکاوٹ بنی اور مجبوراً سول انتظامیہ کو بلانا پڑا جنھوں نے عوام کو کنٹرول کیا اور محکمہ اس شگاف کو پر کرنے میں کامیاب ہوا۔ اسی دوران پانی کی کمی واقع ہونا شروع ہوگئی تھی۔ اس شگاف کو پر کرنے میں میونسپل کارپوریشن کی لیبر اور ٹریکٹر نے بھی محکمہ انہار کی لیبر کے ساتھ امداد کی۔ جناب سپیکر! یوں آخر کار 2 ۔ اکتوبر 1997ء شام چھ بجے شگاف پر کر لیا گیا۔ مزید برآں یہ شگاف کچھ ایسی جگہ ہوا جہاں پر مٹی کا ملنا نہایت ہی مشکل تھا اور زیادہ مشینری بھی استعمال نہیں ہو سکتی تھی جس کی وجہ سے نہر کی پٹڑیوں کو کاٹ کر شگاف پُر کیا گیا۔ بعد ازاں پٹڑیوں پر بذریعہ لیبر و مشینری مٹی ڈال کر اسے مضبوط کیا گیا۔

اس شگاف کی وجہ سے بہت ہی کم نقصان ہوا، یعنی کل متاثرہ رقبہ 1312 ایکڑ ہے۔جس میں سے دس فی صد نقصان ہوا۔ اسے حتمی رپورٹ آنے پر مطلع کیا جائے گا۔ نہر رکھ برانچ اور راجباہ ڈجکوٹ کی پٹڑیاں کافی کمزور ہیں مگر فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے مکمل طور پر درستگی و مضبوطی پٹڑیاں نہ ہوسکیں۔ تاہم بہت سی کمزور جگہوں پر مٹی ڈالنے کا بندوبست کیا گیا ہے جو کہ آخری مراحل میں ہے۔مینڈر کال کر لیے گئے ہیں۔ نہر رکھ برانچ اور ڈجکوٹ کی تمام لمبائی کو مضبوط کرنے کے لیے ایگریکلچر taxes سے محکمہ انہار نے فنڈز apply کیے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، اور جوں ہی فنڈز مہیا ہوتے ہیں۔ تمام کمزور پٹڑیوں کو مستقل بنیادوں پر مضبوط بنا دیا جائے گا۔ تاہم مذکورہ جگہ بہت مضبوط تھی جبکہ پانی بھی اپنی اصل مقدار سے کم بہ رہا تھا۔ مگر زمین داروں کے ناجائز حربے نے اس پریشانی سے دوچار کیا۔

جناب والا! اس نہر کا میں نے خود بھی موقع ملاحظہ کیا تھا۔ جو شکایت میرے فاضل دوست کو ہے تھوڑا سا مجھے لوکل ایڈمنسٹریشن نے بھی بتایا تھا کہ آپ کے محکمے نے کام تو کیا ہے، لیکن اس میں اس کٹ کو پر کرنے کی سپیڈ صحیح نہیں تھی۔ اس کی وجہ سے میں نے انکوائری بھی مارک کر دی ہے۔ جناب والا! اس کا کوئی تھوڑا بہت بھی نہر والوں کا fault نکلا ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ میں آپ کے سامنے اس بات کی commitment کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی گورایہ صاحب۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میں اسی تحریک التوائے کار کے حوالے سے تھوڑی سی بات کروں گا کہ یہ نہر 65 کلو میٹر لمبی ہے جو سانگلہ ہل سے چلتی ہے اور ڈجکوٹ distribution تک جا کے ختم ہوتی ہے۔ اس نہر کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ یہ پورے شہر فیصل آباد کو دو حصوں میں تقسیم کرتی چلی جاتی ہے۔ اور فیصل آباد میں جو سب سے بڑا زرعی تحقیقاتی ادارہ ہے اس کو بھی اسی نہر سے پانی سیراب کرتا ہے۔ چند ماہ کے دوران یہ تیسرا بڑا واقعہ ہے اور اس نہر میں تین مرتبہ شگاف پڑ چکا ہے۔ جیسا کہ وزیر موصوف نے ابھی فرمایا میں نے صبح سے رات تک پورا دن، منسٹر صاحب کے علم میں ہوگا کہ وہیں پر گزارا ہے۔ اس دن آپ تشریف نہیں لائے تھے آپ اگلے دن آئے۔ اس میں آپ نے فرمایا تھا کہ بندہ بشیر ولد نذیر نامی جو ہے انھوں نے پانی چرانے کی کوشش

کی۔ موگھا نکل گیا اور اس طرح سے شگاف بڑھتا گیا۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ یہ نہر 1896ء میں بنی تھی۔ اس کو ایک سو سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ اس کے دوران کبھی بھی کینال بنک کی مرمت نہیں کی گئی۔ اس کے کناروں کی ' اس کے پشتوں کی دیکھ بھال کبھی نہیں کی گئی۔ اور آج اس کے پشتے اتنے کمزور ہیں کہ اس دوران تین مرتبہ ایسے واقعات ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے محکمہ انہار کی کارکردگی دیکھیے۔ آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے کی باتیں کرتے ہیں۔ آج ہم بات کرتے ہیں انٹر نیٹ پر خود کو منسلک کرنے کی۔ آج ہم بات کرتے ہیں گلوبل یونیورس میں شامل ہونے کی۔ یا خود کو consider کروانا چاہتے ہیں کہ We are going to become a global village لیکن جناب والا! انتہائی افسوس کے ساتھ مجھے یہ بات کہنا پڑتی ہے کہ ابھی جناب وزیر موصوف نے فرمایا کہ محکمہ انہار والوں نے شگاف پر کرنے کے لیے فوری طور پر جو کچھ وہاں پر کیا' کہ سڑکوں پر سے سائن بورڈ اتارے' مٹی کے بیگ' بورے بھر کے وہاں پر شگاف پر کرنے کی کوشش کی۔ درختوں کی شاخیں اتار کے وہاں پر لگائی گئیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ آج کے جدید دور میں بھی محکمہ اریگیشن کے پاس ٹریکٹر' بلڈوزر یا کرینیں نہیں ہیں تو یہ ہمارے لیے نہایت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہم خود کو کہہ رہے ہیں کہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور طریقۂ کار وہی ہے' درختوں کی شاخیں کاٹنے کا۔ جہاں تک منسٹر صاحب نے فرمایا کہ محکمہ نہر کے چیف انجینئر صاحب وہاں پر موجود تھے۔ ایس ای صاحب تھے' ایس ڈی او صاحب تھے۔ جناب والا! جب میں موقع پر وہاں گیا تو سارے حضرات درختوں کے نیچے بیٹھے کولر رکھے چائے پی رہے تھے۔

جناب سپیکر: سارے درخت تو کاٹ کر نہر میں ڈال دیے تھے' پھر وہ کس کے نیچے بیٹھے تھے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: وہ سارے دیہاتی اپنی مدد آپ کے تحت کام کر رہے تھے۔ محکمہ نہر نے کچھ نہیں کیا۔ چیف انجینئر صاحب آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ کچھ کر رہے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں پیچھے سے پانی کنٹرول کر رہا ہوں۔ اچھا دیکھیے' کہ 55 کلو میٹر پر ہیڈ آتا ہے۔ اگر وہاں پر پانی کو کنٹرول کیا جائے تو کم از کم 36 گھنٹے لگتے ہیں جہاں یہ شگاف پڑا تھا وہاں تک پانی رکنے کے لیے اور میں جناب وزیر موصوف سے یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر لوگوں کا جو مالی نقصان ہوا ہے۔ جس میں باغات تھے' زمینیں تھیں۔ ان کی کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔ اس کے علاوہ مسجدوں میں پانی چلا گیا۔ سکولوں میں پانی چلا گیا۔ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ کونسل کی جو

نئی سڑک ابھی ابھی بنی تھی DADP میں سے۔ وہ برباد ہوگئی۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ وہاں پر ایک تو بڑے پولٹری فارم تھے جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں چوزے غوطہ خوری کرتے ہوئے مارے گئے۔ اور جب ہم وہاں پر گئے تو انھوں نے کہا کہ جناب' بتائیں کہ ہمارا کیا بنے گا؟ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایسے لوگوں کے لیے کیا compensate کیا جائے گا؟ میں نے انھیں ابھی جا کر جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر، جواب چوزوں کو دینا ہے یا---؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، نہیں' وہ تو مر گئے۔ ان کے وارثوں کو جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر، اچھا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! فاضل دوست کے خیالات بڑے ہمدردانہ ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں انھوں نے سارا کچھ cover کر لیا ہے۔ انھوں نے تقریر بھی کر لی ہے۔ ان کے اپنے علاقے کے مسائل بھی آ گئے۔ اور اسی میں ضمنی سوالات بھی آ گئے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! اس میں مجھے تو کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ یہاں پر جناب وزیر مال تشریف رکھتے ہیں۔ اگر وزیر مال صاحب اس کو calamity area declare کر دیں۔ میں جناب یہ بھی وثوق سے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس میں اگر محکمے والوں کی کوئی کوتاہی ہے اس کو تو آپ چیک کر سکتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب والا! ہم اس کی تحقیقات کروا رہے ہیں۔ جو انھوں نے چوزوں کی بات کی ہے وہ جناب وزیر مال صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، جو نقصانات کی بات کی ہے وہ تو ریونیو منسٹر صاحب ہی بتائیں گے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، نہیں سر! میں آپ سے اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فلڈ میں جو fish form تھے لوگوں کی لاکھوں روپے کی مچھلی بھی بہ گئی ہے۔ اور چوزے بھی بہ گئے ہیں۔ ان کی compensation میرا خیال ہے کہ ان کے purview میں نہیں آتی۔ نہ انھوں نے کسی کو دی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، compensation کی جو assessment وغیرہ ہے وہ تو ڈپٹی کمشنرز نے لگائی ہے جہاں جہاں سیلاب سے اس طرح کے جو نقصانات ہوتے ہیں یا ہوئے ہیں۔ وہ تو ایسے کرتے رہتے ہیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، میرے علم کے مطابق جناب والا! چوزوں اور مچھلی-----

جناب سپیکر، چوزوں کی تو ایک پراپرٹی ہے۔ جس طرح کسی کا مال مویشی ضائع ہوتا ہے۔ تو اس کو پراپرٹی سمجھتے ہوئے امداد دی ہے لوگوں کو؟

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، بہتر طور پر تو میرے یہ دوست بتا سکتے ہیں۔ مجھے یہ پتا ہے کہ -----

جناب سپیکر، لیکن اس میں آپ کا جو حصہ ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، اس میں جناب والا! میں پوری تحقیقات کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، جی گورایہ صاحب! اس میں یہ وزیر صاحب تحقیقات کریں گے۔ ایکشن بھی لیں گے۔ اگر آپ کے علم میں کوئی بات ہے تو وہ آپ ان کو ضرور بتائیے گا۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی ، جناب والا! میں فیصل آباد گیا تھا اور میں نے کوشش کی تھی کہ میں بھائی صاحب سے co-ordinate کروں۔ لیکن یہ وہاں نہیں تھے۔ اس بات کے گواہ منسٹر صاحب بھی ہیں جو فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! آپ چودھری صاحب کو بتا دیں جو آپ کے علم میں ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا!

This responsibility totally lies upon the Irrigation Department.

کیوں کہ وہ سراسر اس کے ذمہ دار ہیں۔ بیٹھے رہے ہیں۔ میں نے پورے گاؤں والے، یعنی جتنا ایریا متاثر ہوا سے پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ کسی نے بھی پانی چوری نہیں کیا۔ کچھ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! انکوائری کروالیں۔ اگر واقعی چوری نہیں ہوا تو---

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! یہ محکمہ اریگیشن ہمیشہ اسی طرح ٹوپی ڈرامہ کرتا ہے۔ جب بھی کوئی ایسا وقوعہ ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ فلاں بندے نے پانی چوری کیا ہے اور اس طرح سے ہوگیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ اس کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے۔ ان کو compensate کیا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس کی انکوائری کروائیں گے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، وزیر آب پاشی و قوت برقی نے کہا ہے کہ وہ اس کی انکوائری کروائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کا fault ہے negligence ہے جو بھی ہیں۔ ان کو سزا دینا ان کا کام ہے۔ باقی جو crops وغیرہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ calamity hit میں DC کو کہہ دیتا ہوں وہ چیک کر لیں گے۔

جناب سپیکر، پھر آپ یہ پریس نہیں کرتے؛ ٹھیک ہے جی۔ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کی تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے وہ پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر35 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ اس سے پہلے کہ میاں عبدالستار صاحب اپنی موشن پڑھیں۔ میں بٹ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر موقع دیتا ہوں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج تحریک التوائے کار نمبر 34 کو take up کیا ہے۔ لیکن میری ایک تحریک التوائے کار کا نمبر 28 تھا۔ وہ داخل کروائی تھی۔ اس بارے میں ابھی تک مجھے نہیں پکارا گیا۔

جناب سپیکر، 28 نمبر؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی ۔

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ کہیں وہ discussion میں تو نہیں آگئی وہ تو فلڈ کی نذر ہوگئی۔ کیوں کہ discussion جس کے اوپر رکھی جاتی ہے' وہ کوئی لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ہو تو جب لاء اینڈ آرڈر کی بحث ہو رہی ہو تو پھر وہ موشن take up نہیں ہوتی' بلکہ وہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ آپ کی تحریک فلڈ کے بارے میں تھی۔ فلڈ پر دو دن تک بحث ہوئی۔ اس لیے وہ فلڈ کی نذر ہوگئی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب' اس کو پڑھنے کی ہی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر، پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ رولز اجازت نہیں دیتے۔ تشریف رکھیں ۔ اب میاں عبدالستار صاحب تحریک التوائے کار نمبر 35۔

خان پور میں سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

میاں عبد الستار، (رحیم یار خان) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی 234 تحصیل خان پور میں ایک تاریخی قصبہ غوث پور میں واقع 13 قیمتی دکانوں کے مختلف دعوے داروں نے جب مجھ سے فیصلے کے لیے رجوع کیا۔ اور جب میں موقع پر گیا تو مقامی پٹواری' گرداور اور نائب تحصیل دار کی موجودگی میں ریکارڈ ملاحظہ کیا اور جگہ کی پیمائش کی تو معلوم ہوا کہ یہ اراضی ان دو فریقین کی بجائے ضلع کونسل رحیم یار خان کی ملکیت ہے۔ جس کے بعد میں نے فوری طور پر DC رحیم یارخان جو کہ ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل بھی ہیں کو تحریری طور پر لکھا۔ اور انھیں سب انجینئر ضلع کونسل جناب طارق صاحب کو محکمہ مال سے ریکارڈ اکٹھا کرنے کا کہا۔ ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل جو ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان بھی ہیں۔ انھوں نے اس قیمتی اراضی کو خالی کرانے کا حکم دیا۔ مگر اس پر اب تک عمل درآمد نہیں ہوا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حالیہ فیصلے کے تحت جس میں قبضہ گروپوں کے زیر قبضہ سرکاری اراضی کی نشان دہی کرنے کے لیے کہا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں کہا تھا کہ نشان دہی آپ کریں' خالی میں کراؤں گا۔ مگر اب تک یہ قیمتی اراضی خالی نہیں کرائی گئی اور دونوں ناجائز قابضین متحارب گروپس آج بھی اس ناجائز قبضہ شدہ جگہ پر اپنا اپنا زور لگا رہے ہیں اور کئی دفعہ آپس میں الجھ چکے ہیں۔ جس پر تھانہ ظاہر پیر میں مقدمہ بھی درج ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' وزیر مال۔

وزیر مال، جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی فاضل ممبر نے اسی سے متعلق نشان دہی کی تھی اور ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان سے بھی آج میری بات ہوئی ہے۔ اور وہاں کارروائی کر دی گئی ہے اور تمام دکانیں مسمار کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ ضلع کونسل کی اراضی تھی۔ ظاہر ہے کہ ڈپٹی کمشنر ضلع کونسل کا ایڈمنسٹریٹر بھی ہے اور یہ subject ضلع کونسل کا تھا۔ ہم نے کارروائی کر دی ہے اور میرا خیال ہے ان کو بھی پتا ہے۔ یہ اب پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر، جی میاں عبد الستار صاحب؟

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)۔ رات کارروائی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ کارروائی ہو گئی ہے۔ تو پھر آپ اپنی تحریک واپس لیتے ہیں؟

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)۔ جی، میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک disposed of تصور ہوئی۔ تحریک التواء کار نمبر 36 بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

رحیم یار خان میں محکمہ ہائی وے کی زمین کی ناجائز قابضین سے واگزاری میں حکام کی عدم دلچسپی

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے آمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ظاہر پیر میں بعض افراد نے گینگ ہٹ محکمہ ہائی وے کی زمین پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ جس پر میں نے تحریک التوائے کار کے ذریعے نشان دہی کی تھی۔ جس پر وزیر مال صاحب کا موقف تھا کہ زمین کی رقم ملنے کے ثبوت فراہم نہ ہونے کی وجہ سے زمین محکمے کے نام منتقل نہیں ہو سکی۔ میں نے کچھ عرصے میں ذاتی کاوش سے تمام ثبوت فراہم کر دیے۔ جس پر محکمہ مال نے 03-06-97 کو انتقال نمبر 1069 کے ذریعے یہ اراضی محکمہ ہائی وے کے نام منتقل کر دی ہے۔ اب جب کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے قبضہ گروپوں سے تمام اراضی واپس کرانے کا اعلان کیا ہے اور اس سلسلے میں ضلعی انتظامیہ اور محکمے کو بھی کئی بار یاد دہانی کرائی گئی ہے مگر نہ ہی محکمہ اور نہ ہی ڈپٹی کمشنر صاحب یہ اراضی خالی کرانے کی کوئی تگ و دو کر رہے ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری مسئلہ پر اس ایوان کی کارروائی معطل کر کے بحث کی جائے۔

جناب سپیکر۔ جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ۔ جناب سپیکر! فاضل رکن محرک نے ایوان کی توجہ جس مسئلے کی طرف مبذول کروائی ہے۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات اس سے بخوبی آگاہ ہے، بلکہ یہاں میں فاضل رکن کا شکریہ ادا نہ کروں

کہ انھوں نے ذاتی طور پر دل چسپی لی اور محکمہ ہائی وے کے نام انتقالات درج کروائے؛ میں آپ کی وساطت سے ان کا مشکور ہوں۔ وہ میرا شکریہ قبول کریں۔ لیکن اس خطۂ اراضی کا مقدمہ سینئر سول جج رحیم یار خان کی عدالت میں پیش ہے۔ گو عدالت کی طرف سے کوئی سٹے آرڈر نہیں ہے۔ لیکن وہ مسئلہ زیر سماعت ہے جس کی اگلی تاریخ 5 نومبر 97ء مقرر کی گئی ہے۔ محکمہ انتہائی کوشش کرے گا کہ اس مقدمے کا فیصلہ جلد ہو جائے۔باقی جہاں تک اس اراضی کے قبضے کا مسئلہ ہے۔ وہ محکمے نے ایکسین کو تحریری ہدایت بھیج دی ہے اور ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو بھی تحریری گزارش بھیج دی ہے۔ اور میں نے وزیر مال سے ذاتی طور پر گزارش کی تو انھوں نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ انھوں نے خود ڈی سی رحیم یار خان کو گزشتہ کل ٹیلی فون پر ہدایت کی ہے کہ محکمہ ہائی وے کو اس زمین کا قبضہ فوری دلوایا جائے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ فاضل رکن اسے پریس نہ کریں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ ویسے بھی مسئلہ عدالت میں ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ قبضہ گروپس کے بارے میں میری خاصی تحاریک التوائے کار ہیں۔ چونکہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑا اچھا نعرہ لگایا ہے کہ آپ نشان دہی کریں قبضے میں لوں گا' تو وہ ہمارے قائد ہیں ہم اس کام میں ان کی معاونت کر رہے ہیں۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ تحریک التوا نمبر 35 جس میں ضلع کونسل کی اراضی پہ قبضہ تھا۔ کیس اس کا بھی تھا اور اس کی صورت حال یہ تھی کہ اس کے ناجائز قابضین زیادہ تر مسلم لیگی تھے۔ ظاہر پیر والی تحریک نمبر 36 کے قابضین کسی اور جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ تو جب بھی میں ڈی سی صاحب سے کہتا تھا کہ یہ اتنی قیمتی اراضی ہے۔ آپ اس کو خالی کروائیں' وہ کہتے تھے کہ آپ کے لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ تو میں نے ان کو کہا کہ میرے لوگ یا اس کے لوگ نہیں۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ اداروں کا ہے۔ اس میں ادارے مظلوم ہیں۔ کہیں ضلع کونسل کی زمین پر قبضہ ہے۔ کہیں ہائی وے کی زمین پر قبضہ ہے۔ میری ایک اور بھی تحریک التوا آ رہی ہے جہاں پہ ساڑھے بارہ ایکڑ کا قبضہ ہے۔ میں انتقال کے لیے اس کے کاغذ بھی مکمل کر کے دے آیا ہوں۔ میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحب approach ہو چکے ہیں۔ دونوں جگہ کے کیس سول کورٹ میں ہیں۔ رات ایک جگہ پہ ایکشن کر دیا گیا ہے اور دوسری جگہ پر ایکشن کے لیے ہچکچایا جا رہا ہے۔ اور زمین کروڑوں کی مالیت کی ہے۔ ایک ایک دکان چار چار لاکھ روپے کی ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ میں نے کتنی

مشکل سے ریکارڈ اکٹھا کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر مال کا انتہائی مشکور ہوں کہ انھوں نے اس ریکارڈ کو اکٹھا کرنے میں میری پوری مدد کی۔ انھوں نے ایک ایک فائل دبائی ہوئی تھی۔ پھر ریکوزیشن آرڈر نکالے، گزٹ نوٹیفکیشن نکالا۔ اس لیے میں کھوسہ صاحب سے ذاتی طور پر بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو اس نظر سے دیکھیں۔ جو دکانیں گری ہیں وہ ٹھیک ہوا ہے تو اس کے گرانے میں بھی وہ مدد فرمائیں۔

جناب سپیکر، وہ تو انھوں نے کہہ دیا ہے۔ جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب والا! فاضل رکن نے یہاں جو بات کی ہے کہ ڈی سی ان کے ساتھ مل چکا ہے۔ اگر اس ڈی سی نے سروس میں رہنا ہے تو پھر اس کے ملنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ حکومت کی املاک ہے کسی کی ذات کی نہیں۔ جب محکمہ ہائی وے کے نام انتقال ہو چکے ہیں تو ڈی سی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کا قبضہ دلوائے، کیونکہ ناجائز قبضہ ہے۔ البتہ اس پہ تعمیرات ہوئی ہوئی ہیں جیسے فاضل رکن خود بتا رہے ہیں۔ ڈی سی اپنی طرف سے تو چارہ جوئی کرے گا اس نے عدالت میں کیس کیا ہوا ہے۔ لیکن عدالت نے سٹے آرڈر نہیں دیا۔ ڈی سی تب پابند ہوتا اگر سٹے آرڈر ہوتا تو پھر وہ ہماری امداد کر سکتا تھا۔ ان شاء اللہ العزیز ہم یہ قبضہ لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ سردار صاحب نے کہہ دیا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب قانون سازی کرتے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! -----

جناب سپیکر، معظم وٹو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں point of personal explanation پہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، معظم وٹو صاحب point of personal explanation پہ ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! جمعے کے روز امن عامہ پر بحث تھی اور اس کے بعد آنرایبل سینیئر منسٹر صاحب نے اس کو wind up کیا۔

وزیر خزانہ، یہ point of personal explanation پہ ہیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، مسلم لیگ کا کوئی سینئر منسٹر نہیں۔ اس کی تصحیح کی جائے۔ یہ ان کی روایات تھیں کہ بیس بیس گاڑیوں والے سینئر منسٹر تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں نے خود اس ہاؤس میں بعض اراکین کی طرف سے ان کو سینئر منسٹر کہتے ہوئے سنا ہے۔

جناب سپیکر، اچھا وٹو صاحب! آپ کا point of personal explanation کیا ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب! میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ جناب محترم ذوالفقار کھوسہ صاحب نے اپنی winding up speech میں متعدد بار مجھے "نووارد" رکن اسمبلی کہہ کر مخاطب کیا اور ساتھ بار بار یہ فرمایا کہ ان کے ابو جان نے یہ کام کیا اور ان کے ابو جان نے وہ کام کیا۔ جناب سپیکر! میں سردار صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ سینئر پارلیمنٹیرین ہیں اور ہم نئے آنے والوں نے ان سے اور دوسرے سینئر ممبرز سے پارلیمانی آداب سیکھنے ہیں۔ مگر جناب سپیکر! جو پارلیمانی آداب نہ بھی جانتا ہو ایسے رکن اسمبلی سے بھی یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ کسی رکن اسمبلی کے ابو جان کا ذکر کر کے یہ پوائنٹ آؤٹ کرے کہ انھوں نے یہ کیا یا انھوں نے وہ کیا۔ ہم نے اس ہاؤس میں اراکین اسمبلی کی بات کرنی ہے۔ ہم نے پنجاب کے عوام کے مسائل کی بات کرنی ہے یا ہم نے کسی کے ابو جان کی یا کسی اور کی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر! میرے والد اس ہاؤس کے، پنجاب اسمبلی کے آٹھ سال سپیکر رہے ہیں اور ان کے دور میں اس اسمبلی کو independent سیکرٹریٹ کا درجہ دیا گیا۔ جس کا نتیجہ ہے کہ آج آپ ایک independent ادارے کے سربراہ ہیں۔ اس سے پہلے پنجاب اسمبلی لاء ڈیپارٹمنٹ کا ایک ذیلی ادارہ تھی اور لاء ڈیپارٹمنٹ کے تحت یہ کام کرتی تھی۔ اس کے بعد وہ دو مرتبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہے کہ اس دور میں پنجاب کے امن عامہ کی حالت آج سے بہت بہتر تھی۔ اور پنجاب اسمبلی میں لازمی پرائمری تعلیم کا بل پاس ہوا۔ یہ باتیں اپنی جگہ لیکن مجھے اس بات پر بے حد افسوس ہوا ہے کہ کھوسہ صاحب نے اس دن بار بار یہ ذکر کیا۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ اسے نہ دہرایا جائے۔ اگر یہ سلسلہ چل پڑا کہ کسی کے "ابو جان" کا ذکر آئے گا تو پھر کسی کے "ابا جان" کا ذکر بھی اس ہاؤس میں آسکتا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ میں سے کسی کو اجازت نہیں دینی۔ پہلے کھوسہ صاحب بات کریں گے۔ ابھی کے بارے میں بات ہوئی ہے۔(قطع کلامیاں) باتیں ہوتی رہیں گی۔ لیکن پہلے سردار صاحب کریں گے۔ اس کے بعد میں کسی اور کو اجازت دوں گا۔ بالکل کسی کو اجازت نہیں دینی۔ سب ممبران سے درخواست ہے کہ خاموشی کے ساتھ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب بہت شکریہ۔ ابھی نہیں' میں نے پہلے اجازت دے دی ہے۔ ان کے بعد موقع ملے گا۔ صرف اس چیز کا خیال رکھیں کہ سردار صاحب کے بعد موقع تو ملے گا۔ لیکن آپ کا ایک بل ہے۔ لیجسلیشن بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات تو نہ ختم ہونے والی ہے۔ یہ تو چلتی رہنی ہے۔جی سردار صاحب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن کو اگر "نووارد" پر اعتراض ہے تو میں نوجوان کہہ دیتا ہوں۔" نووارد" تو ہیں' پہلی مرتبہ اسمبلی میں آ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے جمعے کے روز امن عامہ کی بحث میں جو participation کی تھی' اس میں یہی کہا تھا کہ اپنے ابو جان سے پوچھیں کہ اس وقت کیا حالات تھے۔ یا ان کے ابو جان نے کیا کیا۔ اب یہ تو فرما رہے ہیں کہ وہ آٹھ سال سپیکر رہے۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھتا ہوں کہ کن کے مرہون منت وہ آٹھ سال سپیکر رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جس جماعت کا میں ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں۔ یہ اس جماعت کے مرہون منت ہیں۔ اس جماعت کے ساتھ ان کے والد صاحب نے کیا کیا؟ بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ انھیں اب بھی اس موضوع کو نہیں چھیڑنا چاہیے۔ ان کی بہتری بھی اسی میں ہے۔یہ ہم سے سیکھیں' لیکن ہم سے وفاداری سیکھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم سے دوستی نبھانا سیکھیں۔ اپنے والد سے دوست کی کمر میں چھرا گھونپنا نہ سیکھیں۔ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ اگر سیدھی بات کی جائے تو نوجوان رکن اسمبلی کو پسند نہیں آتی۔ والد کا احترام ان کا فرض ہے۔ وہ ضرور کریں۔ ہم بھی ان کو یہی مشورہ دیں گے کہ والد کا احترام کریں۔ لیکن اگر والد غلط پالیسیاں اپناتے رہے ہیں' اگر وہ اسمبلیاں توڑتے رہے ہیں اور موبائل ٹیلی فونوں پر اسمبلی توڑنے کی ہدایات دیتے رہے ہیں' وہ اچھا عمل نہیں تھا۔ وہ اس جمہوریت کو مضبوط کرنے کا عمل نہیں تھا۔ ہم نے یہی باتیں ان کو جتائی تھیں۔ ہمارا ان کے والد صاحب کے ساتھ کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ میری کوئی گائے بھینس چوری نہیں ہوئی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی سردار صاحب! بات مکمل ہو گئی' ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! بہت اچھا جی۔

جناب سپیکر: ویسے اس حوالے سے نہیں۔ چونکہ معظم وٹو صاحب نئے نئے ممبر بن کر آئے ہیں۔ جب یہ اسمبلی میں پہلی دفعہ آئے تو مجھے ملے۔ اس کے بعد منظور وٹو صاحب اشرف مارتھ صاحب کے واقعے کے بعد گھر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ مجھے بڑا افسوس ہے ۔ میں افسوس کرنے آیا ہوں۔ افسوس کے بعد کہنے لگے کہ میں نے معظم وٹو صاحب کو ایک ہدایت کی تھی کہ چاچے کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ میری رہنمائی کرے۔ تو میں نے کہا کہ وٹو صاحب' معظم صاحب آئے تھے۔ میں نے ان کی رہنمائی کی ہے کہ اپنے ابا جی کی بات کا اعتبار نہ کرنا۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ وہ آپ کے والد ہیں۔ آپ کو احترام ہے۔ اس اسمبلی کے سپیکر رہے ہیں۔ ہمیں اتنی حد تک احترام ہے۔ لیکن جو کچھ انھوں نے اس اسمبلی کے ساتھ' جو کچھ انھوں نے سیاست کے ساتھ' جو کچھ انھوں نے اپنی جماعت کے ساتھ کیا۔ جس جماعت نے ان کو تین دفعہ سپیکر بنایا۔ اگر اسمبلی کو independent بنایا گیا تو اس میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف کی مہربانی اور کوششوں سے اور آپ تمام ممبران کی وجہ سے اسمبلی کو independent بنایا گیا۔ اس میں کسی منظور وٹو صاحب کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ جب منظور وٹو صاحب کی بات ہو تو آپ بھی اس کو mind نہ کیجیے' کیونکہ آپ کے والد کی وجہ سے ہم ان کو کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ آپ کے والد ہونے کی وجہ سے ہمیں احترام ہے۔ لیکن ہم تاریخ کے حوالے سے جو بات کریں گے تو آپ بھی mind نہ کریں۔ تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ منظور وٹو صاحب نے یہاں غلطیاں کیں' جمہوریت کے حوالے سے' سیاست کے حوالے سے اور اپنی پارٹی کو نقصان پہنچانے کے حوالے سے جو جو غلطیاں کیں۔ آپ ان سے پرہیز کریں۔ تب ہی آپ progress کر سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ کافی ہو گیا۔ اب لیجسلیشن کی طرف آتے ہیں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون(ترمیم)(تنسیخ)ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr. Speaker Sir, I move:

> That the Punjab Undesirable cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be taken in to consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Undesirable cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be taken in to consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

MR SPEKAER: There are two amendments on this motion. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Sardar Raf'iq Haider Leghari
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
6. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR. SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr. Speaker Sir, I move:

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1998.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1998.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker Sir, I oppose it.

جناب سپیکر۔ جی، لاءمنسٹر صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ تو اس کے محرک باری باری اس پر تقریر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)۔ شکریہ جناب سپیکر! اس وقت The Punjab Undesirable Cooperative Societies (Amendment) Bill,1997. زیر بحث ہے جس پر میں نے ترمیم پیش کی ہے۔ ویسے تو اس اجلاس میں اور بھی بزنس قانون سازی کے حوالے سے پیش ہوا ہے۔ چند بل پیش ہوئے اور چند آرڈیننسز lay ہوئے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون سازی یا آرڈیننسز ایک خانہ پُری کی قانون سازی ہے۔ اُس قانون سازی پر میں اُس وقت بات کروں گا جب اُس کی باری آئے گی کہ جب وہ ایوان کے سامنے پیش کی جائے گی۔ جہاں تک اِس قانون سازی کا تعلق ہے تو واقعی یہ خانہ پُری کی قانون سازی نہیں ہے جو کہ زیر بحث ہے۔ یہ معاملہ بہت ہی گمبھیر معاملہ ہے اور اس کے پیچھے بہت سارے محرکات ہیں۔

جناب سپیکر! جب کوئی قانون بنایا جاتا ہے تو اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اس کی ضرورت کو دیکھا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے محرکات ہوتے ہیں۔ قانون کی منشاء دیکھی جاتی ہے اور پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس قانون کو بنانے سے کتنے مسائل حل ہوں گے۔ لیکن جو قانون اس وقت زیر بحث ہے،

میں کہوں گا کہ یہ قانون سازی بہت گہری سوچ، غور و فکر اور منصوبہ بندی کے بعد بنائی گئی ہے۔ یہ ایسی قانون سازی ہے کہ جب اس پر بات ہو گی تو اس کی پچھلی ہسٹری دہرانی پڑے گی۔ یہ ایک ایسی قانون سازی ہے کہ جس کا تعلق محض ہمارے صوبے سے یا اس ایوان سے نہیں۔ اس قانون سازی کا تعلق صرف ہمارے ملک اور آئین سے نہیں۔ یہ قانون سازی جس کو کہ میں پہلے تھوڑا سا elaborate کرنا چاہتا ہوں کہ 1993ء میں یہ ایکٹ اُس وقت پاس ہوا جب کہ کوآپریٹو سکینڈلز unearth ہوئے اور اُس وقت حکومت نے، جو کہ اِسی پارٹی کی حکومت تھی، اُس نے یہ ایکٹ پاس کیا اور اس میں کوآپریٹو جج کی definition طے کی گئی اور وہ یہ تھی کہ،

> A cooperative Judge means a Judge of the Supreme Court of Pakistan nominated by the Chief Justice of Pakistan or a Judge of the Lahore High Court qualified for appointment as a Judge of the Supreme Court of Pakistan nominated by the Chief Justice of Pakistan after consultation with the Chief Justice of the Lahore High Court.

جناب سپیکر! اُس وقت یہ قانون بنایا گیا۔ اس میں سپریم کورٹ کو ایک اعلیٰ عدالت کے ناتے یہ اختیارات دیے گئے اور چیف جسٹس آف پاکستان کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ کوآپریٹو جج کو nominate کریں، جو کہ سپریم کورٹ کا جج ہو یا لاہور ہائی کورٹ کا ایسا جج ہو جو سپریم کورٹ کا جج بننے کا اہل ہو اور وہ بھی with the consultation of the Chief Justice of the Lahore High Court ۔ اب جو حکومت نے ترمیم پیش کی ہے، سٹینڈنگ کمیٹی نے جو اس پر تجویز کی ہے وہ یہ ہے کہ،

> Cooperative Judge means a Judge of the Lahore High Court, Lahore nominated as a Cooperative Judge by the Chief Justice of the said Court.

تو گویا اب سپریم کورٹ سے وہ تمام اختیارات آرڈیننس کے ذریعے واپس لے لیے گئے ہیں اور اب یہ قانون بنانا مقصود ہے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا اُس وقت یہ قانون سوچ سمجھ کر نہیں بنایا گیا تھا؟ کیا تین سال کے عرصے میں ایسی کوئی تبدیلیاں رونما ہوئیں کہ اب اس قانون کو

بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے؛ اور پھر ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس کے پیچھے کوئی ایسے محرکات ہیں اور مسائل در پیش ہیں جن کو دور کرنے کے لیے یہ ترمیم لانی مقصود ہے؛ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے بہت سے مضمرات ہیں جو کہ منظرِعام پر لانے ہوں گے۔ اس سے یوں لگتا ہے کہ جیسے چیف جسٹس آف پاکستان کو کلیتاً ان اختیارات سے پیچھے ہٹانا ہے۔ ان کے اختیارات سلب کرنے ہیں۔ ان کے اختیارات ختم کرنے ہیں۔ ان کے اختیارات چھین لینے ہیں۔ یہ جس پسِ منظر کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں اب دیکھنا یہ ہے' ایک تو یہ کہ حکومت سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے یہ اختیارات کیوں واپس لینا چاہتی ہے اور نمبر 2 کہ کوآپریٹو سوسائٹیز میں وہ کون سے معاملات ہیں' وہ کون سے سکینڈلز ہیں جن کو کہ چیف جسٹس آف پاکستان کی نگاہوں سے بچانا مقصود ہے؛ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ عام آدمی جو کہ in the streets ہے وہ بھی آج پریشان ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ اور عدلیہ کی tussle کو اتنا آگے کیوں بڑھادیا گیا ہے؛ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت جس کو ماشاء اللہ اتنا بھاری مینڈیٹ ملا۔ اتنے وسیع اختیارات ہیں کہ وہ جو کچھ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن سپریم کورٹ' یا اداروں سے ٹکر لینے کا وہ جو ماضی کا تجربہ کوئی اچھا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون سازی کو ایسے موقع پر' جب کہ گورنمنٹ اور عدلیہ کے درمیان polarization بہت ہی بڑھ چکی ہے' نہیں لانا چاہیے تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی کہ ایک عدالت عظمیٰ کے پاس اسی حکومت نے ایک قانون بنایا تھا اور وہ کام بڑے احسن طریقے سے چل رہا تھا۔ لوگوں کے کیسوں کی disposal ہو رہی تھی۔ اور یکدم حکومت کے ذہن میں آیا کہ چیف جسٹس آف پاکستان سے وہ اختیارات واپس لے لیے جائیں۔ جناب سپیکر! آپ نے آج اور اس سے قبل روزانہ اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ حکومت اور عدلیہ کی tussle موضوع بنی ہوئی ہے ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ بھاری مینڈیٹ والی یہ حکومت ان اداروں کو متزلزل اور تباہ کرنے پر کیوں تلی ہوئی ہے اور آئین' قانون' بنیادی حقوق' سرکاری ملازموں کا استحصال' سرکاری ایجنسیوں سے تصادم' صدرمملکت کے ادارے سے تصادم اور ہر ادارے کو بلڈوز کرنے کو انھوں نے کیوں اپنا فرض سمجھ لیا ہے۔ جناب سپیکر! کون سی ایسی فورس ہے جو ان تمام چیزوں کو پکڑ سکتی ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف عدالت عظمیٰ ہے جو ان کو point out بھی کر سکتی ہے اور ان کو پکڑ بھی سکتی ہے۔ جناب سپیکر! عدالت عظمیٰ تو آزادی کی علمبردار ہے۔ یہی حکومت خود بارہا کہہ چکی ہے کہ وہ عدلیہ کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں لیکن مجھے آج سمجھ نہیں آ رہی کہ کیوں اسی بات کو بلڈوز کیا جا رہا

ہے اور کیوں سپریم کورٹ آف پاکستان سے یہ اختیارات واپس لیے جا رہے ہیں اور کیوں چیف جسٹس آف پاکستان سے یہ اختیارات چھینے جا رہے ہیں۔

میاں عبدالستار (لاہور)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، میاں صاحب' کوئی بات نہیں۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔ آپ چلنے دیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے۔

جناب سپیکر، مجھے پتا ہے ۔منیس صاحب! ذرا مختصر کیجیے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میاں عبدالستار بھی یہی بات point out کرنا چاہ رہے تھے اور میں بھی آپ کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ معزز رکن سے request کی جائے کہ وہ اپنے آپ کو اس امنڈمنٹ تک confine کریں۔ آگے جب جنرل ڈسکشن پر بات ہوگی تو پھر وہ بل کے پرنسپلز پر بات کرلیں۔ اس وقت وہ صرف اپنے آپ کو ترمیم تک محدود رکھیں۔

جناب سپیکر، سعید صاحب! آپ اسی دائرے میں رہتے ہوئے اپنی بات کو مختصر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ کو یہ علم ہے کہ یہ قانون سازی بہت ہی اہم ہے اورمحترم وزیر قانون صاحب جو چیز فرما رہے ہیں اس بارے میں عرض ہے کہ جب تک میں back ground نہیں بتاؤں گا اور جو میرا مدعا ہے اور جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ میں کہہ نہیں پاؤں گا اور میں وہ اس ایوان کو سمجھا نہیں پاؤں گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ------

جناب سپیکر، ایوان کو کافی سمجھ آ گئی ہے کیونکہ آپ نے کافی explain کر دیا ہے۔ اب آپ ذرا مختصر کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس،***************************************

جناب سپیکر، میں یہ نہیں سمجھتا۔ اس بات کا جواب تو آپ کو گورنمنٹ دے گی ابھی وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے ۔ آپ مجھے نہیں کہہ سکتے کہ آپ سمجھ گئے ہیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

میاں عبدالستار، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی قانون میں امنڈمنٹ کو کسی بل کی صورت میں لانا اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اور میں یہ بات بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ اس ترمیم کو لانے سے کسی بھی عدالت کے اختیارات مجروح نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ اس کا وہ جواب دیں گے۔ آپ حوصلہ رکھیں۔ کوئی بات نہیں۔

منیس صاحب! آپ اپنی بات کو ذرا مختصر کریں۔ میاں صاحب! مختصر سی اپوزیشن ہے آپ اسے ذرا بولنے دیں۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا!----

جناب سپیکر، شکر کریں۔ انھوں نے کچھ نہ کچھ بولنا شروع کیا۔ کچھ نہ کچھ کام کرنا شروع کیا۔ پچھلے اجلاس میں تو کوشش ہوتی رہی ہے' لیکن اب جب سے منیس صاحب اپوزیشن لیڈر بنے ہیں انھوں نے کام شام شروع کیا ہے۔ کافی فرق پڑا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرے خیال میں ہر رکن اسمبلی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ یہ اور بات ہے کہ ٹریژری بنچز سے جو ہمارے دوست ہیں ان کی زبانیں زنگ آلود ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی قانون سازی ہے چاہے ٹریژری بنچز کے اراکین ہوں یا آپ کے مطابق اپوزیشن کے چند ارکان ہوں ان سب کو اس میں full participation کرنی چاہیے' کیونکہ یہ ایسے قوانین ہیں جو ہر وقت نہیں بنتے اور معزز اراکین کو اپنی آراء اچھے انداز میں پیش کرنی چاہییں---

جناب سپیکر، جی جی' کریں۔ ضرور کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اور اس کے بعد فیصلہ تو majority کے بل بوتے پر ہی ہونا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، جی' جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ' ہماری چاہے چھوٹی اپوزیشن ہے ہم کوشش کریں گے کہ معاملات کو point out کریں۔

جناب سپیکر، یہ اچھی بات ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، point out کرنا ہمارا فرض ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم یہ فرض احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ.....

جناب سپیکر، احسن طریقے سے اور ذرا مختصر طریقے سے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پھر بہتر تو یہی تھا کہ آپ اس بل کو بلڈوز کر دیتے اور ہمیں کچھ بھی کہنے کا موقع نہ دیتے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں ہم تو بیٹھے ہی آپ کے لیے ہیں اور آپ کو یہ بھی یاد نہیں کرا رہے کہ جس وقت یہ بنا تھا اس وقت بھی آپ ماشاء اللہ مسلم لیگ کے منسٹر تھے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(جناب محمد ارشد خان لودھی)،جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج خان صاحب جو باتیں کر رہے ہیں ایسی باتیں کبھی ہم بھی ان کو کہا کرتے تھے اور یہ پھر استاد کی بات سیکھنے ان کے کمرے میں جایا کرتے تھے۔

جناب سپیکر، جی۔ منیس صاحب! آپ اسی بل کے اندر رہتے ہوئے بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! مجھے محترم بھائی لودھی صاحب کا بڑا احترام ہے.....

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! منیس صاحب نے کہا ہے کہ ہماری زبانیں زنگ آلود ہیں۔ بھائی' ہماری زبانیں تو بہت تیز ہیں آپ سننے کے لیے تیار رہیں۔ ہم تو اپنے سپیکر کے احترام میں خاموش رہتے ہیں۔ ان کی جو بھی رولنگ ہو ہم اس کے مطابق بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ اجازت دیں گے تو ہم آپ کی زبان میں ہی جواب دیا کریں گے۔

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب' میں نے آپ کو اجازت نہیں دی تھی آپ نے تو خود ہی بولنا شروع کر دیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں' میرا خیال ہے کہ اب منیس صاحب کو بولنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! آپ ان کو بولنے دیں۔ پھر بات اور طرف چلی جائے گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو بات ضروری ہو اسے point out کرنا ضروری ہے۔ قانون سازی گورنمنٹ بنچز نے کرنی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ہمارے لیے یہ اتنا ضروری نہیں کہ یہ قانون سازی ہو اور ہم اس کی مخالفت کریں۔

جناب سپیکر، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اگر آپ اسی طریقے سے پوائنٹ آف آرڈر لیں گے تو یہ کچھ ٹھیک نہیں' کیونکہ اس کے بعد جناب وزیر قانون صاحب نے تقریر کرنی ہے تو پھر ہماری طرف سے بھی اس طرح کے پوائنٹ آف آرڈر ہوں گے۔ اس طرح سے ان کو بھی تقریر کرنے کے لیے تکلیف ہو گی۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، تو جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ اگر اس ہاؤس کو چلانا ہے تو اسے چلنے دیں۔

جناب سپیکر، آپ کی بات جائز ہے۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ جی منیس صاحب! آپ امنڈمنٹ کے حوالے سے ہی اسے wind up کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے اس امنڈمنٹ کے لانے سے چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف عدم اعتماد پیش کیا گیا ہے۔ میں محترم وزیر قانون سے یہ عرض ضرور کروں گا کہ وہ اپنے جواب میں اس بات کا خصوصاً ذکر بھی کریں اور اس بات کا بھی ضرور ذکر کریں کہ Cooperative کے بارے میں اس اہم تبدیلی کا محرک کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے یہ بات کیوں کی ہے کہ بل کو eliciting opinion کے لیے عوام میں بھیجا جانے؟ اس لیے کہ عوام directly اس سے affect ہو رہے ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ایک عام آدمی بھی یہ بحث کرتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ حکومت اور عدلیہ کی آپس میں tussle چل رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس سے کافی confusion پھیلا ہوا ہے اور بہت زیادہ controversy

ہے۔ یہ بہتر ہوتا کہ اس ایکٹ کو تبدیل نہ کیا جاتا اور جو ایکٹ پہلے 1993ء میں بنا دیا گیا تھا اس پر ہی عمل درآمد کیا جاتا۔ جناب سپیکر! یہ ایسے وقت پہ ترمیم لائی جا رہی ہے جب کہ ساری قوم کی نظریں حکومت اور عدلیہ کی tussle پہ لگی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، اس بات تک محدود رکھیں ۔ حکومت اور عدلیہ کی tussle کی تو اس بل کے حوالے سے کوئی بات نہیں بنتی۔ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے جو ترمیم دی ہے اسی حوالے سے بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ جب یہ controversy چل رہی ہے تو پبلک اس پہ کافی پریشان ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پبلک سے اس چیز کے بارے میں رائے لی جائے کہ کیا اس بل میں 1993ء میں مزید ترمیم لائی چاہیے یا نہیں لائی چاہیے۔ آیا سپریم کورٹ آف پاکستان سے یہ اختیارات واپس لینے چاہییں یا نہیں لینے چاہییں۔ کیا چیف جسٹس آف پاکستان سے یہ اختیارات واپس لینے چاہییں یا نہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے لیے تمام جج چاہے وہ سپریم کورٹ کے ہوں یا ہائی کورٹ کے ہوں قابل احترام ہیں۔ اور ہمیشہ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ جو اعلیٰ عدالت ہے اس کے پاس کیس جائیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ گو ہر جج ہمارے لیے قابل احترام ہے لیکن لوگوں کی تسلی ہوتی ہے اور تسلی تھی کہ عدالت عظمیٰ کے پاس ان کے کیسوں کی ساعت ہو رہی ہے۔ اور پھر کون سے ایسے محرکات ہیں' وہ لوگ ہیں اور وہ چہرے ہیں' وہ مجرم ہیں کہ جن کو چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ کونسی ایسی پراپرٹیز ہیں جو کہ دے دی گئی ہیں یا دے دی جانی ہیں جن کو چیف جسٹس آف پاکستان کی نظروں سے اوجھل رکھنا مقصود ہے؟

جناب سپیکر! ایسے لاکھوں لوگ ہیں کہ جن کے کلیمز ابھی تک pending پڑے ہیں۔ اور وہ لوگ کوآپریٹو کے سکینڈل کے بعد مارے مارے پھر رہے ہیں ۔ اور ایک تسلسل تھا جو کہ سپریم کورٹ میں چل رہا تھا۔ وہاں لوگوں کو ان کے کیسز کے سلسلے میں فیصلے مل رہے تھے ۔ کیا وجہ ہے کہ سپریم کورٹ سے اختیارات واپس لیے جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر! آپ ہی بار بار اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ میں مختصر کروں۔ میں یہی کہوں گا کہ یہ ترمیم بدنیتی پر مبنی ہے۔ یہ عدالت عظمیٰ کے احترام کے منافی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کون سی ترمیم کی بات کر رہے ہیں؟ جو آپ نے دی ہے یا حکومت کی طرف سے دی گئی ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں پہلے اپنی بات میں کہہ چکا ہوں کہ 1993ء میں ایکٹ بنا تھا۔ میں اس ترمیم کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ نے ترمیم repeat نہیں کی تھی۔ ریکارڈ تو درست رہنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ترمیم گورنمنٹ نے پیش کی تھی - میں اس کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔ 1993ء کے ایکٹ میں مزید ترمیم حکومت لا رہی ہے۔ میں اس ترمیم کی بات کر رہا ہوں' نہ کہ میں اپنی ترمیم کی بات کر رہا ہوں۔ میری ترمیم حقائق پر مبنی ہے - جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ آج آپ منصف کی بجائے نہ جانے کیا بنے بیٹھے ہیں۔ آپ نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ ہمارے معزز سپیکر ہیں' میرے بڑے بھائی ہیں اور چونکہ آپ مجھ سے عمر میں زیادہ ہیں۔ میں یہی کہوں گا کہ میری اس امنڈمنٹ کو منظور کیا جائے اور حکومتی امنڈمنٹ کو عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی جو بات confusing تھی اس کی وضاحت کے لیے میں نے آپ کی help کی تھی' اس کو بھی آپ نے غلط انداز میں لیا ہے۔ بہر حال' اس کے بعد سعید اکبر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں' سردار رفیق حیدر لغاری صاحب ' منصور احمد خان ' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب ' صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی صاحب۔ چنیوٹی صاحب! آپ اس ترمیم پر بات کریں گے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ انتہائی حساس اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ قائد حزب اختلاف نے تفصیلاً اور دلائل کے ساتھ اس ترمیم کی مخالفت کی ہے۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ ایک کام چل رہا ہے اب اس میں خواہ مخواہ ترمیم لاکر ہم کوئی اور محاذ نہ کھولیں۔ حکومت اور عدلیہ کی پہلے ایک محاذ آرائی ہے جس سے عوام بڑی تشویش میں ہیں۔ عدلیہ ایک مقدس اور محترم ادارہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو پہلے قانون بنا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا کوئی ایسا سقم نہیں کہ ہم خواہ مخواہ اس میں ترمیم کر کے محاذ آرائی کا ایک نیا محاذ کھول دیں۔ خصوصاً ان حالات میں جیسا کہ جناب کے سامنے ہے کہ حکومت اور عدلیہ کا محاذ چل رہا ہے - اس نئے محاذ کے کھولنے کا کوئی جواز نہیں۔ لیکن اگر حکومت ضروری سمجھتی ہے کہ یہ

ترمیم لائی ہے تو پھر کم از کم اس کو مشتہر کر کے اس پر عوام کی رائے لے لی جائے ۔ اگر 15 جنوری تک اس کو مؤثر کر دیا جائے اور اس میں عوام کی رائے شامل کر دی جائے تو اس سے کوئی آسمان نہیں ٹوٹے گا۔ اگر حکومت اس کو ضروری سمجھتی ہے تو اس کے لیے عوام کی رائے سامنے آ جانی چاہیے ۔ میں اس ترمیم کی، جو کہ قائد حزب اختلاف نے پیش کی ہے، بھرپور تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اس پر اور کوئی نہیں بولنا چاہتے تو پھر لاءمنسٹر صاحب !

وزیر قانون ، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ معاملہ جو اس وقت یہاں زیر غور تھا وہ حزب اختلاف کی طرف سے ایک ترمیم تھی جو انھوں نے خود دی تھی ۔ امنڈمنٹ یہ تھی کہ اس بل کو ہم مشتہر کریں۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قائد حزب اختلاف نے جتنی بھی باتیں کی ہیں ماسوائے ممبران کو اور اس معزز ایوان کو confuse کرنے کے دوسری کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ،

وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

یہاں بات ہو رہی تھی کہ اس کو eliciting opinion کے لیے publish کیا جائے۔ اس پر انھوں نے کوئی بات نہیں کی ۔ انھیں چاہیے یہ تھا کہ اس کی افادیت اس لحاظ سے بیان کرتے کہ عوام کو اس کے بارے میں بتانا چاہیے ' عوام کو اس سے آگاہ کرنا چاہیے اور عوام کی اس پر رائے لینی چاہیے۔

جناب سپیکر! میں حقائق کے حوالے سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ آرڈیننس 13/2/97 سے نافذالعمل ہے۔ تقریباً آٹھ ماہ سے عوام کو اس بارے میں علم ہے اور آج تک حکومت کو اس بارے میں ایک بھی تجویز یا شکایت موصول نہیں ہوئی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس سٹیج پر اگر ہم اس کو مشتہر کریں گے تو ماسوائے اس کو delay کرنے کے دوسری کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر! یہ تو ایک ٹیکنیکل بات تھی جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ لیکن قائد حزب اختلاف کا یہ فرمانا ہے کہ ہم بلڈوز کر دیتے تو بہتر تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی یہ خواہش ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے اس عزم پر قائم بھی رہیں گے کہ ہم نے ان کو مکمل

وقت دینا ہے۔ اور ہم نے انھیں مکمل وقت دیا' ہم چاہتے تھے کہ ان کی طرف سے کوئی تجاویز آئیں لیکن کوئی مثبت تجویز نہیں آئی ماسوائے اس کو مشتہر کرنے کے۔ اگر ہم bulldoze کرنا چاہتے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ہو سکتا تھا لیکن ہم قانون سازی میں ان کے کردار کو دیکھنا چاہتے ہیں اور ہم اس کے لیے انھیں پورا موقع بھی فراہم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر کسی عدالت کے جج سے اختیارات واپس لینے کی بات ہوئی ہے' سپریم کورٹ کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم یہ باتیں ان کے شایان شان نہیں۔ جناب والا! یہ اس issue کو confuse کیا جا رہا ہے۔ ہم یہاں ایک قانون سازی کی بات کر رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کے جج کی بجائے ہائی کورٹ کے جج کو اس سلسلے میں اختیارات دیے جائیں کہ وہ Cooperative Judge کے طور پر کام کرے۔ لیکن انھوں نے یہاں فرمایا ہے کہ ہم کسی سے اختیار چھین رہے ہیں۔ میں افسوس کے ساتھ اس بات کو پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ بہتر ہوتا اگر یہ اس سارے معاملے پر تھوڑی سی تحقیق کر لیتے یا اس کو پڑھ لیتے۔ جناب سپیکر! یہ ترمیم جو ہم آج لا رہے ہیں اس ترمیم سے متعلق ہائی کورٹ کے واضح احکامات ہیں جو میں آپ کی خدمت میں پڑھنا چاہتا ہوں،

> The issue of appointment of a Judge of the Supreme Court has already been challenged by the Ex-management of Cooperative Finance Corporations in the Lahore High Court, Lahore through a writ petition...... No.___. (Its number has been given.) The Full Bench of the Lahore High Court vide its judgement dated 27-07-1992 came to the following conclusion. The appointment of a Judge of the Supreme Court as a Cooperative Judge and conferring appellate jurisdiction on the Supreme Court are also behind the legislative competence of the Provincial Governor or the legislature.

جناب سپیکر! ہم اس کی روح کے مطابق ایک amendment لا رہے ہیں۔ جو ہماری competence ہے ہم اس کے مطابق amendment لا کر ان کو یہ اختیارات سونپ رہے ہیں۔ میں

نہیں سمجھ سکا کہ یہ بات انھوں نے کہاں سے اخذ کی ہے۔ انھوں نے جو خبر آج اخبار میں پڑھی اس کا ذکر یہاں پر کر دیا۔ بہتر یہ ہوتا کہ وہ اس قانون سازی کے حوالے سے تیاری کر کے آتے اور اس پہ relevant رہ کر کوئی بات کرتے۔ میں نے اسی لیے point out کیا تھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو confine کرتے اور اس بات پر اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے کہ اگر اس کو مشتہر کیا جائے تو اس سے اس قانون میں کیا بہتری ہوسکتی ہے، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہاں انھوں نے بات کی ہے کہ وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں بیان دیں کہ سپریم کورٹ کے متعلق کیا خیال ہے؛ تو جناب والا! میں آپ سے استدعا کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مناسب فورم ہے؟ کیا یہ اس stage پہ مناسب بات ہے، جبکہ انھوں نے ایک ترمیم دی ہے اور اپنی ترمیم پر بات کرتے ہوئے سپریم کورٹ تک جا پہنچے ہیں؛ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت کی ایک طے شدہ پالیسی ہے کہ جو legislators کا رول ہے وہ legislators نے ادا کرنا ہے اور جو judiciary کا رول ہے وہ judiciary نے ادا کرنا ہے۔ ہم نہ اپنے کردار پہ کسی کو trespassing کرنے دیتے ہیں نہ کسی کے کردار پر ہم trespassing کریں گے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس سارے معاملے کو confuse کرنے کی بجائے ہمیں اپنے آپ کو اس legislation تک strict کرنا چاہیے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو انھوں نے تجویز دی ہے یہ انتہائی نامناسب تجویز ہے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہو گی کہ اس کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:

> That the Punjab Undesireable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997, as recommended by Special Committee No. 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1998.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan

3. Pir Shujaat Hasanain

4. Maulvi Ghias-ud-Din

5. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo

6. Mr Khalid Javed Waraich

Mr Saeed Akbar Khan may move the amendment

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997 , as recommended by Special Committee No 1 , be referred to the Select Committee consisting of the following members with instruction to report up to 15th January, 1998.

1. Mr Ashiq Hussain Syed Dewan
2. Main Intisar Hussain Bhatti
3. Mr Farhat Aziz Khan Mazari
4. Ch Zafrullah Cheema
5. Haji Ghulam Rasool Khan Shadikhel
6. Mr Usman Ibrahim
7. Ch Khalid Javed Wariach
8. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo
9. Syed Masood Alam Shah

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997 , as recommended by Special Committee No . 1 , be reffered to the Select

Committee consisting of the following members with instruction to report upto 15th January, 1998

1. Mr Ashiq Hussain Syed Dewan
2 Main Intisar Hussain Bhatti
3. Mr Farhat Aziz Khan Mazari
4. Ch Zafrullah Cheema
5 Haji Ghulam Rasool Khan Shadikhel
6. Mr Usman Ibrahim
7. Ch Khalid Javed Wariach
8. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo
9. Syed Masood Alam Shah

MINISTER FOR LAW .Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔ اب سعید اکبر خان صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو فرمائیے!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب والا! آج نہایت ہی اہمیت کی حامل قانون سازی ہے۔ اس کی اہمیت اس لیے نہیں کہ حکومت یہ legislation ہاؤس میں لائی ہے۔ جیسا کہ پہلے میرے بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے بڑے محرکات اور وجوہات ہیں۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے یہ اتفاق کرتا ہوں کہ شاید اس قانون سازی میں ان کی نیت صاف ہو، اس سے وہ کوئی بہتر معاملہ سامنے لانا چاہتے ہوں۔ لیکن اس ہاؤس سے باہر جو حالات ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ ان کو کوئی بھی نہیں چھپا سکتا۔ شاید ان کے ذہن میں عوام کے لیے Cooperative Judge کی appointment میں آسانی پیدا کرنا ہو، لیکن کوئی بھی آدمی اس کو اس نظر سے نہیں دیکھے گا۔ جناب والا! میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آج اس قانون سازی کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے

پہلے جب اسی حکومت نے' اسی پارٹی کی حکومت نے یہ قانون سازی کی تھی تو اس وقت بھی یہ تمام محرکات ان کے سامنے آئے ہوں گے کہ کیا ہمارے اختیار میں ہے کیا نہیں۔ اس وقت بھی کافی سمجھ دار لوگ موجود تھے جنھوں نے اس پر بحث کی ہوگی اور اس بل کو اس وقت ہاؤس میں لائے ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ بڑی افسوس ناک بات ہے' اور یہ بڑی ہی منفی قانون سازی آج ہو رہی ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ شاید یہ ہاؤس یا وزیر قانون صاحب اس کو منفی نہ سمجھتے ہوں' لیکن عوام اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ جناب سپیکر! جو بات آج اخبارات کا موضوع بنی ہوئی ہے' جو ہر آدمی کی زبان پر ہے' جسے اس ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کیا یہ قانون سازی اس لیے کی جا رہی ہے کہ سپریم کورٹ جو کہ ایک بہت بڑا ادارہ ہے' بڑا قابل قدر ادارہ ہے اور یہ صوبائی اسمبلی کا ادارہ بھی نہایت ہی قابل احترام اور اس صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے' کیا جو جنگ اسلام آباد میں ہو رہی تھی اس میں اب اس پنجاب اسمبلی کو بھی involve کیا جا رہا ہے؟ کیا اس کو بھی اس جنگ یا اس ادارے کے ساتھ لڑائی کا ایک حصہ بنایا جا رہا ہے؟ جناب سپیکر! جب پہلے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے پاس یہ power تھی کہ وہ Cooperative Judge appoint کریں گے۔ وہ چاہے سپریم کورٹ کا جج appoint کریں یا ہائی کورٹ کا جج appoint کریں۔ جناب سپیکر! پہلی قانون سازی میں دونوں باتیں پوری ہو رہی تھیں۔ وہ بھی لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے consult کر کے کر سکتے تھے اور ہوتا رہا ہے۔ جناب والا! اس میں عام آدمی یہ سمجھے گا کہ پہلے جو دو اداروں کے درمیان ایک لڑائی لڑی جا رہی ہے یہ بھی اس لڑائی میں ایک اور step up کرنے کی بات ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کو normal کیا جائے یا اس کو بہتر کیا جائے اس میں اور زیادہ شدت لانے کی وجہ بنے اور عام آدمی کے ذہن میں یہ بات جائے کہ یہ قانون سازی اسی لیے کی جا رہی ہے اور سارا کچھ تبدیل کیا جا رہا ہے تاکہ اس حکومت کے سپریم کورٹ سے بہتر تعلقات نہ ہوں جو اس وقت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں اور میری یہ اپیل ہے کہ اس کو re-consider کیا جائے۔ آپ کی وساطت سے تمام حکومتی بنچز کے دوستوں سے میری اپیل ہے کہ ہم نے اداروں کو مضبوط کرنا ہے۔ ہم نے اداروں کی working بہتر کرنی ہے۔ ہم نے پبلک کو یہ impression نہیں دینا کہ ہم اداروں کا احترام نہیں کرتے یا اداروں سے ہماری لڑائی ہے۔ تو میری یہی اپیل ہے کہ ہم نے جو کمیٹی تجویز کی ہے اس بل کو re-consider کرنے کے لیے اس کمیٹی کو بھیجا جائے تاکہ وہ پھر اپنے mind apply کریں اور تمام باتیں جو اس وقت اس ہاؤس میں آئی ہیں ان کے ذہن میں

جائیں اور وہ اس پر اپنی آزادانہ رائے دے کر اس کو consider کریں اس لیے آپ ہماری ترمیم کو منظور کریں۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب ، مولوی غیاث الدین صاحب ، خالد جاوید وڑائچ صاحب ، منظم وٹو صاحب میں سے کوئی دوست بولنا چاہتا ہے؟ تو پھر اب لاءمنسٹر صاحب اس کا جواب دیتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میری گزارشات وہی ہیں۔ میں دوبارہ یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے معزز اراکین اور ہم اس وقت totally different wave length پر ہیں۔ وہ معاملے کو الجھانا چاہتے ہیں لیکن ہم عوام کی بہتری کے لیے اور عوام کی تکالیف کو کم کرنے کے لیے قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔ان کا مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے اس موجودہ قانون سازی کے پیچھے جو نیت ہے اس کو مشکوک بنایا جائے۔ جناب والا! معزز رکن نے یہ فرمایا کہ ہم یہ ترمیم آج کیوں کر رہے ہیں؟ تو میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ اگر یہ تھوڑا سا غور فرماتے تو یہ آج کی بات نہیں۔یہ معاملہ 7 - اپریل 1997ء کو سپیشل کمیٹی کو refer ہوا 25 - اپریل اور 7 - اگست کو کمیٹی نے اپنے اجلاسوں میں اس کو consider کیا اور approve کر کے ہاؤس میں بھیجا۔ جناب سپیکر! دو منٹ کے لیے فرض کر لیا جائے کہ اس میں اگر حکومت کی کوئی بد نیتی شامل بھی ہے تو 7 - اپریل کو کون سی مجبوری تھی؟ یہ ماسوائے confuse کرنے کے اور کچھ نہیں اور ان کے اپنے ذہن میں ایک confusion ہے جو یہ آج ہم پر تھوپنا چاہتے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کو آپ کے توسط سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت کے پیش نظر اس میں کوئی بدنیتی نہیں۔ بلکہ ہم عوام کی بہتری کے لیے اور ان کی تکالیف کے ازالے کے لیے یہ ترمیم پیش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کے زیادہ تر متاثرین چھوٹے کھاتے دار ہیں اور ان کے وسائل محدود ہیں۔ انھیں سپریم کورٹ کے جج کے پاس اپنا کیس لے کر جانے کے لیے سپریم کورٹ کے وکلاء engage کرنے پڑتے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ سپریم کورٹ کے وکلاء کے چارجز ہائی کورٹ کے وکلاء کے چارجز سے مختلف ہیں۔اس طرح انھیں زیادہ خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح زیادہ تر اپیلیں چھوٹے چھوٹے مسائل کی ہوتی ہیں مثلاً جائیداد کی فروخت کے لیے این او سی لینے یا اس سے متعلقہ معاملات۔ اور اس کے لیے سپریم کورٹ

کے جج کے پاس جانا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر مناسب نہیں تھا' اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ اسی طرح قانون سازی ایک continuous process ہوتا ہے۔ جس جس طرح experiences ہوتے ہیں اس طرح اس میں تبدیلی آنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری روایات یہی ہیں اور جمہوریت کی خوبصورتی بھی یہی ہے کہ آپ جس جس طرح ضرورت محسوس کریں اپنے قوانین کو تبدیل کریں اور افہام وتفہیم کے ساتھ تبدیل کریں اور ایوانوں میں تبدیل کریں اورعوام کی مشکلات کو کم کریں۔ جناب سپیکر! ہم نے تجربے کی بنیاد پرمحسوس کیا ہے کہ سپریم کورٹ کے جج کے پاس وقت بھی کم' ان کے پاس کام کا رش بھی زیادہ ہے' ان کے پاس جانے کے لیے اخراجات بھی زیادہ ہیں' تو ہم نے یہ ترمیم propose کی کہ اس کے لیے ہائی کورٹ کے جج کو مقرر کیا جائے۔ وہ بھی ہم نے خود نہیں کہا۔ ہم نے کہا کہ چیف جسٹس ہائی کورٹ جس جج کو بھی کوآپریٹو جج مقرر کریں گے حکومت کو اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جوڈیشری کے ساتھ اختلافات ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ جتنا موجودہ حکومت جوڈیشری کا احترام کرتی ہے شاید یہ حضرات اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے بغیر کسی الجھاؤ کے بغیر کسی بحث میں گئے میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سپیشل کمیٹی کی تجویز دی گئی ہےاس کو رد فرمایا جائے۔ ان کی sincerity اور کام کرنے کی ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ انھوں نے سپیشل کمیٹی کے ممبروں کے جو نام دیے ہیں انھیں اس بات کا بھی علم نہیں اور انھوں نے اس بات پر بھی غور نہیں کیا کہ جو ممبران اس وقت recommend کر رہے ہیں اس میں سے چند ممبران already اس کمیٹی کے ممبر تھے جس نے اس کو پاس کر کے بھیجا ہے۔ اس لیے میری جناب سے استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill , 1997 as recommended by Special Committee No . 1 be referred to Select Committee consisting of the following members with instruction to report upon 15th January,1998:
>
> 1. Mr Ashiq Hussain Syed Dewan

2. Mian Intisar Hussain Bhatti
3. Mr Farhat Aziz Khan Mazari
4. Ch Zafarullah Cheema
5. Haji Ghulam Rasool Khan Shadikhel
6. Mr Usman Ibrahim
7. Ch. Khalid Javed Waraich
8. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo
9. Syed Masood Alam Shah

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Sepcial Committee No. 1 be taken into consideration atonce.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: First reading ends. Now, we start second reading. We take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq Haider Leghari, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti and Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move:

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, Sir! I move:

That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Special Committee No. 1 for the proposed Clause (c) the following shall be substituted:

"(c) 'Cooperative Judge' means a Senior Puisne Judge of the Lahore High Court, Lahore."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Special Committee No. 1 for the proposed Clause (c), the following shall be substituted:

"(c) 'Cooperative Judge' means a Senior Puisne Judge of the Lahore High Court, Lahore."

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, Sir! I oppose it.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ اب اس تحریک کے حق میں جناب سعید احمد خان منیس صاحب بات کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا ! اس وقت بل کی کلاز 2 زیر غور ہے ۔ جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ

Cooperatives Judge means a Judge of the Lahore High Court, Lahore, nominated as Cooperative Judge by the Chief Justice of the said Court.

جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے بھی ہی عرض کی تھی کہ پہلے ہی ایک متنازعہ بحث چل رہی ہے۔ عام لوگ پریشان ہیں اور ان سب کا یہ خیال ہے کہ عدلیہ اور حکومت کے درمیان محاذ آرائی ہے اور ان کی پریشانی بھی میں سمجھتا ہوں کہ بجا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان متنازعہ امور میں نہیں الجھنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اپوزیشن کی عددی تعداد کو نہیں دیکھا جاتا' بلکہ ان کی طرف سے جو کچھ پوائنٹ آؤٹ کیا جاتا ہے اس کو معزز اراکین اسمبلی اپنے دل اور

ضمیر کے اندر جھانک کر اس پر کوئی فیصلہ دیں تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔جناب سپیکر! دو ترامیم جو ہماری جانب سے پیش کی گئیں وہ اکثریت کے بل بوتے پرمسترد کر دی گئیں۔یہ بھی جمہوریت کا ایک حصہ ہے اورجمہوریت کا طریقہ کار ہے جس میں ایک چیز پیش کی جاتی ہے اور اس میں تجاویز بھی آتی ہیں، لیکن پھر اس نے اکثریت کے ساتھ پاس ہونا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! اب یہ کلاز جس میں گورنمنٹ نے یہ تجویز کیا ہے کہ کواپریٹو جج ایک ایسا جج ہوگا جو کہ لاہور ہائی کورٹ کا جج ہوگا اور لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اسے نامزد کریں گے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پھر ایک ایسا معاملہ آ جانے کا جس میں متنازعہ بحث شروع ہو جائے گی۔اس میں پھر پسند اور ناپسند والی بات شروع ہو جائے گی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ ہمارے لیے تمام جج صاحبان چاہے وہ ہائی کورٹ کے جج صاحبان ہوں یا سپریم کورٹ کے جج صاحبان ہوں وہ سب قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔لیکن جناب والا! ہمیں ایسی قانون سازی سے بھی بچنا چاہیے جہاں کسی بھی متنازعہ امر کا کوئی عنصر نظر آئے۔

وزیر لائیو سٹاک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے تمام ساتھی یہ چاہتے ہیں کہ قائد حزب اختلاف relevant بات کریں۔ جہاں تک ججوں کا تعلق ہے ان کا احترام کون نہیں کرتا۔ وہ بار بار یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے احترام میں۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ایوان میں سے کوئی بھی شخص ان کے بارے میں کسی بھی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کر رہا۔ بجائے اس کے کہ آپ ترمیم کے بارے میں کوئی بات کریں قائد حزب اختلاف ان کا ذکر کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! میرے خیال میں میرے بھائی خود relevant نہیں ہیں۔ یہاں اس وقت زیر بحث بات ہی ججوں کے متعلق ہے تو پھر ججوں کی بات ہی ہونی ہے لائیو سٹاک کی بات تو نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس کلاز میں حکومت کی طرف سے جو ترمیم تجویز کی گئی ہے پھر ایک متنازعہ صورت اختیار کر جائے گی۔چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ چاہے اپنے ضمیر کو مطمئن کر کے بھی کسی ایک جج کو کواپریٹو جج بنائیں گے۔ عوام کی زبان کو تو کوئی نہیں روک سکتا۔یہ معاملہ آج کل ایسا چل نکلا ہے جس میں اعتراضات ہو رہے ہیں اور اگر ہم پسند ناپسند کو شامل کریں گے تو عوام اس پر لازمی اعتراضات کریں گے۔جناب والا! جو ترمیم میں نے پیش کی ہے اگر اسے منظور کیا جائے تو وہ ایک ایسی ترمیم ہے جس سے یہ تمام متنازعہ بحث ختم کی جا سکتی ہے۔

جناب والا! میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ،

"Cooperative Judge" means a Senior Puisne Judge of the Lahore High Court, Lahore.

جناب سپیکر ! Puisne Judge ہر کو کہا جاتا ہے ۔ میں puisne کا مطلب ڈکشنری کی مدد سے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

Radin Law Dictionary defines that "A judge who is lower in rank or an associate judge. In the same way The Law Lexicon of British India defines that "A puisne judge is one of the justices of the High Court other than the Chief Justice. In Wharton's Law Lexicon dictionary a puisne Judge of the High Court means for the purposes of that act a Judge of the High Court other than the Lord Chancellor , the Lord Chief Justice of England.

The Random House Dicitionary of the English Language defines that No. 1 puisne means junior inferior in rank, junior in an appointment and No. 2. An associate judge as distinguished from a Chief Justice.

جناب سپیکر ! میں نے اس میں یہ تجویز پیش کی ہے کہ سینئر puisne جج ' جوکہ چیف جسٹس کے علاوہ کوئی بھی associate جج ہو سکتا ہے ۔ لیکن سینئر puisne جج وہ ہوگا جو کہ سب سے سینئر جج ہوگا۔ چیف جسٹس کے بعد سینئر puisne جج' یعنی سب سے سینئر جج کو کوآپریٹو جج مقرر کر دیا جائے۔ جناب والا! اس وقت جو متنازعہ بحث چل رہی ہے اور اس ترمیم کے منظور ہونے کے بعد بھی وہ چلے گی ' اس سے for days to come ایک ایسی قانون سازی ہو جائے گی جس میں کوآپریٹو جج کو مقرر کرنے کے لیے کوئی قباحت باقی نہیں رہے گی۔ جناب والا! یہ ایک آٹو میٹک سرکل چل پڑے گا جب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ ریٹائر ہوتے ہیں تو اگلا سینئر puisne جج چیف جسٹس بن جائے گا اور اس کے بعد دوسرا سینئر جج ہوگا' یعنی سینئر puisne جج بن جائیں گے اور آٹو میٹک

وہ کوآپریٹو جج کہلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام متنازعہ امور سے بچنے کے لیے' اور ہمارا ملک آج جس بحث میں پھنسا ہوا ہے اور تمام عوام کی نظریں اس بات پر لگی ہوئی ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ اور جوڈیشری کی جو آپس میں مڈھ بھیڑ لگی ہوئی ہے وہ کس طرح سے ختم ہوتی ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر ! اگر اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے تو for days to come یہ جو متنازعہ بحث ہے یہ ختم ہو جائے گی۔ کم ازکم اس حد تک ختم ہو جائے گیکہ کواپریٹو جج کس کو نامزد کیا جاتا ہے۔ اپنی ان چند باتوں کے بعد اس controversy کو ختم کرنے کے لیے اور آٹو میٹک ایک سرکل جاری کرنے کے لیے میری ایک تجویز ہے کہ ،

Cooperative Judge means Senior Pusine Judge , Lahore High Court, Lahore.

اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اور تو کوئی اس پر بولنا نہیں چاہتا؟ لاءمنسٹر صاحب اس پر جواب دے دیں۔

وزیر قانون (راجہ محمد بشارت)، شکریہ۔ جناب والا! میں گزارش کرنی چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ،

Cooperative Judge means Senior PusineJudge of the Lahore High Court, Lahore.

اب جناب والا! اگر دو منٹ کے لیے فرض کر لیا جائے کہ یہ ترمیم مان لی جائے۔ تو میں ان سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے اختیارات پر پابندی یا قدغن لگانے والی بات نہیں ہوگی؟ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو وہ سینیئر جج کی بات کرکے چیف جسٹس کے اختیارات کو محدود کرنا چاہ رہے ہیں۔ دوسری طرف حکومت کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ کوئی ہائی کورٹ کا جج جس کو چیف جسٹس ہائی کورٹ بطور کوآپریٹو جج nominate کرے' وہ جج مقرر کر دیا جائے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آپ اسی بات پر اس چیز کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حکومت کی منشاء کیا ہے اور حکومت کی نظر میں عدلیہ کا احترام کتنا ہے۔ ہم عدلیہ کو آزادی سے کام کرنے کے مواقع فراہم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب والا! یہاں پر like and dislike کی بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت

نے کسی طور پر بھی یہ اختیار اپنے پاس نہیں رکھا۔ بلکہ ہم نے یہ اختیار چیف جسٹس ہائی کورٹ کو دیا ہے کہ وہ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے جس جج کو مناسب سمجھیں کوآپریٹو جج مقرر کر دیں۔ جناب والا! یہ جمہوری طریقہ ہے۔ آئین اور قانون کے مطابق وضع کردہ طریقہ تھا جس کو حکومت نے اختیار کیا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ایک جج پہ پابندی عائد کر دی جائے کہ ایک سینئر جج یا puisne جج جس کا ذکر کیا گیا ہے وہی ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوں گے، تو اس صورت میں میں سمجھتا ہوں جبکہ ان کے پاس کام زیادہ ہوگا' وہ available نہ ہوں' وہ اپنی رضامندی ظاہر نہ کریں تو پورے قانون میں ایک دفعہ پھر تبدیلی لانی پڑے گی۔ اس لیے جناب سے میری استدعا ہے کہ جو ترمیم حکومت نے دی ہے وہ مناسب اور قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دی ہے اور عوام کی سہولت کے لیے دی ہے تاکہ کسی طور پر بھی delay نہ ہو۔ اس لیے جس جج کو بھی چیف جسٹس مناسب سمجھیں گے بطور کوآپریٹو جج declare کریں گے اور وہ جج ان مقدمات کی سماعت کریں گے۔ یہی ترمیم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو تجویز معزز قائد حزب اختلاف اور دیگر اراکین اپوزیشن نے دی ہے اس سے میری نظر میں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے اختیارات کے اوپر قدغن لگانے کی بات ہوگی۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس تجویز کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب question put کرتے ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 2 of the Bill as recommended by Special Committee No. 1 for the proposed Clause (c), following shall be substituted.
>
> "(c) "Cooperatives Judge" means a Senior Puisne Judge of the Lahore High Court, Lahore".

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the final question is :-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the' Preamble' of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now,' Long Title' of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

MR SPEAKER: Second reading ends. Third reading starts.

MR SPEAKER: Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, Sir, I move :

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill 1997 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is :-

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Bill , 1997 be passed . Minister for Law.

(Motion not opposed)

MR SPEAKER: Now, I put the final question. The motion moved and the question is:

> That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Bill, 1997 be passed.

(The motion was carried)

MR SPEAKER:The Bill is passed.

ہاؤس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

منگل' 21۔ اکتوبر 1997ء

(سہ شنبہ' 12۔ جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح دس بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۰

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۰ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ع وَ لَکُمْ فِیْهَا مَاتَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ۰ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۰

سورۃ حم السجدہ آیت نمبر 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے۔ اُن پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غم ناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۰ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہوگی۰ (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۰

وما علینا الا البلاغ۰

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 71۔

بوائز مڈل سکول پوٹھی

*71۔**راجہ محمد جاوید اخلاص،** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز مڈل سکول پوٹھی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کو مڈل کا درجہ دیئے ہوئے تقریباً 13 سال گزر چکے ہیں۔ مگر اب تک عمارت نہیں بنائی گئی۔ جس کی وجہ سے طلباء کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت اگلے مالی سال میں اس سکول کو عمارت فراہم کرنے کے لیے فنڈز مہیا کرے گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ اس حد تک تو درست ہے کہ بوائز مڈل سکول پوٹھی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کو مڈل کا درجہ دیئے ہوئے 13 سال سے زاید کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن مقامی لوگوں کے تعاون سے مذکورہ سکول کے لیے 5 کمرے تعمیر کیے جا چکے ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کے باعث مزید کمروں کی ضرورت ہے اور حکومت آئندہ سال اس مقصد کے لیے فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب! میرا ضمنی سوال یہ ہے جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ اس سکول کو مڈل کا درجہ دیئے ہوئے 13 سال سے زاید کا عرصہ گزر چکا ہے اور مقامی لوگوں کے تعاون سے 5 کمرے تعمیر کیے گئے ہیں۔ تو کیا اس سکول کے لیے حکومت کی طرف سے بھی کوئی گرانٹ خرچ کی گئی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا ...

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ متعلقہ محکمے کا وزیر ایوان میں موجود ہو تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی دے سکتے ہیں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی رکاوٹ نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا قدر! 13 سال پہلے محکمانہ طریقے پہ اس کو اپ گریڈ کیا گیا تھا اور گاؤں کے لوگوں نے مہربانی فرمائی۔ 5 کمرے تعمیر کیے اور اب اس کا کیس ہم نے محکمہ خزانہ میں بھجوا دیا ہے۔ اور ان شاء اللہ العزیز فنڈز کی فراہمی بہت جلد ہو جائے گی۔ اور ان کو مزید تعمیر کر کے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! جیسا کہ سوال کے جواب سے ظاہر ہے کہ عمارت کی کمی کے باعث وہاں قلت کی وجہ سے طلباء کو انتہائی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری یقین دہانی کروائیں گے، کیا موجودہ مالی سال re-appropriation یا کسی طرح فنڈز کا انتظام کر کے وہاں عمارت شروع کروا دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! محکمہ خزانہ سے جب بھی process مکمل ہو گا ان شاء اللہ العزیز اس میں کوئی تاخیر نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور: میرا سوال 79 ہے۔

سابق وزیر تعلیم کے خلاف کارروائی

*79۔ سردار سعید انور: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک مسٹر ریاض فتیانہ سابق وزیر تعلیم نے محکمہ تعلیم کی کتنی گاڑیاں اپنے زیر استعمال رکھیں۔

(ب) ان گاڑیوں پر پٹرول اور مرمت وغیرہ پر کتنا ماہانہ خرچ آیا اور یہ رقوم کس کس دفتر نے فراہم کیں؟

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے اپنے استحقاق سے زیادہ گاڑیاں اپنے زیر استعمال رکھیں اور خزانے پر غیر قانونی بوجھ ڈالا۔

(د) کیا حکومت مذکورہ سابق وزیر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! اس سوال کا جواب تو بہت طویل ہے اگر حکم ہو تو پڑھ دیتا ہوں ورنہ اسے پڑھا ہوا تصور کر کے ضمنی سوال فرما دیں۔

جناب سپیکر، نہیں ' آپ اسے پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) مسٹر ریاض فتیانہ سابق وزیر تعلیم نے محکمہ تعلیم کی چھبیس گاڑیاں مختلف اوقات میں اپنے زیر استعمال رکھیں۔

(ب) جز (الف) میں بیان کی گئی چھبیس گاڑیوں پر مجموعی طور پر 23,00,673/15 روپے پٹرول اور مرمت وغیرہ پر خرچ آئے۔ اس رقم کی تفصیل لف ہے۔

پٹرول اور مرمت وغیرہ پر خرچ کردہ رقوم کی تفصیل

نمبرشمار	نام دفتر	گاڑی کا نمبر	کل خرچ
1۔	ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (ایلیمنٹری ایجوکیشن) پنجاب لاہور	ایس۔اے۔سی8408	44,880/52 روپے
2۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس۔اے1378	7,224/90 روپے
3۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس۔اے3555	8,754/00 روپے
4۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس۔اے7255	7,871/00 روپے
5۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس8310	5,731/00 روپے
6۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس۔8083	2,310/00 روپے
7۔	۔ایضاً۔	ٹی۔ایس۔اے1370	13,592/00 روپے
8۔	سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن بلڈنگ پنجاب لاہور	ایل۔او۔ڈی۔4801	کوئی نہیں

10۔	ڈائرکٹر سپیشل ایجوکیشن پنجاب لاہور۔	ایل۔او۔ڈی۔4802	19,050/- روپے
11۔	۔ایضاً۔	ایل۔ایچ۔ایم۔7259	6,068/- روپے
12۔	ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور	ایل۔او۔کے۔5820	-
13۔	۔ایضاً۔	ایل۔ایچ۔زیڈ566	64,552/- روپے
14۔	ثانوی تعلیمی بورڈ راولپنڈی	آر۔آئی۔یو5962	90,224/- روپے
15۔	ثانوی تعلیمی بورڈ سرگودھا	ایس۔جی۔ایف4342	2,12,805 روپے
16۔	ثانوی تعلیمی بورڈ گوجرانوالہ	جی۔اے۔ای4073	1,47,620/- روپے
17۔	ثانوی تعلیمی بورڈ ڈیرہ غازی خان	ڈی۔جی۔سی39	1,05,479/- روپے
18۔	ثانوی تعلیمی بورڈ فیصل آباد	ایف۔ڈی۔ایم4634	2,34,225/- روپے
19۔	۔ایضاً۔	ایف۔ڈی۔کیو5856	97,251/- روپے
20۔	۔ایضاً۔	ایس۔جی۔ای6668	2,199/- روپے
21۔	۔ایضاً۔	ایف۔ڈی۔ایل۔8566	40,382/- روپے
22۔	ثانوی تعلیمی بورڈ ملتان	ایک گاڑی	1,20,000/- روپے
23۔	پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن	ایل۔او۔ڈی4865	15,924/- روپے
24۔	۔ایضاً۔	ایل۔ایچ۔آر9025	80,510/- روپے
25۔	پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن	ایل۔ایچ۔آر1835	6,071/- روپے
26۔	پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن لاہور	ایل۔ایچ۔ایکس786	9,42,872/73 روپے
		کل خرچ کردہ رقم	23,00,673/15 روپے

(ج) یہ درست ہے۔

(د) چونکہ وزیر موصوف نے اپنے استحقاق سے زیادہ گاڑیاں اپنے استعمال میں رکھیں لہٰذا ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا جائے گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کیونکہ ساری تفصیل تو آ گئی ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جز (د) میں ہے کہ وزیر موصوف نے اپنے استحقاق سے زیادہ گاڑیاں اپنے استعمال میں رکھیں لہٰذا ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ جناب! یہ فیصلہ کس نے

کرتا ہے؟

جناب سپیکر، انھوں نے صرف 26 گاڑیاں رکھی تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! وہ کلیریکل غلطی ہے۔ میں نے جواب میں پڑھا ہے۔ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سردار سعید انور، جناب! یہ کب کیا جائے گا؟ معزز ایوان میں اعلان ہونا چاہیے اور اگلے اجلاس میں اس کے متعلق بتایا جائے کہ کیا کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، گرامی قدر! ہماری حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ تمام گندی مچھلیاں اور کرپٹ عناصر کے خلاف جہاد کیا جائے گا اور ان کو ان کے انجام تک پہنچایا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز ہمارا محکمہ اس میں مخلص ہے اور آپ بہت جلد دیکھیں گے کہ یہ فاضل ممبر جو فرما رہے ہیں۔ ہم ان شاء اللہ ان کی توقعات پر پورے اتریں گے۔

جناب سپیکر، ان کا پوچھنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نیک کام کب تک ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ان شاء اللہ بہت جلد ہو جائے گا۔ اس کا process مکمل ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز ایک ماہ تک ہم اس کو اس سٹیج تک لے آئیں گے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ گول مول جواب ہے۔ بڑا واضح ہے اور انھوں نے مانا ہے کہ 23 لاکھ روپے کی خورد برد ہے تو اس میں کیا امر مانع ہے؟ یہ اعلان کیا جائے کہ اس کے خلاف کارروائی کل ہی شروع کی جائے گی اور اگلے اجلاس میں اس کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ کارروائی پہلے ہی شروع ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! نہیں۔ ابھی تو کوئی کارروائی شروع نہیں۔ ابھی تو کارروائی کرنے کا ارادہ کیا جا سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ شواہد اکٹھے ہو چکے ہیں اور آخری مراحل میں ہیں۔ ان شاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر کارروائی شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلے اجلاس میں اس کی کارروائی کے بارے میں آگاہ کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ان شاء اللہ العزیز۔

ایک معزز ممبر، جناب سپیکر! کیا ان کے خلاف بھی کوئی کارروائی کی جائے گی جنھوں نے قانون سے بالاتر ہو کر ان کو گاڑیاں مہیا کیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! جب یہ کسی موقع پر عدالت میں جائے گا اور عدالت جو اس میں چاہے گی۔ ٹربیونل بنے گا جو ٹربیونل چاہے گا جو جو بھی ذمہ دار ہوگا۔ خواہ کوئی ہے کسی حیثیت کا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہر مجرم اپنے انجام تک پہنچے۔

جناب سپیکر، انکوائری کے بعد جو بھی ذمہ دار ہوگا۔ عدالت میں تو بعد میں جائے گا۔ پہلے تو انکوائری ہوگی۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انکوائری کے دوران جو بھی قصوروار ہوگا تو اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ جی سلہری صاحب' ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہاں گاڑیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سابقہ دور میں جب عطا مانیکا صاحب وزیر تعلیم تھے تو اس وقت سپورٹس بورڈ کی ایک نئی گاڑی چوری ہو گئی تھی۔ کیا وہ گاڑی مل چکی ہے؟ اگر نہیں ملی تو اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب اس کے بارے میں فریش نوٹس دے دیں۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے کہ اس طرح تو ان کو پتا نہیں ہوگا۔ کیونکہ 26 گاڑیاں پہلے ہی کافی زیادہ ہیں۔ آپ نے ایک اور گاڑی ڈال دی ہے۔ وہ تو بعد میں اس کا پتا چلے گا۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جز (الف) میں 8 نمبر گاڑی ہے۔ الیکشن مہم میں ایک ہیڈ کلرک جناب فتیانہ صاحب کے ساتھ تھا۔ اس سے اس وقت ایس۔ڈی۔او بلڈنگ ایجوکیشن نے مہم کے دوران لی۔ پچھلے اجلاس میں یہ سوال جب پہلی دفعہ پیش ہوا تھا اس میں وعدہ کیا گیا تھا کہ اس ہیڈ کلرک کے خلاف کارروائی ہوگی۔ تو جناب سپیکر! کوئی کارروائی ابھی تک نہیں ہوئی۔ اس سے 8 نمبر گاڑی LOD/4801 لی گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ سارا معاملہ بھرپور انکوائری کا متقاضی ہے۔ اس میں ان شاء اللہ العزیز کارروائی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت یہ میرے علم میں تو نہیں تھا۔ بہرحال جو بھی مجرم ہے۔ جو بھی ملزم ہے۔ جس کا جتنا جتنا حصہ ہے۔ اس کے مطابق کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: 85 ۔

گرلز/بوائز ڈگری کالج

*85۔چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اور بوائز ڈگری کالج سلانوالی سب ڈویژن ضلع سرگودھا کب سے کام کر رہے ہیں اور کیا ان کی بلڈنگ موجود ہے۔

(ب) ان کالجز کی بلڈنگز کی تعمیر کے لیے کتنی بار اور کب اے ڈی پی میں رقم رکھی گئی ہے اور ان کالجز کی کتنی بار Administrative Approval ہوئی ہے۔

(ج) کیا موجودہ سال کے اے ڈی پی میں بھی مذکورہ کالجز شامل ہیں اگر ایسا ہے تو پھر ان کی Administrative Approval جاری نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج اور بوائز ڈگری کالج سلانوالی سرگودھا مورخہ 1-9-91 سے کام کررہے ہیں۔ ان کالجز کی اپنی عمارات نہیں ہیں۔ البتہ یہ کالجز سابقہ گورنمنٹ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول اور سابقہ گورنمنٹ بوائز ہائیر سیکنڈری سکول سلانوالی سرگودھا میں عارضی طور پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان کالجز کی بلڈنگز کی تعمیر کے لیے پانچ بار تعمیر پنجاب پروگرام (93-92) تا(97-96) میں رقم رکھی گئی اور ان کالجز کی ایک بار Administrative Approval جاری کی گئی۔

(ج) یہ درست ہے لیکن Plinth Area Rates میں اضافہ اور سکیم میں عملے کی رہائش کی سہولت کو شامل کرنے کے باعث ابھی تک ان کالجز کی Amended Administrative Approval جاری نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! اس میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ ان کالجز کی بلڈنگ کے لیے پانچ بار تعمیر پنجاب پروگرام میں رقم رکھی گئی۔ لیکن ابھی تک اس کی Amended Administrative Approval جاری نہیں ہوئی ۔ کیا یہ بتائیں گے کہ کب تک

Amended Administrative Approval جاری ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ان شاء اللہ ایک ماہ کے اندر اندر یہ تمام مراحل مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 148-

سکولوں کی عمارات اور اساتذہ کی تفصیلات

*148-جناب شاہد محمود بٹ- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبائی حلقہ 108 میں گرلز/بوائز پرائمری' مڈل' ہائی' اور ہائیر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی کتنی ہے۔

(ب) ان سکولوں میں بلڈنگوں کی پوزیشن کیا ہے۔ کتنے ایسے سکول ہیں جن کی عمارات کو مرمت کی ضرورت ہے۔

(ج) ان سکولوں میں منظور شدہ اساتذہ کی تعداد کیا ہے اور ابھی تک ان سکولوں میں خالی پوسٹوں کی تعداد کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) صوبائی حلقہ 108 میں مدارس کی تعداد درج ذیل ہے،

	مسجد سکول	پرائمری سکول	مڈل سکول	ہائی سکول	ہائیر سیکنڈری سکول
بوائز	86	100	08	09	-
گرلز	-	136	16	04	-
میزان	86	236	24	13	-

(ب) مذکورہ حلقہ میں ان سکولوں کی عمارات کی صورت حال درج ذیل ہے،

	مسجد سکول	پرائمری سکول		مڈل سکول		ہائی سکول
	بوائز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	گرلز
تسلی بخش	63	74	06	07	08	04
مرمت طلب	37	62	02	09	01	-
میزان	100	136	08	16	09	04

(ج) ان سکولوں میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 1710 ہے۔ جن میں سے 27 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہد محمود بٹ صاحب کوئی ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ: سر! جز (ج) میں لکھا ہے۔ ان سکولوں میں منظور شدہ اساتذہ کی تعداد کیا ہے اور ان سکولوں میں ابھی تک خالی پوسٹوں کی تعداد کیا ہے؟ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے کہ ان کو پر نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: یہ کب سے خالی ہیں اور وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: کب سے خالی ہیں۔ اس وقت تو میں کچھ صحیح عرض کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ البتہ بٹ صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض ہے کہ ان شاء اللہ ban اٹھنے پر ان اسامیوں کو پر کر دیا جائے گا اور ان کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کا specific time نہ بتایا جائے تو اتنی دیر تک وہ چیز نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ specific time نہ ہو تو clear بات نہیں ہوتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: میں نے کہا ہے کہ ban ختم ہونے کے بعد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ویسے اس میں ایک چیز سوچنے والی ہے۔ یہ صرف سیالکوٹ کی بات نہیں' بلکہ پورے پنجاب کو آپ دیکھیں۔ اکثر سکول بن چکے ہیں اور وہاں پر اساتذہ نہیں' باقی عملہ نہیں۔ جب حکومت کا اتنا خرچ ہو چکا ہو تو پھر جلد سے جلد وہ اسامیاں پر کریں گے تب ہی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ کب تک ارادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جب ban اٹھ جائے گا تو ہم فوری کام شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وہی پوچھ رہے ہیں کہ بین کب تک اٹھ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: یہ تو ایک policy matter ہے۔ جو طے ہوگا۔ یہ تو آپ سب حضرات جانتے ہیں۔ میں اس بارے میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار محمد سرفراز خان، جناب سپیکر! ابھی جو آپ نے point out کیا ہے' میرے حلقہ نمبر 14 میں بھی کئی سکول بن چکے ہیں۔ وہاں کوئی استاد نہیں گیا۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا بھی ایک مہینے کے اندر جواب دیں گے؟ ہر چیز کا وہ ایک مہینے کا نوٹس لے رہے ہیں۔ کیا یہ بھی ایک مہینے کے لیے مہربانی کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، نہیں۔ محترم' میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو فرما رہے ہیں وہ درست ہے کہ بعض مقامات پہ عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں اور اساتذہ نہیں ہیں۔ اس میں دو تین چیزیں ہیں۔ ایک تو ظاہر ہے کہ عمارت مکمل ہونے پر محکمہ تعلیم کو محکمہ بلڈنگ PC-IV مہیا کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ کیس محکمہ خزانہ میں جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر بھرتی کا مسئلہ ہے اور اس کے بعد سکول کا اجراء ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام مراحل سے گزرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔ اس کے ساتھ جو ban ہے اس کی وجہ سے بھی کافی پیچیدگیاں ہیں۔ ان شاء اللہ' میں جو ایک ماہ کی مدت عرض کر رہا ہوں۔ وہ تو فقط آپ کو جلد از جلد سہولت مہیا کرنے کے زمرے میں ہے۔ ان شاء اللہ کوشش یہ ہوگی کہ ایک ماہ کے اندر اندر ہو۔ یہ نہیں کہ ایک ماہ کے بعد ہو۔

جناب سپیکر، جی شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ دیکھیے کہ پورے حلقے میں کوئی بھی ہائیر سیکنڈری سکول نہیں۔ دوسرا ان کی زیادہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ لڑکیوں کے سکول دیکھیں۔ جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ تسلی بخش اور غیر تسلی بخش جو سکول ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج کی بچی نے کل قوم کی ماں بننا ہے۔ اگر آج کی بچی کو ہم صحیح تعلیم دیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا معاشرہ صحیح اولاد کو جنم دے گا۔ اس میں لڑکیوں کے سکولوں کا تناسب یہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ پرائمری میں 45 فی صد سکول مرمت کے قابل ہیں اور گرلز مڈل سکول 56 فی صد مرمت کے قابل ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کے زیادہ سکول مرمت کے قابل کیوں ہیں؟ اس کی وجہ کیا ہے اور ان کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم! اس سلسلے میں ہم نے ہر سکول میں ایک ایجوکیشن کمیٹی بنائی ہے۔ وہ سکول کے دو اساتذہ اور تین بچوں کے سرپرستوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ سکیم شروع کی جا چکی ہے۔ وہ کمیٹی باقاعدہ درخواست کرتی ہے کہ ہمارے سکول کی حالت ایسی ہے۔ اس کو مرمت

کر دیا جاتا ہے اور ان کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جاتے ہیں۔ ان سکولوں کی جو کمیٹیاں ہیں۔ جیسے ہی ان کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی درخواست آئے گی تو ان شاء اللہ العزیز ان کے لیے فنڈز مختص کر دیے جائیں گے؟

جناب سپیکر، انھوں نے جو چیز پوچھی ہے۔ ایک تو ٹھیک ہے کہ آپ نے مرمت کا ذکر کر دیا ہے۔ دوسرا وہ پوچھ رہے ہیں کہ لڑکوں کے مقابلے میں بچیوں کے سکول بہت کم ہیں۔ اس میں اضافہ کرنے کا آپ کوئی ارادہ رکھتے ہیں کہ بچیوں کے سکول زیادہ کھولے جائیں۔ کیوں بٹ صاحب! آپ کا یہی مقصد ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ یہ جو جز(ب) ہے کہ مذکورہ حلقے میں ان سکولوں کی عمارات کی صورت حال درج ذیل ہے۔ اس میں بوائز سکول اور گرلز سکولوں کا جو تناسب ہے، جہاں سکولوں کی مرمت ہونی ہے۔ بوائز سکولوں میں 37 فی صد ہے جن کی مرمت ہونی ہے۔ لیکن اگر گرلز سکولوں کا تناسب نکالا جائے تو وہ 45 فی صد ہے۔جن کی مرمت ہونی ہے۔ اسی طرح اگر بوائز مڈل سکول ہیں تو ان کی شرح 25 فی صد نکل رہی ہے جن کی مرمت ہے لیکن اگر گرلز سکولوں کو دیکھا جائے تو وہ 56 فی صد آتی ہے۔ تو میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ کیا یہ ہماری قوم کے ساتھ کوئی سازش ہے کہ جو گرلز سکول ہیں ان کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ ان کی مرمت پر زیادہ توجہ کیوں نہیں دی جاتی؟ بوائز سکولوں پر آپ کی زیادہ توجہ ہے لیکن گرلز سکولوں پر آپ کی توجہ نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا۔ یہ ایک طریقۂ کار ہے جس کے تحت ایسا ہوتا ہے اور جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان سکولوں کی طرف سے، ان کے ہیڈ ماسٹروں کی طرف سے، اس کمیٹی کی طرف سے جب کوئی استدعا آئے گی تو اس کے مطابق اِن شاء اللہ فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے اور ان کی مرمت ہو جائے گی۔ یہ کوئی سازش نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! کیا یہ ہمیں کوئی یقین دہانی کراتے ہیں کہ اگلے بجٹ میں لڑکیوں کے جتنے بھی سکول قابلِ مرمت ہیں یہ مرمت ہو جائیں گے تاکہ بچیاں وہاں پر صحیح طریقے سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کل کلاں کسی سکول کی چھت گری ہوگی تو ہمارے چیف منسٹر صاحب وہاں پہنچے ہوتے ہیں، آپ لوگ وہاں پہنچے ہوتے ہیں تو کیا گاؤں کے لوگ جو ہیں، ان کو صرف coverage نہیں ملتی، وہاں چیف منسٹر صاحب نہیں پہنچ سکتے؟ اگر

لاہور میں کسی سکول کی چھت گر جائے تو وہاں ہمارے چیف منسٹر صاحب پہنچ سکتے ہیں۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر گاؤں کے لوگ اپنا پیغام نہیں پہنچا سکتے تو میں ان کا نمائندہ ہوں۔ مجھے یہ یقین دلا دیں کہ ان سکولوں کی مرمت اگلے بجٹ میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ان شاء اللہ محکمہ بھرپور تعاون کرے گا۔

جناب سپیکر: جی' تعاون کریں گے۔ اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 149۔

نئے سکولوں کی تعمیر

*149۔**جناب شاہد محمود بٹ:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

صوبائی حلقہ 108 میں کتنے سکول نئے کھولے گئے ہیں اور یہ نئے سکول کب سے کام شروع کر دیں گے اور کیا ان میں اساتذہ کی Allocation کر دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

صوبائی حلقہ 108 میں صرف لڑکیوں کے لیے چھ نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں۔ ان میں سے چار سکولوں نے کام شروع کر دیا ہے جبکہ بقیہ دو سکولوں کی عمارات بھی مکمل ہو چکی ہیں اور ان میں سٹاف کی منظوری کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی' آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! انھوں نے لڑکیوں کے جو چھ سکول کھولے ہیں ایک تو ان کی تفصیل بتا دی جائے اور دوسرا جب وہ سکول مکمل ہیں اور وہاں ہر چیز مکمل ہے تو ان میں سٹاف کیوں نہیں ہے اور وہ بند کیوں ہیں؟ ہماری ایجوکیشن کی ایک پالیسی تھی کہ وہاں اگر آپ کو گاؤں کی پڑھی لکھی بچی مل سکتی ہے تو سکول بند کرنے کی بجائے عارضی طور پر اس سکول کو وہاں کی بچی جو پڑھی لکھی ہے' پی ٹی سی ہے اس کے ذریعے اس سکول کو کھولنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ بچیوں کی تعلیم کا جو حرج ہو رہا ہے وہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: نہیں' بٹ صاحب' اس میں آپ ذرا تھوڑا سا دو قسطوں میں سوال کر لیا کریں یا ایک قسط میں کریں۔ تاکہ وہ پھر جواب بھی اتنا دے سکیں۔ پہلے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ ذرا مختصر پوچھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں۔ میں نے ان کا سوال سمجھ لیا ہے۔ چھ سکول ہیں جو نئے اجراء ہوئے ہیں:

1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول، نواں پنڈ
2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، گورو چک
3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، چوک دھرم کوٹ
4۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، نور پور ارائیاں
5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، نواں کوٹ
6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، میاں وال بنگہ

ان میں سے چار سکولوں کا اجراء ہو چکا ہے اور دو سکولوں گورو چک اور نور پور ارائیاں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ ان کے سٹاف کی فراہمی کے لیے ایس۔ این۔ ای بھجوا دی گئی ہے اور اِن شاء اللہ بہت جلد ان میں بھی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! ان میں دو ایسے سکول ہیں، مثلاً گورو چک کی جو انھوں نے بات کی ہے، وہاں آج تک کوئی ٹیچر موجود نہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ وہاں سکول میں آج تک کوئی ٹیچر موجود ہے؟ کیونکہ اس سکول میں کوئی ٹیچر جاتی ہی نہیں۔ وہ بہت دور ایریا ہے۔ وہاں پر جو دہشت گرد لوگ بیٹھے ہوتے ہیں وہ کسی بچی کو وہاں جانے ہی نہیں دیتے۔ تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ سوال کر رہا تھا کہ کیا حکومت کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ اُسی گاؤں کی بچی اُسی گاؤں میں پڑھائے تاکہ ہمارا وہ سکول بند نہ رہے؟ وہاں اس کو یہ سہولت دے دی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا قدر! اس میں جہاں تک میری معلومات ہیں وہ یہ ہیں کہ بھرتی کے لیے باقاعدہ ایک طریقۂ کار ہے۔ میرٹ پر بھرتی ہو گی۔ البتہ اس میں ہم یہ ضرور خیال رکھیں گے کہ اگر مقامی بچی میرٹ پر آ جاتی ہے اور وہ بھرتی ہو جاتی ہے تو اس کو اُسی گاؤں میں لگا دیا جائے۔ پہلے بھی محکمہ تعلیم کی ترجیحات میں یہ شامل ہے اور آئندہ بھی اِن شاء اللہ اس کا خیال رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا ضمنی سوال۔

سردار سعید اور، جناب سپیکر! ان سکولوں کے ساتھ ہی میرا گاؤں ہے تو پہلے وہاں یہاں کی سردی

کا بڑا شور تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ نئے سکول لوگوں کو جو ڈیرے بنا کر دے دیے گئے ہیں ان کے متعلق گورنمنٹ کیا ارادہ رکھتی ہے؟ نئے سکول صرف لوگوں کے ڈیرے کے استعمال کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ کوئی سوال بنتا نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم! یہ سوال غیر متعلق سا ہے۔

جناب سپیکر، جی، اگلا سوال ہے حاجی ملک عمر فاروق صاحب۔

حاجی ملک عمر فاروق، سوال نمبر 198 ۔

انٹر گرلز کالج ٹیکسلا کی تعمیر

*198۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) انٹر گرلز کالج ٹیکسلا کی تعمیر کے لیے محکمہ نے حصول اراضی کے لیے کتنے فنڈ مختص کیے تھے اور کتنی زمین خریدنی درکار تھی۔

(ب) کیا زمین خریدی جا چکی ہے۔ اگر نہیں خریدی گئی تو یہ زمین کب تک خریدی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) محکمہ تعلیم نے 20 کنال زمین کے حصول کے لیے سال 94-1993ء میں 22.58 لاکھ روپے مختص کیے تھے اور لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت کارروائی مکمل ہونے کے بعد یہ رقم اسسٹنٹ کمشنر ٹیکسلا کے پاس جمع کرا دی گئی تھی۔

(ب) یہ زمین ابھی تک محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں کی جا سکی۔ دراصل اس وقت کے مقامی ایم پی اے کی مداخلت کی وجہ سے مالکان اراضی کو اے۔سی ٹیکسلا یہ رقم ادا نہ کر سکے اب اس معاملہ کو پھر اٹھایا گیا ہے اور زمین مذکورہ محکمہ تعلیم کے نام منتقل کرانے کے لیے ضروری کارروائی کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ اب یہ

رقم کہاں جمع ہے اور اس وقت مقامی ایم پی اے کی مداخلت کی کیا وجہ تھی کہ کالج کے لیے زمین کی رقم مختص کی گئی اور سیکشن (4) کی لینڈ ایکوزیشن کی کارروائی بھی ہو گئی تھی۔ پھر کیا وجوہات تھیں کہ وہ زمین نہیں لی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس وقت کے مقامی ایم پی اے چودھری غلام سرور خان صاحب نے کہا تھا کہ ہم آپ کو زمین مفت مہیا کریں گے۔ آپ جو زمین خرید رہے ہیں اس کی آپ کو رقم بچ جائے گی۔ پھر انھوں نے اس وقت جس زمین کی نشان دہی کی وہ ایک قبرستان کی اراضی تھی۔ جب محکمے کے لوگ قبرستان کی اراضی پر گئے تو قبرستان کے متولی اور اہالیان دیہہ اس پر رضا مند نہیں تھے کہ ہماری قبروں کی اراضی جو ہے وہ اس مقصد کے لیے حاصل کی جائے۔ اس طرح وہ قبرستان کے لیے کم پڑ جائے گی۔ اُس وقت وہ برسرِاقتدار تھے اور وزیر تھے۔ ان کا دباؤ تھا۔ دوسری طرف یہ صورتِ حال تھی۔ لہٰذا وہ معاملہ لٹکتا چلا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آج ہم ان کے سوال کے سامنے ہیں۔ اس کے لیے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ انھوں نے جو زمین acquire کی تھی اس کی ادائیگی کریں اور فی الفور وہاں تعمیر کا بندوبست کروائیں۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا دوبارہ کسی جگہ کا تعین ہو چکا ہے اور اگر ہو چکا ہے تو یہ کب تک عملی طور پر اس پر کوئی اقدامات اٹھائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ زمین کے وہ تمام مراحل طے ہو چکے ہیں اور اے سی صاحب کے اکاؤنٹ میں وہ رقم موجود ہے۔ اس کے علاوہ اگر قیمت میں مزید کوئی کمی بیشی ہوتی ہے تو اس سلسلے میں محکمہ تعلیم کی طرف سے اِن شاء اللّٰہ تعالیٰ کوئی رکاوٹ آڑے نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر، ان کا مقصد یہ ہے کہ کب تک یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی؟ آپ یہی پوچھنا چاہتے ہیں ناں؟

حاجی ملک عمر فاروق، کب تک یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی اور ذرا یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ وہ جو زمین اس وقت خریدی گئی تھی اس کے لیے جو رقم 94-1993ء میں مختص کی گئی تھی وہ 22 لاکھ 58 ہزار روپے تھی اور آج 1997ء جا رہا ہے۔ تو کیا اس کے لیے اگر مزید رقم کی ضرورت پڑی تو یہ

دینے کے لیے تیار ہیں؛ کیونکہ اس کی رقم یقینی طور پر زیادہ ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میرے فاضل دوست سوال برائے سوال فرما رہے ہیں کیونکہ اس سوال کا جواب میں اسمبلی میں عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر، ہاں۔ ویسے تفصیل سے جواب آ چکا ہے۔ لیکن یہ تو ابھی فی الحال مفروضہ ہے کہ اس کی قیمت زیادہ ہو گی۔ پہلے آپ چیک کر لیں۔ آپ بھی کر لیں' وہ بھی کر لیتے ہیں اور اس میں ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ کب تک یہ کارروائی مکمل ہو سکے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، بہت جلد۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب باقی صاحبان سے تو ایک ایک مہینے کی مہلت مانگ رہے ہیں۔ تو مجھے دو مہینے کی ہی بتا دیں۔ ایک مہینہ میں اپنی طرف سے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، انھیں مہینے پر ہی نہ لگا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ ڈی۔ سی صاحب کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ مقامی ڈی سی صاحب اور مقامی ایم پی اے صاحب وہاں پر بیٹھ کر یہ معاملہ طے کر لیں اور جب یہ کیس محکمہ تعلیم کو بھجوائیں گے تو یہاں اِن شاء اللہ دیدہ و دل فرش راہ ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال بھی حاجی ملک عمر فاروق صاحب کا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، سوال نمبر 200 ۔

ٹیکسلا بوائز انٹر کالج کو ڈگری کا درجہ دینا

*200۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 97-1996ء کے دوران ٹیکسلا بوائز انٹر کالج کو ڈگری کا درجہ دے دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب تک اس منصوبے پر عمل درآمد نہیں ہو سکا اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کالج میں تاحال نہ تو بجلی دی گئی اور نہ ہی چار دیواری تعمیر کی گئی ہے۔ حکومت کب تک یہ تمام کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ مذکورہ کالج کو ڈگری کا درجہ دینے کی تجویز تھی۔ لیکن اس کو ڈگری کالج کا درجہ دینے کے احکامات جاری نہیں کیے گئے تھے۔

(ب) یہ درست ہے مگر اس تجویز کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور قابل عمل ہونے کی صورت میں مزید کارروائی آئندہ مالی سال کے دوران کی جائے گی۔

(ج) یہ درست ہے کہ جہاں تک کالج کی چار دیواری کا تعلق ہے۔ اس کے لیے ضروری کارروائی آئندہ مالی سال کے دوران کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جہاں تک بجلی کی فراہمی کا تعلق ہے۔ اس کے لیے واپڈا کے پاس بمطابق ڈیمانڈ نوٹس رقم جمع کرا دی گئی تھی لیکن قریبی زمین کے مالک کی طرف سے درخواست بازی کی وجہ سے ابھی تک اس کا تصفیہ نہیں ہو پایا۔ بہرحال' اس معاملہ کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور آئندہ مالی سال میں ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! جواب کے (الف) جز میں کہا گیا ہے کہ تجویز تھی' لیکن اس پر احکامات جاری نہیں کیے گئے۔ تو جناب والا! میں جناب کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھوں گا کہ اس کی کیا وجوہات تھیں اور اس کو ڈگری کالج کا درجہ دینے کا کب تک آئندہ ان کا پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ایک محکمانہ process ہے اور اس کے مطابق اس بارے میں جائزہ لیا جا رہا ہے اور ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں اور جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو اس کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا جائے گا۔ اس حکومت کی ترجیحی بنیادوں پر یہ خواہش ہے کہ عوام کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے' جو بنیادی سہولتیں ہیں وہ فراہم کی جائیں۔ اسی spirit کے ساتھ ان شاء اللہ اس پر کام ہو گا۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب سپیکر! ٹیکسلا تقریباً پچاس ہزار سے زاید آبادی کا شہر ہے اور وہاں انٹر کالج ہے' وہاں ڈگری کالج نہیں' یہ انڈسٹریل ایریا بھی ہے۔ اس معاملے میں وہاں کی بہت بڑی آبادی مجبور ہے۔ تو میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی فرما دیں اور واضح طور پر فرما دیں کہ کب تک ان کا پروگرام ہے اور دوسرے -----

جناب سپیکر، پہلے آپ ایک کاپوچھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میرے جواب کا جز (ب) میرے فاضل دوست اگر ذرا عمیق نظری سے پڑھ لیتے تو شاید ان کو سوال کی دوبارہ زحمت نہ کرنا پڑتی۔

جناب سپیکر، جی۔ اس میں آئندہ مالی سال کا لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جی آئندہ مالی سال کا لکھا ہوا ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، جناب والا! اس سوال کے جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ کالج کی چار دیواری اور بجلی کی فراہمی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قریبی مالکان کی درخواست بازی کی وجہ سے یہ سارا کام بند ہے۔ جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ قریبی وہ کون سے لوگ ہیں جو درخواست بازی کر رہے ہیں اور وہ رکاوٹ بنے ہوئے ہیں تاکہ میں بھی ان کی معاونت کر سکوں اور اگر وہ تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں تو ان کا کب تک کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے ان کی معاونت نہیں کرنی، اپنی کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم ، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں ہم نے کالج کے لیے جگہ مختص کی تھی ان کے برابر کے زمین داروں کا کہنا تھا کہ اگر بجلی کی لائن ہماری زمین سے گزر کر آئے گی تو ہماری زمین کی آبادی متاثر ہوگی اور ہم اگر اس پر کوئی ہاؤسنگ کالونی یا کوئی مکان تعمیر کرنا چاہیں گے تو نہیں کر سکیں گے اس لیے انھوں نے ایک سہارا لیا کہ ہم اس راستے سے بجلی مہیا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم ڈیمانڈ نوٹس کی رقم محکمہ واپڈا کو جمع کروا چکے تھے، لیکن ان کی درخواست بازی کی وجہ سے جب اس میں تاخیر ہوتی نظر آئی تو ہم نے بجائے ان کے ساتھ عدالت میں جھگڑا کرنے کے بجلی کا رخ تبدیل کر دیا۔ اب دوسری طرف سے سروے ہو چکا ہے، ڈیمانڈ نوٹس مہیا ہو چکا ہے۔ صرف دس ہزار روپے کے فرق سے دوسری طرف سے لائن مہیا کی جا رہی ہے ان شاء اللہ بہت جلد اس پر عمل در آمد ہو گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال 240۔ مخدوم سید مسعود عالم۔

(جناب سعید اکبر صاحب نے مخدوم سید مسعود عالم کے ایما پر پیش کیا)

حلقہ پی۔پی232 میں ڈگری کالج کا اجراء

*240۔ مخدوم سید مسعود عالم، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

حلقہ پی۔پی 232 لیاقت پور میں کل کتنے بوائز اور گرلز ہائیر سیکنڈری سکول ہیں اور کتنے ڈگری کالج ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ حلقہ میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

مذکورہ حلقہ میں کوئی بوائز اورگرلز ہائیر سیکنڈری سکول نہ ہے اور نہ ہی ڈگری کالج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حلقہ کے تمام چکوک ' آبادی تحصیل ہیڈ کوارٹر کے قریب ترین ہے لہٰذا یہاں کے طلباء اور طالبات تحصیل ہیڈ کوارٹر میں واقع تعلیمی اداروں سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پچھلے دنوں اصولی طور پر ایک بات طے ہوگئی تھی کہ ممبران سوال دیتے ہیں اور محکمہ بھی بڑی محنت کر کے ان کا جواب دیتا ہے لیکن وہ ہاؤس کی کارروائی میں دل چسپی نہیں لیتے اور وقفہ سوالات میں وہ حاضر نہیں ہوتے ان کے سوالات disposed of تصور ہوں گے تاکہ جو ممبران بروقت آ کر یہاں پر موجود ہوتے ہیں ان کے سوالوں کو take up کیا جا سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ on his behalf والا معاملہ ٹھیک نہیں ۔

جناب سپیکر، اس میں کم سے کم کوشش کریں گے۔ لیکن رولز کے مطابق on his behalf تو کوئی بھی ممبر بول سکتا ہے۔ ویسے اس کو جلدی dispose of کریں گے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو پھر اسی طرح چلتا رہے گا۔ میرا خیال ہے آپ کوئی ضمنی سوال کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم سے

ایجوکیشن پالیسی کے متعلق یہ سوال ہے-----

جناب سپیکر، نہیں- پالیسی کے متعلق سوال نہ کریں- یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا-

جناب ارشد عمران سلہری، جناب میرا سوال ہے کہ جیسا کہ ہماری حکومت نے وزیراعلیٰ سے-

جناب سپیکر، نہیں- یہ کوئی بات نہیں بنتی- یہ پالیسی discuss کرنے کا معاملہ نہیں- آپ کوئی ضمنی سوال کریں- وہ پالیسی کا کوئی جواب نہیں دے سکتے-

جناب ارشد عمران سلہری، جناب' میں آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ categorically وزیراعلیٰ صاحب نے self-financing scheme کو بند کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود جو professional colleges ہیں مثلاً میڈیکل کالجز' ڈینٹل کالجز ہیں' ان کے اندر ابھی بھی داخلے اسی طرح سے ہو رہے ہیں- کیا یہ وزیر اعلیٰ صاحب ----

جناب سپیکر، نہیں - اس کے لیے یا تو آپ کوئی نیا سوال کریں- یہ اس سے متعلقہ نہیں- شکریہ' جی سلہری صاحب- اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ (ایوان میں سے کسی بھی فاضل ممبر نے کوئی ضمنی سوال نہیں کیا) اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے- جی میاں صاحب-

میاں عبدالستار، سوال نمبر 258 -

خواتین اساتذہ کی بھرتی

*258- **میاں عبدالستار** (PP-234) ، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ڈی- سی رحیم یار خان نے مورخہ 95-3-25 کو بطور چیئرمین سلیکشن کمیٹی کتنی خواتین اساتذہ کی بھرتی کی منظوری دی تھی-

(ب) سال 1995ء میں متذکرہ تاریخ سے قبل اور بعد میں کتنی خواتین اساتذہ بھرتی کی گئیں-

(ج) کیا بھرتی شدہ اساتذہ کی تعلیمی اسناد متعلقہ اتھارٹی سے چیک کرائی گئیں اور اس میں کتنی اسناد جعلی پائی گئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے مورخہ 95-03-25 کو 346 خواتین اساتذہ کی بھرتی کی منظوری دی تھی-

(ب) متذکرہ تاریخ سے قبل کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے- متذکرہ تاریخ کے بعد تحصیل خان پور اور

لیاقت پور میں کچھ پی۔ٹی۔سی اساتذہ کی بوگس تقرریاں دریافت ہوئی ہیں جن کے بارے میں انکوائری ہو رہی ہے۔ حتمی رپورٹ ابھی تک موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) احکام تقرری میں ڈی۔ڈی۔اوز کو ہدایت کر دی جاتی ہے کہ وہ بھرتی شدہ اساتذہ کی تنخواہ مرتب کرنے سے قبل ان کی اسناد متعلقہ اتھارٹی سے چیک کروائیں۔ تاحال جعلی اسناد کے بارے میں کسی قسم کی رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ایوان میں پہلے کسی فاضل ممبر نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اس کے بعد دوسرے صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تو میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے؟ پہلے بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر کرتا ہے دوسرا بھی پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتا ہے۔ میرے خیال میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا' بلکہ جب گاڑی لائن سے اتری ہو تو اس گاڑی کو لائن پر چلانے کے لیے پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب گاڑی لائن پر چل رہی ہے' آپ نے پھر لائن سے ہٹا دی ہے۔ جی سوال نمبر 258 میاں عبدالستار صاحب کا سوال ہے۔ میاں صاحب کوئی ضمنی سوال ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان): جناب والا! جواب کے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ حتمی رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ تو یہ حتمی رپورٹ کب تک موصول ہو جائے گی۔ فاضل پارلیمانی سیکرٹری تعلیم اس بارے میں ایک تاریخ دے دیں' کیونکہ اسے کافی عرصہ ہو گیا ہے اور یہ تحقیقات پانچ' چھ مہینے سے ہو رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! ان شاء اللہ اگلے اجلاس تک۔

جناب سپیکر: جی وہ کہہ رہے ہیں کہ آئندہ اجلاس تک یہ رپورٹ موصول ہو جائے گی۔ یہ آپ آئندہ اجلاس تک کہہ رہے ہیں آپ کو آئندہ اجلاس میں سب نے پکڑ لینا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: نہیں' ان شاء اللہ ہم اس وقت معلومات مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: آئندہ اجلاس میں یہ سارا بوجھ منسٹر صاحب پر پڑ جانا ہے۔

میاں عبدالستار: جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ جعلی اسناد کی دوبارہ تحقیقات کروائیں گے؟ کیونکہ انھوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ تاحال جعلی اسناد کے بارے میں کسی قسم کی

رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، ان کے پاس ابھی کوئی شکایت نہیں آئی۔ جب شکایت آئے گی تو پھر وہ -----

میاں عبدالستار، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 1995ء میں یہ بھرتیاں ہوئی تھیں اور یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے کہ ان میں سے کافی اسناد جعلی ہیں۔ تو میں نے محکمے کے ڈائرکٹر صاحب کو بھی پہلے استدعا کی تھی۔

جناب سپیکر، اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا بنتا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! کیا یہ تعلیمی اسناد کی دوبارہ تحقیقات کروائیں گے؟

جناب سپیکر، وہ تو انھوں نے کہا ہے کہ اگر ہمارے پاس کوئی شکایت آئی تو ہم تحقیقات کریں گے۔

میاں عبدالستار، یہ انھوں نے کب کہا ہے۔

جناب سپیکر، آپ جواب کا جز (ج) پڑھیں ناں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ تاحال جعلی اسناد کے بارے میں کسی قسم کی رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔ ابھی رپورٹ نہیں آئی۔

میاں عبدالستار، کیا یہ اسناد کو دوبارہ چیک کروائیں گے؟

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! فاضل ممبر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ qualification کے جو certificates ہیں ان کو چیک کروائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اگر کوئی شکایت آئے گی تو کارروائی یقیناً عمل میں آئے گی۔

جناب سپیکر، جی وہ کہہ رہے ہیں کہ یقیناً کارروائی کریں گے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار کا ہے۔ جی میاں صاحب۔

ضلع رحیم یار خان میں بھرتی شدہ اساتذہ کی تعداد

*259۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع رحیم یار خان میں سال 96-1995ء میں بھرتی شدہ اساتذہ کی تعداد کتنی ہے اور یہ بھرتی کس قانون اور کس کے حکم کے تحت ہوئی تفصیل مرکز وائز مہیا کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

ضلع رحیم یار خان میں 1995-96ء میں 911 اساتذہ کی بھرتی کی گئی جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب ایس۔جی۔اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبر SOR(111)2-1/94 مورخہ 08-02-95 کے تحت بھرتی ڈپٹی کمشنر کے حکم کے تحت عمل میں آئی۔ مرکز وار تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال نہیں؟ اگلا سوال چودھری سعید اقبال!

خالی اسامیوں کی تفصیل

*278۔**چودھری سعید اقبال:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال جنوری 1996ء تا مارچ 1997ء محکمہ تعلیم ضلع جہلم میں مختلف کیڈر میں بھرتی کی گئی تھی اگر بھرتی کی گئی تھی تو اس کی تفصیل بتائی جائے نیز کیا یہ بھرتی میرٹ پر کی گئی اس کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم ضلع جہلم میں مختلف کیڈر کی اسامیاں اب بھی خالی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) (I) جنوری 1996ء سے مارچ 1997ء تک ضلع جہلم (مردانہ) میں مندرجہ ذیل بھرتی کی گئی تفصیل درج ذیل ہے:

ای-ای-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	اے-ٹی	او-ٹی	ڈی-ایم	پی-ای-ٹی
118	-	-	-	-	-	-

پروموٹر	پی-ٹی-سی	درجہ چہارم	کیفیت
60	-	-	تقرری کے آرڈر اور منظور شدہ ***فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(II) جنوری 1997ء سے مارچ 1997ء تک کی گئی بھرتی کی تفصیل:

ای-ای-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	اے-ٹی	او-ٹی	ڈی-ایم	پی-ای-ٹی
101	26	26	09	05	07	06

***(فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پروموٹر	پی-ٹی-سی	درجہ چہارم	کیفیت
196	13		تقرری کے آرڈر اور منظور شدہ ***فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم ضلع جہلم میں مختلف کیڈر کی اسامیاں خالی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ای-ای-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	اے-ٹی	او-ٹی	ڈی-ایم	پی-ای-ٹی
12	8	11	5	3	12	9

پروموٹر	پی-ٹی-سی	درجہ چہارم
12	20	02

چودھری سعید اقبال: جناب سپیکر! جواب میں لکھا گیا کہ تقرری کے آرڈر اور منظور شدہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔ یہ فہرست میں نے تو نہیں دیکھی۔ دوسرے جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم ضلع جہلم میں مختلف کیڈر کی اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ درجہ چہارم کی دو پوسٹیں خالی ہیں جبکہ میرے علم کے مطابق میرے گردو نواح میں سکول، مثلاً کالا ڈیو چک جمال ہائی سکول ہے، مڈل چک جمال ہائی سکول ہے، چک دولت ہائی سکول ہے، گرلز ہائی جہانگیر ہے، ہائی سکول موہا غربی ہے، غالباً پانچ چھ تو یہی بن جاتی ہیں۔ جواب میں تو انھوں نے صرف دو کا ذکر کیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ درست نہیں کہ دو اسامیاں ہیں، بلکہ زیادہ ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: نئی پوسٹوں کی محکمہ فنانس نے منظوری دینی ہے۔ جب محکمہ فنانس سے ایس این ای منظور ہو جائے گا تو پھر ان شاء اللہ نئی بھرتیاں ہوں گی۔

چودھری سعید اقبال: جناب سپیکر! یہ تو بہت پرانے سکول ہیں۔ کیا ان کے لیے نئی پوسٹیں منظور نہیں ہوئیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: نئی پوسٹیں منظور نہیں ہوئیں۔ پرانی پوسٹیں یہی ہیں جو دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال، محمد عارف چودھری صاحب! (تشریف نہیں رکھتے تھے) اگلا سوال بھی جناب محمد عارف چودھری صاحب کا ہے۔

*** (فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

لاہور میں کسی سکول کی لسٹ آ جائے تو وہاں ہمارے چیف منسٹر صاحب پہنچ سکتے ہیں۔ تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کاؤں کے گورنمنٹ اپکر کمرشل کالج اوکاڑہ سکول اپیل کریں تو اکا نمائندہ ہوں۔ مجھے یہ یقین دلا دیں۔ جناب سید محمد عارف حسین بخاری۔ بجائے نیز تعلیمی ادارہ کی ترقی میں دلچسپی کے لئے گئے کہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم۔ اوکاڑہ میں تعلیم ہونا ہے اسکے بعد کالج بن گیا۔ اس کالج میں طلباء کی تعداد کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی بالکل حکومت سکول اس کالج کا اگلا سوال کرنے کی آپ نے کس کا ارادہ رکھتی ہے۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب تو کب تک؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) اوکاڑہ میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ 1994ء میں قائم ہوا۔ تعلیمی سال 97-1996ء میں 367 طلباء ڈپلومہ ان کامرس (ایف۔ اے کے مساوی) کورس میں زیر تعلیم ہیں۔

*149۔ جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(ب) گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اوکاڑہ کو کمرشل کالج کا درجہ دینے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر اسے قابل عمل پایا گیا۔ تو مزید کارروائی کی جائے گی۔

صوبائی حلقہ 108 میں کتنے سکول نئے کھولے گئے ہیں اور یہ نئے سکول کب سے کام شروع کر دیں گے اور کیا ان میں اساتذہ کی Allocation کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ سوال نمبر 354۔

صوبائی حلقہ 108 میں صرف لڑکیوں کے لیے چھ نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں۔ ان میں سے چار سکولوں اصغر علی مونا کے خلاف کارروائی ہے جبکہ بقیہ دو سکولوں کی عمارات بھی

*354۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ... بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی کیا آپ کا ضمنی سوال اصغر علی مونا سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او مردانہ چنیوٹ کے خلاف ایڈیشنل

جناب شاہد محمود بٹ۔ ڈائریکٹر اینٹی کرپشن فیصل آباد نے رپورٹ نمبر PA5/2/47 مورخہ 96-6-26 کو FIR نمبر 90/96 زیر دفعہ 409/PPC درج کی تھی۔ سکول کھولے گئے ہیں ایک تو ان کی تفصیل بتا دی جائے اور دوسرا جب تک ان پر مندرجہ ذیل سنگین الزامات لگانے میں گئے تھے، سٹاف کیوں نہیں ہے اور وہ بند کیوں ہیں؟ ہمارے ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او اصغر علی مونا نے وہاں اگر ایک سکول کو تعینات ہے۔ لکھی نہیں مل سکتی۔ 2۔ یہ تو سکول بند کر دیئے 1995 میں پرائمری سکول کے سکول کو وہاں ایک ہزار روپیہ پر بھی پڑھی برائے لکھی ہے، پی ٹی سی ہے اس سکول کو جلد بحال کیا جائے۔ جو بچے سائنس کٹس (Kits) بھی ضائع کئے۔ تاکہ بچیوں کی تعلیم کا جو حرج ہو رہا ہے وہ نہ ہو۔ 3۔ جب اصغر علی مونا اے۔ای۔او تھا تو اس کے پاس 42 کنال اراضی تھی۔ بعد میں

جناب سپیکر۔ نہیں بٹ صاحب آپ غلط طریقوں سے ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او نے کروڑوں روپے کی جائیداد بنا لی ہے۔ قسط میں سوال کریں۔ تاکہ وہ پھر جواب دے سکیں۔ پہلے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ ذرا مختصر پوچھیں۔

حکومت نے اس جعل سازی کے مرتکب سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او چنیوٹ کے خلاف کیا کارروائی کی۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی۔ تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد مقیم شاہ):

(الف) یہ درست ہے۔

نمبر1۔ یہ تمام بے ضابطگیاں ایف آئی آر نمبر 90/96 زیر دفعہ 409 مورخہ 26-06-96 میں درج ہیں۔

نمبر2۔ ایضاً۔

نمبر3۔ محکمہ اس بارے میں لاعلم ہے۔

(ب) یوسف جمال خان اسسٹنٹ ڈائرکٹر تفتیش نظامت انسداد رشوت ستانی پنجاب لاہور کی رپورٹ مورخہ 17-11-96 کے تحت مقدمہ ہذا میں عائد کردہ الزامات خوردبرد رشوت' اخراجات کے ناجائز استعمال بھتہ وغیرہ وصول کرنے ڈبل ڈومی سائل رکھنے سے بے گناہ تصور کرتے ہوئے مقدمہ ہذا سے فارغ کیا گیا ہے۔ لہٰذا محکمہ کی طرف سے مندرجہ بالا سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای او کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا جواز نہیں۔ (فیصلہ کی کاپی***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے کہ انٹی کرپشن کے پاس پرچہ تھا' کیا ان کی کوئی رپورٹ ہے کہ انھوں نے اس پرچے کو ختم کر دیا ہے؟ میری معلومات کے مطابق یوسف جمال صاحب نے پرچے کو خارج کرنے کی سفارش کی تھی' لیکن لیگل برانچ والوں نے کہا کہ نہیں' اس کی ابھی مزید تفتیش کی جائے گی ۔ ابھی یہ زیر غور ہے ۔ ابھی تک اس کو نہ خارج کیا گیا ہے اور نہ فارغ کیا گیا۔

جناب سپیکر، اس کی latest position کیا ہے؟ اس میں یہ تو لکھا ہے کہ فیصلے کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محکمہ انٹی کرپشن نے اس کا نوٹس لیا تھا اور اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مولانا صاحب کی معلومات درست ہیں' لیکن ہم محکمانہ الگ سے اس کا نوٹس لے رہے ہیں اور ہمارا یہ عزم ہے کہ کوئی بھی بدکردار' کوئی بھی کرپٹ ہو اس کو اپنے انجام تک پہنچنا چاہیے ۔ اور اس کے لیے ہم ان شاء اللہ العزیز محکمانہ کارروائی بھی کر رہے ہیں۔

***(نقل فیصلہ اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! محکمے نے بددیانتی کر کے یہ جواب غلط دیا ہے۔ صحیح جواب نہیں دیا۔ میں اس کا ثبوت پیش کروں گا اور میں اس سلسلے میں حق رکھتا ہوں کہ تحریک استحقاق پیش کروں۔ یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب انٹی کرپشن کی طرف سے مجھے سرٹیفکیٹ پیش کریںکہ یہ واقعی پرچہ داخل دفتر ہوگیا اورختم ہوگیا۔ نہیں تو انھوں نے جواب غلط دیا ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق دوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ چیک کرلیں' اگر انھوں نے غلط جواب دیا ہے تو ان کا حق بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے جواب کے مطابق اس کے خلاف جو انٹی کرپشن کا پرچہ ہوا تھا وہ انکوائری کے بعد داخل دفتر کر دیا گیا ہے۔ اگر انکوائری کے بعد داخل دفتر کیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ بے گناہ ہو گا۔

جناب سپیکر، آپ نے جواب نہیں پڑھا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ بے گناہ تصور کرتے ہوئے مقدمہ ہذا سے فارغ کیا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے یہی کہا کہ جب اس کے خلاف انٹی کرپشن میں پرچہ ہوا تو اس کو بے گناہ قرار دیا گیا ہوگا تو تب یہ پرچہ داخل دفتر کیا گیا۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ ہم اس کے خلاف علیحدہ انکوائری کروائیں گے۔ جب پہلے ہی اس کے خلاف جس بنیاد پر پرچہ درج ہوا اور وہ اس میں بے گناہ ہوا پھر یہ کیسے اس کے خلاف انکوائری کریں گے جیسا کہ پہلے انکوائری ہو چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! عرض یہ ہے کہ پہلے محکمانہ انکوائری نہیں ہوئی۔ محکمہ انٹی کرپشن نے علیحدہ سے انکوائری کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! دنیا کے کسی قانون میں ایک ہی الزام میں دو دفعہ کارروائی نہیں ہوسکتی۔ کوئی بھی قانون یہ اجازت نہیں دیتا۔

جناب سپیکر، انکوائری تو ہوسکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، انکوائری ہوئی ہو گی۔ محکمے نے انٹی کرپشن کو کہا ہو گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی ہوسکتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ایک آدمی چوری کرتا ہے۔ اس کے خلاف پرچہ درج ہوتا ہے۔ اس پرچے کی تو انکوائری ہوسکتی ہے۔ اگر تین جگہ پہ ہو علیحدہ کوئی اور محکمہ اس کے خلاف انکوائری نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، اگر پرچہ خارج ہو جائے تو کیا دوبارہ انکوائری نہیں ہوسکتی؟

جناب سعید اکبر خان، محکمہ تعلیم والے اس کے خلاف کیا انکوائری کریں گے جس میں وہ بے گناہ تصور ہو چکا ہے؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا کوئی ممبر سپیکر کو سمجھا سکتا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ ہر ممبر کا استحقاق ہے کہ اگر کوئی بات نہ سمجھے تو اس کو سمجھائے۔

جناب سپیکر، کوئی ممبر بھی سپیکر کو assist کر سکتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 355

ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او کے خلاف کارروائی

*355۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او (زنانہ) چنیوٹ فریدہ احمد نے آرڈر نمبر 139 مورخہ 12-02-97 کے تحت حکومت کے نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-1-13/85 مورخہ 27-7-91 کے خلاف پی۔ٹی۔سی کی تقرریاں کی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او نے آرڈر نمبر 1316 مورخہ 12-2-97 کے ذریعہ چھ معلمات کی تقرریاں کثیر رقم لے کر جعلی کی ہیں۔ اور کلرکوں کو اے۔ای۔او افضال طاہرہ کے پاس بھیج کر جوائن کروانے کے لیے دباؤ ڈالا گیا جبکہ ان چھ معلمات کا نام Approved List میں نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام جعل سازی فریدہ احمد سابقہ ڈپٹی ڈی ای او (زنانہ) چنیوٹ اور اس کے دفتر کے کلرک ملازم حسین (اسسٹنٹ) عابد حسین شاہ (ہیڈ کلرک) میاں ظہور الحق (کلرک) اور علی خان (کلرک) کے ذریعے کی گئی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جعل سازی کی مرتکب سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای او اور متذکرہ بالا عملہ کے خلاف کارروائی کرنے۔ نیز جو تقرریاں کی گئی ہیں۔ ان کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں۔ تو کب تک اور اگر نہیں۔ تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او (زنانہ) چنیوٹ فریدہ احد نے مرکز بھوانہ اور مرکز برانہ میں دیگر مراکز کی معلمات تعینات کی ہیں۔ تاہم متعلقہ ریکارڈ برائے تفتیش چیئرمین ریکروٹمنٹ سلیکشن کمیٹی فیصل آباد کی تحویل میں ہے۔ متعلقہ ریکارڈ کا حصول فی الحال ممکن نہیں اس لیے درست یا غلط نہیں کہا جا سکتا۔

(ب) سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او نے آرڈر نمبر 1316 مورخہ 12-2-97 کے تحت چھ معلمات کی تقرری کی ہے ان معلمات کا نام Approved لسٹ میں نہیں ہے۔ ان معلمات میں سے مرکز چنیوٹ سے متعلق معلمات کو علی خاں کلرک ڈیوٹی پر جائن کرنے سے انکار کر دیا۔

(ج) ان تقرریوں کے وقت میاں ظہور الحق اور ملازم حسین ہیڈ کلرک (ڈیلنگ اسسٹنٹ) سابقہ ڈپٹی۔ ڈی۔ای۔او زنانہ چنیوٹ میں اس کے دفتر میں تعینات تھے۔

(د) مندرجہ بالا بےضابطگیوں کا نوٹس لیا گیا ہے۔ یہ معاملہ چیئرمین صاحب ریکروٹمنٹ سیکروٹنی کمیٹی فیصل آباد کے زیرتفتیش ہے۔ جرم کا ارتکاب کرنے والے افراد کے خلاف چیئرمین صاحب کے فیصلہ کی روشنی میں قانونی کارروائی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈپٹی ڈی ای او اور جو ان کے ماتحت کلرک تھے ان کے خلاف الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ اس کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جہاں تک الزامات کا تعلق ہے میں مولانا کی بات کی تائید کرتے ہوئے ان کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ وہ انکوائری اپنے انجام کو پہنچے گی۔ ہم محکمانہ انکوائری کروائیں گے اور جو بھی صورت اس کی ہوگی وہ ان شاء اللہ روبہ عمل آ جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری محمد صفدر شاکر صاحب!

چودھری محمد صفدر شاکر، 378۔

انٹر کالج کا قیام

*378۔چودھری محمد صفدر شاکر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماموں کانجن (تحصیل تاندلیانوالہ) جس کی آبادی تقریباً 35 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ میں گرلز اور بوائز انٹر کالج نہیں ہے۔ جس سے علاقہ کے عوام کو حصول تعلیم میں مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس علاقہ کی ضروریات کے لیے آئندہ سال سے گرلز/ بوائز انٹر کالج کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں۔ تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے مگر علاقے کے عوام کو کسی مشکل کا سامنا نہ ہے۔ اس لیے کہ وہاں ہائیر سیکنڈری سکولز برائے طلباء و طالبات موجود ہیں۔

(ب) نہیں، اس لیے کہ ہائیر سیکنڈری سکولز کے ہوتے ہوئے انٹر کالج کے قیام کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ آیا ان سوالات کے جوابات لاہور میں بیٹھ کر تیار کیے جاتے ہیں یا حلقے سے سروے ہو کر آتا ہے؟ ایک رپورٹ جو گرلز کالج کے متعلق ہے، ڈی پی آئی کالجز کے دفتر میں موجود ہے کہ وہاں گرلز کالج feasible ہے۔ اور لڑکیوں کو تعلیم کے لیے چالیس میل دور جانا پڑتا ہے۔ آج کل جو حالات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ پہلے علاقے کا اچھی طرح سروے کرا کر رپورٹ منگوایا کریں۔ بہرحال، میری یہی درخواست پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راجہ محمد خالد خان۔

راجہ محمد خالد خان، سوال نمبر 383۔

*383۔راجہ محمد خالد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ تعلیم میں گریڈ 16, 17, 18, 19, 20, 21 میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان گریڈوں کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں گریڈ وار تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) محکمہ تعلیم کے لیے 97-1996ء کے بجٹ میں کتنے فی صد رقم رکھی گئی تھی تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) محکمہ تعلیم میں مطلوبہ گریڈوں میں ملازمین کی تعداد درج ذیل ہے۔

16	17	18	19	20	21		
						=	گریڈ
29097	12920	6075	2468	94	-	=	ملازمین کی تعداد

(ب) منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

16	17	18	19	20	21		گریڈ
32943	13817	8361	3574	230	-		منظور شدہ اسامیاں
	3846	2376	2286	1106	136	-	خالی اسامیاں

EDUCATION BUDGET OF PUNJAB

	Budget Estimate 1995-96	% Age	Budget Estimate 1996-97	% Age	Rs in Millions Increase/Decrease over last year
Education Non-Development					
SAP	12,883 13	62 %	15,466.50	65%	(+) 20 25
Non-SAP Total Non	7,841.78	38%	8,510.21	35%	(+) 08.52
Development	20,724 91	22%	23,976.71	22.5%	(+) 15.69
Education Non-Development					
SAP	2,000 00	72%	1,925.00	71%	(-) 03.75
Non-SAP	773.10	28%	800.00	29%	(+) 03.48
Total Development	2,773.70	27%	2,725.00	21%	(-) 01.73
Total Edu. Dev & Non Dev. Budget	23,498.01	22%	26,701.71	22%	(+) 13.69
Total Prov. Non-Dev. Budget	95.705.03		106,345.07		(+) 11.12
Total Prov. Dev. Budget	10,162.98		13,000.00		(+) 27.91
Grand Total	105,868.01		119,345.07		(+) 12.73
Pro. Building (Dev. & Non-Dev.					

(ج) ظلمہ سیم کے لیے 1996-97ء کے بجٹ میں پنجاب کے کل بجٹ کا 22% فی صد رقم رکھی گئی تھی۔ تفصیل لف ہے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر. میرا ضمنی سوال ہے کہ ہر سال بجٹ میں مختلف مدات میں ایک رقم مختص کی جاتی ہے۔ یہاں پر جواب میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کہیں 33 فی صد' کہیں 25 فی صد اور کہیں 20 فی صد اسامیاں خالی ہیں۔ تو جس قوم کی یہ حالت ہو کہ بچوں کو پڑھانے کے لیے اسامیاں ہی پر نہیں کی جاتیں تو پھر آپ کس طرح اپنے literacy rate کو اوپر لے کر جائیں گے؛ گزشتہ پچاس سالوں میں ہم اسے 27 فی صد تک بھی نہیں لے جا سکے۔ جناب والا! 27 فی صد تو وہ ہیں جو دستخط کر سکتے ہیں' صرف اس ملک میں دو فی صد لوگ صحیح پڑھے لکھے تصور کیے جا سکتے ہیں۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس مد میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اس کے لیے معزز رکن fresh notice دیں کیونکہ میرے پاس اجمال ہے تفصیل نہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کے سوال کا پہلا حصہ یہ ہے کہ یہ جو اسامیاں اتنی دیر سے خالی پڑی ہیں' یہ کب تک پُر کی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں پہلے سوال میں بھی اس کے بارے میں عرض کر چکا ہوں' یہ ان پہ بھی عیاں ہے۔ ان شاء اللہ ban کے بعد فی الفور یہی کوشش ہوگی اور دوسرے سوال کے جواب میں یہ عرض کیا ہے کہ میرے پاس اجمال ہے تفصیل نہیں۔ تفصیل کے لیے از راہ کرم fresh notice دے دیں۔

راجہ محمد خالد خان، میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ میرا یہ سوال موصول ہونے کے بعد کتنی اسامیاں پُر کی گئیں اور کتنے لوگوں کو اگلے گریڈ میں ترقی دی گئی؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب پوچھ رہے ہیں کہ اس میں اب latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اس بارے میں بھی وہی عرض کروں گا کہ براہ کرم fresh notice دیں' کیونکہ میرے پاس اس وقت معلومات نہیں ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! آخری سوال ہے کہ اس مد میں رکھی گئی رقم خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لیے کیا re-appropriation ہو کر دوسری مدات میں خرچ نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: اس کے لیے تو fresh question چاہیے' کیونکہ یہ تو بعد میں معلوم ہو گا کہ آیا یہ رقم کسی اور جگہ پہ استعمال ہوئی ہے یا نہیں ہوئی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جون 1997ء میں پنجاب کا بجٹ پاس ہوا' اس وقت محکمہ تعلیم کے لیے جو بجٹ پاس ہوا کیا اس کے بعد اس کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کوئی cut لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ بجٹ کا کیوں سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ relevant سوال ہے۔

جناب سپیکر: یہ relevant تو نہیں بنتا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اس جواب میں education budget of Punjab کی تفصیل دی گئی ہے' تو اس کے مطابق میرا سوال relevant ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! معمول کا cu t جو پچھلے سالوں میں تمام بجٹ پر لگا تھا اس سے یقیناً یہ بجٹ بھی اثر انداز ہوا لیکن اب کے اس بجٹ میں ہم نے 30 ملین سے زیادہ رقم مختص کی ہے اور اس مالی سال میں کوئی cut نہیں۔ پچھلے مالی سال میں cut تھا لیکن اس مالی سال میں رقم اللہ کے فضل سے بہت زیادہ ہو چکی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں تھا۔ میرا سوال یہ تھا کہ صوبائی اسمبلی سے بجٹ پاس ہونے کے بعد کیا محکمہ تعلیم کے بجٹ میں کوئی کٹ لگا ہے؟ کیونکہ میں نے اس وقت بھی اپنی بجٹ تقریر میں یہ عرض کیا تھا کہ ایسے کئی معاملات ہیں جو کہ ہاؤس سے منظور کرا لیے جاتے ہیں اور بعد میں ان پہ cut لگا دیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اس کے لیے یہ براہ کرم fresh question دیں۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! یہ fresh question ہی بنتا ہے۔ اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

محکمہ تعلیم ضلع بھکر میں بھرتی

*385۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال1993ء سے 1996ء کے دوران محکمہ تعلیم ضلع بھکر میں کتنے افراد بھرتی ہوئے کیا ان افراد کو میرٹ کی بنیادی پالیسی کے تحت بھرتی کیا گیا ان بھرتی شدہ افراد میں سے کتنے مرد/خواتین کو اساتذہ اور کتنے ملازمین بطور کلرک اور نائب قاصد بھرتی کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید عارف حسین بخاری)،

سال 1993ء سے 1996ء کے دوران محکمہ تعلیم ضلع بھکر میں 1509 افراد بھرتی ہوئے ہیں۔ان تمام افراد کو گورنمنٹ کی مروجہ میرٹ کی بنیادی پالیسی کے تحت بھرتی کیا گیا۔ بھرتی شدہ افراد کی مطلوبہ بھرتی تفصیل درج ذیل ہے،

	اساتذہ	کلرک	نائب قاصد	لیکچرار اسسٹنٹ
مرد	783	42	144	2
خواتین	531	-	3	4
ٹوٹل	1314	42	147	4

سردارنعیم اللہ خان شاہانی: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا ہے اس کا انھوں نے بڑا مبہم سا جواب دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر اس کی تفصیل آ جاتی تاکہ میں بتا سکتا کہ فلاں آدمی میرٹ پربھرتی نہیں ہوا۔ اگر تفصیل دی ہوتی تو میں ان کو بتاتا کہ 1993ء سے 1996ء تک سابقہ حکومت نے میرٹ کی کتنی دھجیاں اڑائی ہیں۔ عوام کو ان لوگوں کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ میرٹ کے نام پر ہمارے ضلع میں کیا کیا کچھ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہانی صاحب! اس جواب میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ "اُس وقت کی حکومت کی جو مروجہ میرٹ پالیسی تھی" تو اُس وقت جو پالیسی تھی یہ آپ بھی جانتے ہیں۔

سردارنعیم اللہ خان شاہانی: بجا ہے، لیکن پھر بھی ہمیں تفصیل سے جواب دیا جائے اور اس سوال کو مہربانی کر کے pending کر دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا قدر! میں معزز ممبر کو مطمئن کرنے کے لیے حاضر ہوں

اور جب چاہیں وزیر تعلیم کے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ ان کو تمام تفصیل سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ جہاں تک بے قاعدگی کا تعلق ہے تو وہ کسی وقت' کوئی شکایت جس طرف سے بھی آئے گی ان شاء اللہ ہم اس پر پوری کارروائی کریں گے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: ٹھیک ہے میں حاضر ہو جاؤں گا۔جناب والا! میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ عمر میں رعایت دی جاتی ہے' یعنی جس آدمی کی عمر زیادہ ہو تو اس کو عمر میں رعایت دی جاتی ہے۔ لیکن جس کی عمر ایک سال کم ہو آیا وہ بھی بھرتی ہو سکتی ہے؟ اس کی ایک مثال عرض ہے کہ ڈپٹی ڈی او بھکر' حاجی بشیر نے اپنی بیٹی کو بھرتی کیا جس کی عمر ایک سال کم تھی۔ اس بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: اگر زیادہ سے کم ہو سکتی ہے تو کم سے زیادہ کیوں نہیں ہو سکتی؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! کم عمر میں رعایت دینا کون سے قانون کے تحت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اس بارے میں باقاعدہ درخواست دیں' درخواست موصول ہونے پر ان شاء اللہ اس پر باقاعدہ کارروائی کی جائے گی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! ان شاء اللہ سے کام نہیں چلے گا۔ اس سوال کو pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اسے pending کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے تو وہ انھیں آپ دے دیں' اس پر کارروائی ہو جائے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔ جناب والا! اگر ہم ان کو یہ ثابت کر دیں کہ واقعی میرٹ کی خلاف ورزی کی گئی ہے' اگر ہم ان کو اس بارے میں ثبوت دے دیں تو کیا حکومت انھیں فوری طور پر نکال سکتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! ہر شکایت کا نوٹس لیا جائے گا اور جو بات ثابت ہو جائے گی وہ ان شاء اللہ اپنے انجام تک پہنچے گی۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ اگر ہم ان غیر قانونی طور پر ہونے والی بھرتیوں کے ثبوت دے دیں----

جناب سپیکر: شاہد محمود بٹ صاحب! آپ کس بات کا جواب دے رہے ہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! انھوں نے جواب میں لکھا ہے' 1993ء سے 1996ء کے دوران میرٹ کی بنیادی پالیسی کے تحت بھرتی کی گئی-----

جناب سپیکر: یہ تو ضلع بھکر کے بارے میں جواب ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں بھکر کی بات نہیں کر رہا' بلکہ میں تو ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اگر آپ بھکر کی بات کریں گے تو پھر میں آپ کو allow کروں گا۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب والا! میں ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں' جنرل بات نہیں ہوسکتی۔ صرف اسی سوال سے متعلقہ بات ہوسکتی ہے' اس لیے تشریف رکھیں۔ اگلا سوال بھی سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: سوال نمبر 386

ضلع بھکر میں بغیر عمارات سکولوں کی تعداد

*386۔ **سردار نعیم اللہ خان شاہانی،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع بھکر میں اس وقت کل کتنے پرائمری' مڈل' ہائی سکول ہیں جو بغیر عمارت کے کام کر رہے ہیں اور کب سے نیز جو سکول بغیر عمارت کام کر رہے ہیں۔ ان کی عمارت بنانے کا کب تک پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

جناب سپیکر! ضلع بھکر میں اس وقت 52 پرائمری اور 3 مڈل سکول تاریخ اجراء ہی سے بغیر عمارت کے کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے دو پرائمری سکولوں کی عمارات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں جبکہ بقیہ سکولوں کو بھی مرحلہ وار پروگرام کے تحت آئندہ سالوں میں عمارتیں فراہم کر دی جائیں گی۔ مزید برآں ضلع بھکر میں ایسا کوئی ہائی سکول نہیں جو بغیر عمارت کے کام کر رہا ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب میں کہا ہے کہ اس وقت 52 پرائمری اور 3 مڈل سکول تاریخ اجراء ہی سے بغیر عمارت کے کام کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال

ہے کہ اب تک ان کی عمارات کو مکمل کیا جائے گا؟ کیا آئندہ دس سال تک؟ کیا اس سے زیادہ عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر: جی' یہ کب تک مکمل کیے جائیں گے؟ اس میں مہینہ نہ کہہ دینا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: نہیں نہیں' اس میں مہینہ نہیں کہتا' آپ کی شفقت سے میں اتنا نادان بھی نہیں۔ بہرحال' اس میں سے کچھ سکولوں کی تعمیر کے اقدامات کیے جا چکے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ بھی ان شاء اللہ مرحلہ وار ہو جائیں گے۔ ہر سال ایک کوٹا مختص ہوتا ہے۔ اس وقت اگر آپ چاہیں تو میں عرض کیے دیتا ہوں کہ اس کے بعد بھی کچھ سکول تعمیری مراحل میں ہیں اور ان شاء اللہ مرحلہ وار ان کا یہ دکھ اللہ کے فضل و کرم سے دور ہو جائے گا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: یہ جو مرحلہ وار فرما رہے ہیں' یہ کیا ہے؟ ہمارے ضلع کا انھوں نے کیا criteria مقرر کیا ہوا ہے اور کتنا کوٹا ہے کہ اس کے مطابق ہمیں سکول دیے جائیں گے' کیا اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: محترم! مالی سال 97-1996ء کے تعمیر پروگرام میں ضلع بھکر کے 6 سکولوں کی عمارات نئی سکیم میں شامل کی گئی ہیں جبکہ مالی سال 98-1997 میں مزید 7 سکولوں کی عمارتیں فراہم کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ لہٰذا 13 سکول تو اس میں آ گئے ہیں اور باقی بھی ان شاء اللہ مرحلہ وار بہت جلد ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

سردار سعید انور: سوال نمبر 421

فیصل آباد سیکنڈری بورڈ میں بھرتی

*421۔ سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1993ء سے 1996ء تک فیصل آباد سیکنڈری بورڈ میں کتنے افراد کس کس پوسٹ پر بھرتی کیے گئے۔ کیا ان کی بھرتی میرٹ پر کی گئی۔ ان افراد کے نام' پتہ جات اور عہدے کیا ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ... سعید تعلیم ...

سال 1993ء سے 1994ء تک بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں کل 212 افراد کی تقرری مختلف اسامیوں پر مندرجہ ذیل طریقہ پر کی گئی۔

(i) 133 افراد کی بھرتی میرٹ پر کی گئی۔

نام افراد، عہدہ جات، اور پتہ جات برضمیمہ "الف"***ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ii) 79 افراد کی تقرری بحکم سابق وزیر تعلیم جناب ریاض فتیانہ بغیر تشہیر اسامی ایڈھاک کی بنیاد پر کی گئی۔ ان میں سے 49 ملازمین کی ملازمت سیکروٹنی کمیٹی کی سفارش پر باقاعدہ کر دی گئی۔فہرست برضمیمہ "ب"***ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ 49 افراد کو بحکم سابق وزیر اعلیٰ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد نے ملازمت سے برخاست کر دیا۔ جس پر ان افراد نے لاہور ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ معاملہ تاحال عدالت میں ہے۔

(iii) مندرجہ بالا افراد میں سے 30 افراد جن کی مستقلی کا معاملہ سیکروٹنی کمیٹی نے موخر کر دیا تھا۔ وہ بھی بحکم لاہور ہائی کورٹ اس وقت کام کر رہے ہیں۔ تاہم محکمہ نے ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو لاہور ہائی کورٹ سے رٹ پٹیشن برخاست کرنے کی سفارش کی ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

سردار سعید انور ، جناب سپیکر! پہلے تو لکھا ہوا ہے کہ 49 ملازمین کو سکروٹنی کمیٹی کی سفارش پر باقاعدہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہی 49 ملازمین کو سابق وزیر اعلیٰ نے ملازمت سے برخاست کر دیا۔ ان دونوں میں سے ایک کام ہو گا جو بھی consider کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم، چونکہ اس وقت معاملہ عدالت میں ہے اور 07-10-97 کو اس

***(فہرست برضمیمہ (الف) اور (ب) کی تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ں بن بڑی ں ادر ان سے اللہ د ں کریں سے تو بہت جلد----

جناب سپیکر، وہاں عدالت میں اس کو pursue کرائیں ناں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جی جی' ہم پوری قوت سے اس کو follow up کریں گے اور بہت جلد مسئلے کو حل کروائیں گے۔ اب عدالت کے رحم و کرم پر ہے' اس لیے میں کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! جب یہ تقرریاں کی گئی تھیں اس وقت بورڈ کا چیئرمین کون تھا؟

جناب سپیکر، اس وقت تو وہ سارا کچھ خود ہی نہیں تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اس کے لیے fresh question دیں۔

سردار سعید انور، جناب والا! یہ بورڈ نے تقرریاں کی ہیں اور میں نے بورڈ کے چیئرمین کا نام پوچھا ہے۔ یہ تو fresh question نہیں بنتا۔ آخر کسی نے تو کی تھیں؟

جناب سپیکر، وہ تو لکھا ہوا ہے کہ اس وقت کے وزیر تعلیم جناب ریاض فتیانہ ----

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وزیر تعلیم کے حکم سے بورڈ کے چیئرمین نے تقرریاں کی ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت بورڈ کا چیئرمین کون تھا؟ اس کا کیا نام تھا؟

جناب سپیکر، ابھی بھی وہی ہے ؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وہ پچھلے تین سال کرپشن کرتا رہا ہے' اب پھر اسی کو لگا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اچھا' اصل چیز یہ ہے ۔ تو پھر آپ ہی اس کا نام بتا دیں۔

سردار سعید انور، اس کا نام رانا بشیر ہے۔

جناب سپیکر، اس کا نام رانا بشیر ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جس نے یہ سارا کام کیا ہے میرٹ کی دھجیاں اڑائی ہیں' اسی کو دوبارہ لگا دیا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! معاملہ عدالت میں ہے۔ اگر وہ مجرم ثابت ہوگا تو یقیناً اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

سردار سعید انور، یہ تو آپ خود مانتے ہیں کہ یہ تقرریاں خلاف میرٹ ہوئی ہیں۔ اب پھر اس کو لگا دیا گیا؟

جناب سپیکر، دیکھیں ناں' کہ سردرا صاحب کی جو بات ہے کہ ایک چیز fact ہے کہ جس شخص نے میرٹ کی دھجیاں اڑائیں اس وقت وہ چیئرمین تھا اور اب دوبارہ بھی وہی چیئرمین لگا ہے۔ ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے۔

خواجہ محمد اسلام، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ' ذرا تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ بٹ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کوئی نہیں۔جی بخاری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم ،جناب والا قدر! اگر وہی آدمی ہے تو میں ان شاء اللہ اس کے متعلق یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اگر وہ مجرم ہے تو اس کے ساتھ کوئی نرمی نہیں ہوگی وہ اپنے اس عہدے پر نہیں رہے گا۔ جرم ثابت ہونے پر اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔خواجہ محمد اسلام صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! چونکہ میں فیصل آباد کا رہائشی ہوں' اس لیے اس میں مخل ہونا چاہتا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا؟ میں جناب چیئرمین کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ وہ پچھلے تین سال چیئرمین بورڈ رہے ہیں' اس کے بعد پرنسپل گورنمنٹ کالج فیصل آباد بنے ہیں۔ ان کی جو ایڈمنسٹریشن پاور ہے وہ فیصل آباد میں ایک ریکارڈ ہے۔ اگر میرے فاضل دوست کے پاس ان کے بارے میں کوئی ریکارڈ ہے تو لے آئیں۔ انھوں نے بطور چیئرمین بورڈ بھی اپنی صلاحیتوں سے فیصل آباد کو وہ ریکارڈ دیا تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کا یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس ریکارڈ ہے تو لے آئیں۔

جناب سپیکر، نہیں' خواجہ صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔میں اسے rule out کرتا ہوں۔ ایک آدمی جس کے دور میں یہ بھرتیاں ہوئی ہیں جس کا انھوں نے ضمنی سوال پر point out کیا ہے اور انھی کا سوال تھا ۔ اگر وہی آدمی اب چیئرمین ہے جس نے پہلے یہ سارا کچھ کیا ہے تو اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ commitment دی ہے کہ اگر وہی ہے تو یہ sort out کریں گے

اور اس کے خلاف انکوائری بھی کریں گے اور وہ خود اس مسئلے کا notice لیں گے۔ کیوں جی' آپ نے یہی بات کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جی بالکل' یہی کی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس افسر کے اختیار میں جو ریکروٹمنٹ ہوتی ہے اگر وہ اس اختیار کو استعمال کرتے ہوئے کوئی بھرتی کرے تو کیا وہ اس میں دھاندلی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر، آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، میرا سوال یہ ہے کہ کوئی افسر جس کو کسی درجے کی ریکروٹمنٹ کا اختیار ہو اور وہ اپنے دور میں اختیار استعمال کرتے ہوئے بھرتی کرے ۔ جس کی بعد میں سکروٹنی بھی ہو اور اس میں بھی ثابت ہو کہ ٹھیک ہے۔ تو کیا اس کے خلاف بھی کوئی کارروائی ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر، آپ کا سوال کوئی specific نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہی ہے کہ اس نے 49 آدمیوں کو بھرتی کیا اور پھر سکروٹنی کمیٹی نے approve کیا کہ یہ ٹھیک ہے اور پھر ہائی کورٹ نے وہی بات دیکھتے ہوئے stay دیا ہوگا ناں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں ۔ یہ آپ کا کوئی سوال نہیں۔ میں یہ سوال allow نہیں کرتا۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(محکمہ تعلیم)

کلاسوں کا اجراء

*455۔ **چودھری عامر سلطان چیمہ،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ ان سرگودھا کے ... سکولوں ...
کے متعلق پالیسی بنائی گئی تھی اور اس ضمن میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء 16 اپریل 1997ء
سے ہونا تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔ ابھی تک کلاسوں کے شروع نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؛

1۔ چک 142 جنوبی بادیاں والی
2۔ چک جودھو داخلی عامر آباد
3۔ چک 52 جنوبی
4۔ چک 137 جنوبی
5۔ چک 131 شمالی
6۔ چک 142 شمالی
7۔ سکندر پور تحصیل شاہ پور
8۔ ترکھان والا تحصیل ساہیوال
9۔ میگہ آڑا تحصیل ساہیوال
10۔ دھیر ووال تحصیل ساہیوال
11۔ رتیڑی تحصیل ساہیوال
12۔ جلہ بالا تحصیل ساہیوال
13۔ چک 59 جنوبی

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

یہ اس حد تک تو درست ہے کہ ضلع سرگودھا کے ان سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے لیے عمارات تعمیر ہو چکی ہیں لیکن 16۔ اپریل 1997ء سے کلاسوں کے اجراء کا حتمی فیصلہ کبھی نہیں کیا گیا۔ محکمہ خزانہ کی جانب سے سٹاف کی منظوری نہ دیے جانے کے باعث تاحال ان سکولوں میں کلاسوں کا اجرانہیں کیا جا سکا۔ تاہم موجودہ سال کے دوران ہی محکمہ خزانہ کی جانب سے سٹاف کی منظوری متوقع ہے جس کے بعد ان سکولوں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

لودھراں کے سکولوں کی تفصیل

*473۔**ملک طیب خان اعوان**، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع لودھراں کے ہائیر سیکنڈری گرلز/ بوائز سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے۔ ان اسامیوں پر اس وقت تعینات اساتذہ کے نام اور رہائشی اضلاع کیا ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اس وقت 365/ ڈبلیو۔بی گرلز ہائیر سیکنڈری سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور کتنے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے نیز حکومت ان خالی اسامیوں کے پر کرنے

[illegible] کیا ان سکولوں میں پی-ٹی-ای کی اسامی موجود ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ضلع لودھراں میں دو ہائیر سیکنڈری سکولز (بوائز) موجود ہیں جن میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

1۔ گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول مخدوم عالی لودھراں

پرنسپل	ایس-ایس	ڈی-پی-ای	ایس-ایس-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	او-ٹی-اے-ٹی	ڈی-ایم	پی-ای-ٹی	پی-ٹی-سی	میزان
1	15	1	9	4	4	2	1	1	-	39

نمبر شمار	نام اساتذہ، عہدہ و ڈومی سائل	نمبر شمار	نام اساتذہ، عہدہ و ڈومی سائل
1۔	ملک عطاء اللہ پرنسپل، مظفرگڑھ	2۔	اللہ ڈیوایا ایس-ایس، لودھراں
3۔	محمد سلیم رضا ایس-ایس، ملتان	4۔	محمد شریف، ایس-ایس، لودھراں
5۔	افضل محمد، ایس-ایس، لودھراں	6۔	سہیل گوہر، ایس-ایس، ملتان
7۔	شہزاد علی، ایس-ایس، ملتان	8۔	نسیم افضل، لودھراں (ڈی-پی-ای)
9۔	عبدالوحید، ایس-ایس، ملتان	10۔	نصیر احمد، ایس-ایس، وہاڑی
11۔	قمر لودھی، ایس-ایس، ملتان	12۔	حاجی محمد شفیع، ایس-ایس-ٹی، لودھراں
13۔	محمد افضل شاہ، ایس-ایس-ٹی لودھراں	14۔	عبدالرشید، ایس-ایس-ٹی، لودھراں
15۔	محمود انور ایس-ایس-ٹی لودھراں	16۔	منیر احمد، ایس-ایس-ٹی، لودھراں
17۔	حاکم خان، ایس-ایس-ٹی، لودھراں	18۔	محمد ارشاد، ایس-ایس-ٹی، لودھراں
19۔	محمد اقبال، ایس-ایس-ٹی، لودھراں	20۔	محمد اکرم شاہین، ای-ایس-ٹی، لودھراں
21۔	مظہر حسین خان، ای-ایس-ٹی لودھراں	22۔	محمد افضل، ای-ایس-ٹی، لودھراں
23۔	غلام فرید، ای-ایس-ٹی، لودھراں	24۔	عبدالرحمن، ایس-ایس-ٹی، لودھراں
25۔	محمد اسماعیل، ایس-وی، لودھراں	26۔	نور خان، ایس-وی، لودھراں
27۔	امیر افضل، ایس-وی، لودھراں	28۔	محمود خالد، او-ٹی، لودھراں
29۔	محمد رفیق، او-ٹی، لودھراں	30۔	حفیظ احمد شاہ، اے-ٹی، لودھراں
31۔	محمد رفیق، ڈی-ایم، لودھراں	32۔	نذیر احمد شاہ، ایس-ایس-ٹی، لودھراں

گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول 53/ایم لودھراں

پرنسپل	ایس-ایس	ڈی-پی-ای	ایس-ایس-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	او-ٹی اے-ٹی	ڈی-ایم
1	15	1	4	2	1	1+1	1

پی-ای-ٹی	پی-ٹی-سی	میزان
1	4	32

1۔ واحد بخش بھٹی' پرنسپل' ملتان
2۔ محمد حنیف' ایس-ایس' لودھراں
3۔ محمد ساجد پرویز' ایس-ایس لودھراں
4۔ محمد ارشاد' ایس-ایس' لودھراں
5۔ رفیق احمد' ایس-ایس' لودھراں
6۔ محمد فرقان' ای-ایس-ایس' ملتان
7۔ محمد خالد' ایس-ایس' ملتان
8۔ ملک رب نواز' ایس-ایس' لودھراں
9۔ محمد یعقوب' ای-ایس-ٹی لودھراں
10۔ نصیر احمد' ای-ایس-ٹی' لودھراں
11۔ محمد اقبال' ایس-وی' لودھراں
12۔ عبدالغفور' او-ٹی' لودھراں
13۔ قاری منظور احمد' اے-ٹی لودھراں
14۔ عبدالحمید' ڈی-ایم' لودھراں
15۔ راؤ افلاطون' پی-ای-ٹی' لودھراں
16۔ محمد نسیم' پی-ٹی-سی' لودھراں
17۔ عبدالرحمن' پی-ٹی-سی' لودھراں
18۔ شاہ حارث خان پی ٹی سی لودھراں
19۔ محمد رمضان' پی-ٹی-سی' لودھراں
20۔ محمد ایوب طاہر' ایس-ایس' ملتان

گورنمنٹ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول کہروڑ پکا' لودھراں

پرنسپل	ایس-ایس	ڈی-پی-ای	ایس-ایس-ٹی	ای-ایس-ٹی	ایس-وی	او-ٹی اے-ٹی	ڈی-ایم
1	15	1	7	12	3	2	-

پی-ای-ٹی	پی-ٹی-سی	میزان
1	15	57

1۔ عائشہ قریشی' پرنسپل' لودھراں
2۔ شہباز انور' ایس-ایس' ملتان
3۔ حمیدہ پروین' ایس-ایس' لودھراں
4۔ تحسین عزیز' ایس-ایس' لودھراں
5۔ آسیہ منور' ایس-ایس لودھراں
6۔ نگہت نسیم' ایس-ایس لودھراں
7۔ بلقیس صابرہ' ایس-ایس' ملتان
8۔ حمیرہ شفیع' ایس-ایس' ملتان
9۔ حمیرا جبین' ایس-ایس' لودھراں
10۔ شفقت آرا' ایس-ایس-ٹی لودھراں
11۔ فرحت ہاشمی' ایس-ایس-ٹی لودھراں
12۔ نفیس خالدی' ایس-ایس-ٹی' لودھراں
13۔ انجم شاہین' ایس-ایس ٹی لودھراں
14۔ فرخ ناز' ایس-ایس-ٹی لودھراں
15۔ زاہدہ بیگم' ایس-ایس-ٹی لودھراں
16۔ نگہت یاسین' ایس ایس ٹی' لودھراں
17۔ شفیقہ ارجمند' ای-ایس-ٹی' لودھراں
18۔ پروین اختر' ای-ایس-ٹی' لودھراں

19- رحمت الٰہی' ای۔ایس۔ٹی لودھراں
20- طاہرہ عنایت' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
21- مسز حافظ ممتاز' ای۔ایس۔ٹی لودھراں
22- حافظ رقیہ سعید' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
23- رابعہ نوشین' ای۔ایس۔ٹی لودھراں
24- طاہرہ پروین' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
25- گلناز اختر' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
26- شازیہ زہرہ' ای۔ایس۔ٹی لودھراں
27- کرم بی۔بی' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
28- رابعتہ الجلیل' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
29- مسز فردوس' ایس۔وی' لودھراں
30- مسز میمونہ طاہرہ۔ایس۔وی' لودھراں
31- نسیم یاسمین' ایس۔وی' لودھراں
32- ثریا پروین' او۔ٹی' لودھراں
33- آسما رحمن' او۔ٹی' لودھراں
34- خورشید بیگم' پی۔ای۔ٹی لودھراں
35- نسیم الٰہی' پی۔ٹی۔سی لودھراں
36- بلقیس قمر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
37- رحمت طاہرہ' پی۔ٹی۔سی لودھراں
38- خورشید اختر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
39- شکیلہ اختر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
40- نورین اختر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
41- شگفتہ یاسمین' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
42- جمیلہ بیگم' پی۔ٹی۔سی لودھراں
43- نسرین فاطمہ' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
44- کوثر تسنیم' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
45- بلقیس اختر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
46- آمنہ بی۔بی' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
47- ناصرہ پروین' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
48- خزاں یاسمین' پی۔ٹی۔سی' لودھراں
49- فیروزہ اختر' پی۔ٹی۔سی' لودھراں

گورنمنٹ گرلز ہائیر سیکنڈری سکول 365/W-B لودھراں

پرنسپل	ایس۔ایس	ڈی۔پی ای	ایس۔ایس ٹی	ای۔ایس ٹی	ایس۔وی	او۔ٹی اے۔ٹی	ڈی۔ایم
1	15	1	5	4	2	1	1

پی۔ای۔ٹی	پی۔ٹی۔سی	میزان
-	5	35

1- رضیہ نیازی' پرنسپل' ملتان
2- فشاں باری' ایس۔ایس' ملتان
3- رابعہ یاسمین' ایس۔ایس' بہاولپور
4- رخسانہ پروین' ایس۔ایس' ملتان
5- سیدہ تسلیم فاطمہ نقوی' ایس۔ایس بہاول پور
6- رفعت اقبال' ایس۔ایس' ملتان
7- زاہدہ رحمن' ایس۔ایس' بہاولپور
8- تسنیم کوثر' ایس۔ایس' ملتان
9- گل حنا' ایس۔ایس' ملتان
10- پروین اختر' ایس۔ایس۔ٹی' ملتان
11- مقصودہ بیگم' ایس۔ایس۔ٹی' ملتان
12- یاسمین منور' ایس۔ایس۔ٹی' ملتان
13- عزیزہ بشریٰ' ایس۔ایس۔ٹی' ملتان
14- روبینہ طیب' ایس۔ایس۔ٹی' لودھراں
15- زبیدہ خاتون' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں
16- شاہدہ خاتون' ای۔ایس۔ٹی' لودھراں

19.	کلثوم اختر' ایس۔ وی' لودھراں	20.	روبینہ کوثر' ایس۔ وی' لودھراں
21.	پروین اختر' او۔ ٹی' لودھراں	22.	نسیم اختر' ڈی ایم' لودھراں
23.	غلام فاطمہ' پی۔ ٹی۔ سی' لودھراں	24.	بشیرہ بی بی' پی۔ ٹی۔ سی' لودھراں
25.	کنیز فاطمہ' پی۔ ٹی۔ سی' لودھراں	26.	غلام فاطمہ' پی۔ ٹی۔ سی' لودھراں
27.	فتح خاتون' پی۔ ٹی۔ سی' لودھراں		

(ب) اس وقت 365 ڈبلیو' بی گرلز ہائیر سیکنڈری سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد 35 ہے اور اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تعداد 8 ہے۔ جن میں 7 ایس۔ ایس اور ایک ڈی۔ پی۔ ای ہے جن کی سلیکشن بذریعہ پبلک سروس کمیشن کی جاتی ہے اور اس ادارہ میں پی۔ ٹی۔ آئی کی اسامی منظور شدہ نہ ہے۔ آئندہ ایس۔ این۔ ای (مالی سال) میں اس اسامی کی منظوری کے لیے حکومت سے استدعا کی جائے گی۔

دنیا پور میں کالج کا اجراء

*474۔ ملک طیب خان اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دنیا پور ضلع لودھراں میں انٹرمیڈیٹ گرلز کالج کی عمارت زیر تعمیر ہے اور اس وقت اس پر کافی سرمایہ خرچ ہو چکا ہے مگر ابھی تک یہاں کلاسوں کا اجراء نہیں ہو سکا۔ جس سے علاقے کے عوام کو تکلیف کا سامنا ہے۔

(ب) اگر حکومت کو اس مقام پر کوئی موزوں بلڈنگ عارضی طور پر مہیا کر دی جائے تو کیا حکومت اس سال سے اس جگہ کلاسوں کا اجراء شروع کر دے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے کہ دنیا پور میں گرلز انٹر کالج کی عمارت کی تعمیر جاری ہے۔ اس وقت تک اس پر صرف 10.00 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور یہ عمارت اگلے دو تین سالوں میں پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

(ب) عام طور پر عمارت کی تعمیر مکمل ہونے سے قبل نئی کلاسوں کا اجراء نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ کرایہ کی عمارت سے کئی مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ عمارت کی جلد تعمیر بھی کمزور ہو جاتی ہے لہٰذا اس سال سے کلاسوں کا اجراء ممکن نہیں۔

پی-پی 92 کے سکولوں کی تفصیل

*476-چودھری غلام سرور بھوچھ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

حلقہ پی پی 92 میں کتنے پرائمری' مڈل اور ہائی گرلز اور بوائز سکول ہیں۔ ان میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اس وقت ان سکولوں میں کتنے اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ اور کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ اور حکومت ان اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) کل تعداد مدارس 31۔ مردانہ مدارس22' زنانہ مدارس9' ٹوٹل31

(ب) کل منظور شدہ اسامیاں 499 ہیں تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل 471 اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کل 25 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ر) جی ہاں۔

پی-پی 217 میں بغیر عمارات سکولوں کی تعداد

*501-ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) حلقہ پی-پی 217 لیہ میں کتنے بوائز اور کتنے گرلز پرائمری سکولز بغیر عمارات کے چل رہے ہیں۔ نیز کتنے سکولوں کی عمارات کی حالت خراب ہے اور خطرناک ہے۔

(ب) نیز کیا ان بغیر عمارات کے سکولوں کے لیے اگلے مالی سال میں عمارات کی تعمیر کی جائے گی۔

(ج) تحصیل کروڑ اور حلقہ پی-پی 217 کے جن سکولوں کی عمارات کی حالت مخدوش ہے کیا نئے مالی سال میں ان عمارات کی تعمیر کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حلقہ پی پی 217 لیہ میں 9 بوائز اور 13 گرلز پرائمری سکولز بغیر عمارات کے چل رہے ہیں۔ نیز 20 بوائز اور 3 گرلز پرائمری سکولوں کی عمارتوں کی حالت خراب ہے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) مالی سال98-1997ء میں ضلع لیہ کے بغیر عمارات کے سات پرائمری سکولوں کو عمارات فراہم کرنے کی تجویز ہے اور ان میں حلقہ پی۔پی217 کے چند سکول بھی شامل ہو سکتے ہیں جبکہ ایسے بقیہ سکولوں کو بھی آئندہ سالوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمارات فراہم کرنا حکومت کے پروگرام میں شامل ہے۔

(ج) سکولوں کی عمارات کی حالت حکومت کے پیش نظر ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت موجودہ مالی سال کے دوران ہر پرائمری سکول کو پانچ سے دس ہزار روپے تک رقم برائے مرمت مہیا کر رہی ہے جو ان سکولوں کی انتظامی کمیٹیاں سکول کی ضروریات کے مطابق استعمال کریگی۔ حلقہ پی پی 217 کے سکول بھی اس سے استفادہ کریں گے۔

پی۔پی217 میں سکولوں کی تعداد

*502۔ملک احمد علی اولکھ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی217 ضلع لیہ میں ایسے پرائمری' ایلیمنٹری اور سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی ہے۔ جن کی عمارت تو تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن تاحال سٹاف فراہم نہیں کیا جا سکا۔ ان سکولوں کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کے لیے اس تعلیمی سال میں سٹاف فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) سیکنڈری سکول، حلقہ پی۔پی217 میں ایسا کوئی سیکنڈری سکول نہ ہے۔ جس کی عمارت تعمیر ہو چکی ہو اور سٹاف فراہم نہ کیا جا سکا ہو۔

ایلیمنٹری (مڈل) مندرجہ ذیل سکولوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن سٹاف فراہم نہیں کیا گیا۔

مردانہ	1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول	گرہ جان محمد
	2۔ ۔ایضاً۔	مومن شاہ
	3۔ ۔ایضاً۔	آصف آباد
	4۔ ایضاً۔	چک نمبر94/M.L
	5۔ ایضاً۔	چک نمبر274/T.D.A

زنانہ 1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول 92/ ایم۔ایل

2۔ ۔ایضاً۔ T.D.A/228-A

مندرجہ ذیل پرائمری سکولوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن سٹاف فراہم نہیں کیا گیا۔

مردانہ 1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول درکھانی

زنانہ 1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 100' ٹی۔ڈی۔اے

2۔ ایضاً۔ چک نمبر 86' ٹی۔ڈی۔اے

3۔ ۔ایضاً۔ جھلاریں ٹبی فواد نشیب

4۔ ۔ایضاً۔ چک نمبر 112' ٹی۔ڈی۔اے' ملک ارشادحسین۔

5۔ ۔ایضاً۔ بستی کمہاراں کروڑ نشیب

6۔ ۔ایضاً۔ منڈی فتح پور

7۔ ۔ایضاً۔ چک نمبر 239-B ٹی۔ڈی۔اے

(ب) ان سکولوں کے PC-IV محکمہ بلڈنگ کی طرف سے موصول نہیں ہوئے۔ PC-IV موصول ہونے پر محکمہ خزانہ کو بھیجے جائیں گے۔ سٹاف کی منظوری کے بعد کلاسوں کا اجراء کیا جا سکے گا۔

اساتذہ کی خالی اسامیاں

*503۔راجہ محمد جاوید اخلاص: کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول درکالی تحصیل گوجر خان میں اساتذہ کی کافی اسامیاں خالی ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے تعلیم سے محروم ہیں۔

(ب) اس سکول میں کل کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان اسامیوں پر کب تک ٹیچرز تعینات کر دیے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) گورنمنٹ بوائز ہائی سکول درکالی کلاں میں اساتذہ کی درج ذیل اسامیاں خالی ہیں:

ایس۔ایس۔ٹی 2

اے۔ایس۔ٹی	1
ایس۔وی	1
ڈرائینگ ماسٹر	1
پی۔ٹی۔سی	1

(ب) کل چھ اسامیاں خالی ہیں۔ ایس۔ایس۔ٹی کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے سفارشات آنے پر پُر کر دی جائیں گی۔ جہاں تک بقیہ اسامیوں کا تعلق ہے فی الحال بھرتی پر پابندی ہے۔ پابندی ختم ہونے پر دوسری اسامیاں بھی پُر کر دی جائیں گی۔

ایس۔ایس۔ٹی ٹیچروں کی ترقی

*521۔**جناب احسان الدین قریشی،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور ڈویژن میں مورخہ 11-3-96 کی منعقدہ ڈی۔پی۔سی کی میٹنگ کے مطابق اور سفارش پر کتنے ایس۔ایس۔ٹی (سائنس) ٹیچروں کو ترقی دی گئی۔ ان ٹیچروں کے نام مع سکول اور میرٹ لسٹ میں ان کے نمبر کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا جز (الف) میں بیان کردہ افراد کو میرٹ اور کوٹا کے مطابق ترقی دی گئی۔ اگر دی گئی۔ تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ اگر بغیر میرٹ اور کوٹا کے ترقی دی گئی۔ تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت متاثرہ ٹیچروں کو بھی ترقی دینے کے لیے تیار ہے اگر نہیں۔ تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) مورخہ 11-03-96 کی ڈی۔پی۔سی میٹنگ کے مطابق لاہور ڈویژن میں مندرجہ ذیل سائنس ٹیچروں کو ان سروس کوٹا کے مطابق ترقی دی گئی ہے:

1۔	ضلع اوکاڑہ	6
2۔	ضلع قصور	8
3۔	ضلع شیخوپورہ	14
3۔	ضلع لاہور	8

میرٹ لسٹ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں۔ میرٹ لسٹ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان سب ٹیچروں کو ان سروس کوٹا اور میرٹ کے مطابق ترقی دے دی گئی ہے اور تقرری کے آرڈرز بھی***ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

ایس۔ایس۔ٹی (آرٹس) ٹیچروں کی ترقی

*522۔جناب احسان الدین قریشی، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔پی۔سی کی منعقدہ میٹنگ مورخہ97-5-6 کے مطابق ضلع اوکاڑہ کے 54 ایس۔ایس۔ٹی (آرٹس) ٹیچروں کو ترقی دی گئی ہے مگر ایس۔ایس۔ٹی (سائنس) ٹیچروں میں سے کسی کو بھی ترقی نہ دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ اور کوٹا کے مطابق ضلع اوکاڑہ کے دس ایس۔ایس۔ٹی(سائنس) ٹیچروں کو بھی ترقی ملنی چاہیے تھی۔

(ج) اگر جز(الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متاثرہ ٹیچروں کو ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا حکومت نے جز(الف) میں بیان کردہ اساتذہ کو میرٹ اور کوٹا کے مطابق ترقی دی ہے اگر دی ہے۔ تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ اگر میرٹ اور کوٹا کے بغیر ترقی دی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) مورخہ97-5-6 کے مطابق کوئی ڈی۔پی۔سی کی میٹنگ نہیں ہوئی۔ البتہ 96-5-6 کو 52 ایس ایس۔ ٹی (آرٹس) ضلع اوکاڑہ کے ٹیچروں کو ترقی دی گئی ہے۔

لیکن سائنس ٹیچروں کو خالی اسامیاں نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت کوٹا کے مطابق ترقی نہ دی گئی۔ جو اب دے دی گئی ہے۔ آرڈر کی کاپی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نہیں البتہ اِن سروس کوٹا کے مطابق (8) ایس۔ایس۔ٹی سائنس کو ترقی ملنی چاہیے تھی۔

(ج) متاثرہ ٹیچروں کو ان سروس کوٹا کے مطابق ترقی دے دی گئی ہے۔

***(میرٹ لسٹ اور تقرری کے احکامات کی لسٹ اسمبلی سے ملاحظہ فرمائیں)

(د) جز(الف) میں بیان کردہ اساتذہ کو میرٹ اور ان سروس کوٹا کے مطابق ترقی دے دی گئی ہے۔ میرٹ لسٹ ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی-پی86 سکولوں کی تعداد

*529۔چودھری محمد اعظم چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی-پی 86 گوجرانوالہ میں بوائز اور گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں ہر بوائز اور گرلز سکول میں طالب علموں اور اساتذہ کی تعداد کیا ہے۔

(ب) حلقہ پی-پی 86 میں گرلز اور بوائیز ہائیر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں۔ نیز ان گرلز/بوائز ہائی سکولوں کے نام کیا ہیں جن میں اس تعلیمی سال سے ہائیر سیکنڈری کلاسوں کا اجراء کیا جا رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حلقہ پی-پی86 گوجرانوالہ میں 11 بوائز اور05 گرلز ہائی سکول ہیں۔ ان سکولوں میں تعداد طلباء و اساتذہ درج ذیل ہے۔

نام سکول	تعداد طلباء	تعداد اساتذہ
1۔ گورنمنٹ لیاقت ہائی سکول پپناکھا	494	17
2۔ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر1 قلعہ دیدارسنگھ	1000	67
3۔ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر2 قلعہ دیدارسنگھ	833	26
4۔ گورنمنٹ ہائی سکول چھل کلاں	246	21
5۔ گورنمنٹ ہائی سکول جلال	342	18
6۔ گورنمنٹ ہائی سکول ڈوگراں والی	246	78
7۔ گورنمنٹ ہائی سکول ادو والی	504	32
8۔ گورنمنٹ ہائی سکول بھیری خورد	387	19
9۔ گورنمنٹ ہائی سکول لدھیوالہ وڑائچ	541	12
10۔ گورنمنٹ ہائی سکول کلاسکے	844	36
11۔ گورنمنٹ ہائی سکول بٹیانہ جھنڈن سنگھ	461	12

***(میرٹ لسٹ اسمبلی سے ملاحظہ فرمائیں)

گرلز ہائی سکولز۔

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول لدھیوالہ وڑائچ	491	25
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پپنا کھا	238	16
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلاسکے	596	20
4۔ گورنمنٹ ایم۔اے اسلام گرلز ہائی سکول قلعہ دیدار سنگھ	870	32
5۔ گورنمنٹ ایم۔سی گرلز ہائی سکول قلعہ دیدار سنگھ	167	06

(ب) مذکورہ حلقہ میں کوئی گرلز اور بوائز ہائیر سیکنڈری سکول کام نہیں کر رہا ہے۔ اور نہ ہی رواں تعلیمی سال میں کسی کا اجراء کیا جا رہا ہے۔

عملہ کی تعداد

*530۔چودھری محمد اعظم چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی 86 گوجرانوالہ میں بوائز اور گرلز پرائمری مڈل' ہائی سکولوں کے نام کیا ہیں۔ جن کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ مگر کلاسوں کا اجراء اور پڑھائی شروع نہیں کی گئی۔ ان سکولوں میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء کب تک شروع کیا جائے گا۔

(ب) حلقہ PP-86 میں سال 1996-97ء کے دوران کتنے پرائمری' مڈل' اور ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ ان کے نام کیا ہیں۔ نیز کیا ان اپ گریڈ کیے گئے سکولوں کی عمارات اور عملہ کی تعداد پوری ہے اور اس تعلیمی سال سے ان میں کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) حلقہ پی۔پی 86 گوجرانوالہ میں درج ذیل سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں مگر کلاسوں کا اجراء اور پڑھائی شروع نہیں کی گئی ہے۔

1۔ تبدیلی مکتب سکول	بلاد پور
2۔ ۔ایضاً۔	لدھیوالہ وڑائچ
3۔ ۔ایضاً۔	جھگیاں
4۔ اپ گریڈیشن بوائز پرائمری سکول	بارے خان
5۔ ۔ایضاً۔	بھاکھڑے والی
6۔ ۔ایضاً۔	ٹھکرکے

7۔ ۔ایضاً۔ ساہیے والی

8۔ ۔ایضاً۔ کمولی

9۔ اپ گریڈیشن گرلز پرائمری سکول ٹھیری کلاں

10۔ ۔ایضاً۔ کوٹ شاہ محمد

11۔ ۔ایضاً۔ ڈیرہ شاہ جمال

12۔ ۔ایضاً۔ پھلو کی

13۔ ۔ایضاً۔ کوٹ بارے خان

14۔ ۔ایضاً۔ سائیکے والی

ان میں سے تینوں پرائمری سکولوں کے لیے سٹاف کی منظوری کا کیس بھیج دیا گیا ہے۔ دیگر 12 مڈل سکولوں کے لیے سٹاف کی منظوری کے کیس تیاری کے آخری مراحل میں ہیں۔ محکمہ خزانہ کی جانب سے سٹاف کی منظوری ملنے کے بعد ان سکولوں میں کلاسوں کا اجراء اور پڑھائی شروع کر دی جائے گی۔

(ب) حلقہ PP-86 میں سال 1996-97ء کے دوران صرف 28 پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ بوائز پرائمری سکول	سائکے	2۔ بوائز پرائمری سکول	کوٹلی باگو بند
3۔ ۔ایضاً۔	چک اگو	4۔ ایضاً۔	بھاکھڑے والی
5۔ ۔ایضاً۔	مدو خلیل	6۔ ۔ایضاً۔	ٹھکرے
7۔ ۔ایضاً۔	کوٹ بارے خان	8۔ ۔ایضاً۔	سائیکے والی
9۔ ۔ایضاً۔	کمولی	10۔ ۔ایضاً۔	نور پور
11۔ ۔ایضاً۔	ٹھیری کلاں	12۔ ایضاً۔	پھلو کی
13۔ ۔ایضاً۔	ہمبو کی	14۔ ۔ایضاً۔	چندر
15۔ ۔ایضاً۔	رتہ	16۔ ۔ایضاً۔	ڈیرہ شاہ جمال
17۔ ۔ایضاً۔	جھگیاں	18۔ ۔ایضاً۔	کھبے کی
19۔ گرلز پرائمری سکول	جمل خورد	20۔ گرلز پرائمری سکول	مان
21۔ ۔ایضاً۔	سائکے	22۔ ۔ایضاً۔	سائیکے والی
23۔ ۔ایضاً۔	کوٹ بارے خان	24۔ ۔ایضاً۔	نور پور

25۔ایضاً۔ کوٹ شاہ محمد 26۔ایضاً۔ ٹھیری کلاں

27۔ایضاً۔ ڈیرہ شاہ جمال 28۔بوائز پرائمری سکول کھبے کی

ان اپ گریڈ کیے گئے سکولوں میں سے 12 سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں اور عملہ کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

اے۔ای۔او کے خلاف کارروائی

*549۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رضیہ بیگم اے۔ای۔او (صدر) میاں چنوں کب اور کس حیثیت میں محکمہ ہذا میں بھرتی ہوئی۔ آج تک کس کس جگہ کس عہدہ پر تعینات رہ چکی ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ اس کی اسناد کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ اے۔ای۔او کے خلاف آج تک رشوت، بدعنوانی، اقربا پروری اور اپنے افسران کو غلط معلومات فراہم کرنے کی کتنی انکوائریاں محکمہ کے زیر کارروائی ہیں۔

(ج) رضیہ بیگم بطور اے۔ای۔او (صدر) میاں چنوں کب تعینات ہوئی۔ اس عرصہ کے دوران اس کا کتنی دفعہ تبادلہ ہو چکا ہے۔ نیز ہر بار اس کا تبادلہ منسوخ ہونے کی وجہ کیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ 1997ء میں مذکورہ اے۔ای۔او کا تبادلہ اپنے افسران کو غلط معلومات فراہم کرنے، رشوت لینے اور دیگر سنگین جرائم کی وجہ سے ہوا تھا۔ مگر اس نے اپنا تبادلہ منسوخ کروا لیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کے خلاف حکومت کوئی انضباطی کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) مسماۃ رضیہ بیگم کی تعلیمی قابلیت ایم۔اے پولیٹیکل سائنس ہے۔ جبکہ رضیہ بیگم نے بی۔ایڈ پنجاب یونیورسٹی لاہور 14-2-71 کو پاس کیا ہے اور پہلی تقرری بطور پی۔ٹی۔سی 14-9-72 کو گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ٹھٹھی کمہاراں تحصیل ملتان میں ہوئی۔ 18-2-74 کو بطور ای۔ایس۔ٹی گورنمنٹ گرلز مڈل سکول لڈن میں تعیناتی ہوئی ہے۔ مورخہ 22-4-83 کو بطور اے۔ای۔او تحصیل میلسی تعیناتی ہوئی۔ 24-8-85 تا 22-12-92 بطور اے۔ای۔او مرکز تمبہ 23-12-92 تا 1-9-93 بطور مرکز لودھراں میں تعیناتی ہوئی۔ 8-9-93 تا 23-3-94 بطور مرکز

دنیا پور میں تبادلہ ہوا۔ مورخہ24-3-94 تا12-7-97 تک بطور اے۔ای۔او اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتی رہی ہے۔ رضیہ بیگم کی تعلیمی قابلیت کی اسناد کی نقول ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مسماۃ رضیہ بیگم اے۔ای۔او مرکز صدر کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہے۔

(ج) مسماۃ رضیہ بیگم کی تعلیمی بطور اے۔ای۔او میاں چنوں مورخہ24-3-94 کو ہوئی ہے اور رضیہ بیگم کا تبادلہ 1995ء میں ہوا تھا جو رضیہ بیگم کی درخواست پرمنسوخ کر دیا۔

(د) درست نہ ہے۔ رضیہ بیگم اے۔ای۔او مرکز صدر میاں چنوں کا تبادلہ بحکم ہائی کورٹ لاہور بمروجہ پالیسی کے تحت گورنمنٹ ہائی سکول(گرلز)102/15-L خانیوال کر دیا ہے۔
عرصہ مدت چار سال ختم ہونے پر تبادلہ کیا گیا۔

اے۔ای۔او کے خلاف کارروائی

*550۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مسز زاہدہ اے۔ای۔او مرکز تمبہ(خانیوال) کب اور کس عہدہ پر محکمہ میں بھرتی ہوئی۔ آج تک کس کس عہدہ پر کس کس جگہ تعینات رہی ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ اس کی اسناد کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں؛

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ اے۔ای۔او کے خلاف آج تک رشوت بدعنوانی' اقربا پروری اور اپنے افسران کو غلط معلومات فراہم کرنے کی کتنی انکوائریاں محکمہ کے زیر غور ہیں؛

(ج) مسز زاہدہ بطور اے۔ای۔او تمبہ کب تعینات ہوئی۔ اس عرصہ کے دوران اس کا کتنی دفعہ تبادلہ ہوا۔ ہر بار کس وجہ سے اس کا تبادلہ منسوخ ہوا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں اپنے افسران کو غلط معلومات فراہم کرنے' رشوت لینے اور دیگر سنگین جرائم میں ملوث ہونے کی وجہ سے اس کا تبادلہ ہوا تھا۔ مگر اس نے اپنا تبادلہ منسوخ کروا لیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت مذکورہ اے۔ای۔او کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

***(اسناد کی نقول اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) مسز زاہدہ کی تعلیمی قابلیت ایم۔اے (اسلامیات) بی۔ایس۔سی' بی۔ایڈ ہے۔ مسز زاہدہ کی پہلی تقرری مورخہ 11-09-84 بطور ایس۔ایس۔ٹی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول عبدالحکیم ہوئی۔ مورخہ 20-12-92 سے مورخہ 19-9-93 بطور اے۔ای۔او مرکز تلمبہ تعینات ہوئی۔ مورخہ 20-9-93 تا 13-06-94 بطور اے۔ای۔او میاں چنوں 14-09-94 تا 07-08-96 بطور اے۔ای۔او عبدالحکیم مورخہ 08-08-96 تا 14-09-96 بطور اے ی او(PE)' اے۔ای۔او خانیوال اور 15-09-96 سے مورخہ 10-07-97 تک بطور اے۔ای۔او مرکز تلمبہ اپنے فرائض سرانجام دیتی رہی ہے نیز مسز زاہدہ کی تعلیمی قابلیت کی اسناد کی نقول ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مسز زاہدہ اے۔ای۔او مرکز تلمبہ کے خلاف کوئی انکوائری نہ ہے۔

(ج) مسز زاہدہ اے۔ای۔او مرکز تلمبہ مورخہ 15-09-96 سے بطور اے۔ای۔او کا چارج لیا۔ اور اس عرصہ کے دوران تبادلہ نہ ہوا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ مسز زاہدہ اے۔ای۔او مرکز تلمبہ کا تبادلہ بحکم ہائی کورٹ لاہور کر دیا ہے اور نمبر/3930 ایڈمن زنانہ 1 مورخہ 10-07-97 عرصہ چار سال مدت ختم ہونے پر تبادلہ کیا گیا۔

اساتذہ کی تقرری

*565۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال1990ء تا1993ء تک گوجرانوالہ شہر میں کتنے پرائمری سکول قائم کیے گئے ہیں اور ان میں کتنا کتنا عملہ تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) ہرسکول کے طالب علموں کی تعداد کیا ہے۔ کیا اساتذہ طالب علموں کی تعداد کے مطابق موجود ہیں اور اگر ایسا نہیں تو کب تک اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ نیز کتنے سکولز ایسے ہیں۔ جہاں ابھی تک اساتذہ کا تقرر نہیں ہو سکا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ اور کب تک حکومت ان میں تقرری کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) سال1990ء تا1993ء تک گوجرانوالہ شہر میں 10 پرائمری سکول قائم کیے گئے۔ ہرسکول میں

***(اسناد کی نقول اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

دو دو اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ 9 سکولوں میں 18 اسامیوں پر تعیناتی ہوئی ایک سکول عارضی انتظام کے تحت چل رہا ہے۔ پابندی اٹھنے پر تعیناتی ہو گی۔

(ب) ہر سکول میں طالب علموں کی تعداد یہ ہے۔

نام سکول اور تعداد طلباء		تعداد طلباء
1۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ملحقہ جامع ہائی سکول	گوجرانوالہ	360
2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول	راجکوٹ گوجرانوالہ	155
3۔۔ایضاً۔	شمع کالونی گوجرانوالہ	169
4۔۔ایضاً۔	نوید کالونی گوجرانوالہ	163
5۔۔ایضاً۔	قلعہ سندر سنگھ گوجرانوالہ	157
6۔۔ایضاً۔	محلہ داتا گنج بخش گوجرانوالہ	95
7۔۔ایضاً۔	رحمان پورہ گوجرانوالہ	144
8۔۔ایضاً۔	محلہ چاہ تیلیانوالا گوجرانوالہ	73
9۔۔ایضاً۔	کشمیر کالونی گوجرانوالہ	153
10۔۔ایضاً۔	ضیری سانسی گوجرانوالہ	104

اساتذہ طالب علموں کی تعداد کے مطابق نہ ہیں۔

مالی وسائل کی دستیابی پر اضافی عملہ کی تعیناتی ممکن ہے۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ملحقہ جامع ہائی سکول میں عملہ تعینات نہ ہے اور عارضی انتظامات کے تحت چل رہا ہے۔ بھرتی پر پابندی اٹھنے پر عملہ کی تعیناتی ممکن ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے صاحب نے اچھی کوشش کی ہے ان کے لیے پہلا ہی موقع تھا۔

ملک طیب خان اعوان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

ملک طیب خان اعوان، جناب والا! جب ہمارا مسئلہ آیا تو آپ نے وقت ختم کر دیا۔

جناب سپیکر، وقت اپنے ٹائم پر ختم ہوا ہے۔

ملک طیب خان اعوان، جناب والا! جو جواب دیے ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام غلط ہیں۔

جناب سپیکر، اگر جواب غلط ہیں تو پھر آپ اس پر تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر. جی صفدر شاکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر. جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ میری بڑی اہم بات ہے۔ کل محکمہ آب پاشی کے جو سوالات تھے ان میں ایک سوال سرکاری ریسٹ ہاؤسوں کے کرایوں کے متعلق تھا۔جناب والا! یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور بڑی دیر سے چلا آرہا ہے اس میں ہمارے مختلف سابقہ اور موجودہ ایم این ایز' اور ایم پی ایز شامل ہیں جن میں میرا نام بھی شامل ہے۔ ہم نے بارہا محکمے کو یہ استدعا کی کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر اس کا فیصلہ کریں کہ کس کے ذمے کتنا پیسہ بنتا ہے تاکہ ہم اس کو ادا کریں۔ ہم یہ کبھی بھی نہیں چاہتے کہ حکومت کا ایک دھیلا پیسہ بھی ہمارے اوپر ہو۔ ہم تو اس بات کو حرام سمجھتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ اس پر خصوصی حکم فرمائیں۔یا تو اسے اسمبلی کی کمیٹی کو refer کریں یا متعلقہ وزیر کو یہ کہیں کہ وہ ہمیں اور سیکرٹری آب پاشی کو بٹھا کر اس مسئلے کا حل کریں۔ اس میں صورت حال یہ ہے کہ میں 1990ء سے 1993ء تک مشیر برائے وزیر اعلیٰ تھا اور میرے پاس سرکاری رہائش نہیں تھی۔ میرا ذاتی گھر تھا اور سرکاری گزٹ میں اس کا پتا بھی درج ہے۔ لیکن انھوں نے میرے ذمے تین سال کا کرایہ بھی ڈالا ہوا ہے۔تو آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس پر خصوصی حکم فرمائیں اور ہمارا یہ دیرینہ مسئلہ حل کروا دیں۔

جناب سپیکر. ٹھیک ہے جی' اس سلسلے میں وزیر صاحب سے بات کریں گے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

تعیناتیوں کی تحقیقات

14۔میاں عبدالستار۔ کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے 25-3-95 کو تحصیل خان پور کی ریکروٹمنٹ کمیٹی کی میٹنگ کے بعدکتنی خواتین اساتذہ کی تعیناتی کی منظوری دی تھی۔

(ب) مرکز وارتفصیل بتائیں اور ان تعینات شدہ خواتین اساتذہ کے نام کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اس 25-03-95 کی میٹنگ میں جن امیدواران کو تعیناتی کی منظوری دی گئی کیا ان کے علاوہ بھی سال 1995/96ء میں خواتین اساتذہ کی کوئی تعیناتیاں تحصیل خان پور میں ہوئی ہیں

اگر ہوئیں تو کس کے حکم پر ہوئیں۔ کس قانون کے تحت ہوئیں؟

(د) کیا حکومت سال 96-1995ء میں تعینات ہونے والی خواتین کی اسناد کی پڑتال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے 25-3-95 کو تحصیل خان پور کی ریکروٹمنٹ کی میٹنگ کے بعد بیس خواتین اساتذہ کی تعیناتی کی منظوری دی تھی۔

(ب) مرکز وار تعداد اساتذہ درج ذیل ہے اور ان کے ناموں کی تفصیل لف ہذا ہے۔

نام مرکز	تعداد اساتذہ	نام اساتذہ
1۔ خان پور صدر	4	صفیہ بی۔بی' رفعت شریف' جمیلہ انور' نگینہ رمضان'
2۔ ظاہر پیر	7	ثریا انور' طاہرہ انور' نسیم تبسم' طاہرہ سلطانہ سہ بی بی' نزحت یاسمین' فرزانہ رسول۔
3۔ باغ و بہار	6	شازیہ مریم' ممتاز اختر' زاہدہ پروین' راحیلہ والا محمودہ ریاض' میمونہ خانم۔
4۔ سہجہ	3	نسیم فاطمہ' رقیہ تبسم' نزحت عالم

(ج) تحصیل خان پور میں منظور شدہ امیدواران کے علاوہ تقریباً 80 معلمات کی تقرری غیر قانونی طور پر ہوئی۔ جن کو شوکاز نوٹس جاری ہو چکے ہیں۔ مسز ناہید نصرت ہاشمی' ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) خان پور نے کیں۔

(د) 96-1995ء میں تعینات ہونے والی معلمات کی اسناد کی پڑتال ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) کر رہی ہیں؟

مزید وضاحت اس طرح ہے کہ۔

1۔ جن 80 معلمات کی غلط تقرریاں تحصیل خانپور میں عمل میں آئی تھیں۔ ان میں سے 32 معلمات کو سروس سے سبکدوش کر دیا گیا ہے اور باقی معلمات کو شوکاز نوٹس جاری کر دیے گئے ہیں۔ کارروائی مکمل ہونے کے بعد ان کا تقرر غلط ثابت ہونے پر ان کو بھی سروس سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔

... رحیم یار خان (مسز ناہید نصرت ہاشمی صاحبہ) کے دور میں ہوئی تھیں۔ اس کے خلاف ابتدائی انکوائری کی جا رہی ہے۔ جونہی انکوائری مکمل ہوگی اس کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز1975ء کے تحت کارروائی عمل میں لانے کے لیے کیس تیار کر کے جناب سیکرٹری صاحب تعلیم پنجاب کی خدمت میں ارسال کیا جائے گا۔

لودھراں کے سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

21۔**ملک طیب خان اعوان**، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1993ء سے1996ء کے دوران ضلع لودھراں میں جن پرائمری' مڈل'ہائی سکولز کی عمارات مکمل ہو چکی تھیں کیا ان میں باقاعدہ کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے یا نہیں۔

(ب) حکومت ان تعمیر شدہ سکولوں میں کب تک مکمل عملہ مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) سال1993ء سے 1996ء کے دوران 76 پرائمری'28 مڈل اور دو ہائی سکولوں کی عمارات مکمل ہوئیں۔ ان میں سے 39 پرائمری اور دونوں ہائی سکولوں میں کلاسوں کا باقاعدہ اجراء ہو چکا ہے۔

(ب) بقیہ تعمیر شدہ37 پرائمری اور 28 مڈل سکولوں میں کلاسوں کا اجراء ہونا باقی ہے۔

بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ان سکولوں کے PC-IV موصول نہیں ہوئے۔ جونہی PC-IV موصول ہوئے سٹاف کی منظوری کے لیے محکمہ خزانہ کو برائے منظوری فنڈ بھیج دیے جائیں گے۔ اسامیاں منظور ہونے پر ان سکولوں میں کلاسوں کا باقاعدہ اجراء کیا جائے گا۔

لودھراں کے سکولوں میں سائنس ٹیچرز کی تعیناتی

22۔**ملک طیب خان اعوان**، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع لودھراں میں مڈل اور ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اس وقت کن کن سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی اسامیاں خالی ہیں۔ نیز حکومت ان سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے یم (سید محمد عارف ...)

(الف) مڈل سکولوں میں سائنس ٹیچرز کی اسامی نہیں ہوتی۔

ضلع لودھراں میں ہائی سکولز برائے طلباء میں ایس۔ایس۔ٹی سائنس کی 58 اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ہائی سکولز برائے طالبات میں ایس۔ایس۔ٹی سائنس کی16 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔

(ب) ضلع لودھراں کے درج ذیل سکولوں میں اساتذہ برائے سائنس کی خالی اسامیوں کی تعداد14 ہے۔ جن کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

برائے طلباء

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول	واحی علی ارائیں	لودھراں
2۔ ۔ایضاً۔	جہانیاں واھن	۔ایضاً۔
3۔ ۔ایضاً۔	90/ ایم	۔ایضاً۔
4۔ ۔ایضاً۔	بھنڈیرواہ	۔ایضاً۔
5۔ ایضاً۔	میاں پور	۔ایضاً۔
6۔ ۔ایضاً۔	ڈوہ ارائیں	۔ایضاً۔
7۔ ۔ایضاً۔	کاہی مڑ	۔ایضاً۔
8۔ ۔ایضاً۔	قادر چمنہ	۔ایضاً۔

برائے طالبات

1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول	35/ایم	لودھراں
2۔ ۔ایضاً۔	قطب پور	۔ایضاً۔
3۔ ۔ایضاً۔	جلہ ارائیں	۔ایضاً۔
4۔ ۔ایضاً۔	358/ ڈبلیو بی	۔ایضاً۔
5۔ ۔ایضاً۔	363/ ڈبلیو بی	۔ایضاً۔
6۔ ایضاً۔	362/ ڈبلیو بی	ایضاً۔

ان خالی اسامیوں پر پنجاب پبلک سروس کمشن لاہور کی سفارش پر تعیناتی عمل میں لائی جاتی ہے۔ کمشن کی طرف سے فی الحال سفارش موصول نہ ہوئی ہے۔

جن اسامیوں کے لیے پنجاب پبلک سروس کمشن لاہور نے سفارش کر دی تھی۔ محکمہ نے مارچ 1997ء میں ان کے باضابطہ احکامات جاری کر دیے تھے۔ جبکہ سائنس/ آرٹس(طلباء/طالبات) ایس۔ایس۔ٹی کی کمشن سے سفارشات برائے تقرری موصول نہ ہوئی ہیں۔

لودھراں کے سکولوں میں ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی

23۔**ملک طیب خان اعوان**، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع لودھراں میں ان مڈل اور ہائی سکولوں کے نام کیا ہیں جن میں (Regular) ہیڈ ماسٹر تعینات نہیں ہیں اور حکومت کب تک ان سکولوں میں (Regular) ہیڈ ماسٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

ضلع لودھراں میں خالی سکولوں کے نام درج ذیل ہیں۔

مردانہ سکولز

1۔ گورنمنٹ ہائی سکول '90/ ایم (لودھراں)

2۔ گورنمنٹ ہائی سکول، لاہوری، لودھراں۔

3۔ گورنمنٹ ہائی سکول، گیلے والا، لودھراں

4۔ گورنمنٹ ہائی سکول، روانی، لودھراں

5۔ گورنمنٹ ہائی سکول، امیر پور سادات، لودھراں

6۔ گورنمنٹ ہائی سکول، رند جادہ، لودھراں

7۔ گورنمنٹ ہائی سکول، جھانبے راہن، لودھراں

8۔ گورنمنٹ ہائی سکول، مہ کوٹا، لودھراں

9۔ گورنمنٹ ہائی سکول، 378/ڈبلیو بی لودھراں

10۔ گورنمنٹ ہائی سکول، 331/ ڈبلیو بی، لودھراں

11۔ گورنمنٹ ہائی سکول، نور گڑھ، لودھراں

12۔ گورنمنٹ ہائی سکول، 35/ ایم، لودھراں

13۔ گورنمنٹ ہائی سکول، 237/ڈبلیو بی، لودھراں

14۔ گورنمنٹ ہائی سکول355/ ڈبلیو بی' لودھراں

15۔ گورنمنٹ ہائی سکول' میاں پور ارائیں' لودھراں

16۔ گورنمنٹ ہائی سکول' 3/ ایم' لودھراں

گرلز سکولز

لودھراں گرلز ہائی سکولوں میں کوئی ہیڈ مسٹریس کی سیٹ خالی نہ ہے۔ تمام سکولوں میں ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں۔

چونکہ متذکرہ بالا سکولز میں ہیڈ ماسٹر صاحبان کو بذریعہ پروموشن (ریگولر بی۔ایس 17) یا بذریعہ پبلک سروس کمشن پنجاب پوسٹنگ کی جاتی ہے۔

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

28۔میاں عبد الستار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے لے کر 1996ء تک کتنے افراد محکمہ تعلیم میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔

(ب) ان کے نام' پتہ' عہدہ جات اور رولز جو ریلیکس ہوئے' نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف و ب) سال 1985ء سے لے کر 1996ء تک محکمہ تعلیم میں رولز ریلیکس کر کے بھرتی کیے گئے افراد کی مطلوبہ تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تعداد

45۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلع فیصل آباد میں کتنے تعلیمی ادارے' کالج' ہائیر سیکنڈری' سیکنڈری' مڈل' پرائمری اور مسجد سکول ہیں۔ ان میں زیر تعلیم طالب علم اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے اور کتنی اسامیاں کن کن سکولوں میں خالی ہیں اور کتنے عرصے سے خالی چلی آ رہی ہیں۔صوبائی اسمبلی کے حلقوں کے حساب سے الگ الگ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

ضلع فیصل آباد کے بارے میں مطلوبہ معلومات درج ذیل ہیں۔

کالجز کی تعداد	24
ہائیر سیکنڈری سکولوں کی تعداد	18
سیکنڈری سکولوں کی تعداد	301
مڈل سکولوں کی تعداد	316
پرائمری سکولوں کی تعداد	1944
مسجد سکولوں کی تعداد	199
طالب علموں کی تعداد	526486
اساتذہ کی تعداد	16374

خالی اسامیوں کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول کی اپ گریڈیشن

48۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کوملہ کاہلواں چک 44 تحصیل احمد پور ضلع شیخوپورہ کب بنایا گیا اور اس کی عمارت کی آخری مرتبہ مرمت کب ہوئی۔ کتنی لاگت سے کس ٹھیکے دار کی معرفت ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکول یونین کونسل کے سب سے بڑے گاؤں میں واقع ہے اور اس گاؤں کی آبادی تقریباً پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہاں مڈل یا ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کو دور دراز مقام پر تعلیم حاصل کرنے کے لیے جانا پڑتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے۔ تو کیا حکومت اس سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کوملہ کاہلواں چک 44 تحصیل احمد پور ضلع شیخوپورہ کا آغاز تو

***(تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1951ء میں [illegible]

میں تعمیر کی گئی اور تاحال اس عمارت کی ایک مرتبہ بھی مرمت نہیں کی گئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ اس حد تک تو درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں کوئی گرلز مڈل یا ہائی سکول نہ ہے۔ لیکن درست نہیں ہے۔ کہ یہاں کی طالبات کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے دور دراز مقامات پر جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس یونین کونسل میں پہلے سے دو گرلز مڈل سکول موجود ہیں۔ جن کا مذکورہ سکول سے فاصلہ تقریباً چار چار کلومیٹر ہے۔ جبکہ دو گرلز ہائی سکول بھی آٹھ آٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہیں۔

(د) صرف چار چار کلومیٹر کے فاصلہ پر دو گرلز مڈل سکولوں کی موجودگی کی صورت میں مقرر کردہ معیار کے تحت اس سکول کا درجہ بڑھانا ممکن نہیں۔ ویسے بھی جز(ج) کے جواب کی روشنی میں اس حصہ کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

اے۔ای۔او کی تعیناتی

69۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) اے۔ای۔او' صدر خانپور کتنے عرصے سے خانپور میں تعینات ہیں۔

(ب) ان کی پہلی تعیناتی صدر خانپور میں کس سال ہوئی تھی۔

(ج) اس کی ایک ہی جگہ پر تعیناتی کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف' ب' ج) مسز ارشد پروین اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) مرکز خان پور (صدر) بارہ سال سے خان پور (صدر) میں تعینات ہے۔ اس کی مرکز خان پور (صدر) میں تعیناتی 1985ء میں ہوئی تھی۔ یہ سیاسی وجوہات کی بناء پر ایک ہی جگہ تعینات رہی ہے۔ تاہم اب اسے گرلز کمیونٹی ماڈل سکول کھائی خیر شاہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

گرلز پرائمری سکول کی عمارت

160۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز پرائمری سکول کھوے تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کی عمارت

ابھی تک تعمیر نہیں ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہلیان دیہہ نے دو کنال اراضی محکمہ تعلیم کے نام کرا دی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 28-6-89 کو اس سکول کے لیے فنڈز منظور ہوئے تھے۔ اگر فنڈز منظور ہوئے تھے۔ تو سکول کی عمارت کب تک تعمیر کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ بغیر عمارات کے پرائمری سکولوں کے لیے فنڈز منظور ہوئے تھے لیکن مذکورہ سکول کے لیے جگہ دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے عمارت تعمیر نہ کی جا سکی۔ تاہم حکومت ایسے تمام پرائمری سکولوں کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمارتیں فراہم کر رہی ہے۔ اس طرح مذکورہ سکول بھی آئندہ مالی سالوں میں اس پروگرام سے استفادہ کر سکے گا۔ بشرطیکہ اہالیان دیہہ دو کنال زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل کرا دیں۔

حلقہ پی۔پی 118 کے سکولوں میں سہولیات کی فراہمی

166۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 118 لاہور میں گورنمنٹ اور ایم۔سی۔ایل کے کتنے سکول ہیں۔ کتنے سکول کرایہ کی عمارات میں واقع ہیں۔ کتنے سکولوں میں بچے ٹاٹ، بنچ اور بغیر بجلی کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان سکولوں میں یہ بنیادی سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) حلقہ پی۔پی 118 لاہور میں گورنمنٹ کے 43 بشمول 38 پرائمری اور پانچ مڈل سکول ہیں۔ ان میں سے بارہ پرائمری اور ایک مڈل سکول کرایہ کی عمارت میں واقع ہیں جبکہ 12 پرائمری اور چار مڈل سکولوں میں بچے ٹاٹ، بنچ اور بغیر بجلی کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے سکولوں کا محکمہ تعلیم سے تعلق نہ ہے۔ لہٰذا فاضل رکن ان سکولوں سے متعلق محکمہ لوکل گورنمنٹ سے معلومات حاصل کریں۔

(ب) حکومت بغیر فرنیچر کے تمام سکولوں کو آئندہ دو سالوں میں فرنیچر فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جبکہ دیگر سہولیات مالی وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن میں جنوبی پنجاب کی نمائندگی

188۔میاں عبدالستار، کیا وزیرتعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مسٹر مجید حسن نقوی پرنسپل احمد حسن پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ لاہور کتنے عرصہ سے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ممبر بورڈ ہیں۔

(ب) ایک ممبر بورڈ کی مدت زیادہ سے زیادہ کتنی ہوتی ہے۔

(ج) مذکورہ پرنسپل کی نامزدگی کی وجہ کیا ہے۔

(د) موصوف کا ادارہ احمد حسن پولی ٹیکنیک امتحانی سنٹر کے لیے کتنی مرتبہ بلیک لسٹ ہوا ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف سے آج تک جنوبی پنجاب کے علاقہ سے کوئی نمائندہ نامزد نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) مسٹر مجید حسن نقوی تقریباً 17 سال سے بورڈ کے ممبر چلے آرہے ہیں۔

(ب) ایک ممبر بورڈ کی نامزدگی صرف دو سال کے لیے ہوتی ہے۔ اگر کنٹرولنگ اتھارٹی چاہے تو ممبر کی نامزدگی دوبارہ بھی دو سال کے لیے کی جاسکتی ہے۔

(ج) مذکورہ پرنسپل بورڈ میں ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ کے لیے مختص سیٹ پر نامزد کیا جاتا رہا ہے۔ بورڈ ایکٹ کے تحت کنٹرولنگ اتھارٹی اس بات کا اطمینان کرتی ہے کہ نامزد کردہ ممبر مطلوبہ شرائط پوری کرتا ہو اور بورڈ کے لیے مفید اور کارآمد ثابت ہو۔

(د) موصوف کا ادارہ احمد حسن پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ امتحانی سنٹر کے لیے دو مرتبہ مورخہ 30-07-93 اور 17-08-93 کو بلیک لسٹ ہوا۔ مگر دونوں مرتبہ یعنی 01-08-93 اور 24-08-93 کو حکومت کے احکامات کے مطابق بحال ہو گیا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ آج تک جنوبی پنجاب کے علاقہ سے ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر / ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کے سربراہ کی سیٹ پر کنٹرولنگ اتھارٹی نے نامزدگی نہیں کی۔

ہوم اکنامکس لیکچرارز کی تعیناتی

218۔چودھری مسعود احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حال ہی میں ہوم اکنامکس لیکچرار گریڈ 17 برائے خواتین کی چھ سیٹیں پبلک سروس کمیشن نے سلیکٹ کی ہیں اور ان کی تعیناتی ہوئی ہے۔

(ب) کیا ان تمام لیکچرار نے اپنی حاضری رپورٹ دے دی ہے اور تدریسی عمل شروع کر دیا ہے۔

(ج) صوبہ میں اس کے علاوہ اور کتنی سیٹیں خالی ہیں۔ حکومت کب تک ان کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔چھ کی بجائے دس لیکچرار سلیکٹ ہوئیں جن کی تعیناتی ہو چکی ہے۔

(ب) ہاں۔

(ج) چار سیٹیں خالی ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر انہیں پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! پانچ چھ دن پہلے اس ہاؤس میں میرے محترم وزیر صحت صاحب نے ----- میں اس لیے خاموش ہوں کہ وزیر صاحب متوجہ ہو جائیں۔

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! پانچ چھ دن پہلے اس ہاؤس میں میرے محترم وزیر صحت صاحب نے ایک بڑے جذباتی آرڈر پاس کیے تھے اور انھوں نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ میں یہ آرڈر پاس کر کے اس ہاؤس میں پیش کروں گا۔ کوئی ڈائرکٹر تھا جو راولپنڈی سے تبدیل ہو کر فیصل آباد لگ گیا تھا' تو وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ میں اسے معطل کر کے رپورٹ ہاؤس میں پیش کروں گا۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ چونکہ پانچ چھ دن ہو گئے ہیں' اس لیے اس پر عمل در آمد ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں اس ہاؤس میں پیش کرون گا تو میں چاہوں گا کہ وہ آج اس ہاؤس میں پیش کر دیں۔

جناب سپیکر، اس کی انکوائری وغیرہ مکمل ہو گئی ہے؟

وزیرصحت، جناب والا! ابھی مکمل نہیں ہوئی - جونہی مکمل ہوتی ہے میں اس کی رپورٹ ان شاء اللہ ایوان میں پیش کر دوں گا۔

استحقاق

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میری بات کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر، اس کی انکوائری ابھی مکمل نہیں ہوئی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! وہ انکوائری نہیں ہے۔ راجہ جاوید اخلاص صاحب اور فیصل آباد کے ممبران نے یہ کہا تھا کہ وہ شخص راولپنڈی سے کرپشن کی وجہ سے ٹرانسفر ہوا اور اس کے بعد وہ فیصل آباد میں لگ گیا۔ فیصل آباد کے ایم پی ایز نے یہاں پر کھڑے ہو کر احتجاج کیا کہ ایک کرپٹ آفیسر کو ہمارے ضلع میں کیوں لگایا گیا ہے؟ متعلقہ وزیر نے یہ فرمایا تھا کہ وہ واقعی ہی کرپٹ ہے' میں اس کو معطل کر کے اور ٹرانسفر کر کے دو دن میں اس ایوان کو رپورٹ پیش کروں گا۔ یہ بات ہوئی تھی۔ انکوائری کی بات نہیں تھی' انکوائری بعد میں ہوتی رہے گی۔

وزیرصحت، جناب والا! اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالٰی میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کروں گا۔

سوال نمبر 616 کے غلط جواب کی فراھمی

(۔۔۔۔۔بحث جاری)

جناب سپیکر، انکوائری ہو رہی ہے اس کے بعد رپورٹ پیش کر دیں گے۔ تحریک استحقاق نمبر 14 - حاجی احمد خان بھرل صاحب کی ہے جو 20۔ اکتوبر کو پڑھی جا چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! تحریک استحقاق جو معزز رکن نے پیش کی ہے اس سلسلے میں میرا جواب یہ ہے

... wrong head پر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میں نے معزز رکن عامر سلطان چیمہ سے بھی بات کی ہے، کیونکہ یہ ان کے حلقے کے متعلق ہے.....

جناب سپیکر: نہیں، یہ تحریک حاجی احمد خان ہرل نے پیش کی ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میری مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ نام حاجی احمد خان ہرل کا لکھا گیا ہے، جب کہ یہ سوال عامر سلطان چیمہ کا تھا۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں؟

حاجی احمد خان ہرل: جناب والا! یہ غلطی قصداً کی گئی ہے۔ جناب کے بھی علم میں ہے یہ سوال یا کوئی سوال محکمانہ طور پر کم ازکم پچاس ہاتھوں سے گزرتا ہے۔ اس کو اوورسیئر، ایس ڈی او اور ایکس ای این بھی دیکھتا ہے اور اس کے بعد یہ فائل ایڈیشنل سیکرٹری اور سیکرٹری تک پہنچتی ہے۔ اس کے بعد بھی محکمہ وزیر موصوف کو بریفنگ دیتا ہے اور اس کے بعد یہ سوال اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا! افسوس کا مقام ہے کہ کسی نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی۔ یا تو پھر وہ جان بوجھ کر اراکین اسمبلی کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سوال چک 104 جنوبی کے متعلق ہے اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ چک 9 اور چک 10 کے متعلق دیا گیا ہے۔ ان میں بھی آپس میں کوئی ملنے جلنے والی صورت نہیں ہے۔ جناب والا! اب میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کس مقام پر غلطی ہوئی ہے اور قرار واقعی سزا دی جا سکے۔ محکمہ کو بھی اس بات کا احساس ہو اور وہ آئندہ سوال کا جواب سوچ سمجھ کر دے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جہاں تک معزز ممبر کے استحقاق کا تعلق ہے وہ مقدم ہے اور یہ کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ محکمے کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے قصداً جواب سے غفلت برتی جائے۔ اس لیے میری جناب والا سے پھر وہی مؤدبانہ گزارش ہے کہ یہ ایک کلیریکل غلطی ہے۔ میں اپنے بھائی اور معزز رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سوال عامر سلطان چیمہ کا تھا اور نام حاجی احمد خان ہرل کا لکھا گیا ہے۔ حاجی صاحب! سوال کے اوپر نام کی غلطی ہوئی ہے۔ لیکن آصف صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حاجی صاحب کا سوال ابھی مؤخر ہے اور جواب آپ نے عامر

سلطان چیمہ کا دے دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ، جناب والا! میں اس بات کو قبول کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ چھوٹی موٹی غلطی نہیں ہے، کیونکہ ان کا تو سوال ابھی مؤخر ہے۔ لیکن جواب عامر سلطان چیمہ صاحب کا آ گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ، جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ ایسی غلطی آئندہ نہ دہرائی جائے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میں یہ کوشش کروں گا کہ آئندہ ایسی بات نہ ہو۔

حاجی احمد خان ہرل، میری یہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کا بھی کوئی وقار اور عزت ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ 104 کے متعلق سوال پوچھا گیا ہے، لیکن جواب 9 اور 10 کے متعلق دیا گیا ہے۔یہ بغیر سوچے سمجھے دیا گیا ہے اور کسی نے بھی دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر جناب آج آپ نہ پوچھیں گے تو پھر اس کا کون ذمہ دار ہوگا؟ محکمہ جات وقفۂ سوالات کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون اس پر کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جس طرح پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ غلطی کوئی قصداً نہیں یہ ایک کلیریکل غلطی تھی، پرنٹنگ کی غلطی ہے اور اسی غلطی کو بھی انھوں نے مانا ہے، تسلیم کیا ہے کہ یہ محکمے سے غلطی ہوئی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جواب نہ دینے میں محکمے کی کوئی بد نیتی شامل ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات نہیں ہے اور جیسا کہ جناب نے بھی observation دی ہے کہ حاجی صاحب کا سوال ابھی مؤخر ہے۔ میں اس بات کی بھی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس محکمے کے جب بھی سوالات پیش ہوں گے اس میں حاجی صاحب کے سوال کا جواب ضرور دیا جائے گا اور انھیں پوری طرح تسلی کروائی جائے گی۔جو کلیریکل غلطی ہوئی ہے اس پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی معذرت کی ہے اور میں بھی معذرت چاہتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! وہ معذرت کر رہے ہیں کہ واقعی غلطی ہے اور وہ اسے تسلیم بھی کرتے

ہیں اور آئندہ اس بات کا خیال بھی رکھا جائے گا اور آپ کا جو سوال موخر ہے اس کا جواب بھی آ جائے گا۔

حاجی احمد خان ہرل ، جناب والا اگر میرا سوال موخر ہے تو پھر چیمہ صاحب اور میرا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں' آپ کا سوال ابھی مؤخر ہے ۔

حاجی احمد خان ہرل ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ وہ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ اس لیے یہ dispose of تصور ہوئی۔ اس کے بعد کوئی تحریک استحقاق نہیں۔

تحاریک التوائے کار

تحصیل سرائے عالمگیر کی ضلع جہلم سے ضلع گجرات میں منتقلی

(------بحث جاری)

جناب سپیکر، تو اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کل ایک معاملہ اس ایوان میں آیا تھا۔ سرائے عالمگیر کو گجرات میں شامل کرنے سے متعلق تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی۔ کل میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اصل صورت حال سے میں آگاہ کروں گا۔ اس کے متعلق میں مختصراً عرض کروں گا۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ سرائے عالمگیر کو تحصیل کا درجہ دے کر جولائی 1993ء میں جہلم میں شامل کیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا تھا کہ یہ سب کچھ اس وقت کی حکومت نے سیاسی طور پر کیا تھا ۔ اس کے بعد سرائے عالمگیر کو جہلم سے نکال کر دوبارہ گجرات میں 12-09-97 کو شامل کیا گیا۔ مگر اس پر عمل درآمد یکم نومبر 1997ء سے ہونا تھا' کیونکہ مردم شماری کی وجہ سے مردم شماری کمشن نے تمام انتظامی یونٹس کی حدود کی ردو بدل پر پابندی لگا دی جو مورخہ 17-07-97 تا 06-11-97 تک تھی۔ لیکن سرائے عالمگیر کے بارے میں اجازت دے دی گئی تھی کہ اس کو ضلع جہلم سے نکال کر ضلع گجرات میں شامل کر لیا جائے۔ لیکن اس پر عمل درآمد یکم نومبر 1997ء سے ہوگا۔ 13۔ اکتوبر کو

جناب سید اقبال صاحب نے ایک تحریک التوائے کار اسمبلی میں پیش کی جو مورخہ 17۔ اکتوبر کو اسمبلی میں پیش ہوئی اور وزیر قانون نے اس کا جواب دیا۔ مردم شماری جو کہ اکتوبر 1997ء میں ہونا تھی حکومت پاکستان نے مارچ 1998ء تک ملتوی کر دی اور ساتھ ہی صوبائی حکومت کو ہدایت کی کہ 31۔ مارچ 1998ء تک انتظامی حدود میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے۔یعنی جو پابندی پہلے 6 ۔نومبر 1997ء تک تھی اب اس کی میعاد 31-3-98 تک ہوگئی ہے۔ ان ہدایات کی روشنی میں نوٹیفکیشن سرائے عالمگیر کو گجرات میں شامل کرنے کے لیے مورخہ 12-9-97 کو جاری ہوا تھا اسے واپس لینا پڑا۔ وزیراعلیٰ پنجاب کے سرائے عالمگیر کو ضلع گجرات میں شامل کرنے کے احکامات منسوخ نہیں ہوئے ۔ البتہ ان پر عمل درآمد مردم شماری کے بعد مارچ 1998ء میں ہوگا۔ وزیر قانون صاحب نے تحریک التوائے کار کا جواب بالکل صحیح دیا تھا اور کسی قسم کی غلط بیانی یا حقائق کو نہیں چھپایا گیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ راجہ محمد خالد خان صاحب کی تحریک التوائے کار پینڈ نگ ہے۔

جناب سید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کا جواب آگیا ہے

جناب سید اکبر خان، سر اس میں تھوڑا سا۔۔۔

جناب سپیکر، اور تسلی بخش جواب آگیا ہے۔

جناب سید اکبر خان، آپ مطمئن ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب سید اکبر خان، سر میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ میں تو مطمئن نہیں ہوں۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، انھوں نے تو تسلی بخش جواب دیا ہے۔

جناب سید اکبر خان، جناب والا! اگر آپ مطمئن ہیں تو میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، مطمئن ہوں۔ سارے مطمئن ہیں۔ ہم تو شروع سے ہی مطمئن ہیں۔ راجہ خالد خان صاحب مطمئن نہیں ہیں۔ اب میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 37 ہے۔

ٹاؤن کمیٹی ظاہر پیر تحصیل خان پور کے عملے کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

میاں عبد الستار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ظاہر پیر ٹاؤن علاقہ تحصیل خان پور کا عملہ کئی دنوں سے ہڑتال پر ہے اور صفائی کے عملے کی ہڑتال کی وجہ سے پورے شہر میں گندگی پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عملے کو پچھلے دو ماہ سے اس لیے تنخواہ نہیں ملی کہ ٹاؤن کمیٹی کا کوئی ایڈمنسٹریٹر نہ ہے۔ جس کے دستخطوں سے تنخواہ کے چیک ملتے ہیں۔ ٹاؤن کمیٹی کا ایڈمنسٹریٹر تحصیل خان پور میں تعینات مجسٹریٹ ہوتا ہے اور یہ اسامی عرصہ دو ماہ سے خالی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اس اہم مسئلے پر ایوان کی کارروائی معطل کرکے فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): معزز رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس میں اصل صورت حال یہ ہے کہ محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن یا کمشنر کی طرف سے جب بھی کسی ایسے مجسٹریٹ کی تعیناتی یا تبادلے کے بارے میں کسی مقامی کونسل میں اپنے فرائض کی بجا آوری پر مامور کیے جاتے ہیں، اطلاع نہیں مل پاتی۔ چنانچہ اس قسم کے تبادلے کی صورت میں بلدیاتی اداروں میں بعض اوقات کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جہاں وہ بطور ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال ٹاؤن کمیٹی ظاہر پیر کی ہے جہاں ایڈمنسٹریٹر کے ٹرانسفر کے نتیجے میں نہ صرف کمیٹی کے عملے کو، بلکہ عام شہریوں کو بھی دِقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے اسسٹنٹ کمشنر خان پور کو مذکورہ ٹاؤن کمیٹی کے ایڈمنسٹریٹر کا اضافی چارج دینے کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ اس طرح صورت حال معمول پر آگئی ہے۔ تاہم ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ اس قسم کے واقعات کا دوبارہ اعادہ نہ ہو۔ اسے یہ بھی ہدایت کی جائے گی کہ جب بھی کسی ایسے افسر کا متبادل کے بغیر تبادلہ ہو اس کی فوری طور پر اطلاع محکمہ لوکل گورنمنٹ کو دی جائے تاکہ متبادل انتظامات کیے جاسکیں۔ یہ ہدایت متعلقہ محکمے اور پنجاب بھر کے تمام متعلقہ افسران

لو جاری کی جا رہی ہے۔

جناب والا! اس میں اصل صورت حال یہ تھی کہ جو ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی ایک مجسٹریٹ تھے ان کا تبادلہ ہوگیا تھا۔ ان کا تبادلہ ہونے کی وجہ سے ان ملازمین کو تنخواہیں نہ مل سکیں۔ کیوں کہ ان کی تنخواہوں کے جو بل چلتے ہیں اس پر اس افسر کے دستخط ہونے چاہییں تھے۔ اب چوں کہ وہاں پر متبادل کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال وہاں اب تبدیل ہوچکی ہے۔ لیکن آئندہ کے لیے ہم نے محکمے کو یہ ہدایت جاری کی ہے کہ جب بھی کسی ایسے انتظامی عہدے پر فائز افسر کی ٹرانسفر کی جائے تو ہمیں اس کے ساتھ ہی بتا دیا جائے تاکہ ہم فوری طور پر انتظامات کرسکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کی اس سلسلے میں جہاں تک تشویش تھی کہ وہاں پر لوگوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی حد تک درست بات تھی۔ آئندہ کے لیے میں انھیں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی۔

میاں عبدالستار، جناب والا! یہ میری مدد کریں اور وہاں پر کوئی مجسٹریٹ بھجوا دیں۔

جناب سپیکر، فی الحال تو یہ arrangement ہوگیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے بعد پھر کوئی مستقل بندوبست بھی وہ کہہ رہے ہیں کہ ہو جائے گا۔ یہ اب dispose of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38۔ یہ بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

ٹاؤن کمیٹی خان پور کی خرید کردہ اراضی کا بلدیہ کے نام انتقال

میاں عبدالستار، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ خان پور شہر کے ماڈل ٹاؤن کے لیے کچھ اراضی میونسپل کمیٹی نے مختلف افراد سے خریدی۔اور پلاٹ بنا کر لوگوں کی رہائش کے لیے فروخت کر دی۔ جس میں سے اکثر لوگوں نے اپنی عمارتیں تعمیر کر لی ہیں۔ اس اراضی کی رقم متعلقہ مالکان نے وصول کر لی۔ مگر اراضی کا انتقال عملے کی کوتاہی کی وجہ سے نہ ہوسکا۔ ابھی تک یہ اراضی مالکان کے نام ہے۔ اب ایک قبضہ گروپ نے ان اراضی مالکان سے

مختار نامہ لے کر خالی پلاٹوں پر قبضہ شروع کر دیا ہے۔ اور کچھ کمرشل دکانوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ میں نے اسسٹنٹ کمشنر خان پور جو کہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ بھی ہیں۔ گزارش کی ہے کہ اس رقبے کا انتقال فوری طور پر بلدیہ کے نام کرائیں۔ مگر انھوں نے تمام ریکارڈ دیکھنے اورتسلی کرنے کے باوجود ابھی تک انتقال درج نہیں کرایا۔ جس سے قبضہ گروپ دن رات بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور شریف لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں۔ اور لاکھوں کی قیمتی اراضی جو انھوں نے بلدیہ سے خریدی ہے' اس پر قبضہ کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حالیہ فیصلے کی روشنی میں تمام قیمتی اراضی قبضہ گروپ سے خالی کروانے کا کہا گیا ہے۔ انھوں نے چیلنج سمجھ کر قبول کیا ہے۔ مگر انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کرکے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! ماڈل ٹاؤن خان پور کے لیے تقریباً 866 کنال رقبے میں سے 168 کنال رقبہ عبدالحمید خان ولد عالم خان اور عبدالرزاق شیخ وغیرہ سے بذریعہ کلیکٹر حصول اراضیات لیاقت پور خریدا گیا۔ اور قیمت بھی ادا کر دی گئی۔ رقبہ مذکورہ کے انتقالات 1966ء میں درج ہوئے۔ تاہم تحصیل دار خان پور نے 1971ء میں ان انتقالات کو خارج کر دیا۔ اخراج انتقالات کی اطلاع بلدیہ خان پور کو نہ دی گئی۔ انتقالات خارج ہونے کی اطلاع ملنے پر ان کی بحالی کے لیے کارروائی شروع کر دی گئی۔ ان خارج شدہ انتقالات کا دوبارہ اندراج ہو چکا ہے۔ اور امید ہے کہ چند دن تک بحق بلدیہ منظور ہو جائیں گے۔ فی الوقت میونسپل کمیٹی کے ریکارڈ اورمحکمہ مال کے ریکارڈ کا موازنہ کیا جا رہا ہے تاکہ درست رقبے کا انتقال منظور ہو سکے۔ کچھ لوگوں نے خالی پلاٹوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے ان کے خلاف بر وقت کارروائی کر کے قبضہ واگزار کروایا جا چکا ہے۔ اس وقت ماڈل ٹاؤن کے رقبے پر کسی گروپ یا کسی شخص کا ناجائز قبضہ نہیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں متعلقہ پٹواری کی رپورٹ بھی ہمارے پاس آ گئی ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کی رپورٹ آئی ہے۔اور میں معزز رکن سے جناب کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ کو ہم نے خصوصی طور پر یہ ہدایت جاری کی ہے کہ وہ ذاتی طور پر ان انتقالات کو دوبارہ درج کروائیں۔ اورمتعلقہ جگہ پر قبضہ لے کر محکمے کو رپورٹ کریں۔ جیسے ہی اس کی رپوٹ آئے گی میں معزز رکن کو اس رپورٹ کی کاپی دے دوں گا۔ اور اگر جناب والا! حکم فرمائیں گے تو وہ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی۔ شکریہ۔

میاں عبدالستار، اس رپورٹ کا ٹائم bound کردیں۔ کہ پندرہ دن میں یا ایک مہینے میں۔ جہاں تک یہ

کہ واگزار کروا لیا گیا ہے' ایسا نہیں ہے۔ چند دکانوں پر وہ آج بھی قابض ہیں۔ کچھ خالی جگہوں پر سے اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ان سے واگزار ضرور کروایا ہے۔ مگر دو دکانیں اور ایک پلاٹ ابھی تک ان کے زیر قبضہ ہیں۔ اس تحریک سے پہلے اور اس کے بعد بھی تیزی سے اس پر کام ہونا شروع ہوگیا ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہوگی کہ اس کام کی تکمیل کے لیے وزیر موصوف کوئی یقین دہانی کروا دیں کہ دس دن' بیس دن یا ایک مہینے کے اندر مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ میں اس لحاظ سے معزز رکن کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ایک ایسے اہم مسئلے کی نشان دہی کی ہے جس کا تعلق براہ راست ہماری متعلقہ کمیٹی کے مالی مفاد سے ہے۔ ہم ان کے مشکور ہیں کہ انھوں نے نشان دہی کی ہے۔ یہ ہماری اپنے اور کمیٹی کے مفاد میں ہے۔ جتنا بھی جلد ممکن ہوگا ہم قبضہ لیں گے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ایک مہینے میں کارروائی مکمل کی جائے گی۔ اور اس سے انھیں مطلع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 39 ۔ معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے۔

ادارہ تحفظ ماحولیات' پنجاب کی غیر معیاری کارکردگی

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد ماحول کو آلودگی سے پاک رکھنے کے لیے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے لیے سڑکوں پر چلنے کی پابندی عائد کی۔ مگر اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود تا حال حکومت کی متذکرہ پابندی پر عمل درآمد ہوتے ہوئے دیکھنے میں نہ آیا ہے۔ بلکہ سارا دن لاہور شہر کی سڑکوں پر دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے۔ اور فضا میں اس قدر آلودگی ہوتی ہے کہ سانس لینا بھی دشوار ہوتا ہے۔ جس سے ناک ' گلا ' کان اور پھیپھڑوں کے سرطان جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ حکومت پنجاب کا ادارہ تحفظ ماحول اپنی افادیت مکمل طور پر کھو چکا ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ اور ہیجان پایا جاتا ہے۔

اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! گاڑیوں کے دھواں چھوڑنے کا مسئلہ فوری نوعیت کا ہے اور نہ ہی اہمیت عامہ کا حامل ہے۔ دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں ایک عرصے سے چل رہی ہیں اور حکومت کی طرف سے ایسی گاڑیوں کو روکنے اور ان کے مالکوں کو گاڑیاں ٹھیک کروانے کے سلسلے میں کئی بار مہم چلائی گئی ہے۔ البتہ موجودہ حکومت نے ایسی گاڑیوں کو سڑکوں پر چلنے کی کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ کیونکہ ایسی گاڑیوں کو سڑک پر نہ لانے کی قانون اجازت نہیں دیتا لہٰذا معزز ممبر نے اس پر عمل درآمد ہونے کا جو ذکر کیا ہے وہ بلا وجہ ہے۔ چنانچہ قواعد کے مطابق یہ تحریک نہیں بنتی۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس تحریک کو زیر بحث لانے کا کوئی جواز نہیں۔

جناب سپیکر! میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ آج پوری دنیا ماحول کی آلودگی کے مسئلے کو اہمیت دے رہی ہے اور میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت پنجاب بھی اپنے اس فرض سے ناآشنا نہیں۔ حکومت بھی اپنے طور پر اقدامات کر رہی ہے۔لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قانون کے ذریعے ان کو پابند کر دیا جائے اور کوئی گاڑی سڑک پر نہ آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون میں کوئی ایسی بات نہیں کہ ان کو سڑک پر آنے سے روکا جائے۔ لیکن جہاں تک دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے چالان کا تعلق ہے یہ ایک continue process ہے۔ حکومت اس قانون پر عمل درآمد اس لحاظ سے کرتی ہے کہ ان کے چالان بھی کیے جاتے ہیں اور میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم انھیں wel come کریں گے۔ اور یہ میری خواہش ہے کہ اس اجلاس کے دوران اسمبلی کا ایک دن مختص کیا جائے۔۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ تاریخ مقرر ہوگئی ہے۔ معظم وٹو صاحب! ویسے بھی میں یہی دیکھ رہا تھا۔ 83 E کے تحت بحث کا ایک دن ماحولیات کے اوپر رکھا گیا ہے۔ تو اس میں آپ کی پوری بات آ جائے گی اور اس حوالے سے 83 E کے تحت آپ کی یہ تحریک منظور نہیں ہوسکتی ہے۔ تو یہ تحریک disposed of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک بھی جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں موجودہ حکومت نے بھاری مینڈیٹ حاصل کرنے کے بعد اقتدار کی باگ ڈور سنبھالتے ہی پورے ملک میں بالخصوص سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی پر پابندی کا سختی سے عمل درآمد کروانے کا حکم جاری کیا تھا۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ پورے ملک میں سگریٹ نوشی پر پابندی کے باوجود خصوصاً سرکاری دفاتر میں پابندی نام کی کوئی چیز مشاہدے میں نہیں آئی۔ سرکاری دفاتر میں بلاجھجک سگریٹ نوشی کی جاتی ہے۔ جس سے صوبے بھر کے عوام میں بے حد پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے ذمہ داری سنبھالنے کے بعد جو اہم نوعیت کے احکامات جاری کیے ہیں ان میں سے ایک تفریحی مقامات، ہسپتالوں، پبلک ٹرانسپورٹ اور دفاتر میں سگریٹ نوشی پر پابندی شامل ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہدایات پہلے ہی جاری کی جا چکی ہیں۔ جن کی بعد ازاں اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بھی موثر طور پر تشہیر کی گئی ہے۔ اس ضمن میں اخبارات میں دیے گئے اشتہارات اور متعلقہ محکمے کی طرف سے جاری کی گئی ہدایات کی فوٹو کاپیاں لف ہیں جو میں معزز رکن کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر! انھوں نے بالخصوص سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی کا ذکر کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بات میرے ذاتی مشاہدے اور علم میں ہے کہ کافی حد تک اس پابندی پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور حتی الوسع اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی نہ کی جائے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے مورخہ 25۔ فروری 1997ء کو ایک ڈائریکٹو جاری ہوا۔ اور اس کے بعد پنجاب حکومت کی طرف سے بھی تمام متعلقہ محکمہ جات اور انتظامی سیکرٹریوں کو یہ ہدایت جاری کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے محکمے میں اس بات کو یقینی بنائیں کہ دفاتر میں سگریٹ نوشی نہیں ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے اشتہارات کے ذریعے، الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جو مہم چلائی تھی اس کا بھی سارا ریکارڈ میرے پاس

موجود ہے۔ جو میں معزز ممبر کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ حکومت اس بات کا پہلے سے نوٹس لے چکی ہے۔ جہاں عمل درآمد نہیں ہو رہا مزید سختی کے ساتھ اس پر عمل کرایا جائے گا۔ اور اس کے بعد میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ معزز ممبر اپنی اس تحریک التوا کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہ ایک نہایت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور جیسے آپ جانتے ہیں کہ پوری دنیا میں سگریٹ نوشی کی حوصلہ شکنی کی جا رہی ہے۔ اور نئی ریسرچ کے بعد یہ چیز سامنے آئی ہے کہ indirect سگریٹ نوشی سے بھی کئی مہلک بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ سگریٹ نوش کو تو خطرہ ہے ہی لیکن indirect سگریٹ نوشی سے بھی مہلک بیماریاں پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ تو میری یہی گزارش ہو گی کہ مزید سختی کے ساتھ اس قانون پہ عمل کرایا جائے۔

جناب سپیکر، پھر آپ پریس نہیں کرتے۔ disposed of تصور ہوئی اور تحاریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہوتا ہے۔ منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ جو پوائنٹ آف آرڈر raise کر رہا ہوں۔ یہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ اس سیشن کے پہلے اجلاس میں وزیر قانون نے سٹینڈنگ کمیٹیوں کی فہرستیں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی مرضی کے مطابق ایوان کی میز پر رکھی تھیں۔ اور انھوں نے جو move کیا تھا اس میں بھی انھوں نے اس بات کا ذکر کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد اخبارات کے ذریعے یہ چیز سامنے آئی کہ 18 ممبروں کو پھر reshuffle کر دیا گیا۔ اور ایک کمیٹی سے دوسری کمیٹی میں ڈال دیا گیا۔ میں اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا ایک agreement وجود میں آ گیا ہو اس کے بعد حکومت اپنی مرضی سے مختلف سٹینڈنگ کمیٹیوں میں ممبروں کا ردو بدل کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، میں چاہوں گا کہ اس قسم کا کوئی reshuffle نہیں ہوا اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ حکومت کا جو agreement ہوا تھا۔ میں جناب سعید احمد خان منیس کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انھوں نے اپنے ممبران جس جس کمیٹی میں recommend کیے

مسودہ قانون

مسودہ قانون(ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب مصدرہ 1997ء

جناب سپیکر، منیس صاحب! اگر آپ کے نوٹس میں ایسی کوئی بات ہے تو آپ وزیر قانون سے بات کرلیں۔ اب آج کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے ہے۔ مسوذہ قانون راجہ جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے اور اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب کی طرف سے ہے۔ تو راجہ جاوید اخلاص صاحب مسودہ قانون پیش کریں۔ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1997ء۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب بابت 1997ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب بابت 1997ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون، جناب سپیکر! متعلقہ سٹینڈ نگ کمیٹی کو بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون نے اس تحریک کی مخالفت نہیں کی تو سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب بابت 1997ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم تو اس تحریک کے حق میں ہیں کہ اس کو مجلس قائمہ کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، وہ آگے آ رہی ہے۔ کیونکہ پہلے آپ سب نے پیش کرنے کی اجازت بھی دینی تھی۔ اس کے بعد پھر میں نے راجہ جاوید اخلاص صاحب کو کہنا ہے کہ آپ پیش کریں۔ اس کے بعد پھر اسے مجلس قائمہ کے لیے جانا ہے۔ اب راجہ جاوید اخلاص صاحب مسودہ قانون پیش کریں۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر!

میں مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب مصدرہ 1997ء پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون تحدید شہری کرایہ جات پنجاب مصدرہ 1997ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ ایک ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے گی۔

قرارداد

(مفاد عامہ سے متعلق)

بے حرمتی یا گینگ ریپ کی شکار مظلوم خواتین کے نام اور تصاویر کی اشاعت پر پابندی

جناب سپیکر، اب خواجہ سعد رفیق صاحب کی طرف سے قرارداد مفاد عامہ سے متعلق ہے۔ خواجہ سعد رفیق صاحب موجود ہیں۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے،

> "کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ایسے اقدامات کیے جائیں جن کے ذریعے بےحرمتی یا گینگ ریپ کی شکار مظلوم خواتین کے نام، ان کے لواحقین کے نام اور تصاویر کی اشاعت اخبارات میں نہ ہو۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

> "کہ صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ایسے

اقدامات کیے جائیں جن کے ذریعے بےحرمتی یا گینگ ریپ کی شکار مظلوم خواتین کے نام' ان کے لواحقین کے نام اور تصاویر کی اشاعت اخبارات میں نہ ہو۔"

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب نے oppose کیا ہے۔ اب خواجہ سعد رفیق صاحب! آپ اس پر بات کریں۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! ایک طرف تو مظلوم خاتون ظلم کا نشانہ بنتی ہے۔ اس کے ساتھ انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے۔ جس کی تلافی ممکن نہیں رہتی اور دوسری طرف ہمارے اخبارات سنسنی اور ہیجان پھیلانے کے لیے ایسی خواتین اور ان کے لواحقین کی تصاویر اور ناموں کی اشاعت کرتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں مظلوم خاتون اور اس کا مظلوم گھرانہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا۔

جناب سپیکر! میں نے جو گزارش کی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی پر زور سفارش کرے کہ ایسی قانون سازی کی جائے کہ بے حرمتی یا گینگ ریپ کی شکار مظلوم خواتین اور ان کے اہل خانہ کے ناموں اور تصاویر کی اشاعت اخبارات میں نہ ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہماری معاشرتی روایات میں جس خاتون یا جس گھرانے کے ساتھ ایسا ظلم ہو جاتا ہے۔وہ ایسی رسوا کن کیفیت سے گزرتے ہیں کہ تاحیات نہ تو سر اٹھانے کے قابل رہتے ہیں اور نہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہتے ہیں۔ مجھے آزادئ صحافت پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں پھر گزارش کروں گا کہ ایسی قانون سازی کی سفارش ضرور کی جانی چاہیے کہ جس کی بنیاد پر لوگ زندہ رہ سکیں۔ ایک ظلم تو ظالم کرتے ہیں اور دوسرا ظلم ان تصویروں اور ناموں کی اشاعت سے اس گھرانے اور اس مظلوم کے ساتھ ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں بھی اس قرارداد پر اپنی گزارشات پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر، آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس نہایت

اہمیت کی حامل قرارداد پہ اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بخشا۔ میں خواجہ صاحب کی اس بات سے متفق ہوں کہ اگر واقعی کسی گھرانے کے ساتھ اس طرح کا واقعہ پیش آئے اور اس کی اخبارات کے ذریعے تشہیر کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے کا جو ماحول ہے۔ ہمارے معاشرے کی ضرورت ہے اور ہمارے ہاں اس بات کو بہت ہی برا سمجھا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو برا سمجھنا بھی چاہیے کہ کسی کی بہو' بہن' بیٹی کے ساتھ اس قسم کا واقعہ پیش آئے تو اس کو اچھالا نہیں جانا چاہیے۔ میں اس کو اور بڑھاتے ہوئے کہتا ہوں۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو اخبارات میں نہیں اچھالنا چاہیے۔ میری اس میں یہ submission ہے کہ جناب سپیکر! ہم اپنی سیاست کو چمکانے کے لیے بھی اس طرح کے کیسوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو غریبوں کا ہمدرد جتلانے کے لیے بھی ہم اس کو سیاسی طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ آئے دن ہمارے دوست ٹی وی پر بھی اس طرح کے اشتہار بازی دیکھ رہے ہیں۔ اس میں میری یہ رائے بھی ہوگی کہ صرف اخبارات تک یہ بات محدود نہیں رہنی چاہیے۔ جو دوسرے میڈیا کے ذرائع ہیں ان پر بھی تشہیر کو روکا جائے اور بہتر منصوبہ بندی سے اس مظلوم طبقے کو بچایا جائے۔ تاکہ ان کے ساتھ جو ظلم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی گاؤں کے چند افراد کو پتا ہوتا ہے۔ جب اخبارات اور ٹی وی پر اس کی اشتہار بازی ہوتی ہے تو پھر پورے صوبے اور پورے ملک کے علاوہ جیسا کہ آج کل ہمارے پی۔ٹی۔وی کی نشریات تقریباً چالیس ملکوں میں دیکھی جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی انٹرنیشنل لیول پر اشتہار بازی ہوتی ہے۔ وہاں بیٹھے ہوئے پاکستانی جو وہاں محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ وہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔شاید' اللہ نہ کرے' ہمارے خاندان کے ساتھ بھی کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔ تو جناب سپیکر! مرکزی حکومت سے اس کی سفارش اس طریقے سے کی جائے کہ اخبارات میں اور پی ٹی وی پر اس کی اشتہار بازی کی پابندی کا کوئی قانون پیش کیا جائے اور خود حکمران بھی اس بات کی احتیاط کریں کہ اس سے کسی مظلوم کی مظلومیت میں کمی کی بجائے اس کی مظلومیت کو اس اشتہار بازی سے اور اپنی سیاست کو چمکانے کی وجہ سے ان کے ساتھ اور زیادہ ظلم نہ ہو۔ مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: جی،مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری: جناب چیئر! آج جو قرارداد جناب سعد رین نے اس ایوان میں پیش کی ہے' وہ میرے نقطۂ نظر سے نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ کسی بھی اقدام سے دو طرح کے مطلب لیے جا سکتے ہیں۔ اچھائیاں اور برائیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ایک نقطۂ نظر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح کی قرارداد آزادئ صحافت میں رکاوٹ پیش کر سکتی ہے۔ دوسرا نقطۂ نظر یہ بھی ہو سکتا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ ضروری ہے' وہ معاشرتی نقطۂ نظر ہے۔ ایک خاتون جس کے ساتھ اس قسم کی کوئی کارروائی ہوتی ہے اورظلم ہوتا ہے۔ ایک طرف تو وہ ظلم کا نشانہ بنتی ہے اور جس وقت اس کو اخباروں میں شائع کیا جاتا ہے۔ اس کے فوٹوگراف اخباروں میں شائع کیے جاتے ہیں اور اس کے سارے معاملات اورساری تفاصیل شائع کی جاتی ہیں تو اس خاتون کی بقیہ زندگی دوبھر ہو جاتی ہے۔ میرے وکالت کے 20 سالہ تجربے میں یہ بات بار بار سامنے آئی ہے کہ ایسی خواتین کی معاشرتی زندگی' ان کی ازدواجی زندگی اور ان کا رہن سہن اخبارات میں شائع ہونے کے بعد دوبھر ہو جاتا ہے۔ ظلم کرنے والوں کے خلاف تو کارروائی بھی ہونی چاہیے اور ان کو سزا بھی ملنی چاہیے۔ ان کو معاشرے کے سامنے بھی لانا چاہیے کہ یہ لوگ اس قسم کے ظلم کرتے ہیں۔ بے شک' ان کے خلاف ہر طرح سے ان کو propagate کیا جائے اور ان کی نشان دہی کی جائے تاکہ عوام ایسے لوگوں کو جانیں اور ان کی بیخ کنی کریں۔ لیکن جو خواتین اس قسم کے مظالم کا نشانہ بنتی ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ ان کو مزید ظلم سے بچانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کی تصاویر' ان کے نام اور ان کی تفاصیل اخبارات میں شائع کرنے سے پرہیز کیا جائے۔ اس امر سے' اس اقدام سے آزادی صحافت میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوگی۔ آزادی صحافت اس بات کے لیے ہے اور پریس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ظلم کی بیخ کنی کی جائے اور ایسے لوگوں کی نشان دہی کی جائے جو مظالم کرتے ہیں' نہ کہ یہ' کہ ایک معمولی سی خبر بھی شائع ہونے کے نتیجے میں ایسے لوگوں کے لیے اپنی باقی زندگی بھی گزارنا دوبھر ہو جائے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی نظر میں' اپنے رشتے داروں کی نظر میں' اپنے ہمسایوں کی نظر میں' اپنے علاقے کی نظر میں گر جائیں اور ان پر ایک دھبہ سا لگ جائے۔ وہ اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کے نتیجے میں مزید مظالم کا شکار ہو جائیں' میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر کوئی پابندی عائد کر دی جائے یا کوئی راستہ اختیار کیا جائے۔ ایسی خبروں کی اشاعت نہ ہونے سے آزادی صحافت میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ اسلام کی عین خدمت ہوگی۔ مذہب کی عین

خدمت ہوگی یا معاشرے کی عین خدمت ہوگی۔ اسلام میں بھی یہ ہے کہ دوسروں کے عیب چھپائے جائیں۔ اگر کسی شخص میں کوئی عیب ہے تو اس کو propagate نہ کیا جائے بلکہ اس کو چھپایا جائے۔ چنانچہ یہ اقدام میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے اصولوں کے عین مطابق ہوگا۔ لہٰذا یہ قرار داد ضرور پاس ہونی چاہیے۔ میری گزارش یہی ہے۔

جناب سپیکر، جی' شکریہ۔ اختر محمود صاحب! میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اس سے پہلے منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! خواجہ سعد نے جو یہ قرار داد پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ جیسے میرے باقی دوستوں نے ابھی اپنی آراء دی ہیں۔ میں بھی ان آراء سے متفق ہوں۔ یہ واقعی صحیح بات ہے کہ ایک تو اس گھر میں ظلم ہو گیا ہوتا ہے اور وہ اپنی اس بے عزتی کو چھپانے کے لیے کوشش میں ہوتے ہیں کہ واقعی ہمارا جیسے معاشرہ ہے کہ ایک گاؤں میں یا ایک شہر میں دوسروں کو پتا نہیں چلنا چاہیے۔ یہ بات درست ہے کہ کرائم رپورٹ ضرور ہونا چاہیے' لیکن آج کل تو خاص طور پر میں کہوں گا کہ موجودہ حکومت نے اسے ایک نمود و نمائش کا ذریعہ بنا لیا ہے اور ہوتا کیا ہے کہ ایک دن گینگ ریپ کی خبر آتی ہے تو دوسرے دن ہیلی کاپٹر کو تیار کر لیا جاتا ہے۔ اس میں ٹیلی وژن اور کیمرہ مین کو سوار کر لیا جاتا ہے اور وہاں پہنچ کر اپنی سیاست چمکانے کے لیے' اپنی سیاسی نمود و نمائش کو اونچا کرنے کے لیے ایک ڈھونگ رچا لیا جاتا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ حکومت اس قسم کے کرائمز پر کنٹرول کرنے کے لیے اپنی پولیس کو زیادہ تیز کرے۔ جیسے میں نے لاء اینڈ آرڈر کی بحث میں بھی ذکر کیا تھا کہ حکومت اپنی رِٹ کرائمز کو کنٹرول کرنے کے لیے کرے نہ کہ اسے اس قسم کی نمائش کا ذریعہ بنائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کرائمز رپورٹ کرنے کی حد تک تو یہ درست ہے' لیکن میں خواجہ سعد رفیق صاحب کی باقی قرارداد کی پُرزور حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' اختر محمود صاحب۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے انتہائی اہم قرارداد پر مجھے اظہارِ خیال کا موقع دیا۔ خواجہ سعد رفیق صاحب نے ایک بڑے سچے جذبے کے ساتھ ایک بہت اہم معاشرتی مسئلے پر اس ایوان کی جانب سے ایک قرار داد پیش کی کہ عام طور پر پسے ہوئے اور مظلوم طبقات کی عورتیں اور خواتین ایک انتہائی گھناؤنے جرم کا نشانہ بنتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جرم اور ظلم کی یہ داستان شاید اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسانیت کی تاریخ ہے۔ لیکن آج کے ہمارے اس دور میں اس مسئلے نے انتہائی سنگین صورت اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ ایک ایسا خاندان اور اس کی ایک ایسی خاتون جو اس ظلم کا نشانہ بنتی ہے' اس کے نام' اس کے لواحقین کے نام اور ان کی تشہیر کسی طور پر بھی مناسب بات نہیں۔ چنانچہ یہ ایوان چاہتا ہے اور یہی وہ محرک جذبہ ہے کہ جس کے تحت یہ قرار داد پیش ہوئی کہ اخبارات میں اس کی اس انداز سے تشہیر نہ کی جائے' جس سے یہ تاثر ابھرتا ہو کہ وہ خاندان جو پہلے ہی ستم رسیدہ ہے' وہ آئندہ کے لیے بھی اور زیادہ مشکلات' مصائب اور مسائل کا شکار ہو جائے۔ یہ ایک بہت ہی سچے جذبے کا اظہار تھا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ایوان کے کچھ معزز اراکین نے اس معاملے کو twist کر کے ایک اور معاملے سے منسلک کرنے کی کوشش کی۔

جناب سپیکر! اس حکومت نے جو مینڈیٹ حاصل کیا اس میں جہاں پر معاشرتی اور معاشی مسائل حل کرنے کا عزم شامل ہے' اس میں قوم کے سامنے ہم نے یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم مظلوم کی داد رسی بھی کریں گے اور ظالم کی سرکوبی کریں گے۔ چنانچہ اسی بات کا یہ تقاضا ہے کہ جب ذمہ دار لوگ اس ظلم کے خلاف حکومتی مشینری کو استعمال کرتے ہوئے مظلوم کی دہلیز پر انصاف دلانے کے لیے جاتے ہیں تو میرے کچھ دوست اس معاملے کو سراہنے کی بجائے اور اسے اس عہد کو نبھانے کی طرف ایک بروقت اور مناسب اقدام قرار دینے کی بجائے اسے منفی معنی پہناتے ہیں۔ یقیناً تمام اعمال کا تعلق نیتوں سے ہے۔ اگر ہماری نیت یہ ہو کہ ہم نے اس خاندان کو اور اس فردِ معاشرہ کو انصاف دلانا ہے اور ان تمام لوگوں کو جو معاشرے میں رہتے بستے ہیں یہ احساس بھی دلانا ہے کہ انصاف نہ صرف ہو رہا ہے' بلکہ ہوتا ہوا نظر بھی آ رہا ہے اور یہ کہ ہم انصاف دلانے میں کسی تاخیر کے روادار نہیں۔ یہی وہ بنیادی جذبہ ہے جس کے تحت ظالم کی سرکوبی کے لیے' مظلوم کی امداد کے لیے' اس کی حق رسی کے لیے' اس کی داد رسی کے لیے جب کوئی اقدام کیا جائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس کی تحسین کریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ جس جذبے کے تحت یہ قرار داد پیش کی گئی ہے وہ یقیناً قابلِ تحسین ہے اور اس ایوان میں ہم بیٹھے ہوئے تمام لوگ' جو ایوان کے اُس جانب ہیں یا اِس جانب ہیں' انھیں گویا اس قرارداد کے پس منظر اور اس کے محرک جذبے کی قدر کرنی چاہیے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی

میں اپنے فاضل دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ،

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل شرط تکمیلِ تمنا کے لیے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

میں اس قرار داد کی پُرزور حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب اس کے اوپر کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ اب لاءمنسٹر صاحب اس کے اوپر بات کریں۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! جس طرح کہ معزز رکن نے یہ قرارداد پیش کی میں سمجھتا ہوں کہ جس جذبے کے تحت یہ قرارداد پیش کی یا ان کے ذہن میں جو بات تھی اس کو پیش نظر رکھ کر انھوں نے یہ قرارداد پیش کی اس لحاظ سے میں کلی طور پر ان سے بھی اتفاق کرتا ہوں اور ان کے جذبات سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جس طرح اختر محمود صاحب فرما رہے تھے کہ محرک جس نے یہ قرارداد پیش کی اس کی نیت اور اس کے جذبات سے ہٹ کر جس طرح ہر بات کو ایک سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہاں پر یہ تاثر دیا گیا کہ اخبارات میں بے حرمتی کے حوالے سے' گینگ ریپ کے حوالے سے خبروں کے آنے کا شاید یہ سارا سلسلہ صرف سیاست کو چمکانے کے لیے کیا جاتا ہے ۔ میں معزز اراکین اور بالخصوص اپوزیشن کے اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بات جو آج وہ ایوان میں کہہ رہے ہیں کہ کہیں خبر آتی ہے تو ہیلی کاپٹر تیار ہو جاتا ہے ' کیمرہ ٹیم تیار ہو جاتی ہے اور وہاں پر حکمران پہنچ جاتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کاش یہ بات وہ ان لوگوں کے پاس پہنچ کر کہیں جن لوگوں کے ساتھ یہ ظلم ہوا ہوتا ہے' جن کے ساتھ زیادتی کی ہوتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ انھیں لوگوں کے احساسات اور جذبات کا بھی اندازہ ہوگا جو اس بات کی توقع کر رہے ہوتے ہیں کہ کاش! حکمران ان کی بات آ کر سنیں۔ جناب سپیکر! ماضی میں یہ روایت رہی ہے کہ ہمارے حکمران ہیلی کاپٹر اور جہاز کو جن مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ نہ آپ سے پوشیدہ ہیں اور نہ مجھ سے۔ جناب والا! حال ہی میں ہمارے اس صوبے میں جو حکمران رہے

ہیں ان کے [illegible]

کے متعلق ایک مذاق بن چکا تھا کہ جہاز تیار ہونا چاہیے' خاندان وہاں پر پہلے سے موجود ہوتا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے ہماری حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ اگر ہم جہاز استعمال کرتے ہیں یا ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں تو یہ مظلوموں تک پہنچنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور ان مظلوموں کی دہلیز تک انصاف پہنچانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس امر سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ پرنٹ میڈیا اگر کسی واقعے کی خبر چھاپتا ہے' اس کی خبر اخبار میں آتی ہے تو پھر اس پر ایکشن کیا ہوتا ہے؟ لہٰذا آج اگر ہم صرف اس بات کا تجزیہ کرلیں کہ اخبارات میں خبر آنے کے بعد اس پر کتنا ایکشن ہوا اور اس حوالے سے لوگوں کو کتنا انصاف ملا؟ پھر میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرے بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ مثبت طریقے سے اگر خبر اخبار میں آئے اور مظلوم کو انصاف ملے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر میں نے اس کی مخالفت کی تھی تو ٹیکنیکل بنیادوں پر کی تھی انھوں نے یہ فرمایا کہ اخبارات کو منع کیا جائے ۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اگر آپ اخبارات کو منع کر دیں گے تو رسائل؟ جو WEEKLY نکلتے ہیں ان کو کون منع کرے گا؟ وہ یہ خبر چھاپیں گے' وہ یہ تصویر بھی چھاپیں گے۔ اس لیے یہ قرارداد اتنی comprehensive نہیں تھی اور میں نے بھی اسی لیے کہا تھا۔ اسی طرح سے ٹیلی وژن ہے ٹیلی وژن کا تو انھوں نے ذکر ہی نہیں کیا کہ ٹیلی وژن کو بھی منع کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے ذہنوں میں کچھ ابہام ہوتا ہے' لہٰذا بعض جگہوں پر بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک ان کی تشہیر نہ کی جائے تو وہ ابہام دور نہیں ہو سکتا' اس لیے اس کی تشہیر بھی ضروری ہوتی ہے۔ اگر ہم اس پر اس طرح سے پابندی لگا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنھیں انصاف بھی نہیں مل سکے گا اور وہ حکمرانوں کے نوٹس میں بھی نہ آ سکیں گے۔ میں اپنی حکومت کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کی تو عوام کے ساتھ ایک commitment ہے کہ ہم نے سابقہ دور میں بھی اور آج بھی اس بات کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ جہاں ظلم ہوگا وہاں حکمران پہنچیں گے اور وہاں پر ظلم کا ازالہ کیا جائے گا اور ملزمان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے گا۔ لیکن بعض معاملات میں' جس طرح میں نے سابقہ حکومتوں کا ذکر کیا' جب تک اخبارات میں خبر نہیں

آتی ہی تو انھیں خبر بھی نہیں ہوتی تھی اور وہ بھی انھیں پڑھ کر سنایا جاتا تھا کہ یہ واقعہ ہو گیا ہے تب انھیں علم ہوتا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی خبر کے آنے کا بھی اپنا رول ہے لیکن اس کے باوجود جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ قرارداد چونکہ comprehensive نہیں تھی اور اس میں محکمے کی طرف سے جو point of view تھا اسے میں پڑھ کر جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ "بہرصورت اس معزز ایوان کی رائے کے احترام میں محکمہ اطلاعات ان کے اس نقطہ نظر کو حسب ہدایت مرکزی وزارت اطلاعات و میڈیا ڈویلپمنٹ تک پہنچا کر اس امر کی درخواست کرے گا کہ وہ اخبارات کی مختلف تنظیموں کی وساطت سے اخبارات کو معزز ایوان کے اس نقطۂ نظر سے آگاہ کرے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو scandalize نہ کیا جائے۔ "اس حد تک تو میں اتفاق کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر! اس کا بالکل بلیک آؤٹ کرنا' اس بارے میں تو ہمارا کوئی قانون نہیں کہ ہم اخبارات پر پابندی لگا سکتے ہیں' اس لیے معزز رکن سے میری یہ استدعا ہوگی کہ محکمہ اطلاعات کے حوالے سے میں ایک کمیٹی فوری طور پر consitutue کروں گا جس میں معزز رکن کو شامل کیا جائے گا۔ اگر ہمارا کوئی اور معزز رکن بھی اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہتا ہے اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ایک comprehensive قرارداد لائی جائے اور وہ قرارداد لائی جائے جو قابل عمل ہو۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ویسے پریس کی آزادی کے حوالے سے بھی اس میں کافی مشکلات ہیں اور آپ پریس کو پابند نہیں کر سکتے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں نے اسی لیے تنظیموں کی بات پر زور دیا تھا' کیونکہ حکومت کے پاس ایسا کوئی قانون نہیں کہ ہم پریس کو پابند کر سکیں۔

خواجہ سعد رفیق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اس بارے میں کافی بات کی ہے اور انھوں نے ایک کمیٹی بنانے کا بھی یقین دلایا ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں' لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قرارداد میں میں نے کہیں بھی یہ درخواست نہیں کی کہ جرم کی خبر کو شائع نہ کیا جائے۔ اس پر یہ emphasis ہے کہ مظلوم خاتون اور اس کے گھرانے کے نام اور تصاویر کی اشاعت نہ ہو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ-----

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! اس میں آپ یہ دیکھیں کہ حکومت کے پاس پریس پر پابندی لگانے کا

کوئی قانون نہیں۔ وزیر قانون صاحب کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ایوان میں جو تقاریر ہوئیں اور جو آپ کے جذبات ہیں ان کی تنظیموں کو بتایا جا سکے تاکہ وہ خواتین' جن کے نام اور جن کی تصاویر آتی ہیں' بعد میں ان خواتین کے لیے مسئلہ بنتا ہے۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دیں جس کی سفارشات مؤثر ہوں اور ان پر عمل کیا جا سکے تو اس سے میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ یہی انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ بالکل ایسی کمیٹی بنانے کے لیے تیار ہیں۔

خواجہ سعد رفیق، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، تو آپ پھر یہ قرارداد واپس لیتے ہیں۔

خواجہ سعد رفیق، ٹھیک ہے جی۔ انھوں نے یقین دلا دیا کہ وہ ایک کمیٹی بنائیں گے جس میں اس ایوان کے معزز اراکین شامل ہوں گے۔ ویسے اسے مزید compehensive بنانے کی گنجائش ہے۔

جناب سپیکر، اس کو بہتر انداز میں کرنے کی کافی گنجائش ہے تاکہ آپ کا مقصد بھی اور دوسرے مقاصد بھی اس میں آ سکیں۔

خواجہ سعد رفیق، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب آپ اس قرارداد کو واپس لے رہے ہیں' لہٰذا اب اس میں ہاؤس کی اجازت لینی پڑے گی۔ کیا ایوان اس کی اجازت دیتا ہے؟ (اجازت دی گئی) یہ قرارداد واپس ہوئی۔ اب ایجنڈے پر دوسری کوئی کارروائی نہیں' اس لیے اجلاس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

بدھ' 22۔ اکتوبر 1997ء

(چہار شنبہ' 19 ۔ جمادی الثانی 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح زیر صدارت

جناب ڈپٹی سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ o وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ o اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ o فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ o اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَیَانَ o اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ o وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدٰنِ o وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِیْزَانَ o اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ o وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ o

سورۃ القمر آیت نمبر 52 تا 55 سورۃ الرحمٰن آیت 1 تا 9

اور جو کچھ انھوں نے کیا ان کے اعمال ناموں میں مندرج ہےo (یعنی) ہر چھوٹا اور بڑا کام لکھ دیا گیا ہےo جو پرہیز گار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گےo (یعنی) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میںo اللہ (جو) نہایت مہربانo اسی نے قران کی تعلیم فرمائیo اسی نے انسان کو پیدا کیاo اسی نے اس کو بولنا سکھایاo سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیںo اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیںo اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کیo کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کروo اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو۔وما علینا الا البلاغo

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ وقفۂ سوالات شروع ہونے والا ہے۔ آج محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی کے سوالات دیے جانے ہیں اور بعض سوالات ایسے ہیں جن کا جواب دیر سے موصول ہوا تھا اور ہم نے لیٹ سرکولیٹ کیا ہے۔ اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ صاحب! آپ چاہتے ہیں کہ ان کو آج نہ لیا جائے؟

وزیر قانون ، ٹیک اپ کیا جائے۔ میں نے یہ اس لیے عرض کیا ہے کہ بعض ممبران اگر یہ اعتراض کریں کہ جواب دیر سے سرکولیٹ ہوئے ہیں تو اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ کچھ سوالات کے جوابات لیٹ آئے تھے۔ تو ان کے جوابات سیٹوں پر رکھ دیے گئے ہیں۔ شاید جو طبع شدہ جوابات سیٹوں پر پڑے ہیں ان کے جوابات مختلف ہوں تو معزز ممبران یہ بات ذہن میں رکھیں تاکہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہو۔ اب ہم سب سے پہلے راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا سوال لیتے ہیں۔

قرار داد تعزیت

ملتان کے دینی مدارس کے طلباء کی شہادت پر دعائے مغفرت

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ملتان میں جو دینی مدارس کے طلباء شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت کر لی جائے۔وزیر قانون صاحب کو دعا پر کوئی اعتراض ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، مولانا صاحب پوچھ رہے ہیں کہ آپ کو دعا پر کوئی اعتراض ہے ؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! مجھے دعا پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس طرح کے واقعات ہر روز ہو رہے ہیں اور پھر جیسا کہ جناب کے علم میں بھی ہے پنجاب میں بالخصوص گزشتہ چار پانچ مہینے سے دہشت گردی کی فضا قائم ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں اس حوالے سے جتنے بھی لوگ آج تک ان واقعات میں ہلاک ہوئے ہیں ان سب کے لیے مغفرت کر لی جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ ویسے ایک چیز میں معزز اراکین کی خدمت میں عرض

کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی جو صحیح روایات ہیں وہ تو یہ رہی ہیں کہ اگر کوئی معزز رکن وفات پا جائے تو اس کے لیے یہاں پر دعائے مغفرت ہوتی ہے یا کوئی سابقہ ممبر اسمبلی قضائے الٰہی سے وفات پا جائے تو اس کے لیے مغفرت کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ کافی عرصے سے یہ رسم چلی آ رہی ہے کہ کوئی بھی ایسا شخص فوت ہو جائے تو اس کے لیے دعائے مغفرت ہوتی ہے۔ مولانا صاحب! راجہ صاحب نے تو آپ کی بات پر یہ کہا ہے کہ ان کے لیے ہی نہیں' بلکہ پچھلے چند ماہ میں جتنے بھی لوگ مختلف حادثات میں فوت ہوئے ہیں ان سب کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ دعائے مغفرت کر لی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی)

جناب ڈپٹی سپیکر، پیر شجاعت حسنین قریشی سوال نمبر 14 ہے۔ واپس لیا گیا۔ راجا محمد جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 58

سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ

*58۔ راجا محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) GOR, I , II, III میں کتنے سرکاری گھر ہیں اور یہ کن افسران کو الاٹ ہیں۔

(ب) ان گھروں میں یہ افسران کتنے عرصہ سے رہائش پذیر ہیں اور ان کی موجودہ تعیناتی کس جگہ ہے۔

(ج) جو افسران صوبہ سے تبدیل ہو کر جا چکے ہیں اور دوسرے صوبوں یا اسلام آباد میں گھر الاٹ کرا چکے ہیں ان سے رہائش گاہیں خالی نہ کرانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جی۔او۔آر 111,11,1 میں کل 658 گھر ہیں۔ یہ جن افسران کو الاٹ ہیں ان کی فہرست*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان گھروں میں رہائش پذیر افسران کا عرصہ رہائش اور جگہ تعیناتی کی فہرست بھی*** ایوان کی

(***فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس بارے میں عرض ہے کہ جو افسران صوبہ پنجاب سے تبدیل ہو کر جا چکے ہیں۔ ان سے ضابطے کے مطابق گھر خالی کروانے کے لیے کارروائی ہو رہی ہے۔ تاہم کچھ افسران نے عدالتوں بشمول عدالت عظمیٰ و عدالت عالیہ سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔ جبکہ چند افسران مجاز اتھارٹی کی اجازت سے ان گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (ج) کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ کچھ افسران نے عدالتوں بشمول عدالت عظمیٰ و عدالت عالیہ سے رجوع کر کے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔ جبکہ چند افسران مجاز اتھارٹی کی اجازت سے ان گھروں میں رہائش پذیر ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن لوگوں کو مجاز اتھارٹی نے اجازت دی ہوئی ہے اور جن کو نہیں دی ان افسران میں کیا فرق ہے؟

وزیر قانون ،جناب والا! بعض ایسے کیس ہیں جہاں پر مجاز اتھارٹی نے اجازت دی ہے۔ وہ مخصوص حالات کے تحت اجازت دی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی افسر دوران ملازمت فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے بچوں کو فوری طور پر رہائش کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک کوئی متبادل بندوبست نہ ہو جائے مجاز اتھارٹی اس وقت اجازت دے سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، میرا سوال یہ ہے کہ اس میں جس استثنیٰ کا ذکر انھوں نے کیا ہے اس کے علاوہ وہ کون سے مخصوص حالات ہیں۔ جن کی بناء پر چند افراد کو وہاں پر رہنے کی اجازت دی گئی ہے جب کہ دیگر کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔

وزیر قانون ،جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرنی چاہوں گا کہ بڑے واضح طور پر ایک پالیسی سامنے آئی ہے اور اب عدالتوں میں بھی یہ معاملات ٹیک اپ ہو رہے ہیں' الاٹمنٹ بالکل میرٹ کے مطابق ہو رہی ہے۔ جن لوگوں کا استحقاق نہیں بنتا ان کو قطعی طور پر الاٹمنٹ نہیں کی جا رہی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت شاید ہی کوئی ایسے افراد ہوں جنھیں خصوصی طور پر یہ رعایت دی گئی ہو۔ ورنہ اب جو لوگ میرٹ پر آتے ہیں ان کو الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔ میرٹ کے علاوہ الاٹمنٹ نہیں کی جاتی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! وزیر موصوف نے اب جو فرمایا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسے لوگ ہوں گے۔

تو یہ "شاید" والا جواب definite نہیں ہے' اس کو پینڈنگ فرمالیں۔ اور اس کا جو حتمی جواب ہے وہ جائیں کہ آیا ایسے ہے یا نہیں ہے؟ "شاید" والی بات تو پھر ابہام ہوگیا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بعض افسران ایسے بھی ہوتے ہیں جو وفاقی حکومت میں چلے جاتے ہیں۔ جب تک وفاقی حکومت انھیں وہاں پر رہائش فراہم نہ کرے۔ اس وقت تک صوبے کی رہائش ان سے خالی نہیں کروائی جاسکتی۔ اس قسم کے کیسز ہوسکتے ہیں۔ بہرحال' ایسی کوئی discrimination نہیں کہ چند افراد کو اجازت دے دی گئی ہو اور چند افراد کو اجازت نہ دی گئی ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ ایسے اور ویسے کی تفصیل تو چاہی گئی ہے۔ یہ اس سوال کی تفصیل نہیں اور حتمی جواب نہیں۔ ایسے کون سے ہیں اور ویسے کون سے ہیں تاکہ ان میں جو فرق ہے وہ ایوان کو معلوم ہوسکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے لیے یا تو پھر آپ یہ سوال پوچھ لیں کہ ان کے نام جانتے جائیں اور باقاعدہ ایک فہرست دے دی جائے کہ جن کو وفاقی حکومت میں ابھی تک جگہ نہیں ملی اور انھوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ اسی سوال کے زمرے میں آتا ہے۔ انھوں نے جواب بڑا مختصر دیا ہے۔ یہ ایسے اور ویسے کے بارے میں خود بہتر جانتے ہیں۔ یہ اس کا فرق نکال کر جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ بعد میں ان سے مل لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں صحیح اعداد و شمار دے دیتا ہوں۔ جناب والا! اس وقت 11 افسران ایسے ہیں جو لاہور سے باہر دوسرے شہروں میں تبدیل ہوچکے ہیں اور انھوں نے یہاں پر سرکاری گھر رکھے ہوئے ہیں۔ اور 14 افسران ایسے ہیں جو وفاقی حکومت میں تبدیل ہوچکے ہیں اور یہاں پر سرکاری گھر رکھے ہوئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! انھوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ان سے ضابطے کے مطابق گھر خالی کروانے کے لیے کارروائی ہو رہی ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ کارروائی کتنے سال سے' کتنے مہینوں سے کس کس افسر کے خلاف ہو رہی ہے اور یہ in process ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ general question ہے۔ اور اس سلسلے میں باقاعدہ کارروائی ہو رہی ہے اور ہم گھر خالی کروا بھی رہے ہیں اور اس سلسلے میں جن لوگوں نے عدالتوں سے رجوع کیا ہوا ہے'

جیسے کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ عدالتوں سے stay orders لیے ہوئے ہیں ان کو بھی vacate کروانے کے لیے کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس کے لیے آپ fresh question دے دیں۔ یہ جو آپ پوچھ رہے ہیں کہ کس کس کے خلاف کیا کیا کارروائی ہو رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، اس سوال میں یہ معاملہ بڑی تفصیل کے ساتھ پوچھا گیاہے۔ لیکن انھوں نے اس کے جواب کو بڑا مختصر کر دیا۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو وہ کتنے سال سے اور کتنے مہینوں سے ہو رہی ہے؛ بعض افسران ہمارے بھی نوٹس میں ہیں وہ کئی کئی سال سے لاہور سے باہر تعینات ہیں اور گھر ان کے پاس یہاں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ اس کے لیے fresh question دے دیں۔ اور یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں بھی رہا ہے۔ انھوں نے بھی کہا تھا کہ جو زیادہ دیر سے غیر قانونی طور پر ہیں ان کو نکال دیں۔ میرا خیال ہے کہ کافی لوگ شفٹ ہوئے تھے۔ اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے نیا سوال دیں تا کہ ہاؤس کو پتا چل جائے کہ واقعی ایسے ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! جزو (ج) کے جواب میں اس کا پہلا حصہ اور جو دوسرا حصہ discuss ہوا ہے۔ ان دونوں کا جواب انھیں تفصیلاً دینا چاہیے۔ یہ حتمی جواب نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جی وہ ایسے تھے وہ ویسے تھے اور یہ کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ تو جناب' کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اس کاجواب دیتے ہیں میں نے عرض کیا ہے کہ اس ضمنی سوال کی بجائے نیا سوال دے دیں تا کہ اس کی تفصیل آ جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، پھر میں آپ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروانی چاہوں گا کہ یہ سوال 12-03-1997 کو کیا گیا تھا۔ اور اب یہ دسواں مہینہ ہے ۔ جب دوبارہ سوال کیا جائے گا تو میرا خیال ہے کہ پھر 1998ء کے آخر میں ہی اس کی باری آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اس کو جلدی لے آئیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان، چاہیے تو یہ کہ آپ ان کو کہیں کہ اسے پینڈنگ کرکے پندرہ بیس دنوں میں اس کا سارا procedure کرکے جلد از جلد اس کا جواب لائیں۔ ہاؤس کی کارروائی تو پھر اسی صورت میں meaning full ہوسکتی ہے۔ اگر آپ نہیں چاہتے تو میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، نہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ پتا چلے۔ لیکن اس میں جو procedure adopt کرتے ہیں وہ ایسا ہو کہ جس میں وہ جواب آسکے۔ اب پھر وہ جواب لیٹ ہوگا تو آپ فرمائیں گے کہ جواب نہیں آیا۔ بات تھوڑی سی غلط ہو جاتی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! کوئی specific سوال کریں۔ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کارروائی کب سے شروع ہوئی۔ کتنے گھروں کے متعلق شروع ہوئی۔ کون سے گھر کے متعلق شروع ہوئی۔ specific پوچھیں تو میں بتانے کے لیے تیار ہوں۔ اب مثال کے طور پر چودہ یاپندرہ گھر ہیں ان کے متعلق گھر خالی کروانے کی کارروائی ہو رہی ہے تو میں کس کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ یہ کارروائی کب سے شروع ہے۔ اس لیے وہ specific سوال کریں' میں specific جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہر حال' آپ کوشش کریں کہ رانا صاحب کو اس کا جواب مل جائے۔ یہ کارروائی کب سے شروع ہوئی؛ میرا خیال ہے کہ یہ آپ بعد میں بھی بتا سکتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب۔ نہیں ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب۔۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان، 88

جناب ڈپٹی سپیکر، 88

صوبائی محتسب کو بااختیار بنانے کے اقدامات

*88۔میاں عبدالستار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا حکومت صوبائی محتسب کو مزید بااختیار بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

پنجاب میں دفتر صوبائی محتسب کا قیام' دفتر محتسب پنجاب آرڈیننس 1996، مجریہ 30 ستمبر 1996، کے ذریعے عمل میں آیا۔ بعد ازاں صوبائی اسمبلی پنجاب نے دفتر محتسب پنجاب ایکٹ1997، پاس کیا جو 30۔ جون 1997، کو جاری کیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت صوبائی محتسب پنجاب کے اختیارات واضح ہیں۔ ان میں مزید اضافہ یا ترمیم کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ یہ دونوں سوال ایک جو اس سے پہلے take up ہوا اور یہ ایک سوال۔ یہ 12-03-1997 اور 27-03-1997 کو سیکرٹریٹ میں موصول ہوئے ہیں۔ اور ان کا جواب تقریباً سات ماہ کے بعد آ رہا ہے۔ تو جو رولز آف پروسیجر ہیں ان کے مطابق اس سلسلے میں کوئی عرصہ مقرر ہے، کوئی ٹائم مقرر ہے کہ کتنی دیر میں سوالات کے جوابات آ جانے چاہییں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ بھی بجا فرماتے ہیں کہ یہ لیٹ آتے ہیں۔ ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں بھی لے آؤں۔ کہ بعض سوالات میرے معزز اراکین ایسے کرتے ہیں کہ جن کا جواب دینے کے لیے، یقین جانیے کہ میں نے تو پالیسی یہ رکھی ہوئی ہے کہ انفرمیشن کے لیے تقریباً سارے سوال بھیج دیتا ہوں۔ آپ میرے پاس کسی وقت تشریف لائیں۔ میں آپ کو دکھاؤں کہ بعض معزز اراکین کے ایسے ایسے سوالات تھے کہ ان کے جوابات کے لیے کم ازکم ڈیڑھ ڈیڑھ سال کا عرصہ چاہیے، پھر جواب آئے۔ بعض اوقات یہ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ آپ کا پوائنٹ بڑا valid ہے کہ تیسرے مہینے میں سوال گیا۔ اور اس کا جواب پھر بھی اتنا لیٹ آیا۔ اس سے پہلے بھی کافی دفعہ مختلف محکموں کو یہ کہا گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب خاص طور پر نوٹ فرمائیں۔ یہ تمام محکمہ جات کو کہیں کہ جب ان کے پاس سوال پہنچ جائے، یہاں ہاؤس سے جانے کے پندرہ بیس دن کے اندر اس کا جواب آنا چاہیے۔ یہ ادارہ سپریم ہے اس کی طرف سے جانے والے سوالات کو priority ملنی چاہیے۔ وہ باقی کے کام چھوڑ کر یہ جوابات دیں۔ آپ مہربانی کرکے تمام محکمہ جات کو لکھیے، بلکہ میٹنگ بلا کر کہیے کہ آئندہ جوابات لیٹ نہ ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہی جو سوال نمبر 88 ہے۔ اس میں تو کسی ایسی تفصیل کے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا۔ اور آپ یہ نوٹ فرمائیں کہ یہ 27-03-1997 کو سوال دیا گیا اور اس کی تاریخ ترسیل 04-04-1997 ہے۔ اورجو جواب موصول ہوا ہے وہ 20-10-1997 ہے۔ یعنی یہ صرف چار لائنوں کا جواب ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا اس محکمے، یا متعلقہ ذمہ داران، جنھوں نے تقریباً سات ماہ بعد یہ چار لائنوں کا جواب بھیجا ہے، یہ ان سے پوچھ گچھ کرنے کو تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس پہ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

پولیس ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات کی تفصیل

*252۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ پولیس کے سب انسپکٹر اور اس سے اوپر رینک کے کتنے افسران کے خلاف عرصہ سال 1992ء تا ماہ اپریل 1997ء کے دوران انکوائری کے بعد محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہوئے۔

(ب) جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی اور اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جنوری 1992ء سے لے کر اپریل 1997ء تک انکوائری مکمل کرنے کے بعد محکمہ پولیس کے سب انسپکٹر اور اس سے اوپر رینک کے افسران کے خلاف 1289 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔

(ب) جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے مقدمہ درج رجسٹر کرنے کے بعد انٹی کرپشن رولز 1985ء کے ذیلی رول (10) کے تحت ملزم کی مجاز اتھارٹی کو اطلاع دی جاتی ہے اور ساتھ FIR کی کاپی بھی بھیجی جاتی ہے۔ تاہم محکمہ جات کی جانب سے ملزمان کے خلاف کی جانے والی محکمانہ کارروائی کے متعلق کوئی جواب موصول نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کا حال بھی پہلے سوالوں کے جواب جیسا ہی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ 1992ء سے 1997ء تک 1289 سب انسپکٹر اور اس سے اوپر کے رینک کے افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ اور جز (ب) میں یہ جواب ہے کہ ان ملزمان کے خلاف جو مقدمات درج ہوئے تو انٹی کرپشن رولز 1985ء کے ذیلی رول 10 کے تحت ملزم کی مجاز اتھارٹی کو اطلاع دی جاتی ہے اور ساتھ ایف آئی آر کی کاپی بھی بھیجی جاتی ہے۔ تاہم محکمہ جات کی جانب سے ملزمان کے خلاف کی جانے والی کارروائی سے متعلق کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس میں اگر کوئی کارروائی ہوتی تو جواب موصول ہوتا۔ یعنی ہمارے محکمہ جات کی یہ حالت زار ہے۔ کہ وہ لوگ جن کے خلاف کرپشن کے الزامات ثابت ہو گئے اور ان کے محکمہ جات کو اطلاع کر دی گئی کہ یہ لوگ کرپٹ ہیں۔ ان کے محکموں میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اور

یہی وجہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ رشوت اور کرپشن میں غرق ہوتا جا رہا ہے۔۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ رولنگ چاہوں گا کہ محترم یہ ضمنی سوال کر رہے ہیں یا تقریر فرما رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ جائز ہے۔ راجہ صاحب! معزز رکن یہ بتا رہے ہیں کہ ان کے خلاف اگر کارروائی ہوئی ہے تو انھوں نے کیوں نہیں بھیجی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال کریں کہ ہم نے یہ جواب کیوں نہیں دیا تو میں اس کی وضاحت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں اپنا ضمنی سوال کرنے سے پہلے اس کی تھوڑی سی بیک گراؤنڈ اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ جب میں کوئی بات کرتا ہوں تو وہ ان کے سر کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ان کو سمجھ آجائے اور وہ اس کا جواب دے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بہت سمجھتے ہیں اب آپ سوال کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، پہلے سوالات کے ضمنی جوابات کے بارے میں آپ نے نوٹ فرمایا ہوگا۔ تو جناب سپیکر!1289 کرپٹ افسران جو کہ اس وقت سب انسپکٹر اور انسپکٹر تھے۔ اب وہ ڈی ایس پی اور ایس پی ہو چکے ہوں گے۔ تو محکمانہ طور پہ ان کے خلاف جو کارروائی ہوئی ہے۔ اگر اس کا جواب اس محکمے کو موصول نہیں ہوا تو میں چاہوں گا کہ اس کا جواب لے کر ایوان میں پیش کیا جائے اور اس سوال کے جواب کو مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ اگر ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے تو وہ کیوں نہیں جانی گئی۔ اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اگر یہ آپ کے پاس ہے تو ابھی جواب دے دیں ورنہ ان سے جواب لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ محکمہ انٹی کرپشن سے سوال کر رہے ہیں۔ ان کا سوال یہ ہے کہ جن افسران

کے خلاف----

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے یہ سوال محکمہ انٹی کرپشن سے نہیں کیا۔ وزیر موصوف اسے ذرا دیکھ لیں میں نے اس سوال کا جواب کوئی ڈائرکٹر انٹی کرپشن سے پوچھا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' آپ نے صحیح فرمایا۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ انٹی کرپشن سے متعلقہ سوال پوچھ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ تو سب سے متعلقہ ہے۔ اس سے متعلقہ والی بات تو کوئی نہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز رکن ویسے ہی بحث میں الجھنا چاہتے ہیں تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ محکمہ انٹی کرپشن سے ہی انھوں نے محکمہ پولیس کے متعلق پوچھا ہے۔ ہم نے یہ جواب دیا ہے کہ جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی ہے؛ ہم نے جواب یہ دیا ہے کہ جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ مقدمہ درج رجسٹر کرنے کے بعد انٹی کرپشن رولز 1985ء کے ذیلی رول 10 کے تحت ملزم کی مجاز اتھارٹی کو اطلاع دی جاتی ہے۔ہم نے محکمے کو اطلاع دے دی۔ ایف آئی آر کی نقل بھی بھیج دی۔ اب ہم نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ ان کے خلاف کارروائی کر کے ہمیں جواب بھی دیں۔ اگر معزز رکن یہ چاہتے ہیں کہ انھیں محکمانہ کارروائی سے بھی آگاہ کیا جائے۔ تو اس کے لیے سوال دیں' ہم انھیں تفصیل فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ پوچھا ہے کہ پولیس کے محکمے کے سب انسپکٹر اور اس کے اوپر کے رینک کے آدمی تھے ان کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن نے مقدمات درج کیے۔ ان کے خلاف کارروائی اور پھر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کیا ہوئی؟ اب ان کے خلاف جو محکمانہ کارروائی کا لفظ ہے وہ انٹی کرپشن سے متعلقہ ہے؟ وہ انٹی کرپشن سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ وہ ان کے محکمے سے متعلقہ ہے۔ یا تو میں نے یہ پوچھا ہوتا کہ محکمہ انٹی کرپشن نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟ میں نے پوچھا ہے کہ ان کے محکمے نے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کیا کی ہے؟ تو اس محکمے سے مراد پولیس کا اپنا محکمہ ہے۔ یہ اس سوال سے بالکل واضح ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے پوچھ لیں کہ محکمانہ کارروائی کیا ہوئی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انٹی کرپشن کی کارروائی تک تو ہم نے بتا دیا۔ اب محکمانہ کارروائی مختلف محکموں سے لینی پڑے گی۔ اس کا جواب انٹی کرپشن کے پاس نہیں۔ اس لیے اگر وہ نیا سوال کریں گے تو ہم وہ معلومات بھی فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انٹی کرپشن کے پاس تو اس کا جواب نہیں' لیکن حکومت کے پاس تو اس کا جواب ہے۔ میں سوال حکومت سے کر رہا ہوں' انٹی کرپشن کے محکمے سے تو نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! اس کے لیے تو پھر محکمے سے پوچھنا پڑے گا۔ آپ سوال دیں گے تو جواب آئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے یہ سوال دیا ہے۔ میں نے یہ سوال اسسٹنٹ ڈائرکٹر انٹی کرپشن سے نہیں کیا' بلکہ حکومت سے کیا ہے۔ میں نے حکومت سے پوچھا ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ دوسرے محکمے حکومت سندھ یا وفاقی حکومت کے ماتحت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' صحیح ہے۔ راجہ صاحب! ان کا جز (ب) یہ ہے کہ جن افسران کے خلاف مقدمہ درج ہوا ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں پھر عرض کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے 1289 افراد کے متعلق پوچھا۔ ہم نے بتایا کہ کیا کارروائی ہوئی۔ اب 1289 افراد کے خلاف کارروائی سے متعلق ان کے متعلقہ محکمہ جات کو جو معلومات بھیجی ہیں۔ اس کا جواب اس محکمے کے پاس نہیں آتا جس نے 1289 مقدمات درج کیے ہیں۔ اگر حکومت سے یہ سوال کریں گے تو ہم اس کا نیا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! انھوں نے صرف ایک محکمے پولیس کے متعلق سوال کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں اپنا سوال پڑھ دیتا ہوں۔ سوال 252 ہے،

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے (یہ یہاں سے شروع ہوتا ہے یہاں پر ڈائرکٹر انٹی کرپشن یا انٹی کرپشن کے محکمے کا نام نہیں ہے' پھر اس کے بعد (الف) ہے کہ،

(الف) محکمہ پولیس کے سب انسپکٹر اور اس کے اوپر رینک کے کتنے افسران کے خلاف عرصہ سال 1992ء تا ماہ اپریل 1997ء کے دوران انکوائری کے بعد محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج ہوئے۔ (یہ انٹی کرپشن سے متعلقہ ہوگیا)۔

(ب) جن افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی ہوئی۔ اور میں

چیف ایگزیکٹو سے پوچھ رہا ہوں۔ میں انٹی کرپشن کے محکمے سے تو نہیں پوچھ رہا۔ یہ بڑی واضح بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے' آپ تشریف رکھیں ۔ راجہ صاحب! ان سے یہ منگوا لیں کہ انھوں نے کیا کارروائی کی ہے۔ قائد حزب اختلاف! فرمائیے جناب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس ساری بحث کے بعد میں وزیر قانون سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ انٹی کرپشن کا انتظامی محکمہ کون سا ہے؟

وزیر قانون، ایس اینڈ جی اے ڈی۔

قائد حزب اختلاف، اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی تمام محکمہ جات کو deal کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' صحیح ہے۔ جی' شاہانی صاحب۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب! ان کے سوال کے جواب میں 5 سال 1992ء تا 1997ء تک کی کارروائی کا ابھی تک ان کو پتا نہیں چلا۔ آیا ان کو ان محکموں سے پوچھنے کے لیے مزید کتنا عرصہ درکار ہے؟ کیونکہ خالی پرچہ دے دینا کافی نہیں۔ ایف آئی آر دے کر محکمے کو بھیج دینا کافی نہیں۔ اس کے خلاف ان کو 10 سال 15 سال کتنا عرصہ چاہیے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو آپ نے سوال کیا ہے۔ وہ میں نے ان سے پہلے عرض کیا تھا۔راجہ صاحب! آپ یہ فرما دیں کہ جو کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق آپ کب تک اس معزز ہاؤس کو آگاہ کریں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان 1289 مقدمات کی اب تک جو محکمانہ کارروائی ہوئی ہے۔ اس کے لیے آپ جو بھی مناسب وقت بتائیں تو ہم معلومات فراہم کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اجلاس غالباً 3 نومبر تک چل رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا۔ پہلے یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس میں کتنے محکمہ جات ملوث ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ اسی اجلاس میں منگوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی دیکھیں' اس میں صرف پولیس کے خلاف دیا ہوا ہے اور اسی کے متعلق

پوچھا گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جتنا زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتے ہیں وہ دے دیں۔ ہم معلومات فراہم کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ 3 تاریخ تک تیار ہو جائے گی۔ آپ کو 3 تاریخ تک جواب مل جائے گا۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، 254

محکمہ انٹی کرپشن کی کارکردگی کی تفصیل

*254۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں گزشتہ پانچ سال جنوری 1992ء سے آج تک کل کتنی انکوائریاں ہوئیں۔ تاریخ حکم انکوائری مع تاریخ جس پر انکوائری مکمل ہوئی۔ انکوائری آفیسر کا نام مع حتمی نتیجہ۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء کرپشن کی اطلاع پر کل کتنے ریڈ کیے۔ کتنے کامیاب اور کتنے ناکام ہوئے۔ ملزم کے کوائف مع متعلقہ سرکاری محکمہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء سے جنوری 1997ء تک کتنی انکوائریوں میں محکمانہ کارروائی برخلاف ملزم کی سفارش کی' اور پھر اس سفارش پر متعلقہ محکمے نے کیا کارروائی کی اور کتنے کیسوں میں جوڈیشنل ایکشن کی سفارش کی کتنے کیسوں میں جوڈیشل ایکشن کی متعلقہ اتھارٹی سے اجازت ملی اور کتنے میں refuse ہوئی؟ ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں گزشتہ پانچ سال جنوری 1992ء سے آج تک کل 5425 انکوائریاں ہوئیں۔ سال وار تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء تا جنوری 1997ء پیشگی اطلاع پر کل 94 ریڈ

(***فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کیے۔281 ریڈ کامیاب ہوئے اور 13 ریڈ ناکام ہوئے۔ ملزمان کے کوائف اور محکمہ کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن نے جنوری 1992ء سے جنوری 1997ء تک انکوائریاں مکمل کرنے کے بعد جن انکوائریوں میں محکمانہ نوعیت کے الزامات عائد تھے۔ ان انکوائریوں کی اصل شکایات متعلقہ محکمے کو برائے محکمانہ / ضروری کارروائی ارسال کر دی گئیں جن کی تعداد 1059 ہے۔ تاہم محکمہ جات کی جانب سے کی جانے والی کارروائی کے متعلق جواب موصول نہیں ہوئے اسی عرصے میں 830 کیسوں میں جوڈیشل ایکشن منظور ہوا اور 705 کیسوں میں مجاز اتھارٹی کی جانب سے اجازت ملی اور 42 کیسوں میں سینکشن refuse ہوئی۔ 83 مقدمات میں ملزمان ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان مقدمات میں سینکشن کی ضرورت نہ تھی۔ Refuse ہونے والے مقدمات کی تفصیل *** ایوان کی میز رکھ دی گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں بھی وہی معاملہ ہے کہ،

> "ان انکوائریوں کی اصل شکایات متعلقہ محکمے کو برائے محکمانہ ضروری کارروائی ارسال کر دی گئیں۔ جن کی تعداد 1059 ہے۔ تاہم محکمہ جات کی جانب سے کی جانے والی کارروائی کے متعلق جواب موصول نہیں ہوئے"۔

یہ بھی وہی بات ہے۔ اسے بھی اسی کے ساتھ pending فرما لیں۔ 1289 کیس جو رجسٹر ہوئے ہیں وہ اور یہ جو 1059 انکوائریاں ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ 281 ریڈ جو کامیاب ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جنھیں مجسٹریٹ نے رنگے ہاتھوں رشوت لیتے ہوئے پکڑا۔ ان سب کی ----

جناب ڈپٹی سپیکر، راجا صاحب! دیکھیں اس میں فوری طور پر وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ محکمہ انٹی کرپشن نے مختلف محکمہ جات کے متعلق دی ہوں گی۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ آئندہ اجلاس میں یہ سوال جو ادھورا رہا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تنبیہ کیجیے کہ جواب مکمل بھیجا کریں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! یہ جو 1059 شکایات محکمہ انٹی کرپشن سے محکمانہ ضروری کارروائی کے لیے ارسال ہوئی ہیں۔ اسے آپ اس کے ساتھ pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سارے سوال کا جواب آ جائے گا۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

رانا ثناء اللہ خان، 254 کا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ہاں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں 281 ریڈ جو کامیاب ہوئے ہیں۔ ان کی بھی جو انکوئریاں ہوئی ہیں اور جو کیس رجسٹر ہوئے ہیں ان کے ساتھ شامل فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اسی لیے میں نے آئندہ اجلاس تک کے لیے ان کو وقت دیا ہے کہ یہ مکمل جواب دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، میں نشان دہی کرنا چاہتا ہوں پھر ایسا نہ ہو کہ یہ اس پہلو کا جواب لے آئیں اور اس کے علاوہ باقی رہ جائیں۔ اس کے ساتھ ایک اور بھی ہے کہ 42 کیسوں کی sanction refuse ہوئی۔ یعنی محکمہ انٹی کرپشن پوری انکوائری کر کے جب کسی آدمی کے خلاف کہتا ہے کہ جناب اس کے خلاف جوڈیشل ایکشن یا کیس بھیجنے کی اجازت دی جائے۔ تو جو طاقت ور لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے پنجے بڑے مضبوط ہوتے ہیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، راناصاحب! وہ ایک الگ issue ہے۔ اس کا جواب آجائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وہ الگ issue نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو ضمنی سوال بنتا ہی نہیں۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ جو بااثر ہوتے ہیں وہ یہ کرتے ہیں۔ جو بے اثر ہوتے ہیں وہ یہ کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ آگے چلیں۔ اس پر میں نے عرض کیا ہے کہ مکمل سوال کا جامع جواب ہمیں ملنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری بات مکمل ہو لینے دیں' اگر میں آپ کو بہتر طریقے سے نہیں سمجھا سکا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ جن لوگوں کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن نے کیس رجسٹر کر کے ان کے خلاف جوڈیشل ایکشن approve کیا ہے۔ ان میں سے کتنے کیسوں میں جوڈیشل ایکشن کی اجازت نہیں ملی۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ 42 میں اجازت نہیں ملی۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اس کی تفصیل بیان کی جائے کہ وہ کیا وجہ ہے کہ جن کی بنیاد پر اجازت نہیں ملی۔ اس کا جو انھوں نے جواب دیا ہے وہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔اس میں انھوں نے 42 کیسوں میں صرف تاریخیں دی ہیں کہ ایف آئی آر نمبر 8/91 جس کی date of decline 14-05-92 ہے۔ آگے ایف آئی آر نمبر 12/92 جس کی date 29-12-92

of decline ہے۔ کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ میں اس کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ باقی تفصیلات' جن کا آپ نے فرما دیا ہے' اس کے ساتھ یہ بھی آ جانے تاکہ آئندہ جب جواب ایوان میں پیش ہو تو وہ ہر طرح سے مکمل ہو۔ میری یہ گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب کے جو دو سوال ہیں۔ ان کو ہم pending تصور کرتے ہیں جب ان کے جواب آ جائیں گے تو پھر یہ disposed of سمجھے جائیں گے۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

(سوال نمبر 315 پیش نہ ہوا) جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب

رانا ثناء اللہ خان، On his behalf 406

گوجرانوالہ میں ہائی کورٹ کے بنچ کا قیام

*406۔ جناب ایس۔اے۔ حمید۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت چیف جسٹس ہائی کورٹ کے مشورہ سے ہائی کورٹ کے نئے بنچ قائم کر سکتی ہے۔

(ب) کیا حکومت گوجرانوالہ ڈویژن میں بھی ہائی کورٹ کا نیا بنچ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل (4) 198 کے تحت ہائی کورٹ کے نئے بنچ متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے ساتھ مشورے کے بعد قائم کیے جا سکتے ہیں۔

(ب) اس ضمن میں رجسٹرار عدالت عالیہ لاہور سے معلومات حاصل کی گئیں۔ ان کے مطابق یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ کی انتظامی کمیٹی کے زیر غور ہے۔ چونکہ آئین کا متعلقہ آرٹیکل ہائی کورٹ کے کسی نئے بنچ کے قیام کے لیے ہائی کورٹ سے مشورہ لازم قرار دیتا ہے۔ لہٰذا جب تک لاہور ہائی کورٹ اس ضمن میں اپنی رضامندی حکومت پنجاب کو ارسال نہ کر دے اس معاملے میں نہ تو کوئی پیش رفت ہو سکتی ہے اور نہ ہی یہ معاملہ پنجاب اسمبلی میں زیر غور لایا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس طرح کا کوئی معاملہ فیصل آباد

ڈویژن سے متعلق بھی زیر غور ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال گوجرانوالہ سے متعلق تھا جس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ اگر فیصل آباد کے متعلق سوال آئے گا۔ تو ہائی کورٹ سے معلومات حاصل کر کے اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال؟ اب جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، بٹ صاحب کا سوال 443 ہے' اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

گاڑیوں کی تفصیل

*443۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک مختلف وزرائے اعلیٰ کے زیر استعمال کس کس قسم ماڈل اور مالیت کیکتنی گاڑیاں رہی ہیں۔

(ب) اس عرصہ کے دوران ان گاڑیوں کے لیے کتنا ڈیزل /پٹرول خرچ کیا گیا نیز ان گاڑیوں کے اخراجات میں کتنا اضافہ ہوا۔

(ج) موجودہ وزیر اعلیٰ کے زیر استعمال کتنی گاڑیاں ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) تفصیل ضمیمہ (الف) پہ کالم نمبر 3 ' 4 اور 5 میں ملاحظہ ہو۔

(ب) تفصیل ضمیمہ الف پہ کالم نمبر 6 اور 7 میں ملاحظہ ہو۔

(ج) موجود وزیر اعلیٰ سرکاری گاڑی کا استعمال نہیں کرتے۔

1	2	3	4	5	6	7

GHULAM HAIDER WYEN (From 01-01-93 to 24-04-93)

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LHV-300	1987	MERCEDES	3537477	9355	7541
2	LHV-260	1987	MERCEDES	2544564	18730	44348
3	LHY-6596	1989	GALLANT	875000	26639	17065
4	LOE-1991	1990-91	GALLANT	934000	13820	10660
5	LOM-2214	1991-92	CONSERTO	1410000	5000	225
	TOTAL			9301041	73544	79839

MANZOOR AHMAD WATTOO (From 26-04-93 to 18-07-93) PERIOD - I

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LHV-300	1987	MERCEDES	3537477	7374	15487
2	IDD-5335	1991	BMW	6254695	6967	10735
3	LHW-260	1987	MERCEDES	3062193	766	0
4	LHY-260	1987	MERCEDES	2544564	5484	65727
5	LHY-6596	1989	GALLANT	875000	5484	4438
6	LOE-1991	1990-91	GALLANT	934000	16185	670
7	LOM-2214	1990-91	H. CONSERTO	1410000	4235	1660
8	LOC-479	1990-91	N. PETROL	125000	3575	1340
	TOTAL			1867929	50070	100057

SH. MANZOOR ELAHI (From 19-07-93 to 19-10-93)

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LHY-659	1989	GALLANT	87500	12078	7398
2	LOE-1991	1990-91	GALLANT	934000	18594	1030
3	LOM-2213	1991-92	H. CONSERTO	1410000	7366	2670
4	LOM-2214	1991-92	H. CONSERTO	1410000	4100	760
5	LOC-479	1990-91	N. PETROL	1250000	3800	4090
	TOTAL			5879000	45938	15948

MANZOOR AHMAD WATTOO (From 20-10-93 to 13-09-95) PERIOD - 2

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LHV-300	1987	MERCEDES	3537477	89040	20631
2	IDD-5335	1991	BMW	6254695	59996	369385
3	LHW-260	1987	MERCEDES	3062193	142954	235375
4	LHV-260	1987	MERCEDES	2544564	130686	239871
5	LHY-6596	1989	GALLANT	875000	183282	141957
6	LOE-1991	1990-91	GALLANT	934000	191080	99752
7	LOU-500	1993-94	L. CRURSER	2980000	29050	253820
8	LOM-2214	1991-92	H. CONSERTO	1410000	121687	223795
9	LOQ-9528	1992	T. COROLLA	1410000	88692	338345
10	LOR-4967	1993	H. CIVIC	600000	111351	12196
11	LOC-479	1990-91	N. PETROL	1250000	44553	20189
12	LOY-1276	1995	T. COROLLA	575000	3000	3209
13	LOM-2213	1991-92	H. CONSERTO	1410000	134475	44277
14	LOB-2631	1991-92	N. PETROL	1175000	151567	114581
15	LXA-542	1995-96	H. ACCORD	2850000	600	0
16	LOY-1277	1995	T. COROLLA	575000	5298	0
	TOTAL			31442929	1487308	1993872

MUHAMMAD ARIF NAKAI (From 14-09-95 to 05-11-96)

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LHV-300	1987	MERCEDES	3537477	73199	185365
2	MERCED ES NO-1	1995	MERCEDES	10462339	20982	61950
3	LHW-260	1987	MERCEDES	3062193	55037	63926
4	LXA-220	1986	T. CORONA	2465000	27244	5935
5	LHY-6596	1995-96	T. ACCORD	2850000	70561	2469
6	LOE-1991	1995-96	H. ACCORD	775000	16097	2520
7	LOM-2214	1987	MERCEDES	2544564	49198	217476
8	LOC-479	1990-91	N. PETROL	1250000	17364	1750

1	2	3	4	5	6	7
9	LOB-479	1990	N. PETROL	875000	42494	219874
10	LOM-2213	1991-92	H. CONSERTO	1410000	109117	94476
11	LOQ-9528	1992	T. COROLLA	7250000	98568	14908
12	LOU-500	1993	L. CRUISER	2980000	67920	135465
13	LOH-8275	1992	L. CRUISER	1470000	90053	299493
14	MERCED ES NO. 2	1995	MERCEDES	10325235	12709	61950
15	LOY-1276	1995	COROLLA	575000	45839	25106
16	LOF-2185	1991	NISSAN SUNNY	386000	450	31754
	TOTAL			9301041	73544	79839

MAIN MUHAMMAD AFZAL HAYAT (From 17-11-96 to 31-12-96)

SR. NO.	VEH. NO.	MODEL	MAKE	VALUE	POL	REPAIR
1	LXA-220	1996	T. CORONA	24650000	13522	2200
2	LOC-479	1990-91	N. PETROL	875000	18428	1000
3	LOM-2213	1991-92	H.CONSERTO	1410000	18875	325
4	LOQ-9528	1992	COROLLA	1410000	19912	1666
5	LOU-500	1993	L. CRUISER	2980000	10631	18401
6	MERCEDES NO. 1	1995	MERCEDES	10462339	6173	0
7	MERCEDES NO. 2	1996	MERCEDES	10325235	4898	0
	TOTAL			29927574	92439	23592

(اس مرحلے پر راجہ محمد خالد خان کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، جواب بعد میں موصول ہو گیا تھا جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ چودھری زاہد محمود گورایہ' تشریف نہیں رکھتے۔ ملک ممتاز احمد بھچر' وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری مسعود احمد' وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ next ہے چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب۔(سوالات نمبر 556 تا 714 پیش نہ ہوئے)

چودھری زاہد محمود گورایہ، 731

انسپکشن ٹیم کے زیر سماعت انکوائریوں کی تعداد

*731۔چودھری زاہد محمود گورایہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

یکم جنوری 1993ء سے اب تک وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے کتنے امور کی تحقیقات' کن ادارہ جات' اہل کاران کے خلاف کیں اور کتنے اہل کاران ادارہ جات میں بےضابطگی کی نشان دہی کی اور اس وقت کتنی شکایات زیر سماعت ہیں اور انکوائری ہو رہی ہے؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

جنوری1993ء سے اب تک وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کو کل 520 شکایات موصول ہوئیں۔ ان میں سے 404 شکایات پر تحقیقات مکمل کی گئی جو کہ تیس مختلف محکمہ / ادارہ جات کے خلاف تھیں۔ اہل کاران کی کل تعداد جن کے خلاف بے ضابطگی کی نشان دہی کی گئی 424 ہے۔ محکمہ وار تفصیل تتمہ "الف" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کل شکایات جو اس وقت زیر سماعت ہیں ان کی تعداد 116 ہے۔

عمومی شکایات۔ جنوری 1993ء سے اب تک 1022 عمومی شکایات موصول ہوئیں۔ جن میں سے 725 نمٹا دی گئیں اور اس وقت 297 عمومی شکایات زیر سماعت ہیں۔ محکمہ وار /سال وار تفصیل تتمہ "ب" پر*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین، جی' کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میں جناب منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 1993ء میں کل شکایات جو موصول ہوئیں ان کی تعداد 80 ہے جب کہ جن کا فیصلہ کیا گیا ہے ان کی تعداد 54 ہے اور زیر سماعت 26 ہیں۔ اس طرح پورے سال کے 365 دن ہیں جن میں صرف 54 شکایتوں

(*** تفصیل تتمہ "الف اور" تتمہ "ب" اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کا فیصلہ کیا گیا ہے جب کہ اوسط فی ہفتہ ایک شکایت ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ پر لاکھوں روپیہ ماہانہ کے حساب سے خرچ کیا جاتا ہے۔ کیا وزیر صاحب یہ بتایا پسند کریں گے کہ آپ اس محکمے کی کارکردگی سے مطمئن ہیں کہ فی ایک شکایت' اتنا بڑا محکمہ ہے؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہ سوال specific نہیں ہے۔ general سوال ہے' لیکن میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک شکایت ایک روز میں نمٹانے کا معیار مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ بعض شکایات ایسی ہیں کہ شاید ان کے لیے ہمیں انکوائریز کرنی پڑتی ہیں۔ سٹاف کو سائیڈز پر جانا پڑتا ہے۔ اگر آپ سی ایم آئی ٹی کا set up دیکھیں تو ہر محکمے سے ٹیکنیکل افسران اس محکمے میں تعینات کیے گئے ہیں اور جس محکمے سے متعلق درخواست ہوتی ہے اس کی باقاعدہ سائیڈز پر بھی جا کر انکوائری کی جاتی ہے۔ پھر اس کے بعد ایک جامع رپورٹ دی جاتی ہے۔ یہ معیار مقرر نہیں کیا جا سکتا کہ اتنا ڈیپارٹمنٹ ہے' فوری طور پر درخواست آئے اور وہ اسی وقت دفتر میں بیٹھ کر نمٹا دی جائے۔ جب انکوائری کی بات ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ وقت طلب ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر طرح سے مکمل چھان بین کرنی ہوتی ہے۔ جہاں تک اس محکمے کی افادیت کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ محکمہ قائم ہوا ہے اس محکمے کی کارکردگی تسلی بخش ہے اور حکومت اس سے کُلی طور پر مطمئن ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میں جناب منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی 26 شکایتیں پینڈنگ پڑی ہیں۔ یہ 1993ء کی ہیں اور اب 1997ء ہے۔ چار سال کے بعد ان کا اصل مقصد تو ویسے ہی ختم ہو جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس ڈیپارٹمنٹ کا جو اگلا طریقۂ کار ہے وہ یہ ہے کہ یہ محکمہ انٹی کرپشن کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جتنی انکوائریز مکمل کی جاتی ہیں وہ محکمہ انٹی کرپشن کو بھیج دی جاتی ہیں۔ جب یہ محکمہ اپنے طور پر چار سال میں ایک انکوائری مکمل کرتا ہے تو پھر اس کو محکمہ انٹی کرپشن کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس محکمے کی existence, survival and fitness کا کیا مقصد رہ جاتا ہے؟ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ اپنی افادیت کے لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ تو میں اس سلسلے میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے اور اب پھر دہراتا ہوں کہ اس محکمے کے ذمے انکوائری کرنا ہے اور ایک غلطی کی نشان دہی کرنا ہے۔ نشان دہی کرنے کے بعد اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس میں کوئی غبن' کسی قسم کی کوئی گڑبڑ یا قانون کی خلاف ورزی پائی گئی

ہے تو پھر محکمہ انٹی کرپشن کو بھیجا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، گورایہ صاحب! یہ thrash out کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے وقت درکار ہوتا ہے۔ تو منسٹر صاحب کی یہ بات بجا ہے کہ اس میں ایک process ہے اور اس سے گزر کر ہی کسی کے خلاف کوئی charges frame کیے جا سکتے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! یہ ایک طویل عرصہ ہے جس میں "Justice delayed, justice denied" والا فارمولا apply نہیں کر سکتے کہ اتنی دیر تک۔ جب ہم ایک process کو continue رکھیں گے، پانچ سال تک ایک آدمی کو انصاف نہیں ملتا اور پھر میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جن لوگوں کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے اور جن کی شکایات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے، محکمانہ طور پر ان لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ سوال پڑھا جائے تو اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مطابق ہی ہم نے جواب دیا ہے۔ اب میں بار بار اپنے الفاظ دہرا رہا ہوں کہ ہم انکوائری کرنے کے بعد متعلقہ محکمے کو، یا انٹی کرپشن کو بھیج دیتے ہیں۔ اس کے لیے یہ سوال دیں، اس کا جواب ہم دیں گے۔ اب انھوں نے سی ایم آئی ٹی سے متعلق بات کی تھی اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ ٹھیک ہے۔ جی، بریگیڈیئر صاحب۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں، جناب سپیکر! گورایہ صاحب اور اس سے پہلے ثناء اللہ صاحب نے ان دونوں محکمہ جات انٹی کرپشن اور انسپکشن ٹیم پر سوالات کیے ہیں،

> They should understand that probably they are being maintained more as a deterrent like the nuclear deterrents. They are only expensive to maintain but never meant to be used.

جناب چیئرمین، بریگیڈیئر صاحب، آپ کو پتا ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی اُردو میں چلائی جاتی ہے۔ جب آپ نے کسی اور زبان میں بات کرنی ہو تو پھر چیئر سے اجازت لی جاتی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا سی

ایم آئی ٹی میں چیئرمین سمیت کچھ ممبران کو contract پر رکھا گیا ہے؟ اور اگر رکھا گیا ہے تو ان کے نام اور ان کے contract کی میعاد کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ کچھ ممبران کو contract پر رکھا گیا ہے۔ لیکن معزز رکن کی اطلاع کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک علیحدہ سوال آگے آ رہا ہے جس میں ہم نے تفصیل سے اس کا جواب دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ خود بھی تو اینٹی کرپشن میں رہے ہیں۔

جناب محمد افضل خان، جناب چیئرمین! میں بریگیڈیئر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ deterrent کو ذرا explain کر دیں کہ deterrent سے ان کا مطلب decoy یا کوئی اس قسم کی چیز تو نہیں؟ آخر ان کا کوئی کام بھی ہے۔ deterrent سے ان کی مراد کیا ہے؟

جناب چیئرمین، وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ آگے اگلا سوال ہے میاں عبدالستار (موجود نہیں) مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب----نہیں ہیں۔ اگلا سوال ہے جناب سعید الحق ڈوگر صاحب----نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب سعید الحق ڈوگر صاحب کا ہے----نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب۔----نہیں ہیں۔ پھر سعید اکبر خان صاحب ----نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، سوال نمبر 1031 ۔

سیکشن آفیسر کی منظور شدہ اسامیاں

*1031۔**حاجی مقصود احمد بٹ،** کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سول سیکرٹریٹ میں محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے زیر انتظام سیکشن افسروں کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ ان میں ڈائریکٹ ریکروٹی، پروموشن کوٹا (سپرنٹنڈنٹ اور پرائیویٹ سیکرٹریز) کے مطابق اور ٹیکنیکل اور ڈیپوٹیشنسٹ کیٹیگریز وائز تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا حکومت ڈیپوٹیشن پر آنے والے افسران جو مختلف محکموں سے آئے ہیں ان کو واپس بھیجنے اور ان اسامیوں پر سپرنٹنڈنٹ اور پرائیویٹ سیکرٹریز کو ترقی دے کر تعینات کرنے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) تفصیل درج ذیل ہے۔

ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے تحت ایس۔اوز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 323

یہ اسامیاں رولز کے مطابق مندرجہ ذیل طریقے سے پُر کی جاسکتی ہیں

(رولز کی کاپی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

1۔ کوٹا برائے ڈائریکٹ ریکروٹمنٹ(منظور شدہ اسامیوں کا چالیس فی صد 129

2۔ پروموشن برائے سپرنٹنڈنٹس اور پرائیویٹ سیکرٹریز 129

(منظور شدہ اسامیوں کا چالیس فی صد)

3۔ کوٹا برائے ٹیکنیکل افیسر، دیگر افیسرز بشمول پی۔سی۔ایس افیسرز 65

(منظور شدہ اسامیوں کا20 فی صد

323

(ب) دوسرے محکمہ جات سے ٹیکنیکل افیسر کو سیکرٹریٹ میں ایس۔او کی اسامی پر تعینات کیے جانے کی ضرورت محسوس ہونے پر رولز میں ان کا باقاعدہ20 فی صد کوٹا مقرر کیا گیا اور اس کوٹا کے تحت ان کی تعیناتی ہوتی ہے۔ سیکرٹریٹ کے مختلف محکمہ جات میں ٹیکنیکل اسامیوں پر ایسے افیسرز کی تعیناتی ضروری ہے اور رولز کے مطابق ہے۔ جب تک یہ کوٹا رولز میں موجود ہے ڈیپوٹیشن پر آنے والے ان ٹیکنیکل افیسرز کو ان کے محکمہ جات میں واپس لے کر ان کی جگہ سپرنٹنڈنٹس اور پرائیویٹ سیکرٹری کو ترقی نہیں دی جاسکتی۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں گوجرانوالہ سے آ رہا تھا۔ راستے میں ٹریفک بند تھی جس کی وجہ سے میں بروقت اجلاس میں نہیں پہنچ سکا۔ میرا ایک بہت ہی اہم سوال تھا جس کا آپ نے نمبر بول دیا ہے۔ براہ مہربانی اس کو لے لیا جائے۔

جناب چیئرمین، جناب شاہد محمود بٹ صاحب! ایوان کو چلانے کا یہ طریقہ مناسب نہیں۔ آپ کو اگر کوئی اور معاملہ بھی پڑ جائے اور پھر جب آپ آئیں گے تو اس وقت آپ اپنا سوال لینے کے لیے کہیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جی' اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1048

ڈائریکٹوز کی تعداد

<u>*1048۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،</u>

(*** رولز کی کاپی اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

فروری 1997ء سے ستمبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے ہر ماہ کتنے ڈائریکٹو جاری ہوئے ان کی محکمہ وار نقول فراہم کی جائیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

وزیراعلیٰ پنجاب کی واضح ھدایات کے پیش نظر ان کے سیکرٹریٹ نے عرصہ زیر بحث (فروری 1997ء تا ستمبر 1997ء) کے دوران کوئی ڈائریکٹو جاری نہیں کیا۔ تاہم اس عرصے میں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ سے جناب وزیراعلیٰ کی ہدایات پر معمول کے احکامات جاری ہوتے رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! اس کے جواب میں ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ڈائریکٹو جاری نہیں کیے گئے اور پھر اسی جواب میں کہا جا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر۔ تو جناب والا! ہدایات کی انگریزی ڈائریکٹو بھی ہوتی ہے۔ تو جناب' اس کا جواب صحیح نہیں دیا گیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ڈائریکٹو ایک علیحدہ بات ہے اور چیف منسٹر کی instructions علیحدہ بات ہے۔ روزمرہ کے معاملات کو نمٹانے کے لیے چیف منسٹر صاحب محکموں کو instructions دیتے رہتے ہیں۔ جہاں تک special directives کا تعلق ہے یعنی Rules and Regulations کو relax کر کے یا کسی اور حکم کے مطابق جس میں محکمے کی طرف سے کوئی کیس واپس نہ ہوا ہو ----جناب والا! ہم ڈائریکٹو اس کو تصور کرتے ہیں کہ----

جناب چیئرمین: جی۔ Black and white۔

وزیر قانون، جہاں محکمے کی طرف سے کوئی کیس process نہ ہوا ہو اور چیف منسٹر صاحب اپنی طرف سے حکم جاری کریں کہ یہ کام کر دیا جائے۔ لیکن جہاں محکمے کی طرف سے سمریز آتی ہیں ان پر وزیراعلیٰ صاحب احکامات جاری کرتے ہیں اور instructions بھی کرتے ہیں۔ یہ تو روزانہ کا معمول ہے' لیکن اس قسم کا کوئی بھی خصوصی ڈائریکٹو آج تک وزیر اعلیٰ صاحب نے جاری نہیں کیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے تو اپنے question میں relaxation or rules کا سوال کیا ہی نہیں۔ میں نے تو سوال یہ کیا ہے کہ کتنے ڈائریکٹو جاری ہوئے ہیں اور ڈائریکٹو کا اردو معنی ہدایات ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہدایات جاری کی ہیں۔ جناب چیئرمین! یا تو آپ ڈکشنری منگوا کر اس کے معنی دیکھ لیں ڈائریکٹو کا مطلب ہدایات ہی ہیں اور وہاں سے جو بھی ہدایات جاری ہوئی

ہیں میں نے ان کے متعلق سوال کیا تھا۔ وہ ایک تبادلے کا بھی ہو سکتا ہے' وہ تقرری کا بھی ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، ڈائریکٹو کا مطلب ہے to direct اور instruction کا مطلب ہے to instruct جیسا وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ جو محکمانہ طور سمریز آتی ہیں ان پر وہ instructions جاری کرتے ہیں کہ اس سمت میں یہ کام چلایا جائے۔ ڈائریکٹو تو ایک آرڈر ہوتا ہے کہ فلاں کام کر دیا جائے۔

سوال نمبر 1053۔ پیش نہ ہوا۔

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی)

ملازمین کی تعداد

74۔**چودھری زاہد محمود گورایہ**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی۔اے ڈی اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں ان کے نام' عہدہ جات' تاریخ پیدائش' تعلیم اور ڈومیسائل کے کوائف کیا ہیں نیز آغاز ملازمت سے لے کر اب تک ان کی تعیناتی کہاں کہاں رہی ہے۔

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک کن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں' مقدمات درج ہوئے اور اگر بریت ہوئی تو کس مجاز اتھارٹی نے ان کو کن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل 48 ملازم ہیں۔ جن کے مطلوبہ کوائف کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تحقیقات کی صورت حال کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

او۔ایس۔ڈی افسران کی تعداد

109۔چودھری زاہدمحمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جون1997ء تک صوبے میں کتنے پی۔ایس۔پی اور A-P-U-G کیڈر کے افسران ہیں اور یہ کتنے عرصے سے بطور او۔ایس۔ڈی تعینات ہیں' ان کے نام و عہدہ جات بتائے جائیں۔

(ب) اس وقت جو افسران بطور او۔ایس۔ڈی کام کر رہے ہیں ان کو ماہانہ کتنی تنخواہ' الاؤنس و دیگر مراعات دی جارہی ہیں اور وہ کن وجوہ کی بناء پر بطور او۔ایس۔ڈی تعینات ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جون1997ء میں پی۔ایس۔پی اور (اے۔پی۔یو۔جی) کیڈر کے افسران جو بطور او۔ایس۔ڈی تعینات تھے ان کی تعداد41 ہے۔ ان کے نام و عہدہ جات مع تاریخ رپورٹ بطور او۔ایس۔ڈی کی فہرستیں*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) اس وقت جو افسران بطور او۔ایس۔ڈی تعینات ہیں ان کے نام بمع ماہانہ تنخواہ' الاؤنس و دیگر مراعات کی فہرست بھی*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے بیس افسران معطل ہیں یا ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ دیگر افسران کو بلحاظ عہدہ و گریڈ مناسب اسامیوں کی دستیابی پر جلد تعینات کر دیا جائے گا۔

ٹی۔اے'ڈی۔اے کی ادائیگی

137۔چودھری زاہدمحمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مالی سال1993ء سے اب تک محکمہ محنت و ویلفیئر اور اس کے ماتحت اداروں میں کن اہل کاروں کو کتنی رقم بطور ٹی۔اے' ڈی۔اے' کن تاریخوں میں ادا کی گئی۔ ایسے اہل کاران کے نام' عہدہ جات اور جن افسران مجاز کے حکم سے وہ سرکاری دوروں پر گئے ' ان کا نام و عہدہ بتایا جائے۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

مندرجہ ذیل رقم بابت مالی سال1993ء سے لے کر اب تک جملہ اداروں کے اہل کاروں جو کہ محکمہ محنت و ویلفیئر کے ماتحت آتے ہیں ادا کی گئی ہے۔

(*** فہرست اور تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

i) ڈائرکٹر لیبر ویلفیئر

1993-94، 2,64, 415

1994-95، 3,08,653 ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** فہرست اور تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1995-96، 5,73,890

کل رقم 11,46,958

ii) ڈائرکٹر مین پاور اینڈ ٹریننگ

1993-94، 10,05,536.21 ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1994-95، 10,75,039.41

1995-96، 30,80,754.36

کل رقم 51,61,330.00

iii) چیف انسپکٹر آف مائنز

1993-94، 4,12,448 ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1994-95، 6,94,295

1995-96، 7,97,661

کل رقم 19,04,374

iv) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر

1993-94، 14,099.80

1994-95، 57,290.05 ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1995-96، 53,227.00

کل رقم 1,24,716.85

v) پنجاب ایمپلائی سوشل سیکورٹی انسٹی ٹیوٹ

1993-94، " " ***تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1994-95، " "

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1995-96ء ""

کل رقم 54,78,629.88

vi) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ

1993-94ء 1,12,396.28 *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1994-95ء 1,12,110.99

1995-96ء 1,13,533.66

کل رقم 3,38,040.33

vii) پنجاب یتیم و بیجز بورڈ = *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سعیدہ کاظمی کے خلاف زیر تفتیش مقدمہ کی تکمیل

206۔ ملک سرفراز حسین کھوکھر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مساۃ مسرت سعیدہ کاظمی پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول چوہنگ کے خلاف سنگین الزامات' کی چھان بین کا معاملہ ایڈیشنل ڈائرکٹر انسداد رشوت ستانی لاہور کے پاس زیر تفتیش ہے۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ معاملہ کس تاریخ سے زیر تفتیش ہے۔ اب یہ کس مرحلہ میں ہے اور اس کی تکمیل میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مساۃ سعید کاظمی پرنسپل ہائیر سیکنڈری سکول چوہنگ کے خلاف ایک شکایت پر انکوائری ہو رہی ہے۔ جو کہ اب مسٹر فاران بیگ اسسٹنٹ ڈائرکٹر انٹی کرپشن لاہور ریجنل اہور کر رہے ہیں۔ الزامات کی نوعیت عمومی ہے۔ نقل درخواست برخلاف مساۃ مسرت سعیدہ کاظمی لف ہے۔

بخدمت غلام عباس صاحب صوبائی وزیر انٹی کرپشن پنجاب لاہور.

عنوان، مالی بدعنوانیاں

جناب عالی

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

گزارش ہے کہ پرنسپل گورنمنٹ گرلز ہائی سیکنڈری سکول چوہنگ ملتان روڈ لاہور نے سکول ہذا میں اپنی اجارداری قائم کر رکھی ہے سکول سے بہت سارا سامان غائب کرکے بازار میں فروخت کر دیا ہے جس میں ان کے ساتھ سکول کا سکیورٹی گارڈ اور کلرک بھی شامل ہے۔

(i گورنمنٹ آف پنجاب کے جاری کردہ سرکلر کے مطابق کسی بھی سرکاری سکول میں کوئی پرائیویٹ کتب نہیں لگائی جا سکتیں جب کہ اس کے برعکس ہر سال پرنسپل ہذا خود اردو بازار سے پرائیویٹ کتب خرید کر تمام کلاسوں میں زبردستی فروخت کرواتی ہیں کتاب نہ خریدنے کی صورت میں بچیوں کو کلاسوں سے باہر نکال دیا جاتا ہے اگر کوئی بچی اپنی بڑی بہن سے نئی کلاس میں جا کر کتاب لے لے تو کلاس ٹیچر اسے مجبور کرتی ہے کہ وہ نئی کتاب خریدے حالانکہ نئی اور پرانی کتاب میں ذرا سا بھی فرق نہیں ہوتا۔ اصل مسئلہ صرف کمشن کا ہے جو کہ پرنسپل صاحبہ وصول کرتی ہے۔

(ii سکول ہذا میں بچیوں کو داخلہ کے لیے بہت پریشان کیا جاتا ہے کیونکہ پرنسپل کا حکم ہے کہ اگر داخلہ لینا ہے تو سکول میں بجلی کا ایک پنکھا لے کر دو یا نقد رقم دو پھر داخلہ ملے گا سکول میں رقم وصول ہوتی ہے وہ پرنسپل کی جیب میں چلی جاتی ہے جب کہ پنکھا پرنسپل کے گھر پہنچ جاتا ہے۔ پرنسپل کے رویہ سے محسوس ہوتا ہے یہ سکول سرکاری نہیں بلکہ پرنسپل صاحبہ کا ذاتی سکول ہے۔

(iii سکول مینجمنٹ فنڈ کے لیے ہر بچی سے ایک ایک روپیہ وصول کیا۔ جس کا کوئی معرف نہ ہے اور مزید دوبارہ بچیوں سے پیسے اکٹھے کیے کہ سکول میں مٹی دلوانی ہے لیکن ادائیگی کسی اور فنڈ سے کر دی گئی۔

(iv سکول میں ناجائز طور پر ریڑھیوں کو لگوا دیا جاتا ہے جو کہ سکول میں من مرضی کا ریٹ وصول کرتے ہیں اور پرنسپل کو کمشن دیا جاتا ہے جو تقریبا روزانہ دو سے تین سو روپیہ ہوتا ہے۔

اہالیان کی درخوست پر وزیراعلیٰ پنجاب کے پرنسپل موصوف کا تبادلہ کر دیا اور محکمانہ انکوائری کا حکم دیا محکمانہ انکوائری سے بچنے کے لیے پرنسپل نے سکول کا تمام ریکارڈ چوری کروا دیا جس میں سکول کے دونوں کلرک اور سیکورٹی گارڈ ملوث ہیں اور اپنی اس مذموم حرکت کو

چھپانے کے لیے شوکت علی مالی کے خلاف تھانہ میں درخواست دے دی جو کہ لف ہے۔

مندرجہ بالا تمام الزامات کے ثبوت موجود ہیں جو کہ موقعہ پر پیش کر دیے جائیں گے۔

اہالیان چوہنگ ملتان روڈ لاہور' ضلع لاہور

ملک سرفراز' چودھری اعجاز اختر' حاجی عطا اللہ' چودھری محمد اسلم اظہر اور سید واجد علی نقوی

(ب) درخواست برخلاف مساۃ سعیدہ کاظمی پر اس وقت کے وزیر انٹی کرپشن پنجاب جناب غلام عباس نے مورخہ 13-6-1996 کو تحقیقات کا حکم فرمایا تھا جو کہ انٹی کرپشن لاہور ریجن میں مورخہ' 2-7-1997 کو موصول ہوا جس پر انکوائری پہلے اسسٹنٹ ڈائرکٹر میاں غلام مرتضیٰ کے سپرد ہوئی۔ ابھی انکوائری زیر تجویز تھی کہ الزام علیہ نے عدالت میں رٹ نمبری 13356/96 دائر کر دی مورخہ 17-10-96 کو چٹھی نمبری DAC-CR-1(110)96/1033 کے ذریعے اس وقت کے ڈائرکٹر صاحب نے انکوائری فائل ریجن سے ڈائریکٹوریٹ تبدیل فرمائی مورخہ 23-10-96 کو چٹھی نمبری 6646 کے ذریعے ریکارڈ ڈائریکٹوریٹ منتقل کر دیا گیا۔اس دوران الزام علیہ نے ایک دیگر رٹ نمبری96-20043 عدالت عالیہ میں دائر کی۔

مورخہ 26-02-96 کو مسل ھذا دوبارہ ریجن میں منتقل کی گئی اور سابقہ انکوائری افیسر میاں غلام مرتضیٰ اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے سپرد ہوئی۔ مورخہ 21-04-97 کو الزام علیہ نے اس وقت کے ایڈیشنل ڈائرکٹر لاہور ریجن کو درخواست گزاری کہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت رٹ ہائے کے فیصلہ تک انکوائری زیر التوا رکھی جائے۔ یا پھر کم از کم انکوائری ہی دیگر افسر کے سپرد کی جائے چونکہ غلام مرتضیٰ اسسٹنٹ ڈائرکٹر شکایت کنندہ فریق کے زیر اثر ہیں اس پر جناب محمد اقبال اس وقت کے ایڈیشنل ڈائرکٹر نے انکوائری موجوہ سرکل افسر لاہور سلطان محمود چڈھر انسپکٹر کے ذمہ لگائی۔ وہ انکوائری نمٹانے کے مرحلے پر آئے تو مورخہ 12-04-97 کو شکایت کنندگان نے درخواست گزاری کہ انہیں مسٹر سلطان محمود چڈھر پر اعتماد نہ ہے۔ اس بارے میں ڈائرکٹر صاحب نے دو دیگر درخواست ہائے ازاں ملک سرفراز صاحب و دیگران بھجوائیں جس میں انکوائری افسر پر الزامات لگائے گئے تھے۔ اس پر ایک دفعہ پھر مورخہ 19-07-1997 کو انکوائری تبدیل کر کے مسٹر کاران بیگ مجسٹریٹ / اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے سپرد ہوئی۔ انھوں نے 16-08-1997 کو الزام کا جزوی بیان قلم بند کیا۔ مورخہ18-09-1997 کو مفصل بیان تحریر ہوا اور دو گواھان کے بیانات تحریر ہوئے۔

30-09-1997 کو چھ گواہان کے بیانات قلم بند ہوئے۔ مورخہ 30-09-1997 کو یکے از مدعیان ملک سرفراز حسین حاضر آئے اور بیان کیا کہ ذاتی مجبوری کی وجہ سے دیگر مدعیان حاضر نہ آسکے ہیں۔ امید ہے کہ ہفتہ عشرہ تک انکوائری تکمیل پا جائے گی۔

گورنمنٹ ملازمین کی اے۔ سی۔ آر

225۔ چودھری مسعود احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بے شمار گورنمنٹ ملازمین کی اے۔سی۔آر مجاز افسران نہیں لکھتے اور ملازمین کی پرموشن رکی رہتی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ ملازمین اپنی پرموشن کے لیے ریٹائرڈ افسران سے اے۔سی۔آر لکھواتے ہیں اور جو افسران فوت ہو چکے ہیں ان کی اے۔سی۔آر نہیں لکھ پاتے۔

(ج) کیا حکومت نے اس کے سدباب کے لیے قانون میں کوئی ترمیم کی ہے یا پہلا قانون ہی چل رہا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) جی نہیں۔ بہر حال کچھ کیسوں میں ایسی صورت حال پائی جاتی ہے۔ تاہم متعلقہ افسران سے اے سی آر لکھوالی جاتی ہیں۔

(ب) گورنمنٹ ملازمین کی اے سی آر ریٹائرڈ اور وفات پا جانے والے افسران سے لکھوانے کے لیے پنجاب حکومت کی ھدایات درج ذیل ہیں:

(1) اگر کوئی افسر ریٹائر ہونے سے پہلے اے سی آر نہیں لکھتا اور باوجود یاد دہانیوں کے نہیں لکھ پاتا تو پھر اس سے اگلا اعلیٰ افسر اس کی اے سی آر لکھ سکتا ہے اگر اس نے کم از کم تین مہینے تک اس ماتحت کا کام دیکھا ہو اور اس سے اگلا اعلیٰ افسر اس کی تصدیق کرے گا۔

(2) اگر تحریر کنندہ افسر اور تصدیق کنندہ افسر دونوں ریٹائر ہو جائیں تو ان سے اگلا اعلیٰ افسر ماتحتوں کی اے سی آر لکھنے کا مجاز ہوگا بشرطیکہ اس نے خود اس کا کام دیکھا ہو اور اس سے اگلا اعلیٰ افسر اس اے سی آر کی تصدیق کرے گا۔

(3) اگر اے سی آر بالکل بھی نہ لکھی گئی ہو تو پھر اس ماتحت کے

C. R. Dossier) میں ایک مناسب نوٹ لکھ دیا جائے تاکہ مناسب اور prescribed طریقۂ کار کے مطابق ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

(ج) ابھی تک پنجاب حکومت کے ملازمین کے لیے یہی قانون چل رہا ہے جو قابل عمل بھی ہے۔ حکومت کے پاس اس سلسلے میں کوئی ترمیم زیر غور نہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے ایک سوال کیا تھا جس کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ اس کا جواب آگے کسی سوال کے جواب میں دیں گے۔ اگر وہ کسی نے take up نہیں کیا تو پھر میرا سوال تو pending ہے' لہٰذا اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، جی۔ وزیر قانون صاحب! لیڈر آف اپوزیشن صاحب فرما رہے ہیں کہ میرا ایک سوال pending ہوا تھا۔ اس بارے میں آپ کچھ فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن نے سوال یہ کیا تھا کہ سی ایم آئی ٹی کے جو چیئرمین اس وقت مقرر کیے گئے ہیں ان کا deputation period کتنا ہے۔ تو جناب والا! عرض ہے کہ deputation period کا تعین ابھی نہیں ہوا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میرا سوال یہ تھا کہ کیا-----

چودھری محمد صدیق سالار، جناب چیئرمین----

جناب چیئرمین، جب لیڈر آف اپوزیشن ہاؤس سے مخاطب ہوں تو آپ ان کو interrupt نہیں کر سکتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب والا! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ کیا CMIT میں چیئرمین سمیت کچھ ممبران کو بھی کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا ہے؟ اگر کیا گیا ہے تو ان کے نام اور ان کے کنٹریکٹ کی میعاد کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے یہی گزارش کی ہے کہ چیئرمین کے deputation period کا تعین ہم نے ابھی تک نہیں کیا۔ باقی اگر یہ کسی ممبر کے متعلق specifically پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ اس بارے میں fresh question دیں' میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم میں چیئرمین اور ممبران سمیت کتنے لوگوں کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا؟

جناب چیئرمین، جی راجہ صاحب! یہ سوال تو بڑا واضح ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس وقت اس بات کی تفصیل میرے پاس موجود نہیں۔

جناب چیئرمین، تو کیا سوال کو pend کر لیا جائے اور اس کا آپ جواب منگوا لیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! ان کا یہ سوال ضمنی ہے ۔ ان کا یہ سوال نہیں' یہ ان کا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین، سعید صاحب! کیا آپ نے اس سوال میں واضح طور پر یہ پوچھا تھا کہ اس میں کتنے لوگوں کو کنٹریکٹ پر رکھا گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ نہیں پوچھا گیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں جناب' یہ میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین، تو پھر آپ fresh question دیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میرا سوال 965 ہے اور یہ 27-07-1997 کا ہے۔ اس سوال کو تین ماہ ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین، چنیوٹی صاحب' آپ کا نام پکارا گیا تھا آپ اس وقت سیٹ پر تشریف نہیں رکھتے تھے لہذا وہ disposed of تصور ہوتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ میرے سوال کو تین ماہ ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا ۔ تو جناب' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جھنگ سے لاہور پہنچنے میں مزید کتنی مدت لگے گی؟ اب تو زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے فیکس نکل آئے ہیں۔ ایک منٹ میں جواب آسکتا ہے۔

جناب چیئرمین، چنیوٹی صاحب! اس سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ وزیر قانون صاحب' آپ اس سوال کا جواب جلدی منگوا لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل ممبر اپنے سوال کا نمبر بتا دیں ۔

جناب چیئرمین، جی ۔ چنیوٹی صاحب' آپ کے سوال کا نمبر کیا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، اس کا نمبر 965 ہے اور اسے دیے ہوئے تین ماہ ہو گئے ہیں۔ ابھی تک اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: اس کا نمبر 965 ہے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے رولنگ دی تھی کہ وقفۂ سوالات ختم ہوگیا۔ جب آپ نے یہ رولنگ دے دی تو پھر اس کے بعد کتنا ہی بڑا ممبر کیوں نہ ہو اسے آپ کی رولنگ کا احترام ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین، نہیں جناب' میں نے اس وقت وہ بات کر دی تھی مگر لیڈر آف اپوزیشن نے درمیان میں یہ سوال کر دیا۔ ان کا یہ استحقاق ہے' ان کو اجازت دی جا سکتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے لیے ایک گھنٹہ مخصوص ہے۔ اگر کوئی ممبر اس وقت ایوان میں کسی وجہ سے نہ پہنچ سکے جب اس کے سوال کا نمبر پکارا جائے اور بعد میں وہ پہنچ جائے اور وقفۂ سوالات ابھی جاری ہو تو کیا وہ اپنا سوال put up کر سکتا ہے؟

جناب چیئرمین، شاہد محمود صاحب! اسمبلی سیشن کا کیا وقت تھا؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب ساڑھے نو بجے کا تھا۔

جناب چیئرمین، تو آپ کو پتا ہے کہ یہ کس وقت شروع ہوا ہے۔ یہ تو اسمبلی کا سٹاف ریکارڈ رکھتا ہے کہ پونے دس بجے شروع ہوا ہے یا پونے گیارہ بجے شروع ہوا ہے' لہٰذا آپ موجود نہیں تھے۔ آپ کو اس میں participation کرنے کا اگر زیادہ شوق ہے تو آپ کو بروقت یہاں پر آنا چاہیے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں تو ہمیشہ بروقت آتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اب اس پر رولنگ آ چکی۔ اب آپ کا یہ سوال entertain نہیں کیا جا سکتا۔

چودھری صفدر شاکر، جناب چیئرمین! آپ بٹ صاحب کو ذرا تاکید فرمائیں کہ وہ رات کو جلدی سویا کریں۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے جی۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 41 ہے۔ اور یہ ایاز امیر صاحب کی ہے۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ایاز امیر صاحب ایک ضروری کام کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں ۔ یہ تحریک التوائے کار ایک نہایت اہم مسئلے کی نسبت سے پیش کی گئی ہے لہٰذا اسے adjourn کر کے جمعے کے دن رکھ دیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے جی ۔ اسے pend کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 42 جناب احمد خان بلوچ صاحب کی ہے ۔جی بلوچ صاحب۔

جناب احمد خان بلوچ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے----

جناب چیئرمین، مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کا تقرر بطور پارلیمانی سیکرٹری ہو چکا ہے' لہٰذا آپ یہ تحریک پیش نہیں کر سکتے ۔

جناب احمد خان بلوچ، کیا میں اسے پڑھ بھی نہیں سکتا؟

جناب چیئرمین، جی نہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 43 سید ذیشان الٰہی شاہ کی ہے ۔جی ذیشان صاحب۔(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے) وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ disposed of تصور ہوگی۔اس سے آگے پھر سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب کی ہے اور اس کا نمبر 44 ہے چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ لہٰذا یہ بھی disposed of تصور ہوگی۔ اس سے آگے رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے ۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک التوائے کار جمعرات کے روز داخل کروائی تھی۔ مجھے آج ہی ابھی دو منٹ پہلے کاپی ملی ہے ۔ میں چاہوں گا کہ آپ اسے کل کے لیے pending فرما لیں تا کہ میں اس سے متعلقہ جو ریکارڈ ہے اسے پیش کر سکوں۔

جناب چیئرمین، یہ کل تک کے لیے pend کی جاتی ہے ۔

وزیر مال، جناب والا! اس کا مجھے نمبر بتا دیں ۔

جناب چیئرمین، اس کا نمبر 45 ہے۔

وزیر مال، جناب والا! یہ انھوں نے کل دی تھی۔ میں ویسے اس کا جواب دینے کے لیے تیار تھا۔

جناب چیئرمین، شوکت داؤد صاحب! چلو اسے کل کے لیے pend کر لیتے ہیں۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 46 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! شکریہ۔

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! تحاریک التوائے کار نمبر 46 اور 47 کل موصول ہوئی ہیں ہم نے ان کے جواب کے لیے لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ ان کو pend کر دیا جائے؟

وزیر مال، جی۔ یہ تحاریک تو ہمیں کل ملی ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو مؤخر کر دیا جائے؟

وزیر مال۔ ویسے انھوں نے میرے ساتھ زبانی بھی بات کی تھی۔ میں نے ڈی سی کو ٹیلی فون اور فیکس بھی کر دی ہے۔ ایک آدھ روز میں اس کا جواب آ جائے گا۔ابھی کل انھوں نے دی ہیں چونکہ یہ دیہات کا مسئلہ ہے۔ دیہات کا سروے کرنا ہے۔ اس پر ایک دو دن لگ جائیں گے۔ یہ ایسا تو نہیں کہ آج اس کا جواب آ جائے۔

جناب چیئرمین، آپ کو کتنا وقت درکار ہو گا۔

وزیر مال، ایک دو دن میں جواب آ جائے گا۔

جناب چیئرمین، یہ اس کو آج پڑھ لیں۔ اس کے بعد اس کو مؤخر کر دیتے ہیں۔

وزیر مال، یہ تحریک التوائے کار کو پڑھ لیں۔

ملتان ڈویژن میں ژالہ باری کی وجہ سے کپاس کی فصل کو نقصان

جناب سعید احمد خان منیس۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی

جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملتان ڈویژن کے اضلاع لودھراں' خانیوال' ملتان' وہاڑی اور خصوصاً ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی کے مواضعات میں گزشتہ دنوں ہونے والی شدید ژالہ باری اور طوفان بادوباراں کی وجہ سے کپاس کی کھڑی فصل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے جس سے علاقے کے عوام ازحد پریشان ہیں اور حکومت پاکستان بھی کپاس کی فصل پر بہت زیادہ انحصار کیے ہوئے ہے' مگر حالیہ شدید ژالہ باری اور طوفان کی وجہ سے متاثرین علاقے شدید کس مپرسی اور ملتمس نگاہوں سے حکومت سے یہ توقع وابستہ کیے بیٹھے ہیں کہ وہ کب ان کی مدد کو پہنچتی ہے۔ یہ امر انتہائی قابل افسوس ہے کہ مذکورہ اضلاع میں ژالہ باری کی وجہ سے کپاس کی کھڑی فصل کو پہنچنے والے ناقابل تلافی نقصان کے ازالے کے لیے حکومتی سطح پر کوئی ٹھوس حکمت عملی اور امدادی انتظامات تاحال نہیں کیے گئے۔ جس سے علاقے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور ہیجان پیدا ہونے لگا ہے۔

لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کو پرسوں جمعہ تک کے لیے مؤخر کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 47 جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تحریک التوائے کار پیش کرنے کا موقع بخشا۔

ضلع بھکر میں ژالہ باری سے چاول، گنے اور کپاس کی فصل کو نقصان

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے ضلع بھکر اور اس کے مواضعات میں گزشتہ دنوں ہونے والی طوفانی بارش اور شدید ژالہ باری نے تباہی مچا دی جس سے ہزاروں ایکڑ زمین پر چاول' گنے اور کپاس کی کھڑی فصل کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے عوام شدید پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں اور نہایت کس مپرسی' بے یارو مددگار اور ملتمس نگاہوں سے حکومت سے یہ توقعات وابستہ کیے بیٹھے ہیں کہ وہ کب ان کی مدد کو پہنچتی ہے لیکن یہ امر انتہائی قابل افسوس ہے کہ میرے ضلع میں شدید ژالہ باری اورطوفان بادوباراں کی وجہ سے کھڑی فصلوں کو پہنچنے والا ناقابل تلافی نقصان کے ازالہ کے لیے

حکومتی سطح پر کوئی ٹھوس حکمت عملی اور امدادی انتظامات تاحال نہیں لیے گئے جس سے علاقے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور ہیجان پیدا ہونے لگا ہے۔

لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، سعید اکبر خان صاحب! جب آپ ایوان میں داخل ہوئے ہیں تو منسٹر ریونیو نے فرمایا تھا کہ ان دو تحاریک التوائے کار نمبر 46 اور 47 کو پرسوں تک کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟

وزیر مال، پرسوں ان شاء اللہ ان کے جوابات دے دیے جائیں گے۔ ویسے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو کہہ دیا ہے۔ ان کی رپورٹ مانگ لی ہے۔

جناب چیئرمین، اگلی تحریک التوائے کار میاں عبدالستار کی طرف سے ہے۔

خان پور شہر میں قبضہ گروپس کے زیر قبضہ اراضی کی واگزاری

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ کے حالیہ اعلان کے مطابق کہ قبضہ گروپوں کے زیر قبضہ اراضی کی نشان دہی آپ کریں خالی میں کرواؤں گا' کو ذاتی مسئلہ سمجھتے ہوئے اس جہاد میں اپنا فریضہ ادا کر رہا ہوں۔ خان پور شہر میں تقریباً ساڑھے تیرہ ایکڑ ہائی وے کی اراضی موجود تھی جس کا انتقال ہائی وے کے نام نہ تھا اور ظاہر پیر ٹاؤن میں تقریباً اڑھائی ایکڑ اراضی کی نشان دہی کی اور میں نے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر محکمہ شاہرات بہاول پور کے دفتر کا جب ریکارڈ ملاحظہ کیا تو وہاں سے ان تمام قیمتی اراضی کا ایوارڈ گزٹ نوٹیفکیشن اور مالکان اراضی کو معاوضہ جات ثابت ہوا۔ چنانچہ میں نے یہ تمام ریکارڈ دیکھ کر انتقال درج کرنے کا کہا۔ جناب لینڈ ایکوزیشن کلکٹر نے 02-10-1997 کو ہر دو قیمتی اراضیات کی منتقلی کے لیے خط بخدمت جناب تحصیلدار صاحب محال خان پور ضلع رحیم یار خان کو لکھ دیا۔ جس پر جناب تحصیل دار صاحب محال نے متعلقہ نائب تحصیل داران کو انتقال درج کرنے کی سفارش کی مگر تاحال انتقال درج نہیں ہوا۔

جس سے کروڑوں کی بیش قیمتی اراضی قبضہ گروپ سے نہیں چھڑائی جا سکی۔

یاد رہے کہ اس اراضی پر ہائی وے کے ریسٹ ہاؤس اور محکمہ خوراک کے گودام اور محکمہ جنگلات کے دفاتر بھی شامل ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ اس اہم اور فوری مسئلے پر اسمبلی کی کارروائی معطل کرکے فوراً بحث کی جائے۔

وزیر مال، جناب چیئرمین ! جیسا کہ انھوں نے کہا ہے یہ پراپرٹی سی اینڈ ڈبلیو کی ہے ۔ رات میں نے ڈی سی رحیم یار خان سے ٹیلی فون پر بات کی ہے کیونکہ ایک تو یہ تمام تحاریک التوائے کار کل ہی ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے کہا کہ محکمے نے اس سلسلے میں ابھی تک کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پراپرٹی ان کی ہے اور ان کو ہم سے رابطہ کرنا چاہیے ۔ لیکن اس سلسلے میں مزید معلومات آنے کے بعد ہی جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین ، آپ کیا چاہیں گے کہ اس کو بھی مؤخر کر دیا جائے؟

وزیر مال، اس کو مؤخر کر دیں۔

میاں عبد الستار (رحیم یار خان)، جناب چیئرمین! سی اینڈ ڈبلیو کے لیٹر اور جناب لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کے لیٹر تحصیل دار کو موصول ہو چکے ہیں۔ تحصیل دار نے نائب تحصیل داران کو بھی دے دیے ہیں کہ انتقالات درج کر دیے جائیں۔ میں نے تحصیل دار کے پاس وہ لیٹر دیکھے ہیں اور وہیں سے میں نے فوٹو کاپی لی ہے۔ یہ کاپی میں نے سی اینڈ ڈبلیو سے نہیں لی۔ تحصیل دار کے آفس سے جو لیٹر جاری کردہ ہے اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ کل میں یہ دکھا سکتا ہوں۔ یہ نائب تحصیل داران کے پاس pending پڑی ہے۔

جناب چیئرمین، میاں صاحب ! اس کا تفصیلی جواب جمعے کو آ جائے گا۔

وزیر مال، میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر پوری کارروائی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین، تحریک التوائے کار نمبر 48 کو مؤخر کیا جاتا ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب چیئرمین ! میں ٹریفک کی وجہ سے لیٹ ہو گیا ہوں۔ میری دو تحاریک التوائے کار نمبر 43 اور 44 تھیں۔

جناب چیئرمین، ان پر فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ dispose of ہو چکی ہیں۔ آپ سے پہلے شاہد محمود بٹ

صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ ٹریفک بند تھی اس لیے ان کا سوال entertain کیا جائے۔ تو یہ entertain نہیں کی جا سکتیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، ابھی تک ٹائم ہے۔

جناب چیئرمین، یہ نہیں لی جا سکتی۔ اگلی تحریک التوائے کار میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے۔

ضلع رحیم یار خان میں اراضی کے کٹاؤ کو بچانے کے لیے بند کی تعمیر

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)،

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں اراضی کے کٹاؤ کو بچانے کیلئے اس پر بند تعمیر کرنے کا ایک منصوبہ تھا۔ جس کا ٹنڈر 20-10-1997 کو کھلنا تھا۔ مگر نامعلوم وجوہات کی بناء پر یہ ٹنڈر کینسل کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کو ان کے دورہ بہاول پور کے دوران صورت حال کی سنگینی سے میں نے آگاہ کیا کہ اگر یہ بند تعمیر نہ ہوا تو رحیم یار خان کے پورے نہری نظام اور تاریخی قصبات اور خواجہ غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی جائے پیدائش چاچڑاں ٹاؤن کی مکمل تباہی کا خطرہ ہے تو انھوں نے اس بند کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی فوری تعمیر کا حکم دیا اور ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی جناب ذوالفقار کھوسہ وزیر خزانہ کی زیر نگرانی بنا دی اور اس کمیٹی نے جگہ کا معائنہ بھی کیا۔ مگر اب اچانک ٹنڈر کینسل ہونے سے پورے علاقے میں اضطراب پھیل گیا ہے۔ چاچڑاں ٹاؤن میں دو دن سے ہڑتال ہے اور وہاں کے مقامی باشندوں نے سخت احتجاج کیا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلے پر فوری بحث کی جائے۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین ! یہ تحریک کل ہی موصول ہوئی ہے ۔ ابھی تک اس کا جواب محکمے کی طرف سے نہیں آیا۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کو مؤخر کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین، اس کو کب تک مؤخر کیا جائے۔

وزیر قانون، بے شک پرسوں پر رکھ لیں۔

جناب چیئرمین ،پرسوں تک کے لیے موخر کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 50 چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب!

فیصل آباد شیخوپورہ روڈ کی خستہ حالت

چودھری زاہد محمود گورایہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد جو کہ ملک کا تیسرا بڑا اور صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے سے شیخوپورہ، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، وزیر آباد، گجرات، جہلم، گوجر خاں اور راولپنڈی، اٹک، پشاور، مری، اسلام آباد و دیگر کئی علاقوں میں بھی آمد و رفت کے لیے آمدو رفت میں مسافروں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بلکہ آئے روز حادثات اس سڑک پر روز مرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ جبکہ حالیہ سیلاب کی وجہ سے بھکی پر واقع سیم نہر ٹوٹ جانے کی وجہ سے یہ سڑک کئی ایک مقامات سے بالکل ختم ہوگئی ہے۔ جسے وقتی طور پر مٹی ڈال کر برائے نام قابل استعمال بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کھرڑیانوالہ، شاہ کوٹ سنواں مانانوالہ، کھاریاں اور دیگر کئی ایک مقامات پر جو اڈے قائم ہیں ان کے دونوں طرف دکان داروں اور ریڑھی والوں نے تجاوزات قائم کر رکھی ہیں۔ جس کی وجہ سے ان تمام جگہوں کے آگے آمدو رفت عملی طور پر معطل رہتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہائی وے کے عملے کی غفلت اور لاپرواہی اورمتعلقہ اداروں کی عدم توجہی ہے۔ اس تمام صورت حال سے آئے دن کئی گھنٹے مسلسل اس شاہراہ پر ٹریفک بند رہتی ہے اور ہزاروں مسافر اور لوگوں کو کئی کئی گھنٹے تاخیر سے اپنی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں اور یوں اس شدید کوفت و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسلسل متعلقہ سرکاری اداروں کی اس اہم مسئلے پر خاموشی سے یہ مسئلہ مزید سنگین ہوتا جا رہا ہے او حکومت کی بلاوجہ بدنامی کا باعث بنتا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک کو حسب ضابطہ قرار دیتے ہوئے ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کے لیے باقاعدہ وقت مقرر کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک آج ہی موصول ہوئی ہے۔ اس کا جواب ابھی نہیں آیا لہذا اس کو

کل کے لیے pending کرلیں۔

جناب چیئرمین: جی گورایہ صاحب! کیا کل تک کے لیے اس کو pending کرلیں؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جی ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، تو یہ کل تک کے لیے pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 51' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

موضع باغ اور شاہ جیونہ ضلع جھنگ کی ہومیو ڈسپنسریوں کے عملے کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پڑھنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ دیہی مراکز صحت چک نمبر 14 ج۔ب تحصیل چنیوٹ' موضع باغ ضلع جھنگ اور شاہ جیونہ ضلع جھنگ جہاں پر ہومیو ڈسپنسریاں/طبی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں وہاں کے متعلقہ سٹاف مثلاً ہومیو ڈاکٹرز' حکیم صاحبان' ڈسپنسرز' نائب قاصد وغیرہ کو گزشتہ تین ماہ(جولائی' اگست' ستمبر 1997ء) کی تنخواہیں اب تک ادا نہیں کی گئیں۔ جبکہ دیگر اضلاع مثلاً فیصل آباد' گوجرانوالہ' سرگودھا تمام دیہی مراکز صحت کی ڈسپنسریوں کے ملازمین کو باقاعدگی سے تنخواہیں مل رہی ہیں لیکن مذکورہ بالا ڈسپنسریوں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے۔ جس سے ملازمین میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جا رہا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس اہم مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ساری تحاریک آج ہی موصول ہوئی ہیں اور ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں آیا۔ یہ کل کے لیے pending فرمالیں۔

جناب چیئرمین: میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف اپنا کوئی نمائندہ بھجوائیں کہ حکومت ان کی تحریک کو کل تک کے لیے pend کرنا چاہتی ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 52 چودھری زاہد محمود گورایہ کی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں علاج حیوانات کے ہسپتالوں میں عملے کی غیر حاضری

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کاغذوں میں اگرچہ ضلع کونسل فیصل آباد میں تقریباً چالیس حیوانات کے علاج معالجے کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور ان کے عملے کی تنخواہوں اور ادویات کی خرید و فروخت پر محکمہ لاکھوں روپے سالانہ خرچ کر رہا ہے لیکن عملی طور پر ان ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں متعلقہ عملہ و ڈاکٹرز کی طرف سے مویشیوں کے علاج معالجے کی سہولتیں بہم پہنچانا تو درکنار وہ اپنی ڈیوٹیوں پر ہی حاضر نہیں ہوتے۔ جس کی وجہ سے مویشیوں کے ہلاک ہونے کے واقعات معمول بن گئے ہیں اور اس وجہ سے کئی ایک لوگ معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہو گئے ہیں، جس سے قومی نقصان بھی ہو رہا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے ضلع بھر کی آبادی میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ استدعا ہے کہ اس فوری نوعیت اور عوامی اہمیت کے پیش نظر میری اس تحریک کو حسب ضابطہ قرار دیا جائے اور ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس تحریک پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب! میرے خیال میں یہ ساری تحاریک التوائے کار کل ہی موصول ہوئی ہیں تو ان کے نمبرز پڑھ کر کیوں نہ کل تک کے لیے pend کر دیا جائے؟

وزیر قانون: جی درست ہے۔

جناب چیئرمین: تو گورایہ صاحب! یہ تحریک التوائے کار نمبر 52 آپ کی ہے، 53 بھی آپ کی ہے اور تحریک التوائے کار نمبر 54 ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ تو ان تمام تحاریک کو کل تک کے لیے pend کیا جاتا ہے تا کہ محکموں سے جواب موصول ہو جائیں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون، زرعی تحقیقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1997ء

جناب چیئرمین، اب گورنمنٹ کا بزنس take up کیا جاتا ہے۔

The Punjab Agriculture Research Board Bill 1997(Bill No.15 of 1997)...........

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی منیس صاحب فرمائیے!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! یہ legislation take up کرنے سے پہلے۔ اس سے پہلے کہ وزیر قانون یہ بل consideration کے لیے پیش کریں میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک law point اٹھانا چاہتا ہوں اور میں یہ چاہوں گا کہ consideration سے پہلے آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو through a ruling dispose of کریں اور اس کے بعد قانون سازی کا عمل شروع کیا جائے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو Punjab Agriculture Research Board Ordinances جاری کیے گئے تھے یہ ایک successive promulgation of Ordinances کی گئی ہے، یعنی اس میں بار بار Ordinances کا اجراء کیا گیا ہے۔ اسے ایک دوسرے طریقے سے اگر میں ان الفاظ میں کہوں کہ یہ ایک Ordinance راج ہے تو یہ غلط نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! میں اس میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے قانون نے susscussive re-promulgation of Ordinances کو غیر آئینی قرار دیا ہے اور اس میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے susscussive promulgations of Ordinances کے بارے میں متعدد rulings دی ہیں جنھیں میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ ویسے تو اس میں شک نہیں کہ Article-128 of the Islamic Republic of Pakistan گورنر کو یہ اختیار دیتا ہے کہ مخصوص حالات میں وہ Ordinance جاری کرے، لیکن وہ Ordinances پھر اسمبلی میں lay کیے جاتے ہیں۔ میں اس کا relevant حصہ پڑھتا ہوں،

128. (1) The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take

immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

آگے 128 کی Clause-2(a) کہتی ہے،

(a) Shall be laid before the provincial Assembly and shall standrepealedat the expiration of three months from its promulgation or..

جناب سپیکر! میں اب آپ کو سپریم کورٹ کی rulings بتانا چاہتا ہوں۔ اس میں پہلے میں انڈیا کی ایک رولنگ mention کرنا چاہوں گا جو کہ All India Reporter 1987,Supreme Court page-579,relevant portion at page-598 ہے اس میں کہا گیا ہے،

The only question is whether the Governor has power to re-promulgate the same Ordinance successively without bringing it before the legislature that clearly the Governor cannot do. He cannot assume legislative functions in excess of the strictly defined limits set out in the Constitution because, otherwise, he would be usurping a function which does not belong to him. It has further been stated that there must not be Ordinance Raj in the country

جناب سپیکر! یہ انڈیا کے سپریم کورٹ کی رولنگ تھی۔ اب میں سپریم کورٹ آف پاکستان کی رولنگ quote کرنا چاہوں گا جو کہ PLD1989 کے صفحہ 75 اور relevant portion at page 108 ہے اس میں کہا گیا ہے،

It should be clear that by the very nature in the context of the present impasse, the bar under Article 82(2) and Article128, is capable of being invoked once, so as not to exceed in all the period of four months under Article 89(2) and three months under Article 128(2-A).

اس کے بعد سپریم کورٹ کی رولنگ PLD 1994 سپریم کورٹ صفحہ 387 اس میں یہ hold

کیا گیا تھا

It has been held that the President or the Governor cannot react an expired ordinace.

جناب سپیکر! اس میں یہ کافی کلیئر ہے کہ یہ آرڈیننسز re-promulgate نہیں ہو سکتے and successive re-promulgation of the same ordinance, that is unlawful in the eyes of law جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ جو بل under consideration ہے اس کا پہلا آرڈیننس Ordinance No.10 of 1996 ہے جو کہ 9۔ ستمبر 1996ء کو جاری کیا گیا۔ اس کے بعد آرڈیننس نمبر 16 of 1996 یہ 7۔ دسمبر 1996ء کو جاری کیا گیا۔ آرڈیننس نمبر 11 of 1997' یہ 13۔ مارچ1997ء کو جاری کیا گیا۔ آرڈیننس نمبر 24 جو کہ ابھی ہمارے سامنے رکھا گیا ہے' 24 of 1997' اس پر گورنر کے دستخط 7 ۔ جون 1997ء کے ہیں اور اس کا نوٹیفکیشن یکم جولائی1997ء کو جاری کیا گیا۔ جناب والا! اس آرڈیننس میں----

وزیر قانون، جناب سپیکر! Sorry for interruption ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں انھیں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میرا پہلا اعتراض یہ ہے کہ کیا وہ یہ ساری تقریر پوائنٹ آف آرڈر پہ فرما رہے تھے؛ اور پوائنٹ آف آرڈر پر ہی رولنگ quote کر رہے تھے' کیا یہ درست تھا؛ دوسری گزارش یہ ہے کہ گو میں ان کا مشکور ہوں کہ ہم ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہو رہے تھے۔ وہ رولنگز بھی quote کر رہے تھے اور پرانے فیصلے بھی بتا رہے تھے۔ لیکن میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو ہم lay کرنے لگے ہیں یہ آرڈیننس نہیں' بل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کو سن لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کتنی دیر مزید سننا پڑے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، بس' میرے خیال میں وہ ختم کرنے والے ہیں۔

وزیر قانون، شکریہ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! I am aware that this is the Bill. لیکن کیا مجھے یہ کہنے کا حق نہیں کہ successive promulgation of the Ordinance -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ فرمائیں۔ میں نے تو راجہ صاحب سے بھی درخواست کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ آرڈیننس نمبر 24 of 1997 ، پر 7۔ جون کو گورنر نے دستخط کیے اور اس کا نوٹیفکیشن یکم جولائی کو ہوا۔ جناب والا! میں نے پہلے جو آرٹیکل quote کیا ہے۔ جس میں گورنر کو اختیارات ہیں میں نے عرض کیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کو اختیارات ہیں۔ لیکن مخصوص circumstances میں ہیں۔ لیکن اس آرڈیننس میں، میں جو بات آپ کے سامنے معزز ایوان کے سامنے اور معزز وزیر قانون کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ آرڈیننس 24 of 1997 میں دیکھنا یہ ہے کہ 5۔ جون کو گورنر نے اسمبلی کا اجلاس summon کر لیا کہ 9 ۔ جون کو اسمبلی meet کرے گی اور اس کا نوٹیفکیشن بھی 6۔ تاریخ کو جاری کر دیا گیا کہ 9 تاریخ کو اسمبلی meet کرے۔ جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا کہ 7 ۔ جون کو گورنر پنجاب یہ Ordinance promulgate کر دیتے ہیں، گویا کہ اسمبلی summon کرنے کے ایک دن بعد یہ آرڈیننس جاری کرتے ہیں اور اسمبلی meet کرنے سے ایک دن پہلے اس میں کون سی ایمرجنسی تھی؟ ایسے کیا مخصوص حالات تھے کہ جب اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا گیا ہے اور ایک دن بعد اسمبلی نے meet کرنا ہے تو پھر اس آرڈیننس کو جاری کرنے کی کیا ایمرجنسی تھی؟ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کو اسمبلی کے سامنے lay کر دیا جاتا۔ اس لیے میں نے عرض کیا ہے کہ اس کو کہتے ہیں "آرڈیننس راج" اور It is malafide in the eyes of law. میں اپنے محترم بھائی لاءمنسٹر سے یہ کہوں گا کہ:

> This is called the abuse of power. Successivepromulgation of ordinances cannot, but be condemned.

اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ عدلیہ کی پاس داری کی جا رہی ہے اور قوانین کی پاس داری کی جا رہی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس پر عمل نہیں کیا جا رہا ہے۔ ابھی جو میں نے انڈیا سپریم کورٹ کی رولنگ quote کی ہے وہ اس کو follow کر رہے ہیں۔ لیکن ہم لوگ اس کو follow نہیں کر رہے ۔ جناب سپیکر ! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ منیس صاحب! آپ نے بڑی تفصیل سے یہ بات کی۔ لیکن میں ایک چیز عرض کر دوں کہ آپ نے Constitution of India کا حوالہ دیا' ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ہم نے آئین پاکستان کو سامنے رکھنا ہے اور آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل کے تحت اسمبلی میں قانون سازی ہوسکتی ہے اور گورنر آرڈیننس جاری کرسکتا ہے۔ لیکن یہاں تو آرڈیننس زیر بحث ہے ہی نہیں۔ یہاں پر تو جو آج بل آ رہا ہے اس کی بات ہو رہی ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ پنجاب اسمبلی کی قانون سازی کو چیلنج کر سکتے ہیں تو اس کے لیے کوئی بات لائیے۔ یہ آرڈیننس کی بات نہیں ہو رہی۔ اگر بار بار آرڈیننس ہوتے رہے ہیں تو ان کو کسی نے چیلنج ہی نہیں کیا۔ اس وقت کرتے' کہیں بھی جا کر کرتے۔ آج چونکہ بل کی بات ہے اور آپ نے بل کے متعلق کوئی بات نہیں کی' کوئی ایسا قانون نہیں دیا کہ پنجاب اسمبلی اپنا بل lay نہیں کر سکتی یا اس کو پاس نہیں کر سکتی۔ اس لیے میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو rule out کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ نے اسے rule out کر دیا ہے۔ واقعی' مناسب نہیں کہ جو چیز rule out کر دی جائے اس پر کوئی بات کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر مناسب نہیں تو نہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ایک بہت ہی relevant بات تھی اور آپ جو آرڈیننس کی بات کر رہے ہیں وہ بھی آگے ایسے معاملات آ رہے ہیں کہ میں آرڈیننس کے بارے میں بھی یہ بات آپ کے notice میں لے آؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ اس وقت کیجیے گا۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی خانزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir The validityor the non-validity of a law can be questioned in the court of law and not in the Assembly. Assembly is not the forum for questioning the validity of the law. You shall have to go to the court to say whether it is valid or not. I am sure, your ruling is quite correct.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER:Now, we take up the Punjab Agriculture Reseach Board Bill, 1997. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I move That the Punjab Agriculture Research Board Bill 1997, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER:The motion moved is: That the Punjab Agriculture Research Board Bill 1997, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once.

SYED MASOOD ALAM SHAH: Sir, I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER:There are two amendments on this motion First amendment is from:

1. Syed Masood Alam Shah
2. Mr. Saeed Akbar Khan
3. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Sardar Rafique Haider Leghari
6. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

Syed Masood Alam Shah may move it

SYED MASOOD ALAM SHAH: I move, That the Punjab Agriculture Research Board Bill 1997, as recommended by the Special Committee No 1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1998.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is: That the Punjab Agriculture Research Board Bill 1997, as recommended by the Special

Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th January, 1998.

MINISTER FOR LAW: Mr Speaker, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاہ صاحب آپ اس پر بات کریں۔

سید مسعود عالم شاہ: جناب سپیکر! زراعت ایک بہت ہی اہم محکمہ ہے اور اس سے بہت سے دوسرے محکمے related ہیں' بلکہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ زراعت سے صنعت بھی related ہے۔ اس سلسلے میں' میں گزارش کروں گا کہ اس حکومت نے لگا تار کسانوں کے خلاف مہم چلا رکھی ہے۔ جیسا کہ پہلے دولت ٹیکس عائد کیا گیا پھر زراعت ٹیکس عائد کیا گیا پھر PEDA کی شکل میں پابندیاں عائد کر دی گئیں اور اسی طرح اب یہ بورڈ بھی تشکیل دیا جا رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس ضمن میں موجودہ حکومت یا تو الیکشن کے وقت اپنا مینڈیٹ لیتی اور لوگوں کو اعتماد میں لیتی۔جناب سپیکر! عوام کو اعتماد میں نہ لے کر اس حکومت کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ کسانوں کو اعتماد میں لیا جائے۔ پچھلے جو قانون پاس ہوئے ہیں ابھی تک ان کے خلاف احتجاج ہو رہے ہیں۔ آم کاٹے جا رہے ہیں اور ان کے خلاف گورنمنٹ ایکشن لے رہی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس بل کو عوام کے سامنے رکھا جائے اور بل کو مشتہر کیا جائے۔ کسانوں سے رائے لی جائے اور اس کے بعد اس کو زیر غور لایا جائے۔

Crops, plants, live-stock, dairy development, poultary, fishries, wildlife, ecology, range-management, agri-engineering, water-management, irrigation

اور اسی طرح کے دوسرے محکمے بھی cover کر دیے گئے ہیں۔بجائے اس کے کہ اس معاملے کو اسمبلی میں اٹھایا جاتا ایک چھوٹی سے کمیٹی بنا کر سارے معاملات طے کیے جا رہے ہیں جس میں ان کو پوری اتھارٹی دی جا رہی ہے جس کے تحت وہ تقرریاں بھی کریں گے' حتمی فیصلے بھی کریں گے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس بل میں بہت سارے خلاء ہیں۔ جیسا کہ تقرریوں کے سلسلے میں پبلک سروس کمشن کو ختم کر دیا گیا ہے۔اسی طرح اس میں اپوزیشن کے کسی ممبر کو نمائندگی دینے کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا گیا ۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس بل پر نظر ثانی کریں اور عوام

کے مفاد میں اسے مؤخر کر دیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۰

جناب سپیکر! نہایت ہی اہمیت کا حامل موضوع زیر بحث ہے۔ زراعت کے متعلق ریسرچ بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ جناب والا ! میں ذاتی طور پر ریسرچ کے خلاف نہیں ۔ کسی قوم اور ملک نے کسی بھی فیلڈ میں اگر کوئی ترقی کی ہے تو ریسرچ کی بنیاد پر ہی کی ہے۔ جس سبجیکٹ پر بھی ریسرچ کی ہے اور اس میں بہتر سے بہتر تبدیلی لائی ہے اس کے بعد اس قوم اور اس ملک نے ترقی کی ہے۔ جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ duplication ہے' کیونکہ ہمارے پاس پہلے ہی ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ موجود ہے۔ جس کا نام ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہے اور وہ فیصل آباد میں کام بھی کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اس ملک میں جو بھی آیا اس نے اپنی سوچ کے مطابق اور اپنے دوستوں کو نوازنے کے لیے ایک ادارہ بنایا۔ اگر اس سے پہلے کوئی ادارہ کام کر رہا تھا بجائے کہ اس کو مضبوط کیا جائے اس کو بہتر کیا جائے اور اس کی کارکردگی کو بہتر کیا جائے اس کو ادھر ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کے متوازی ایک علیحدہ ادارہ اپنے آدمیوں کو کھپانے کے لیے بنا دیا گیا۔ جناب والا! یہ بڑی متعلقہ بات ہوگی اگر میں یہ بتاؤں کہ رورل ایریا میں جو سڑکیں بنتی ہیں کچھ سڑکیں محکمہ مواصلات و تعمیرات بنا رہا ہے' کہیں محکمہ لوکل گورنمنٹ بنا رہا ہے کہیں ضلع کونسل بنا رہا ہے اور بجٹ تقسیم ہوکر رہ جاتا ہے۔ پھر ان کی اہمیت ' اہلیت اور بہتری کا جو مقصد ہوتا ہے اس کی بھی کوئی پروا نہیں کرتا اور ان کو پوچھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی جو ریسرچ بورڈ بنایا جا رہا ہے' اس کے مقاصد کے لیے بھی اگر آپ گہری نظر سے دیکھیں تو اس میں صرف اور صرف چند آدمیوں کو obilige کرنے کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ اگر ریسرچ کو ہی بہتر کرنا تھا۔ تو جو ادارہ ہمارے پاس پہلے سے موجود ہے اس کو بہتر انداز میں مضبوط کر سکتے تھے۔اس میں اگر کوئی کمی تھی تو ہم اس کو بھی improve کر سکتے تھے۔یہی بجٹ جو اب نئے آدمیوں پر خرچ ہوگا اور شاید ریسرچ پر تو خرچ نہ ہو اور جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہے کہ جب بھی ہم کوئی نیا محکمہ بناتے ہیں یا کوئی بورڈ بناتے ہیں تو اس میں زیادہ بجٹ غیر ترقیاتی اخراجات کی طرف چلا جاتا ہے۔ جو اس کا اصل مقصد ہوتا ہے وہ فوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ آج تک جو بھی بورڈ بنے ہیں آپ ان

کی ورکنگ اور پراگریس کو اٹھا کر دیکھ لیں۔80 فی صد یا 85 فی صد غیر ترقیاتی اخراجات یعنی ان کی تنخواہوں اور گاڑیوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔جو اصل مقصد ہے اور جس کے لیے بورڈ بنایا جاتا ہے اس پر 5 سے 10 فی صد تک بھی خرچ نہیں ہوتا۔جناب والا! آج ہمیں یہ بات کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ترقیاتی بجٹ کا جو استعمال ہو رہا ہے وہ اس معزز ایوان کے دوست،عوام بھی جانتے ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ کتنا خرچ ہوتا ہے اور کتنا خورد برد ہوجاتا ہے۔جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا کہ میں ریسرچ کا مخالف نہیں ہوں، بلکہ اس پر زور دیتا ہوں اور اس کی اہمیت کو بھی جانتا ہوں۔ لیکن کوئی کام کرنے کی جو نیت ہوتی ہے اس کو اگر دیکھا جائے تو پھر آدمی مطمئن ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! پہلے ہی ہمارے پاس ایک ادارہ کام کر رہا ہے۔ آیا ہماس کو مضبوط نہیں کر سکتے تھے؟ جب ہر crop پر وہاں ایک علیحدہ ہیڈ بنا ہوا ہے اور ایک سیکشن بنا ہوا ہے جس پر ریسرچ ہوتی ہے۔ اگر گورنمنٹ ان کے کام سے مطمئن نہیں تھی اور اس میں توسیع کرنا چاہتی تھی تو اسی ادارے کو بھی توسیع دی جا سکتی تھی اور اس کی کارکردگی کو بھی بہتر کیا جا سکتا تھا۔ چہ جائیکہ ایک متوازی ادارہ قائم کر دیا جائے جس کا مقصد صرف اور صرف اپنے آدمیوں کو کھپانا اور چند مخصوص پسندیدہ افراد کو نوکریاں دینا ہے جس کا میرے خیال میں ریسرچ کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا۔جیسا کہ آپ آگے اس کی کلازیں دیکھیں گے، اس کی تقرریوں کو میں بعد میں زیر بحث لاؤں گا اور اس میں یہ ساری بات واضح ہو جائے گی۔ میں اس ہاؤس میں یہ بات چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج اکثریت کی بنیاد پر یہ بل پاس ہو جائے گا۔ بورڈ پہلے بھی کام کر رہا ہے اور اس کی بھی وزیر قانون پراگریس ضرور اپنی تقریر میں فرمائیں گے لیکن میرا یہ خدشہ ہے کہ یہ بورڈ بھی اور باقی جو اس ملک میں بورڈ بنے ہیں۔ جس میں سیڈ کارپوریشن ہے۔ دوسرے اس طرح کے بورڈ ہیں۔ جس طرح ان کی پراگریس صفر کے برابر ہے۔ میرا خدشہ یہی ہے کہ یہ بورڈ بھی اسی طرح کی کارکردگی کی نذر ہو جائے گا۔ لہٰذا میری اس میں پر زور اپیل ہے کہ اگر اس کو reconsider کیا جائے اور دیکھا جائے کہ جو پہلے ہی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہمارے پاس کام کر رہا ہے۔ اور اس کی کارکردگی کچھ بہتر ہے تو اس کی بہتری کے لیے ہم اور مزید کیا اقدامات کریں گے۔ تو اس کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشش کریں۔ اور ان کو support کریں۔ اگر ان کے بجٹ میں کوئی کمی بیشی ہے تو اس کو اور بجٹ دے کر اور بہتر کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! ہم بھی یہاں اس ایوان میں عوام کے ووٹوں سے بیٹھے ہیں۔ اور عوام کی رائے کو جمہوریت میں زیادہ اہمیت ہے۔ یہ سلسلہ، یہ نظام عوام کی رائے کے مطابق

چل رہا ہے۔ جس طرح کہ میرے دوست نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس بورڈ کے constitute ہونے اور اس کے اغراض و مقاصد کو اگر پبلک میں مشتہر کیا جائے اور اس میں پبلک کی رائے بھی شامل کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ انھی الفاظ پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس نئے بورڈ کو تشکیل دے کر سرکاری خزانے پر ایک نیا بوجھ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک طرف تو ہماری حکومت یہ رونا روتی ہے کہ خزانہ خالی ہے۔ ہزاروں لاکھوں بے روز گار پھر رہے ہیں۔ سرکاری اداروں میں' تعلیمی اداروں میں' صحت کے اداروں میں ہزاروں سیٹیں خالی ہیں۔ جس سے اداروں کی کارکردگی انتہائی متاثر ہو رہی ہے۔ لیکن حکومت یہی جواب دیتی ہے کہ ہم کوئی نئی بھرتی نہیں کر رہے' اس لیے کہ خزانے میں کوئی پیسہ نہیں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو یہ واویلا کیا جاتا ہے اور دوسری طرف یہ زاید بوجھ خوامخواہ ڈالا جا رہا ہے۔ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں موجود ہے اور وہ احسن طریقے سے کام کررہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نئے بورڈ کا سوائے اس کے کہ اپنے کچھ آدمیوں کو نواز لیا جائے اور حکومت کے خزانے پر بوجھ ڈالا جائے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہذا میں اس بورڈ کی تشکیل کی مذمت کرتا ہوں۔ اور اس کی تشکیل کو مسترد کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' اور کوئی معزز اراکین جنھوں نے نام دیے ہیں۔ مسٹر منصور احمد خان۔ سردار رفیق حیدر لغاری۔ صاحب زادہ محمد عثمان خان عباسی۔ یہ دوست ہیں جو بولنا چاہتے ہیں اس پر۔ نہیں' تو لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون ، شکریہ جناب والا! ابھی ابھی معزز اراکین نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں جو ترمیم اس وقت پیش کی گئی ہے اور جن چیزوں کے متعلق اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا۔ اس کے متعلق نہیں کیا گیا' بلکہ مجموعی طور پر بورڈ کی constitution پر انھوں نے اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ ان کی ترمیم یہ تھی کہ اسے عوام کی رائے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ یہاں پر میرے ایک معزز دوست نے یہ کہا کہ کاشت کار کو پہلے ایگریکلچر ٹیکس لگایا گیا' پھر پیڈا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ بنا دیا گیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ زمین دار پر ٹیکس کی صورت میں بوجھ ڈالنے

کے لیے نہیں' بلکہ زمین دار کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی معظم وٹو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔ فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج اس وقت ہاؤس میں بڑی اہم قانون سازی ہو رہی ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ معاملات سارے رولز کے مطابق چلنے چاہییں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں کورم پورا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں'پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں----- گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا ہے۔لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون ،جناب والا! شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہدمحمود بٹ صاحب!

جناب شاہدمحمود بٹ، جناب والا! میں آپ کی توجہ اپوزیشن کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ان کی دلچسپی کا عالم خود یہ ہے کہ معظم وٹو صاحب صبح کے سیشن میں اب پونے بارہ بجے تشریف لائے ہیں۔ اور تمام ممبران ہاؤس سے لابی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی ایوان سے دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ یہ خود پونے بارہ بجے صرف اس ایک بات کی نشان دہی کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ ۔ تشریف رکھیں۔ جی لاءمنسٹر۔

وزیر قانون، جناب والا! موجودہ بورڈ کے قیام سے حکومت کا قطعی طور پر یہ مقصد نہیں کہ خاص طور پر زراعت پیشہ سے متعلقہ جو ہمارے عوام ہیں ان پر کوئی ناجائز بوجھ ڈالا جائے۔ اس وقت ہمارے جو ادارے موجود ہیں حکومت ان کو مربوط کرنا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ بل پنجاب اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا تھا اور یہ ایک خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا گیا-----

جناب ڈپٹی سپیکر، Order please. خاموشی سے سنیے۔ میری معزز اراکین سے درخواست ہے کہ یہ بڑا اہم بل ہے اس کو توجہ اور خاموشی سے سنیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خصوصی کمیٹی نے اس بل پر غور کیا اور اس میں چند ترامیم کی بھی سفارش کی اور ان ترامیم کو ہم اس بل میں شامل کریں گے۔ جناب سپیکر! اس بل

کے اغراض و مقاصد کے متعلق میری گزارش ہے کہ محکمہ زراعت کے زیر انتظام جو محکمہ جات ہے۔ جو درجنوں تحقیقاتی اداروں میں بکھرے ہوئے ہیں مثلاً محکمہ زراعت' لائیو سٹاک' ڈیری ڈویلپمنٹ' آب پاشی' جنگلات' زرعی یونیورسٹی فیصل آباد' بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی' مرکزی حکومت کے زیر انتظام ادارے NIAB (نیاب) وغیرہ۔ یہ تمام تحقیقاتی ادارے اپنے اپنے دائرہ کار کے اندر اور متعلقہ محکمے کی ترجیحات کے مطابق تحقیقات میں مصروف ہیں۔ ایسا ایک بھی ادارہ موجود نہیں جو پنجاب کے مختلف علاقوں کے موسمی اور زرعی حالات کے مطابق کاشت کاروں کے جملہ مسائل' خواہ ان کا تعلق فصلات کی کاشت سے ہو' مویشی بانی سے ہو' آب پاشی سے ہو' جنگلات سے ہو یا ماہی پروری سے ہو' کو مربوط طور پر تحقیقات کا موضوع بنا سکے۔ پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ کے بڑے بڑے اغراض و مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ ہم نے ان تمام محکمہ جات کی سرگرمیوں کو مربوط بنانا ہے اور ان کو ایک پلیٹ فارم سے آگے بڑھانا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کے پیش نظر یہی بات تھی اور اسی خواہش کے پیش نظر اس بورڈ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے' معزز ممبران نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے قیام سے عوام پر بوجھ پڑے گا۔ اس کے ذریعے مزید بوجھ نہیں پڑتا' نہ ہی کوئی نئی ٹیکسیشن کی جا رہی ہے اور نہ ہی اس ادارے کے ذریعے اس قسم کا کوئی ادارہ قائم کیا جا رہا ہے کہ جس کا اضافی بوجھ ہوگا۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ادارے کے حوالے سے ہمیں عالمی بنک کی طرف سے 1997-98ء کے لیے جو گرانٹ ملی ہے وہ 151.2 ملین ہے۔ اور حکومت پنجاب نے اپنے بجٹ میں سے 55 ملین روپے اس ادارے کے لیے مختص کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ادارے کے قیام کے بعد ہماری زراعت کو تقویت ملے گی۔ زراعت کی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور ایک عام کسان کو بہتر زرعی سہولتیں فراہم ہوں گی۔ اس لیے جناب سے میری گزارش ہے کہ اس بل کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے اور اس لحاظ سے جو ترمیم پیش کی گئی ہے کہ اسے مشتہر کیا نہ جائے اس کو رد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER:The amendment moved and the question is:-

> That the Punjab Agriculture Research Board Bill 1997 , as recommended by Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th Junary, 1998.

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The next amendment is from-----

Mr Saeed Ahmad Khan Manais

Mr Saeed Akbar Khan

Pir Shujaat Hasnain Qureshi

Maulvi Ghias-ud-Din

Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad kahn Wattoo

Mr Khalid Javed Waraich

Mr Saeed Ahmad Khan Maians may move the amendment.

MR SAEED AKBAR KHAN MANAIS: Sir, I move:

That the Punjab Agricultural Research Board Bill 1997, as recommended by Special Committee No. I, be referred to the Select Committee Consisting of the following members with instructions to report upto 15th January 1998.

1. Mr Ayaz Amir, MPA
2. Maulana Mansoor Ahmad Chinioti, MPA
3. Malik Saleem Iqbal, MPA
4. Raja Javed Ikhlas, MPA
5. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
6 Mr Ghulam Murtaza Matila, MPA
7. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
8. Alhaj Pir Zulfiqar Ali Chishti, MPA
9. Ch Muhammad Riaz, MPA

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment move is

That the Punjab Agricultural Research Board Bill 1997, as

recommended by Special Committee No. I, be referred to the Select Committee Consisting of the following members with instruction to report upto 15th January 1998.

1. Mr Ayaz Amir, MPA
2. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, MPA
3 Malik Saleem Iqbal, MPA
4 Raja Javed Ikhlas, MPA
5. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
6 Mr Ghulam Murtaza Matila, MPA
7. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
8. Alhaj Pir Zulfiqar Ali Chishti, MPA
9 Ch Muhammad Riaz, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر، منیس صاحب! آپ اس پہ بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ بل 1997ء جو پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا اور سپیشل کمیٹی نے اپنی سفارشات کے ساتھ اس کو ایوان میں اب پیش کیا ہے جو زیر غور ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس مسودے میں بہت ہی خامیاں ہیں۔ جس کے لیے میں نے تجویز کیا ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور دوبارہ زیر غور لایا جائے اور اس کی رپورٹ 15۔ جنوری 1998ء تک پیش کی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں میں نے دیکھا ہے کہ یہ خامیوں سے بھرا ہوا مسودہ ہے۔ اور اس میں کچھ ایسی جعل سازی سی محسوس ہوتی ہے۔ اس میں ایسی کافی provision ہیں جنھیں ہم کسی طریقے سے قانون نہیں کہہ سکتے۔

جناب سپیکر! مجھے معزز اراکین اسمبلی اور اس ایوان کا بہت ہی احترام ہے۔ لیکن جو مسودہ تیار

کیا گیا ہے اس سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی ایم پی اے کمپاؤ سلیم تیار کی جا رہی ہے' بلکہ میں کہوں گا کہ This is one of the Golden Hand Shake to the M.P.As. کیونکہ اس میں کسی کو چیف ایگزیکٹو بنانا درکار ہوگا۔ کسی کو اس کی ممبر شپ دینی درکار ہوگی۔ اس کو ٹی اے' ڈی اے لینے کا ایک طریقہ بنایا گیا ہے۔ اس کو کسی بھی طریقے سے قانونی طور پر مسودہ نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سپیکر! اس میں definition کی کوئی کلاز نہیں رکھی گئی۔ اس میں ex-officio کا ذکر کیا گیا ہے' لیکن اس میں اس کی definition نہیں دی گئی۔ definitions کے بارے میں علیحدہ کوئی کلاز نہیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ مختلف terms ہیں۔ اس میں ایک فارمر کی term ہے۔ اس کی کوئی definition نہیں جتائی گئی کہ فارمر کون ہوگا؛ فارمر کا کیا مطلب ہے؛ وہ کس کو فارمر کے زمرے میں لے آئیں گے؛ انھوں نے یہاں ممبر کی definition نہیں رکھی کہ اس کا ممبر کیا اہلیت رکھتا ہوگا؛ وہ کس طریقے سے ممبر بنے گا؛ تو یہ چیزیں اس میں نہیں ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ممکنہ تمام اختیارات انتظامیہ کو دے دیے گئے ہیں۔ اور یہ بورڈ تو حکومت کی ایک لونڈی بن کر رہ جائے گا' کیونکہ اس میں تمام چیزیں حکومت پہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ پارلیمنٹ اس اختیار کو استعمال نہیں کر سکتی اور ایسے لگتا ہے صوبائی اسمبلی کو ایک ربڑ سٹیمپ بنا دیا گیا ہے۔ اور ہر چیز حکومت پہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اب میں کیا بات کروں' کیونکہ چودھویں ترمیم کے بعد ٹریژری سے ہمارے معزز ممبران کی تو زبان بندی ہوگئی ہے۔ یہ اہم ایک قانون سازی ہے جس میں ان کو پورے طریقے سے شریک ہونا چاہیے لیکن کیا کیا جائے۔ اس چودھویں ترمیم کی موجودگی میں وہ کوئی بات کرنے کے قابل نہیں' بلکہ جناب سپیکر! وزرائے کرام سے بھی بات کرنے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ نے پچھلے دنوں اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ ایک پارلیمانی میٹنگ میں کچھ معزز وزراء حضرات جنھوں نے اپنے ضمیر کی بات کہنے کی کوشش کی لیکن ایک پرائمری سکول کے بچے کی طرح ان کو ڈانٹ کر بٹھا دیا گیا۔ جناب سپیکر! اس میں میں یہ کہوں گا کہ کم از کم وزرائے کرام تو پوری طرح participate اور contribute کریں۔ میں تو صرف یہ کہوں گا کہ:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

جناب سپیکر! جو میں نے عرض کیا ہے کہ اس مسودے میں ہر چیز حکومت پر چھوڑ دی گئی ہے' مثلاً اس میں کہا گیا ہے کہ:

The Government shall appoint a Board which shall consist of not more than 15 members.

یعنی وہ بھی گورنمنٹ نے کرنا ہے۔پھر جناب والا! اس میں کہا گیا ہے کہ :

The affairs of the Board shall be conducted subject to the supervision and control of the government.

تو پھر گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ پھر جناب سپیکر! اس میں کہا گیا ہے کہ :

The Government shall appoint a Chief Executive

وہ گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ اس کے بعد پھر کہا گیا ہے کہ :

The terms and conditions will be determined by the Government.

یہ چیز گورنمنٹ نے کرنی ہے۔ اس کے بعد پھر کہا ہے کہ :

The Government may make rules for carrying out the purposes of this Act.

وہ بھی پھر گورنمنٹ نے کرنا ہے۔ پھر جناب سپیکر! اس میں کہا گیا ہے کہ :

If any difficulty arises in giving effect to the provisions of this Act. The Government may make such order as is not consistent with the Act to remove difficulties.

جناب سپیکر! حکومت نے یہ کام کرنا ہے تو پھر قانون سازی کس بات کی ہو رہی ہے؟ یہ اتنا vague مسودہ اور اتنی vague قانون سازی ہے۔ اس میں ہم کیوں اپنا وقت یہاں ضائع کر رہے ہیں؛ اگر گورنمنٹ نے ہی ہر کام کرنا ہے تو پھر جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ "آرڈیننس راج" کو چلائے رکھیں۔ ایک غلط کام اور غلط روش چل رہی ہے۔ پھر اسی غلط روش پر ہی چلتے رہیں۔ پھر یہاں سب لوگوں کا اکٹھا ہونا اور وقت ضائع کرنا۔ جہاں کسی کو کوئی contribution کرنے کی اجازت نہیں۔ جہاں ایسی قانون سازی ہو رہی ہے جو کہ ہر چیز میں deficient ہے۔ یہ مسودہ ہر طریقے سے deficient ہے۔ جناب سپیکر! اس میں بہت سی خامیاں موجود ہیں۔ اس میں دیکھیں، مسودے کی جو drafting ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیدہ و دانستہ اس میں کوئی motives ہیں جو حاصل کرنے کی

کوشش کی جا رہی ہے۔ اور جب یہ بن جائے گا تو اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق چیف ایگزیکٹو بھی بنا دیا جائے گا' اس میں ممبرز بھی اپنی مرضی سے رکھ دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر! جب رولز اپنی مرضی سے بنانے ہیں تو پھر ان رولز میں نہ جانے کیا کچھ ڈال دیا جائے گا۔ ہر چیز گورنمنٹ نے کرنی ہے تو پھر اس اسمبلی کا کیا فائدہ' اس مقننہ کا کیا فائدہ ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ کر کرا کے اس مقننہ کو ایک اجتماع گاہ بنا دیا گیا ہے۔ جہاں ہم صرف اکٹھے ہوں گے اور یہی کہیں گے کہ حکومت سب کچھ خود ہی کر دے۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی deficient مسودہ ہے۔ اس میں کوئی guide line نہیں دی گئی ہے کہ قانون کیسے بنایا جا رہا ہے اور اس کے کیا اغراض و مقاصد ہیں۔ .It just gives unbridled discretion to the Government اس مسودے میں جو کچھ بھی سپیشل کمیٹی نے تجویز کیا ہے۔ وہ صرف اور صرف یہی ہے کہ تمام اختیارات حکومت کو دے دیے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت deficient مسودہ ہے۔ اس میں Explanation میں Administrative Department کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس میں بہت سے محکموں لائیو سٹاک ' آب پاشی' واٹر مینجمنٹ' زراعت کا ذکر ہے اور اس وقت اس محکمے کو پی اینڈ ڈی چلا رہا ہے۔ لیکن اس کا تعلق اگر دیکھا جائے تو زراعت سے بھی بنتا ہے۔ آب پاشی سے بھی بنتا ہے۔ لائیو سٹاک سے بھی بنتا ہے۔ غرض یہ کہ تمام محکموں کے ساتھ تعلق بنتا ہے۔ لیکن اس مسودے میں کہیں ذکر نہیں کہ اس کا Administrative Department کون سا ہوگا۔ یعنی کہ اس مسودے میں بہت ہی duplications موجود ہیں۔ جناب سپیکر! اس میں بہت سارے محکمہ جات کا جہاں ذکر ہے۔ اس کا کوئی ایک وزیر نہیں۔ اس کا کوئی ایک سیکرٹری نہیں۔ اس میں بتا دیا گیا ہے کہ منسٹر اس کا چیئرمین ہو گا۔ لیکن Administrative Department کا اس میں کوئی ذکر ہی نہیں۔

جناب سپیکر! اس میں appointments کی جو کلاز ہے۔ اس میں دیکھیں کہ بہت ہی vague terms استعمال کی گئی ہیں۔ اس میں حکومت کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ جہاں appointment کا ذکر ہے۔ وہاں صرف یہ کہا گیا ہے کہ direct appointments ہوں۔ Why not all the appointments? یہ اس میں خامی ہے۔ اگر میرٹ پر کوئی کام کرنا ہے تو All the appointments should be made on merit. اس میں صرف only the direct appointments بتا دیا گیا ہے۔ پھر جب یہ بورڈ بنے گا تو اس میں سینکڑوں لوگ کھپیں گے۔ اپنے من پسند لوگوں کو جو پیارے ہیں جو لاڈلے ہیں ان کو اس میں بھرتی کیا جائے گا۔ اس میں کوئی

قد ان کیں لگائی گئی۔ کوئی پابندی نہیں لگائی گئی کہ اس بورڈ میں کتنے بندے ہوں گے۔ اس بورڈ کا سٹاف کتنے لوگوں پر مشتمل ہوگا۔ ایک vague term رکھ دی گئی ہے اور سب میں یہ رکھ دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ کرے گی۔ جناب سپیکر! جب گورنمنٹ نے ہر بات کرنی ہے تو پھر یہاں قانون سازی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہاں معزز اراکین سے انگوٹھا لگوانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا یہ اسمبلی Is this just a rubber stamp? کہ ایک غلط مسودہ یہاں لا کر رکھ دیا جائے اور سب سے انگوٹھا لگوا لیا جائے۔ جناب سپیکر! اس میں جو appointment کی کلاز رکھی گئی ہے۔ وہاں promotion کی کسی کلاز کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس کا کس طرح تعین ہوگا کہ جو افسران اس بورڈ میں ہونگے ان کی ترقی کا کیا طریقہ کار ہوگا؟ کیا سینیارٹی کے حساب سے ان کو ترقی ملے گی؟ کیا سینیارٹی کم فٹنس پر ان کو ترقی ملے گی۔ یا صرف فٹنس پر ہی ملے گی کہ حکومت کو ایک بندہ پسند ہے اور وہ سمجھتی ہے چاہے اس کی سینیارٹی نہ ہو۔ وہ صرف ہمارے معیار پر پورا اترتا ہو۔ حکومت کے معیار پر پورا اترتا ہو اور وہ اس پر fit آتا ہو تو وہ اس کو اس fitness پر ترقی دے دیں گے۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی vague مسودہ ہے۔ اس میں اس بورڈ کا کوئی سیکرٹری نامزد نہیں کیا گیا۔ حالانکہ جو بھی بورڈ بنتے ہیں یا کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ اس کا ایک چیئرمین ہوتا ہے۔ اس کے بعد چاہے وہ by virtue of ones designation ہی سیکرٹری بنا دیا جائے۔ لیکن اس مسودے میں کہیں سیکرٹری کا ذکر بھی نہیں۔ غرض یہ کہ جناب سپیکر! اس میں بہت سی deficiencies ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کافی مواد اس بات کا ہے کہ سپیشل کمیٹی نے اس پر اپنا mind صحیح apply نہیں کیا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مسودے کو consider کرنے سے پہلے، قانون سازی کرنے سے پہلے، اس کو دوبارہ دیکھا جائے۔ اس کو reconsider کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو باتیں کی ہیں۔ گو اس پر اور بہت کچھ کہنے کو ہے۔ جناب سپیکر! کیونکہ سارا مسودہ ہی deficient ہے۔ اور ہر کلاز میں deficiency موجود ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ جو deficient مسودہ ہے، اس پر قانون سازی کرنے کی بجائے میں نے جو سلیکٹ کمیٹی تجویز کی ہے اس کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ thoroughly اپنا mind apply کرے۔ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں کہ صوبائی اسمبلی جو اس صوبے کی highest body ہے، وہ اسے consider کرے۔ ایک proper چیز مسودے کی شکل میں آنی چاہیے اور اسے معزز اراکین اسمبلی اور معزز ایوان consider کرے۔ اس پہ thought ful بحث ہو۔ جناب سپیکر! میں آپ سے پھر عرض کروں گا کہ اس میں ڈرنے یا گھبرانے

کی بات نہیں۔ آپ نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنا ہوتا ہے۔ مافی الضمیر بیان کرنے پہ کوئی پابندی نہیں۔ یہ آپ کا fundamental right ہے۔ یہ fundamental right آئین نے اراکین کو دیا ہے۔ right of speech آپ کے پاس ہے۔ آپ کی زبان بندی کوئی بھی نہیں کر سکتا، کوئی ادارہ نہیں کر سکتا۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کریں اور جب وہ mind apply کرکے اس مسودے کو thoughtful طریقے سے reconsider کر کے، redraft کر کے اچھے انداز میں صوبائی اسمبلی میں لائے اور پھر معزز اراکین اسمبلی کے سامنے رکھا جائے۔ جناب سپیکر! پھر تو democratic norms ہیں۔ پھر یہ معزز ایوان یا اسمبلی پسند کرے گی تو اس draft کو by vote, by majortiy, carry کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا اور آپ کی وساطت سے اس ایوان سے استدعا کروں گا کہ خدارا! آپ اس کو reconsider کریں۔ یہ جو مسودہ ہے اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس کو 15۔ جنوری 1998ء تک دوبارہ اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

چودھری صفدر شاکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شاکر صاحب۔

چودھری صفدر شاکر۔ جناب سپیکر! ابھی اپوزیشن لیڈر جب تقریر کر رہے تھے تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ مداخلت کی جائے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں ایک بات کہی تھی کہ ہماری جو پارلیمانی میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں منسٹر صاحبان کو کسی بات پر ڈانٹ پڑی ہے۔ جناب سپیکر! میں ان کا ریکارڈ درست کرتا ہوں کہ ہماری پارلیمانی پارٹی میں کبھی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کہ کسی ممبر یا وزیر کو کوئی ڈانٹ پڑی ہو۔ بلکہ جناب وزیر اعلیٰ نے ہر ممبر کو یہ پورا حق دیا ہوتا ہے کہ وہ کھل کر بات کریں اور اپنا مافی الضمیر بیان کریں۔ میں ان کا ریکارڈ درست کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ شکریہ جی۔ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب۔ مولوی غیاث الدین صاحب۔ جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو۔

جناب سعید اکبر خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ شاید اس بات پر ہیں کہ آپ کا نام miss ہوا۔ آپ پہلی ترمیم پر بول چکے ہیں۔ آپ اس پر نہیں بول سکتے۔

جنابِ معظم جہانزیب احمد خان وٹو. شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بل جو آج اسمبلی میں پیش ہوا ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مگر یہ جو مسودہ قانون میرے سامنے ہے۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس میں بہت ساری خامیاں ہیں۔ میری اس میں یہ گزارش ہے۔ چونکہ یہ Punjab Agriculture Research Board ہے۔ اس میں زراعت پر ریسرچ کرنی ہے اور یہ نہایت اہمیت کا کام ہے۔ تو میری گزارش اس میں یہ ہوگی کہ اس کو politicize نہ کیا جائے۔ اس کو صرف سیاسی بنیاد پر نہ دیکھا جائے۔ کیونکہ ریسرچ کا کام جو ہے اس کے نتائج بہت دوررس ہوں گے۔ اگر بہتر ریسرچ ہوگی تو ہماری آئندہ کی فصلات پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور overall ملک کی جو economy ہے اس کی بہتری کے لیے بڑا ضروری ہے کہ ہم اپنے ریسرچ کے نظام کو بہتر بنائیں۔ تاکہ pesticides, fertilizer and seeds میں نئی ایجادات ہوں' تاکہ ایسا seed آئے جس میں وائرس کا خطرہ نہ ہو اور ہم زراعت میں زیادہ ترقی کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس میں مجھے جو سب سے بڑی خامی نظر آئی ہے۔وہ یہ ہے کہ کلاز 7 میں چیف ایگزیکٹو کا ذکر ہے،

> The Government shall appoint a Chief Executive of the Board and the terms and conditions of this service shall be such as may be determined by the Government.

لیکن جناب سپیکر! اس میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ جو چیف ایگزیکٹو ہے اس کی qualification کیا ہوگی؟ کیا وہ پی۔ ایچ۔ ڈی ہوگا۔ یا کہ وہ ایک ان پڑھ آدمی ہوگا؟

جناب سپیکر! انڈیا کا جو صوبہ پنجاب ہے۔ اس کے صرف ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں 550 پی۔ ایچ۔ ڈی کام کرتے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس بورڈ میں بھی زیادہ سے زیادہ پی ایچ ڈی ہوں۔ تاکہ ریسرچ کا کام بہتر طریقے سے چل سکے۔جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس میں اپوزیشن کے اراکین کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس میں جب ممبران اسمبلی کو شامل کیا جائے تو اس میں اپوزیشن کے اراکین کو ضرور نمائندگی دی جائے۔

جناب سپیکر! حکومتی اراکین تو اس پر بات کر نہیں رہے اور مجھے یہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان دنیا میں واحد ملک ہے کہ جس کے منتخب اراکین اسمبلی بھی اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتے۔ یہ بڑی unfortunate بات ہے۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک صاحب۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میری معزز اپوزیشن کے رکن سے درخواست ہے کہ صرف اپنے بارے میں بات کریں۔ بقیہ ممبران کے بارے میں یہ بات نہ کریں۔ شکریہ جی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اگر یہ چاہتے ہیں تو ہم ان کی بے چارگی پر کوئی بات نہیں کرتے۔ تو میری گزارش ہے کہ اس مسودہ قانون کو reconsider کیا جائے اور اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کو زیادہ بہتر طریقے سے بنایا جا سکے اور مزید mind apply کر کے جو خامیاں ہیں ان کو دور کیا جا سکے۔ اور اس کو بہتر انداز میں دوبارہ پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! مجھے آج نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری اپوزیشن نے اس چیز کا احساس ہی نہیں کیا کہ یہ جو بورڈ بنایا جا رہا ہے اس کا مقصد کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خان صاحب! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ میرا خیال ہے کہ ہم آگے چلیں۔ انھوں نے اپنی تقاریر کی ہیں۔ اب لاءمنسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی ڈاکٹر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ انھوں نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اگر اس بل کو مزید موثر اور زیادہ مفید بنانے کے لیے تجاویز دی جاتیں تو شاید ہم انھیں welcome کرتے۔ لیکن بشمول قائد حزب اختلاف کے میں نہیں سمجھ سکا کہ انھیں آج کس طرح احساس ہوگیا ہے کہ انھوں نے اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور حکومتی ارکان کی زبان بندی کی بات کی ہے۔ چودھری صفدر شاکر صاحب نے اس بات کی وضاحت کی ہے۔ لیکن میں ان کے لیے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ اپنے وزراء کو بھی ڈانٹ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں' میں ایوان کے ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ جس جماعت کے ساتھ ان کا تعلق رہا ہے اور گزشتہ دور میں جس جماعت کی حکومت تھی۔ اس دور میں ان کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ تصور آج تک ان کے ذہن سے نہیں گیا۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن ان کے ساتھ کیا سلوک کیا کرتی تھیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید تمام اراکین کے ساتھ وہی سلوک ہوتا ہے۔ یہ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا تھا کہ پاکستان مسلم لیگ سے بھی ان کا تعلق رہا ہے اور میاں نواز شریف کی قیادت میں انھوں نے کام کیا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انسانی اور اخلاقی اقدار کی جتنی پاس داری مسلم لیگ میں کی جاتی ہے۔ شاید ہی کسی دوسری جماعت میں کی جاتی ہو۔ یہ میں صرف ریکارڈ کی درستی کے لیے اور ان کے تجربے کی بنیاد پر کہنا چاہتا تھا کہ انھیں محترمہ بے نظیر بھٹو کا بھی تجربہ ہے اور میاں نواز شریف کا بھی تجربہ ہے۔ کیونکہ ان کی قیادت میں بھی انھوں نے کام کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس موجودہ قانون کا تعلق ہے۔ میں اپنے آپ کو پھر اسی حد تک confine رکھوں گا۔ تجویز یہ دی گئی تھی کہ اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جبکہ میرا استدلال یہ ہے کہ سپیشل کمیٹی نے پہلے سے اس پر غور کیا ہے۔ انھوں نے اپنی ترامیم دی ہیں اور اب یہ ہاؤس کے سامنے آ رہا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کو چاہیے تو یہ تھا کہ بجائے اس کے کہ ایک دفعہ پھر کمیٹی کو بھیجا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے الفاظ میں اس ہاؤس کی قائم کردہ کمیٹی پر عدم اعتماد کا اظہار کرنے کی بجائے وہ کوئی اور تجاویز دیتے یا ترامیم دیتے تو ہم ان پر بات کرتے۔

جناب سپیکر! یہاں پر زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ یہاں پر تمام اختیارات گورنمنٹ کو دے دیے گئے ہیں اور بورڈ کو بے اختیار بنا دیا گیا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف اور معزز ممبران حزب اختلاف سے عرض کروں گا کہ اگر انھوں نے اس ڈرافٹ بل کو دیکھا ہو تو اس کے سیکشن نمبر 3 میں Functions and Powers of the Board ہیں اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ:

> The Board shall take all such measures as it deems necessary for the promotion, development and conduct of agricultural research in the Punjab.

تو جناب والا! یہاں پر گورنمنٹ کا لفظ نہیں ہے' بورڈ کا لفظ ہے۔ اسی طرح سیکشن نمبر 6 میں Business of the Board ہے جس میں لکھا ہے کہ:

The meetings or the business of the Board shall be conducted in such manner and in accordance with such procedure as may be prescribed and until these matters are prescribed as may be determined by the Board.

تو جناب سپیکر! یہاں پر بھی گورنمنٹ کا لفظ نہیں ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر! 8 نمبر پر بورڈ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کمیٹیاں بنا سکتا ہے اور وہ کمیٹیوں کے ذریعے اپنا کام چلا سکتا ہے' اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکتا ہے۔ تو جناب والا! وہ بھی بورڈ کو اختیار دیا گیا ہے' گورنمنٹ کو اختیار نہیں دیا گیا۔ تقرریوں کے سلسلے میں بھی بورڈ کو ہی اختیار دیا گیا ہے۔ اس بارے میں آپ سیکشن 9 دیکھ لیں جس میں لکھا ہے کہ،

The Board may appoint such persons in its service as may

be necessary.

یہ گورنمنٹ کو اختیار نہیں دیا گیا۔ ہم نے اس ادارے کو کلی طور پر ایک خود مختار ادارہ بنا کر اس کو یہ اختیارات اس لیے دیے ہیں کہ یہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے اور اسے جو co-ordination کے اختیارات دے رہے ہیں جو اس کو تفویض کر رہے ہیں کہ یہ مختلف اداروں کے درمیان co-ordination کر کے کاشت کاروں کو بہتر سہولتیں فراہم کر سکے' تحقیقات میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکے تو ہم نے کلی طور پر اس کو خود مختار بنایا ہے اور گورنمنٹ کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر یہ بھی اعتراض کیا گیا کہ اس ادارے کے قیام سے شاید حکومت اپنے لوگوں کو کھپانا چاہتی ہے۔ حزب اختلاف والوں نے اس میں ترامیم بھی دی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر بات کریں گے اور آپ خود situation کا ملاحظہ فرما سکیں گے کہ حکومت نے اپنے طور پر یہاں کھپانے کی کوئی بات نہیں کی' بلکہ اگر ہم نے ممبران صوبائی اسمبلی کو بورڈ میں رکھا ہے تو صرف اس لیے رکھا ہے کہ ہم اس بات کو یقینی بنانا چاہتے تھے کہ عوام کے منتخب نمائندے اپنی رائے دے سکیں اور وہ check and balance رکھ سکیں کہ بورڈ قواعد و ضوابط کے مطابق کام کر رہا ہے یا نہیں اور جن مقاصد کے حصول کے لیے اس کو قائم کیا گیا ہے ان کے حصول میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی۔ جناب سپیکر! اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو ترمیم دی

گئی ہے کہ اس بل کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس کو رد فرمایا جائے اور بل کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That the Punjab Agricultural Research Board Bill, 1997, as recommended by Special Committee No 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th January, 1998.

1. Mr Ayaz Amir, MPA
2. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, MPA
3. Malik Saleem Iqbal. MPA
4. Raja Javed Ikhlas, MPA
5. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
6 Mr Ghulam Murtaza Maitla, MPA
7. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
8. Alhaj Pir Zulfiqar Ali Chishti, MPA
9. Ch Muhammad Riaz, MPA

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER. The motion moved and the question is-----

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! میں جنرل پرنسپلز پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! میں The Punjab Agricultural Research Board Bill, 1997 پر اختصار سے بات کروں گا۔ یہ جو بل لایا جا رہا ہے اور جسے حکومت introduce کرنے کا ارادہ رکھتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ This is duplication of the earlier research

جناب سپیکر! یہ بات خوش آئند بھی ہے کہ حکومت activities being done in the province. یہ کوشش کر رہی ہے کہ وہ زراعت پر زیادہ توجہ دے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ایسے اور institutes and stations موجود ہیں جہاں یہ research activities ہو رہی ہیں' لیکن effective طریقے سے نہیں ہو رہیں۔ جناب سپیکر! فیڈرل گورنمنٹ کے بھی چند ادارے ہیں جہاں پر یہ ریسرچ ہو رہی ہے اور جو in co-ordination with the Provincial Government ہے مثلاً Agricultural University Faisalabad ہے' NIAB ہے جیسے Nuclear Institute for Agriculture and Biology کہتے ہیں' NIBGE ہے جیسے انسٹی ٹیوٹ National Institute for Bio-Chemistry for GeneticEngineering کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی افادیت اپنی جگہ پر ہے اور وہ ایک ایسا انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں پر کافی research activities کے لیے manpower موجود ہے جیسے کہ میرے رفقائے کار نے بھی یہ جتایا تو یہ ایک duplication ہو جائے گی۔ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں سینکڑوں کی تعداد میں ریسرچ آفیسرز موجود ہیں جن میں پی۔ ایچ۔ ڈی بھی ہیں جن میں ایم۔ ایس۔ سی بھی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں effectively کوئی کام نہیں ہو رہا' وہاں تقریباً ہر crop کا علیحدہ ڈائریکٹوریٹ ہے اور ڈسٹرکٹ لیول پر کافی جگہ پر ریسرچ سٹیشنز موجود ہیں ۔ اگر حکومت زراعت پر کچھ کام کرنا چاہتی ہے تو بجائے duplication کے ' ایک نیا ادارہ بنانے کی بجائے جو پہلے ہی ادارے بنے ہوئے ہیں ان کو effective کرے اور پھر جناب سپیکر! یہ ادارہ صرف بنا ہی نہیں دیا جائے گا' بلکہ کافی provincial exchequer اس پر خرچ کرنا پڑے گا۔ ایک طرف تو حکومت down-sizing اور right sizing کی بات کرتی ہے دوسری طرف نئے ادارے بنا کر اس پر پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ اس کے کچھ motives ہیں اور اس میں کچھ لوگوں کو کھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور جناب سپیکر! کنٹریکٹ پر پہلے ہی کتنی بھرتیاں ہو چکی ہیں۔ میں نے آج بھی ایک سوال کنٹریکٹ کے بارے میں raise کیا تھا اور جناب والا! میرا ارادہ کسی particular بندے کو mention کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ میں تو صرف ایوان کو یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہاں کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں اور حکومت نے اس کو تسلیم بھی کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت down sizing and right sizing کا جو پسندیدہ مشغلہ اپنائے ہوئے ہے اور اس سے کافی لاکھوں' ہزاروں بندے بے روزگار ہو رہے ہیں۔ محکموں سے ایک طرف تو بندے نکالے جا رہے ہیں دوسری طرف نئے institutes create کیے جا رہے

ہیں۔ تو جناب والا! کیا ہی اس میں بہتر ہو کہ اسی down-sizing اور right sizing کو مدنظر رکھتے ہوئے زراعت، آب پاشی، جنگلات فشریز، لائیو سٹاک، کوآپریٹو، وائلڈ لائف غرضیکہ تمام ایسے محکمہ جات جو inter-linked ہیں اگر ان کا ایک محکمہ بنا دیا جائے اور ان کا ایک وزیر مقرر کر دیا جائے اور ان کا ایک سیکرٹری مقرر کر دیا جائے تو اس سے حکومت کا کافی پیسہ بچ سکتا ہے اور پھر ان کا جو down-sizing اور right sizing والا مقصد ہے یہ اس کے عین مطابق بھی ہو گا۔ تو جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ dupliclation نہیں کرنی چاہیے اور جو پہلے ہی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہیں جن کا میں نے پہلے ذکر بھی کیا ہے اور خاص طور پر ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا ذکر کیا اس کو زیادہ strengthen کیا جائے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! ایک ڈائرکٹر جنرل ریسرچ آفس ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ہے جو new schemes پر، developmental schemes پر، research work پر کام کر رہا ہے۔ اس کا سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بھی علیحدہ ہے۔اس کے علاوہ محکمہ زراعت کا ایک خود مختار ادارہ Ecomomic and Evaluation and Planning Cell بھی یہ کام کر رہا ہے۔ غرضیکہ کافی سارے ادارے ہیں جو کہ پہلے ریسرچ ورک کر رہے ہیں۔ ایک ڈپٹی سیکرٹری پلاننگ ہے جو کہ ایگریکلچر سیکرٹریٹ لیول پر ایک مکمل ایک سیکشن ہے ۔ اسی طریقے سے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں ایک اگریکلچر چیف ہے جو کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ڈویلپمنٹ ورکس کی سکریننگ کرتے ہیں۔ اور اسی طریقے سے اورکافی سیکشن ہیں۔ جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ مختلف اضلاع میں ریسرچ سٹیشن ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نیا بورڈ جس کا کہ قیام عمل میں لایا جا رہا ہے یہ صوبائی خزانے پر ایک بوجھ ہو گا۔ اور یہی پیسہ پہلے سے موجود Research Stations اور Research Institutes کو کام کرنے کے لیے اور ریسرچ کرنے کےلیے دے دیا جائے ۔ اور پھر جیسے میں نے عرض کیا کہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں ہے لیکن اس میں کہیں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ اس بورڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے آپ کو پتا ہے کہ زراعت ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ صرف یہ نہیں کہ محکمہ زراعت فوڈ سپلائی کرتا ہے، بلکہ یہ امپلائمنٹ بھی سپلائی کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس پر اگر حکومت خاص طور پر توجہ دے تو اس سے ہماری معیشت کے بہت سے bottle necks پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں improvement of soil پر خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں

availability of inputs پر توجہ دینی چاہیے۔ ہمیں تیل دینے والی فصلوں پر توجہ دینی چاہیے۔ جس طریقے سے خوردنی تیل ہم درآمد کرتے ہیں۔ اگر ہم ان خوردنی تیل پیدا کرنے والے بیجوں پر زیادہ توجہ دیں، قرضوں کی سہولت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سیکٹر میں ریسرچ ورک اور آؤٹ پٹ میں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت بار بار زرعی قرضہ کے بارے میں کہہ رہی ہے کہ تیس ارب روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ اور دس ارب پہلی قسط کے طور پر one window operation کے تحت حکومت دینا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ 30 ارب روپے کے قرضے میں سے 20 ارب روپیہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بنک آف پاکستان نے دینا ہے۔ لیکن حکومت نے اسے پچھلی ریکوری کے ساتھ مشروط کیا ہوا ہے۔ اگر یہی حالات رہے کہ جس طریقے سے ہیں کہ ژالہ باری ہوئی ' طوفان آئے۔ موجودہ فصل تباہ ہو کر رہ گئی۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ حکومت کے کپاس کے اہداف حاصل ہو سکیں گے۔ ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ صرف کپاس نہیں بارانی ایریاز میں بھی یہی حال ہے۔ وہاں چنا اور باقی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ جب وہ ریکوری ہی نہیں ہوں گی تو پھر یہ بیس ارب روپیہ حکومت کہاں سے دے گی۔ اس بیس ارب روپے کو ان ریکوریز کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے۔ اور یہاں ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ one window operation کے ذریعے ہم اتنے ارب روپے دے دیں گے۔ کہاں سے آپ دیں گے؛ ایک طرف تو آپ مشروط کر رہے ہیں پچھلی recoveries کے ساتھ اور دوسری طرف آپ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ آپ بیس ارب روپیہ دے دیں گے! کہاں سے آپ دیں گے؟ اس کے علاوہ پانچ ارب روپیہ ایسا ہے جو کہ فیڈرل کوآپریٹو بنک نے دینا ہے۔ وہ بھی پچھلی recoveries کے ساتھ مشروط ہے۔ پھر یہ کہا جا رہا ہے کہ تیس ارب روپیہ کاشت کاروں کو دیا جائے گا۔ گویا کہ یہ بتانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حکومت ایگریکلچر کے لیے بہت کام کر رہی ہے' حالانکہ in the real sense حکومت کچھ نہیں کر رہی۔ حکومت نے کیا کیا ہے؛ حکومت نے agriculturist کو کیا انعام دیا ہے؛ گورنمنٹ نے تو انھیں زرعی انکم ٹیکس کا انعام دیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ میں نے بجٹ تقریر میں اور اس کے بعد بھی کئی مواقع پر یہ کہا ہے کہ اگر آپ زرعی انکم ٹیکس لگانا چاہتے ہیں۔ آپ کاشت کار کو incentive دیں۔ اسی نے آپ کی معیشت کو مضبوط کرنا ہے۔ اور ان incentives میں کیا بات آتی ہے؛ ان میں آپ crop insurance کیوں نہیں دیتے؛ صنعت کار کو آپ نے insurance کا مفاد دیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ان کو ایک ایسا انعام دیا ہوا ہے کہ اگر ان

کے وہاں آگ لگ جاتی ہے یا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو انشورنس کے ذریعے انھیں پیسہ واپس مل جاتا ہے۔ یہاں آپ کاشت کار کو دیکھیں ۔ میرے تمام بھائی جو کاشت کار کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں ہماری فصلوں پر جو ژالہ باری ہوئی ہے۔ آپ یقین جانیے کہ کئی ایسے علاقے ہیں کہ کپاس کا کوئی پتا نہیں۔ کوئی پھول پھل نہیں۔ صرف ایک چھڑی کی چھڑی وہاں ٹھہری ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ' میں اجتماعی بات کرتا ہوں ۔ اس پر کاشت کاروں نے اربوں روپیہ لگایا ہوا ہے ۔ اب جو اس کا نقصان ہوا ہے ان غریب کاشت کاروں کو کیا compensation ملے گی۔ آپ نے ان کے لیے crop insurance کی کوئی پروویژن نہیں رکھی ہوئی۔ اگر آج یہاں crop insurance کی پروویژن ہوتی کہ جہاں ایک کاشت کار نے individually ہزاروں اور لاکھوں روپیہ pesticides پر خرچ کیے ہیں تو آج کم از کم اس کو یہ تسکین ہوتی کہ ٹھیک ہے' اگر خدا کی طرف سے ایک آفت آئی ہے تو میرے پاس حکومت کا دیا ہوا ایک انعام موجود ہے کہ crop insurance مجھے مل جائے گی۔ اور وہ اس قابل ہو سکے گا کہ وہ اگلی فصل کاشت کر سکے۔ لیکن جناب سپیکر! یہاں تو crop insurance کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ وہی بار بار تیس ارب روپے کی بات کی جا رہی ہے جو کہ کسی کو نہیں ملنا۔ میں نے عرض کیا تھا کہ حکومت زراعت کو انڈسٹری declare کرے۔ کیوں نہیں زراعت کو انڈسٹری declare کیا جاتا؟

جناب والا! صنعت کار کو جتنے فوائد مل رہے ہیں وہ کاشت کار کو کہاں مل رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو زرعی انکم ٹیکس لگایا گیا ہے آپ دیکھیں کہ اس کے بعد کتنے agitations ہوتے ہیں۔ صرف آپ سرگودھا کی مثال لے لیجیے کہ وہاں لاٹھی چارج تک ہوا۔ وہاں آنسوگیس پھینکی گئی۔ کاشت کاروں کو جیل میں بند کیا گیا۔ یہ کاشت کار کے ساتھ کیا بھلائی ہو رہی ہے؟ اور پھر آپ دیکھیں کہ جب قرضوں کی بات ہوتی ہے ۔ صنعت کاروں کو کتنے قرضے مل رہے ہیں جب آپ اس کی ratio compare کریں کہ کاشت کار کو کیا مفاد مل رہا ہے اور صنعت کار کو کیا مل رہا ہے' تو میں یہ کہوں گا کہ زیرو نہیں' بلکہ منفی درجہ تک لے جائیں۔

جناب سپیکر! حکومت کو چاہیے کہ وہ اگر زراعت پر توجہ دینا چاہتی ہے تو کوئی fool proof قسم کی فائدہ مند چیز سامنے لائے ۔ یہ نہیں کہ ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ بنا دیا گیا اور اس میں وہی بات پھر دوبارہ مجھے کرنی پڑتی ہے کہ اپنے ہی بندوں کو کھپایا جائے گا۔ آپ کے پاس پہلے جو انسٹی ٹیوٹس موجود ہیں آپ ان پر کیوں کام نہیں کرنا چاہتے؟ آپ نے تو سب سے زیادہ زرعی پیداوار دینے والے

صوبے میں اب تک زراعت کا منسٹر نہیں بنایا۔ اسی بات پر دیکھیں کہ آپ زراعت پر کتنی توجہ دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ضرورت یہ ہے کہ پہلے سے جو موجود ریسرچ انسٹی ٹیوٹس ہیں ان کو strengthen کیا جائے۔ حکومت ان ریسرچ ورکرز کو کیوں جا کر نہیں پوچھتی کہ وہ کیا کام کر رہے ہیں۔ انھوں نے کپاس یا گندم پر کیا ریسرچ کی ہے؟

مخدوم خسرو بختیار، جناب والا! جیسے قائد حزب اختلاف نے کہا کہ ایگریکلچر منسٹر نہیں ہے تو میں ان کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ ایگریکلچر کا portfolio وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے ۔ وہ خود اپنی نگرانی میں ایگریکلچر کے لیے بہت کام کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انھوں نے تین گھنٹے تک صدر پاکستان کے ساتھ اسی پر میٹنگ کی ہے۔ اور ان شاء اللہ جلد اس کے نتائج سامنے آ جائیں گے ۔ وہ ایگریکلچر سیکٹر پر اپنی خاص توجہ دینا چاہتے ہیں اس لیے شاید ابھی تک منسٹر نہیں بنایا گیا۔ یہ اپوزیشن حضرات کا بالکل بے جا اور غلط الزام ہے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, was this a point of order?

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو نہیں کہا کہ valid ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا؟ جناب سپیکر! یہ میرے بہت ہی عزیز، چھوٹے بھائی ہیں اور ماشاء اللہ اب اسمبلی میں تشریف لائے ہیں، میں تو یہ چاہوں گا کہ یہ اپنی agriculturist community کے لیے کچھ کام کریں اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ واقعی حکومت کوئی صحیح کام کر رہی ہے تو اس بات پر میں ان سے اتفاق نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت agriculturist community کے لیے کوئی بہتر کام نہیں کر رہی۔ صرف یہی کام کیا جا رہا ہے کہ قوانین home work کے بغیر بنا دیے جاتے ہیں اور ایسے قوانین بنا دیے جاتے ہیں جن کی obeyance, dis-obeyance ہوتی ہے ۔ جناب سپیکر! ایسے قوانین بنانے کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ اگر home work کر کے زرعی انکم ٹیکس کا قانون بنایا گیا ہوتا تو سرگودھا، ملتان اور دوسری مختلف جگہوں پر agitations نہ ہوتے۔ آج پورے پنجاب میں زرعی انکم ٹیکس کے سلسلے میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں آپ سے پھر کہوں گا کہ یہ بھی ایک vague قانون بنایا ہوا ہے، اس میں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ وہ recovery کس نے کرنی ہے؟ جناب سپیکر! صنعت کار قرضے لیتا ہے تو وہ اربوں روپے کے قرضے ہوتے ہیں۔ اس میں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں، آپ خود جانتے

ہیں کہ اربوں روپے کے وہ قرضے کن کن لوگوں نے لیے ہیں۔ اگر وہ اربوں روپے کے قرضے واپس نہ کیے جائیں تو انھیں نہیں پوچھا جاتا لیکن اگر زرعی قرضے کے کسی نے چھ سو روپے بھی دینے ہوتے ہیں تو اس بندے کو گرفتار کر کے behind the bars پہنچا دیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ discrimination between the industrialists and agriculturists کیوں ہے؟ جناب سپیکر! یہ کسی طریقے سے بھی جائز بات نہیں۔ زراعت کو صنعت کا درجہ دیا جائے اور جو بھی سہولتیں ہیں وہ زراعت کو دی جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ زمین دار پر ٹیکس نہ لگائیں' آپ ضرور لگائیں۔ ہم بھی patriots ہیں' ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک مضبوط ہو' ملکی معیشت مضبوط ہو۔ لیکن جناب والا! not at the cost of the agriculturists. جو سہولتیں آپ ان کو دے رہے ہیں وہ آپ agriculturists کو کیوں نہیں دیتے؟ آپ زرعی شعبے کو وہ سہولتیں دے کر تو دیکھیں کہ پھر یہ ملک کیسے پھلتا پھولتا ہے۔جناب والا! اس ملک میں بہت زیادہ potentials ہیں بشرطیکہ ہم محنت کریں اور محنت تو ہم تب ہی کر سکتے ہیں کہ ہمیں کوئی incentive دیا جائے' زرعی طبقے کو incentives دیے جائیں۔ آپ incentive دیں اور پھر دیکھیں کہ وہ خود بھی suffice ہو گا' اپنی ضروریات بھی پوری کرے گا اور کئی اور ممالک کی ضروریات بھی پوری کرے گا۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے ہاں اتنی کپاس پیدا ہوسکتی ہے کہ یہ آپ کی معیشت بھی ٹھیک کر سکتی ہے اور اسے آپ export بھی کر سکتے ہیں۔لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہمارے حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے زراعت سے منسلک لوگ بھی agriculture کی cause کے لیے بات نہ کریں۔مجھے بہت ہی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جب وہ واپس جاتے ہیں------ بلکہ واپس جانے کی بات تو بہت دور کی ہے جب اس ہاؤس سے' اس ہال سے نکل کر لابی میں جاتے ہیں تو وہ ضرور criticize کرتے ہیں اور ان کو احساس ہوتا ہے کہ واقعی زراعت کے لیے کام نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا! آپ خود اندازہ کریں کہ جس وقت وہ اپنے حلقوں میں جاتے ہوں گے تو ان کے حلقوں کے جو ووٹر حضرات ہیں' ان کے جو بھائی بند ہیں وہ ان کے گریبان پکڑتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے وہاں کیا کر کے آئے ہیں؟ کیا ہمارے لیے یہی زرعی انکم ٹیکس کا انعام لے کر آئے ہیں؟

جناب والا! بہت سی باتیں ہیں چونکہ آگے محکمہ زراعت پر عام بحث بھی رکھی گئی ہے لہٰذا اس موقع پر یہ باتیں کریں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں improvement of soils پہ زیادہ توجہ دینی چاہیے' availbility of inputs پہ زیادہ توجہ دینی چاہیے' oil-seed crops پر زیادہ

توجہ دینی چاہیے' زرعی قرضوں پر توجہ دینی چاہیے' میں wheat cultivation کی بات کر چکا ہوں اور پھر جہاں تک research facilities کی بات ہے اگر آپ یہی پیسہ ان کو convert کر دیں' پہلے سے موجود ریسرچ کی سہولیات کو بہتر کر دیں تو پھر زرعی فصلات کی فی ایکڑ پیداوار irrespective 'of any one crop' میں صرف کپاس یا گندم کی بات نہیں کر رہا' بلکہ اس میں تمام فصلیں جتنی بھی ہیں ان کی فی ایکڑ پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ اسی طریقے سے seed production پر توجہ دینی چاہیے اور جناب سپیکر! ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ----- مثال کے طور پر میں ملتان ڈویژن کی بات کرتا ہوں۔ اس لیے بات کرتا ہوں کہ وہاں آج کل جو crop in question ہے وہ کپاس ہے اور وہاں اتنی زیادہ بارشیں ہو چکی ہیں' وہاں اتنا زیادہ نقصان ہو چکا ہے کہ قابل بیان نہیں۔ وہاں یکم اکتوبر سے اب تک کوئی 120 ملیمیٹر سے زیادہ بارشیں ہو چکی ہیں۔ اس کا کاشت کار پر اثر پڑے گا' فصل ختم ہو گی' کپاس کے ہدف پورے نہیں ہوں گے' ملکی معیشت کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔ ہم تو پہلے ہی financial crisis میں ہیں اور اب یہ ایک نیا crisis پیدا ہو جائے گا۔ ان تمام crisis کو ختم کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ جو زرعی ریسرچ ہے اس پہ زیادہ توجہ دینی چاہیے اور پہلے سے جو ادارے موجود ہیں ان کو strenghten کرنے کے لیے' ان میں جو ریسرچ workers ہیں ان پہ گرفت ڈالنے کی ضرورت ہے کہ ان سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ تو جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ پھر کلازز پہ بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر! -----

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ابھی میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سعید اکبر خان صاحب! کیا آپ بھی بولنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیے' جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! بڑی ہچکچاہٹ محسوس کر کے آپ نے مجھے اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس لیے کہ آپ پہلے غالباً سو رہے تھے۔ جب میں نے وزیر قانون صاحب کو فلور دے دیا تھا تو پھر آپ کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں' میں پہلے اٹھا ہوں۔ لیکن آپ کی نظر اُس طرف تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو' آپ فرمائیے جو فرماتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے بھائی سعید منیس صاحب نے کافی تفصیل سے اس موضوع پر discuss کیا۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ضرور اس صوبے اور ملک میں ریسرچ ہونی چاہیے' کیونکہ ریسرچ کے بغیر کوئی بھی ادارہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر ادارے ترقی نہیں کرتے تو اس سے صوبہ اور ملک ترقی نہیں کر سکتا اور خاص طور پر ہمارے صوبے اور ملک کا انحصار زراعت پر ہے' اس کی آبادی کی روزی کا انحصار بھی زراعت پر ہے اور اس صوبے کی ترقی کا جو بنیادی factor ہے وہ بھی زراعت ہے۔ ریسرچ بورڈ کی تشکیل---- میں سمجھتا ہوں کہ پہلے سے موجود اسی حکومت کے ماتحت یا اسی حکومت کے دائرہ اختیار میں جو ریسرچ institutions کام کر رہے ہیں یہ ان پر عدم اعتماد ہے۔ یا تو وہ institutions اپنے targets achieve کرنے میں فیل ہو چکے ہیں' اس لیے یہ ایک اور ریسرچ بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! جب ایک institution کام کر رہا ہو' اگر اس کے رزلٹ بہتر ہیں تو اسے مزید extend کر کے' اس کی کارکردگی کو بہتر کر کے اسے کامیابی سے چلایا جاتا ہے یا اگر وہ institution فیل ہو جائے اور اس کی کارکردگی سے جو موجودہ حکومت ہے وہ مطمئن نہ ہو تو پھر وہ سوچتی ہے کہ یہ کام صحیح نہیں چل رہا' لہذا اس کے لیے کوئی دوسرے اقدامات کیے جائیں۔ اب میں یہ سمجھوں کہ جو اس وقت پہلے سے institution موجود ہے اس کو بند کیا جا رہا ہے اور یہ نیا ریسرچ بورڈ تشکیل دیا جا رہا ہے۔ جناب والا! repetition ہو جائے گی' ہمارا جو خدشہ ہے کہ یہ ریسرچ کے لیے نہیں سوچا جا رہا بلکہ یہ چند اشخاص کو oblige کرنے کے بورڈ بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! جب تک ہم زراعت کی ترقی کے لیے کچھ نہیں کر پائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی جو ضروریات ہیں اور عام لوگوں کی جو مجبوریاں ہیں' اس کو روزی کمانے کے لیے جو تکالیف ہیں اگر ہم اس کی تکالیف کو دور نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ یہاں زرعی قرضے کی بات ہوئی۔30 ارب روپے کی روزانہ اخبارات اور ٹیلی ویژن پر اشتہار بازی ہوتی ہے کہ ہم agriculturists کو 30 ارب روپے دے رہے ہیں اور اس سے ایک ایسی تبدیلی آئے گی کہ ان شاء اللہ زراعت پیشہ کوئی نہیں رہے گا۔ جناب والا! یہ بے وقوف بنانے کا ایک طریقہ ہے۔ آپ کسی بھی زرعی بنک سے پوچھیں ہمارا بحیثیت نمائندہ روز ان کے ساتھ واسطہ پڑتا ہے۔ جب غریب

کاشت کار قرضے کے لیے apply کرتے ہیں ہم ان سے بات کرتے ہیں۔ تو جس میجر سے بھی بات کی جائے وہ کہتا ہے کہ جناب' کوئی نئی رقم تو آئی نہیں۔ ہمیں تو آرڈر ہیں کہ ہم نے جو قرضے دیے ہوئے ہیں وہ وصول کریں اور روزانہ جتنی رقم وصول ہو اور جو لوگ نئے قرضے apply کرتے ہیں پھر ان کو اسی حصے کے مطابق دے دیے جائیں۔جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ زرعی بنکوں نے غریب کاشت کاروں کے قرضے منظور کیے ہوئے ہیں اوران کو اقساط مل رہی ہیں۔دو ہزار یا پانچ ہزار روپے روزانہ یا ہفتے میں لے آتے ہیں۔ کیا اس سے زراعت ترقی کرے گی؟ کوئی بھی مجبور کاشت کار جب قرضہ apply کرتا ہے' کوئی بھی اتنے فی صد سود پرخوشی سے قرضہ نہیں لیتا مجبور ہوکر لیتا۔ پھر اگر اس کا قرضہ ایک لاکھ روپے ہے تو اس کو دو دو تین تین یا چار ہزار روپے کے حساب سے 25/20 اقساط میں دیا جائے تو اس کا کیا بنے گا؟ اس سے نہ وہ کھاد لے سکتا ہے' نہ کوئی ٹیوب ویل لگا سکتا ہے۔ بلکہ اس کی جو روزانہ کی ضروریات ہیں اسی میں خرچ ہو جاتا ہے اور پھر وہ اسی طرح مجبور رہ جاتا ہے۔ جناب والا! آپ قرضوں کا بیلنس دیکھیں۔ اگر میں یہ بھی مان لوں کہ یہ 30 ارب قرضہ صحیح ہے جو کہ حقیقت میں صحیح نہیں۔ صنعت کار کے لیے 296 ارب روپے قرضہ ہے لیکن زراعت پیشہ کے لیے 30 ارب روپے ہے اور وہ بھی conditional ہے ۔ آبادی کا تناسب دیکھیں کہ کتنی آبادی کا agriculture sector سے الحاق ہے اور کتنی آبادی کا industrialists کے ساتھ ہے۔ جناب والا! میں بڑا خوش ہوتا کہ یہ تمام efforts زراعت کو improve کرنے کے لیے ہیں تو میرے خیال میں کوئی بھی آدمی اس پر اعتراض نہ کرتا اور نہ ہی میں کرتا' لیکن میرا اعتراض اسی لیے بنتا ہے کہ اس سے عام کاشت کار کوکوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کو کوئی incentive نہیں ملے گا۔ صرف چند اشخاص کو نوکریاں ملیں گی یا ان کا ذریعۂ روزگار بنے گا' اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا اگر ریسرچ کا مقصد ہی ریسرچ تھا تو جو institution already آپ کے ساتھ coordinate کر رہے ہیں یا آپ کے ماتحت کام کر رہے ہیں ان میں improvement کر کے ان کے results سے آپ مطمئن ہوتے کہ یہ جتنے results دے رہے ہیں یہ کافی ہیں اور ہم نے ان کی کافی اعانت کی ہے اور اب ضرورت ہے کہ اس علاقے کے لیے ریسرچ کر رہا ہے اس کو اور علاقے میںexpand کیا جائے۔ جیسا کہ بل میں جو بھی کلاز ہیں اس میں نہ تو اس کا کوئی administrative department بتایا گیا ہے ۔ میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ اس میں کئی چیزوں کی کمی ہے۔ یہ جو rules کی power دی گئی ہے یہ اپنی مرضی کریں گے اور اپنی مرضی سے جو ان کا دل چاہے گا اسی طرح کے rules بنا

کر اپنی مرضی استعمال کریں گے۔ جناب سپیکر! اس میں جو ایک اہم پوائنٹ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس بل میں ہونا ضروری تھا۔ وہ یہ تھا کہ اس بورڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہو گا؟ شاید یہ ریسرچ بورڈ بھی فیصل آباد میں ہی ہوگا جہاں already ایک Research Institution کام کر رہا ہے ؟ جناب والا! جس علاقے کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے جیسا کہ ملتان ڈویژن ہے' بہاول پور ڈویژن ہے' سرگودھا ڈویژن ہے' ڈیرہ غازی خان ڈویژن ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ ریسرچ بورڈ تشکیل پا جائے گا۔ تو میری اس میں یہ استدعا ضرور ہوگی ہمیں upper Punjab بہت زیادہ مقدم ہے اور ہمیں پاکستان اور اس صوبے کے ہر علاقے سے پیار ہے اور یہاں کے رہنے والوں سے' اس مٹی سے ہمیں پیار بھی ہے اور احترام بھی ہے۔ لیکن جو چیز جس علاقے کی ضرورت ہوتی ہے اگر وہ اسی علاقے میں پہنچ جائے تو وہاں کے بسنے والوں کو اور وہاں کے ضرورت مندوں کو ان کی ضرورت ان کے نزدیک پہنچ جائے تو اس علاقے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور جو مقاصد ہوتے ہیں ان کو بھی پورا کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ اس دفعہ طوفان آئے سیلاب آئے۔ اس میں سب سے زیادہ جو community affect ہوئی وہ کون سی تھی ؟ وہ زراعت پیشہ لوگ تھے۔ ان کے مکانات تباہ ہوئے' ان کی فصلیں تباہ ہوئیں۔ اب وہ آئندہ سوچنے پر مجبور ہیں' زرعی بنک ان کو قرضے دینے کے لیے تیار نہیں' کیونکہ انھوں نے سابقہ قرضہ جمع نہیں کرایا۔ یہ شرط ہے کہ جس آدمی کے ذمے سابقہ قرضہ ہوگا جب تک وہ جمع نہیں کرائے گا اس وقت تک وہ نیا قرضہ نہیں لے سکتا۔ جب ان لوگوں کی فصلیں تباہ ہوگئیں ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ کچھ سیلاب لے گئے اس کے بعد جو بچا تھا وہ ژالہ باری اور بارشوں نے ختم کر دیا۔ ان کے لیے کوئی چھوٹ نہیں۔ اب چھوٹ کیا ملے گی؟ وہ علاقے آفت زدہ قرار دے دیے جائیں گے جن کو گورنمنٹ پسند کرے گی۔ اس میں کیا ہو گا ؟ جو مالیہ ہے یا اس طرح کے جو قرضے ہیں وہ ایک سال کے لیے defer ہو جائیں گے لیکن زرعی بنک کی condition وہی رہتی ہے کہ آپ کے ذمے پہلے قرضہ ہے جو آپ دے نہیں سکے' اس لیے آئندہ apply نہیں کر سکتے۔ جب ان کے پاس کھانے کے لیے پیسہ نہیں ہوگا جب ان کے پاس اپنے پیٹ پالنے کے لیے نہیں ہوگا' تو وہ زراعت میں کیا contribute کریں گے' وہ زمین کا پیٹ کیسے پالیں گے؟ جناب سپیکر! جو بھی مشکلات ہیں وہ اس ملک اور صوبے کی اکثریتی آبادی کے ساتھ ہیں۔ agriculturists کا قرضہ تو conditional ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ملک میں انڈسٹری ہو اور وہ ترقی بھی کرے' کیونکہ یہ تمام چیزیں inter-linked ہیں۔ دونوں اطراف کے ادارے ترقی کریں تاکہ یہ

ملک بھی ترقی کر سکے۔ جناب والا! یہ میری گزارش ہے اور اس ملک کی اکثریتی آبادی کا یہ خیال ہے کہ جب تک اس ملک میں زراعت کا شعبہ بہتر طور پر کام نہیں کرے گا اس وقت تک اس صوبے اور ملک میں کوئی ترقی یا بہتری نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! اس بل میں جہاں کافی خلاء ہیں اس کی ریکروٹمنٹ کو بھی مبہم طریقے سے رکھ دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس میں صرف ایک میرٹ کا لفظ لکھ دیا ہے اور جو بورڈ بنے گا اس کا خدا جانے اپنا کیا میرٹ ہوگا؟ ہماری ترامیم آ رہی ہیں ہم ان پر گزارش کریں گے۔ جناب والا! آخر میں' میں یہی گزارش کروں گا کہ جو ادارے ہمارے صوبے میں چل رہے ہیں ان کو بہتر کرنے کے لیے ان کی کارکردگی کو پہلے بہتر بنایا جائے ۔ ان اداروں کے جو انچارج یا ہیڈ ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر discuss کیا جائے۔ اگر تو ان کے رزلٹ تسلی بخش ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں نہیں ہیں ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر ان کی جو ضروریات ہیں ان کو پورا کریں اور ان کو ایک وقت فکس کر کے دیں کہ آپ اپنے target achive کریں۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ مجھے کہیں کہ میں اپنی تقریر مختصر کروں تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ بحث تو جاری ہے پھر اس پر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی اور معزز رکن اس پر بات کرنا چاہیں گے؟ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز اراکین اپوزیشن نے اپنے جن خیالات کا اظہار کیا ہے' سب سے پہلے جناب سعید احمد خان منیس نے اپنی بات کا آغاز جس فقرے سے کیا تھا اور جناب سعید اکبر صاحب نے جن فقروں پر اپنی گفتگو کا اختتام کیا ہے میں ان سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ ہر دو معزز اراکین نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ اس وقت پنجاب میں مختلف ادارے ریسرچ کا کام بھی کر رہے ہیں اور دیگر ایسے امور بھی سر انجام دے رہے ہیں جو زراعت کے شعبے سے متعلق ہیں۔ لیکن ان کا یہ فرمانا ہے کہ وہ بہتر طور پر کام نہیں کر رہے۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ میں اس پر بھی اتفاق کرتا ہوں اور میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ اس ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کا قیام اسی مقصد کے لیے عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اس وقت جتنے بھی ادارے ہیں ریسرچ کے لیے اور زرعی تحقیقات کے لیے اور زراعت کے شعبے سے متعلق دوسرے امور کی سرانجام دہی کے لیے کام کر رہے ہیں ان تمام کی کوشش کو مربوط بنایا جائے۔ یہی میرا

استدلال تھا اور اب بھی میں اپنی اسی بات پر قائم ہوں کہ ہم اس ادارے کا قیام اسی لیے عمل میں لا رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اداروں کے کام کرنے کی اور ان کی کوتاہیوں کی نشان دہی کرتے ہیں، لیکن اس کا حل نہیں بتاتے اور حکومت نے اس بات کا حل نکالا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو کس طرح مربوط اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر سعید منیس صاحب نے یہ کہا کہ گورنمنٹ کاشت کار کو دینا کیا چاہتی ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بورڈ کے قیام کا مقصد، جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہم کاشت کار سے لے کچھ نہیں رہے، بلکہ اس کو بہتر سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اس بورڈ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس سے ہٹ کر بھی میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت کو اس بات کا کریڈیٹ جاتا ہے کہ جتنا گندم کی قیمت میں اضافہ موجودہ حکومت نے کیا شاید اس سے پہلے اس ملک کی تاریخ میں اتنا اضافہ نہیں ہوا ہوگا۔ جناب والا! اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ ایک تو کسان کو اس کی جنس کی بہتر ادائیگی اور دوسرا گندم کی پیداوار کو boost دینے کے لیے اور ترغیب دینے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جناب والا! قرضوں کی بات بھی یہاں پر کی گئی۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ADBP کا اس وقت 30 بلین کا پیکج زراعت کے شعبے کے لیے مختص ہے اور اس میں سے 5.6 بلین one window operation کے ذریعے کسانوں کو دیا جانا ہے۔ اس پر عمل درآمد بھی شروع ہو چکا ہے۔ جناب یہاں، یہ بات انتہائی قابل ذکر ہے کہ موجودہ حکومت نے آج جس ٹارگیٹ کو 5.6 بلین کیا ہے سابقہ حکومت نے اس ٹارگٹ کو ایک بلین رکھا ہوا تھا اور موجودہ اضافہ کسان کو کچھ دینے کے لیے ہے لینے کے لیے نہیں، اور کسان کو زیادہ سہولتیں دینے کے لیے ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت چھوٹے کاشت کار کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے، اور بڑے کے متعلق تو میں کسی اختلافی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن یہ سہولیات جو حکومت قرضوں کی صورت میں دینا چاہتی ہے ان کو بڑے کاشت کاروں سے یا ان لوگوں سے بچانے کے لیے جو زراعت کے پیشے کے نام پر قرضے ہڑپ کر جاتے تھے اور زرعی بنکوں سے قرضے لے کر بڑی بڑی پجارو یا لینڈ کروزر خرید لیتے تھے، ان سے بچانے کے لیے قرضے کی آخری حد ہم نے 40 ہزار روپے رکھی ہے تاکہ اس سے چھوٹا کسان اور کاشت کار استفادہ حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ خراب فصلوں کی بات کی گئی اور کہا گیا کہ اس وقت جو وائرس ہے اس کے سد باب کے لیے بھی کچھ نہیں کیا جا رہا، مختلف فصلوں کو

جو بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں ان کی بہتری کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ریسرچ بورڈ کا مقصد ہی یہ ہے۔ جناب سپیکر ! آگے چل کر میں اس کے پرنسپل پر بات کرتے ہوئے اس کے اغراض و مقاصد بیان کروں گا تو اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس بورڈ نے یہی فریضہ سرانجام دینا ہے کہ ہم نے ان بیماریوں سے کس طرح چھٹکارا حاصل کرنا ہے اور بہتر پیداوار کس طرح حاصل کرنی ہے۔

جناب والا! پنجاب میں مربوط زرعی تحقیق کو فروغ دینا تاکہ کاشت کار کے ہمہ مسائل کو جامع طور پر حل کیا جا سکے۔ یہ اس بورڈ کے قیام کا مقصد ہے۔ مختلف محکمہ جات کے زیر انتظام تحقیقاتی اداروں کی سرگرمیوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنا، پنجاب میں زرعی تحقیق کے لیے جامع منصوبہ بندی یعنی ماسٹر پلاننگ کرنا، زرعی تحقیقات کے لیے ترجیحات کا تعین کرنا، بورڈ کے پاس دستیاب وسائل کی تقسیم کرنا اورمزید وسائل کے لیے ذرائع تلاش کرنا، زرعی سائنس دانوں کے لیے بہتر حالات کار اور مشاورتی انتظام کو فروغ دینا، زرعی تحقیقات میں مصروف نمایاں خدمات سرانجام دینے والے سائنس دانوں کی حوصلہ افزائی کرنا، زرعی تحقیقات میں مانیٹرنگ اور evaluation کے نظام کو فروغ دینا، زرعی تحقیقاتی نظام کو سائنسی بنیادوں پر تشکیل نو کے لیے سفارشات مرتب کرنا، زرعی تحقیق کی نگرانی میں متعلقہ محکمہ جات کے علاوہ عوامی نمائندگان اور ترقی پسند کاشت کاروں کو شامل کرنا۔ یہ بورڈ کے اغراض و مقاصد میں شامل ہے۔ جناب سپیکر! میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس بورڈ کو کام کرنے کا موقع دیا جائے اور اس کے قیام کے بعد میں یقینی طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کسانوں کو بہتر سہولتیں فراہم ہوں گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بورڈ اپنی کارکردگی سے اس بات کو ثابت کرے گا کہ جس مقصد کے لیے اسے قائم کیا جا رہا ہے وہ یہ مقاصد ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل کرے گا۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That the Punjab Agricultural Research Board Bill 1997, as recomended by Special Committee No. 1, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Ist Reading ends. Second Reading.

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.

The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was cairred)

Clause 2 do stand part of the Bill

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.

The question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 3 do stand part of the Bill.

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Sardar Rafique Haider Leghari
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
6. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo
7. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
8. Syed Masood Alam Shah

9. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi

10. Mr Khalid Javed Waraich

11. Maulvi Ghias-ud-Din

Mr Saeed Akbar Khan, may move the amendment.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:

> That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee No 1, the following shall be substituted:
>
> > "(3) There shall be three members of the Punjab Assembly including one member from the Opposition and representatives of the farmers to serve on the Board."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

> That for sub-clause (3) of Clause 4 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, the following shall be substituted.
>
> > "(3) There shall be three members of the Punjab Assembly including one member from the Opposition and representatives of the farmers to serve on the Board."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS I oppose it.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Akbar Khan

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسا کہ اس بل میں نمائندگی دی گئی ہے بورڈ میں فارمرز کو اورمنتخب نمائندوں کو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فارمرز کے علاوہ اس میں عوامی نمائندوں کو نمائندگی نہ بھی دی جاتی۔ جب فارمرز اس میں آجاتے تو وہ اپنا رول play کرتے۔ جہاں عوامی نمائندوں پر کافی

criticism ہوتا ہے۔ ہر فیلڈ میں ہم اپنے آپ کو ان معاملات میں اور زیادہ involve کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن جناب حکومت یہ چاہتی ہے اور ان کی یہ خواہش ہے۔ وہ کمیٹی جس نے اس کو consider کیا۔ اس نے اس میں ترمیم کرکے یہ clause ڈالی۔جناب والا! ڈیموکریسی کا یہ ایک حصہ ہے کل جو حکومت میں ہوتے ہیں وہ آج اپوزیشن میں ہوتے ہیں جو آج اپوزیشن میں ہوتے ہیں وہ کل حکومت میں ہوتے ہیں۔ 1985ء سے میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔ اور ہم یہ کھیل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا! جو بھی حکومت ہوتی ہے وہ یہ کہتی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جب تک یہ دو پہیے نہ چلیں گاڑی نہیں چل سکتی۔ اسی لیے ہم نے یہ ترمیم دی کہ جہاں حکومتی بنچز کو یہ نمائندگی ملے گی وہاں اس میں اپوزیشن کا بھی ایک ممبر ضرور ہو۔ اور ان کی بھی نمائندگی ہو اور گاڑی کے جو ٹائر یا پہیے ہیں وہ مکمل ہوجائیں۔ جناب والا! اسی لیے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ چودھویں ترمیم کے بعد جو بھی حکومتی پارٹی کے اراکین ہوں وہ جس شعبے میں بھی ہوں اور جس سطح پر بھی ہوں وہ اس خوف سے شاید اپنی دل کی بات نہ کرسکیں یا نہ کرپائیں۔ اسی لیے یہ بورڈ جو بنایا جا رہا ہے یہ ایک دن کے لیے نہیں ہے۔ اس نے آگے کام کرنا ہے اور اس نے اس صوبے کے لیے نتائج دینے ہیں۔ اس میں اگر اپوزیشن کا بھی ایک ممبر موجود ہوگا تو شاید اس کی کارکردگی بہتر ہو۔ اور اس کی کارکردگی سے اس بورڈ کی کارکردگی بہتر ہوسکے۔ اسی لیے ہم نے یہ ترمیم دی اور اسی لیے ہم چاہتے ہیں کہ اگر یہ بورڈ تشکیل پا رہا ہے اور اس نے اس صوبے کی ریسرچ کے لیے بہتر کام کرنا ہے تو جو بورڈ ہو وہ بہتر انداز میں کام کرسکے اور پبلک کی صحیح نمائندگی ہر فیلڈ میںاس وقت ہوسکتی ہے جب اس میں حکومتی بنچز پر بیٹھنے والے نمائندگان کے ساتھ اپوزیشن کے نمائندگان بھی موجود ہوں۔ تو وہ ایک مکمل ادارہ لگتا ہے یا انسٹی ٹیوشن لگتا ہے۔ اور حکومت کسی جگہ پر بھی یہ کہنے میں فخر محسوس کرتی ہے کہ ہم نے اپوزیشن کو ہر معاملات میں ساتھ لیا ہوا ہے۔ اور ہم ان کو برابر کی نمائندگی دے رہے ہیں۔ جناب والا! اسی لیے ہم نے یہ ترمیم دی ہے۔ مجھے پوری توقع ہے کہ حکومت اس پر ضرور غور کرے گی، اس پر توجہ دے گی اور اس کو منظور کرے گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! میں اپنے محترم بھائی سعید اکبر خان صاحب کے دلائل کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ یہ ترمیم جو ہم نے

پیش کی ہے۔ سب سے پہلے تو دیکھنا یہ ہے کہ یہ ترمیم پیش کرنے کی ہمیں ضرورت کیا پیش آئی۔ جناب والا! موجودہ حکومت سمیت میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ اپوزیشن کو معاملات میں حصے دار نہیں بنایا جاتا۔ اور جناب والا! اسی چیز کو پوائنٹ آؤٹ کرتے ہوئے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے۔ کہ اس میں تین ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے ہوں جس میں سے ایک ممبر اپوزیشن کی طرف سے نامزد کیا جائے۔ جناب والا! موجودہ حکومت نے اپوزیشن کے ساتھ ایک بڑا discriminatory سلوک شروع کیا ہوا ہے۔ چاہے کسی بھی سطح پر کوئی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ کوئی بورڈ تشکیل دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ صوبہ کی سطح پر ہو۔ چاہے وہ ڈویژن کی سطح پر ہو۔ چاہے وہ ضلع کی سطح پر ہو۔ چاہے وہ تحصیلی سطح پر ہو۔ چاہے وہ محلہ کی سطح پر ہو۔ کسی بھی بورڈ یا کمیٹی میں اس کو اپوزیشن کو نمائندگی نہیں دی جاتی۔ جناب والا! یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ یہ بھاری مینڈیٹ ہے۔ کیا بھاری مینڈیٹ کا یہی مطلب ہے اس میں صرف حکومتی پارٹی یا حکومتی اراکین اسمبلی کا حق ہے کہ ان کمیٹیوں یا بورڈوں میں انھیں شامل کیا جائے؟ جناب سپیکر! میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ گو اسمبلیوں میں ان کی اکثریت ہےاور اس اسمبلی میں بھی حکومت کی اکثریت ہے۔ لیکن جہاں مینڈیٹ کی بات ہوگی تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک متنازعہ مینڈیٹ ہے۔ جناب سپیکر! اس الیکشن کے ٹرن آؤٹ پر لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ترمیم پر بول رہے ہیں یا مینڈیٹ پر بول رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، میں ترمیم پر بول رہا ہوں لیکن یہ اسی سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنے آپ کو موضوع تک محدود رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو محدود کرتا ہوں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس الیکشن کا 27 فی صد' 35 فی صد ٹرن آؤٹ ہے۔ یہ متنازعہ ٹرن آؤٹ ہے۔ اعلیٰ عہدیداران میں سے کسی نے 27 فی صد' کسی نے 30 فی صد' کسی نے 35 فی صد ٹرن آؤٹ کہا۔ جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر 35 فی صد ہی ٹرن آؤٹ مان لیا جائے تو اس ملک کی 65 فی صد اور آبادی موجود ہے جو کہ اس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ تمام لوگ محب وطن ہیں۔ جو لوگ اسمبلیوں میں پہنچ آئے ہیں' جو صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی کے ممبر بن گئے ہیں۔ وہ اس 65 فی صد کو represent کر رہے ہیں۔ کیا ان 65 فی صد کا حق نہیں بنتا کہ ان کو ان کمیٹیوں میں یا بورڈوں میں ڈالا جائے؟

جناب سپیکر! میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ہوں کہ ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ لیول پر جو کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ وہاں حکومت کی یہ ہدایات ہیں کہ صرف حکومتی اراکین کو نامزد کیا جائے یا جن کو وہ تجویز کریں ان کو نامزد کیا جائے۔ اور اس میں انتظامیہ کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو ایک لیٹر دکھاتا ہوں۔ مسلم لیگ حکومت کی جانب سے ضلعی انتظامیہ کو ایک لیٹر جاری کیا گیا ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر. جی بھنڈر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون(جناب شاہد اکرم بھنڈر). گزارش ہے کہ وہ بات تو بل اورترمیم پر کر رہے ہیں اور انھوں نے اس وقت موضوع مینڈیٹ' ڈسٹرکٹ کمیٹیوں اور ٹرن آؤٹ کے بارے میں چھیڑا ہوا ہے' جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت کے موضوع سے متعلقہ نہیں۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ متعلقہ بات کریں۔ اس کی ابھی کافی کلازز ہیں اور کافی وقت لگے گا۔ اس پر متعلقہ گفتگو کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. آپ نے بجا فرمایا۔

جناب سعید احمد خان منیس. جناب سپیکر! مجھے پورا یقین ہے کہ میں بہت متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ اگر میں یہ بات نہیں کروں گا تو میں اپنے آپ کو کس طرح بتا سکوں گا کہ میں نے جو ترمیم دی ہے وہ میں نے کیوں دی ہے؟ اور اس ترمیم کو دینے کا میرا کیا مقصد ہے؟ جناب سپیکر! اس طرف آتے ہوئے مجھے وہ تمام باتیں بتانا پڑیں گی۔ گو کہ یہاں معزز اراکین اسمبلی ٹریژری بنچوں کا آپ حال دیکھ رہے ہیں۔ اس قانون سازی میں کوئی دل چسپی نہیں لے رہا۔ آپ وزراء کے بنچ دیکھیں۔ کون سا وزیر یہاں بیٹھا ہے؟ یہاں تو متعلقہ وزیر بھی نہیں بیٹھا اور نہ ہی وزیر قانون بیٹھے ہیں۔ چلیں میں مان لیتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! آپ حال تو دیکھیں کہ کیا یہ ایک اہم قانون سازی ہو رہی ہے؟ کیا قانون سازی اسی طریقے سے کی جاتی ہے؟ جناب سپیکر! ہم اگر اس میں کچھ حصہ لے رہے ہیں تو آخر کار اس کا نتیجہ کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ یہ قانون اکثریت سے پاس ہونا ہے۔ لیکن ہم نے اپنی بات ایوان تک پہنچانی ہے۔ پھر اس کے بعد ایوان کی یہ مرضی ہے کہ اس کو جس طریقے سے deal کرے۔ جناب سپیکر! حکومتی پارٹی کی طرف سے ضلعی انتظامیہ کو ایک لیٹر جاری کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ صدر پاکستان مسلم لیگ کے فیصلے کے مطابق ملک بھر میں

کارپوریشن کی سطح پر درج ذیل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی۔ ترقیاتی' سیمی' صحت' زراعت' آب پاشی' سیلف ایمپلائمنٹ' ریونیو کمیٹی' لہذا آپ سے درخواست ہے کہ کارپوریشن کے حلقے کے تمام سینیٹرز' اگر ہوں' ایم این ایز' ایم پی ایز اور جس حلقے میں ہمارے امیدوار کامیاب نہ ہونے ہوں وہاں ٹکٹ ہولڈر اور تمام ونگز کے صدور کے ساتھ فوری طور پر اجلاس کریں اور اتفاق رائے سے درج بالا کمیٹیوں کے لیے 20,20 نام تجویز کریں۔ تو جناب سپیکر! اس لیے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ ہم یہ ترمیم لے آئے ہیں۔ جس میں کہ قانون سازی کی جائے اور اس میں اپوزیشن کو نمائندگی دی جائے۔ جناب سپیکر! جو کمیٹیاں اور بورڈ بن رہے ہیں اگر ان میں اپوزیشن کو شامل کیا جاتا اور ہم مطمئن ہوتے تو پھر ہمیں یہ ترمیم دینے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ ان کے علاوہ احتساب کمیٹیاں بنیں' محافظ کمیٹیاں بن رہی ہیں۔ کہیں اپوزیشن کا نام نہیں۔ میں نے اگلے دن بھی بات کی تھی۔ سپیکر صاحب صدارت کر رہے تھے' آپ تشریف فرما نہیں تھے کہ صوبائی اسمبلی کا پارلیمانی وفد جو چائنا بھیجا جا رہا ہے۔ اس میں اپوزیشن کی نمائندگی تک نہیں۔ جناب سپیکر! پارلیمانی وفد حکومت کا نہیں' بلکہ پنجاب اسمبلی کا جا رہا ہے۔ کیا اپوزیشن اس صوبائی اسمبلی کا حصہ نہیں' جناب سپیکر! غیر ممالک تو اپوزیشن کو بہت ہی قدر اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اگر اپوزیشن کا ایک نمائندہ ان نو یا دس اراکین کے وفد میں شامل کر لیا جاتا تو میرے خیال میں باہر یہ چیز پسند کی جاتی کہ اس ملک اور اس صوبے میں واقعی جمہوریت ہے۔ اور اس جمہوریت کے نتیجے میں اپوزیشن کو بھی اس وفد کا نمائندہ بنایا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ضرورت اسی لیے محسوس ہو رہی ہے کہ ہم اس قانون سازی میں اپوزیشن کے نمائندوں کو بھی شامل کریں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف کمیٹیوں والی بات نہیں ترقیاتی فنڈز میں بھی اپوزیشن کو حصہ نہیں ملتا۔ اور پھر اس معزز ایوان میں اپوزیشن کی اس طریقے سے insult کی جاتی ہے کہ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم تو اراکین اسمبلی کو فنڈز تو دے ہی نہیں رہے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں اس ادارے کے ساتھ اتنی بڑی insult نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں جتنے بھی معزز اراکین تشریف فرما ہیں سب قابل احترام ہیں' سب معزز ہیں۔ اور ہر معاملے میں ان کا برابر کا حق بنتا ہے' چاہے وہ ترقیاتی فنڈز ہوں' چاہے کمیٹیاں بنانی ہوں' چاہے کوئی بورڈ ہو' چاہے زیر غور ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ ہو۔ کسی قسم کا بھی کوئی بورڈ ہو اس میں اگر اپوزیشن کو نمائندگی دے دی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری اقدار کے عین مطابق ہوگا۔ یہاں ایوان میں یہ کہہ کر insult کر دی جاتی ہے اور صحیح چیز سامنے نہیں لائی جاتی جو کہ تمام اراکین اسمبلی کو پتا ہے کہ تمام اضلاع' کارپوریشن کی حدود' ٹاؤن اور میونسپل

کمیٹیوں میں بلدیاتی فنڈ صرف ٹریژری بنچوں کو دیے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ صرف انھی معاملات کی وجہ سے ہے کہ ہم نے ایک ترمیم propose کی ہے کہ اس میں تین ممبران صوبائی اسمبلی ہوں جن میں سے ایک کا تعلق اپوزیشن سے ہو۔

جناب سپیکر! مجھے پھر وہی بات کرنی پڑتی ہے کہ ہم نے اس میں پورے صوبے کی نمائندگی لانی ہے اور پورے صوبے کی نمائندگی لانے کے لیے اگر میں ٹرن آؤٹ والی بات دہراؤں تو مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس متنازعہ مینڈیٹ کے نتیجے میں ہم کم لوگ ان لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور ہمارا حق بنتا ہے کہ یہاں جو بھی قانون سازی ہو ہم اسے پوائنٹ آؤٹ کریں۔ اور اس طریقے سے پوائنٹ آؤٹ کریں کہ relevant بھی ہوں اور ہم معزز اراکین اسمبلی کو بھی یہ باور کرا سکیں اور اس پرنٹ میڈیا کے ذریعے باہر عوام کو بھی بتا سکیں کہ ہم چاہے عددی تعداد میں کم ہیں۔ لیکن ہم ان عوام کا' جو اس اسمبلی میں نہیں بیٹھے باہر بیٹھے ہیں' ہم ان کا نقطہ نظر یہاں اچھے انداز میں اسمبلی کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ پھر یہ فیصلہ کرنا ہے اور وہ اکثریت سے ہونا ہے۔ پھر عوام نے بھی فیصلہ کرنا ہے کہ جو ہم نے نمائندے منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیجے ہیں کیا وہ اپوزیشن کی ایک مثبت ترمیم کی طرف توجہ دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے' یا صرف اور صرف وہ ایک rubber stamp بن کر صرف انگوٹھا لگانے کے لیے وہاں پہنچے ہیں۔

جناب سپیکر! جب اگلا الیکشن ہوگا جو کہ حالات کے مطابق نظر آ رہا ہے کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر نہیں چلے گا۔ جب بھی آئندہ الیکشن ہوگا تو ہم اس احتساب کے عمل سے گزریں گے۔ تو یہ ساری چیزیں وہ عوام یا وہ ووٹر ضرور دماغ میں رکھے گا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اب ووٹر ماشاء اللہ بہت عقل مند ہے۔ وہ بہت sharp ہے۔ میں اپنے معزز حکومتی اراکین کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں watch کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! ہمیں تو خفیہ ایجنسیاں watch کرتی ہیں۔ آپ کو بھی عوام watch کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کارکردگی اس وقت پیش کی جا رہی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ عوام کی نظر میں اچھی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو ترمیم ہم نے پیش کی ہے کہ تین ممبران اسمبلی ہوں جن میں سے ایک کا تعلق اپوزیشن سے ہو اور چار کسان ہوں۔ اس کو منظور کیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار رفیق حیدر لغاری صاحب۔ جناب منصور احمد خان۔ دوستوں میں سے کوئی اور

بولنا چاہے۔ جن کے ادھر نام ہیں؟ جناب بھنڈر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون ، جناب سپیکر! بل کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بورڈ کے ممبران میں سے کم از کم پانچ ممبر جو ہیں۔ وہ ممبران اسمبلی اور کسانوں کے نمائندوں میں سے ہوں گے۔ میرے فاضل دوست جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں انھوں نے ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ ان میں تین ممبران صوبائی اسمبلی کے ہوں اور ان میں کم از کم ایک ممبر اپوزیشن کا ہو۔ جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جب ممبران اسمبلی کو اس بورڈ میں رکھا جاتا ہے اور تفریق نہیں کی جاتی کہ کتنے ممبر حضرات ہوں گے اور کتنے کسانوں کے نمائندے ہوں گے۔ میرے فاضل دوست اس میں خود تفریق پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ نام لے کر کہ اپوزیشن کا ممبر بھی اس میں رکھا جائے۔ جناب میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو قانون سازی میں ہم یہ تفریق نہ کریں اور یہ تفریق ہونی بھی نہیں چاہیے۔ یہ ایک legislative clause add کر رہے ہیں۔ جس میں ہم خود discrimination کر رہے ہیں کہ ایک ممبر ان کا ہوگا' ایک ممبر اُن کا ہوگا۔ قانون میں کبھی ایسے نہیں آیا اور نہ ہوتا ہے۔ بہرحال جس طرح بل میں پیش کیا گیا ہے' اس میں ہم نے کوئی تفریق نہیں رکھی۔ اس معزز ہاؤس کے سارے ممبران ہمارے لیے برابر ہیں۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ انکی نمائندگی زیادہ آ جائے۔ جو ممبر بھی selcet ہوگا وہ بورڈ میں ممبر چلا جائے گا۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ ایک چلا جائے' دو چلے جائیں یا تین چلے جائیں۔ اس میں اس موقع پر ہم کہیں کہ تفریق رکھی جائے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کسانوں کے نمائندے کل زیادہ آئیں۔ جس طرح میرے دوست یہ fix کرانا چاہتے ہیں اس سے انتظامی مشکلات بھی آ سکتی ہیں۔ اگر وہ قانون سازی کے ذریعے کیا جائے اور کل کو انتظامی مشکلات آئیں تو پھر اس میں ترامیم کرنی پڑیں گی۔ اس طرح میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ کوئی قانون جس میں بار بار ترامیم کی جائیں وہ اچھا قانون نہیں ہوتا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ جو بل جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے۔ اس کو ویسے ہی through کیا جائے اور ان کی ترمیم کو رد کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That for sub-Clause (3) of Clause 4 of the Bill,. as recommended by Special Committee No.1, the following shall be substituted:
>
> "(3) There shall be three members of the Punjab Assembly including one member from the

Opposition and four representatives of the farmers toserve on the Board."

(The motion was lost)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: The question is that:-

Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

CLALUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Sardar Rafiq-ue-Haider Leghari, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan

Khan Wattoo, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, Mr Khalid Javed Waraich and Maulvi Ghias-ud-Din. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo may move it.

MR MOAZZAM JAHANZEB AHMAD KHAN WATTOO: Mr Speaker Sir, I move:

> That in sub clause (1) of Clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, between the word "Government" and the full-stop appearing at the end, the comma and the words "but his/her qualification may not be less than Ph.D. in a related subject having 10 years' experience or M Sc. with 15 year's experience in the field of agricultural research" be inserted.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is

> That in sub clause (1) of Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. 1, between the word "Government" and the full-stop appearing at the end, the comma and the words, "but his/her qualification may not be less than Ph.D. in a related subject having 10 years' experience or M.Sc. with 15 years' experience in the field of agriculture research" be inserted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW(Mr Shahid Akram Bhinder):

Mr. Speaker Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، شکریہ۔ جناب سپیکر! ہم نے اس میں جو ترمیم دی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو اس بورڈ کا چیف ایگزیکٹو appoint کیا جائے۔ کیونکہ یہ appointment گورنمنٹ

نے کرنی ہے۔ اس میں اتنا ضرور ہو کہ اس کی qualification کم از کم پی ایچ ڈی ہو اور وہ کم از کم پندرہ سال تجربہ رکھتے ہوں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ حکومت نے اب تک جو مختلف محکموں اور fields میں appointments کی ہیں اس میں تجربے کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ اس کے علاوہ educational qualification کو بھی مدنظر نہیں رکھا گیا۔ جناب سپیکر! اس بورڈ نے ایک نہایت اہم کام کرنا ہے اور یہ ایک نہایت اہم ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے جو شخص بھی اس کا چیف ایگزیکٹو ہو۔ جس نے day to day matters چلانے ہوتے ہیں۔ اس کا اپنے field میں اور زراعت میں تجربہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس کی education کم از کم پی ایچ ڈی ہونی چاہیے۔ اس سے کم نہیں ہونی چاہیے۔ ہماری گزارش ہے کہ اس معاملے پر ضرور توجہ دی جائے اور اس کو اس بل میں شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب قانون سازی ہوتی ہے اس کے دوررس نتائج ہوتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر اور ان تمام باتوں کو سوچ کر قانون سازی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ لاءمنسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہم یہ بورڈ بنا رہے ہیں کہ جتنے ادارے ہیں ان کے ساتھ یہ coordinate کرے گا اور اس کی working کو بہتر کرے گا۔ ان کی working کو چیک کیا جائے گا اور ان کے کام کو دیکھا جائے گا کہ وہ بہتر کر رہے ہیں یا اس میں کسی improvement کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! پھر ہماری یہ خواہش ہے کہ جب یہ بورڈ جس کا نام ہی ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہے۔ اور یہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے linked ہے، تو کیوں نہ اس کا جو چیف ایگزیکٹو ہے وہ اس اہلیت کا مالک ہو اور اس میں یہ قابلیت ہو کہ جس ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں وہ کام کر رہے ہیں اس کو خود سمجھ بھی سکے اور خود جانچ بھی سکے اور ان کے ساتھ اس subject پر discuss بھی کر سکے۔ اسی مقصد کے لیے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ جو چیز یا جو مقاصد گورنمنٹ اس بورڈ سے حاصل کرنا چاہتی ہے وہ صحیح طور پہ حاصل ہو سکیں۔ یہ نہ ہو کہ جس طرح پہلے اس طرح کے بورڈ اور کمیٹیاں تشکیل دی جاتی رہی ہیں۔ اور ان میں من پسند آدمی جن کا اس field سے دور دور کا کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس کو ان کا head لگا دیا جاتا تھا اسی لیے کہ کوئی سیاسی ضرورت ہوتی تھی۔ یا اس میں کوئی سیاسی مقاصد ہوتے تھے، یا کوئی سیاسی مجبوری ہوتی تھی۔ تو ہم نے اس کو دور کرنے کے لیے یہ legislation تجویز کی ہے، جس میں کم از کم

qualification define ہو جائے تاکہ اگر کوئی آدمی کسی سیاسی آدمی کو مجبور بھی کرے کہ مجھے یہاں کھپایا جائے تو کم از کم اس کی qualification اس بل میں یا اس قانون میں دیکھے گا۔ وہ اگر اس پر پورا اترتا ہوگا تو پھر وہ field میں آئے گا۔ جناب سپیکر! ہماری یہ ترمیم تجویز کرنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ ہم 1985ء سے آج تک دیکھتے آئے ہیں اور selections بھی ہم نے دیکھی ہیں اور recruitments بھی دیکھی ہیں اس میں ہم نے choices بھی دیکھی ہیں۔ جس میں 51 برس کے آدمی کو بھی بھرتی کیا گیا۔ اور آج جو موجودہ گورنمنٹ contract پہ آدمی بھرتی کر رہی ہے۔ ان کی choice بھی آپ بہتر انداز سے دیکھ سکتے ہیں کہ جس محکمے میں کسی کو اس کا head لگایا جاتا ہے۔ یقین کریں کہ اس کا نہ اس field میں کوئی تجربہ ہے' نہ اس ڈیپارٹمنٹ سے اس کا کوئی واسطہ ہے' نہ وہ اس ڈیپارٹمنٹ کے کام کو مکمل سمجھنے کا اہل ہے اور نہ وہ سمجھ سکتا ہے۔ لیکن اپنی خوشی کے لیے اورکسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی selection کر دی جاتی ہے۔ اور اس کو contract پہ بھرتی کر دیا جاتا ہے۔ اس کو اس کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ صرف اس آدمی کی خوشی کے لیے نہ کہ اس ڈیپارٹمنٹ کی بہتری کے لیے۔ یہاں کافی تجربات ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ جو آدمی contract پہ رکھے گئے ان کو دوسرے یا چوتھے مہینےکسی او ایس ڈی کے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔ جس میں ڈائرکٹر انٹی کرپشن کی مثال ہم دے سکتے ہیں کہ contract پہ رکھ کر اس کو ڈائرکٹر انٹی کرپشن لگایا گیا۔ یا اس نے رزلٹ نہیں دیے یا وہ ان کی توقعات پر پورا نہیں اترا تو پھر اس کو کہیں کھڈے لائن لگا دیا گیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ لگانے سے پہلے سوچا نہیں گیا کہ آیا یہ آدمی اس کا اہل ہے' اس قابلیت کا مالک ہے کہ یہ اس ڈیپارٹمنٹ کا جس کو ہم انچارج لگا رہے ہیں۔ کیا یہ اس کو چلا سکے گا یا نہیں؛ صرف اپنی خوشی کے لیے اورکسی کو خوش کرنے کے لیے اس کی appointment کر دی گئی۔ اسی لیے ہم نے اس بورڈ کے لیے بھی یہ تجویز کیا ہے کہ جو بھی اس کا چیف ایگزیکٹو ہو۔ جس نے اس بورڈ کو چلانا ہے۔ جس نے اس کے تمام Administrative and field work کو ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ منسٹر صاحب یہ فرما رہے تھے کہ اس بورڈ نے تحقیقی اداروں سے coordinate کرنا ہے۔ اور اس کی working کو بہتر اور improve کرنے کے لیے کرنا ہے۔ پھر یہ ترمیم بہت لازمی ہے کہ ایسا آدمی ہو جس کا ریسرچ کی field سے تعلق ہو تاکہ جو مقاصد ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو ہم حاصل کر سکیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اور کوئی دوست ' آنر ایبل ممبر بولنا چاہیں؛ جی قائد حزب اختلاف بولیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ہماری جانب سے یہ جو ترمیم تجویز کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیشل کمیٹی نے جو مسودہ تیار کیا ہے' جیسا کہ میں نے اپنی ابتدائی باتوں میں کہا کہ وہ مسودہ بہت ہی vague ہے۔ جہاں میں نے اور چیزوں کی طرف توجہ دلوائی۔ وہاں میں نے چیف ایگزیکٹو کا بھی ذکر کیا تھا اور یہ اسی vague مسودے کا نتیجہ ہے جس پہ کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی طریقے سے mind apply نہیں کیا گیا۔ یہ تو صرف اکٹھے ہوئے۔ گپ شپ لگائی اور پھر اس کو لاء ڈیپارٹمنٹ کے کھاتے میں چھوڑ دیا گیا۔ پھر لاء ڈیپارٹمنٹ نے جو بھی مسودہ تیار کیا اس کو صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ نے فوراً cyclostyle کیا اور وہ یہاں تقسیم ہو گیا۔ معزز اراکین اسمبلی جو کہ بالکل ہی قانون سازی تو درکنار کسی اور معاملے میں بھی دلچسپی رکھنے کے لیے تیار نہیں۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم کلاز ہے اور جس طرح مسودے کے مطابق کلاز نمبر 7 میں چیف ایگزیکٹو کا سپیشل کمیٹی نے propose کیا ہے کہ،

The Government shall appoint the Chief Executive of the Board and the terms and conditions of his service shall be such as will be determined by the Government.

جناب والا! یہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ مسودہ بہت vague ہے اور پھر یہ حکومتی کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے کہ،

As may be determined by the Government.

جناب! اگر یہ سب کام گورنمنٹ نے کرنا ہے تو پھر ہمارے یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے اور پھر الیکشن پر اتنے اخراجات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر یہاں ہمارے یہ اجلاسوں کے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر مقننہ کے پاس کرنے کے لیے کون سا ایسا کام رہ جاتا ہے جبکہ مقننہ خود ہی ہر معاملہ گورنمنٹ کے کھاتے میں ڈال رہی ہو؟ اس میں یہ بات نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے کہ جو چیف ایگزیکٹو مقرر کیا جائے اس کی تعلیمی قابلیت اس قانون میں دے دی جائے وہ determine کر دی جائے ۔ اس سے تو لگتا ہے کہ چیف ایگزیکٹو گوالمنڈی کا کوئی دکان دار بھی ہو سکتا ہے ' کوئی

ان-پڑھ بھی ہو سکتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو ایسا بھی ہو سکتا ہے جس کا ایگریکلچر کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ تو جناب والا! اس vague مسودے سے' اس vague clause سے تو یہی لگتا ہے کہ حکومت جس کو چاہے چیف ایگزیکٹو لگا دے' چاہے وہ ان پڑھ ہے' چاہے اس کا تعلق انڈسٹری کے ساتھ ہے چاہے اس کا تعلق ایگریکلچر کے ساتھ کوئی نہیں' چاہے وہ agriculture research کو سمجھتا ہی نہ ہو' اس کی basic requirement کو نہ سمجھتا ہو اس کو حکومت چیف ایگزیکٹو مقرر کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی سید اکبر خان صاحب نے بتایا میں ان کے views کو endorse کرتا ہوں کہ واقعی یہ معاملات ہماری day to day life میں ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ کنٹریکٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں ----

وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن(میاں معراج دین)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں منیس صاحب کا احترام کرتا ہوں جو اس وقت حزب اختلاف کے قائد ہیں ۔ مگر میں ان سے عرض کروں گا کہ ان کو وہ وقت یاد نہیں کہ جب جہانگیر بدر کو چیف جسٹس آف پاکستان لگایا جانے لگا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ایسے بندے کو ' ایک عام آدمی کو جو زراعت کی الف ب سے بھی واقف نہ ہو اور اس کو just for the purpose of obliging اگر کنٹریکٹ پر بھرتی کر کے اسے چیف ایگزیکٹو بنا دیا جائے اور اس کو گریڈ 20 دے دیا جائے ----

وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن، جس طرح آپ نے ایل ۔ ڈی۔ اے میں گریڈ 19'20 اور 18 میں لوگوں کو لگایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر معزز اراکین اسمبلی قانون سازی میں دلچسپی نہیں رکھتے' اگر ان کو بات کرنے کی اجازت نہیں' ان کو contribute کرنے کی اجازت نہیں تو کم از کم جو contribute کرنا چاہتا ہے اس کی بات تو وہ سن لیں۔ اس کے بعد تو آپ نے majority پر فیصلہ کرنا ہے اور اس وقت ہاؤس میں ماشاء اللہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو ابھی بھی گلہ ہے کہ آپ کی بات نہیں سنی جا رہی -

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں interruption کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ نہیں' وہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں - انھوں نے آپ کو interrupt کرنے کے لیے نہیں کیا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! وہ میرے بہت ہی محترم ہیں۔ میں ان کا بے حد احترام کرتا ہوں اور یہ کوئی بات نہیں کہ ان کی یہ بات مجھے بری لگی ہے - .This is part of the House یہ discussions تو ہو رہی ہیں' ورنہ مجھے پتا ہے کہ میرے محترم دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں جو اس وقت پندرہ ' بیس کی تعداد سے قطعاً زیادہ نہیں ہیں ان کا بھی سونے کا mood ہے اور وہ بھی تھکے بیٹھے ہیں۔ لیکن جناب والا! ہمارا جو کردار ہے اور جو ہمارے ووٹرز نے ہمیں اختیار دیا ہے ہم اسے نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر وہ اپنا کردار نہیں نبھانا چاہتے تو اس میں' میں تو کچھ نہیں کر سکتا میں تو اس پر افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ ویسے تو کیا ہی اچھا ہو کہ تمام اراکین اس میں سیر حاصل بحث کریں اس کی بحث میں حصہ لیں' اس کے pros and cons کو scrutinize کیا جائے اور اس کے بعد یہ legislation آئے تو باہر بیٹھے ہوئے لوگ کم از کم یہ تو کہیں کہ ان کی بدولت ہم جو یہاں الاؤنسز لے رہے ہیں ہم انھیں کسی صورت میں return تو کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے کہنے کا صرف مقصد یہ ہے کہ چیف ایگزیکٹو کی پوسٹ ایک بہت ہی اہم پوسٹ ہوتی ہے۔ اس کے نیچے نہ جانے اس بورڈ میں کتنے سینکڑوں آدمی رکھے جائیں گے - یہ determine تو گورنمنٹ نے کرنا ہے' کیونکہ مقننہ تو گورنمنٹ کو تمام اختیارات سونپ رہی ہے۔ اس میں اگر ایک ڈائرکٹر جنرل ریسرچ جو پی ایچ ڈی نہیں ہوگا وہ کم از کم ایم ایس سی تو ضرور ہوگا زراعت میں اس کا تجربہ اگر دس سال یا پانچ سال کا نہیں ہوگا تو کم از کم دو چار سال کا تو ضرور ہوگا گو کہ یقیناً اس سے زیادہ ہوگا اس کو اگر ایسے چیف ایگزیکٹو کے نیچے بٹھا دیا جائے جو ان پڑھ ہو اور جو اس کی requirement ہی پوری نہ کرتا ہو تو جناب سپیکر! وہ کسی بورڈ کی میٹنگ کو کیا preside کرے گا' وہ اپنے سٹاف کو کیا guide line دے سکے گا' وہ کیا line of action اختیار کرے گا! اگر وہ فیلڈ میں جائے گا تو وہ کیا دیکھے گا' وہ کیا سوچے گا' وہ کیا سمجھے گا اور کیا سمجھائے گا! جناب سپیکر! یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد یہاں رواج کچھ اس قسم کا بن گیا ہے کہ oblige کرنے کے لیے گریڈ 22 یا گریڈ 21 کی پوسٹ پر ایسے لوگوں کو لگا دیا جاتا ہے - جناب سپیکر! میں پھر کہتا ہوں کہ میں میاں

صاحب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ ابھی میرے بزرگ نے یہ بات اٹھائی تھی۔ انھوں نے ایل ۔ ڈی ۔ اے کا حوالہ دیا تھا ۔ لیکن جناب سپیکر! ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت جو prevailing situation ہے وہ کیا ہے تو prevailing situtation میں لوگ کنٹریکٹ پر رکھے جا رہے ہیں۔ ایک طرف down sizing اور ایک طرف right sizing اور پھر at the same time نئے بورڈ نئے کنٹریکٹ ' ڈائرکٹر انٹی کرپشن ریٹائرڈ بندہ بھرتی ہوگیا'چیئرمین سی ایم آئی ٹی ایک ریٹائرڈ بندہ بھرتی ہوگیا۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں اور وہ میرے بہت ہی محترم ہیں لیکن جب کنٹریکٹ کے حوالے سے بات ہو گی تو پھر ان کی یہ مثالیں دینی پڑیں گی۔ ممبر سی ایم آئی ٹی جن کا محترم وزیر قانون آج نام نہیں بتا سکے۔ جناب والا! ممبر سی۔ایم۔ آئی۔ٹی بھی کنٹریکٹ پربھرتی کر لیے گئے ہیں ۔ جناب والا! اور بھی مختلف ادارے ہیں مختلف ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں ان میں لوگ بھرتی کر لیے گئے تو ہمیں یہ خدشہ ہے کہ کہیں Chief Executive of the Agricultural Research Board میں بھی کوئی ایسا بندہ بھرتی کر لیا جائے جو اس شعبے سے related ہی نہ ہو تو جناب سپیکر! یہ بہت ہی بدقسمتی ہوگی اور یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے ہمیں یہ ترمیم لانی پڑی ہے کم ازکم اس کی basic qualification اس قانون میں ڈال دی جائے تاکہ چیف ایگزیکٹو ایسا آدمی ہو جو پڑھا لکھا ہو' وہ پی ایچ ڈی ہو اور اس کا تجربہ کم از کم دس سال کا ہو اور اگر پی ایچ ڈی نہ ہو تو پھر ایم ایس سی ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا کوئی بندہ available نہ ہو' جو پی ایچ ڈی ہو اور وہ اس بورڈ کا چیف ایگزیکٹو بننا پسند نہ کرتا ہو ۔ پھر ہم نے اس میں ایک option بھی تجویز کی ہے کہ وہ بندہ جو چیف ایگزیکٹو ہو وہ ایم۔ایس۔سی ہو لیکن اس کا تجربہ پندرہ سال کا ہوکیونکہ ادھر پی ایچ ڈی تھا اور اس کے لیےہم نے تجویز کیا کہ اس کا تجربہ دس سال کا ہو۔ لیکناگر ایم ایس سی ہو تو اس کا جو تجربہ ہے وہ پندرہ سال کا ہو ۔ جناب سپیکر! یہ کلاز جس کی substitution کے لیے ہم نے بتایا ہے اگر یہ insert کر دی جائے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں کہ حکومت کی ہار ہو جائے گی۔ اس قانون سازی کو لوگوں میں پسند کیا جائے گا کہ ایک مثبت ترمیماپوزیشن نے تجویز کی تھی اور حکومت نے اس کو تسلیم کرتے ہوئے اس Clause کو insert کر دیاہے ۔ یہ صوبے کے 'زراعت کے اور زراعت کی ریسرچ کے وسیع تر مفاد میں ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری اس Clause کو اور ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اس کو substitute کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی اور معزز ممبر بولنا چاہتا ہے؟ جناب بھنڈر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! بل میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بورڈ کا سربراہ یا چیف ایگزیکٹو حکومت مقرر کرے گی۔ میرے فاضل دوست جو اپوزیشن میں ہیں انھوں نے ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ بورڈ کا جو چیف ایگزیکٹو ہوگا اس کی کوالیفکیشن دے دیں تاکہ کل جو اس کا چیف ایگزیکٹو تعینات ہو اس وقت اس کی کوالیفکیشن دی گئی ہو اور کوئی غیرمتعلقہ آدمی اس پوسٹ پر تعینات نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیشہ ایسی qualifications متعلقہ قانون کے rules میں دی جاتی ہیں نہ کہ اس بل میں دی جائیں۔ اور یہ ہمیشہ رولز پہ چھوڑ دیا جاتا ہے کہ رولز میں اس کی تقرری کے لیے کیا طریق کار ہو گا، کیا اہلیت ہوگی اور کیا عمر ہوگی، کیا شرائط ہوں گی۔ جب یہ رولز بنیں گے تو یہ ساری چیزیں واضح طور پر ان کے سامنے آ جائیں گی۔ اس میں میری اور بھی گزارش ہے کہ انھوں نے جو ترمیم تجویز کی ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ،

> But his/her qualification may not be less than Ph.D in a related subject.

تو related subject کے بارے میں جیسے میرے دوست بیان فرما رہے ہیں۔ اگر آپ بل کے scope کو دیکھیں تو اس میں آتا ہے

> Research in respect of all subjects in activities related to crop, plants, dairy development, livestock, poultry, fisheries, forestry, wildlife, ecology, drainage management, agriculture water management

تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ جو متعلقہ مضمون میں پی۔ ایچ۔ ڈی ہو کیا کسی پولٹری والے پی ایچ ڈی کو ہم اس کا چیف ایگزیکٹو لگا دیں۔ یا کسی صاحب کی پی۔ ایچ۔ ڈی ہے فشریز میں۔ اس کو ہم اس کا چیف ایگزیکٹو لگا دیں؟ تو related subjects میں تو آ نہیں سکتے، کیونکہ اس کا scope بڑا وسیع ہے اور اس میں بہت سارے subjects ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ نے دیکھنا ہے کہ کون سا آدمی اس میں تقرری کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہوگا۔ اس کو اس پوسٹ پر تعینات کیا

جائے گا نہ کہ ہم اس کو بریکٹ کر دیں اور اس کی flexibility کو ختم کر کے ہم ایک rigid چیز کو enforce کریں کہ اس کی اہمیت یہ ہو گی۔ کیونکہ اس کا سکوپ بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ زراعت کی ریسرچ میں فیلڈز بہت زیادہ ہیں۔جیسے کہ میرے دوست اس ترمیم کے ذریعے کوالیفیکیشن سے restrict کرنا چاہتے ہیں' یہ شاید اب بھی ممکن نہ ہو اور اس وقت بھی نہیں ہوگا' کیونکہ اس کا سکوپ بڑا وسیع ہے اور اس کی فیلڈ بھی بڑی وسیع ہے ۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہی ہوگی کہ اس معاملے کو رولز پہ چھوڑ دیا جائے اور جو میرے دوست یہ تجویز کرتے ہیں کہ اس کو قانون میں لایا جائے۔ قانون میں لانے سے اس میں بڑی پیچیدگیاں ہیں' آئیں گی بھی' اس لیے اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے ۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 7 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, between word "Government" and the"full-stop" appearing at the end, the comma and the words "but his/her educational qualification may not be less than Ph. D in a related subject haveing 10 years experience or M. Sc having 15 years of experience in the field of Agriculture research be inserted.

(This motion was lost).

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Sardar Rafique Haider Leghari
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
6. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo
7. Pir Shujaat Hasnain Qureshi

8. Syed Masood Alam Shah

9. Sahinzada Muhammad Usman Abbasi

10. Mr Khalid Javed Waraich

11. Maulvi Ghias-ud-Din

اس کو کون move کرے گا؟ Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker, before I move the amendment I am on a point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ابھی باہر سے خبر ملی ہے کہ سول سیکرٹریٹ میں ایک معزز رکن اسمبلی نے سیکرٹری ہیلتھ کو زدوکوب کیا ہے۔ میں سمجھوں گا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو بہت ہی تشویش ناک بات ہے ۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کا پتا بھی کیا جائے اور یہ بھی دیکھا جائے کہ جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ سیکرٹریٹ میں اس وقت ہڑتال ہو چکی ہے اور یہ معاملہ بھی ایسا ہے کہ اگر ایک معزز ممبر کسی سیکرٹری کو زدوکوب کریں گے تو آپ اندازہ کریں کہ ہمارے اس صوبے کا حال کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ ہی اس پر روشنی بھی ڈالیے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تسلیم کیا جائے؟

Whether the topic is under discussion presently or not.

آپ کو خود بھی یہ یقین نہیں ہے کہ یہ حادثہ ہوا ہے ۔ بہر حال، وزیر قانون سے کہتے ہیں کہ وہ پتا کریں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ handle کر لیں گے ۔ آپ اپنی motion move کیجیے ۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr. Speaker Sir, I move.

That for sub-clause (2) of Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. 1, the following shall be substituted:

"(2) The Chief Executive shall be the Chief Executive

of the Board and shall perform such functions necessary for the promotion, development and conduct of agricultural research and/or as may be assigned to him/her by the Board.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is :

> That for sub-clause(2) of Clause 7, of the Bill as recommended by the Special Committee No. I, the following shall be substituted:
>
> "(2) The Chief Executive shall be the Chief Executive of the Board and shall perform such functions necessary for the promotion, development and conduct of agricultural research and/or as may be assigned to him/her by the Board".

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW (Ch Shahid Akram Bhinder): I oppose it, Sir.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ممبران کو restrict کریں کہ وہ یہاں تشریف فرما ہوں-----

جناب سپیکر اس میں جو یہ ترمیم لانے کا مقصد ہے کہ اس میں جو چیف ایگزیکٹو ہے اس کو قانون میں restrict کر دیا گیا ہے کہ وہ ایک مرد ہوگا۔ لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ مسودے میں یہ دیا گیا ہے کہ،

> "(2)The Cheif Executive shall be the Chief Executive of the Board and shall perform such functions as may be prescribed or as may be assigned to him by the Board".

جناب والا! یہ جو sub-clause ہے سب سے پہلے تو It is against the fundamental

جناب سپیکر! اگر آپ آئین کے آرٹیکل 25 پر غور فرمائیں تو آرٹیکل (1)25 دیا گیا ہے۔ rights.

Article 25 (1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

(2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone.

اب جناب والا! یہ جو sub-clause ہے سب سے پہلے تو It is against the

جناب سپیکر! اگر آپ آئین کے آرٹیکل 25 پر غور فرمائیں' آرٹیکل (1)25 پر یہ دیا ہوا ہے۔ fundamental rights.

25. (1)All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

(2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone.

جناب سپیکر! یہ کلاز fundamental rights کے خلاف ہے۔ میں پھر دہراتا ہوں۔

Artical 25(2) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan,it says--

(2) There shall be no discrimination on the basis of sex alone

جناب سپیکر! آگے آئین کے آرٹیکل34 میں مزید یہ کہا گیا ہے:۔

34. Steps shall be taken to ensure full participation of women in all spheres of national life.

لیکن جناب' جب ہم اس مسودے کو دیکھتے ہیں تو اس میں جو بنیادی حقوق ہیں ان کی خلاف ورزی ہوتی محسوس ہو رہی ہے۔ اس میں Chief Executive کو صرف ایک مرد تک محدود کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! ہمارے ملک کی 52 فی صد آبادی خواتین پرمشتمل ہے تو گویا ہم آبادی کے 52 فی صد حصے کو نظر انداز کر رہے ہیں' 52 فی صد آبادی کو ہم یہ حق ہی نہیں دے رہے۔ اگر ہم یہ سوچیں کہ کل آبادی 13 یا 14 کروڑ ہے تو اس میں سے سات یا ساڑھے سات کروڑ عوام کو ہم ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر رہے ہیں۔اسی لیے ہم نے محسوس کیا اور کہا کہ یہ جو sub-clause ہے اس میں یہ insertion کی جائے' جس طرح ہم نے کہا ہے کہ اس میں "him/her of the Board" کر دیا جائے تاکہ یہ جو آبادی کا 52 فی صد حصہ ہے ان کے حقوق کم از کم مقننہ کی طرف سے سلب نہ کیے جائیں۔ اور پھر اس میں ایک اور مزے کی بات ملاحظہ فرمائیں' آپ مسودے کا ذرا پیرا گراف نمبر 2 پڑھیں:

1. Mr Zia-ur-Rehman Khan,
Secretary to the Government of the Punjab,
Planning & Development Department.
2. Dr Mrs Shaheen Khan,
Chief Executive/Economist, Punjab Agriculture Research Board.

تو گویا اس سے یہ محسوس ہو رہا ہے' یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بھی جو Chief Executive ہیں وہ ایک خاتون ہیں جن کا نام مسز شاہین خان ہے اور جو مسودہ ان کی طرف سے مقننہ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس میں انھوں نے خاتون کی گنجائش ہی نہیں رکھی۔ جناب سپیکر! یہ ایسی بات ہے جو کہ بنیادی حقوق کے خلاف ہے' ملک کی آبادی کے 52 فی صد حصے کے حقوق کو ہم سلب کر رہے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی relevant clause ہے' relevant substitution ہے جو ہم نے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے ان کا یہ حق سلب نہیں کیا جانا چاہیے اور ان کو ہمیں equal rights دینے چاہییں' کیونکہ آئین نے اپنے ان Articles میں جن کا میں نے حوالہ دیا ہے یہ provision provide کی ہوئی ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک بڑی relevant substitution ہے اور میں پھر کہنا چاہوں گا کہ اس میں کسی substitution/insertion سے یا کسی اپوزیشن کے ممبر کی amendment کی وجہ سے اگر کوئی کام رہ گیا ہے' lapse ہو گئی ہے on the part of certain Committee or the Law Department or any other department اگر اس کو substitute کر لیا جائے تو اسے ہار جیت سے منسوب نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری جو یہاں ہاؤس کی working ہے اس کو بہت لوگ دیکھ رہے ہیں' اس کو وکلاء حضرات دیکھ رہے ہیں' اس کو جج صاحبان دیکھ رہے ہیں جن کا تعلق law کے ساتھ ہے۔ یعنی تمام مکاتب فکر کے لوگ ہماری اس working کو دیکھ رہے ہیں۔ تو ہم ایسا قانون نہ پیش کریں جو کہ کل چیلنج ہو سکے اور عدلیہ میں ہماری اس مقننہ کا مذاق اڑایا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بڑے مؤدبانہ طریقے سے معزز اراکین اسمبلی سے التماس کروں گا کہ یہ جو ہماری ایک relevant substitution ہے' ایک relevant amendment ہے اس کو منظور فرماتے ہوئے اس کی insertion کی اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! جیسا کہ سعید احمد خان صاحب نے آئین کا حوالہ دیا جس کے تحت قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔ میں اس میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہم ایک اسلامی مملکت میں رہتے ہیں اور سارے مسلمان ہیں۔ اسلام میں سب سے زیادہ برابری پر زور دیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام ہی ایسا مکتبۂ فکر ہے جس نے آ کر کالے کی گورے پر جو تفریق تھی اسے ختم کیا۔ اسلام نے ہی عورت کو زندہ رہنے کا حق دیا۔ اس دنیا میں پہلے یہ ہوتا تھا کہ بچیوں کو ذبح کر دیا جاتا تھا۔ یہ اسلام ہی کے مرہون منت ہے کہ جس نے اس گناہ اور زیادتی کو بند کیا۔ اسلام میں ہر آدمی برابر ہے، کسی کو کسی پہ تفریق نہیں۔ اسلام نے ہی عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کا فیصلہ کرے اور اس کے جو بھی حقوق ہیں انھیں اس دنیا میں منوایا۔ میں repetition نہیں کرنا چاہتا' میرے عزیز بھائی نے جو آئین کا حوالہ دیا' ہماری آبادی کا حوالہ دیا' 52 فی صد کا حوالہ دیا۔ جناب والا! یہ ساری حقیقتیں ہیں جنھیں ہر آدمی جانتا ہے' ہر آدمی سمجھتا ہے۔ اس موجودہ حکومت کا جو منشور تھا اس میں بھی یہ ذکر تھا کہ ہم عورتیں کو برابر کا شریک سمجھتے ہیں اور ان کو تمام شعبوں میں برابری کا حصہ دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اپنے منشور کی بھی یہ نفی ہے اور اسے بھی یہ بھول چکے ہیں۔ جناب والا! میں سعید احمد منیس صاحب کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ یہ سہواً رہ گیا ہے۔ یہ سہواً نہیں رہا' بلکہ انھوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔ کیونکہ ان کے ذہن میں اس بل کی منظوری کے بعد جو پلاننگ ہے اس کی عکاسی ہو رہی ہے۔ یہ کسی کو اس Chief Exective کی اسامی پر accommodate کرنا چاہتے ہیں' انھوں نے کسی ایسے آدمی سے commitment کی ہوئی ہے جس کے لیے انھوں نے "him" پر آ کر ہی اپنے بل کا اختتام کر دیا' اس کلاز کا اختتام کر دیا۔ وگرنہ میں نہیں سمجھتا کہ "him" کے ساتھ "her" کو کوئی بھول جائے۔ اس میں ان کی اپنی ایک خواہش ہے جس کو یہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ سہواً بھول ہے تو ابھی اس کا نتیجہ سامنے آئے گا۔ انھوں نے him والی کلاز کو پاس کرنا ہے' اس میں جو amendment ہے اسے انھوں نے رد کرنا ہے۔ جب کوئی سہواً غلطی ہوتی ہے تو اس کی تصحیح کر لی جاتی ہے۔ جب جان بوجھ کر ایک کام کیا جاتا ہے تو اس کی تصحیح نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! شاید آپ کو یہ ایک معمولی ترمیم نظر آتی ہو لیکن یہ ایک معمولی سی ترمیم نہیں ہے' یہ بڑی جائز اور حقیقت پسندانہ ترمیم ہے۔ جہاں عورتوں کی آبادی 52 فی صد ہے تو آپ ان کو کسی بھی شعبے میں ignore نہیں کر سکتے' ان کو بھلا نہیں سکتے۔ آپ کے آئین کے مطابق' اخلاقی روایات کے مطابق' بحیثیت مسلمان ہونے کے' اسلامی نظریہ فکر

کے مطابق بھی آپ کو اس چیز کو مد نظر رکھنا ہوگا چاہے وہ کوئی بھی فیلڈ ہو ۔ ایک طرف تو آپ اس طرح ظاہر کر رہے ہیں کہ ایک خاتون کو ڈپٹی کمشنر تعینات کر کے اخباروں میں دیا کہ ہم عورتوں کو فیلڈ کی نمائندگی دے رہے ہیں۔ جناب والا! آپ روز دیکھتے ہیں کہ ہمارے کالجز اور یونیورسٹیوں کے جو امتحانی نتائج آ رہے ہیں کافی عرصے سے یہ competition لگا آ رہا ہے' اس میں ہر فیلڈ میں ہماری بچیاں top کر رہی ہیں۔ چاہے وہ بورڈ کا امتحان ہو' چاہے یونیورسٹی کا امتحان ہو' چاہے CSS کا امتحان ہو۔ اس میں کافی لڑکیاں' لڑکوں سے نمبر ایک پر آ رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو کبھی اس بورڈ کی ضرورت پڑے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ ابھی بھی ضرورت ہے اور کوئی بھی ایسی عورت جو اس بورڈ کے لیے بہتر کام کر سکنے کی اہل ہو اور آپ اسی کلاز میں ان کو restrict کر کے حصہ دار نہ بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ Constitution کی بھی violation ہے' آبادی کے 52 فی صد حصے سے بھی زیادتی ہے اور اسلام کے نظریے سے بھی زیادتی ہے۔ ہمارا اسلام اور ہمارا مذہب بھی عورت کو برابر کا حصہ اور برابر کا حق دیتا ہے۔ لیکن ہم اس کو ignore کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس کلاز کو re-consider کر کے اس میں جو ترمیم تجویز کی گئی ہے اس کو add کیا جائے۔ اس ترمیم کو اس لیے ignore نہ کیا جائے کہ یہ اپوزیشن کے بنچز سے چند ممبران نے دی ہے' اس لیے ہم اس کو اپنی کلاز میں شامل نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ ایک حقیقت پسندانہ بات ہے اور اس کی ضرورت ہے' اس لیے میری یہ خواہش ہے کہ یہ جائز ترمیم کو جو اس معاشرے سے تعلق رکھتی ہے اور ہماری ٹوٹل آبادی کے 52% حصہ سے تعلق رکھتی ہے اور ہمارے آئین کی روح سے تعلق رکھتی ہے اور اسلام کے بنیادی تقاضوں سے تعلق رکھتی ہے' اس لیے اس کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

انجینئر محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن اس خاتون کا نام بھی بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ہاؤس کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھاتا ہوں۔ اور کوئی معزز ممبر بولنا چاہے گا؟ جی وزیر قانون صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں اپنے knowledge کے لیے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس کو adjourn کرنے کا exact time دو بجے کا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اڑھائی بجے کا تھا۔

جناب سعید اکبر خان، جی مجھے یہی پوچھنا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میرے دوستوں نے اس ترمیم کا ذکر کیا ہے اور انھوں نے اپنی اس ترمیم میں اس بات پر بڑا stress کیا ہے کہ آپ نے "her" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ انھوں نے اسلام کی بات کی ہے' discrimination کی ' آئین کی commitment کی تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوستوں کو یہ پتا ہونا چاہیے اور ان کو قانون پڑھ کر بھی آنا چاہیے اور قانون کا اتنا علم بھی ہونا چاہیے کہ جو آپ کا General Clauses Act ہے وہ بڑا clearly provide کرتا ہے کہ جہاں پر "his" کا لفظ استعمال کیا جائے گا اس میں "her" کا لفظ شامل تصور ہوگا۔ صرف اس لاء میں نہیں' بلکہ جہاں جہاں بھی یہ لفظ استعمال کیا جائے گا یا جہاں پر یہ ہوگا تو "her" بھی ساتھ تصور کیا جائے گا اور میرے دوستوں کو پتا ہونا چاہیے۔ میرے دوست سعید اکبر صاحب بات تو اسلام کی کرتے ہیں' ذرا آپ ان کا لباس بھی دیکھیں انھوں نے بڑا اسلامی لباس پہنا ہوا ہے؟ جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ان کا اس ترمیم میں جو اصل مقصد تھا وہ اس میں یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو لفظ ہیں،

> Functions necessary for the promotion , development and conduct of Agricultural Research.

یہ اس میں شامل کیے جائیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی بل کا جو سیکشن 3 ہے اس کو پڑھ لیں۔ اس میں بڑا واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ،

> (Section) Functions and powers of the Board The Board shall take all such measures as it deems necessary for the promotion , development and conduct of agricultural research in the Punjab.

تو جب اس کا مقصد بھی یہی ہے تو اس کلاز میں اس developpment کو ڈالنے کا ان کو کیا فائدہ ہے؟ ان کو اس میں کیا حاصل ہے؟ اور میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ ترمیم بالکل غیر ضروری ہے' not required ہے' unwarranted ہے' اس لیے اس کو reject فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That for the sub-clause (2) of the Clause 7 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. 1, the following shall be substituted:
>
> > "The Chief Executive shall be the Chief Executive of the Board and shall perform such functions necessary for the promotion, development and conduct of agricultural research and/or as may be assigned to him/her by the Board.

(The motion was lost)

میاں جاوید لطیف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ کی اجازت سے میں شاہد اکرم بھنڈر کی ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں، مجھے سوال put کر لینے دیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried.)

Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اب فرمائیے۔

میاں جاوید لطیف ، جناب والا! شکریہ۔ میں شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ اپوزیشن لیڈر تیاری کر کے نہیں آتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جس طریقے سے بھی اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینا شروع کیا مجھے تو اس بات کی بے حد خوشی ہے۔ لیکن وہاں مجھے ایک اندیشہ بھی ہے کہ یہ آج اسمبلی کی کارروائی میں اتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔ کہیں یہ حکومتی ارکان میں بیٹھنے میں دل

چھٹی لینا نہ شروع کر دیں۔ کیونکہ ان کے ماضی کا کردار ایسا ہی ہے اور یہ دو تین بار ایسا کر چکے ہیں۔ شکریہ۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی سردار طفیل صاحب۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودہ قانون تنسیخ سیکرٹریٹ الاؤنس پنجاب مجریہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1997ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 نومبر تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، توسیع کر دی جائے؟ ------جی توسیع کر دی گئی۔

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

Clause of the Bill do stand Part of the Bill.

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER:Now, Clause 9 of the Bill is under consideration An amendment has been received in it from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan
3 Sardar Rafique Haider Leghari
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti
6. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo

7. Pir Shujaat Hasnain Qureshi
8. Syed Masood Alam Shah
9. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi
10. Mr Khalid Javed Waraich
11. Maulvi Ghias-ud-Din.

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KHAN: Mr. Speaker, I move:

> That in sub-clause (2) of Clause 9 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, the following proviso shall be added:
>
> "Provided that appointment in Grade-16 and above shall be made through Punjab Public Service Commission.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That in sub-clause (2) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Special Committee No. 1, the following proviso shall be added:
>
> "Provided that appointment in Grade - 16 and above shall be made through Punjab Public Service Commission.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW : I oppose it, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر۔جناب سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں اور جناب بھنڈر صاحب میرے نہایت ہی محترم بھائی ہیں اور مجھے ان کا بڑا احترام ہے۔ جب انھوں نے ہماری ترامیم پڑھیں تو ان کا دل اس کی

مخالفت کرنے کو نہیں کر رہا تھا۔ اسی لیے وہ بڑی ہچکچاہٹ کے ساتھ اٹھے اور انھوں نے اس کی مخالفت کی۔ جناب میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ جس طبیعت کے ' جس طرح law knowing وہ آدمی ہیں' اور جس طرح وہ straight for ward آدمی ہیں مجھے اس کا بھی اندازہ ہے۔ نہایت ہی مجبور ہو کر انھوں نے اسے oppose کیا۔ لامحالہ وہ ترقی بھی کر گئے ہیں' پارلیمانی سیکرٹری بنے ہیں۔ تو انھوں نے کچھ نہ کچھ تو contribute کرنا ہے اور میری یہ دعا ہے کہ اس بنچ سے وہ اگلے بنچ پر آ جائیں۔

جناب سپیکر! جس دن سے یہ حکومت برسراقتدار آئی ہے' ایک بہت بڑے مینڈیٹ کا چرچا اور تشہیر ہو رہی ہے۔ اشتہار بازی میں کافی الفاظ بھی سنے ہیں جن کی رٹ لگی ہوئی ہے جس پر اب شاید عمل درآمد آہستہ آہستہ کمزور ہوتا جا رہا ہے اور اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس طرح میرٹ اور اس طرح کے کافی الفاظ تھے' جن کی گونج بھی اب مدہم پڑتی جا رہی ہے اور ان کی جو خواہشات ہیں ان کی جو مجبوریاں ہیں وہ غالب آتی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ہم تو انھی کی بات کر رہے ہیں جو یہ خود فرماتے ہیں اور جن کا یہ پبلک میٹنگ میں چرچا کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! جب یہ عوام میں جاتے ہیں تو ان کی گفتگو کچھ اور ہوتی ہے جب یہ اپنے دفاتر میں بیٹھتے ہیں تو ان کا عمل کچھ مختلف ہوتا ہے۔ ہم تو جو بات یہ فیلڈ میں کرتے ہیں اسی کے مطابق ترمیم لائے ہیں کہ شاید ان کو یہ یاد نہ رہا ہو۔ جیسا کہ میرے بھائی بھنڈر صاحب فرما رہے تھے کہ تصورات میں ہم حکومتیں چلا رہے ہیں۔ پہلے انھوں نے یہ کہا کہ تصورات میں یہ تصور کر لیا جائے گا کہ یہ ہوگا۔ یہ سارا کچھ تصورات میں ہی چلانا چاہتے ہیں اور خاص طور پر اس صوبے اور ملک کا جو سیاسی ماحول بنا ہوا ہے وہ بھی تصورات کا ہی مرہون منت ہے۔ جس میں عام آدمی بھی یہ تصور کر رہا ہے کہ کیا ہوگا' کیا ہونے والا ہے اور یہ لڑائی کیوں ہو رہی ہے' یہ بھی جناب سپیکر! تصورات میں سے ایک تصور ہے۔

جناب سپیکر! اس ترمیم کو اگر پڑھیں' ہم نے اس میں کہا ہے کہ گریڈ نمبر 16 اور اس سے اوپر کی جتنی بھی بھرتی ہوتی ہے وہ پبلک سروس کمشن کے ذریعے ہو۔ جناب والا! جب یہ اس سے پہلے نچلے گریڈ والے ملازمین کی تقرری کو بھی پبلک سروس کمشن کو دے چکے ہیں تو اس میں کیا قباحت ہے؟ اس میں کیا مجبوری ہے' اس میں کیا ضرورت ہے کہ اس ریکروٹمنٹ کو آپ اپنے پاس رکھ رہے ہیں' یہ کام پبلک سروس کمشن کے سپرد کیوں نہیں کرتے تاکہ جو بھی کوئی اہل ہو وہ اس سیٹ پر آئے اور جس کا اس پوسٹ کے لیے حق ہو اسے وہ حق ملے؟ یہ پھر کہیں گے کہ ہم نے

اس میں لکھا ہے کہ میرٹ پر بھرتی ہوگی۔ جناب سپیکر ! میرٹ پر ہمیشہ اعتراض ہوتا رہا ہے۔ پبلک سروس کمشن سے ہٹ کر جو بھی بھرتی ہوئی ہے چاہے وہ کتنی بھی شفاف ہو پھر بھی اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ لوگوں کے ذہنوں میں خدشات ہوتے ہیں' بھرتی نہ ہونے والوں کو اس پر اعتراض ہوتا ہے' تو پھر کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس بورڈ کی جو کوئی ضرورت ہو پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے پوری ہو تاکہ تمام خدشات کو اور تمام اعتراضات کو دور کیا جا سکے؛ جناب سپیکر ! ہمیں یہ تجربہ ہے ہم نے ان بھرتیوں کو ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے جس میں پھر ضرورت کے مطابق بڑی لمبی لمبی relaxations بھی آتی ہیں اور بڑی لمبی سفارشیں آتی ہیں اور ریکروٹمنٹ کرنے والوں کے پاس جو صوابدید ہوتی ہے وہ استعمال ہوتی ہے اور حق داروں کو حق نہیں ملتا۔ صوابدید کے تحت جو اہل نہیں ہوتے ان کو بھرتی کر لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کی حامل ترمیم ہے اور یہ فرماتے ہیں کہ ہماری نیت صاف ہے۔ جناب والا !ہم نے تو اس بورڈ کو بنانے پر بھی اعتراض کیا تھا کہ اس کی شاید اتنی ضرورت نہ ہو' صرف اپنے آدمیوں کو obilige کرنے کے لیے یہ بورڈ بنایا جا رہا ہے اور اپنے پسندیدہ افراد کو خوش کرنے کے لیے یہ بورڈ بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اسی خدشے کو روکنے کے لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے اور ہمارا وہ خدشہ سچ ثابت ہو گیا کہ وہی بات جس کا ہم نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ اس کے پیچھے نیت میں کوئی نہ کوئی گڑ بڑ ضرور ہے اور وہ اس ترمیم کی مخالفت کرکے ظاہر ہو چکی ہے۔ جناب والا ! جب یہ پبلک سروس کمشن کو یہ سیٹیں بھیج دیں گے کہ ہم نے فلاں گریڈ سے فلاں گریڈ تک بھرتی کرنی ہے اور یہ اس کی تعلیمی قابلیت ہے ' اس پر پھر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ اس امتحان میں مقابلہ کرنے والے امیدواروں میں سے اگر کوئی رہ بھی جاتا ہے تو اس کے ذہن میں کوئی خدشہ نہیں رہتا۔ لیکن اگر بورڈ کو یہ پاورز ہوں گی یا جس کو گورنمنٹ بھرتی کی پاور دے گی چاہے وہ کتنی بھی ایمان داری سے کوشش کرے لیکن اس میں خدشات رہیں گے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وہ خدشات جائز بھی ہوتے ہیں' کیونکہ اس میں ڈنڈی ماری جاتی ہے اور اس میں ہیرا پھیری ہوتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اس بھرتی کو صاف اور شفاف بنایا جائے اور تمام خدشات سے پاک کیا جائے تاکہ کوئی بھی اس ریکروٹمنٹ پر انگلی نہ اٹھائے۔ اگر یہ اسی طرح بضد رہے تو پھر وہ خدشہ جو اس بحث کے شروع میں ہم نے کیا تھا وہ پھر درست ہوگا اور یہ بورڈ بھی پھر انہی مقاصد کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اور کوئی صاحب؟ جی سعید منیس صاحب فرمائیے!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ اس میں کلاز 9 کی سب کلاز 2 پہ ترمیم propose کی گئی ہے۔ جناب والا! اس مسودے میں دیا گیا ہے کہ،

> All direct appointments shall be made on merit determined through open competition from amongst duly qualified persons.

جناب والا! یہ جب بات transparency کے حوالے سے کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ particular مسودہ اس transparency کی حدود میں یا اس مد میں یہ نہیں آئے گا۔ جناب والا! یہ جو amendment propose کی گئی ہے وہ کوئی موجودہ گورنمنٹ کو restrict کرنے کے لیے نہیں کی گئی۔ جناب والا! قوانین تو ایک دفعہ ہی بنتے ہیں۔ قانون سازی بار بار نہیں کی جاتی۔ لیکن یہاں اب تو سلسلہ خیر بہت ہی مختلف ہے کہ ایک قانون کو بنا کر چند دن بعد پھر اس کو بگاڑ دیا جائے۔ پھر اس کو مزید بگاڑ دیا جائے۔ لیکن قانون سازی کی روح یہ ہے کہ بار بار قوانین تبدیل نہیں کیے جاتے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہمارا مقصد موجودہ حکومت کو restrict کرنے کا نہیں۔ ہمارا مقصد ہے کہ اس میں transparency لائی جائے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ transparency جو ہے وہ through Public Service Commission عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ حکومت ایسا کام کیوں کرنا چاہتی ہے کہ جس سے کوئی معترض ہو؟ اس میں حکومت کی نیت ٹھیک بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن ایسا موقع کیوں فراہم کر رہے ہیں کہ کوئی بھی پبلک کا آدمی اس پر معترض ہو' وہ اس پر اعتراض کرے؟ جب یہ بات تسلیم نہ کی جائے تو پھر انسان کو مجبور ہوکر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس قانون سازی کے پیچھے کوئی plitical motives ہیں۔ جناب والا! ماضی میں اور اب بھی ہم نے دیکھا ہے کہ تقرری کے اختیارات کو بہت ہی misuse کیا گیا۔ اور بہت irregular appointments کی گئیں۔ ابھی پچھلے دنوں یہاں صوبائی اسمبلی میں بھی یہ بات irregular appointments کی ہوتی رہی۔ جناب والا! ہم کیوں نہ ایسا قانون بنائیں------

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

خواجہ ریاض محمود، قائد حزب اختلاف پچھلے دور کی بات کر رہے ہیں یا آج کے دور کی بات کر رہے ہیں۔ کیوں کہ پچھلے دور میں اڑھائی لاکھ نوکریاں پیپلز پارٹی کے وزیروں' مشیروں نے بیچ دیں اور ان سے کروڑوں روپیہ اکٹھا کر لیا۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ میرے خیال میں اسی دور کی بات کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) اس سے پچھلے دور میں کچھ نہیں ہوا۔ آپ نے جو لوٹ مچائی ہے' جس طرح خزانہ خالی کر دیا' ملک کو برباد کر دیا تباہ کر دیا ہے۔ یہ آپ نے اس کا ایک تاریخی نقصان کیا ہے۔

چودھری محمد عظیم گھمن، جناب والا! ان کی مثال تو ایسے ہے کہ،

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! گویا آپ کی نظر میں یہ دونوں پوائنٹ آف آرڈر in order نہ تھے۔ جناب والا! میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ تھک چکے ہیں۔ مزید بیٹھنا نہیں چاہتے جیسا کہ بجز بتا رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' آپ فرمائیں۔ اسی لیے تو انھوں نے آپ کی خدمت میں شعر پیش کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میرے خیال میں اس میں بہترین طریقہ ہے وہ یہ ہوگا کہ وہ اس بحث میں حصہ لیں اور وہ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ بڑی relevancy ہوگی اگر آپ اپوز کرکے بات کریں گے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ بشمول میرے محترم بھائی خواجہ صاحب کے سبھی اراکین بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ بات ضرور کرنی چاہیے' اس میں contribution ہوگی۔ اور ہم لیجسلیشن کو بہتر انداز میں کرسکیں گے۔ جناب والا! میں اپنی بات کو transparency کے حوالے سے آگے بڑھاتا ہوں۔ پچھلے دنوں ہی تو حکومت پنجاب نے چیئرمین پبلک سروس کمشن سے پریس کانفرنس کروائی تھی۔ اور اس پریس کانفرنس میں یہ کہا گیا تھا کہ ان پر کوئی دباؤ نہیں' کوئی بوجھ نہیں اور بڑے آزادانہ طور پر پنجاب پبلک سروس کمشن کا منصب نبھا رہے ہیں اور تقرریاں ہو رہی ہیں۔ جناب والا! ہم تو چاہتے ہیں' انھوں نے پریس کانفرنس کروائی ہے' اگر اس ترمیم کو منظور کر لیا

جائے اور یہ جو subtitutions ہیں ان میں insert کر دی جائیں' تو اس سے transparency کا بہتر طریقہ اور کیا ہوگا کہ چیئرمین پبلک سروس کمشن اور ممبر پبلک سروس کمشن بھی تو حکومت کے ہی مقرر کر دہ ہیں۔ ہم پہلے اپنے خدشات کا اظہار کر چکے ہیں کہ بورڈ جو constitute ہوگا تو اس میں تمام اختیارات گورنمنٹ کی جھولی میں ہی ڈالے جا چکے ہیں۔ تمام اختیارات ان کے پاس آئیں گے۔ رولز انھوں نے فریم کرنے ہیں۔ determine انھوں نے کرنا ہے کہ کتنے بندے بھرتی کرنے ہیں۔ کس گریڈ کے بھرتی کرنے ہیں۔ یہ ساری determinations جو ہیں یہ حکومت کی جھولی میں ڈال دی گئی ہیں۔ پھر جب یہ کہیں گے بھی کہ میرٹ پر کر رہے ہیں' وہ transparency کو ظاہر نہیں کرے گی۔ وہ یہی ظاہر کرے گا کہ اس میں transparency نہیں ہے۔ اس میں مرضی کے مطابق بندے رکھے جا رہے ہیں۔ پھر جناب والا! یہ قانون تو for all times to come بننا ہے۔ کسی کو کیا پتا کہ کب وہ اپوزیشن میں ہو اور کب وہ اقتدار میں ہو۔ کوئی اور پارٹی بھی اقتدار میں آ سکتی ہے۔ کوئی اور پارٹی بھی اپوزیشن میں آ سکتی ہے۔ for all times to come ! اگر ایک ہی قانون وہ بن چکا ہوگا۔ میرے خیال میں اتنی تسلی تو ہوگی کہ جو بھی اس وقت لوگ پارٹی سے ہوں گے اپوزیشن میں ہوں گے۔ ایک قانون موجود ہے اور حکومت کے اختیارات کو restrict کر دیا ہوا ہے تو وہ ایک transparency appointments میں لائیں گے۔ ابھی مختلف ادوار کی جیسے بات ہوئی۔ جناب والا! پچھلے دور کی اگر بات ہوگی تو پھر اس سے پچھلے دور کی بات ہوگی۔ جیسے میرے بھائی نے پوائنٹ آؤٹ کیا۔ تو کیا اس وقت بیسیوں ہزار تیسیوں ہزار بندے اس وقت کیا بھرتی نہیں کیے گئے تھے؟ جناب والا! کس محکمے میں نہیں بھرتی کیے گئے تھے؟ in relaxation of all rules کیے گئے تھے۔ جناب والا! ہم تو اس بات کو restrict کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں کیا پتا کہ کل آپ ان بنچز پر بیٹھے ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، ابھی آپ دس سال تک انتظار کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! بس' اگر اسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں گے تو پھر ان کی سوچ محدود ہو جائے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ذرا اپنی سوچ کے دائرے کو وسیع کریں۔ یہ تو ایک democratic process ہے۔ یہاں کیا پتا کہ کل کو کس نے آگے آجانا ہے؟ کیا ہم میں سے ہی کچھ لوگ ادھر ہوں گے یا کچھ باہر کے لوگ ادھر ہوں۔ یا ہم سب یہاں ہوں گے بھی یا نہیں؟ اگر آپ وسیع سوچ کو سامنے رکھیں گے تو پھر آپ کو لگے گا کہ واقعی ہم نے یہ جو ترمیم move کی ہے اس

کو اگر insert کر لیا جائے، اس کو اگر subtitute کر لیا جائے تو آئندہ کے لیے اس میں بہتری ہوگی۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کام وہی کرنا چاہیے' قانون وہی بنانا چاہیے جس کو obey بھی کیا جاسکے۔ اگر آج ہم صحیح lagislation کرلیں گے تو آج کی حکومت کا بھی یا آنے والی حکومت کا بھی' ان کا ہاتھ مناسب حد تک مقرر کر دیا جائے گا کہ ایک حد مقرر ہوگی کہ وہ وہاں تک جاسکیں گے۔ اور جو transparency ہے اس کو برقرار رکھا جاسکے گا۔

جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ ہم نے جو ترمیم propose کی ہے۔ گریڈ سولہ اور اس سے اوپر کی جو appointments ہیں ان کو پنجاب پبلک سروس کمشن کی purview میں رکھا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ اس transparency کو سامنے رکھتے ہوئے اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. اور کوئی معزز ممبر بولنا چاہے؟ جی پارلیمانی سیکرٹری قانون صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون. جناب سپیکر! میرے اپوزیشن کے معزز ممبرز نے کلاز 9 کے سیکشن 2 میں جو ترمیم پیش کی ہے۔ یہ اس سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ گریڈ 16 اور اس سے اوپر کی تقرریاں پبلک سروس کمشن کے ذریعے کی جائیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں انھوں نے اس ترمیم کے حق میں جو گزارشات پیش کی ہیں۔ وہ ان کے اپنے بیان کے مطابق ہی خدشات اور تصورات پر مبنی ہیں۔ اور انھوں نے اس کے شفاف ہونے پر زیادہ زور دیا ہے۔ ہم خود یہ کہتے ہیں کہ اس کو صاف و شفاف ہونا چاہیے۔ اس سیکشن میں جو الفاظ ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں،

> All direct appointments shall be made on merit determine through open competition.

تو پبلک سروس کمیشن میں کیا ہوتا ہے؟ پبلک سروس کمشن میں بھی اوپن میرٹ کے ذریعے اسامیاں پر کی جاتی ہیں۔ تو یہ چیز تو ہم نے پہلے ہی اس میں مہیا کر دی ہے کہ It will be determine through open merit. تو جب اس میں اوپن میرٹ آئے گا تو جناب! یہ لا محالہ طور پر صاف و شفاف ہوگیا ہے۔ اور ہاں' اگر یہ سیکشن نہ ہوتا تو پھر یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ اندر کھاتے میں بھرتی کریں گے یا پوچھ کر بھرتی نہیں کریں گے یا اخبار میں اشتہار نہیں دیں گے۔ جب ہم نے پہلے ہی یہ کہہ دیا ہے کہ ہم اس کو اوپن میرٹ کے ذریعے کریں گے۔ تو اس کا صاف و شفاف ہونا بڑا واضح

ہے۔ اور ان کے تصورات' خواہشات اور ان کے خدشات پورے ہوتے ہیں۔ اور ویسے بھی جو قوانین ہیں' جو قانون سازی ہوتی ہے اس میں لچک ہونی چاہیے۔ اور قوانین اتنے سخت نہیں ہونے چاہئیں کہ وقت اور حالات کے تقاضے کے مطابق انھیں نہ چلایا جا سکے۔ یہ قوانین کو سخت کرنا چاہتے ہیں اور ان قوانین کی لچک کو ختم کرناچاہتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میرے یہ دوست خود بھی تھوڑے سے نرم ہوں اور قوانین کو بھی تھوڑا سا نرم ہونے دیں۔ اس لیے گزارش یہ ہے کہ اس ترمیم کو نامنظور فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:

That in sub-clause (2) of Clause 9 of the Bill as recommended by the Special Committee No. 1, the following Proviso shall be added:

"Provided that appointment in Grade - 16 and above shall be made through Punjab Public Service Commission".

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is:

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 9 do stand part of the Bill

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it:

The question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 10 do stand part of the Bill.

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it.

The question is:

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 11 do stand part of the Bill.

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it

The question is:

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 12 do stand part of the Bill.

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it

The question is:

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 13 do stand part of the Bill.

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. There is an amendment received from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais, MPA

2. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

3. Sardar Rafique Haider Leghari, MPA

4. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

5. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, MPA

6. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo, MPA

7. Pir Shujaat Hasnain Qureshi, MPA

8. Syed Masood Alam Shah, MPA

9. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, MPA

10. Mr Khalid Javed Waraich, MPA

11. Maulvi Ghias-ud-Din

Mr Saeed Akbar Khan, may please move the amendment.

MR SAEED AKBAR KAHN: Sir, I move:

> That after Clause 13 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, the following new Clause shall be added as Clause 14 and the remaining Clauses shall be re-numbered accordingly:
>
> > "14 Annual Report of the Board.—. The Government shall lay the annual report regarding activities of the Board before the Provincial Assembly of the Punjab.

MR DEPUTY SPEAKER : The amendment move is:

> That after Clause 13 of the Bill, as recommended by Special Committee No. 1, the following new Clause shall be added as Clause 14 and the remaining Clauses shall be re-numbered accordingly:

"14 Annual Report of the Board . ----- . The Government shall lay the annual report re garding activities of the Board before the Provincial Assembly of the Punjab".

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسا کہ اس بل پر کافی بحث ہوئی ہے اور تمام خدشات ظاہر کیے گئے ہیں اور ہم نے ایک کلاز کا اضافہ کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس صوبے اور اس ملک میں جو بھی نئی باڈیز تشکیل دی گئی ہیں۔ شروع میں ان کے جو مقاصد اور ٹارگٹس ہوتے ہیں وہ بعد میں حاصل نہیں ہوتے یا اس پہ اس طرح کی توجہ نہیں دی جاتی۔ جس نیت سے کوئی بورڈ یا کوئی باڈی تشکیل دی جاتی ہے۔ ہم نے اسی خدشے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بل میں ایک نئی کلاز کا اضافہ کیا ہے' کیونکہ ہر آدمی ان کی ورکنگ پر تنقید کر رہا ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وقت آدھا گھنٹہ اور بڑھاتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، ان بورڈز کو حاصل کرنے کے لیے جو ٹارگٹس دیے گئے تھے تو وہ ٹارگٹس حاصل نہیں ہو سکے۔ انہی خدشات کو دور کرنے کے لیے اور ان کی ورکنگ کو بہتر کرنے کے لیے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان کی جو بھی سالانہ ترقی یا سرگرمیاں ہوں۔ یا وہ اس بورڈ کے ذریعے سال میں اپنی کارکردگی ادا کریں تو ضروری ہے کہ اس کی سالانہ رپورٹ اس ہاؤس کے سامنے پیش کی جائے اور تمام اراکین اسمبلی اس رپورٹ کو دیکھیں' پڑھیں اور پھر اس پہ اپنی آراء کا اظہار کریں۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ جب اس بورڈ یا اس بورڈ کی کارکردگی کو اس ہاؤس کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی کارکردگی پر اس کا بہتر اثر ہوگا اور وہ کوشش کریں گے کہ ہم اپنا کام اور جو بھی گورنمنٹ نے ان کو ٹارگٹ دیے ہیں ان کو حاصل کریں تاکہ جب ہماری سالانہ رپورٹ اس معزز ایوان میں پیش کی جائے تو ہمیں کسی شرمندگی کا یا کسی تنقید کا سامنا نہ کرنا پڑے اور جب اراکین اسمبلی اس کو discuss کریں تو ہماری کارکردگی اتنی بہتر ہو کہ ہماری تمام سال کی کارکردگی کو سراہا جائے۔ اس کو اچھے انداز میں دیکھا جائے۔ میں یہ اس لیے بھی کہنا چاہتا ہوں' کیونکہ اس گورنمنٹ کا احتساب پر بڑا زور ہے۔ اس سے کافی خدشات اور اعتراضات لوگوں کو بھی ہیں۔ لفظ احتساب جو ہے اس کا یہ بہت

ذکر کرتے ہیں چاہے اس پہ عمل نہ کریں۔ یہ بھی ایک احتساب ہے۔ وہ اس لیے کہ جب بھی کسی ادارے کی کارکردگی کو کسی کے سامنے پیش کرنا ہو اور خاص طور پہ اس ہاؤس میں پیش کرنا ہو۔ پھر اس کا تجزیہ کرنا ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی کارکردگی کا احتساب ہوگا۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس احتساب میں وہ بہتر انداز سے نکل جائیں اور ان کو اس احتساب میں لوگ appreciate کریں کہ ہم نے آپ کی رپورٹ کا احتساب کیا ہے۔ لیکن آپ کی کارکردگی نہایت ہی بہتر ہے۔ ہم آپ کی کارکردگی کو سراہتے ہیں۔ اگر ان کا کام اور کارگزاری بہتر نہ ہو تو اس کا پھر تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کی بہتری کے لیے انتظامات کیے جا سکتے ہیں۔اس کی بہتری کے لیے تجاویز دی جا سکتی ہیں۔ اس بورڈ میں جو بھی اس کی کارکردگی کو متاثر کر رہا ہوگا اس سے پوچھا بھی جا سکتا ہے' اس کو تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت ہی احسن ہے کہ جب کسی کی کارکردگی کا اس ہاؤس میں تجزیہ کیا جائے گا اور اس کی کارکردگی کو discuss کیا جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اچھے رزلٹ دینے اور کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے مجبور ہوں گے۔ ان پہ ایک دباؤ ہوگا کہ ہم نے ایک سال میں اپنی ایک رپورٹ اس ہاؤس کو دینی ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان کو بہتر نتائج دیں۔ وہاں ہمارے اوپر کسی قسم کا اعتراض نہ ہو اور ہماری تعریف کی جائے۔ جناب سپیکر! اسی بنیاد پہ ہم نے یہ ترمیم دی تاکہ جو ہاؤس آج یہ سمجھتا ہے کہ یہ ریسرچ بورڈ جو زراعت کے لیے ہے تو یہ ایگریکلچر سیکٹر کے لیے کوئی بہتر کارگزاری کرے گا۔اسی لیے یہ بل آج پاس کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر ایک سال کے بعد اس بورڈ کی تمام کارکردگی بھی اس ہاؤس کے سامنے آئے اور وہ یہ تجزیہ کر سکیں کہ ہم نے جو بل پاس کیا اور اس کی وجہ سے یہ بورڈ بنا۔ اس کی کارگزاری اور اس کے رزلٹ کیا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کا حق ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب! فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کلاز 14 کی addition کے لیے ہماری جانب سے ایک ترمیم آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی اس میں یہ بہت ہی اہم insertion ہے کہ Annual Report of the Board جناب سپیکر! اگر معزز ایوان اسی پر determined ہی ہے کہ یہ بورڈ لازماً بنایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز آج یہ پاس کر رہے ہیں۔ اس کے لیے بہت ضروری ہے کہ اتنے بڑے اخراجات جو اس بورڈ پہ ہوں گے' ہمارے provincial exchecquer میں سے تنخواہیں' ان کو

الاؤنس دیے جائیں گے' ڈی۔ اے ہوں گے اور ٹی۔اے ہوں گے۔ یہ ایک تجویز ہماری طرف سے اسی لیے آئی ہے کہ جو ادارہ یہ بورڈ تشکیل دے رہا ہے۔ وہ ایک سال کے بعد اس بورڈ کی کارکردگی کو بھی اسی ہاؤس میں دیکھ سکے۔ وہ رپورٹ یہاں پیش کی جائے۔ معزز اراکین اس پہ اپنا mind apply کریں اور پھر اس پر discussion رکھی جائے اور اس میں دیکھا جائے کہ اس ایک سال کے عرصے میں کیا کام اس بورڈ نے کیا ہے' کیا اس بورڈ نے واقعی ایسا کام کیا ہے جس کے لیے ہم نے یہ قانون سازی کی؟ کیا واقعی اس میں ریسرچ کا کام ہوا ہے؟ کیا واقعی اس میں effective طریقے سے ریسرچ کا کام ہوا ہے؟ کیا مختلف قسم کی جو فصلیں ہیں ان میں فائدہ ہوا ہے؟ کیا فی ایکڑفصل کی پیداوار بڑھی ہے؟ کیا انھوں نے ایسی تجاویز پیش کی ہیں جس میں زمین کو بہتر کیا گیا ہو؟ کیا انھوں نے fertilizers, inputs کے بارے میں کوئی ایسی تجاویز دی ہیں جس میں کیا کسانوں اور کاشت کاروں کو صحیح guide کیا گیا ہے؟ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ جہاں میں inputs کی بات کر رہا ہوں تو ہمارے کسان بھائیوں میں سے بڑی اکثریت ان پڑھ ہیں۔ وہ اس وقت جو کچھ کر رہے ہیں وہ اپنے تجربے کی بنیاد پہ کر رہے ہیں۔ جب حکومت اتنا بڑا ریسرچ بورڈ بنا رہی ہے تو اس ادارے کو یہ دیکھنے کا حق ہے کہ وہ ایک سال کے بعد اس کی کارکردگی کو دیکھے کہ اس نے کیا کیا ہے۔ اس کو evaluate کرے۔ پھر یہ دیکھے کہ جس مقصد کے لیے یہ ادارہ بنایا جا رہا ہے یا اس وقت جب اس کی رپورٹ آئے گی اور دیکھا جائے گا کہ کیا جو کچھ حکومت چاہتی تھی۔ اس کے نتائج سائنس دان دے رہے ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ میرے بھائی تھکے بیٹھے ہیں۔ میرے محترم انکل ملک طیب اعوان صاحب جن کی آواز یہاں خاص طور پر زراعت کے حوالے سے گونجا کرتی تھی۔ جناب سپیکر! وہ آج اس اجلاس میں بالکل خاموش ہیں' بلکہ اس اجلاس میں ہی نہیں۔ وہ اس tenure میں خاموش ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے پرزور التماس کروں گا کہ یہ ایسی کلاز ہے۔ جس پر ہم جو کچھ خرچ کریں گے' صوبہ خرچ کرے گا۔ جو بھی ریسرچ ہوگی اس کی evaluation کے لیے یہ کلاز بہت ضروری ہے۔ کم از کم آپ کو یہ تو پتا چلے گا کہ جو کچھ آج آپ سے کرایا جا رہا ہے۔ جو انگوٹھا لگوایا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں Agriculture Research Board نے کچھ deliver بھی کیا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! میں اسی بات پہ آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ کلاز 14 کو جو کہ Annual Report of the Board ہے۔ اس کو insert کرنے کی لازماً اجازت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی اور معزز رکن بولنا چاہتا ہے؟ لاءمنسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جو اپوزیشن میں ہیں۔ انہوں نے Section 14 میں یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس سے پہلے 13 add کر دی جائے۔ اور اس میں یہ تجویز دی ہے کہ جو گورنمنٹ ہے۔ اس ادارے کی رپورٹ صوبائی اسمبلی میں پیش کرے۔ جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اس اسمبلی کے پاس inherent powers under Constitution ہیں کہ وہ کسی بھی ادارے کی رپورٹ منگوا سکتی ہے۔ اور اس کی کارکردگی کو دیکھ سکتی ہے۔ ویسے بھی آپ کے Rules of Business میں Section 130 ہے۔ وہ بھی بڑا clear ہے کہ منسٹر صاحب نے صوبائی حکومت کے بارے میں principles of policy اور اس کی implementation کو بھی ہاؤس میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ powers پہلے ہی اسمبلی کے پاس موجود ہیں۔ اگر آپ اس کو اس ترمیم کے ذریعے اس قانون میں ڈالیں گے تو لامحالہ اس سے آپ کے جو انتظامی معاملات ہیں۔ ان کے جو اخراجات ہیں اور جو وقت رپورٹ تیار کرنے میں، شائع کرنے میں اور lay down کرنے میں لگتا ہے۔ یہ ایک اضافی بوجھ ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ غیر ضروری ہے۔ کیونکہ یہ آئینی provision ہے۔ اس لیے اس ترمیم کی ویسے بھی ضرورت نہیں۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ترمیم کو رد کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and question is:

> That after Clause 13 of the Bill as recommended by Special Committee No. 1, the following new clause shall be added as Clause 14 and the remaining clauses shall be re-numbered accordingly:
>
> > "14. Annual Report of the Board--- The Government shall lay the annual report regarding activities of the

Board before the Provincial Assembly of the Punjab"

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is :

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 15 do stand part of the Bill.

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 16 is under consideration.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr. Speaker Sir, I am on a point of order.

MR DEPUTY SPEAKER: Yes.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, before you may come to the next Clause which is Repeal Clause.

جناب والا! میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ اس کلاز کی ضرورت نہیں۔ جناب والا! اس میں کہا جا رہا ہے کہ

The Punjab Agriculture Research Board Ordinance, 1997 (XXIVof 1997), is hereby repealed.

جناب سپیکر! اگر آپ غور فرمائیں کہ یہ آرڈیننس 7۔ جون 1997ء کو گورنر آف پنجاب نے

اپنے دستخطوں سے جاری کیا تھا۔ اور آئین کے آرٹیکل 128 کے مطابق ایک آرڈیننس جو promulgate کیا جاتاہے اس کی عمر تین مہینے ہوتی ہے۔ اگر ہم یہ determine کریں کہ 7۔ جون کو یہ جاری کیا گیا ہے تو اس کی میعاد 16 ستمبر کو ختم ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! اب یہ آرڈیننس مردہ ہے اور کسی مردے کو کسی کلاز میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں میں اپنی اس version کو آئین کے آرٹیکل کے ساتھ support کروں گا۔ جناب سپیکر! یہ کلاز اس لیے ڈالی جاتی ہے کہ پچھلا جو بھی عمل کیا ہو جو بھی کام کیا ہو اس کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس چیز کو تحفظ دیا جا سکتا ہے جو کہ exist کرتی ہو، جو زندہ ہو۔ ایک آرڈیننس جو تین مہینے کے بعد اپنی موت مر چکا ہے، 6۔ ستمبر یا 7۔ ستمبر کو اس کی validity ختم ہو چکی ہے تو پھر وہ repeal کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس میں آپ آئین کا آرٹیکل 264 دیکھیں،

> Effect of repeal of laws: Where a law is repealed, or is deemed to have been repealed, by, under, or by virtue of the Constitution, the repeal shall not, except as otherwise provided in the constitution,-----
>
> (a) revive anything not in force or existing at the time at which the repeal takes effect. Mr Speaker Sir, this is a dead Ordinance.

جناب سپیکر! اس میں گورنمنٹ کو جو problem face ہوگی۔ وہ یہ ہوگی کہ یہ 7۔ ستمبر سے آج تک کا جو intervening period ہے۔ اس کو یہ کس طرح cover کریں گے۔ کیونکہ This is no Ordinance آرڈیننس تو یہاں ختم ہو چکا ہے۔ اس کلاز کی یہاں ضرورت نہیں۔ اب اس intervening period میں جو تنخواہیں دی گئی ہیں۔ جو ایکشن لیے گئے ہیں۔ جو آرڈر پاس کیے گئے ہیں۔ وہ سب In the eye of law this is null and void. ہیں۔

جناب سپیکر! ان باتوں کے بعد میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کلاز 16 جو repeal کی کلاز ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں۔ اس کو اب یہاں سے strike off کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ شاید انھوں نے پڑھا نہیں۔ یہ آرڈیننس اس کے بعد بھی promulgate ہوا تھا اور یہ آرڈیننس 4۔ اکتوبر 1997، کو دوبارہ promulgate ہوا تھا۔ اب اس کو repeal کرنا ہے۔ کیونکہ اب بل Act بن چکا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا جائے کہ کیوں ہماری آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔ کیوں غلط کام کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاءمنسٹر صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! اس میں دھول جھونکنے والی بات نہیں۔ میں ابھی اس میں amendment move کر دیتا ہوں۔ اور جو 4۔ نومبر کا ہے اس میں تھوڑا سا درست فرما لیں۔ 4۔ نومبر والا جو ہے اس کو repeal کرنا ہے۔ تو،

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ آرڈیننس نمبر 30 مورخہ 4 اکتوبر 1997 should be Repealed.

جناب ڈپٹی سپیکر، جی یہ ہاؤس اس کو منظور کرتا ہے-----

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کو یہ question کسی طریقے سے put کرنا پڑے گا۔ اس میں آپ پوچھیں گے کہ کون اس کے "ہاں" میں بات کرتے ہیں اور کون "نہ" میں بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! پہلے آپ اس کو put کریں گے۔ اس میں، میں oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ oppose کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی، میں oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ محسوس کرتے ہیں تو میں دوبارہ question put کر دیتا ہوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی کہ،

"کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ آرڈیننس نمبر------

نہیں نہیں، آپ proper طریقے سے اسے move کریں۔ یہ غلط بات ہے۔ یہ آپ نے مجھے کیا لکھ کر بھیج دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، آپ نے آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایا تھا۔ جتنی کارروائی ہوئی ہے وہ غیر قانونی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی اس وقت ہاؤس میں on table ہے----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، میں نے آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایا تو کیا ہوا!

جناب سعید اکبر خان، آپ نے آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھایا تھا۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ نہیں بڑھایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد میرا خیال ہے کہ اگر آپ جاگ رہے ہوتے تو سن لیتے۔ آپ آ کر ریکارڈ دیکھیں۔ آپ پتلون سے ہاتھ نکالیں اور attentive ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بھی اس وقت ہاؤس کے on table ہے۔ ہم نے اس کو discuss کرنا ہے۔ اگر گورنمنٹ نے کوئی غلطی کی ہے یا اس کے محکمے سے غلطی ہوئی ہے اس کو ایک proper طریقے سے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سنیں۔ میں نے اسی لیے ان کو تنبیہ کی ہے کہ آپ نے مجھے ایک کاغذ بھیج کر بڑی زیادتی کی ہے۔ اگر وہ ترمیم لانا چاہتے ہیں تو proper طریقے سے لائیں۔ ہاؤس کل صبح 9-30 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔